

4	18	13	25	2	24	9
5	19	14	26	3	28	10
6	20	15	27	4	29	11
7	21	16	28	5	30	12
8	22	17	29	6	31	13
9	23	18	30	7		14
10	24	19	31	8		15

محرم الحرام ۱۴۰۳ ہجری ۱۹۸۲ء  
OCT NOV

5	15	10	22	2	20	1
6	16	11	23	3	21	2
7	17	12	24	4	22	3
8	18	13	25	5	23	4
9	19	14	26	6	24	5
10	20	15	27	7	25	6
11	21	16	28	8	26	7

جمادی الاول ۱۴۰۳ ہجری ۱۹۸۲ء  
FEB MAR

3	10	5	17	2	19	1
4	11	6	18	3	20	2
5	12	7	19	4	21	3
6	13	8	20	5	22	4
7	14	9	21	6	23	5
8	15	10	22	7	24	6
9	16	11	23	8	25	7

نوٹ:- اس قسم کے تقویمیں ایک ہی (●) اور رویت ہلال کے اعتبار سے سب تقویمیں یکساں ہوتی ہیں۔  
توسیلہ نبرا اور جامعہ کے مطبعہ پر شائع کیا گیا ہے۔



# الكتاب الأول في الآداب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وآله الطيبين الطاهرين وأزواجه من أمهات المؤمنين وأصحابه هم مصابيح اليقين سيماء على خاتم الوصيين مولانا المؤمنين قائل الغر المحجلين سيد المصطفين يوسف المسماين ~~مولى~~ قاتل الفجرة مظهر العجائب والغرائب مآثر المؤمنين علي بن أبي طالب عليه وعلى آله اهل بيته السلام الى يوم القيام أما بعد المراجعي الى رحمة ربه المتعال صنع العباد عبد الله بن مظهر جمال المتخلص به بسمل امرتسری محبان اہل بیت کی خدمت میں عرض پر داز ہے کہ جس زمانہ میں میں ریاست اسپور کے کتب خانہ کی خدمت جبرجاری پر مامور تھا مجھ سے ایک میرے ہم خیال مہربان نے ارشاد کیا کہ متقدمین نے جناب امیر علیہ السلام کے مناقب کو نہایت غرغ و لبط کر ساتھ لکھا ہے جس کے عربی زبان کے جانتے والے ہی پورے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ نہ یہ کتابیں عام طور پر دستیاب ہو سکتی ہیں اور نہ عوام ان کو مستفید ہو سکتے ہیں۔ ماسوا اسکے ان کتابوں میں ہر ایک حدیث کا سلسلہ سند جو اس حدیث کی صحت اور سقم کا معیار ہے۔ اس قدر طول و طویل ہو کر نا آشنا سے فن کی طبیعت اسکو پڑھ کر اکثر الجھتی ہے۔ اگر اسناد کو حذف کر کے صرف ستون احادیث کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے تو زمانہ حال کے عوام لوگ اس سے بہت کچھ اپنے انجھے ہوئے عقائد کو سلجھا سکتے ہیں۔

مجھے اسوقت کتب خانہ کے آئے دن کی سچید گویوں سے دم بھر کی مہلت نہیں ملتی تھی تاہم میں نے اپنے ہم مشرب مہربان کے ارشاد سے مرتابی کی مجال نہ کی۔ گو چوتھا منہ اور ٹہری بات تھی لیکن بسم الله مجھ پر ہوا و مرہا کہہ کر اپنے اپنی ٹوٹی پھوٹی کشتی کو اس بحر تنواج کی سنجید بار میں چوڑ دیا اگرچہ کار مہر کار کے سوا اور بہت سے موانع پیش آئے اور اس کا رخیر میں نرا حمت کر نیا لون نے اپنی طبیعت کی خوبی کو ظاہر کیا مگر میں لگاتار اپنے کام میں مصروف



ربا۔ بجائے اسکے کہ کوئی محب اہل بیت شریک ہو کر میرا ہاتھ بٹاتا اور داخل حسات ہوتا از دست اپنی مخالفت سے  
میرے دل کو دکھاتا تھا۔ مگر مجھے اپنے کام سے کام نہا نہ کسی کی مخالفت کی پروا تھی اور نہ اپنی کم استعدادی کا غلو  
خیال تھا جو بوقت کہ اپنے فرض منصبی کو انجام دے چکا اس گورکھ دھند کو اپنے سامنے لڑیٹھا انہیں دنوں  
میں مجھے عظیم آباد پٹنہ کا سفر پیش آیا اور خدا بخش خالص صاحب دکیل کے کتب خانہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا پھر  
لکھنؤ اگرہ دہلی وغیرہ کے کتب خانوں کی سیر کرتا ہوا۔ غرض کہ جس دروازہ سے جو کچھ کہہ بیٹھ کا ٹکڑا ملا اس سے اپنا  
کٹکول گدا می کو بر لیا نہ ہمیں تنکلمین کے پیچیدہ استدلال ہیں اور نہ فلسفیانہ نازک خیال ہیں۔ نہ کسی مذہب  
پر کوئی اعتراض کیا ہے اور نہ کسی اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اگر فی الجملہ کچھ ہے تو خدا سے بڑی نیاز کی مقدس کتاب  
کی چند آیتیں با پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار یا ائمہ حدیث  
رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال یا سچے تاریخی واقعات یا نظیر العجائب علیہ السلام کے حالات ہیں۔ احادیث کی سندوں کو  
بہ نظر اختصار حذف کیا گیا ہے تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جاوے اور پڑھنے والے کی طبیعت بھی بھلی ہے ہر ایک حدیث  
کے ابتدا میں صحابہ یا تابعین میں سے اس حدیث کو راوی اول کے نام پر اور اختتام حدیث میں اسکے تخریج کرنے والے  
محدث کے نام پر اقتصار کیا گیا ہے اور اردو زبان میں اسکا عام فہم ترجمہ کر دیا ہے۔ جہاں تک ہوسکا ہے حدیث  
کے نقل کرنے میں صحت کو خیال کو مد نظر رکھا ہے لیکن اکثر کتابیں قلمی تھیں جنکے حروف و جملے مشکوک  
اور محکوک تھے اسوجہ سے اگر نقل کرنے میں غلطی واقع ہو گئی ہو تو میں خدا سے اسکی معافی کا خوش گوار ہونے والا  
ناظرین کو تصحیح کی استدعا کرتا ہوں۔

مولف کی غرض اس تالیف کو مصنفین کی قطار میں شمار ہونے کی نہیں۔ صرف اہل بیت علیہم السلام کی  
جناب میں اپنے عقیدت کا اظہار ہے کسی سے صلہ کی توقع ہے نہ انعام کی آرزو ہے۔ رب العزت کی جناب سے  
عفو و تقصیرات کا صلہ چاہتا ہوں اور اہل بیت کی درگاہ سے اپنی گناہوں کی شفاعت کا انعام مانگتا ہوں۔  
ہاں اگر احباب سیری لقرشون سے قطع نظر کر کے دعا و خیر سے یاد فرما دیں تو ان کی قدر دانی ہے  
اعینونی اذا احسنت اقرا + فاز اخطات ابتونی صلاحاً + خواہ مجھے کوئی شیعہ کہے یا سنی میرا مذہب تو یہ  
ہے۔ پس ادبم بہر چہ راست ہے لیکن بعلی ہزار کارست ہے میں اپنے سولی کی محبت میں مست ہوں شیعہ و  
سنی کی برود و قدح کا موازنہ نہیں کر سکتا۔

میں نے سوانح عمری کے پیرایہ میں جناب امیر کے فضائل و مناقب کو جمع کیا ہے اور لوگوں کو اس سے مطلع و آگاہ  
کے روحانی اور جسمانی اور اخلاقی اوصاف کا مرقع کہیں چکر دکھایا ہے۔  
اگر حسن عقیدت سے قطع نظر کر کے تہوری دیر کے لئے نظر انصاف سے بھی دیکھا جائے تو ناظرین کو رائے



قائم کرنیکا بخوبی موقع مل سکتا ہے کہ جس جلیل الشان سلامی ہر و کا یہ فوٹو لیا گیا ہے وہ صرف مذہبی پیشوا ہی نہیں بلکہ سلطنت کو تاریخی آسمان کا آفتاب ہے دنیا میں جتنے مشاہیر گذرے ہیں اور جنگی سوانح عمریان آب زر سے لکھی گئی ہیں ان میں سے جناباثر ایسے فرد الافراد ہیں کہ ہر طبقہ کے مشاہیر میں سرآمد نظر آتے ہیں۔  
مجمع سلاطین میں آپ جلال الہی کا تاج سر پر رکھے ہوئے ایک عظیم الشان سلطان ہیں کہ جنکے دربار میں قصور و کمبری کے بنفیر دست بستہ نہایت ادب سے سر پہنچے کیے ہوئے خاموش استادہ ہیں۔  
معرب کار و زار میں آپ ایسے یکہ تازہ شہسوار ہیں کہ آستین چڑھا کر غم و مرح و حبیب عرب کے رستم تراو و نگو چھا کر انکے سینہ پر چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

منبر پر آپ ایک شیوا زبان سپیکر ہیں کہ فصحاء عراق و بلغاے عرب آپکے خطبہ کی فصاحت سے جوش میں آکر کچھ پوچھنے کے لئے اٹھتے ہیں اور پھر بخود بت بکر کٹرے کے کٹرے رہ جاتے ہیں۔  
علم و فضل کے درگاہ میں آپ ایک طلیق اللسانی پروفیسر ہیں کہ انبیاء نبی اسرائیل کی شریعت کو رموز کو یونانی فلسفہ کے ساتھ نبی اسمعیل کی زبان میں بیان فرما رہے ہیں۔  
غرض کہ سند فقر پر آپ ایک منکسر المزاج فقیر ہیں اور چار بالشت امارت پر آپ ایک ذی شوکت امیر ہیں۔  
اگر عدالت میں آپ نوشیروان ہیں تو شجاعت میں رستم دستان ہیں اگر سخاوت میں آپ حاتم نوال ہیں تو شہامت میں کھنجر و مثال ہیں۔

ایسے صفات متضادہ کا لبشر البشر کی اولاد میں پیدا نہیں ہوا اور ایسے اوصاف متقابلہ کا آدمی جناب آدم کی ذریت میں ہویدا نہیں ہوا۔

انہیں صفات متضادہ اور اوصاف متقابلہ کو دیکھ کر نصیر نے آپ کو خدا جانا اور صوفیہ نے خدا جانا کیا جانا مگر سچ تو یہ ہے کہ ذات حیدر کو کوئی کیا جانے + یا نبی جانے یا خدا جانے۔  
میری بساط ہی کیا تھی کہ میں ایسے اہم مطالب کا بیڑا اٹھاتا مگر شوق نے دل کو ایسا گدگدایا کہ بیتاب کر دیا ہر چند کہ میں اس مریا میں تیرنے کے لائق نہیں تھا مگر امید نے ہمارا دیا اور اس ہمارے ہاتھ پاؤں مارنے لگا میں اپنے امامیہ احباب سے نہایت شرمسار ہوں کہ میں اس تالیف میں انکی کتابوں سے اخذ مطالب میں قاصر رہا ہوں اور حضرات اہل سنت و جماعت کی کتب حدیث پر ہی اس کتاب کی تدوین کا مدار رکھا ہے۔  
اسلئے اہل سنت و جماعت کے ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کے اسماء مبارک کی ایک فہرست مع ان کے سند وفات کو دیا جاوے گا کہ وہ جرح کر دی ہے۔



# وفیات ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم

اسمار محدثین	وفیات سنہ	اسمار محدثین	وفیات سنہ
ابن شہاب الزہری امام مالک کے استاد انہوں نے سب سے اول اس فن کو درون کیا ہے	۲۴۰ھ	ابن سعد رحمہ صاحب الطبقات	۲۴۳ھ
ابن اسحاق صاحب السیرۃ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور بخاری کو روایت کیا ہر زہری گنا کرتے تھے من اراد البخاری فعلیہ یا بن اسحاق	۲۴۵ھ	ابن ابی شیبہ شاد امام بخاری صاحب کتاب صنف مستدرک	۲۴۵ھ
الکلبی صاحب التقاسیر و علم لہب استاد سفیان زہری	۲۴۵ھ	اسحاق بن راہویہ صاحب سند و تفسیر	۲۴۶ھ
امام مالک صاحب کتاب موطا رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۵ھ	امام احمد بن حنبل صاحب سند و مناقب	۲۴۱ھ
عبد اللہ بن مبارک شاگرد امام مالک رحمہ	۲۴۶ھ	ابن ابی عمر العدنی رحمہ صاحب سند	۲۴۳ھ
وکیع بن الجراح اپنے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے	۲۴۶ھ	ابن مہنیج رحمہ صاحب سند	۲۴۴ھ
عبد اللہ بن الوہب اپنے ہی کتاب موطا لکھی ہے مگر مشہور نہیں ہوئی	۲۴۶ھ	الدارمی صاحب سند	۲۵۵ھ
سفیان بن عیینہ اپنے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے	۲۴۶ھ	امام المحدثین بخاری رحمہ صاحب جامع الصحیح و التاریخ و الادب	۲۵۶ھ
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۷ھ	الزہری لکھا صاحب اخبار المدینہ و الموضیات	۲۵۶ھ
ابوداؤد الطیالسی رحمہ صاحب کتاب مسند	۲۴۷ھ	امام مسلم رحمہ صاحب جامع الصحیح	۲۶۱ھ
الواقفی رحمہ صاحب المغازی	۲۴۷ھ	ابوداؤد صاحب السنن و النسخ و المتصحیح	۲۴۵ھ
عبد الرزاق رحمہ استاد امام احمد بن حنبل رحمہ صاحب تفسیر	۲۴۷ھ	ابو عیسیٰ الترمذی رحمہ صاحب الجامع و الثمائل	۲۴۹ھ
القرطابی رحمہ صاحب التفسیر	۲۴۷ھ	ابن ماجہ صاحب السنن	۲۴۵ھ
الحمدیدی رحمہ صاحب المسند	۲۴۷ھ	ابن ابی الدنیا رحمہ صاحب کتاب مصنف	۲۶۱ھ
آدم بن ابی ایاس رحمہ صاحب التفسیر	۲۴۷ھ	الحارث بن ابی اسامہ رحمہ صاحب المسند	۲۶۲ھ
ابو عبیدہ رحمہ صاحب غریب الحدیث و شواہد	۲۴۷ھ	القاضی سمیع صاحب کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۶۲ھ
سعید بن منصور رحمہ صاحب التفسیر	۲۴۷ھ	ابن ابی عاصم رحمہ صاحب سند	۲۶۵ھ
		الحکیم الترمذی رحمہ صاحب نوادر الاصول	۲۶۵ھ
		عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل صاحب مسند	۲۶۵ھ



اسماء محدثين	وفات	اسماء محدثين	وفات
ابوبكر الاسماعيلي صاحب الصحيح والمجمع	٢٩٢هـ	اليزار شاگرد امام بخاري صاحب سند	٢٩٢هـ
ابن خنابن صاحب السنن والترغيب	٣٠٣هـ	النسائي صاحب السنن والخصائص	٣٠٣هـ
الدارقطني صاحب السنن وغيره	٣٠٦هـ	ابوبعلي صاحب المسند والمجمع	٣٠٦هـ
الخطابي صاحب غريب الحديث	٣٠٦هـ	ابن جرير الطبري صاحب التفسير والتاريخ	٣٠٦هـ
ابن منده صاحب معرفة الصحابة	٣١٠هـ	مؤيد بن عبد الله صاحب الكنى	٣١٠هـ
الحاكم صاحب المستدرک والتاريخ	٣١١هـ	ابن خزيمة صاحب الصحيح	٣١١هـ
ابن مردويه المشهور بطراز المحدثين صاحب التفسير	٣١٥هـ	ابو القاسم البغوي صاحب معجم الصحابة	٣١٥هـ
والمناقب والمستخرج على البخاري	٣١٥هـ	ابن المنذر صاحب التفسير والاورط	٣١٥هـ
تمام صاحب الفوائد	٣١٥هـ	الطحاوي صاحب مشكل الآثار	٣١٥هـ
الالكافي صاحب السنن	٣١٦هـ	يعقوب صاحب الصغائر	٣١٦هـ
ابو نعیم شاذ حنبلت بغية اوى صاحب الحلية في معرفة الصحابة	٣٢٢هـ	ابن قتيبة الدينوري صاحب كتاب المعاد	٣٢٢هـ
الثعلبي صاحب التفسير	٣٢٢هـ	ابوبكر الانباري	٣٢٢هـ
البيهقي صاحب السنن وشرح الايمان وغيره	٣٢٤هـ	ابن ابي حاتم صاحب التفسير	٣٢٤هـ
الخطيب البغدادي صاحب تاريخ والجامع	٣٢٥هـ	المحامي صاحب الامالي	٣٢٥هـ
ابن عبد البر صاحب كتاب الاستيعاب في معرفة الصحابة	٣٢٥هـ	ابن قانع صاحب معجم	٣٢٥هـ
الواحدي تلميذ الثعلبي صاحب تفاسير المشهور	٣٢٥هـ	ابوبكر الشافعي صاحب غيايات	٣٢٥هـ
البنغوي صاحب معالم التتميل وشرح السنن	٣٢٥هـ	ابن حبان صاحب الصحيح والفتاوى والضعفاء	٣٢٥هـ
الدليبي صاحب الفردوس الاخبار	٣٢٥هـ	ابن السكن صاحب معرفة الصحابة	٣٢٥هـ
السلفي صاحب التاريخ	٣٢٥هـ	الطبراني صاحب معجم طلائع	٣٢٥هـ
ابن عساکر صاحب التاريخ	٣٢٥هـ	الماجری صاحب الشريعة والمأربین	٣٢٥هـ
ابن النثیر الجزري صاحب کمال التلخیص وشرح	٣٢٥هـ	ابن النبی صاحب غل اليوم	٣٢٥هـ
القاضي في معرفة الصحابة	٣٢٥هـ	والليله وطلب النبوي	٣٢٥هـ
الخوارزمي ورواه ابن خنابن جعفر محمد بن جرير	٣٢٥هـ	ابن عدي صاحب الكامل	٣٢٥هـ
الطبري صاحب المناقب	٣٢٥هـ	ابو الشيخ صاحب التفسير والعظمة والوصايا	٣٢٥هـ







نام کتاب	نام مؤلف	نام کتاب	نام مؤلف
کفایۃ الطالب فی مناقب الامام علی	للعلاء محمد بن یوسف الکنجی	احیاء المیت لفصل ابن ریت	للعلاء حلال الدین السیوطی
ابن ابی طالب	الشافعی رحمۃ اللہ علیہ	المناقب	لحافظ الدین محمد بن احمد عجمی
نزال الابرار	للعلاء بدیشی	رسال فضائل ابن ریت	للعبد الرحمن الماجوی الشافعی
مناہج الوصول الی معرفۃ فضل	للعلاء محمد بن یوسف الزری	عمدة الطالب فی مناقب ابن ریت	لجمال الدین احمد المعروف بابن عقیق
آل الرسول	المدنی	ریاض الفضائل	لشیخ محمد الوعظ الوردی
صراط السوی فی مناقب آل النبی	للعلاء محمود بن محمد علی الشیخانی العادوسی	کتاب الصغیر مناقب بیت آل النبوة	لشیر احمد افضل محمد بن محمد الی الشافعی
معارج اعلیٰ فی مناقب المصطفیٰ	محمد صدر عالم	فتح المبین فی فضائل ابن ریت	للعبد الرؤف المناوی
توضیح الدلائل علی ترجیح فضائل	شہاب الدین احمد	سید المرسلین	للعلاء رشید الدین خان الدہلوی
المختصر فی علویہ علی سائر البر	لابی الفتح محمد بن علی بن ابرہیم	ذخیرۃ المال فی شرح عقد ہام	لشیخ احمد بن عبد القادر عجمی
فتح المطالب فی مناقب علی بن	لحافظ شمس الدین محمد بن احمد	اللآل	الشافعی
ابی طالب	الذہبی	سعادۃ الکونین	لمراقف علی اسم مؤلفہ
مرآۃ المؤمنین فی مناقب اہل	للملوی والی اللہ لکھنوی	تنضید یعقود سنیہ تمہید الدولہ	لرفی الدین محمد بن علی بن حیدر
بیت سید المرسلین		الحسینیہ	
درسمطین فی فضل المصطفیٰ	لجمال الدین محمد یو الزندی	القول الجلی فی فضائل علی	للسیوطی
والمرقنی وسمطین		دعاء الہدایۃ الی اذہق	للعبد بن عبد المحسن
عرف الوردی فی اخبار المہدی	للسیوطی	الموالاة	
مناقب حبیبیہ	لشیخ احمد بن علی بن ابرہیم	اسنی لمطالب فی فضل علی بن	لشیخ ابرہیم بن عبد الوہاب
عقد اللال فی فضائل آل	الانصار الیمینی شیخانی	ابی طالب	الیمینی الشافعی
<p>عقد اللال فی فضائل آل</p> <p>ناظرین کو کتاب کے مطالعہ سے واضح ظاہر ہو جائیگا کہ احقر نے کس قدر جانکاہی سے اس کے ابواب کو ترتیب دیا ہے</p> <p>پہلے باب میں جناب امیر کے اسما اور القاب درج کر کے کفایۃ المہمیر کت اسما راہی الائمہ اسکا نام رکھا ہے</p> <p>دوسرے باب میں آپ کے شان کے متعلق قرآن کی آیتیں جمع کی ہیں اور اسکا نام النص الجلی مانا</p> <p>من کتاب اللہ فی علی قرار دیا ہے۔</p> <p>تیسرے باب میں جناب کے فضل الناس میں نیکاثبوت ہو اسکا نام مہم غیبی الکواکب المضیہ فی فضائل</p>			



العلوہ پکارا ہے \*

چوتھے باب میں۔ آپ کی خصوصیات کا ذکر ہے سر و شرف اسمانی نے العرفۃ الوثقی فی خصائص المرتضیٰ کا  
خطاب سکون عطا کیا ہے اور بحیثیت مجموعی اس تالیف کو ارجح المطالب فی حد مناقب سدا اللہ الغالب میر المؤمنین  
علی بن ابی طالب کے لقب کے نامزد کیا ہے \*

کوئی صاحب خیال نہ کرے کہ اس کتاب کو صرف کتب مناقب ہی سے تالیف کیا ہو نہیں بلکہ کتب صحاح میں جامع  
بخاری اور مسلم اور ترمذی اور تندرک حاکم اور سند ابن البیت جناب امام رضا علیہ السلام اور کنز العمال اور سنن ابی  
شیبہ اور حلیۃ الاولیاء اور جامع عبد الزراق اور سند زبیر اور معجم ثلاثہ طبرانی وغیرہ سے \*

اور کتب جلال میں۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب اور اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ اور اصحابہ فی تہذیب  
الصحابہ اور الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ وغیرہ \*

اور تفاسیر میں تفسیر معالم التبریل اور الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور اور تفسیر کشاف اور بیضاوی وغیرہ  
اور تواریخ میں تاریخ طبری اور کمال التواریخ اور مروج الذهب جوہی مرآت الجنان جہی اور تاریخ ابن عساکر وغیرہ  
اور سیر میں سیرت ابن اسحاق۔ اور واقعی اور مدارج النبوة سے \*

بہت کچھ مدد لی گئی ہے جس کتاب سے کوئی مطلب اقتضیٰ کیا ہے اس کتاب کا نام اسکی عبارت کو ذیل میں درج کروا رہا ہے  
اب میں اپنے لیکر اور ناظرین کتاب کے لیے دعا خیر مانگتا ہوں اور اصل کتاب کی طرف رجوع کرتا ہوں \*

واللہ تعالیٰ یعصمنا عن الخطاء والخطی و یثبت اقدارنا فی مواضع الزلل انہ المرجو فی الاولی والاخر  
وعلیہ التوکل والاعتماد فی الدنیا والعبق



# باب اول

جناب امیر علیہ السلام کو اسماء مبارک میں

موسوم

بکفایت المہمہ بہرکت اسماء الی اللہ

قال ابن الاعرابی كانت فاطمة بنت اسد ام علی حاملة بجلی و ابو طالب غائب فوضعتہ فسمته

اسد

اسد لتجی بہ ذکر ایہا فلما قدم ابو طالب سماہ علیا (الیواقیت لابن عمر الزاہدی)  
ابن اعرابی کا قول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد حمل سے تھیں اور انکے وضع حمل کے وقت ابو  
طالب کہیں گئے ہوئے تھے اور جناب امیر تولد ہوئے جناب فاطمہ بنت اسد نے اپنی والدہ کے نام پر انکا نام اسد رکھا تاکہ  
انکے والد کا نام انکے ذریعہ سے زندہ رہے جب ابو طالب تشریف لائے تو انکا نام علی رکھا۔

قال عطاء انما ستمہ امہ حیدرہ بدلیل قوله يوم خیرہ انا الذی ستمنی امی حیدرہ (تذکرہ خواص)

حیدرہ

عطا کہتے ہیں کہ جناب امیر کی والدہ ماجدہ نے آپکا نام حیدر رکھا تھا۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ خیر کے  
روز آپ اپنے رجز میں فرمایا ہے۔ میں وہ ہوں کہ میری مان نے میرا نام حیدر یعنی شیر رکھا ہے

وقال علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی فی سيرة الحلبیة ویقال ان ذلک کان کشفاً من علی فان مرجحاً کان  
رای فی تلك الليلة فی المنام اسداً فترسہ فذکرہ علی لیخیفہ

حافظ علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی سیرۃ حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر کا اپنی رجز میں اپنے باپ کو حیدر کہنا یا ایک  
کشفی امر تھا کہ اسی رات مجھے خواب میں دیکھا تھا کہ اسکو ایک شیر نے پھاڑ ڈالا ہے پس جناب امیر نے اسکو خوف و لالہ  
کے لیے اسکا ذکر کیا کہ میں وہ شیر ہوں جسکو نے خواب میں دیکھا ہے۔

وقال بعضهم لان اباطالب کان غائباً حين ولد فسمته امہ حیدرہ وقيل فی حکایة انما ستمہ حیدرہ لان  
علیاً کان رضيعاً وهو فی البيت وحده وكانت أمہ خارجة فی بعض الحاجات کان منبر لهم یجنب جیل مکہ  
فترلت حیة وهمت لقتل علی فمدیدہ واخذت الحیة وامسکها فماتت فی یدہ فدخلت امہ ورأت الحیة مقتولة  
فی یدہ فقالت خیاک الله یا حیدرہ لذلك سمی حیدرہ (تذکرہ خواص) الذی فتح الاسلام ابو بکر بن محمد بن الحسن بن علی بن  
فی مناقب الاصحاح بعض کہتے ہیں کہ جب جناب امیر تولد ہوئے اسوقت ابو طالب گمزمین نہیں تھے آپکی والدہ نے آپکا



نہم حیدر رکھا ایک حکایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جناب امیر ابی دودہ پیتے بچے ہی تھے اور گھر میں تنہا تھے ایک ہی والدہ ماجدہ گھر سے باہر کسی کام کو گئی ہوئی تھیں اور انکا گھر یکہ میں ایک پہاڑ کے پہلو میں تھا ایک سانپ پہاڑ پر سوار اُسٹرنے جناب امیر کو قتل کرنا چاہا جناب امیر نے ہاتھ بڑھا کر اسکو مضبوط پکڑ لیا وہ جناب کے ہاتھ ہی میں مر گیا اتنے میں ایک ہی والدہ ماجدہ باہر سے تشریف لائیں اور سانپ کو انکے ہاتھ میں مرا ہوا دیکھ کر کہنے لگیں اسے میرے شیر خدا تجھو زندہ رکھے اسلئے آپکا نام حیدر مشہور ہو گیا ۔

جناب امیر کے علی نام ہونیکلی وجہ تسمیہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہوا اسم مستہ بہ امہ عند ولادته (تذکرہ خواص الامہ) یعنی انکی والدہ ماجدہ نے انکی ولادت کو

علی

وقت ہی انکا نام نامی علی رکھا تھا ۔

وقیل فلما علا علی علی کتف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکسر الاصنام سعی علیا من العاود الرفعت والشرف (تذکرہ خواص الامہ) یعنی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش اقدس پر کعبہ کے بت توڑ نیکے لیے چڑھے ہو وقت سے شرف اور علو اور رفعت کی وجہ سے آپکا نام علی لپکارا گیا ۔

عن ابن عباس قال کانت امہ اذا دخلت علی ہبل لتسجد لہ وھو جامل بہ علا علی بطفھا فینعھا من السجود فسمی علیاً (تذکرہ خواص الامہ) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب امیر کی والدہ اپنے ایام حمل میں جب وقت کہ ہبل کے پوجنے کیلئے جا تیں اور سجدہ کا ارادہ کرتیں تو جناب امیر انکے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور سجدہ کرنے سے انکو روکے رکھتے اس وجہ سے آپکا نام علی رکھا گیا ۔

بعض کے نزدیک ابوطالب نے جناب امیر کا نام علی رکھا تھا چنانچہ علامہ ابن یوسف کہنجی ہی اسی بات کے قائل ہیں اور اپنی کتاب کفایۃ الطالب میں انکی تائید میں جناب ابوطالب کا ایک شعر پیش کرتے ہیں یہ سمیع بعلی کی ید وصلہ + عز العلو فخر الغرادومہ + یعنی میں نے انکا نام علی اسلئے رکھا ہے تاکہ سر بلندی کی عزت انکے لیے ہمیشہ رہے اور عزت کا فخر انکو ہمیشہ اپنے ساتھ لیے رہے ۔

عن ابی سلیمان داعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیلة اسری الی السماء قال لی لجلیل جل جلالہ یا محمد من خلقت فی امتک قلت خیرھا قال علی بن ابی طالب قلت نعم یا رب قال یا محمد اطلعت الی اهل الارض اطلعت فاخلرتک منها فشقت لك اسماء من اسمائ فانا المحمود فانت محمد ثم اطلعت الثانیة فاخلرت منها علیا وشقت له اسماء من اسمائ فانا الاعلی وهو علی یا محمد انی خلقتک علیاً من سحیح نور من نوری وعرضت ولا یتکما علی اهل السموت والارض فمن قبلھا کان عندک من المؤمنین ومن بعدھا کان من الکفرین (اخرجہ الخوارزمی) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ بان ابی سلیمان رضی



کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا شاہ باطل اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور انکے داماد  
 اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام بنی ہاشم کے سردار جناب امیر نے اس سے فرمایا اور  
 عبد اللہ خدا سے خوف کرا اور منافقت مت کر بیشک منافق تمام خلقت کا شریر ہوتا ہے کہنے لگا  
 اے ابو الحسن چوڑ۔ ہمارا ایمان تو تمہارے ایمان کی طرح سے ہے یہ کہہ کر جناب امیر کے پاس سے  
 چلا گیا اور اپنے دوستوں سے کہنے لگا تم نے دیکھا میں نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے رہے اسکی  
 تعریف کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

{نہم} والذین يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا  
 بهتانا واثما مبينا (سورة الاحزاب) ترجمہ جو لوگ کہ اذیت دیتے ہیں مؤمنین  
 اور مومنات کو بغیر کسی قصور کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر ۔

عن مقاتل بن سليمان قال انه نزلت في علي وذكوان نفر من المنافقين كان يؤذون  
 ويكذبون عليه (اخو حجة ابن مردويه) مقاتل بن سليمان سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب  
 امیر کی شان میں نازل ہوئی چند لوگ منافقون میں سے انکو ایذا دیا کرتے تھے اور ان کو  
 جھٹلایا کرتے تھے ۔

{۵۵} في مقعد صدق عند مليك مقتدر (سورة القمر) ترجمہ بیٹھے  
 سچی بیٹھیک میں نزدیک بادشاہ کے جبکاسب پر قبضہ ہے ۔

عن ابا جانة قال قلت يا رسول الله اخبرتني ان الجنة محرمة على الانبياء حتى  
 تدخلوها وعلى الامم حتى يدخلوها امتك قال بلى يا ابا جانة اما علمت ان لله لواء  
 من نور وعمود امن ياقوت مكتوب على ذلك بالنور لا اله الا الله محمد رسول الله  
 ال محمد خير البرية وصاحب اللواء امام يوم القيمة وضرب بيدك على علي قال فترى  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك عليا فقال الحمد لله الذي كرمنا وشرفنا بك فقال له  
 البش يا علي ما من عبد يتحل مودتك الا بعثه الله معنا يوم القيامة ثم قرأ في مقعد  
 صدق عند مليك مقتدر (اخو حجة ابن مردويه) ابو جانة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
 کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے ہمین خبر دی ہے کہ جب تک آپ جنت میں تشریف نہیں لے  
 جائیں گے تب تک جنت دوسرا گناہ پر حرام ہوگی اور جب تک کہ آپ کی امت اس میں داخل نہ ہو  
 اس وقت تک دوسری امتیں نہیں جائیں گی آپ نے فرمایا تمہیک سے اسے اباد جائے کیا



تو نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا ایک علم نور سے ہے اور یاقوت کا ایک عمود ہے اس پر لکھا ہوا ہے ہلا  
 اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور صاحب علم قیامت کے دن امام ہے پھر آپ نے جناب امیر کے کندھے پر  
 ہاتھ مار کر اس کی تفسیر کی۔ اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ جس نے تیری وجہ سے ہمیں کرامت اور شرف  
 دیا ہے پھر ارشاد کیا خوش ہو یا علی جو بندہ کہ تیری محبت کو رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز  
 اسے ہمارے ساتھ اٹھائے گا پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا \*

{۵۴} وَمَنْ خَلَقْنَا امَةً يَهْدِيهِمْ وَنُصَلِّحْ لِيَوْمِ الْحَقِّ وَبِيعْدَلُونِ (سورة اعراف) ترجمہ اللہ  
 ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے کہ جو حق کے ساتھ ہدایت پائے میں اور اسی کی طرف پہنچنے  
 میں \*

عن زاذان عن علي قال ستفارق هذه الامّة على ثلاث وسبعين فرقة اثنتان و  
 سبعون في النار وواحدة في الجنة وهم الذين قال الله تعالى. ومن خلقنا امّة الخ وهم  
 انا وشیعتی (اخرجه ابن مردويه) زاذان جناب امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا  
 تھے کہ یہ امت غریب تشریف قرون میں منقسم ہوگی بہتر دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائیگا اور  
 وہ وہی لوگ ہیں جن کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے  
 جو حق کے ساتھ ہدایت پاتا ہے اور اسی کی طرف پہنچتا ہے۔ پھر جناب امیر نے فرمایا وہ میں ہیں  
 اور میرا گروہ ہے \*

{۵۵} طوبی لہم وحسن مآب (سورة الرعد) ترجمہ خوشی ہے انکے لیے اور بابرکت  
 کا اچھا پن \*

عن محمد بن شہیر بن قال ہی شجرة فی الجنة اصلها فی حجرة علی ولیس فی الجنة  
 حجرة الا وفيها غصن من اخصا نهارا اخرجه ابن مردويه محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت  
 ہے کہ طوبی ایک درخت جنت میں کہ جسکی جڑ جناب امیر کے گھر میں ہے اور جنت کا کوئی ایسا گھر نہیں  
 کہ اس میں اسکی شاخ نہ ہو \*

{۵۶} اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (سورة النساء)

ترجمہ اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو تم رسول کی اور اسکی جو کہ تم میں صاحب امر ہو \*

عن عبد الغفار بن القاسم قال سالت جعفر بن محمد عن ابي الامر فقال کان علی  
 و اللہ منہم (اخرجه الخوارزمی) عبد الغفار بن القاسم سے منقول ہے کہ معنی امام جعفر صادق



ابن محمد باقر علیہ السلام سے اولی الامر کی نسبت پوچھا تو فرمائیے لگے علی انہیں میں سے تھے۔

{۳۹} واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض في كتاب الله من المؤمنين . و  
المهاجرين (سورة احزاب) ترجمہ اور قرابت الارحام بعض بعض سے نزدیک ہیں خدا کی کتاب  
میں مومنین اور مهاجرین میں سے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ذلک علی لانہ کان مؤمناً مهاجراً ذارحم راخوجہ ابوبکر  
ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ اس آیت میں جن کا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں  
کیونکہ وہ مومن اور مهاجر اور صاحب قرابت تھے۔

{۴۰} ولشیر الذین امنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم (سورة بقرہ) ترجمہ  
اور بشارت دی ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے ہیں تحقیق ان کے لیے ہے قدم سجای کا اپنے رب  
کے پاس۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال نقلت هذه لایت فی ولایت علی بن ابی طالب راخوجہ  
ابن مردویہ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ یہ آیت جناب علی بن ابی طالب  
کی ولایت کی نسبت نازل ہوئی ہے۔

{۴۱} من جاء بالحسنة فله خير منها وهم من فزع يومئذ امنون و  
من جاء بالسئنة فكبت وجوههم في النار (سورة النمل) ترجمہ جو کوئی  
لاوے نیکی پس اس کے لیے ہے بہتری اس سے اور وہ ڈرے اس دن امن میں ہے اور جو کوئی  
لائے برائی پس او نہ بگرایا جائیگا آگ میں۔

عن علی قال الحسنه حبا والسئنة بغضنا راخوجہ ابن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے  
اس آیت کے متعلق روایت ہو کہ نیکی ہماری محبت ہو اور برائی ہمارا بغض ہے۔

{۴۲} وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم (سورة انفال) ترجمہ اور نہیں ہے  
اللہ کہ ان کو عذاب دے حالانکہ تو ان کے درمیان میں ہے۔

امام صلی اللہ علیہ وسلم الی وجود ذلک المعنی فی اهل بیتہ وانهم امان لاهل الارض  
کما کان هو صلی اللہ علیہ وسلم امان لهم ومنها النجوم امان لاهل السموات واهل  
بیتہ امان لامتی (صواعق محرقہ) اسکے معنی کے وجود کی طرف جناب رسول مقبول صلی  
اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت میں اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ اہل زمین کے لیے امان ہیں جس



طرح سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے امان تھے چنانچہ ان احادیث میں سوا ایک حدیث یہ ہے کہ ستاروں آسمان والوں کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کو لیے امان ہیں۔

{۶۳} **وعلى الاعراف رجال يعرفون كلا بسيماهم** (سورة الاعراف) ترجمہ اور اعراف پر ایسے لوگ ہونگے کہ ہر شخص کو اسکی علامت سے پہچانینگے۔

(۱) عن علی قال نحن اصحاب الاعراف من عند فتاة بسيماة ادخلتنا الجنة راخوہ ابن مردويه) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ آپ فرماتے تھے ہم ہیں اصحاب اعراف جس شخص کو ہم اسکی علامت سے پہچانیں گے اسکو ہم جنت میں داخل کریں گے۔

(۲) عن ابن عباس قال الاعراف موضع عال من الصراط عليه العباس والحنيفة وعلی وجعفر ذوالجناحين يعرفون مجيهم ببياض الوجوه ومبغضهم لبواد الوجوه (راخوہ الثعلبی فی نفسیہ) ابن عباس سے روایت ہو کہ اعراف ایک بلند جگہ ہے صراط پر اسپر عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر ذوالجناحین ہونگے اپنے محبوبوں کو انکے مونہ کے گور ابراہیم اپنے دشمنوں کو انکے مونہ کا لک کے پہچانیں گے۔

{۶۴} **ولما ضرب ابن مريم مثلاً اذا قومك منه يصدون** (سورة الزخرف) ترجمہ جب پیش کیا گیا مریم کے بیٹے کی مثال تب ہی تیری قوم لگی چلنے۔

عن علی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فیک مثلاً من عیسیٰ احبہ قوم فھلکوا فیہ وابعضہ قوم فھلکوا فیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنا فقون اما یرضون ان لہ مثلاً من عیسیٰ فقلت ہذا الایۃ راخوہ البزار وابو یعلی والحاکم والنظیری) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علی تجھ میں بعینہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے کہ ایک قوم نے اسے محبت کی یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہو گئی اور ایک قوم نے اسے بغض کیا یہاں تک کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئی پھر آپ نے فرمایا کیا منافق رضی نہیں کہ اسکے لیے عیسیٰ کی مثال موجود ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

{۶۵} **ولتعرفنهم في لحن القول** (سورة محمد) ترجمہ اور البتہ پہچان لیگا تو انکو بات کے ڈھب سے۔

عن ابی سعید الخدری فی قولہ تعالیٰ ولتعرفنہم فی لحن القول بیغضہم علی بن ابی طالب راخوہ ابو بکر بن مردویہ وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور فی سؤال القتال



ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کے متعلق کہ البتہ پہچان لیگا تو انکوبات کے ہر آلے میں علی بن ابیطالب کے بغض کے ساتھ ۔

{۴۴} اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَ الْحَسَنٰی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ رِسُوْرَهٗ

انبیا) ترجمہ جنکو آگے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی اور وہ اس سے دور رہیں گے ۔

عن النعمان بن بشیر از علیاً تلاًها وقال انا منهم راخرجه ابن مردويه) نعمان بن

بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس آیت کو پڑھ کر فرمایا میں

انہیں میں سے ہوں ۔

{۴۵} فَاَمَّا مَنۡ اُوْتِیَ كِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ (سورۃ الحاقہ) ترجمہ پس جسکو ملا اسکا نیکو آدمی

باتھ میں ۔

عن ابن عباس قال فی قولہ تعالیٰ وَاَمَّا مَنۡ اُوْتِیَ كِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ہو علی ابن ابیطالب

راخرجه ابو بکر بن مردويه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کے متعلق

کہ اور لیکن وہ شخص کہ اسکا نامہ اعمال سکے دہنے باتھ میں دیا جائیگا وہ علی بن ابی طالب

میں ۔

قال الواحد نزلت ہذہ الاٰیۃ فی علی وحفصہ (یعنی امام واحدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں

کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ہے ۔

{۴۸} فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ النحل) ترجمہ

پس پوچھو تم اہل ذکر سے اگر نہیں جانتے ہو ۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال علی بن ابی طالب نحن اهل الذکر

راخرجه الثعلبی فی تفسیرہ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر

علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم اہل ذکر ہیں ۔

{۴۹} اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (سورۃ فاتحہ) ترجمہ دکھا ہمکو راہ سیدھی ۔

عن مسلم بن حیان قال سمعت ابا بربیۃ رضی اللہ عنہ یقول صراط محمد وآلہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم راخرجه الثعلبی فی تفسیرہ وصاحب معالم التنزیل) مسلم بن حیان کہتے

ہیں کہ میں نے ابو بربیدہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ صراط مستقیم سے جناب محمد صلی اللہ

علیہ وسلم اور انکی آل کا طریقہ مراد ہے ۔



{۷۰} واذان من الله ورسوله الى الناس يوم النحر الاكبر (سورہ توبہ) ترجمہ اور  
پکارنا اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن ۔

هو علي حين اذان وذكرها احمد بن حنبل في مسنده حين ارسل ابا بكر مع البراءة ثم اتبعه  
بعلي وقد امرت ان لا يبلغها الا انا او رجل مني اس آیت میں جب کا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں جنہ  
انہوں لوگوں کو مکہ میں جا کر پکارا چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں اس کا ذکر کیا ہے  
جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دیکر بھیجا پھر ان کے بعد میں جناب امیر کو روانہ کیا اور  
انہوں نے سورہ برات ان سولے کی اور مکہ والوں کو حجر میں جا کر حضرت کی طرف سے سنائی اور حضرت  
نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس سورت کو یا تو میں لیجا سکتا ہوں یا وہ آدمی جو میرا ہو ۔

{۷۱} ومن شاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى (سورہ محمد) ترجمہ  
اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کہل چکی راہ کی بات ۔

عن ابی جعفر قال فی امر علی راخرجه ابن مردويه (جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے  
روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو حضرت سے علی کے امر میں تنازع  
کرتے تھے ۔

{۷۲} ويؤت كل ذي فضل فضله (سورہ یونس) ترجمہ اور دی جائیگی ہر ایک کو اپنی  
دالے کو اسکی زیادتی ۔

عن ابی جعفر قال هو علی راخرجه ابن مردويه (جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے  
روایت ہے کہ اس آیت میں ذی فضل سے مراد جناب امیر علیہ السلام ہیں ۔

{۷۳} ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا (سورہ فاطر) ترجمہ پھر  
ورثہ میں دی ہم نے کتاب ان لوگوں کو جن کو کہ ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا ۔

عن علی قال اخراولئك راخرجه ابن مردويه (جناب امیر سے روایت ہے کہ وہ لوگ ہم میں  
امر حسب الذين ازيتروا ان يقولوا امنا وهم لا يفتنون

{۷۴} ترجمہ کیا یہ سمجھتے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں ایمان لائے ہیں ہم کہ یوں ہی چوڑی جائیں گے اور  
وہ آزمائے نہیں جائیں گے ۔

عن علی قال قلت يا رسول الله ما هذه الفتنة قال يا علی بك فانك تخافهم فاعد  
للخصومة راخرجه ابن مردويه (جناب امیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیسی آزمائش



ہے حضرت فرمایا لوگ تیری جہت سے آزمائے جائینگے اور تو انکے ساتھ جہگڑ لگا پس جہگڑ کے لیے تیار ہو جا

{۷۳} **وَقُواصُوا بِالصَّبْرِ** (سورہ العصر) ترجمہ اور آپس میں وصیت کرتے ہیں سہار کی۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انھا نزلت فی علی بن ابی طالب (راخوجہ بن مردویہ)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

{۷۴} **مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ**

**بِرُكْعَانٍ يُدْتَفَعُونَ فَضْلًا مِنْ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ**

**مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاتِ وَمِثْلَهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ**

(سورہ حم) ترجمہ محمد خدا کے رسول ہیں اور وہ لوگ کہ انکے ساتھ ہیں سخت ہیں کافروں پر اور

آپس میں نرم دل ہیں دیکھئے تو انکو رکوع کرنے اور سجدہ کرتے چاہتے ہیں اپنے اللہ کا فضل اور اسکی

خوشی انکی نشانی انکے مونہ پر ہے سجدہ کے نشان سے یہ کہاوت ہے انکی تورات میں اور کہاوت

ہے انکی انجیل میں ۔۔۔

عن موسیٰ بن جعفر عن ابائہ علیہ علیہم السلام انھا نزلت فی علی (راخوجہ بن مردویہ)

جناب امام سے کاظم بن امام جعفر الصادق علیہ علیہ السلام اپنے آپار کرام سے روایت

کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

{۷۵} **وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ** (سورہ الزخرف) ترجمہ اور وہ نشان ہو اس گھڑی کا۔

قال مقاتل بن سلیمان ومن تبعه من المفسرين ان هذه الآية نزلت في محمد (صواعق محرقہ)

مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور انکے اتباع کرنے والے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب

موسیٰ و عوود کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

{۷۶} **كَفَى اللَّهُ شَهِيدَ بَيْنِهِمْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَ اللَّهِ عِلْمُ الْكِتَابِ** (سورہ رعد) ترجمہ

کافی ہے اللہ میرے اور تمہاری درمیان اور جسکو خبر ہے کتاب کی۔

عن محمد بن حنفیۃ انه قال ومن عند الله الكتاب علی بن ابی طالب (راخوجہ الحافظ ابو

نعمان والتعلی والنظیری) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ اس آیت میں ومن عنده علم

الکتاب جناب امیر مراد ہیں۔

{۷۷} **حَتَّى نَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَاتُ** (سورہ البینہ) ترجمہ جب تک کہ پہنچیں انکو کھلی بات۔

عن ابن جریر فی قوله تعالیٰ حتی ناتیهم البینۃ قال محمد بن قسطلان من بعد ما جاءتهم



البینة وال محمد (اخرجہ بن المنذر والسیوطی فی الدر المنثور) ابن جریر جتے تاہم البینة کی تفسیر  
میں کہتے ہیں کہ کسلی بات سمراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور من بعد ما جاؤ تم البینة سے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل مراد ہے۔

{۸۰} ان الله اصطفیٰ ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران علی العالمین  
(سورہ عمران) ترجمہ اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہان  
عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت مع محمد عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفیٰ ادم  
ونوحا وال ابراهيم وال عمران وال محمد علی العالمین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیر) اعمر  
ابی وائل سے ناقل ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآن شریف میں اس آیت کو  
اس طرح پڑھا تھا اور اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل کو اور عمران کی آل  
کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو سارے جہان پر۔

{۸۱} الا بن کن اللہ تطمان القلوب (سورہ الرعد) ترجمہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے  
میں دل۔

عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزلت هذه الاية الا بن کن اللہ تطمان القلوب  
قال ذاك من احب اللہ ورسولہ واحب اهل بیتہ صادقاً غیر کاذب (اخرجہ بن مردويه  
والسیوطی فی الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ  
اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہ وہ دل ہیں جو اللہ  
اور اللہ کے رسول اور میرے اہل بیت سے سچی محبت رکھتے ہیں نیز کسی جھوٹ کو۔

{۸۲} ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخر (سورہ  
احزاب) ترجمہ جو لوگ ستائیں اللہ کو اور اس کے رسول کو انکو پھینکا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں  
عن ارطاة بن حبيب قال حدثني ابو خالد الواسطي وهو اخذ بشعره قال حدثني زيد بن  
خالد وهو اخذ بشعره قال حدثني الحسين بن علي وهو اخذ بشعره قال حدثني ابي علي  
ابن ابي طالب وهو اخذ بشعره قال حدثني رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو اخذ  
بشعره قال من اذی شعرة منك فقد اذی من اذی الله ومن اذی الله فعليه  
لعنة الله ثم قرأ ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخر (اخرجہ الشيخ  
الحافظ الرندی فی الدر المنثور) ارطاة بن حبيب روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے



اپنی وارثی کا بال بکڑ کر بیان کرتے تھے کہ مجھ سے زید بن خالد نے اپنی وارثی کا بال بکڑ کر نقل کیا کہ مجھ سے  
 جناب حسین علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال بکڑ کر روایت فرماتے تھے کہ مجھ سے میری والد ماجد  
 جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال بکڑ کر ارشاد کرتے تھے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش اقدس کے بال کو بکڑ کر فرمایا کہ یا علی اگر کوئی شخص تجھے بال بہرگی  
 تکلیف دے گا تو وہ مجھے تکلیف دے گا اور جو مجھے تکلیف دے گا وہ خدا کو تکلیف دے گا اللہ اس پر اپنی پشیمانی  
 ڈالے گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا جو لوگ ستائیں میں اللہ اور اس کے رسول کو انکو  
 بیشکارا اللہ نے دنیا اور آخرت میں ۛ

۸۳۰ } **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** (سورة الانفال) ترجمہ  
 اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے ۛ

عن محمد بن علی بن الحسین فی قوله تعالى يا ايها النبي حسبك الله ومن اتبعك من  
 المؤمنين قال نزل في علي عليه السلام (اخرجه النظير في خصائص العلوية) جناب محمد  
 باقر بن علی زین العابدین بن حسین علیہ علیہما السلام اس آیت کی تفسیر میں (کہ اے نبی کافی ہے تجھ  
 کو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے) ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی بن ابی طالب  
 علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے ۛ

۸۳۱ **فَاسْتَوَىٰ عَلَى سَوْقِهِ** (سورة الفتح) ترجمہ پھر کھڑا ہوا اپنے نال پر ۛ

عن الحسن عليه السلام في قوله تعالى فاستوى على سوقه قال استوى الا سلام بسيف  
 علي بن ابي طالب (اخرجه النظير في خصائص العلوية) جناب امام حسن علیہ السلام اس  
 آیت کو شان نزول میں فرماتے ہیں کہ پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر یعنی اسلام کھڑا ہوا جناب امیر علیہ  
 السلام کی تلوار سے ۛ

۸۵ **وَالشَّفْعَ وَالْوَتْرَ** (سورة الفجر) ترجمہ قسم ہے جنت اور طاق کی ۛ

عن الحسين بن علي عليه السلام في قوله تعالى والشفع والوتر قال (رسول الله صلى الله  
 عليه الشفع الحسن والحسين والوتر علي ابن ابي طالب (اخرجه النظير في خصائص العلوية) جناب حسین  
 علیہ السلام و الشفع والوتر کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 ارشاد کیا کہ شفع (یعنی جنت) سے حسین اور وتر (یعنی طاق) سے علی مراد ہیں ۛ

۸۶ **ثُمَّ لَتَسْلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ** (سورة التكاثر) ترجمہ پھر بوجہ نیکو قسم سے نعمت کی نسبت



عن جعفر بن محمد في قوله تعالى ثم لتسألن يومئذ عن النعيم قال نحن من النعيم راخون  
المنظري (جناب جعفر صادق عليه السلام سئل ثم لتسألن يومئذ عن النعيم کے متعلق روایت ہو کہ آپ  
نے فرمایا وہ نعيم ہم ہیں)۔

{۸۷} امر نجل الذين آمنوا وعملوا الصالحات كالمفسدين في الارض

(سورہ ص) ترجمہ کیا ہم کرینگے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر ہمیں انکے جو خرابی و فساد  
زمین میں؟

عن ابن عباس في قوله تعالى امر نجل الذين آمنوا وعملوا الصالحات على وحرمة وعبيدة بن

الحارث والمفسدون في الارض عتبه وشيبه الواليد وهم الذوات تبارزوا يوم بدر

خرجه ابن عساکر والمسيوط في الدر المنثور ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں

کیا ہم کرینگے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر انکے جو خرابی و فساد زمین میں

ایمان والے جو نیکیاں کرتے ہیں انہیں علی اور حمزہ اور عبیذہ بن الحارث مراد ہیں۔ اور زمین میں

خرابی و فساد والوں سے عتبه اور شیبہ اور ولید مراد ہیں جنہوں نے بدر کے روز مقابلہ کیا تھا

عن سلمان قال كلما اطلعت على رسول الله صلى الله عليه وآله الا ضربت بين كفي علي وقال

هذا وحنين المفحرون راخرجه المنظري في حشائص العلوية سلمان فارسي رضي الله عنه

سے روایت ہو کہ جب کہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا حضرت جناب امیر

کے کندھوں پر ہاتھ مار کر فرماتے۔ یہ اور ہکا گروہ ہے سنگار ہو نیوالا ہے۔

قد تم الباب لثاني من ارجح المطالب

في علم مناقب سيد الله الغالب امير

المؤمنين علاء الدين المطالب ضوالله عنه

ويليه الباب لثالثا نشاء الله تعالى

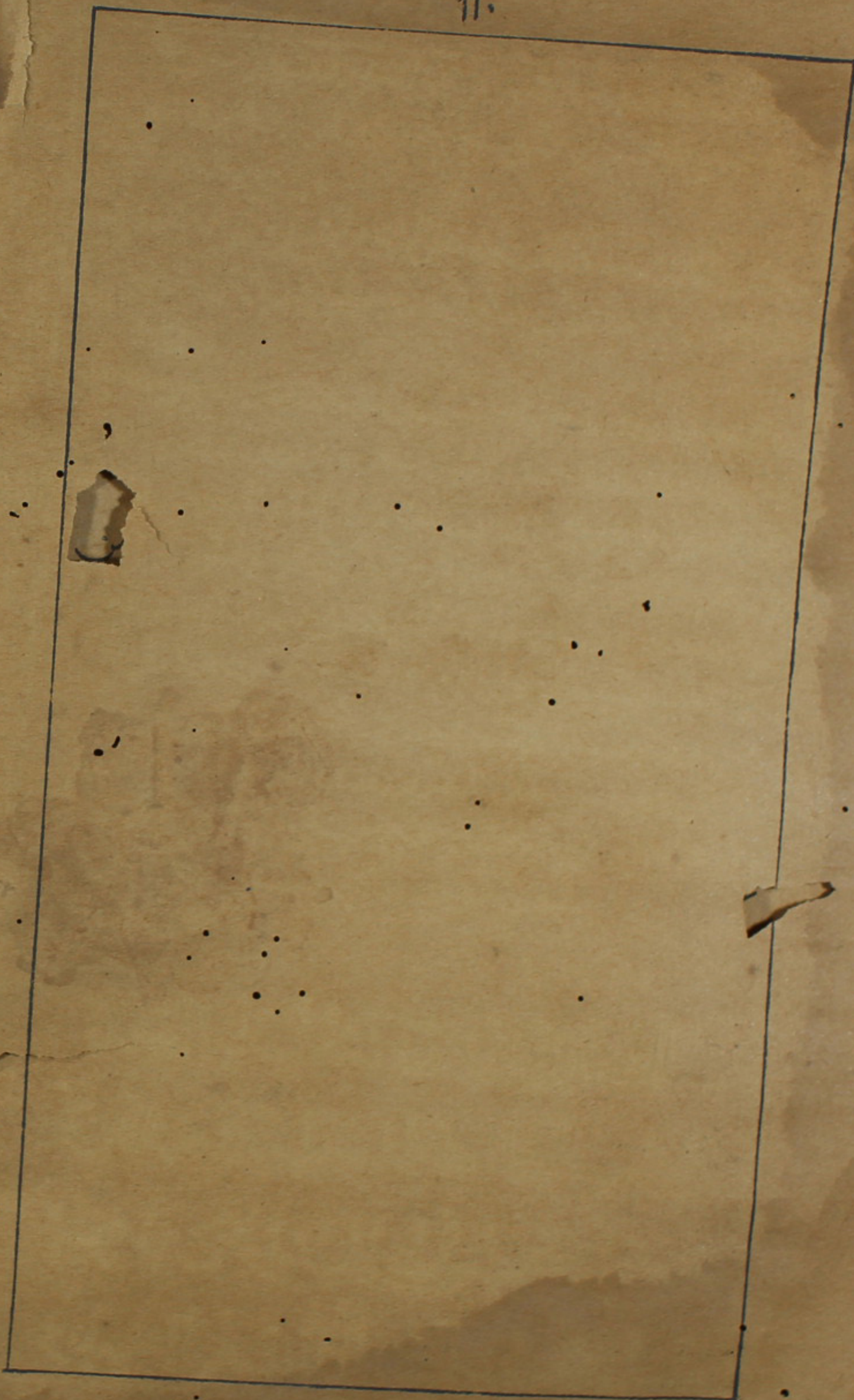


الہدیٰ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شبِ معراج میں پروردگار جل جلالہ نے مجھ سے ارشاد کیا یا محمد تم اپنی امت میں اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ آؤ ہو میں نے عرض کیا انکے بہتر اور برتر کو۔ فرمایا کیا علی بن ابیطالب کو میں نے عرض کیا ہاں اسی کو پروردگار نے فرمایا یا محمد میں نے زمین والوں کو اچھی طرح سے دیکھ کر تم کو برگزیدہ کیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام تمہاری لیے مشتق کیا پس میں محمود ہوں اور آپ محمد ہیں پھر میں نے دوبارہ زمین کے لوگوں کو دیکھا اور علی بن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اسکے لیے بھی ایک نام اپنے ناموں سے مشتق کیا پس میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہے یا محمد میں نے تم کو اور علی کو اپنے صلی نور سے مخلوق کیا ہے اور تم دونوں کی دُعا کو آسمان اور زمین والوں کے سامنے پیش کیا پس جسے اسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا۔ اور جس نے اس سے انکار کیا کفار کے گروہ میں سے بن گیا۔

روضۃ الشہداء میں ملاحظہ فرمائیے واعظ کا شفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جناب امیرِ تلوید ہوئے ابوطالبؑ کے پاس دیکھنے کو تشریف لائے جناب امیر نے ہاتھ بڑھا کر انکے چہرہ کو خراشیدہ کیا۔ انہوں نے اپنی بی بی صاحبہؑ کو بوجھائے تم نے انکا کیا نام رکھا ہے انہوں نے جواب دیا میں نے انکا نام اپنے والد کے نام پر اسد رکھا ہے ابوطالب نے کہا ان کا نام سہارن جو حدیث جامع قبائل عرب تصحیح کے نام پر زید رکھنا چاہیے اسی اثنا میں سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا ہے عرض کیا گیا کہ والدہ نے اسد اور والد نے زید رکھا ہے آپ نے ارشاد کیا کہ علی نام رکھنا چاہیے۔ جناب امیر کی والدہ ماجدہ نے عرض کیا بخدا میں نے ایک ذرا ہاتھ سے یہی نام سنا تھا دوسری روایت میں ہے کہ جناب امیر کے نام رکھنے کی نسبت جناب ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد میں باہم تکرار ہونے لگے آخر کار دونوں فیصلہ کے لیے کعبہ میں گئے جناب فاطمہ بنت اسد نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ شعر کہا ہے بین لنا حکمک المریضی + ماذا تری من اسم ذی الصبی + یعنی امی پروردگار اس لڑکے کے نام کی نسبت جو کچھ تیری رضا ہو مجھے اس سے آگاہ کر۔ اتنے میں غریبہ ندا آئی ہے فاسمہ من شاعری العلی علی اشتق من العلی + یعنی اسکا نام علی ہے۔ علی مشتق ہے العلی سے جو خدا ہے پاک کے اسماء الحسنی میں سے ہے +

قبیل لما قرئت ولادۃ علی حضر ابوہ ابوطالب الکعبۃ وتعلقوا باستارہا وقال ہ ادعوا باذا الغسق الدجی والفق المذنب العیضی + بین لنا عن حکمک المریضی + ماذا تری من اسم ذی الصبی + فہتف بہ ہاتفہ خاطبتنا بالولد السوی + الطیب المہذب المریضی + ان اسمہ فی شاعر العلی + علی اشتق من العلی (ذکرہ نجم الدین فخر الاسلام ابو بکر بن محمد بن الحسین السیلابی المرنیدی فی مناقب الصحابہ) روایت ہے کہ جب جناب امیر تلوید ہوئے ابوطالب نے کعبہ کا پردہ پکڑ کر یہ شعر پڑھا۔ میں تجھے پکارتا ہوں اے صاحبِ اندامِ پیری رات اور مالکِ صبح







اور دوسرے لوگوں کے دکھانے کے لیے

تیسرا باب امیر علیہ السلام کی فضائل میں

بِالْكَوَابِلِ الْمُضِيَّةِ

فَذَلِ الْعُلُويَّةِ

مقصدت کی بحث میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقصدت کے معنی میں ترجیح نفس کی دوسری پر باعتبار کسی خاص صفت کے یا بوجہ مجموعہ صفات مختلفہ کے  
کیونکہ جب یہ نہا جاتا ہے تو اس سے کہی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ زید کو ہر طرح سے ہر  
قسم کے صفات میں ترجیح حاصل ہے یعنی جس صفت میں کہ زید و عمرو کا موازنہ کیا گیا ہے زید ہی کا پلہ  
بہاری نکلا ہے یعنی افضل کی یہ تعریف کی ہے الا جمع لما یا الفضل والخلال الحمیدۃ یعنی افضل  
وہ ہے جو ہر طرح میں اور ہر قسم کے اوصاف حمیدہ کی مزیت کا جامع ہے تمام قسم کے علوم و اسکی  
جان آرہے ہر طرح کے عبادات اور اخلاق فاضلہ اور شرافت حسب و نسب و اسکا وجہ پیراستہ ہو  
اور کمالات کے باہم موازنہ کا خیال نہیں پیدا ہوتا بلکہ کسی خاص صفت میں افضل ہونا مراد  
ہوتا ہے اور صفات میں عمر کو ترجیح ہو لیکن ایک خاص صفت میں زید ہی کو رجحان حاصل ہے اس



ان تر نوابا من عند اللہ پاک سب خیر کے لفظوں سے کہی ہے یعنی زیادہ ثواب حاصل  
 صل کرنے نیکی کے۔ یعنی جسکو خدا کے نزدیک زیادہ ثواب حاصل ہو وہی

افضل ہے اللہ دوسرے امور میں و سرون و گشکر ہو۔

(۱) اب جانا چاہیے کہ فضیلت و سرون و گشکر ہو۔  
 حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ محض اپنے کم از کم یہ ایک اختصاصی و شری خبری فضیلت اختصاصی ہے کہ  
 عطا فرمائے اور اسکو اسکے ہم جنوں سے کسی شخص کو یا کسی چیز کو بغیر سابقہ کسی عمل یا کسی عبادت کے  
 روی زمین کی ساجد پر فضیلت عطا کی جائے جیسے کہ ناقہ صالح کو تمام اوثینون پر اور کعبہ اللہ کو تمام

کبھی اس فضیلت کی وجہ انسان کی عقل میں ہو اور کبھی نہیں آتی چنانچہ دوسرے مقامات پر سجد کی  
 زمین کی وجہ فضیلت اسکا محل عبادت ہونا خیال ہے اور کبھی اسکی وجہ محض عنایت الہی ہی معلوم  
 ہوتی ہے جیسے کہ حجر الاسود کی فضیلت دوسرے احجار پر ہے اور عفت کرنے سے عقل انسانی قاصر ہے  
 اس فضیلت اختصاصی کی ہی دو قسمیں ہیں۔ ایک اصلی ہے۔ دوسری طفیلی جیسا کہ  
 وہ سینڈ بانجباب سمعیل علیہ السلام کا ذریعہ ہوا ہے حضرت اسمعیلؑ کی طرف سے اور سینڈ ہون  
 سے افضل ہو۔

لیکن اس خصوصیت کی وجہ کہ وہ سینڈ یا نسبت اور سینڈ ہون کے اس فضل سے مخصوص ہوا ہے  
 محض عنایت الہی کے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اس فضیلت میں کی گنجائش نہیں اسکے ثبوت  
 کے واسطے محض نص شارع ہی کافی ہے۔

(۲) فضیلت جزئی وہ ہے کہ عمل کے مقابلہ میں کسی کو خدا کی جانب سے عطا  
 اسکی کسی قسم میں ہیں۔ اور یہ فضیلت ہمیشہ محل تنازع ہوا کرتی ہے لیکن کسی فضیلت دینی میں  
 اسکے تمام اقسام پر نظر غائر ڈالنا چاہیے۔ اور جو جانب کہ متنازعین میں احق اور اولیٰ ہو اسکو افضل  
 سمجھنا چاہیے۔

(تثبیہ) نہایت غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو اسکے عمل کی وجہ سے اسکو ہم جنوں  
 پر سات وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے اور یہی سات وجہیں معیار فضیلت سمجھی جاتی ہیں۔  
 (الف) ماہیت عمل یعنی ایک شخص کے عمل کی ذات دوسرے شخص کی عمل کی ذات سے اسل ہو  
 جیسے فرائض کے ادا کرنے والے کی عمل کو نوافل کے ادا کرنے والے کے عمل پر فضیلت ہے۔

(ب) اہمیت عمل یعنی دو شخصوں کا عمل ایک ہی ہو لیکن دونوں کے باہم اغراض مختلف ہوں



چنانچہ ایک شخص محض غرض رضا کے الہی عبادت کرتا ہو اور دوسرا لوگوں کے دکھانے کے لیے +  
(ج) کیفیت عمل یعنی ایک شخص ایک عمل کو اسکے پورے آداب کے ساتھ بجالائے اور دوسرا شخص اسکے بجا  
لئے میں کی قدر بے پروائی کرے گو یہ دونوں شخص ایک ہی عمل میں شریک ہیں لیکن پہلے شخص کو فضیلت  
حاصل ہے +

(د) کمیت عمل یعنی ایک ہی عمل کی کسی بیشی چنانچہ ایک شخص نے بہت سے حج کئے ہوں اور دوسرے  
نے صرف ایک ہی حج کیا ہو +

(۴) کبھی فضیلت یا عت تقدم و تاخير زمان کے ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص نے ابتداء اسلام  
میں یا ایام قحط سالی میں مسلمانوں کی دستگیری کی ہو بہر حال اس شخص سے افضل سمجھا جاتا ہے جس نے  
بعد حاصل ہونے قوت اسلام کے یا بعد گزرنے قحط کے کوئی ویسا ہی عمل کیا ہو۔ کلام مجید میں خود  
پروردگار نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے لا یتوی منکم من انفق قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجۃ  
من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا۔

اسوجہ سے سابقین اسلام کو تمام امت پر فضیلت حاصل ہے و السابقون +  
(و) کبھی مکان عمل کی وجہ سے فضیلت ہوا کرتی ہے چنانچہ ایک نماز حرم کعبہ یا مسجد نبوی میں پڑھنا  
بہتر ہے ہزار نماز سے جو دوسری مسجد دن میں پڑھی جائیں +

(ز) کبھی امور خارجیہ کی اصناف سے فضیلت ہوتی ہے جیسے ایک رکعت نماز کی آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے ہزار رکعت اکیلے نماز پڑھنے سے۔ اسی وجہ سے جو عمل نیک کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے رب و حضرات صحابہ سے وقوع میں آیا ہے اور وہ دوسری اوقات کے اعمال سے  
مبرا جہا افضل اور بہتر ہے۔

(۴۴) خواہ فضیلت اختصاصی ہو یا فضیلت خبری نتیجہ ان دونوں کا وہ حال ہو خالی نہیں۔  
(الف) فاضل کی تعظیم کا مفضل پر واجب ہونا۔

(ب) فاضل کے درجہ کا دنیا و آخرت میں بہ نسبت مفضل کے درجہ کے بلند ہونا

(تنبیہ) اگر فضیلت سے یہ دونوں نتیجہ نہ پیدا ہوں تو مفضل محض لفظ مجرور ہوگا جس کے کچھ معنی نہیں  
(اعتراض) بیان پر ایک اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ حب فاضل کی تعظیم مفضل پر  
واجب ہوئی تو ہر واجب التعظیم مفضل ہوگا۔ اور کفار و الدین بھی واجب التعظیم ہیں اسوجہ سے وہ بھی  
فاضل سمجھے جانے چاہئیں۔ اور یہ بخلاف شریعت ہو کہ کافر کو افضل سمجھا جائے۔



(جواب) کفار والدین کی تعظیم عرف مشرع میں تعظیم نہیں کہلاتی ایسی تعظیم کو مشرع کی اصطلاح میں  
نیا و احسان کہا جاتا ہے اور کفار والدین کی تعظیم مشرع میں جائز نہیں بلکہ ان سے مبارک و حب  
ہے تعظیم شرعی وہ ہے کہ محبت سے پر مبنی ہو۔

(۴) چونکہ فضیلت کو معنی ہیں ایک شخص کی خصوصیت دوسرے سے باعتبار کثرت ثواب کے پس  
یہ دو قسم رہے۔

(الف) فضیلت صلی۔ یعنی ایک شخص میں وجہ فضیلت پائی جائے اور دوسرا اس سے بے بہرہ  
ہو جیسے ایک عالم ہو اور ایک جاہل۔

(ب) فضیلت نماندہ۔ یعنی ایک شخص نسبت دوسرے کے وجہ فضیلت زائد رکھتا ہو۔ مثلاً ایک  
عالم ہو اور دوسرا اعم۔ اس دوسری قسم کی فضیلت کو مفاضلہ بھی کہتے ہیں۔

(۵) مفاضلہ ہوتی ملحق ہوتا ہے جبکہ دو چیزیں ایک ہی امر میں ایک ہی وجہ سے شریک ہوں  
اور اگر وجہیں مختلف ہوں تو مفاضلہ ملحق نہیں ہوتا۔ غرض کہ مفاضلہ میں شرکت وجہ ضروری ہے  
کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ای نہیں فضل (یعنی ان دونوں میں سے کون افضل ہے) تو اس کو یہ مراد  
ہوتی ہے کہ ای نہیں اکثر اوصاف یا بیشتر کار یعنی جس وصف میں کہ یہ دونوں شریک ہیں ان میں سے  
کون فضیلت سوار کرتا ہے پس جہاں وجہیں مختلف ہوں وہاں مفاضلہ ملحق نہیں ہوتا۔  
لیے یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ ناقہ صالح افضل ہے یا رمضان۔ کیونکہ وجہ مفاضلہ متحد نہیں۔  
بلکہ یوں کہا جاتا ہے کہ حضرت علی افضل ہیں یا حضرت ابی بکر کیونکہ وجہ مفاضلہ میں دونوں شریک  
ہیں اگر وجہ مفاضلہ میں شریک نہ ہوتے تو آنا جگڑا کیوں ہوتا۔

(۶) جب وجہ ہفت گانہ مفاضلت میں تعارض واقع ہو تو از روای آیات قرآنی اور احادیث رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق اور اولی باعتبار کے فضیلت پر یقین کرنا چاہیے۔

یہ امر شریعت سے ثابت ہے کہ عمل کی کمیت کا کیفیت کو مقابلہ میں چند ان اعتبار نہیں اور زمان  
عمل کے سامنے ان دونوں کے وقت نہیں لایستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک  
اعظم حجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا اور یہ امر بھی قرآن شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ نے  
جو عمل کیا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کیا ہے وہ بوجہ حضور کی محبت کی نہایت  
فضل اور اعلیٰ ہے ان اعمال کو جو انہوں نے بعد انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے  
کیے ہیں اسوجہ سے انس بن مالک اور ابوامامہ باہلی عبداللہ بن بشر۔ عبداللہ بن الحارث۔



سہل بن سعد الساعدی۔ جابر بن عبد اللہ انصاری جو صحابہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمر طویل مانچکے باعث مدت مدید تک زندہ رہ کر اعمال صالح میں مشغول رہے۔ لیکن خلفاء راشدین کے اعمال کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے۔

اسی وجہ سے یہ امر بھی قطعاً ثابت ہے کہ جو ذوات مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کو وقت افضل و اعلیٰ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی ایسے ہی افضل اور اعلیٰ تھے۔ صحابہ کرام کے درمیان مشرف باسلام ہونی کی تقدیم و تاخیر کی وجہ سے فضیلت سمجھی جاتی ہے چنانچہ السابقون الاولون من المهاجرین والانصار اور السابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم اس پر شاہد ہے پس اس اعتبار سے جو بزرگوار سب سے پہلے اسلام لائے ہیں وہ سب افضل اور اعلیٰ ہیں وہ چار نفوس متبرکہ ہیں حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ حضرت علی مرتضیٰ حضرت ابوبکر الصدیق حضرت زید بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم انکے بعد وہ جلیل القدر اصحاب جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے ہیں۔ انکے بعد اہل عقبہ انکے بعد اہل بدر۔ انکو بعد شاید احدی علم حدیثیہ تک کے لوگ انکے لیے انزال سکینہ ہوا ہے۔ انکے بعد بالقطع کوئی مشہد نہیں جو مدار فضل سمجھا جائے کیونکہ پیر اکثر منافق اور مولفۃ القلوب ہی شریک اسلام ہو گئے تھے چنانچہ قرآن مجید اس امر پر ناظر ہے ومن حولکم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينة مردوا علی النفاق۔

تنبیہ ان پچھلے لوگوں کی فضیلت قابل بحث نہیں۔ اگر گفتگو ہے تو خلفاء اربعہ کی باہمی فضیلت میں ہے کیونکہ یہی لوگ باتفاق سابق الاسلام تھے۔

(۵) فضیلت کا ثبوت دو قسم سے ہو سکتا ہے عقل سے یا نقل سے لیکن فضیلت کا عقلی کوئی کافی ثبوت نہیں جو قطع حجت کر سکے اور جس کو خصم کو مجال نظم نہ رہے۔ اب یہی فضیلت نقلی تو اسکو جانچنے کے دو طریق ہیں اول بض شائع۔ دوم تتبع احوال۔

(الف) اس امر میں کہ فضیلت مخصوص ہے یا نہیں باہم علماء اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انہ ثابت بالاجماع ولم یبعین الا فضل ولم یوجد المض بعض کہتے ہیں کہ تفضیل قطعی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظنی ہے امام ابو الحسن شعری اسکے قائل ہیں کہ قطعی ہے۔ اور ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کہتے ہیں کہ ظنی ہے (دیکھو شرح جوہر اللقافی سعد الدین نقضانی مشرح مقاصد میں لکھتے ہیں التفضیل من الاجتهاد بات لا قاطع فیہا یعنی تفضیل ایک اجتہادی ہے کوئی قطعی دلیل اسکے لیے موجود نہیں امام غزالی بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ حقیقۃ الفضل ما ہو عند اللہ و



ذک عملاً یطاع علیہ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فضل کی حقیقت خدا کو معلوم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پر کوئی مطاع نہیں ہے۔

شارح مواقف لکھتا ہے واعلم ان مسئلة الافضلية لا مطمع فيها في الجزم واليقين اذ دلالة للعقل بطريق الاستدلال على الافضلية بمعنى الاكثرية في الثواب بل مستنداتها الفضل وليست هذه المسئلة مسئلة متعلق بها عمل فيكفي بها بالظن هو كاف في الاحكام العملية بل هي مسئلة علمية يطالب فيها اليقين والنصوص المذكورة من الطرفين بعد تعارضها لا يفيد القطع على ما لا يخفى على منصف لانها اما احاد وظنية الدلالة مع كونها معارضة ايضا وليس الاختصاص بكثرة اسباب الثواب موجبا لزيادته قطعاً بل ظناً لان الثواب تفضل من الله تعالى كما عرفت فيما سلف فله ان لا يثبت المطمع ويثبت غير ثبوت الامامة وان كان قطعياً لا يفيد القطع بالافضلية بل غلبة الظن كيف ولا قطع بان امامة المفضول يصح مع وجوب د الفاضل يكتنا وجداً السلف قالوا بان الافضل ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي وحسن ظننا بهم لو لم يعرفوا ذلك لما طبقوا عليه فوجب علينا اتباعهم في ذلك القول نفوض ما هو الحق فيه الى الله تعالى قال الامام وقد يراد بالفضل اختصاص من احد الشخصين من الآخر اما باصل فضيلة لا وجود لها في الآخر كالجاهل اما بزيادة فيها كونه اعلم مثلاً وذلك غير مقطوع فيما بين الصحابة اذ ما من فضيلة بين اختصاصهما بواحد منهم الا ويمكن بين مشاركة غيره فيها وتقدیر عدم المشاركة فقد يمكن بيان اختصاص الآخر فضيلة اخو ولا سبيل الى الترجيح بكثرة الفضائل لاحتمال ان يكون الفضيلة الواحدة ارجح من فضائل كثيرة يعني فضيلت كالمسألة ايسا نہیں کہ اس سے جزم اور یقین کا طمع کیا جائے عقل کو فضیلت (یعنی کثرت ثواب) پر طریق استدلال حاصل نہیں بلکہ یہ مسئلہ نقل سے مستند ہے اور یہ مسئلہ وہ مسئلہ نہیں کہ جس کے ساتھ عمل کا لگاؤ ہوتا کہ مجر و ظن ہی ہے اسکے لیے کافی سمجھا جائے کیونکہ حکام عملیہ کے لیے ظن ہی کفایت کرتا ہے بلکہ یہ مسئلہ علمی ہے (یعنی عقائدی ہے) جس میں جزم اور یقین مطلوب ہے لیکن طرفین کے نصوص یا ہم متعارض ہونے کی وجہ سے قطعیت کا فائدہ نہیں بخشتی قطع نظر متعارض ہونے کے وہ نصوص احاد اور ظنی الدلالة ہیں۔

نہایت امر یہ ہے کہ وہ نصوص اسباب کثرت ثواب کی اختصاص پر دلالت کرتے ہیں لیکن کثرت ثواب کے اسباب کا مرتب ہونا قطعاً کثرت ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا صرف ظن کا فائدہ دیتا ہے۔



کیونکہ اجر اور ثواب خدا کی مہربانی پر موقوف ہے کسی خاص سبب پر منحصر نہیں خدا جانتا ہے تو ایک غیر مطیع کو ثواب عطا فرمائے اور مطیع کو محروم رکھے اور امامت کا ثبوت اگرچہ قطعی ہے لیکن وہ قطعی ثبوت فضیلت کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ امامت مفضل کی فضیلت کی ہوتی ہے ہمارے اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز ہے۔ اور ناجائز ہونا اہل کا قطعی نہیں۔ ہم نے سلف کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت ابو بکر افضل ہیں بہر حضرت عمر بہر حضرت عثمان بہر حضرت علی بہر اسلاف کے حق میں گمان نیک ہے اور اس امر کا مقتضی ہے کہ اگر انکو پاس دلیل نہیں ہوتی تو اس اعتقاد کا حکم نہ دیتے ہم انکے پیرو ہیں ہمیں اس امر میں انکا اتباع واجب ہے اور ہم اسکی اصل حقیقت کو خدا کے سپرد کرتے ہیں \*

اندی کہتا ہے کہ تفصیل سے مراد ایک شخص کی خصوصیت ہے دوسرے کسی خاص صفت میں خواہ وہ اصل فضیلت ہو یعنی ایک میں تو وہ صفت موجود ہو اور دوسرے میں مطلق پائی نہ جائے جیسے کہ صفت علم کی وجہ سے عالم جاہل ہے کیونکہ صفت علم تو عالم میں موجود ہے اور جاہل میں موجود نہیں یا بسبب زیادہ ہونے کسی خاص سبب کے فضیلت ہو یعنی ایک ہی صفت میں دو نوشریک ہوں لیکن ایک میں وہ صفت زیادہ ہو اور دوسرے میں کم ہو جیسے اعلم فضل ہے عالم سے بسبب زیادہ ہونے صفت علم کے پیر اسوجہ سے صحابہ کرام کے درمیان کسی کی فضیلت کو بارہ میں قطعی حکم نہیں لگایا جاتا۔ کیونکہ جو فضیلت کسی صحابی کے واسطے ثابت کی جاتی ہے اکثر ایسا ہی ان میں دوسرا بھی شریک پایا جاتا ہے اور اگر بالفرض شریک نہیں پایا جاتا تو کسی اور ایسی فضیلت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ یہ اسکی فضیلت اس دوسرے کی فضیلت کو مقابل نہیں کرتی ہے \*

اور کثرت فضائل سے ترجیح نہیں دی جاسکتی کیونکہ ممکن ہے کہ ایک ہی فضیلت باعث شرف کو بہت سی فضیلتوں پر راجع ہو۔ اور ایک فضیلت والے کو بہت سی فضیلتوں والے سے منجانب اللہ ثواب زیادہ حاصل ہوا ہو۔ پس فضیلت پر قطعیت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ ایسے سلف میں خلفاء و ارجح کی فضیلت کی نسبت متقدمین اہل سنت و جماعت میں مختلف مذاہب تھے۔

(۱) اکثر لوگ فضائل کے ترتیب الخلافت کو قائل تھے اور ترتیب خلافت کو مطابق سب سے حضرت ابو بکر صدیق کو افضل سمجھتے تھے اور انکے بعد حضرت عمر کو اور انکے بعد حضرت عثمان کو اور انکے بعد حضرت علی کو۔

(۲) بعض لوگ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو تو افضل سمجھتے تھے اور حضرت علی اور حضرت عثمان کو برابر سمجھتے تھے امام مالک کا بھی یہی عقیدہ تھا محقق و دان شرح عقائد میں لکھا ہے لا فضلیۃ بعد الذریب



عند الجملہ و نقل من مالک الوقف بن عثمان و علی و قال امام الحرمین الغالب علی  
الظن ان ابابکر افضل من عمر ثم تعارض الظنون فی عثمان و علی یعنی جمہور کے نزدیک فضیلت  
ترتیب خلافت پر اور امام مالک سے نقل کیا گیا ہے توقف در میان علی اور عثمان کے اور امام الحرمین  
کے ساتھ کہ ظن غالب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر افضل ہیں حضرت عمر سے اور حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب  
بہم متعارض ہیں در میان حضرت عثمان اور حضرت علی کے فخر الاسلام زودی کہتے ہیں کہ بعض اہل  
سنت و الجماعت ان دونوں صاحبوں کو برابر سمجھتے تھے اور حضرت عثمان کو حضرت علی پر فضیلت نہیں  
دیتے تھے چنانچہ امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ انہ ما فضل عثمان علی علی یعنی وہ حضرت عثمان  
کو حضرت علی پر فضیلت نہیں دیتے تھے علامہ ابن عبد البر شیبانی کہتے ہیں قال ابو عمر و قد من  
اهل السنة و الجماعة و عثمان فلم يفضلوا واحدا منهما علی صاحبہ منهم مالک بن انس و یحیی بن  
سعد لقطان۔

(۳) کوفہ کراہل سنت و جماعت مثل سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت  
دیتے تھے چنانچہ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں سیوطی لکھتے ہیں وجزم الکوفیون و  
منہم سفیان الثوری بتفضیل علی علی عثمان یعنی کوفہ کے لوگ کہ ان میں سے سفیان ثوری ہی ہیں  
بالجزم یہ اعتقاد رکھتی تھے کہ حضرت علی حضرت عثمان سے افضل ہیں اور شرح عقاید حلبی میں لکھا  
ہے کہ ابوبکر خیر ہے حضرت علی ہی کی فضیلت کے قائل تھے عن ابی بکر خیر منہ تفضیل علی علی عثمان  
مشرح کبیر عوہر اللقانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء امام مالک کا ہی یہی عقیدہ تھا بعد میں توقف کی طرف  
مائل ہو گئے تھے وقال بعض اهل السنة بتقدیم علی علی عثمان و نہ قال مالک و لا ثم وقف امام  
عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ مجادی الاطمان فی تفضیل علی علی عثمان میں کہتے ہیں ہ من  
بعد تفضیلنا الشیخین معتقدی + تفضیلہ قبل ذی النورین فی بالی (مرثیۃ الجنائز للیافعی) اکثر  
محدثین مثل حاکم وغیرہ بھی اسکو قائل تھے (ستان المحدثین للمحدث الدہلوی) اس کو بھی زیادہ ایک  
اور ثبوت ملتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کا بھی یہی مسلک تھا چنانچہ انصاری میں امام نسائی لکھتے ہیں  
عن علاء بن غرار قال سألت بن عمر رضی اللہ عنہما و هو فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ عن  
علی و عثمان فقال اما علی فلا نسألہ عنہ انظر الی قرب منزله من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ما فی المسجد بیت غیر بیتہ فاما عثمان فانه اذن ذنبا عظیما فاولی یوم التقا الجمع فذبح اللہ عنہ  
وغفر و اذن ذنبا فیکم دون ذلک فقتلتمو



(۴) علامہ عبد البر استیعاب میں لکھتا ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں ہی سلف کا مذہب مختلف تھا چنانچہ ان کا قول ہے واختلف السلف ایضا فی تفضیل علیؓ ابی بکرؓ پر اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں عن سلمان دابی ذرو المقداد وعمار وخباب جابر وحنيفة دابی سعید الخدری و زید بن ارقم ان علی بن ابی طالب ول من اسلم وفضله هو لا علی غیره یعنی سلمان فارسی اور ابی ذر غفاری اور مقداد و عمار بن یاسر و خباب و خدیفہ و ابی سعید خدری و زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہو کہ حضرت علی بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ اصحاب حضرت علیؓ کو ان کے غیر پر فضیلت دیتے ہیں \*

علامہ عبد البر استیعاب میں عبد الرزاق سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عمر کو ابوبکرؓ پر فضیلت دے تو میں اسکو منع نہیں کرتا اور اگر علیؓ کو ابوبکرؓ سے فضیلت سمجھو تو بھی میں اسکو منع نہیں کرتا اگر وہ ان دونوں سے محبت رکھو پس عبد الرزاق کہتا ہے کہ میں نے اس بات کو وکیع سے بیان کیا اسکو یہ بات نہایت پسند آئی \*

(۵) امام تاج الدین سبکی کہ ہمارے علماء شافعیہ میں بڑے مستند شمار کیے جاتے ہیں طبقات الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں کہ بعض متاخرین کا یہ مسلک تھا کہ حضرت حسنین علیہم السلام کو باعث جزئیت بضعة الرسول کے خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ جلال الدین سیوطی المختصر میں امام علم الدین عراقی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ اور ان کے بہائی ابراہیم با اتفاق سب صحابہ سے افضل ہیں امام مالک کا قول ہے ما تفضل علی بضعة من النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدہا

(۶) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں علامہ جلال سیوطی تحریر فرماتے ہیں۔ حکم الخطابی عن بعض مشائخہ انه قال ابوبکرؓ خیر۔ وعلی افضل غرضکہ ان سب تقریروں کا ماحصل یہ ہے کہ تفضیل ظنی ہے اور اسکے ظنی ہونے پر سلف نے اتفاق کیا ہے فضلہم علی ترتیب الخلافة قطعی نہیں اور ہمارے اہل سنت و جماعت اسکو برخلاف عقیدہ رکھنے والے کو بدعتی وغیرہ سے تعبیر نہیں کر سکتے ورنہ سلف صالحین تک اسکا اثر ہو نہ سکتا ہے \*

بعض لوگوں نے اس طرز پر ایک اعتراض کیا ہے کہ فضیلت کے ظنی سمجھنے سے مخالفت اجماع کی لازم آتی ہے یہ روایات جو فضیلت کے ظنی ہونے کی بارہ میں نقل ہوئے ہیں شاؤد ہیں۔ انکی طرف چند انقیادات نہیں کیا جاسکتے۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع دلائل قطعیہ میں سب سے پس فضیلت کو بھی قطعی سمجھنا چاہیے \*



خوشی کے لیے اپنی رضا کا حکم کر جو نام کہ تو اس لڑکے کو مناسبت ہے۔ ناگاہ ہاتھ نو پکارا تو نے ہم کو اس پاک اور مہذب و ستودہ لڑکے کی نسبت پوچھا ہے۔ یہاں نام آسمان کی بلند یوں میں علی ہے اور وہ مشتق ہے اعلیٰ سے جو خدا عز و جل کو سہا لکھنے میں ہے۔

## (کنیت)

### ابو الحسن

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لو كان البحر مهاداً ولا شجاراً قلاماً ولا انبى كتاباً ولجن حساباً ما احصوا فضائلك يا ابا الحسن (اخرجه الديلمي) ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اگر تمام دریا سیاحی اور درخت قلم اور انسان کتاب اور جن محاسب بنجائز تاہم اے ابو الحسن تیرے فضائل کو شمار نہ کر سکیں گے۔

### ابو حسین

عن علي قال كان الحسن يدعوني في حياة النبي صلى الله عليه وآله ابا حسين والحسين يدعوني ابا حسن ولا يريان ابا الا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما مات دعوني اباها (اخرجه الخوارزمي في المناقب) جناب امیر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکات میں جن حسین و ابوسعید اور حسین اباحسن کہا کرتے تھے۔ اور مجھ کو اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے بلکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا باپ جانتے تھے جب حضرت رحلت فرما گئے تو مجھے ان دونوں نے اباحسن اور اباحسین کہنا چھوڑ دیا۔

### ابو محمد

خوارزمی کہتا ہے کہ جناب امیر اس کنیت سے بھی پکارے جاتے تھے کیونکہ ابن حنفیہ کا نام محمد تھا جبکہ سید اس کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بیان فرمائی تھی۔

### ابو الریحانین

عن جابر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلي قبل موت ثلاث سلام عليك يا ابا الریحانین اوصيك بریحانتي في الدنيا فغن قليل ينهد ريد هب (رکنك) والله خليفته عليك فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم قال علي هذا الرکنین الذی قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما ماتت فاطمة قال هذا الرکن الآخر (اخرجه احمد وابوبکر بن مردويه) جابر روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے تین روز پہلے حضرت امیر سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اے ابوالریحانین تجھ پر سلام ہو میں تجھے اپنے دونوں بھائیوں کے لیے دنیا میں وصیت کرتا ہوں عنقریب تیرے دونوں رکن جاتے رہیں گے اور پروردگار میرا خلیفہ اور نگہبان تجھ پر ہوگا جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا جناب امیر فرماتے لگے یہ ان دونوں رکنوں میں سے پہلا رکن تھا جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا جناب فاطمہ رحلت فرما گئیں جناب امیر نے فرمایا یہ دوسرا رکن تھا۔

### ابو تراب

(۱) عن سهل بن سعد قال استعمل علي المدينة رجل من آل مروان قال فدعا سهلاً بن سعد فامرته ان يثلم علياً قال فابي سهل فقال اما اذا ابیت فقبل لعن الله ابا تراب



اسکا جواب یہ ہو کہ یہ سچ ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہو لیکن اجماع کے تمام اقسام قطعی نہیں چنانچہ کتب اصول فقہ میں  
اس کی مفصل بحث موجود ہے قطعی کو کہا جاتا ہے کہ جس میں اصلاً اختلاف نہ ہو اور جس میں اختلاف ہو  
را اگرچہ وہ اختلاف شاذ ہی ہو (یعنی ظنی ہے) اور قطعیت کی حد سر لنگل جاتا ہے اگرچہ شاذ ہو نیکی وجہ سے خلاف  
چندان قابل اعتماد ہی نہ ہو لیکن اس اجماع کا درجہ قطعیت ہو کہ سارہ تھا ہے \*

علامہ برین اگر اجماع ہوا ہے تو اسی فضیلت ظنی پر ہوا ہے اور صاحبان اجماع نے اس کی قطعیت پر حکم  
نہیں لگایا۔ چنانچہ ہم سابقہ کلام مثل ابو بکر باقلانی۔ اور امام الحرمین اور حجت الاسلام غزالی وغیرہ  
کے اقوال نقل کر چکے ہیں انکے بیانون سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں فضیلت انکے نزدیک صفت  
ظنی سے محکوم ہے نہ عارض حکم بعد از اجماع نہایت الامر یہ ہے کہ اجماع سے ترتیب خلافت کا ثبوت  
ملتا ہے نہ وہ انہم علی ترتیب الخلافة کا چنانچہ پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ سلف کا حضرت عثمان کے  
احق بالخلافت ہونے پر اجماع اور منسل ہونے پر اختلاف ہے پس ثابت ہوا کہ قطعیت خلافت سے فضیلت  
ہرگز لازم نہیں آتی \*

طلوت ایک مومن بادشاہ اور خلیفہ وقت تھے اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اسکے عہد میں موجود  
تھے اور اسکے تابع حکم تھے \*

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ طلوت ان انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل تھا؟  
خلاصہ کلام یہ ہے کہ محققین اہل سنت و جماعت کے نزدیک فضیلت کی اصلیت خدا کو معلوم ہے کسی  
کو اس پر پوری اطلاع نہیں \*

خلفاء اربعہ کی مدح و ثناء میں حدیثیں وارد ہیں۔ اور باہم متعارض ہیں اور سلف کا فضیلت کو بارہ  
میں اختلاف ہے اور ایک بات پر اجماع قطعی نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل  
اور اعلیٰ ہے \*

چونکہ فضیلت سے اکثریت ثواب مراد ہے۔ اکثریت ثواب کا ثبوت صرف مخیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم  
کی احادیث سے مل سکتا ہے۔ اور احادیث میں تعارض واقع ہے۔ پس جبکہ تعارض واقع ہو تو جانب  
اولے کو ترجیح دینا چاہیے اور احادیث قوی اور ضعیف کا خیال رکھنا چاہیے \*

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں جو احادیث کہ وارد ہوئی ہیں انکی نسبت علامہ ابن عبد البر الاستیسی  
نے معرفۃ الاصحاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں۔ قال احمد بن حنبل و سہیل بن سہاک  
القاسمی و احمد بن علی بن شعیب النسائی و ابو علی النیسابوری لم یورد فی فضائل احد من الصحابة



بلا سائدا لجیاد ماروی فی فضائل علی بن ابی طالب یعنی امام احمد بن حنبل اور قاضی سمعیل بن اسحاق  
اور امام احمد بن علی بن شعیب النسائی۔ اور ابو علی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ جس قدر حیدر سندوکی  
ساتھ حدیثیں جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں روایت ہوئی ہیں ویسے کسی ایک صحابی کے  
حق میں نہیں ہوئیں۔

اسکے باسوا اگر جناب امیر کے خصوصیات کو دیکھا جائے اور آپ کے امور کثرت ثواب کے اسباب پر غور کی جائے  
تو جناب امیر ہی فضل الناس بعد خیر البشر نظر آتے ہیں۔

لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ کثرت ثواب کی وجہ سے فضل ہونا تو امر ظنی ہے تو اس خیال کے دور کرنے کے  
لیے ہم آپ کے الاجماع نمزایا الفضل والخلال الحمیدہ کی طرف ایک نظر ڈالتے ہیں جس سے ہمارا ظن بالکل رفع  
ہو جاتا ہے اور آپ کی فضیلت کا آفتاب یقین کی آنکھوں میں چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

(ب) اب تتبع احوال جناب امیر سے پیشتر ہم فضیلت کو اقسام بیان کرتے ہیں ظاہر ہے کہ فضیلت  
باعتبار اپنے اقسام کے تین قسموں میں منحصر ہے۔ فضیلت نقسانی۔ اور فضیلت جسمانی۔ اور فضیلت  
خارجی۔

ہم اس تیسرے باب میں اقسام ثلاثہ فضیلت میں جناب امیر کی فضیلت لوگوں کو دکھائیں گے۔ پہر چوتھے  
باب میں ہم آپ کے خصوصیات اور اسباب کثرت ثواب کو لوگوں کی تشفی کے لیے نقل کریں گے۔  
اس باب میں ہم چند امور یعنی جناب امیر کا ذکر داخل عبادت ہونا۔ اور انکی شان میں جس قدر حدیثیں وارد  
ہوئی ہیں۔ انکی نسبت محدثین کی رائے۔ اور جناب امیر کی مثل کیسے اکتساب فضائل نہیں کیا۔ اور جناب  
امیر کے فضائل و مناقب کا لا تحصی ہونا۔ اور جناب امیر کا روحانی حلیہ۔ اور جناب امیر کا جامع مدارج فضل  
ہونا بطور تہذیب کے لکھ کر ہم آپ کے فضائل نقسانی اور جسمانی اور خارجی کو تفصیل وار لکھیں گے۔

## جناب امیر کا ذکر داخل عبادت ہونا

(۱) عن امر المؤمنین عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبر الخیر  
علی الخیر اعمامی حمزہ و ذکر علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار و المتقی فی کنز العمال) جناب  
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ  
علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے تمام بہائیوں میں سے بہتر علی ہیں اور تمام حجروں سے بہتر حمزہ ہیں۔  
اور علی کا ذکر عبادت ہو۔



(۲) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر علی عبادۃ (الخروج)  
 (الدلیلی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کا ذکر عبادت

## جناب امیر کی شان میں جو احادیث کے وارد ہوئی ہیں انکی نسبت محدثین کی ہے

اخرج الحاكم عن احمد بن حنبل قال ما ورد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من الفضائل ما ورد لعلي وكن  
 قال اسمعيل بن اسحاق القاضي ابو علي النيسابوري واحمد بن شعيب النسائي لم يرد في حق احد من الصحابة  
 بالاسانيد الجياد اكثر مما جاء في علي رالاستيعاب في معرفة الاصحاب للعلامة ابن عبد البر وصواعق محرقه  
 للعلامة زحيد والخوارزمي ومحمد بن يوسف الكنجي الشافعي في كفاية الطالب والعلامة في تفسيره وابن طلحة  
 الشافعي في مطالب السؤل حاكم امام احمد بن حنبل حجة الله عليه وسلم نقل کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے لیے اس قدر فضائل نہیں وارد ہوئے جتنے کہ جناب امیر علیہ السلام کے لیے وارد  
 ہوئے ہیں اسمعيل بن اسحاق القاضي ابو علي النيسابوري ہی کہتے ہیں اور امام احمد بن شعيب النسائي  
 رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں جناب امیر کی شان سے زیادہ حدیثیں جمیہ اسانید کے  
 ساتھ روایت نہیں ہوئیں

قال عبد الله بن مسلم بن قتيبة في كتاب الامامة والسياسة ان رجلا من همدان يقال له برد قد علم معام  
 فسمع عمرو بن العاص يقول في علي فقال له يا عثمان اني اخاف سمعوا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مررت  
 مولاك ففعل مولاك الحق ذلك امر باطل قال عمرو حق وانا اريدك انك انك ليس احد من صحابة رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم له مناقب مثل مناقب علي الا انه شارك في قتل عثمان رضي الله عنه عبد الله بن قتيبة كتاب  
 الامامة والسياسة میں لکھتے ہیں کہ ہمدان کا ایک باشندہ جس کا نام برد تھا معاویہؓ پر کربس کا کام کو گیا اس نے  
 سنا کہ عمرو بن العاص جناب امیر علیہ السلام کو برا بھلا کہہ رہے ہیں کہنے لگا اے عمر ہمارے بزرگوں نے جناب  
 رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے آیا یہ بات صحیح  
 ہے یا جھوٹ ہے عمرو بن عاص کہنے لگا میں تجھے اس سے بھی بڑا کرناؤں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی  
 صحابی کے مناقب اتنے نہیں ہیں جتنے کہ جناب امیر کے مناقب میں مگر کیا کریں وہ حضرت عثمانؓ کے قتل  
 میں شریک ہوئے ہیں

جناب امیر کی مانند کسی نے کتاب فضائل نہیں کیا



عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکتسب مکتسب مثل فضل علی  
یہدی صاحبہ الی الہدی یردہ عن الرمدی (اخرجہ الطبرانی) عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے  
ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی شخص نے علیؑ کی مثل فضل کا اکتساب نہیں کیا وہ اپنی دوست  
کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور برائی سے پھیرتا ہے۔

## جناب امیر فضائل بن پہلے لوگ سبقت لے گئے ہیں چھپو لوگ ان کو پہنچ سکیں گے

عن الحسن انہ قال حین قتل علیؑ لقد فارقہ رجل ما سبقتہ الاولیٰ ولا بدیرہ الاخرین راخرجہ احمد  
والنسائی والدہ کلانی والطبرانی فی الکبیر وابن جریر الطبری فی تاریخہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت  
پاگئے حضرت امام حسن علیہ السلام خطیبین کثرتے ہو کر فرماتے گئے اے لوگو تم سے آج ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے  
کہ پہلے لوگ اس کے کیسات میں نہیں رہے ہوئے نہیں تھے اور نہ پہلے ان تک نہ پہنچ سکیں گے۔

## جناب امیر فضائل کا لا تخصی ہونا

عن مجاہد سال رجل من ابن عباس سبحان اللہ ما اکثر فضائل علیؑ وانی لاظہر ثلاثۃ الاف فقالہ  
ابن عباس ہی ثلاثین الف اقرب من ثلاثۃ الاف ثم قال ابن عباس لو کان النجرا قلام والجر مداد و  
الانسان کتاباً لکن حساب ما احصوا فضائل علیؑ بن ابی طالب اخرجہ سبط ابن الجوزی) مجاہد کہتے ہیں  
ابن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا سبحان اللہ جناب امیر کے فضائل کتنی بہت ہیں میرا خیال ہے کہ تین ہزار ہوں گے  
ابن عباسؓ نے کہا میں ہزاروں گاتیس ہزار کے قریب ہوں گے پھر ابن عباسؓ کہنے لگے اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں  
اور سمندر سیاہی ہو جائیں اور انسان لکھنے والے اور جن حساب کرنے والے ہوں تو بھی علیؑ کے فضائل کو خاص  
نہیں کر سکیں گے۔

(۲) عن علی بن الحسین عن امیہ عن جلال امیر المؤمنین علیؑ بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ جعل لاسی علیؑ فضائل لا تحصى کثرۃ فمن ذک فی فضائلہ مقربا بہا غفر اللہ  
لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخرہ من کتب فضائلہ لہ نزول الملائکۃ تستغفر لہ ما بقی لہ من الذنوب  
رسم من استمر الی فضائلہ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب لکی اکتسبہا بالاستماع ومن نظر الی فضائلہ  
من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب لکی اکتسبہا بالنظر ثم قال النظر الی علیؑ بن ابی طالب عبادۃ و ذکرہا عبادۃ  
ولا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایۃ علیؑ والبراءۃ عن اعدائہ راخرجہ الخوارزمی محمد بن یوسف لکھے



الشافعی والحافظ المصنف فی مناقبہ جناب زین العابدین اپنے والد ماجد جناب امام حسین سے اور وہ انکی جدا مجد  
امیر علیہ السلام سے وایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ پروردگار عالم نے میری بہائی علی کے فضائل  
استعد بنی امین جنگی کثرت کا اسی نہیں ہو سکتا پس جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو اقرار ہی ہو کر لکھے اللہ  
اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو لکھتا ہے جب تک کہ وہ لکھتا رہتا  
ہے فرشتے اس کے گناہوں کے لیے خدا سے مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک  
فضیلت کو سنتا ہے خدا تعالیٰ اس کے وہ گناہ جو کہ اس نے اپنی کائنات سے بذریعہ ناجائز کلام سننے کے گناہ بخش دیتا  
ہے۔ اور جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کی طرف نگاہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے وہ گناہ جو  
کہ اس نے اپنی آنکھوں سے بذریعہ ناجائز نگاہ کر نیکیے کیے ہیں بخش دیتا ہے پھر ارشاد کیا کہ علی ابی طالب کی طرف دیکھنا  
عبادت ہے اور اس کا ذکر خدا کی بندگی ہے خدا تعالیٰ کسی مومن کے ایمان کو قبول نہیں کرتا مگر علی کی دوستی اور اس کے  
دشمنوں کو پیرا ہو نیکی کے وجہ سے تنبیہ علی العموم فضائل میں قسم پر ہیں فضائل نفسانی فضائل جسمانی فضائل  
خارجی۔ فضائل نفسانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق نفس و ناطقہ انسانی سے ہوتا ہے جنکو اخلاق حسنہ  
سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اصل اصول فضائل وہی ہیں انہیں کی وجہ سے انسان تہہ بہ تہہ سے درجہ ملکوتی حاصل کرتا  
ہے فضائل جسمانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے جسم کے ساتھ ہوتا ہے جیسے جسم کا شمول ہونا  
جسکو حسن اور خوبصورتی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور قوت بدن وغیرہ۔  
فضائل خارجی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے روح سے ہوتا ہے اور نہ جسم سے بلکہ انسان کے  
جسم و جان سے الگ ایسی سبب انسان کے لئے فراہم ہو جاتے ہیں جنکی وجہ سے وہ اپنی ہم جنسوں سے افضل سمجھا  
جاتا ہے جیسے حسب و نسب کا کہراہین۔ قرابت کا اچھا ہونا۔ اولاد کا صالح ہونا۔ بیوی کا نیک ملنا۔  
قبل اس کے کہ ہم جناب علیہ السلام کے فضائل نفسانیہ کے کہنے کو شروع کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم  
آپ کی روحانی تصویر کو روحانی حلیہ ہی کہا جاسکتا ہے تو کون کنی گاہوں میں جلوہ کریں آپ کا جسمانی  
حلیہ فضائل جسمانیہ میں لکھا جائیگا۔

## جناب امیر علیہ السلام کا روحانی حلیہ

(۱) قیل از عاونہ قال لضرار الصدائی یا ضرار صفی علیا فقال اعقبی یا امیر قال لتصفیہ  
قال اما اذ لا بد من وصفہ کان واللہ بعید المدک۔ شدید القوی۔ بقول فضل و بحکم عدلا۔  
ینفیر اہلہ من جنانہ وینطق بالحکمۃ عن لسانہ یستوحش من الدنیا وزہرتھا ویا نس اللیل وختہ



وكان عزيز العبره - طويل الفكره - تعجبه من اللباس ما قصر ومن الطعام ما خشن - كان فينا كما حدثنا  
يجيبنا اذا سالناه - وياقينا اذا دعونا - ونحن والله مع تقريبه ايانا وقربه منا - لانكاذنك لهيبه  
له - يعظم اهل الدين في قرب المساكين - لا يطعم القوي في باطله - ولا يبذل لصغير عن عدله -  
ولقد رايت في بعض مواقفه - وقد ارخى الليل سدله - وغارت نجومه - قابضا على لحيته يتململ  
تململ السليم - ويبكي بكاء الحزين - ويقول يادنيا غري غري - الى تعذبت - امر الى تشوقت - هيتا  
هيتا - قد بايتك ثلاثا لاربعة فيها فعمرك قصير - وخطرك كثير - آه آه - من قلة الزاد - وبعد  
السفر - فبكي معاوية فقال رحم الله ابا حسن كان والله كذلك فكيف حزنك عليه يا ضرار - قال  
حزن من ذبح ولدها في حجرها راخرجه الدوابي وابو عمرو ابن عبد البر في الاستيعاب المتقى  
في كنز العمال وابن حجر في صواعق المحرقة ( كيتي مين كيه امير معاوية نے ضرار صدامی کے کما ام ضرار  
محبہ سے علی علیہ السلام ہے کہ اوصاف بیان کر ضرار کو کہا اے امیر مجھے اس سے معاف رکھو معاویہ نے کہا مجھے  
ضرر انکے اوصاف بیان کرنا ہونگے - ضرار نے کہا جبکہ مجھے انکے اوصاف بیان کرنے پر مجبور ہی کیا جانا ہو  
تو واسدہ دور کے کام والے اور بڑی قوتوں والے تھے بزرگی سے بات کرتے تھے اور مدلل سے حکم دیتے تھے  
علم کا دریا انکے دل سے موج زن تھا - حکمت انکی زبان سے بولتی تھی - وہ دنیا اور دنیا کی خوبیوں سے گریز کرتے  
تھے - وہ اندھیری رات اور سبکی وحشت سے مانوس تھے - وہ رونے کو پسند کرتے تھے - اور دور و دراز فکر میں  
ڈوبے رہتے تھے - انکو کپڑا چھوٹا اچھا لگتا تھا - اور انکو کھانے میں کرخت چیز ہبلی معلوم ہوتی تھی - وہ  
ہم میں ہمارے جیسے تھے - وہ ہمکو جواب دیتے تھے جبکہ ہم ان سے پوچھتے تھے - وہ ہمارے پاس آتے تھے  
جب ہم انکو بلاتے تھے خطہ کی قسم ہے کہ ہم باوجود انکے قرب کے انکی ہیبت کی وجہ سے ان سے کلام نہیں  
کر سکتے تھے وہ اہل دین کی تعظیم کرتے تھے مسکینوں کو اپنے پاس بٹھاتے تھے - انکے خوف سے کوئی زبرد  
دست اپنی بیہودگی کی خواہش دل میں نہیں لاسکتا تھا - ضعیف انکے عدل سے ناامیدی کا موندہ نہیں  
دیکھتا تھا - میں نے انکو بعض مقامات پر دیکھا جبکہ رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا - اور ستارے سیاہی  
میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اپنی ریش مبارک کو پکڑے ہوئے آہستہ آہستہ بل جھپٹتے تھے - اور نرم آواز سے سو  
نہاتے تھے - اور فرما رہے تھے - اے دنیا! میرے سوا کسی اور کو فریب نہ دے - میرے کیوں سامنے آئی ہے یا  
مجھ سے شوق رکھتی ہے - انوس انوس - میں نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں جن میں ہرگز رجعت کی گنجائش  
نہیں - نیری عمر بہت تھوڑی ہے - اور تیرے دیکھ ہیبت بڑے ہیں - آہ آہ - تھوڑا زاد ہے - اور دور کا  
سفر ہے - امیر معاویہ سنکر رونے لگا - اور کہنے لگا خدا ابوالحسن پر رحم کرے - واسدہ ایسے ہی تھے -

معاون  
کتابخانه



اور حضرات کچھ مرنے سے تجھ کو کیسا رنج ہوا ہے۔ حضرات کہہ نہ لگا۔ ایسا رنج ہے کہ جس طرح سے کسی عورت کی گود میں اس کا بیٹا ذبح کیا جائے۔

(۲) عن سعید بن العاص قال قلت لعبد بن عیاش بن ابی ربيعة الاختاری عن ابی بکر و علی فان ابابکر کان له السن والسابقة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم از الناس صاغیه الی علی فقال ای ابن اخی کان له واللہ ما شدت من مرضی فاطمہ۔ البسطة فی النسب وقرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومصاہرہ والسابقة فی الاسلام والعلم والفقه فی السنة والنجدة فی الحرب الجود بالاعوان (اخرجه احمد والذہبی) سعید بن العاص سے نقل ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربيعة سے پوچھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سبقت بھی کہتے تھے۔ بہر لوگ جناب علیؑ کے کیوں زیادہ مشتاق تھے عبد اللہ بن عیاش کہتے تھے کہ اے میرے بھتیجے جو بات کہ تجھے پسند آتی ہو اسی میں علیؑ کے برتری تھی۔ نسب کا کہہ رہا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت۔ حضرت کی دامادی سے مشرف ہونے سے سلام میں سبقت۔ قرآن کا علم۔ سنت میں تفقہ۔ حرب میں بہادری۔ بخشش میں جود۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد سألہ الناس ای رجل کان علیاً قال کان قد ملا جوفہ علیاً حکماً وبارئاً ونجدة مع قرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجه احمد) وصحب الطبری فی الریاض النضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے ان سے پوچھا جناب علیؑ کیسے تھے فرمایا انھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشرف قرابت کے ساتھ ان کا پیٹ علم اور حکمت اور ہیبت اور شجاعت پر بہرہ ہوا تھا۔

(۴) عن ابن عباس فی علی بن ابی طالب کان واللہ لشبہ لقمہ الباہر والاسد الخاد والفراہ الزافر والربیع الماطر الباکور الربیع الابراہیم من الباب لتاسع والسبعین) ابن عباسؓ سے جناب کی شان کے متعلق روایت ہے کہ واللہ حضرت علیؑ السلام چودہویں رات کو چاند اور بن کے شیر اور موج مارنے دریا اور صبح کے بستی ہوئے ابر کے مشابہ تھے۔

### جناب امیر علیہ السلام کا جامع مدارج فضل ہونا

مدارج فضل کے متعین کر نہیں لوگوں نے بہت کچھ طبع آزمائی کی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنکا ذکر کیا ہے حقیقت وہی مدارج فضل میں۔ انسانی قیاس سے ایسے مدارج کا مقرر کرنا ضرر



اور اعتباری ہے \*

جب ہم خدا کے صفات و الجلال کے کلام پاک کو پڑھتے ہیں تو آیہ وافی ہدایہ اولک النعم العظیمین من انبیاء و الصدیقین  
والشہداء و الصالحین کی ہماری سرگشتہ عقل کو یہ تپہ ملتا ہے کہ حقیقتہً مدارج فضل چارہین اور پین مرتبہ انبیاء  
علیہم السلام - مرتبہ صدیقین - مرتبہ شہداء - مرتبہ صالحین \*

اس بات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں - صدیقین اور شہداء - اور صالحین انبیاء کی صفات  
میں - لیکن ان صفات ثلاثہ میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان تینوں اوصاف کی موصوف  
واحد مراد ہے - اور بعض کے نزدیک ہر صفت کی موصوف جداگانہ مراد ہے یعنی صدیق اور پین اور شہید  
اور پین - اور صالحین اور پین \*

اگر خداوند تعالیٰ اپنے کرم عظیم سے کسی اپنے خاص شہید کو یہ تینوں اوصاف عطا فرمائے تو کیا کہنا ہے  
جناب امیر علیہ السلام کی ذات مستجمعہ صفات میں بجز منصب نبوت کے یہ تینوں اوصاف بظہاری و  
علی نور - موجود تھے -

راول صدیق - یعنی جسکی عادت پر صدق غالب ہو - صدق ہونے کی صفات فاضلہ میں سے ایک ممتاز  
صفت ہو کیونکہ ایمان کی تکمیل تصدیق بالقلب کے سوا نہیں ہو سکتی \*

بعض مفسرین کا قول ہے کہ صدیق سے وہ شخص مراد ہے کہ تمام امور دین کی تصدیق کرے اور دین کو  
کسی امر میں شک نہ لائے چنانچہ آیت والذین اسوا باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون سے یہی معنی  
ثابت ہوتے ہیں \*

مفسرین نے صدیقین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب مراد لیے ہیں \*

بعض کے نزدیک صدیق اسکو کہتے ہیں جو اسلام لانے میں سب پر سبقت رکھتا ہو اور سب پہلے رسول  
کی تصدیق کرے \*

جناب امیر علیہ السلام کیا بوجہ سبقت اسلام اور کیا باعتبار تصدیق امور دین - سرگروہ افاضل اصحاب  
عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اور تمام صدیقوں سے فضل اور سید الصادقین تھے \*

ابن عباس رضی اللہ عنہما عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما قال سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول  
قال مع علی لانه سید الصفاقین (الخروج النعلبی فی تفسیرہ) و ابو نعیم فی الحلیۃ الاولیاء و ابن عساکر و  
ابو بکر بن مرد و السیوطی فی تفسیرہ الدیم المنقول و سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الائمة علیہم السلام  
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ اس آیت میں کہ راہدہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو اللہ کی طرف اور سچوں



کے ساتھ ہو جاؤ) یعنی جناب علی کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام سچوں کے سردار تھے۔

(۲) سلمان الفارسی و ابی ذر الغفاری قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انت اول من امن بي وصدق وانت صدیق اکبر (اخرجه الحاكم و الدیلمی و الطبرانی فی ریاض النضی) سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ تو وہ شخص ہے جو سب کے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔  
(۳) عن عباد بن عبد الله قال قال علي أنا عبد الله و اخو رسول الله صلى الله عليه وآله و أنا صدیق اکبر لا یقولها ذلک غیري الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجه احمد فی المناقب النساء فی الخصائص و الحاكم فی المستدرک و الحافظ ابو زید عثمان بن ابی شیبہ فی سننه و ابن عاصم فی السنة و الحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ و المعقلی) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب امیر فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ بولنے والا میں نے سب کے پہلے سات برس نماز پڑھی ہے۔  
(۴) عن ابن عباس و ابی لیلیٰ قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله الصدیقون ثلاثة حیدر النجار مومن الیاسین و خزیل مؤمن آل فرعون و علی بن ابی طالب هو افضلهم (اخرجه البخاری عن ابن عباس و احمد عن ابی لیلیٰ) صواعق محرقة ابن عباس اور ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تین ہیں حبیب النجار حماد بن عمار مسیح پر ایمان لانیوالا اور خزیل آل فرعون ہیں جناب موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانیوالا اور علی بن ابی طالب اور وہ ان سب سے افضل ہے۔

(۲) شہید اسکے معنوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شہید کے معنی اور شاہد کے معنی ایک ہیں یعنی رسالت پر شہادت دینا والا اور بعض نے کہا مقتول فی سبیل اللہ مراد ہے یہ دونوں معنی جناب امیر علیہ السلام کی ذات اقدس پر صادق آتے ہیں۔  
شہید بمعنی شاہد۔

عن عابد بن عبد الله الأسدي قال سمعت علياً يقول هو علي المنسوب من قریش رجل الا وقد نزلت فيه آية اذ ايتان فقال رجل فما نزل فيك فخصيت شعر قال اما انك لو لم تسألني على رؤس القوم ما حدثتك و يحكى هل تقر سورة هو ثم قرأ فمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهد منهم فقال رسول الله صلى الله عليه وآله بينة من ربه وانا شاهد منهم (اخرجه ابن مردويه و فقیہ ابن



وابن الجحائم وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور والتعلی فی تفسیرہ والواحد فی الباب النزول و  
ابن جریر الطبری وابن منذر ابوالشیخ وابن مردودہ صاحب تفسیر معالم التنزیل (عادی بن عبد اللہ الاسدی  
کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جسکو  
حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کی شان میں کون سی آیت نازل ہوئی  
ہے جناب امیر نے غصہ ہو کر فرمایا اگر تو نے سب کے سامنے نہ پوچھا ہوتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا۔ انہوں نے پوچھا  
سورہ ہود کو نہیں پڑھا امن کان علی بنیۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ یعنی آیا جو شخص کہ اپنے رب کے دلیل ہو کر  
پر ہے اور اسی کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے جس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بنیۃ من  
ربہ ہیں اور تیلوہ شاہد منہ میں ہوں \*

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ امن کان علی بنیۃ من ربہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ویتلوہ شاہد منہ علی بن ابی طالب خاصۃ (اخرجہ التعلی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں  
کہ جو شخص کہ اپنے رب کے دلیل روشن پر ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اسی کے متصل ایک  
گواہ آئے اسی کی طرف سے وہ علی بن ابی طالب ہیں خاصۃ \*

شہید مجتہد مقتول فی سبیل اللہ \*

عن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی علیہ ذیلہ وهو  
یقول بابی الوحید الشہید (اخرجہ ابو یعلی) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے  
روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیر کل سے لگائے ہوئے ہیں اور انہیں  
چوتے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو اکیلا ہے اور شہید ہو نیوالا ہے \*

جناب امیر علیہ السلام کی شہادت کی نسبت حضرت عائشہ نے بہت سی پیش گوئیاں فرمائی ہیں وہ سب حدیثیں  
اپنے مقام پر درج ہیں \*

(سوم) مرتبہ صالحین کا ہے جسکی تعریف یہ ہے الصالح هو الذی یكون صالحا فی اعتقاده و فی عمله  
یعنی صالح وہ ہے جو اپنے اعتقاد اور اعمال میں صالح ہو۔ کیونکہ جمل سے وفاداری الاعتقاد ہے۔ اور بصیرت  
سے وفاداری العمل پر ہوتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام باب حکمت تہا سلیے وفاداری الاعتقاد سے محفوظ  
تھے۔ اور دین مصیبت کو طاہر تھے اسلیے وفاداری العمل سے معصوم تھے کیونکہ نہ ہو جسکو خدا پاک اپنی  
کلام مجید میں صالح المؤمنین کا لقب عطا فرمائے اس سے وفاداری الاعتقاد اور وفاداری العمل کس طرح سے  
ظاہر ہو سکتا ہے صدق اللہ و صد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ



فقال سهل ما كان لعل اسم الحبال يدان كان ليفرح اذا ادعى به فقال له اخبرنا عن قصته لم سمى ابا تراب فقال  
 جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت فاطمة فلم يجد عليا فقال ابن ابن عمك فقالت كات بيني وبينه شيء فقال  
 فخرج ولم يقل عندك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسان انظر اين هو فقال رسول الله هو في المسجد  
 راقد فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع قد سقط رداءه عن شقه فاصابه تراب فحجل رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم بمسحه عنده ويقول قم يا ابا تراب راخرجه البخاري والمسلم سهل بن سعد كثر بين  
 ابيك وفضل مروان كذا ابي آدمي مدني من عامل هو كرايا اور سهل بن سعد کو بلا کر کہنے لگا تو جناب علی علیہ السلام کو  
 گالیان دے سهل نے انکار کیا عامل نے کہا اگر تو اس کو انکار کرتا ہے تو صرف اتنا ہی کہہ دے کہ نفوذ باہر جناب ابو  
 تراب پر .... ہو سهل نے کہا جناب امیر کے نزدیک اس نام سے کوئی نام زیادہ تر پیارا تھا جب آپ اس نام سے پکار  
 جاتے تو نہایت خوش ہوتے عامل نے کہا ہمیں یہ بتا کہ جناب امیر کا نام ابو تراب کیوں رکھا گیا سهل نے کہا ایک روز  
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ کے گھر میں تشریف لیگے۔ علی علیہ السلام کو وہاں موجود بنا کر جناب سیدہ  
 سے پوچھا تیرا چچا زاد بھائی کہاں ہے۔ جناب سیدہ نے عرض کیا۔ ہم دونوں میں باہم کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی وہ غصہ  
 ہو کر چلے گئے ہیں اور آج گھر میں قیلولہ نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ جا کر دیکھو کہ وہ  
 اس وقت کہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مسجد میں سو رہے ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
 مسجد میں تشریف لیگے اور انکو سوتا ہوا پایا۔ ..... اور دیکھا کہ کندھے پر دو اتری ہوئی ہے اور پلو  
 مٹی کا آلودہ ہو رہا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انکے بدن پر مٹی پونچھنے لگے اور فرماتے لگو اٹھ اے ابو تراب  
 اٹھ اے ابو تراب ۔

۲۱ عن ابن عباس قال لما انشأ رسول الله صلى الله عليه وسلم من المهاجرين والانصار وهو انه صلى الله عليه وسلم  
 اخي بين ابى بكر وعمر رضي الله عنهما وبين عثمان وعبد الرحمن بن عوف واخي بين طلحة والزبير واخي بين ابي ذر  
 الغفاري والمقداد رضوان الله عليهم اجمعين ولم يواخ بين علي بن ابي طالب وبين احد منهم يخرج علي غضبا  
 حتى اتى جد ولا من الارض وتوسد ندا عيه ونام فيهما فسقى عليه الریح التراب فطلبه النبي صلى الله عليه وسلم  
 فلم توجد على تلك الصفة فوكز برجله وقال له قم فاصلحت الا ان تكون ابا ترابا غضبت حين اخيت  
 بين المهاجرين والانصار ولما واخ بينك وبين احد منهم۔ اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى  
 الا انه لا نبي بعدي۔ الا من احبك فقد احب بالامن والایمان ومن ابغضك اماته الله مدينة جاهلية  
 راخرجه ابو بكر الخوارزمي ابن عباس کہتے ہیں جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مهاجرین اور انصار  
 کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اسکی یہ صورت قرار دی کہ جناب ابو بکر کو حضرت عثمان کو عبد الرحمن



صلی اللہ علیہ اعطیت فی علی خمساً صاحب من الدنیا وما فیہا فاما الخامسة فلست لخصی علیہ  
 از جمع زانیا بعد احضار کافر بعد ایمان (اخرجا احمد فی المناقب) یعنی ابوسعید خدری رضی  
 اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ  
 وہ تمام دنیا و ما فیہا سے مجھے محبوب ہیں چنانچہ پانچویں ان میں سے یہ ہو کہ مجھے سپر گزطون نہیں کہ وہ  
 پارسا ہونیکے بعد زنا کی طرف رجوع کرے اور ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جائے :

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قوله تعالیٰ هو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین قال هو  
 علی بن ابی طالب (اخرجا ابن مردودہ و ابن عساکر) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر  
 میں (کہ وہ امیر اسکا مددگار ہے اور جبریل اور مومنوں کا نیکو کار) مومنوں کے نیکو کار سے علی بن ابی طالب  
 مراد ہیں :

عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وصالح المؤمنین  
 علی بن ابی طالب (اخرجا ابونعیم و ابن ابی حاتم و المتقی فی کتب العمال) اسماء بنت عمیس رضی  
 اللہ عنہا سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صالح المؤمنین علی بن ابی طالب  
 ہیں پس ثابت ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام جامع صفات ثلاثہ تھے جنکا خدا نے اپنی کلام پاک میں ذکر کیا ہے

## جناب امیر علیہ السلام کے فضائل نفسانی کا بیان

### جناب امیر کے فضائل علمیہ کا بیان

ظاہر ہے کہ جناب امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ التحیۃ و الثناء کو حسب ارشاد حضرت باری عز اسمہ (قل ھل یستوی الذین یعلمون  
 و الذین لا یعلمون) یعنی کدوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور  
 وہ لوگ کہ نہیں جانتے اور انھیں اسے یرفع اللہ الذین امنوا منکم و الذین اوتوا العلم درجات غیر  
 خداوند تعالیٰ و تقدس بلند کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تم سے اور وہ لوگ کہ انکو علم و پاکیا  
 ہے سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت حاصل ہے اسکا مجملہ ذکر یہ ہے کہ حضرت امیر  
 علیہ السلام اصل فطرت میں ذکی لطیف پیدا ہوئی تھی جسکی وجہ سے پروردگار نے انکو استعداد علمی اور  
 قابلیت نہایت اعلیٰ و درجہ کی عطا کی تھی۔ اور جناب سرور کائنات صفحہ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 تمام حکماء و عقلاء و انبیاء کرام کی سرآمد تھی اور حضرت علی نے ابتداء رسالت میں پروردگار سے



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کنار عاطفت میں تربیت پائی تھی۔ اور حصول علم میں ہمیشہ سرائیکی طبیعت رہی تھی۔ کبھی نفل دوسری اطفال کی لہو لعب کی طرف مائل نہیں ہوئی۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی انکی تعلیم اور تربیت میں ہمیشہ کوشش بلوغ فرماتے تھے۔ سوچو جناب امیر علیہ السلام کو وہ تعلیم حاصل ہوئی کہ جس میں تمام عقلا ازمانہ حیران رہ گئے۔ بلکہ جناب امیر علیہ السلام کو علم و فضل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ خیال کرنا چاہیے کہ جس علم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا جائے حضرت امیر علیہ السلام کو اس میں دسترگاہ نام معلوم ہوتی ہے یہ مرتبہ دوسرے اصحاب کبار کو حاصل نہیں ہوا۔ اول تو تمام اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بعد بلوغ مغفرت ہوئے ہیں اور جناب امیر یا پھر برس کے سن حضور میں رہے ہیں۔ دوم حضرت امیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مصاحبت شبانہ روز حاصل تھی۔ اور دوسرے اصحاب اس شرف دائمی سے معذور تھے کبھی انکو حضور نبوی میں باریابی نصیب ہوتی تھی اور کبھی اس سعادت سے محروم رہتی تھی۔ اور حضرت علی ہر وقت حاضر ہو سکتے تھے۔ اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل علمی کا حال کی قدر شرح و بسط کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اول سہمان احادیث اور اقوال صحابہ کو پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام تمام صحابہ کرام سے اعلم تھے اور بھجوائی آیہ واقعی ہدایہ من یؤتی الحکمتہ فقد اوتی خیرا کثیرا سب صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔

## جناب امیر علیہ السلام کا سب سے بڑا علم ہونا

(۱) اخراج البراء عن جابر بن عبد اللہ والعقیلی وابن عبد شمر عن الطبرانی عن کلہما و الحاکم عن علی وابن عمر والبیہقی وأبو نعیم عن علی قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا ممدون العلم وعلی بابہا وزاد البیہقی فی روایۃ علی والطبرانی فی روایۃ ابن عباس مرفوعا من اراد العلم فلیات من بابہا وصحیح الحاکم ورواہ الجماعة وحسنہ الحافظان العیسیٰ وابن حجر العسقلانی بنار نے جابر بن عبد اللہ سے اور عقیلی اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور طبرانی نے دونوں سے اور حاکم نے جناب علی سے اور ابن عمر سے اور امام بیہقی نے اور ابو نعیم نے جناب علی سے روایت کیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں علی اسکا دروازہ ہے امام نبوی نے جو روایت جناب علی سے کی ہے اور طبرانی نے عبد اللہ بن عباس کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوعہ کہ یہ الفاظ اور زیادہ روایت کی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ جو شخص علم کی جوچنا چاہتا ہو اسکی



کو چاہیے کہ اسکے دروازہ سے داخل ہو حاکم نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے اور ایک جماعت نے اسکی روایت کی ہے اور علانی اور ابن حجر عسقلانی دونوں حافظان حدیث نے اس حدیث کے حسن ہونیکلی بابت لکھا ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان اثار الحكمة وعلى ما يها راخرجه الترمذی و ابو نعیم جناب امیر سے روایت ہو کہ سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں حکمت کا گہر ہوں اور علی سکا دروازہ ہے۔

(۳) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اعلم امتی بعد علی بن ابیطالب (راخرجه الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۴) عن ابن عباس قال والله لقد اعطی علی اعشار علم امیر الله لقد نثار کلم فی عشر العاشر (راستیعاب ابن عبد البر) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ خدا کی قسم ہے کہ علی کو علم کی دہانیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم ہے کہ تلو سو دین حصہ میں شریک کیا ہے۔

(۵) عن ابن عباس قسم علی للناس خمسة اجزاء فکان لعلی اربعة اجزاء ولسائر الناس جزء شاکر کھم علی فیہ فکان اعلمهم (راخرجه البزار) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ لوگوں کا علم پانچ حصوں میں منقسم کیا گیا اور چار حصے جناب علی کو دیئے گئے اور تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اور اس میں ہی جناب علی کو شریک کیا گیا پس وہ ان سے اس حصہ میں بھی زیادہ علم والے تھے۔

(۶) عن الحسن بن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله علی بن ابی طالب اعلم الناس بالله واعظم الناس حبا وتعلیما لاهل الا الا الله (راخرجه ابو نعیم) فی فضائل الصحابة جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواجہ بہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ علی بن ابی طالب تمام لوگوں سے خدا کے ساتھ زیادہ تر علم کہنے والے ہیں اور سب لالا الا الله کہنے والوں سے زیادہ تعظیم اور محبت کے لائق ہیں۔

(۷) عن عبد الله بن مسعود قال كنت عند النبي صلى الله عليه وآله فسئل عن علی فقال قسم الحكمة عشرة اجزاء فاعطی علی بن ابی طالب تسعة اجزاء والناس جزء واحد (راخرجه الدیلمی) عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا



ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب علی کی نسبت پوچھا گیا حضرت نے فرمایا کہ حکمت و رحمتوں پر تقسیم کی گئی ہے پس علی کو نو حصے سکے دیئے گئے اور ایک حصہ سب لوگوں کو دیا گیا ہے۔

(۸) عن عبد الملك بن ابی سلیمان قال قلت لعطاء اكان في اصحاب محمد اعلم من علي بن ابی طالب قال والله ما اعلم (استیعاب) عبد الملك بن ابی سلیمان کہتا ہے کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کیا کوئی شخص علی بن ابیطالب سے زیادہ تر علم والا تھا عطاء نے جواب دیا خدا کی قسم ہے میں نہیں جانتا۔

(۹) عن مسروق قال شامت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت عليهم انتهى الى عمر عبد الله بن مسعود وابی الدرداء ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وعلي بن ابی طالب ثم شامت هؤلاء فوجدت عليهم انتهى الى الرحيلين علي وعبد الله بن مسعود ثم شامت الاثنين فوجدت بفضل علي عليه السلام (اخرجه الخوارزمي في المناقب) مسروق سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور جناب علی کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان سب بزرگواروں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم دو آدمیوں کی طرف یعنی جناب امیر اور عبد اللہ بن مسعود کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان دونوں صاحبوں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن مسعود پر جناب امیر فضیلت رکھتے ہیں۔

(۱۰) عن عبد الله بن مسعود قال علماء الارض ثلاثة عالم بالشام وعالم بالحجاز وعالم بالعراق فاما عالم اهل الشام فهو ابو الدرداء واما عالم اهل الحجاز فعلي بن ابی طالب واما عالم اهل العراق فاما عالم اهل الشام وعالم اهل العراق یتجانان الى عالم الحجاز وعالم الحجاز لا یتحتاج اليهما (اخرجه الحضرى) نقل ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ روی زمین پر تین عالم ہیں ایک عالم شام میں ہے اور ایک عالم حجاز میں اور ایک عالم عراق میں پس اہل شام کا عالم ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں اور اہل حجاز کے عالم جناب امیر علیہ السلام ہیں اور اہل عراق کا عالم تمہارا ایک بھائی ہے یعنی اپنی ذات بابرکت کو مراد لی ہے اور عالم اہل شام اہل عراق دونوں حجاز کے عالم کی طرف محتاج ہیں اور اہل حجاز کا عالم ان دونوں کی طرف احتیاج نہیں رکھتا۔

(۱۱) عن ابی الدرداء العلماء ثلاثة رجل بالشام یعنی نفس ورجل بالكوفة هو عبد الله بن مسعود ورجل بالمدينة هو علي بن ابی طالب هو اعلم بالسنة من اخرجه الحضرى) ابی الدرداء سے نقل ہے کہ تین



عالم میں ایک آدمی شام میں ہو رہے اپنے فات سے مراد لی ہے) اور ایک آدمی کوفہ میں ہے اور وہ عبداللہ بن مسعود ہے اور ایک آدمی مدینہ میں ہے اور وہ علی بن ابی طالب ہے اور وہ ہمہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زیادہ ترجیح دیتے والا ہے۔

(۱۲) عن علی قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الف باب من العلم ففتح لی من کل باب الف الف باب (اربعین الرازی) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے ہزار باب تعلیم کیے ہیں پس ہر باب میں ہزار ہزار باب میرے لیے کھل گئے۔

(۱۳) عن علی قال قلت یا رسول اللہ اوصینی فقال قل ربی اللہ ثم استقم فقلتها وزدت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکل والیہ انیب فقال لیھنک العلم یا ابا الحسن لقد شربت شرباً وغلتہ نہلا (اخرجه احمد) جناب علی کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کوئی وصیت فرماؤں حضرت نے ارشاد کیا کہ یہ کہو کہ میرا رب اللہ ہی ہے اسی پر استقامت کرو میں نے جناب کو فرمانے کے موافق یہ کہا اور ان الفاظ کو اور بڑھایا کہ نہیں مجھ میں توسیع مگر خدا کے ساتھ اسی پر توکل کرتا ہوں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ اسے ابو الحسن تجھے علم گوارا ہو تو نے علم کو بی لیا ہے جو حق کہ اس کو پینے کا تھا اور نوش کیا تو نے اسے جو کہ حق اس کے نوش کرنا تھا۔

(۱۴) عن ابن عباس قد سألہ الناس فقالوا ای رجل کان علیاً قال کان ملائکة فہکما وعلما وایاماً ونجاة مع قرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجه احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ علی کیسے آدمی تھے ابن عباس نے کہا انکا پیٹ علم اور حکمت اور خوف خدا اور بزرگی سے بھرا ہوا تھا مع ذلک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت فریبہ رکھتے تھے۔

(۱۵) عن ابی النخاع قال ساء رجل الی معاویۃ فسأله عن مسئلۃ فقال سل عنہا علی بن ابی طالب فھو اعلم فقال یا امیر جبابک فیہا احب الی من جواب علی قال بئس ما قلت لقد کرهت رجلاً کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ یغترہ بالعلم غترہ القل قال لہ انت منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی وکان عمر اذا اسکل علیہ شئ اخذ منہ (اخرجه احمد فی المناقب) ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے معاویہ کے پاس آکر ایک مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے جا کر پوچھ کیونکہ وہ زیادہ علم والے ہیں اس نے کہا کہ اسے میرے مجھے تمہارا جواب ان کے جواب سے بہتر ہے معاویہ نے کہا کیا یہی بات تیرے موند ہو نکلی ہے تو نے ایسے شخص سے کراہت کی ہے جسے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے



علم کے ساتھ انکے پیمانے کو پر کیا ہے اور بیشک انکے لیے کہا ہے کہ تو مجھی سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسیٰ سے  
لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی تو اس سے  
پوچھا کرتے تھے۔

(۱۶) عن سعید بن المسيب قال لم يكن احد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سلوني  
الاغنيا (اخرجه احمد) سعيد بن مسيب منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار میں کوئی  
صاحب سوا جناب علی کے نہیں تھا جو یہ کہتا مجھ سے پوچھو۔

(۱۷) عن ابی عمر قال ما كان احد من الناس يقول سلوني غير علي ابن ابی طالب (اخرجه الباقون)  
ابی عمر کہتے ہیں کہ سوا علی بن ابی طالب کے کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو یہ کہہ سکتا کہ مجھ سے پوچھو۔

(۱۸) عن مغفل بن يسار قال وضأت النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم فقال هل لك في فاطمة  
نعودها قلت نعم فقام متوكئا على حتى دخلنا على فاطمة فقال كيف نجدك قالت والله طال حزن  
واشتد فاقى حدثنا عبد الله بن احمد وجدت في كتاب ابی بخط يدك في هذا الحديث قال او ما  
ترضين اني لزوجك اقدم هم سلا واكثرهم علما واعظمهم حلقا (اخرجه احمد في المناقب و  
الطبراني في الكبير مغفل بن يسار روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ فاطمہ علیہا السلام کی عیادت کو چلے  
میں نے عرض کیا ہاں میں حضور کی سعیت میں چلتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر مکیہ لگا کر اٹھے جب  
ہم جناب سیدہ علیہا السلام کے پاس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ ہم تجھے  
ایسا کمزور کیوں دیکھتے ہیں حضرت سیدہ نے عرض کیا میرا غم طولانی فاقون کے مجھ پر شدت ہو عبد اللہ بن  
احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کی کتاب میں انکی دستخطی اس حدیث میں یہ بھی لکھا  
ہو او لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا .. کہ کیا تم رضی نہیں ہو تین کہ ہم نے تمہیں  
ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو از روی اسلام سبیری امت سے سبقت رکھنے والا ہے اور سب سے زیادہ  
علم والا ہے اور سب سے زیادہ حکم والا ہے۔

(۱۹) عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قم بنا يا بريدة نعود فاطمة فلما ان دخلنا عليها  
ابصرت اياها دمعت عينها قال ما يبكيك يا بنتي قالت قلة الطعام وكثرة الهم وشدة السقم قال  
لها اما والله ما عندك خير مما ترغيبين اليه يا فاطمة اما ترضين ان زوجك خيرا مني اقدمهم  
سلا واكثرهم علما وافضلهم حلقا والله ان ايتك سيدا شيما بهل الجنة (اخرجه البخاري)



بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خواجہ ہر و ہر صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے لگے اے بریدہ اللہ  
 ہمارے ساتھ چل کہ جناب سیدہ علیہا السلام کی بیماری پر سی کرین جب ہم انکے پاس گئے اور انہوں نے ہم کو  
 دیکھا تو بے اختیار رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی تم کو کس بات نور لایا ہے  
 عرض کرنے لگیں کہانے کے نہ ہونے نے اور غم کی کثرت نے اور بیماریوں کی شدت نے۔ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا و اللہ جو خدا کے پاس ہے کیا وہ بہتر نہیں اس چیز سے کہ جسکی تم یا فاطمہ عنت  
 کرتی ہو۔ تم رضی نہیں ہوئیں کہ ہم نے تم کو ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو میری تمام ہمت سے بہتر ہے  
 اور سلام لانے میں ان سے مقدم ہے اور ان سب سے زیادہ عالم ہے اور از روی علم سے افضل  
 ہے واللہ بیشک تیری دونوں بیٹے جو انان جنت کو سرور ہیں ❖

(۲۰) عن ابی ہارون العبدی قال اتیت اباسعید الخدری فقلت لہ اهل شدک بددا فقال نعم  
 فقلت الاخذتني بشئ مما سمعته من رسول الله صلى الله عليه في علي فقال يا بني اخبرك  
 ان رسول الله صلى الله عليه مرض مرضة وثقه ودخلت عليه لفاطمة تعوده وانا جالس عن  
 يمين رسول الله صلى الله عليه فلما رأته ما بر رسول الله صلى الله عليه من الضعف خفتها  
 العبرة حتى بدت موعها على خدها فقال لها رسول الله صلى الله عليه ما يبكيك يا فاطمة  
 قالت اخشى لضيعة بعدك يا رسول فقال يا فاطمة ان الله اطلع على اهل الارض اطلاعة  
 فاختر منهم اباك ثم اطلع ثانية فاختر منهم بعلك فادعى الى فانكحته واتخذته وصيا  
 اما علمت انك بكرامات الله اياك زوجتك اعلمهم علما واكثرهم حملا واقد هم سلما راخبر  
 (الدارقطني) ابو ہارون العبدی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو  
 گیا میں نے ان سے کہا آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں وہ کہنے لگے ہاں میں شریک ہوا ہوں  
 میں نے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات سنائیں جو آپ نے جناب علیؑ کی شان میں جناب رسول خدا صلی  
 اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو وہ کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول پاک صلی  
 اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور مرض نے آپ کو ناتوان کر دیا حضرت سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری  
 پر سی کو تشریف لائیں میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا جب جناب سیدہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف کی شدت کو دیکھا تو ادنیٰ سے انکا گلا گھٹ گیا یہاں تک کہ ہنسی  
 رخسار مبارک پر ظاہر ہو گئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تم کو کس بات نے  
 رلایا ہے جناب سیدہ عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں آنحضرت



صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے فاطمہ خداوند تعالیٰ نے اہل نین کو دیکھ کر تیرے والد کو اول النے برگزیدہ کیا  
پھر دوبارہ دیکھ کر ان میں سے تیرے خاوند کو چن لیا پس میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرے ساتھ اس کا  
نکاح کر دیا اور میں نے اس کو اپنا وصی بنایا آیا تم خدا کی مہربانی کو نہیں جانتے ہو کہ تمہارا خاوند تمام اہل نین  
سے زیادہ علم والا ہے اور ان سے زیادہ حکم والا ہے اور ان سے اسلام لانے میں مقدم ہے ۔  
(۲۱) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عیبة علی راخرجه ابن عبد المتقی فی  
کنز العمال جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے  
علم کا خزانہ ہے ۔

(۲۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذا علی بن ابی طالب لجمہ لخمی و  
دئمہ دمی وهو منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ لا نبی بعدک وقال یا ام سلمۃ اشیئک واسمع  
هذا علی امیر المؤمنین وسید المسلمین وعیبة علی وبابی لذلک اوتی منه والوصی علی الاموات من  
اہل بیتی وهو اخی فی الدنیا وقریبی فی الآخرۃ ومعی فی السام الا علی راخرجه ابو نعیم  
فی منقبۃ المطہرین والنحو اذ می فی المناقب الشیرازی فی الالقاب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے یہ علی بن ابی طالب ہے اس کا گوشت  
میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد  
نہیں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا اے  
ام سلمہ گواہ رہو اور سن کہ یہ علی ہونوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور میرے علم کا خزانہ ہے اور میرے  
علم کا ایسا دروازہ ہے کہ جس سے لوگ داخل ہو سکتے ہیں اور میرے اہل بیت کے مردوں کا وصی ہے  
اور دنیا میں میرا بھائی اور آخرت میں میرا ہم صحبت ہے اور میرے ساتھ جنت کی اونچی جگہ میں ہوگا ۔

## جناب امیر علیہ السلام کا علم بالقرآن

جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روبرو قرآن شریف حفظ کر لیا تھا اور آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا اور سب سے پہلے حضرت امیر ہی نے قرآن شریف کو جمع کیا ہے۔ جلال  
الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں از علیا الحد من جع القرآن وعرضہ علی رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم یعنی علی وہ شخص ہیں کہ جمع کیا قرآن کو اور آنحضرت کی جناب میں اسے پیش کیا ۔  
روی محمد بن سیرین عن عکرمۃ قال لما کان بیتم ابی بکر قد علی فی بیتہ فقیل لابی بکر قد



کہ بیعتک فارسل الیہ فقال اکوہت بیعتی قال لا قال ما اقداء عنی قال رأیت کتاب اللہ یزاد  
 فیہ فحدثت نفسی ان لا البس دانی الا الصلوة حتی اجمعہ قال لہ ابو بکر فانک نعم ما رأیت  
 قال محمد بن سیرین لعنک مۃ الفوہ کما انزل الاول قال لو اجتمعت الالسن والجن ان یؤلفوا  
 هذا التالیف ما استطاعوا (رواہ ابوداؤد) محمد بن سیرین نے عکرمہ سرورایت کی ہو کہ حبیب حضرت  
 ابوبکر رضی سے لوگوں نے بیعت کی اور علی اپنے گھر میں بیٹھ رہے تو لوگوں نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ علی  
 نے آپ کی بیعت کرنا ہت کی ہے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہلا بھیجا کہ کیا آپ میری  
 بیعت کرنا ہت کی ہے آپ نے جواب دیا کہ نہیں ہر پوچھا کہ ہر آپ کی گھر میں بیٹھ رہنے کی کیا وجہ ہے فرمایا  
 کہ میری یہ رائے ہوئی ہے کہ کتاب اللہ میں کچھ نہ کچھ ضرور زیادتی کیجا دیگی لہذا میرے دل میں آیا کہ میں  
 اپنی رد اسو نماز کے اور وقت نہ اوڑھوں جب تک کہ قرآن کو جمع کر لوں حضرت ابوبکر نے کہا آپ کی رائے  
 بہت مناسب ہے۔ محمد بن سیرین نے عکرمہ سے پوچھا کہ کیا صحابہ نے قرآن اسطرح سے تالیف کیا ہے جیسو  
 کہ اول مرتبہ نازل ہوا تھا عکرمہ نے کہا اگر تمام النسخ جن جمع ہو کر ویسے تالیف کرنا چاہیں تو ہرگز نہیں  
 کر سکیں گے۔

عن محمد بن سیرین قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ابطأ علي عن بيعة ابي بكر فلقبه  
 ابو بكر فقال اكوہت اما رقی فقال لا ولكن الیت ان كا ارتدی بردائی الا الى الصلوة حتی اجمع  
 القرآن فرعوا انه كذبہ على تنزیله فقال محمد لو اصدیك الكتاب لكان فیہ العلم رتاج  
 الخلفاء للسیونطی) تاریخ الخلفاء میں سیوطی لکھتے ہیں کہ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حبیب جناب  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور جناب علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیعت  
 سے تامل فرمایا جناب ابوبکر حضرت امیر سے ملے اور کہا کہ کیا آپ میری امارت میں کراہت کرتے ہیں جناب  
 امیر نے جواب دیا نہیں لیکن میں نے عہد کیا ہے کہ اپنی رد اسو نماز کے نہ اوڑھوں گا یہاں تک کہ قرآن  
 شریف کو جمع کر لوں پس لوگوں کا خیال ہو کہ جناب امیر علیہ السلام نے قرآن شریف کو ترتیب تنزیل کے  
 موافق جمع کیا ہے۔ محمد بن سیرین کہا کرتے تھے کہ اگر وہ قرآن مجاہد جناب امیر علیہ السلام نے جمع  
 کیا ہے تو اس سے بہت کچھ علم حاصل ہو سکتا۔

روی ان مصحف امیر المؤمنین علی كان اوله اقرأ ثم اندثر ثمن ثم المزل ثم ثبت ثم  
 التکویر وھکذا الى آخر الملکی ثم المدنی (نقلہ ابو عمر عثمان الدانی) روایت ہو کہ جناب امیر المؤمنین  
 علی علیہ السلام کی قرآن میں سب سے پہلے سورہ اقرأ پھر بدثر پھر سورہ فزل پھر ثبت پھر التکویر اسی



طرح سے تمام مکی سورتیں پہلے تہین بعد میں مدنی سورتیں تہین \*

عن عبد خیر عن علی قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقسمت لارضع ردائی عن ظہری  
حق اجمع القرآن ما بین اللوحین فما وضعت عن ظہری حق جمعت القرآن (اخرجه الخوارزمی)  
عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما  
گئے سینے و تنہ کھائی کہ اپنی پشت سرور انہیں اتار دنگا یعنی آرام سے نہیں سوؤں گا جب تک کہ قرآن  
کو جمع کر لوں جو کچھ کہ وہ دونوں لوحین میں ہے پس میں نے اپنی پشت سرور اتاری جب تک کہ تمام  
قرآن کو جمع کر دیا \*

عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول علی مع القرآن والقرآن مع علی  
لا یفترقان حتی یرد علی الحوض (اخرجه الطبرانی فی الاوسط) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے  
ساتھ میں اور قرآن علی کے ساتھ ہو اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر  
دونوں نہ وارد ہوں \*

عن زاذان عن عبد الله بن مسعود قال قرأت علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سبعین  
سورة وختمت القرآن علی خیر الناس علی بن ابی طالب (اخرجه الخوارزمی فی المناقب الطبرانی  
فی الکبیر فی مسند عبد الله بن مسعود) زاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے  
ہیں کہ میں نے ستر سورتیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھیں اور پورا قرآن شریف تمام آدمیوں کے  
بہتر بن جناب علی علیہ السلام سے ختم کیا \*

عن عمر بن الخطاب قال ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انک اول المؤمنین معی ایمانا  
واعلمهم بآیات الله وادفاهم بعهد الله والوفهم بالرعية واقسمهم بالشوۃ واعظمهم  
عند الله منزلة (اخرجه احمد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ بتحقق جناب رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تم سب مومنوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لائے ہو  
ہو اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد  
کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے رعیت کو ساتھ زیادہ مہربانی کرنے والے اور ان سب سے  
اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہو \*

عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص قال قلت لعبد الله بن عیاش ابن ابی ربيعة الانحصر فی



ابن عوف کا اور طلحہ کو زیر کا اور ابو ذر غفاری کو مقداد کا بہائی بنایا۔ اور علی بن ابی طالب باقی رہ گئے ان سے کسی کا  
رشتہ احوت نہ ملا یا جناب امیر نہایت غصہ میں جا کر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کا تکیہ بنا کر زمین پر سو گئے ہوائی  
سٹی اڑا کر ان کے بدن مبارک کو گروا لود کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو ڈھونڈنے لگے اور انکو اس حالت میں پایا  
اور اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا۔ تو نے ابوتراب بنو میں اپنے لیے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے جب مینو مہاجرین اور انصا  
کے درمیان بہائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسی کا بہائی نہ بنایا تو تو خفا ہو گیا کیا تو رضی نہیں کہ تو مجھ سے  
ایسا ہو جیسی کہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ جو کوئی کہ تجھ سے محبت کرے گا وہ امن اور  
ایمان میں چپا رہے گا اور جو شخص کہ تجھ سے بغض کرے گا خدا اسکو کافرون کی موت دے گا۔

(۳) عمن عمار بن یاسر قال كنت انا وعلی فی غزاة العشيرة فلما نزلها رسول الله صلى الله عليه وسلم وقام بهاراً رأينا فاساً من بنی مدحرج يعملون فی عین لهم فی نخل قال علی یا ابا البقضان هل لك ان تأتي هؤلاء فننظر كيف يعملون فجئناهم فنظرنا الى عملهم ساعة ثم غشنا النور فانطلقت انا وعلی فی صور من النخل فی وقع من التراب فمنا فوالله ما انتبهنا الا رسول الله صلى الله عليه وسلم يحركنا برجله وقد تترينا من تلك الرقعة فيومئذ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم یا ابا تراب لما رای علی من التراب قال الا احذتكما باشقة الناس فقلنا بلی یا رسول الله قال احبهم ثمود الذی عقرا لنا قاه و الذی یضربك فی هذه یعنی قرنہ حتی یبل منه هذا یعنی لحيته راخرجه احد فی المناقب النساء فی الخصائص) والحاكم بسند صحيح عمار بن یاسر روایت کرتے ہیں کہ میں اور جناب امیر غزوہ ذی العشیرہ میں باہم رفیق تھے جناب بخزن صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر فروکش ہوئے ہم نے نبی مدحرج کے چند آدمیوں کو نخلستان میں ایک چشمہ پر کام کرتے ہوئے دیکھا۔ جناب امیر نے مجھ سے کہا یا ابا البقضان۔ اگر تیرا منشا نہ ہو تو ہم چلکر دیکھیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ہم دونوں انکے قریب گئے اور ایک گھنٹہ تک انکے کام کو دیکھتے رہے۔ پھر ہم پریند نے غلبہ کیا اور ہم نخلستان میں جا کر زمین پر گئے۔ واللہ کسینے ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بیدار نہ کیا۔ حضرت عائشہ نے ہم کو پاؤں سے ٹھکرا کر جگایا۔ ہم بالکل گرد میں اٹے ہوئے تھے پس اسی روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو گرواؤ دیکھ کر ابا تراب کا خطاب دیا اور ارشاد کیا کہ میں تم کو دو سخت بندختوں کی خبر دوں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد نہو۔ فرمایا ایک تو ثمود کی قوم کا احیم نام رکھنے والا جس نے ناقہ صالح کے پاؤں کاٹ ڈالے تھے اور ایک وہ شخص جو یا علی تیرے اس مقام پر بیٹھے سر پر ضرب لگا لگا اور اسکے خون سے یہ یعنی تیری ریش مبارک ترک کرے گا۔

عن ابن عباس قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صعد المنبر فخطب  
الناس فحمد الله واثنى عليه فوعظ وخوف وحذر ثم بكى وقال اين علي

البوابطين

۱۰ صورتی شکل خورده و در وقت بختین بفاک فادان ۱۱ است ۱۲ قمار خاک ۱۳ است ۱۴ تصغیر از لقب خاکی ۱۵ است ۱۶ حرف صاء کی آتش کے پائوں کا ٹہرہ



عن ابی بکر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فان ابابکر کان له السن والسابقة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم ان الناس صاغیة الی علی فقال ای ابن اخی کان له ما شئت من خرس قاطع البسطة بالنسب القرابة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والسابقة فی الاسلام والعلم بالقرآن وافتقار فی السنة والنجدة فی الحرب الجود بالماعون (اخرجه الذہبی) سعید بن عمر بن سعید اعاص کہتا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس بن ابی ربیعہ کو کہا کہ آپ مجھے ابوبکر اور علی کے مرتبوں سے خبردار کرو کیونکہ باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمر رسیدہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سابق الاسلام ہونیکے بہر لوگ جناب علی کی طرف کیوں زیادہ میلان دیتے تھے عبد اللہ بن عباس نے کہا اے میرے بھتیجے انکے پاس یعنی علی کے پاس جو کچھ کانٹے والے دانت چاہیے تھے موجود تھے نسب کی فراخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ اور علم بالقرآن اور جنگ میں شجاعت اور بخشش عطا کے ساتھ ۔

عن عبد اللہ بن عباس الزرقی وقد قبل له اخبرنا عن هذا الرجل یعنی علی بن ابیطالب فقال ان لنا اخطارا واحسابا ونحن نکره ان نقول فيه ما يقول بنو عمننا قال کلن علی تلعا به یعنی مزاحا وکان اذا فرغ فرع الی خرس من حديد قلت وما خرس من حديد قال قرء القرآن وفتقه فی الدین وشجاعته وسماحته (اخرجه احمد فی المناقب) عبد اللہ بن عباس الزرقی سے روایت ہو کہ ان کو کہا گیا کہ اس آدمی یعنی علی سے ہمیں خیر و عبد اللہ نے کہا ہم کو ممانعت اور باز پرس ہے اور ہم برا جانتے ہیں کہ وہ بات کہیں جو ہمارے نبی عم کہہ رہے ہیں علی ایسے آدمی تھے جو مزاح بھی کرتے تھے اور حب و راتے تھے تو لوہے کے دانتوں کو ڈراتے تھے میں نے کہا کہ لوہے کے دانتوں سے کیا مراد ہے عبد اللہ نے کہا قرآن کی قربت اور دین میں فقہ اور ان کی شجاعت اور انکی جو انفرادی ۔

عن محمد بن حنفیہ انه قال من عند علم الکتاب علی بن ابی طالب (اخرجه ابو نعیم والثعلبی) محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت نازل ہوئی جسکے یہ معنی ہیں کہ جسکے پاس کتاب کا علم ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں ۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالتورات والا انجیل

عن علی قال لو ثنیت لی الوسادة وجلست علیها لکمت بین اهل التوراة بنو دا قہم



وبین اهل الانجیل بانجیلصم و بین اهل الزبور بزبورهم و بین اهل القرآن بقرانهم و درجین  
 امام فخرالدین رازی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میرے لیے مسند بچپائی جائے اور میں اس پر  
 بیٹھوں تو اہل تورات کے لیے انکی تورات سحر اور اہل انجیل کے لیے انکی انجیل سے اور اہل زبور کو درسیہ  
 انکی زبور سے اور اہل قرآن کے درسیان انکے قرآن سے حکم کروں اسپر ابو ہاشم نے اعتراض کیا ہے  
 کہ تورات منسوخ ہو چکی ہے پس اس کے موافق حکم کیونکر جاری ہو سکتا ہے اور اس کے احکام پر کیونکر  
 عمل کیا جاسکتا ہے اسکا جواب چند وجوہ سے دیا جاسکتا ہے \*

(۱) شاید جناب امیر علیہ السلام کا مقصود الحکمت بین اهل التورات بفحوائی و اما نبعمة ربك فخذ  
 اپنی کمال علمی کی شرح ہے \*

(۲) یا یہ کہ اس جملہ کی فرمانے سے یہ مراد ہے کہ جبکہ احکام منسوخ جو تورات میں ہیں اور احکام  
 ناسخ جو قرآن شریف میں ہیں ان سب پر علی وجہ التفصیل مجھ کو علم حاصل ہے \*

(۳) یا یہ کہ ذمی یہود و نصاری کی قضا اور الفصال مقدمات اس مراد ہے جو جزیرہ دیگر تابع فرمان  
 اسلام ہوئے ہیں۔ کیونکہ دارالاسلام کی یہود و نصاری پر اجراء احکام انکے دین کے موافق ہوتے  
 ہیں۔ اور مسلمان قاضی کو انہیں کے کتب سماویہ کے مطابق انکی قضا یا فیصل کرنے پڑتے ہیں \*

(۴) یا یہ مراد ہے کہ میں تورات و انجیل کی ان خصوص کے واقف ہوں جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کی بعثت پر دال ہیں۔ اور تورات ہی کے ذریعہ سے تورات والوں پر حجت قائم کر سکتا ہوں  
 اور انجیل والوں پر انجیل ہی سے برہان لاسکتا ہوں \*

(۵) عن الاصبع بن نباتة قال كنا جلوسا عند علي بن ابي طالب فأتاه يهودي فقال يا امير  
 المؤمنين تمكنا لنينا فتمنا اليه قلنا فاه حتى كدنا ناتي على نفسه فقال غل خلوا عنه ثم قال على  
 يا اخا اليه ما اقول لك باذنك واحفظه بقلبك فانما احداثك عن كتابك الذي جاء به موسى  
 ابن عمران فان كنت قد قرأت كتابك وحفظته فانك ستجد كما اقول انما يقال متى كان ربنا  
 المكين ثم كان فاما من لم يزل بلا كيف يكون بلا كينونة كائن كان لم يزل قبل القبل وبعد البعد  
 لا يزال بلا كيف ولا غاية ولا منتهى ليه انقطعت دونه الغايات فهو غاية كل غاية فبكي اليهودي  
 وقال والله يا امير المؤمنين انما لفي التوراة هكذا احرفا حرفا واتى اشهد ان لا اله الا الله و  
 اشهد ان محمدا عبده ورسوله راخرجه ابن عساكر والمتقى في كثر العمال وكتاب الحجة للامام  
 اصبهاني (اصبع بن نباتة سمرقانی) کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھی ہوئی



تھی کہ ناگاہ ایک یہودی نے اگر پوچھا یا امیر المومنین ہمارا رب کسے تھا ہم اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اس کو مارین جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اسکو چوڑ دو۔ پھر ارشاد کیا۔ اے یہودی بہائی جو کچھ کہیں تیرے کان میں کہوں تو اسکو اپنے دل میں یاد رکھ کیونکہ میں تجھے کو تیری کتاب سے جسے موسیٰ بن عمران علیہ السلام لائے ہیں بیان کروں گا۔ اور جب تو اپنی کتاب کو پڑھے گا اور تو اسکو یاد رکھو گا تو حیر طرح سے میں کہتا ہوں ویسا ہی پائیگا۔ یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ ہمارا رب کسے تھا۔ کیا وہ نہیں تھا کہ پہر ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہونا نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ سے تھا پہلے سے پہلا اور بعد سے بعد ہمیشہ سے بلا کیفیت اور اسکی انتہا نہیں۔ اور نہیں ہوا انتہا ہر کی طرف اسکے سوا نہایت کا انقطاع ہوتا ہے اور وہ ہی ہر نہایت کی نہایت ہے پس نہ کہ یہودی و نہ لگا۔ اور کہا و اللہ یا امیر المومنین بتجہیق نورات میں حرف بحرف اسی طرح سے ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود خدا کے سوا اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور اس کے بندے ہیں \*

(۳) روی ان نصرانیاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال انكم تقرؤن في كتابكم ثلثمائة سنين وازداد تسعا ونحن نقرؤ في كتابنا ثلثمائة سنين فخالف كتابنا كتابكم فقال علي لا تخاف لان ثلثمائة في كتابكم على حساب اليونانيين وهو يكون على حساب العرب ثلثمائة سنين وتسعا فتعجب النصراني. ولهذا قيل ان عليا كان معجزة من معجزات النبي صلى الله عليه وسلم لانه مع تجره في العلوم وشجاعته في الحروب كان منقادا ومقرا بنبوته ولذا عد من معجزاته (طبقات الكفوى في ترجمة امير المومنين) روایت ہے کہ ایک نصرانی نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اگر عرض کیا آپ اپنی کتاب میں تین سو نو برس پڑھتے ہیں اور ہماری کتاب میں پورے تین سو برس ہیں پس ہماری کتاب تمہاری کتاب سے مخالف ہے جناب امیر نے فرمایا کچھ مخالفت نہیں ہے تمہاری کتاب میں پورے تین سو برس یونانیوں کے حساب کے مطابق ہیں جو عرب کے حساب کے مطابق تین سو نو ہوتے ہیں پس نہ کہ نصرانی متعجب ہو گیا اس واسطے کہ کیا ہے کہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کیونکہ باوجود علم میں انکے ہر قدر تجر کے اور لڑائی میں انکی شجاعت کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان بردار اور حضور کی نبوت کے مقرر تھے اسی جہت سے وہ حضرت کے معجزات میں سے شمار کیے جاتے تھے \*



## جناب امیر علیہ السلام کا علم لتفسیر

ابن التفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رئیس المفسرین اور ترجمان القرآن شمار کیے جاتے ہیں اور یہ جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ ان سے آگے سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہمکو علی علیہ السلام سے کوئی بات ثابت ہو جاتی ہے۔ تو ہر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۱) عن ابن عباس قال اذا ثبت لنا الشئ عن علي لم نعد الى غيره لاستيعاب علامه عبد الله ابن عباس کہتے ہیں کہ جب ہمکو کوئی بات علی سے ثابت ہو جاتی ہے تو ہم انکے غیر کی طرف نہیں رجوع کرتے۔  
(۲) عن ابن عباس قال لشرح لنا على نقطة البسم من لبسم الله الرحمن الرحيم ليلة فافلق عمو الصبح فرأيت نفسي في جذبه كالقوارق في جنب البحر المنجس (اخرجه فقيه ابن المغالط) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک ات جناب علی با ربسم اللہ الرحمن الرحیم کے لفظ کی شرح فرمانے لگے صبح ہوئی مگر وہ تفسیر پوری نہ ہوئی مجھے اپنی جان انکے پاس مثل ایک فوارے کے معلوم ہوتی تھی بحر زخار کے مقابلہ میں۔

(۳) عن ابی الطفیل قال شهدت علیا یقول ساونى واببه لا تستلونی الا اخبرتکم و سکت عن کتاب اللہ فواللہ ما من آیة الا وانا اعلم بلیل نزلت امر بنفارام فی سهل ام فی جبل (اخرجه ابو عمر) ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں جناب علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے پوچھو خدا کی قسم ہے کہ تم مجھ کو کوئی بات نہیں پوچھو گے کہ میں تمکو اس سے خبر نہیں دوں گا۔ مجھ سے کتاب اللہ کی نسبت پوچھو خدا کی قسم ہے کوئی آیت ایسی نہیں کہ میں اسکو جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں یا زمین ہوا میں یا پہاڑ پر۔

(۴) عن ابن سعد سمعت علیا یقول واللہ ما نزلت آیة الا وقد علمت فیما نزلت واین نزلت علی من نزلت ان ربی وهب لی قلبا عقولا ولسانا لاطقارتا یخ الخلفاء عن ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ایسی آیت نہیں کہ میں اسکو جانتا ہوں کہ کس امر میں نازل ہوئی ہے اور کہاں پر نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی ہے تحقیق خدا نے مجھکو دل وانا مادہ زبان واطلق عطا کی ہے۔

(۵) عن ابن مسعود انه قال ان القرآن اتزل علی سبعة احص ما منها حرف الا وله ظہر



بطن وان علیاً عنداً من الظاهر الباطن (نقلت من كشف الظنون) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کہتے تھے تحقیق قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے کوئی حرف اسکا ایسا نہیں جسکی لئے ظاہر و باطن ہو اور تحقیق علیؑ کے پاس اسکا ظاہر و باطن ہے \*

## جناب امیر علیہ السلام کا علم القراءت

اس امر پر تمام اہل سیر کا اتفاق ہو کہ جناب امیر علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تمام قرآن شریف حفظ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا \*  
تمام ائمہ قراءت مثل ابو عمر ابن العلاء اور عاصم ابن ابی النجود وغیرہما ابو عبد الرحمن سلمی قاری کے شاگرد ہیں اور انہیں ہر سند حاصل کرتے ہیں اور ابو عبد الرحمن سلمی جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد ہیں وعن ابی عبد الرحمن السلمی قال ما رأینا احداً قرأ من علی صلینا خلفہ فقراً برزخاً فاسقط حرفاً فرجع فقراً ثم عاد الی مقامہ فسر اهل اللغة البرزخ مہنا بانہ کان بین الموضع الذی یقرأ فیہ و بین الموضع الذی کان اسقط منه الحرف ورجع الیہ قرآن کثیر قال و البرزخ بین الشک والیقین والبرزخ ما بین الشیئین (استیعاب) قاری ابو عبد الرحمن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سب قراء کے استاد مانے گئے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام سے نہ زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا ہے انکے پیچھے ایک دفعہ نماز پڑھی انکو ایک متشابہ پڑ گیا اور ایک حرف جوڑ گئے جب قرآن شریف پڑھتے پڑھتے دور نکل گئے تو وہاں سے پھر اس متشابہ کے مقام پر لوٹے اور سکوڑ پڑا۔ اور پھر اپنے مقام پر لوٹ گئے اور سلسلہ قراءت کا نہ ٹوٹا۔ اہل لغت نے برزخ کے معنی میں لکھا ہے کہ بیان برزخ سے یہ مراد ہے کہ وہ جو مقام کہ پڑھ رہے تھے اور اس مقام سے کہ جہاں انکو حرف کو ساقط ہونیکا متشابہ پڑا تھا اور انہوں رجوع کیا تھا قرآن شریف کا ایک بڑا حصہ تھا اور برزخ شک اور یقین کے درمیان کو کہا جاتا ہے کیونکہ برزخ دراصل دوشی کے درمیان کے معنوں میں آیا ہے \*

## جناب امیر علیہ السلام کا علم الحدیث

اکثر یہ کہا گیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی مرویات نسبت دیگر صحابہ خصوصاً خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے کم ہیں جنکی تعداد پانسو چالیس حدیثوں کے قریب ہے جن میں سے بیس حدیثوں پر بخاری اور مسلم



و اتفاق کیا اور نو صد شین بخاری علیہ السلام لایا ہے اور چندہ سلم علیہ السلام لایا ہے یہ بات ہرگز خیال میں نہیں آتی کہ تیس برس کے قریب جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کو بعد زندہ رہے ہیں اور اس قدر قلیل حد شین روایت کی ہوں جو تعداد میں چہ سو سے بھی کم ہوں \*

حدثنا الثوري عن ابي القيس ازدي قال ادركت الناس وهم ثلاث طبقات اهل دين يحبون عليا واهل بني ابي جبريت معاوية وخوارج واستيعاب ابن عبد البر ثوري سے اور وہ ابو القيس ازدي سے ناقل ہیں کہ میں نے لوگوں کو تین گروہ پر منقسم پایا ایک اہل دین جو کہ حضرت علی علیہ السلام کے دوست تھے دوسرے دنیا کے محبہ معاویہ کو دوست رکھتے تھے تیسرے خوارج \*

تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو عہد خلافت میں مسلمانوں کی جماعت چار گروہوں پر منقسم ہو گئی تھی اول گروہ بنی امیہ کا تھا جو ابتداء خلافت سے حضرت کا مخالف ہو گیا تھا جسکی بڑی جماعت شام میں تھی یہ گروہ بوجہ خصومت کے جناب امیر علیہ السلام سے بالکل روایت نہیں کرتا تھا۔ بلکہ برسر مجرباب و منبر اسی گروہ کی بدولت ایک سو برس سے زیادہ تک جناب امیر کے نام پر سب ٹوٹے ہوئے رہے اور اسی گروہ کو حضرت امیر کی شہادت کے بعد خلافت نصیب ہوئی \*

دوسرا وہ گروہ تھا جو حضرت امیر کے برخلاف تو نہیں تھا لیکن لفظ ہر طرف دار ہی نہیں تھا یہ بنی امیہ کے رعب کی وجہ سے جناب امیر کے نام کو زبان پر نہیں لاسکتا تھا جو جابکہ حضرت امیر سے علی الاعلان جاؤ کی روایت کرتا \*

تیسرا گروہ خود جناب امیر کے متبعین تھے۔ لیکن جنگ صفین میں اس گروہ کے دو فریق ہو گئے تھے۔ ایک گروہ بالکل جناب امیر کے برخلاف ہو گیا جو خوارج کے نام سے مشہور ہوا یہ گروہ نسبت پہلے گروہ کو بھی زیادہ تر خصومت جناب امیر کے ساتھ رکھنے لگا۔ اور جنگ نہروان کے بعد تو یہی گروہ حضرت امیر علیہ السلام کے خون کا پیاسا ہو گیا چنانچہ اسی گروہ کے ہاتھ سے حضرت شہید بھی ہو گئے۔ یہ لوگ بوجہ خصومت حضرت سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے \*

چوتھا گروہ وہ تھا جو دل و جان سے حضرت کی محبت پر ثابت قدم تھا اول تو اسکی تعداد نہایت قلیل تھی دوم یہ گروہ بھی بخوف بنی امیہ مخفی طور سے حضرت امیر سے روایت کو بیان کرتے تھے اور ظاہر طور سے حضرت امیر کا نام زبان پر نہیں لاتے تھے چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رسالہ فی اثبات سماع الحسن البصری عن علی بن ابی طالب میں لکھتے ہیں انکر جماعة من الحفاظ سماع الحسن البصری عن علي بن ابي طالب بهذا بعض المتأخرين مفقودش بفي طريقه لليس الخرقه واثبتته جماعة وهو الراجح عندك وقد



الحافظ ضياء الدين المقدسي في المختار فانه قال سمع الحسن بن ابي الحسن البصري عن علي بن  
 قيس لم يسمع منه وتبعه على هذه العبارة الحافظ ابن حجر في اطراف المختار الوجه الاول  
 ان العلماء المذكورين في وجه الترجيح ان المتيقن مقدم على النافي لان مع زيادة علم  
 الوجه الثاني ان الحسن ولد لابنتين بقيتا من خلافة عمر باتفاق وكانت امه خيرة مولاة  
 ام سلمة فكانت ام سلمة تخرجها الى الصحابة يباركون عليه اخرجته الى عمر وذعاه الى الهن  
 فقه الدين وحبيب الى الناس ذكره الحافظ جمال الزيني في التهذيب واخرجها العسكري  
 في كتاب المواعظ بسنده وذكر الزيني انه حضر يوم الدار وله اربع عشرة ومن المعاصم انه من  
 ميز وبلغ سبع سنين امرا بالصلوة فكان يحضر الجماعة ويصلي خلف عثمان الى ان قتل عثمان  
 وحمل اذ ذاك بالمدينة فانه لم يخرج منها الى الكوفة الا بعد قتل عثمان فكيف يستنكر سماعه  
 منه وهو كل يوم يجتمع به في المسجد حين ميز الى ان بلغ اربعة عشر سنة وزيادة على ذلك  
 ان عليا كان يزور امهات المؤمنين ومنهن ام سلمة والحسن في بيتها هو وامه - الوجه  
 الثالث انه ورد عن الحسن ما يدل على سماعه منه اوردته الزيني في التهذيب من طريق  
 ابي نعيم قال ثنا ابو القاسم عبد الرحمن بن العباس بن عبد الرحمن بن زكريا ثنا ابو حليفة  
 محمد بن الحنفية الواسطي ثنا محمد بن موسى الجهمي ثنا ثمامة بن عبيدة ثنا عطية بن محارب  
 عن يوسف بن عبيد كما قال سالت الحسن يا ابا سعيد انك تقول قال رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم وانك لم تدركه قال بيا بن اخي سالتني عن شيء ما سالتني عنه احد قبلك ولولا  
 متر لك عندي ما اخبرتك اني في زمان كما ترى وكان في عمل الحجاج كل شيء سمعته  
 اقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو عن علي غير اني في زمان لا استطيع ان اذكر  
 عليا وذكر ما وقع لنا من رواية الحسن عن علي قال احمد في مسنده حدثنا هشيم اخبرنا  
 يوسف عن الحسن البصري عن علي قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رفع  
 القلم عن ثلث عن الصغير حتى يبلغ وعن النائم حتى استيقظ وعن المصاب حتى يكشف  
 عنه اي يزول عنه اخرج الترمذي وحسنه النسائي وصححه الحاكم والنسائي المقدسي في  
 المختار قال الحافظ زين الدين العراقي في شرح الترمذي في الكلام على هذا الحديث  
 عن علي المدني الحسن راي عليا بالمدينة وهو غلام وقال ابو ذرعة كان الحسن بالبصرة  
 يوم يبيع لعلي بن اربع عشرة وراى عليا بالمدينة ثم خرج الى الكوفة والبصرة ولم يلقه



الحسن بعد ذلك وقال الحسن سأيت الزبير يبيع علياً انتهى وهذا القدر كفاية ومجمل قول  
الناس في علي ما بعد خروج علي من المدينة يعني ایک جماعت نے جناب امیر سے حسن بصری کی سماعت  
حدیث کی نسبت انکار کیا ہے اور بعض متاخرین نے اسی کے ساند تک کر کے خرقہ پوشی کے طریق میں  
خوشنکال ہے اور ایک جماعت نے اسکو... ثابت کیا ہے اور میرے نزدیک بھی یہی راجح ہے۔ اور  
حافظ ضیاء الدین مقدسی نے بھی مختارۃ میں اسکا رجحان بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حسن بن ابی  
الحسن البصری نے جناب امیر سے حدیث کو سنا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں سنا ہے اور حافظ  
ابن حجر نے مختارۃ کے حاشیہ میں اسکا اتباع کیا ہے۔ وجہ اول یہ ہے۔ کہ علماء فن اصول نے جس حکم  
ترجیح کی وجوہات کا ذکر کیا ہے۔ وہ ان لکھا ہے کہ مثبت کو نافی کی بات پر تقدم ہوتا ہے کیونکہ مثبت  
کا علم بہ نسبت نافی کے زیادہ ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اسکا اتفاق ہو کہ ابی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں دو برس  
باقی تھے کہ حسن بصری کا تولد ہوا۔ انکی والدہ خیرہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں  
تھیں اور جناب ام سلمہ حسن بصری کو باہر صحابہ کے پاس بھیجا کرتی تھیں تاکہ انکے حق میں صحابہ کرام  
برکت کی دعا کریں حضرت ام سلمہ نے حسن بصری کو حضرت عمر کی خدمت میں بھی بھیجا تھا۔ اور حضرت عمر  
نے انکے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اے خدا اسکو دین سکھا اور لوگوں میں محبوب کر۔ حافظ جمال الدین  
مزنی نے اس حدیث کو تہذیب میں روایت کیا ہے اور عسکری نے بھی کتاب المواعظ میں اسکی سند  
کو بیان کیا ہے۔ حافظ مزنی لکھتے ہیں کہ جسد جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا لوگوں کو محاصرہ  
کیا تھا حسن بصری بھی وہاں موجود تھے اسوقت انکا سن چودہ برس کا تھا۔ اور یہ بات بخوبی معلوم  
ہوئی ہے کہ حسن بصری ان اشخاص میں سے تھے جو سات برس کے سن میں صاحب تمیز اور بالغ ہو گئے  
تھے اور نماز کا حکم انپر جاری ہو گیا تھا۔ اور وہ جماعت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور جناب عثمان رضی  
اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔ اور حضرت عثمان کی شہادت تک حضرت علی مدینہ سے باہر تشریف  
نہیں لے گئے اور انکی شہادت کے بعد کوفہ کو تشریف لے گئے تھے پس کس طرح سے کہا جاسکتا ہے کہ  
حسن بصری نے جناب امیر سے حدیث کو نہیں سنا ہے حالانکہ بالغ ہونے کے وقت تک ہر روز وہ جناب  
امیر کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوا کرتے تھے بلکہ انکا سن چودہ برس سے بھی تجاوز کر گیا تھا جناب امیر علیہ  
السلام ہمیشہ اموات المومنین کے پاس جایا کرتے تھے اور جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا میں رہا کرتی تھیں  
حسن بصری اپنی ماں کے ساتھ ام سلمہ کے بیت الشرف میں رہا کرتے تھے۔



تیسری وجہ ہے۔ کہ جو حدیثیں حسن بصری سے منقول ہیں وہ دلالت کرتی ہیں انکی سماعت پر۔ حافظ مرقی  
 نے تہذیب میں ابو نعیم کے طریق سے انکو روایت کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ابوالفاسم عبد الرحمن بن العباس  
 ابن زکریا کہتے ہیں کہ ہم سے ابو حنیفہ بن الحنفیہ واسطی نے ذکر کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ  
 الحارثی نے بیان کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ثامر بن عبیدہ نے کہا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم  
 سے عطیہ بن حمار نے نقل کیا ہے کہ یوسف بن عبید کہتے تھے میں نے حسن بصری سے کہا کہ اے ابوسعید  
 تم ہمیشہ ہی کہتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حالانکہ تم نے آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو نہیں دیکھا حسن بصری نے کہا اے میرے بھتیجے تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو اس سے  
 پہلے مجھ کو کبھی نہیں پوچھی اگر تیری منزلت میرے پاس نہ ہوتی تو میں ہرگز تجھ سے بیان نہ کرتا۔ تو  
 دیکھتا ہے کہ میں جس زمانہ میں ہوں اور یہ وہ وقت تھا کہ سب باتوں پر حجاج کا عمل درآمد تھا تو  
 جو مجھ سے قال رسول اللہ سنا ہوا اس سے میری مراد یہ ہے کہ اسی حدیث کو میں نے جناب علی سے سنا ہے  
 چونکہ میں ایسے وقت میں ہوں کہ جناب علی کا ذکر نہیں کر سکتا اسلئے قال رسول اللہ کہتا ہوں۔ اور جو  
 حدیث کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے امام احمد بن حنبل نے اسکا ذکر مسند  
 میں کیا ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے ہم سے بیان کیا ہے کہ یوسف حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت  
 امیر فرماتے تھے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا  
 لڑکے سو جب تک کہ وہ بالغ ہو سوتے ہوئے سو جب تک کہ وہ غنیمت سے بیدار نہ ہو اور دیوانہ سے جیتک  
 کہ اسکا جنون جاتا نہ رہے۔ تہذیبی نے اسکو روایت کیا ہے اور نسائی نے اسی حدیث کے حسن ہونے  
 کی بابت لکھا ہے۔ حاکم اور ضیاء مقدسی نے مختارۃ میں اسکی تصحیح کی ہے۔ حافظ زین الدین  
 عراقی تہذیب کی شرح میں اسی حدیث کی شرح میں یہ بات لکھتے ہیں کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ  
 السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا اور اسوقت حسن بصری لڑکے تھے۔ اور ابودرعہ کہتے ہیں  
 جس دن کہ امیر علیہ السلام سے لوگوں نے معیت کی تھی اس دن حسن بصری کی عمر چودہ برس  
 کی تھی اور انہوں جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا۔ بعد ازاں جناب امیر کو فہ  
 اور لجرہ کی طرف تشریف لے گئے اسوقت سے حسن نے جناب امیر سے ملاقات نہیں کی اور حسن  
 بصری کہتے ہیں کہ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جناب امیر سے معیت کرنے ہوئے دیکھا ہے۔ لہذا  
 اسقدر اس مقام میں کافی ہے اور نافی کے قول سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ جناب امیر کو حسن  
 بصری نے مدینہ طیبہ سے تشریف لیجانے کے بعد نہیں دیکھا ہے۔



عبارت مرقومہ صدر کما صاف ظاہر ہے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حجج کے خوف سے جناب امیر علیہ السلام کو روایت  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے بیان کرتے تھے اور حضرت علی کا نام نہیں لیتے تھے۔ پس اس  
سے خیال کر لینا چاہیے کہ دوسرے راویوں کو بھی اسی قسم کا خوف تھا جسکی سبب سے وہ علی الاطلاق جناب امیر علیہ  
السلام مرویات کو نہیں بیان کر سکتے تھے۔

ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر سے جب قدر احادیث روایت ہوئی ہیں کسی صحابی سے نہیں  
ہوئیں چنانچہ علامہ ابن حجر صواعق محرقة میں اور علامہ حسام الدین علی المنتقی کثر العمال میں لکھتے ہیں۔  
اخرج ابن سعد عن علي انه قيل له مالك اكثر اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثا قال اني  
كنت اذا سالتهم انبأني فاذا سكت ابتداني يعني جناب امیر علیہ السلام سے لوگوں نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے  
کہ آپ نسبت دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ تر حدیث روایت کرتے ہیں جناب علی نے فرمایا کہ میرا  
یہ حال تھا کہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہتا تھا تو مجھ سے بیان فرمایا کرتے تھے اور جب میں چاہتا  
تھا تو حضرت ابتداء فرماتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام سے صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیر نے حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ علامہ بخاری نزل  
الابرار میں اور سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں وروی عنه من الصحابة عبد الله بن مسعود وعبد الله بن  
جعفر وعبد الله بن الزبير وجابر بن عبد الله وجابر بن سمره وجابر بن عبد الله الجعفي وعبد الرحمن بن اشيم  
وصهيب بن سنان والبراء بن عازب وزبير بن ارقم وحذيفة بن اسيد وطارق بن اشيد وعمار بن ربيعة  
ونسرين بن حريم وعمر بن حريث وسفيانة وابو رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو جحيفة وابو هريرة  
وابو امامة وابو ليلى وابو سعيد وابو الطفيل وابناه الحسن والحسين وغيرهم۔  
ومن التابعين ابناه محمد بن الحنفية وابنة فاطمة وكاتبه عبد الله بن ابي ارفع وقيس بن ابي حازم و  
مالك بن اويس والاحف بن قيس بن زيد بن وهب بن زيد بن جبيش وعبيد بن عمير والحارث بن سويد و  
سعيد بن المسيب وعبد الرحمن بن ابي ليلى وعبد الله بن شداد بن الهاد ومطرف بن عبد الله بن الشخير  
وكسيل بن زياد وشريح بن هانئ وشريح القاضى وعبيدة السلماني والحارث الاعور ومسروق والشعبة  
والحسن البصري وابو وائل وشقيق بن سلمة الاسدي وابو عبد الرحمن السلمى القاري وابو الاسود الدؤلي  
وابو عمر والشيباني وابو رجاء الطائري وغيرهم

جناب امیر علیہ السلام کا علم بفقہ

کافضل

امیر علی



ابن ابی طالب فثب علی قائماً علی قدمیه فقال هانایا رسول الله فقال ادن منی فدنا منه وضمه الی صدره و  
 قبل باین عیدیه ثم یسبح بحمده علی خده فقال یا علی صوته یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب  
 هذا شیخ المهاجرین والانصار هذا اخي وابن عمی فختنوه ولحمی دمی - هذا ابو السبطین الحسن والحسین  
 سید شباب اهل الجنة هذا مفرج الكرب عفی هذا اسد الله فی ارضه وسیفه المسلول علی عدائه فعلى مبعضیه  
 لعنة الله ولعنة اللاعنین والله منه بری وانا منه بری فمن احب ان یرأى من الله ومنی فلیتبرأ منه فلیبلغ  
 الشاهد منکم الغائب راخرجه ابو سعد عبد الملك بن ابی عثمان محمد الواعظ انحر کوشی فی شرف  
 النبوة ابن عباس رضی الله تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر  
 چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد وعظ بیان فرمایا اور لوگوں کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الہی  
 سے ڈرایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں جناب امیر مہدی سے اچھل کر اپنے دونوں پونہ  
 کٹے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں یہاں حاضر ہوں حضرت نے انکو اپنے نزدیک بلایا جب وہ نزدیک  
 گئے تو اپنے انگوٹھے سینہ مبارک سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ خسار مبارک پر  
 اشک جاری ہو گئے پھر باو از بلند ارشاد کیا اے گروہ اہل اسلام یہ علی بن ابی طالب شیخ المهاجرین والانصار  
 ہے یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے - یہ ابو السبطین یعنی امام حسن و  
 حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں - یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنا والا ہے - یہ خدا کی زمین  
 پر ظلم کا شیر ہے اور اسکے دشمنوں کے لئے اسکی برہنہ شمشیر ہے اسکے دشمنوں پر خدا اور خدا کے فرشتے لعنت کرتے  
 ہیں اللہ ان سے بیزار ہے میں ان سے بیزار ہوں - پس اگر کوئی خدا کی اور میری بیزاری کو چاہتا ہو وہ اس  
 سے بیزاری اختیار کرے - تم حاضرین میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ غائبوں کو اس سے آگاہ کرے -

## القاب

امیر المؤمنین

۱۱ عن ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی صحن الدار  
 نائماً واذ ارأسه فجد حبة الکلبی فدخل علی فقال له لایم علیک کیف  
 اصبح رسول الله صلی الله علیہ وسلم فقال بخیر قال دحیة انی لاحبک وان لك مدحہ ازفها الیک  
 انت امیر المؤمنین وقائد الغر المحجلین انت سید ولد ادم ما خلا النبیین والمرسلین لواء الحمد بیدک  
 یوم القيمة تزف انت وحزبک مع محمد صلی الله علیہ وسلم وحزبه الی الجنة زفا وقد افلح من قولاک  
 وخیر من تخلاک محبوا محمد صلی الله علیہ وسلم محبوا محمد مبعوضوا محمد مبعوضوا لن ینالهم شفاعة



ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے دو شخصوں کی طرف فقہ کا ہندو کیا جاتا ہے۔ اول امام ابو حنیفہ دوم امام مالک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم فقہ جناب محمد باقر علیہ السلام اور صادق علیہ السلام سے حاصل کیا ہے چنانچہ حفظ و تہی طبقات میں کہتے ہیں روئے عنہ ابنہ جعفر الصادق والا ذاعی والزمہی دا ابو حنیفہ یعنی جناب محمد باقر سے انکو بیٹے امام جعفر صادق اور امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہ نے روایت کی ہے اور خود انکا قول ہے لو لا السنتان لهلك النعمان یعنی اگر میں دو سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نہ رہتا تو ہلاک ہو جاتا۔

امام شافعی کی فقہ میں دو سلسلہ ہیں ایک سلسلہ سو تو وہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے شمار ہوتے ہیں کیونکہ وہ امام محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد تھے اور امام محمد نے امام ابو حنیفہ سے تلمذ حاصل کیا ہے اسوجہ سے امام شافعی کا یہ سلسلہ حضرت امام باقر اور جعفر الصادق علیہما السلام کی طرف منتهی ہوتا ہے دوسرا سلسلہ امام شافعی کا امام مالک بن انس کی طرف منتهی ہوتا ہے اور امام مالک ربیعہ الرائی کے شاگرد تھے اور ربیعہ الرائی نے فقہ اور حدیث عکرمہ سے حاصل کیا ہے اور عکرمہ نے جناب عبد اللہ بن عباس سے تلمذ پایا ہے اور عبد اللہ بن عباس حضرت امیر علیہ السلام کے تلامذہ میں سے ہیں امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد ہیں سلیو انکا سلسلہ تلمذ بھی حضرت علی بن ابی طالب کی طرف منتهی ہوتا ہے۔

ابراہیم سلسلہ فقہ صحابہ اسکے بارہ میں مسروق روایت کرتے ہیں قال شامت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علیہم انتہی لی عمر عبد اللہ بن مسعود وابی الدرداء و معاذ بن جبل وزید بن ثابت وعلی بن ابی طالب ثم شامت ہؤلاء الخمسة فوجدت علیہم انتہی لی الرجالین علی و عبد اللہ بن مسعود ثم شامت الاثنين فوجدت علیہما فضل علی عبد اللہ لاخرجه الخوارزمی فی المناقب) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم حضرت عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور علی بن ابی طالب کی طرف منتهی ہوتا ہے پھر میں نے ان پانچوں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم دو آدمیوں کی طرف منتهی ہوتا ہے یعنی علی اور عبد اللہ بن مسعود کی طرف پھر میں نے ان دونوں کو سونگھا تو معلوم ہوا کہ علی عبد اللہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام کی زیادہ تر تفقہ کا یہ باعث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں ہی منصب قضا جناب امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات کو ساتھ تعلق رکھتا تھا۔

(۱) عن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن قضاء فضلاء بہ علی فاعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد لله الذی جعل فینا الحکمتا اهل البیت لاخرجه



احمد) حمید بن عبد اللہ بن زید مدنی سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر تعجب کیا اور فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے ہم اہل بیت کو حکمت عطا کی ہے۔

(۲) عن انس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اقضى امتي علي بن ابي طالب (المصاحح) انس بن مالك رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں زیادہ قضا والا علی بن ابیطالب ہے۔

(۳) عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقضى امتي بعد علي بن ابي طالب (راخرجه الخوارزمي في المناقب) ابو سعيد خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میرے بعد میری امت میں علی بن ابیطالب زیادہ قضا والا ہے۔

(۴) عن علي قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن قاضيا وانا حديث السن فقلت يا رسول الله تبعثني الى قوم يكون بينهم احداث ولا علم لي بالقضاء قال ان الله سيهتك قلبك ويثبت لسانك قال فما شككت في قضائين اثنين بعد ذلك راخرجه احمد والترمذي والنسائي وابن حنبل والبخاري وابو يعلى وابن حبان والحاكم باختلاف يسير جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی مقرر کر کے یمن کی طرف روانہ فرمایا اس وقت میرا سن نہایت چھوٹا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو ایک قوم کی طرف قاضی کر کے بھیجتے ہیں ان میں جھگڑے بھی ہونگے اور مجھے قضا کا علم حاصل نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت کریگا اور تیری زبان کو ثابت رکھوگا جناب امیر کہتے ہیں اس کے بعد مجھے کبھی دو آدمیوں کے فیصلہ کرنے میں شک نہیں پیدا ہوا۔

(۵) عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلى تخضع الناس لبيع ولا يحاجك احد من قریش انت اولهم ايماناً بالله واوفاهم بعهد الله واقومهم بامر الله واقصمهم بالسوة واعد لهم في البرية والبرهم بالقضية واعظمهم عند الله بالمزية راخرجه الحاکمی والدیلمی) معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جناب علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سات باتوں میں لوگوں سے جھگڑو گے اور قریش میں سے کوئی ایک تجھے نہیں مخلص کر سکیگا تم ان سب سے اللہ کے ساتھ پہلے ایمان لانے والے ہو۔ اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے حکم کے ساتھ قیام کرنے والے ہو۔ اور ان



سب زیادہ پوری تقسیم کرنیوالے اور ان سب عریت کے ساتھ زیادہ عدل کرنیوالے ہو اور ان سب کے زیادہ فیصلہ کو جاننے والے ہو اور تم ان سب کے امیر کے نزدیک بڑے مرتبہ والے ہو۔

(۶) عن علی بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ الی الیمین فوجد اربعۃ وقعوا فی حفرة لیسطاد فیہ الاسد سقط او لا فتعلق بالخن وتعلق الاخر حتی لسا قطا الاربعۃ فخرجهم الاسد وما قوا من جراحتہ قنایع اولیائہم حتی کادوا یقتلون فقال علی انا اقضی بینکم فان رضیتہم فهو القضاء والا حجرت بعضکم عن بعض حتی نأتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقضی بینکم قال اجمعوا من القبائل الذین حفرو البیر ربع الدیۃ والثلث ونصفھا ودیۃ کاملۃ فللادول ربع الدیۃ لانه اهلك من فوقہ وللثانی ثلثھا لانه اهلك من فوقہ وللثالث النصف لانه اهلك من فوقہ وللرابع دیۃ کاملۃ فابوا ان یرضوا فانوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلقوا عند مقام ابراہیم فقصوا علیہ القصۃ فقال رجل قضاینا علی فلما قصوا علیہ القصۃ اجازۃ راخرجه احمد فی المناقب جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو یمن کی طرف بھیجا وہاں پر چار آدمی ایک گڑے میں گر پڑے تھے جو شیر کے شکار کرنے کے لیے کہو دا گیا تھا اور پہلے سے اس میں شیر گرا ہوا تھا جب ایک آدمی اس میں گرنے لگا تو اس نے دوسرے کو پکڑ لیا جب دوسرا بھی اس کے ساتھ گرنے کو ہوا تو اس نے تیسرے کو پکڑا اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا اس طرح سے چاروں آہیں گر گئے شیر نے ان چاروں کو زخمی کر کے مار ڈالا۔ انکے وارثوں میں تنازع پیدا ہوا۔ تشریب تھا کہ ان میں جنگ کی نوبت پہنچ جاتی جناب امیر نے فرمایا میں اس قضیہ کو فیصلہ کر دیتا ہوں اگر تم باہم رضی ہو جاؤ ورنہ چند آدمی تم میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چلے جائیں انکو تمہارا جھگڑا فیصلہ کر دیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ جن لوگوں نے یہ گڑا کہو دا ہے ان کو دیت اس طرح تیرے جمع کر لو کہ ایک چوتھا حصہ دیت کا ہوا اور ایک تیسرا حصہ اور ایک نصف حصہ دیت کا ہوا اور ایک پوری دیت ہو پس پہلا آدمی کے لیے دیت کی چوتھائی ہے اور دوسرے کے لیے دیت کی تہائی اور تیسرے کے لیے دیت کا نصف حصہ اور چوتھے شخص کے لیے پوری دیت ہو۔ ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور رضی نہ ہوئے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام ابراہیم علیہ السلام پر ملاقات کی اور تمام قضیہ بیان کیا ایک آدمی نے کہا کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم میں اس طرح فیصلہ کیا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فیصلہ سنا یا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی اسی کو جائز رکھا۔



(۷) قبل سبب قوله صلى الله عليه وسلم افضاكم على ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان جالسا مع جماعة من الناس فجاءه خصمان فقال احدهما يا رسول الله اني جمار وان لهذا البقرة قتلت حماري فبادر رجل عن الحاضرين فقال لا ضمان على ابها ثم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقبض بينهما يا علي فقال علي لهما اكانا مسلمين ام مشركين ام احدهما مسلم والاخر مشرك فقال كان الحمار مشركا والبقرة مسلمة وصاحبها معها فقال علي صاحب البقرة ضامن الحمار فاقر رسول الله صلى الله عليه وسلم وامضاه قضاءه (اخرجه الخطيب في تاريخه) روايت ہر کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو شخص محاصمت کرتے ہوئے حضور میں آئے ایک نے ان میں سے عرض کیا یا رسول اللہ میرا ایک گدہ ہوتا اور اس شخص کی گائے بھی اس کی گائے نے میرے گدے کو مار ڈالا ہے ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا کہ جانوروں کے فعل کا کوئی ذمہ وار نہیں ہو سکتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم اندونوں کا فیصلہ کرو و حضرت علی نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ آیا وہ دونوں جانور بندہ ہی تھے یا کہلے تھے یا ایک یا ان میں سے بندہ ہوتا اور دوسرا کہلے ہوتا جواب دیا کہ گدہ بندہ ہوتا اور گائے کہلی تھی۔ اور منگیا مال کے ساتھ تھا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ گائے کا مالک گدے کے نقصان کا ذمہ دار ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کے فیصلہ کی تصدیق فرمائی اور ان کے فیصلہ کو جاری کیا۔

(۸) عن زید بن ارقم قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ جاءه كتاب من علي فيه ان ثلثة نفراتون يختصمون في غلام فخطوا امره في الجاهلية في طهر واحد كلهم يدعيه انه ابنه فقضيت بينهم ان اقرعت بينهم وجعلته للقارة منهم علي ان يعزم للاخرين ثلثة الدية فضحك النبي صلى الله عليه وسلم حتى بدت نواجذه ثم قال ما اعلم فيها الا ما قضى علي ما اخرج الطبراني في الكبير في مسند زید بن ارقم زید بن ارقم سے روایت ہر کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ خدمت عالی میں جناب امیر کا خط پہنچا اس میں لکھا ہوا تھا کہ میرے پاس تین شخص اپنا جگڑا ایک لڑکے کی نسبت لیکر آئے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں اس لڑکے کی مان کے ساتھ ان تینوں نے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا ان تینوں میں سے ہر ایک شخص اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرنا ہوتا میں نے ان کے فیصلہ کے واسطے قرعہ ڈالا جس کے نام کا قرعہ لکھا میں نے اس لڑکے کو اس کا فرزند قرار دیکر یہ شرط لگادی کہ اگر یہ شخص باقی کے دو شخصوں کو دیت کی دو تہائیاں ادا کر دے سرور دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم سنکر منہ پر ہنسٹے پھرتا کہ آپ کے دانت مبارک نظر آنے لگے پھر آپ نے ارشاد کیا کہ علی کے



فیصلہ کے بغیر بہین اسکا کوئی اور فیصلہ نہیں معلوم ہوتا۔

(تنبیہ) سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام فقہ میں اکابر صحابہ کے مرجع تھے اور سب صحابی جناب امیر علیہ السلام کو اعلم بالسنۃ مانتے تھے از بخلاف صحابہ کرام کے بعض اقوال جو جناب امیر علیہ السلام کی تفقہ کی نسبت روایت ہوئے ہیں مع آپ کے بعض فیصلجات کے درج ذیل ہیں۔

(۱) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت من افتاکم بیوم عاشوراء قالوا علی قالت اما انہ اعلم بالسنة (اخرجه ابو عمر) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اونہوں نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ عاشوراء کے دن روزہ کی نسبت تمکو کس نے فتوے دیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرت صدیقہ نے فرمایا وہ سنت نبوی کو بہت زیادہ جانتے والے ہیں۔

(۲) سئل شریح ابن ہانی عن عائشۃ ام المؤمنین عن مسیح الخفین فقالت انت علیا فاسلم (اخرجه مسلم وابن عبد البر فی الاستیعاب) شریح بن ہانی نے جناب ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موزم کے مسیح کی نسبت سوال کیا جناب صدیقہ نے فرمایا جناب علی علیہ السلام سے پوچھو۔

(۳) عن عبد الرحمن بن اذینۃ العبیدی عن ابیہ اذینۃ بن مسلة العبیدی قال اتیت عمر بن الخطاب فقلت من این اعترف فقال انت علیا فاسالہ (استیعاب) عبد الرحمن بن اذینۃ العبیدی اپنے والد اذینۃ بن مسلمہ العبیدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں کہاں سے عمرہ کیا کروں حضرت عمرؓ نے مجھے کہا جناب علی علیہ السلام سے جا کر پوچھو۔

(۴) عن سعید بن المسیب قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یتعوز بالله من معضله لیس لہا ابو الحسن (اخرجه احمد) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کی طرف پناہ مانگتے تھے اس مشکل امر سے جس میں جناب ابو الحسن نہ ہوں۔

(۵) عن یحییٰ بن عقیل قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لعلی اذا سالہ ففرج عنہ لا یتقانی اللہ بعدک یا علی (اخرجه النجندی) یحییٰ بن عقیل کہتے ہیں



کہ جب جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ پوچھا کرتے اور ان کو جواب سے خوش ہوتے تو فرماتے تیرے بعد یا علی مجھے خدا زندہ نہ رکھے۔

(۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا یفتین احد فی المسجد وعلی حاضر (استیعاب) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد میں ہوتے ہوں تو کوئی شخص فتوے نہ بیان کرے۔

(۷) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال خطبنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقائنا علی (اخرجه السلفی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں خطبہ سنا یا اور اس میں کہا کہ ہم میں بڑے قاضی علی ہیں۔

(۸) قيل لعمر بن الخطاب لو اخذت حلی الکعبۃ فجزت به جیوش المسلمین وما تصنع الکعبۃ بالحلی فھم بذلك عمر فسأل علیاً فقال ان القرآن اترک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ و آلہٖ و سلم الاربعۃ اموال المسلمین فقسما بین الورثۃ وذوی الفرائض والقی فقسمة علی مستحقہ والخمس فوضعه اللہ حیث وضعہ والصدقات فجعلها حیث جعلها وکان حلی الکعبۃ یومئذ فترکہ علی حالہ ولحدیثک لشیاناً فاقمرہ حیث اقمرہ اللہ ورسولہ فقال لہ عمر لولا لک لا فنحنار ربیع الاربار فی الباب الخامس السبعین) عمر بن خطابؓ کے زیورات کو آپ لیکر مسلمانوں کے لشکر میں صرف کرو یہ نبیؐ کا سب سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کعبہ کو زیور کی کچھ ضرورت نہیں عمر رضی اللہ عنہ نے جناب امیرؓ سے اس امر کی نسبت استفسار کیا جناب امیرؓ نے ارشاد کیا کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل فرمایا اور چار قسم کا مال قرار دیا ہے ایک مسلمانوں کا مال ہے جسکو ذوی الفرائض اور ورثہ میں تقسیم کیا ہے اور ایک جربانہ ہے اسکو اسکے مستحقین پر بانٹا ہے اور ایک مال خمسہ خدا نے جنکو دینا تھا دیا اور ایک زکوٰۃ ہے وہ بھی جنکا حق تھا انکے دینر کا حکم دیا پس ان دونوں میں بھی کعبہ کا زیور موجود تھا خدا نے اسکو اسی حال پر چھوڑ دیا اور اسکو خدا نے ہو کر نہیں چھوڑا پس تم بھی اسکو اسی طرح پر رہنے دو جس طرح پر کہ خدا نے اور خدا کے رسولؐ نے اسے رہنے دیا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا علی اگر تم نہ ہوتے تو ہماری بڑی رسوائی ہوتی۔

(۹) عن ابی سعید الخدری قال حججتا مع عمر بن الخطاب فلما دخل الطواف استقبل الحجر



فقال انى لا علم انك حجرت لا تنفع ولو لا امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قبلتكم ثم  
 قبله فقال له صلى الله عليه وسلم ينفع قال بم علمت ذلك قال بكتاب الله قال قال الله تبارك وتعالى  
 واذا اخذ ربك من بنى ادم من ظهورهم الخ لما خلق الله ادم مسح على ظهره فقرءوا نه انه الرب  
 وانهم العباد واخذ الله عهدهم ومواثيقهم وكتب في رق وكان لهذا الحجر عيانا ولسان  
 فقال افترق ففرق فاه فالقمة ذلك الرق فقال اشهد من وافاك بالموافاة يوم القيامة واشهد  
 انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يؤتى يوم القيمة بالحجر الاسود لسان ذلق يشهد  
 لمن يستل به بالتوحيد فهو يا امير المؤمنين يضرب وينفع فقال عمر اعوذ بالله من ان اعلى في  
 قوم لست فيهم يا ابا الحسن راخو به الخجندى فى فضائل المسكة ابو الحسن القطاني فى المطول  
 والحاكم فى المستدرک والبيهقى فى شعب الایمان والسيوطى فى البدور السافر فى احوال الصحابة  
 ابو سعید خدری رضى الله عنه كہتے ہیں کہ ہم جناب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضى الله عنه کو ساتھ حج کرنے  
 کو گئے حبیب جناب عمر طوان کرنے لگے اور حجر الاسود کے سامنے بوسے کے لئے کھڑے ہوئے تو کہنے لگے  
 میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے اگر ہم کو رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم نہ حکم دیتے تو میں تجھے نہ چومتا پھر حضرت عمر نے اسکو بوسہ دیا جناب علی علیہ السلام نے  
 فرمایا یہ نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے حضرت عمر نے کہا یہ بات آپ کہاں سے کہتے ہیں جناب علی علیہ  
 السلام نے فرمایا خدا کی کتاب سچ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ حبیب تیرے رب بنی  
 آدم سے انکی پشتوں میں عہد لیا الخ پس حبیب خدا کی پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انکی پشت  
 پر ہاتھ پیرا پیرا رواج نے اقرار کیا کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اور خدا نے انے عہد دیا  
 لیکر ایک ورق پر لکھا اور اس پر تیر کی زبان اور انگلیں تھیں پس خدا نے فرمایا اپنے مونہ کو کھول اس  
 مونہ کو کھول دیا اور اس ورق کو نکل لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو قیامت کو دن اسکی گواہی دیجیو جو تجھے  
 عہد پورا کرنے کی وجہ سے ملے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا  
 ہے کہ قیامت کو دن حجر الاسود آئیگا اور اسکی زبان نہایت تیز ہوگی گواہی دیگا اس شخص کی جو خود  
 کے ساتھ اسکو چمے گا پس اسے امیر المؤمنین یہ نقصان اور نفع دے سکتا ہے جناب عمر نے فرمایا  
 خدا کی طرف پناہ لیجاتا ہوں کہ میں زندہ رہوں ایسی قوم میں کہ جس میں اسے ابو الحسن آپ نہ ہوں \*  
 (۱) وقال ابو القاسم محسن بن عمر التميمي مرفوعا الى الحسن ان عمر بن الخطاب اتى بامرأة  
 مجنونة حيلة قد زنت فادادان يرحمها فقال له علي يا امير المؤمنين اما سمعت ما قال رسول الله



صلی اللہ علیہ قال وما قال قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ رفع القلم عن ثلاث عن المجنون  
حتى یبصر وعن الغلام حتى یدرک عن النائم حتى یتقیظ فخلی عمر سبیلہا

ابو القاسم محمود الرخشي حسن بصری کی طرف مرفوع کر کے لکھتے ہیں کہ لوگ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو  
پاس ایک مجنون عورت حاملہ کو لائے کہ اس نے زنا کیا تھا جناب عمر نے اسکے رحم کا قصد کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے  
ان کو کہا اے امیر المؤمنین! بچہ نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے  
کہا کیا فرمایا ہے جناب امیر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں کے قلم اٹھا لیا گیا ہے  
مجنون جو حبیہ تک وہ تندرست ہو جائے اور لڑکے سے حبیہ تک وہ بالغ نہ ہو اور سو ہوے سے حبیہ تک  
وہ بیدار نہ ہو۔ پس جناب عمر نے اس عورت کو چوڑ دیا۔

(۱۱) عن ابی حزن بن ابی الاسود ان عمر اراد رحم المرأة التي ولدت بستة اشهر فقال علی ان  
الله تعالی یقول وحملہ وفصالہ ثلاثون شهرا وقال الله تعالی وفصالہ فی عامین فالحمل ستة  
اشهر والفصال فی عامین فترك عمر رجما وقال لولا علی لهلك عمر راخر جبان السماء و  
الخلعی ومحجب الطیر فی الریاض النضرة) ابی حزن ابی الاسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے  
ایک عورت کے رحم کا ارادہ کیا بنو لکاح کے بعد مہینہ بچہ پیڑھی تھی پس جناب علی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بچہ کا  
حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینوں کے بعد ہے اور دوسری جگہ خدا فرماتا ہے کہ بچے کا دودھ چوڑانا  
دو برس کے بعد ہے پس حمل کی مدت چھ مہینہ ہوئی اور دودھ چوڑا اینٹلی دو برس پس عمر رضی اللہ عنہ نے اس  
کے رحم کرنے کو چوڑ دیا۔ اور کہا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔

(۱۲) عن علی قال لما کان ولایة عمر رضی اللہ عنہ اتی بامرأة حامل فسالها عمر بن الخطاب  
فاعترفت بالفجور فامر بها عمر ان یرحم فلیقہا علی بن ابی طالب فقال امرت بها ان یرحم فقال نعم  
اعترفت عندک بالفجور فقال هذا سلطانک علیہا فما سلطانک علی ما فی بطنہا۔ فقال له علی  
فلعلک انتہرہا وانقصہا فقال قد کان ذلک قال او ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یقول لا حد معترف بعد بلاء انه من قبیلک او یقلدک فلا اقرار له فخلی عمر سبیلہا ثم قال عجز  
النساء ان تلدن مثل علی بن ابی طالب راخر جبان الخوارزمی فی المناقب جناب علی رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لوگ ایک حاملہ عورت کو لائے حضرت عمر نے اس سے پوچھا اس  
عورت نے اپنے زنا کا اقرار کیا حضرت عمر نے اسکو سنگسار کر دیا حکم دیا۔ راہ میں اسے جناب علی نے  
دیکھا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے اسکو سنگسار کر دیا حکم دیا حضرت عمر نے کہا ہاں اسے



میرے پاس اپنے فحور کا اعتراف کیا ہے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا اسپر تمہارا یہ حکم ہے اور اسکو پریت میں جو  
 کچھ کہہ ہے اسپر تمہارا کیا حکم ہے بہر جناب علی نے فرمایا شاید کہتے اسکو جبر کا اور وہم کا یا ہوگا حضرت عمرؓ نے  
 کہا ہاں منور وہم کا یا تھا حضرت علیؓ نے کہا شاید آپز نہیں سنا ہے جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے کہ بعد از دو کے اعتراف کر دیا  
 پرچہ نہیں ہے جسکو کہ آپ نے قید کیا اور وہم کا یا پس اسکا قہر نہیں پس حضرت عمرؓ نے اسکو چوڑ دیا اور کہا کہ  
 عورتیں علی بن ابیطالب حبس کر جننے میں عاجز ہیں \*

(۱۳) عن ابن المبرور عن عمر بن الخطاب قال ان كان جھلا فلها المهر بما استحل من فرجها وبغير  
 بينهما واذا انقضت عدتها فهو خاطب من الخطاب فخطب عمر فقال رد والجهالات الى السنة  
 فرجع الى قريته على ما خرج به احمد) ابن مسروق کہتے ہیں کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو  
 لائے جس نے اپنی عدت میں نکاح کیا تھا۔ پس حضرت عمرؓ نے اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان جدائی کا حکم  
 دیا اور اس کے مهر کو بیت المال میں جمع کر لیا۔ اور کہا کہ یہ میان بیوی سرگز کہی ایکٹے نہیں ہونگے یہ بات  
 حضرت علیؓ کے پاس پہنچی آپ نے فرمایا کہ اگرچہ نکاح جہل کے رو سے ہوا ہے تو اس عورت کو بدلے اس خط  
 کے کہ اس کے فرج سے اس مرد کو حاصل ہوا ہے مرد لانا چاہیے اور جب عدت پوری ہو جائے تو یہ مرد اسکو  
 ساتھ نکاح کرے پس حضرت عمرؓ نے اسکا نکاح کر دیا اور کہا جبالتون کو سنت کی طرف رو کرو پس حضرت عمر  
 نے جناب علیؓ کے قول کی طرف رجوع کیا \*

(۱۴) عن جعفر الصادق قال اتى عمر بن الخطاب بامرأة قد تعلق برجل من الانصاريين وكانت تهود  
 ولم تقدر عليه فاختالت فذهبت واخذت البيض فخرجت منها الصفر وصبت البياض على  
 الثوبها وبين ثدييها ثم حلت الى عمر فقالت يا امير المؤمنين ان هذا الرجل اخذني في موضع  
 كذا وقضيتي فهم عمر ازيعا فبه وكان على جالساً عند فجعل الانصاري يحلف بالله انها تكذب  
 على ويقول يا امير المؤمنين لا تجعل في امرتين لك براءة ذمتي فقال عمر على ماترى في امرها فقال  
 على نظرت الى البياض على ثوب المرأة فاقمها ان تكون احوال بذلك فقال ايتوني بما عار  
 قد غلى غلياً ناشداً ان فعلوا فصبوا على موضع الثياب من ثوب المرأة فاستوى ذلك البياض  
 حتى صار مثل بياض البيض المشوي ثم شمه فاذا هو بياض البيض فاقبل على المرأة فهددها  
 حتى اقرت بذلك ودفعت الله العقوبة عن الانصاري ببركة علي بن ابي طالب فقله بنم الدين  
 فخر الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين السنبلي المزدني في مناقب الاعحاب جناب امام جعفر صادق



سے منقول ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں ایک عورت ایک انصاری مرد کو چاہتی تھی مگر اسے اس انصاری کا وصال  
 مسیر نہیں ہوتا تھا ایک روز اس نے ایک حیلہ بنایا اور ایک انڈے کو نوڑ کر زردی کو پینکد یا اور سکی سفیدی  
 کو اپنے کپڑے اور جنکاسون پر چھڑک کر حضرت عمر سے آکر کہا یا امیر المومنین مجھے اس انصاری نے فلاں  
 مقام پر رسوا کیا ہے حضرت عمر اس انصاری کو سزا دینے پر آمادہ ہو گئے جناب مرتضیٰ انکے پاس بیٹھے  
 ہوئے تھے انصاری خدا کی قسم کہا کر کہنے لگا یہ میری نسبت جھوٹ بگتی ہے اے امیر المومنین آپ  
 میری بات میں جلدی نہ کریں آپ کو میری بے گناہی ثابت ہو جائیگی حضرت عمر نے جناب مرتضیٰ سے کہا آپ  
 اس عورت کے بارہ مہینے کیا خیال کرتے ہیں جناب مرتضیٰ نے ارشاد کیا کہ میں نے اس عورت کو کپڑے پر سفیدی  
 کو دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس نے مکر گناہ کیا ہے تم میرے پاس کہو لے آؤ یا پانی لاؤ جب لوگ پانی  
 آدھالائے آپ نے اس عورت کو کپڑے کے دھبے پر ڈلوایا کپڑے سے انڈے کی سفیدی ہو کر اٹھ  
 آئی پھر آپ نے اسے سونگھا تو اس میں سے انڈے کی لسانڈ آئے لگی آپ نے اس عورت کو دھمکایا اس  
 نے اقرار کیا کہ میں نے مکر گناہ کیا تھا خدا و تبارک نے برکت جناب امیر علیہ السلام کی برکت اس انصاری کو اس  
 عقوبت کو دفع کیا۔

(۱۵) قبل ان رجلین اتیا امرأة من قریش فاستودعاها مائة دینار او قال لا تدفعینہا الی  
 احد منادون صاحبہ فلبثا حولا ثم جاء احدہما الیہا وقال ان صاحبی قد مات فادفعی  
 الی الدینار فدفعها الیہ ثم لبثت حولا اخر فجاہل الاخر فقال دفعی الی الدینار فقالت ان  
 صاحبک جادنی وزعم انک قد مت فدفعها الیہ فاحتقما الی عمر ان یقضی علیہما ورنع  
 الی علی بن ابی طالب وعرّف علیٰ نهما قد مکرا بہما فقال لیس قلتما لا تدفعینہما الی واحد  
 منادون صاحبہ قال بلی قال فان مالک عندنا فادفعینہ فی صاحبک حتی ندفعہما الیک  
 راخرجہ الخوارزمی) روایت ہے کہ دو آدمی قریش کی ایک عورت کے پاس سو دینار امانت رکھ گئے اور  
 کہہ گئے کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس آئیں تو کسی ایک کو یہ امانت نہ دیجیو۔ سپر ایک سال  
 گزر گیا ان میں سے ایک نے اگر بیان کیا کہ میرا دوست مر گیا ہے وہ سو دینار مجھے دیدے اس عورت  
 نے سو دینار اس کو دیدیے اسکے بعد پھر ایک سال گزرا وہ دوسرا اگر کہنے لگا وہ سو دینار مجھے دیدے  
 اس عورت نے جواب دیا کہ تیرا دوست میری پاس آیا تھا اس کا خیال تھا کہ تو مر گیا ہے وہ مجھے سے  
 امانت لیگیا ہے اس نے کہا کیا ہمارا یہ وعدہ نہیں تھا کہ جب تک اکٹھے ہم دونوں نا آئیں تو امانت  
 اکیلے کسی ایک کو نہ دیجیو پس اس عورت اور مرد میں جھگڑا شروع ہوا اور وہ دونوں جناب عمر کے



محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادن منی یا صفاً اللہ فآخذ رأس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعه فی حجرہ فقال  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما هذا الہمهمة فآخبرہ الحدیث قال لم یکن حنیۃ الکلبی کان جابر یل سماک  
باسم سماک اللہ بہ وهو الذی لقی محبتک فی صدور المؤمنین ورہبتک فی صدور الکافرین راخرجه ابو یوسف  
ابن مردودیہ) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وحیہ کلبی کے آغوش میں سر رکھے ہو کر اپنے  
دولتخانہ کے صحن میں استراحت فرما رہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور سلام علیا کر کے سرور عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم کا حال پوچھا۔ وحیہ نے جواب دیا خیریت ہے اور کہا کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں آپ کے چند مناقب مجھ کو معلوم  
ہیں جنکو میں آپ کے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تمام مومنوں کے امیر اور تمام سفید ہاتھ اور پاؤں اور مونہ والوں کے  
پیشوا ہیں آپ ہوا انبیاء اور مرسلین کے تمام نبی آدم کے سردار ہیں قیامت کو روز لوار احمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور آپ  
کا گردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تم اور ان کا گردہ کے ساتھ جنت میں سیر کرتا ہوگا یہ تحقیق رستگار ہوا وہ شخص جس نے آپ  
سے تولد کر لیا اور نقصان اٹھایا اس نے جواب دے علیحدہ ہو گیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب آپ کے محبوب ہیں اور ان کے  
دشمن آپ کے دشمن ہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو ہرگز بہرہ یاب نہ ہوں گے اے برگزیدہ خدا  
میرے پاس تشریف لا جب جناب امیر اس کے قریب گئے تو اس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنے آغوش  
سے لیکر ان کے آغوش میں رکھ دیا اتنے میں سرکار نے خواب میں بیدار ہو کر پوچھا یہ کیسا شور تمہارا جناب امیر نے وحیہ کا  
تمام ماجرا عرض کیا حضور نے فرمایا یہ وحیہ نہیں تھے بلکہ جبریل تشریف لائے تھے تاکہ جن القاب سے پروردگار نے تمہیں  
ممتاز کیا ہے ان کو تمہیں آگاہ کریں۔ خدا تعالیٰ نے تمہاری محبت کو مومنین کے سینہ میں القا کیا ہے اور تمہارے  
خوف کو کافروں کے دل میں ڈال دیا ہے \*

(۲) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس انکب لی وضوء وماء فتوضی وصلی ثم  
انصرف فقال یا انس اول من یدخل علی الیوم فهو امیر المؤمنین وسید المسلمین وخاتم الوصیین و  
امام الغر المحجلین فجاء علی ضرب الباب فقال من هذا یا انس قلت علی قال فتہلہ فدخل راخرجه  
ابن مردودیہ) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز مجھ کو فرمایا کہ  
اسکے انس باپنی لاکر ہمیں وضو کرا میں پانی لایا اور حضرت نے وضو کیا اور نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کر مجھے ارشاد کیا  
اے انس جو شخص آج میرے پہلے میرے پاس آئے گا وہ مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور وصیوں کا  
خاتم اور سفید ہاتھ اور مونہ والوں کا پیشوا ہوگا۔ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضرت  
نے پوچھا ہے انس یہ کون ہے میں نے عرض کیا علی ہیں آپ نے فرمایا دروازہ کھول دے میں نے دروازہ کھول دیا جناب امیر  
حضرت کے پاس تشریف لے آئے \*



پس فیصلہ کے لیے حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے انکو جناب علیؓ کی خدمت میں بھیج دیا جناب پر تفسیر فرما سمجھ گئے  
کہ ان دونوں آدمیوں نے اس عورت سے کر کیا ہے اس آدمی سے فرمایا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا  
تھا کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے تھے تیرے پاس آئین تو تو نے اکیلے کسی ایک کو امانت والی دینا۔ تیرا مال  
ہمارے پاس موجود ہے اپنے دوست کو لے آیا ہم تجھے دیدینگے ۵

(۱۶) عَنْ قَتْلِ اَنْسَجَةَ اَنْفُسِ خُرَجُوا مِنَ الْكُوفَةِ مَسَافِرِينَ فَاَبْجَاوُا مَدَّةَ تَمْعَادٍ وَاقْدَ فَقْدِ  
مِنْهُمْ وَاحِدٍ فُجِئَتْ اَمْرَاتُهُ اِلَى عَلِيٍّ فَقَالَتْ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اِنْ زَوْجِي سَافِرٌ هُوَ وَجَمَاعَةٌ وَقَدْ  
عَادُوْهُ وَنَهَفَاتِهِمْ وَسَالَتْهُمْ عَنْهُ فَلَمْ يَخْبِرُوْنِي بِحَالَتِهِ وَقَدْ اَتَمَّتْهُمْ بِقَتْلِهِ وَاسْأَلْتُكَ بِحَضَارِهِمْ  
وَاسْتَكْشَافَتْ حَالَهُمْ فَاحْضَرْتَهُمْ وَفَرَّقْتَهُمْ وَاقَامَ كُلُّوَاحِدٍ مِنْهُمْ اِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ وَ  
وَكُلُّهُمْ بِرَجُلٍ لَا يَنْبَغُ اَنْ يَفْرُقَ مِنْهُ اَحَدٌ اِيْمَانُهُ ثُمَّ اسْتَدْعَا وَاحِدًا فَاَخَذَتْهُ وَسَالَتْهُ عَنْ حَالِ الرَّجُلِ  
فَاَنْكَرَ فَلَمَّا اَنْكَرَ رَفَعَ عَلَيَّ صَوْتَهُ بِاتِّكْبَارٍ وَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَلَمَّا سَمِعَ الْبَاقُونَ صَوْتِ عَلِيٍّ مَرْتَفَعًا بِاتِّكْبَارٍ  
اَعْتَقَدُوا اَنْ رَفِيقَهُمْ قَدْ اُقْتُلَ وَكُلُّهُمْ لَعَلَّ صُورَةَ الْحَالِ ثُمَّ اسْتَدْعَاهُمْ وَاحِدًا وَاحِدًا فَاَقْرَؤُا  
بِقَتْلِهِ بِنَاءً اَعْلَى اِنْ صَاحِبَهُمْ قَدْ اَخْبَرَ عَلِيًّا بِمَا فَعَلُوْهُ فَلَمَّا اَقْرَؤُا بِذَلِكَ قَالَ الْاَوَّلُ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ  
هُوَ لَا يَقْدِرُ اَقْرَؤُا مَا اَنَا اَقْرَأْتُ بِذَلِكَ قَالَهُ هُوَ لَا يَفْقَهُكَ قَدْ شَهِدْتُ وَاَعْلَيْكَ فَمَا يَنْفَعُكَ  
اِنْكَارُكَ بَعْدَ شَهَادَتِهِمْ فَاعْتَرَفْتُ اَنَّهُ شَارَكَهُمْ فِي اَمْرِ قَتْلِهِ فَلَمَّا اكْتَمَلَ اعْتَرَا فِهِمْ بِقَتْلِهِ اَقَامَ عَلَيْهِمْ  
حُكْمًا لِّلّٰهِ تَعَالَى (مَطَالِبُ السُّؤْلِ لَطِيحَةُ الشَّافِعِ) رَوَايَتُ سُرُكْسَاتِ اَدَمِي كُوفَةٍ سَفَرُ كُوفَةٍ اَوْرَايَكِ مَدَّتْ  
تَاكِ غَائِبٌ بِهِيَ بِرَجَبٍ لَوْثُ كَرَّ اَسَى اِيْكَ اِنْ مِثْلٍ سَفَرُ مَقْشُورٌ مَوْكِيَا سَكِي زَوْجُ جَنَابِ اَمِيرِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْ بَارِ  
اَكْرَ كَبْنِي لَكِي يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِيرَا خَاوند اِيْكَ جَمَاعَتِ كُوفَةٍ سَفَرُ كُوفَةٍ تَهَادُوْهُ لَوْثُ سَفَرُ سَفَرُ لَوْثُ اَسَى مِثْلٍ  
اَوْرُوْهُ نَهْنِي اَيَا مِثْلِي اَسَى سَكَا حَالِ بُوْجَا تَهَادُوْهُ اسْكَا حَالِ كُوفَةٍ نَهْنِي بَيَانِ كَرْتِي اَوْرَمِيْنِ اَنْبَرَا سَكِي  
قَتْلُ كَاوَعُوْى رَكْمَتِي هُوْنِ اَوْرَا سَكِي مَلْجَمِي هُوْنِ كَرَّ اَسَى اِيْكَ حَضَارُ كَاوَعُوْى نَافَذُ فَرَا مِثْلٍ اَوْرَانِ سَوَا مَلْجَمِي  
حَالِ كَرِيْنِ جَنَابِ اَمِيرِ اَنكُوْ مَلَا يَا اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَوْرَانِ مِثْلٍ سَكَا حَالِ مَسْجِدِ كُوفَةٍ مِثْلٍ مِثْلٍ اَوْرَا سَكِي اِيْكَ  
اَدَمِي كَاوَعُوْى اَنْبَرَا مَقْرَرُ كَرَّ اَسَى اِيْكَ اَسَى كُوفَةٍ نَهْنِي اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَوْرَانِ مِثْلٍ سَكَا حَالِ اَسَى اَدَمِي  
كُوفَةٍ حَالِ سَكَا حَالِ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا  
نَهْنِي جَنَابِ اَمِيرِ كُوفَةٍ اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا  
حَالِ كُوفَةٍ اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا  
كُوفَةٍ اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا سَكِي اِيْكَ اَسَى اَوْرَا



کہنے لگائے امیر المؤمنین ان لوگوں نے اسکا اقرار کیا مجھنے تو اقرار نہیں کیا جناب امیر نے فرمایا یہ لوگ تیرے  
رفیق ہیں تجھ پر گواہی دیتے ہیں انکی شہادت کو بعد تیرا اقرار تجھے نفع نہیں بخشتا پس اسے ہی انکے  
شریک ہونے کا اقرار کیا جناب کا اعتراض اس شخص کے قتل کی نسبت کامل ہو گیا۔ تو جناب امیر علیہ  
السلام نے اسے کا حکم انپر جاری کیا۔

(۱۷) عن محمد بن یحیی بن جہان ان جہان ابن منقذ کان تحتہ امرأتان ہاشمیہ والاضارۃ  
نطلق الاضاریۃ ثم مات علی رأس الحول فقالت لم تنقض عداۃ فارتفعوا الی عثمان رضی اللہ  
عنه فقال هذا لیس بے علم فارتفعوا الی علی فقال علی اتخلفا عند منیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
انک لم تحض ثلاث حیضات وک المیراث فمخلفت فاشرکت فی المیراث راخرجه بن الحریط الطائی  
محمد بن یحیی بن جہان کہتے ہیں کہ جہان بن منقذ کی دو جوہرین تھیں ایک ہاشمیہ اور ایک الاضاریہ اس  
نے الاضاریہ کو طلاق دیدیا تھا پراسی برس میں جہان مر گیا الاضاریہ کہنے لگی میری عدت ابھی تک  
پوری نہیں ہوئی پس اسکا مرافقہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے حضرت عثمان نے کہا مجھے  
اس فیصلہ کا علم نہیں وہ مرافقہ جناب علی علیہ السلام کے پاس لے گئے جناب علی نے اس الاضاریہ سے  
فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس حلف اٹھا لو کہ تجھے تین حیض نہیں گزری تو تجھے میرا  
میں شریک کیا جائیگا۔ پس اس الاضاریہ نے حلف اٹھالی اور وہ میراث میں شریک کی گئی۔

(۱۸) کتب خالد بن الولید الی ابی بکر الصدیق الی اخذت رجلاً یوطاء کما یوطاء المرأة فاستناب  
ابو بکر اصحابہ فقال بعضهم یقتل وقال بعضهم یرجم فقال لعلی ان العرب یاتنف من المثلة فما  
تری فیہ فقال اری ان تحرقہ فاحرقوه رنقلہ نجم الدین فخر الاسلام ابو بکر بن محمد بن الحسین  
الستیلانی المہندی فی مناقب اصحاب خالد بن ولید نے حضرت ابو بکر صدیق کی طرف لکھ دیا کہ  
بیان ایک مرد ہے جو عورت کی طرح سے فعل کرتا ہے جناب ابو بکر نے صحابہ مشورت کیا بعض نے کہا  
اسکو قتل کرنا چاہیے اور بعض نے کہا سنگسار کیا جائے حضرت ابو بکر نے جناب امیر سے کہا عجب لوگ  
مسند کرنے کو بہت برا جانتے ہیں آپکی اس میں کیا رائے ہے جناب امیر نے فرمایا میری رائے میں  
اسے آگ کے اندر دھکیلنا چاہیے پس وہ آگ میں ڈالا گیا۔

(۱۹) عن نذیر بن حبیش قال جلس جلان یتغذیان مع احدہما خمسة ارغفة ومع الآخر ثلثة  
ارغفة فلما وضع الغداء بین یدیهما مر بہما رجل فسلم فقالا الغداء فجلس واکل معہما  
فاستوفوا فی اکلہم الا رغف الثمانیۃ فقام الرجل و طرح الیہما ثمانیۃ درہم وقال لہما خذوا



خذوا هذا عوضا مما اكلت من طعامكما قتنا زحاً وقال صاحب الارغفة الخمسة لي خمسة دراهم ولك  
 ثلاثة دراهم وقال صاحب الارغفة الثلاثة لا ارضى لان تكون الدراهم بيننا نصفين فارتفعنا  
 الى امير المؤمنين علي بن ابي طالب فقصنا عليه قصتهما فقال لصاحب الارغفة الثلاثة قد عرض لك صاحبك  
 ما عرض وخبره اكثر من خبرك فارض بالثلاثة قال لا والله لا رضيت الا بما الحق فقال له ليس لك  
 في ما الحق الا درهم فقال له عرض عليك صلحا فقلت لا ارضى الا بما الحق ولا يجب لك في  
 ما الحق الا واحد فقال الرجل عرضني الوجه في ما الحق حتى قبله فقال علي ليس لثمانية الارغفة  
 الا اربعة وعشرون ثلثا وانتم ثلاثة انفس ولا يعلم اكثر منكم اكل ولا اقل فتحملون في اكلكم على السواء  
 فاكلت انت ثمانية اثلاث واما لك تسعة اثلاث واكل صاحبك ثمانية اثلاث وله خمسة عشر اثلاث  
 اكل منها ثمانية وبقي له سبعة اكل صاحب الدرهم واكل لك واحدا من تسعة فلك واحد ابواحد  
 وله سبعة بسبعة فقال رضيت الان يا علي لا استيعاب في معرفة الاحصاء للعلامة بن عبد البر  
 زرين حبش سرور دایت ہر کہ دو آدمی کھانا کھا نیکیو بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں  
 تین اتنے میں تیسرا آدمی آگیا اندونون نے اسے شرکت طعام کے لیے کھا وہ بھی انکے ساتھ کھانے  
 کو بیٹھ گیا وہ تینوں آٹھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا آدمی آٹھ کھرا ہوا اور ان دونوں کو آٹھ درہم دیکر  
 کہنے لگا یہ عوض ہے اس کھانیکا جو میں نے تمہارے کھانے سے کھایا ہے۔ پس وہ دونوں باہم جھگڑنے لگے پانچ  
 روٹیوں والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہیے اور تجھے تین اور تین روٹیوں والے نے کہا جب  
 تک کہ درہم نصف نصف نہوں میں نہیں راضی ہو لگا تصفیہ کے لیے دونوں جناب امیر علیہ السلام کے  
 پاس آئے۔ اور تمام قصہ بیان کیا۔ جناب امیر نے تین روٹیوں والے سے کہا تیرا دوست جو کچھ تجھے  
 دیتا ہے لے لے حالانکہ اسکی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا جب تک کہ میرا حق مجھے  
 نہ معلوم ہو جائے میں راضی نہیں ہونیکا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں۔ تیرا  
 دوست صلح کے در سے جو کچھ تجھے دیتا ہے اور تو کہتا ہے کہ جب تک مجھے میرا حق نہ معلوم ہوگا  
 میں نہیں راضی ہونیکا۔ تیرا حق تو انصاف سے ایک درہم ہے۔ سنو کھایا امیر مجھے اسکی وجہ بیان فرمائیے  
 تاکہ میں قبول کروں جناب امیر نے فرمایا کیا آٹھ روٹیاں کی جو بیس تھائی تھیں میں اور تم تین آدمی  
 کھانیوالے تھے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون زیادہ کھانیوالا تھا اور کون کم اس لیے احتمال کیا  
 جاتا ہے کہ بیس تم تینوں نے برابر کھایا ہے۔ پس تم نے آٹھ تھائی تھیں اور تیری تین روٹیوں  
 کی نو تھائی تھیں اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تھائی تھیں اور آٹھ تھائی تھیں



کہا میں اور اسکی سات تہائیاں باقی رہیں جو درہم والے نے کہا میں اور تیری نو تہائیوں میں سوا ایک تہائی  
کہا میں پس تیری ایک وٹی کے ٹکڑے کے بجز ایک درہم ہے اور اسکی سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں  
وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم کے لینے پر رضی ہوں +

(۲۰) قال سعید بن منصور فی سننہ باسنادہ سمعت علیاً یقول الحمد لله الذی جعل علوانا  
لیس الناعماتزل بہ من امرہ ینہ ارفعاً ویتہ کتب الی لیس النعمات عن خنثی المشکل فکتبت الیہ ان یورثہ  
من قبل مبالہ زنادیخ الخلفاء للسیوط سعید بن منصور اپنی سنن میں باسنادہ بیان کرتے ہیں کہ  
میں نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمن کو ایسا کر دیا کہ جب اس پر  
دنیہ میں سے کوئی مشکل امر وارد ہوتا ہے تو وہ ہم سے پوچھتا ہے۔ معاویہ نے مجھے لکھا کہ خنثی مشکل کا  
مسئلہ پوچھا ہے میں نے اسکو جواب میں لکھا ہے کہ اس کے بول کے مقام کی رو سے میراث بلیگی یعنی اگر عورت  
کی طرح سے پیشاب کرتا ہے تو مثل عورت کے میراث پائیگا۔ اور اگر مرد کی طرح سے پیشاب کرتا ہے تو مثل  
مرد کی میراث پائیگا +

(۲۱) تنازعہ امرأتان فی ایام عمر فی ولد کلواحدة منہما تدعی ابنہا فاشکل علی عمر فارسل  
الی علی فقال علی بنی حاد حادق ومنشار حید یقطع الولد فیجعل الولد بینکما نصفین فصاحت  
امر الصبی وقالت ادفع کل الولد الیہا وقالت الاجنبیۃ اقطع الولد فاخذ علی الولد فادفع  
الی الام التي صاحت وقال للاجنبیۃ علمت انہا امر الصبی جو فی روایت ولد تا فی لیلۃ واحدة  
فجاءت ابن واحدة منہما فکل واحدة منہما تدعی الی النحی لها رقلہ ابو بکر نجیم الدین محمد بن  
الحسین السیستانی المرندی فی مناقب الاصحاب جناب عمر کے زمانہ میں ایک لڑکے کی نسبت دو  
عورتوں میں جھگڑا ہوا ہے ایک ان میں سے اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتی تھی حضرت عمر کو انکی فیصلہ  
میں دشواری پیش آئی ان دونوں کو حضرت امیر کبیر دست میں فیصلہ کے لیے بھیج دیا جناب امیر نے فرمایا  
میرے پاس ایک کاریگر بیٹھ کر لکھتا کہ اس سے اس لڑکے کو دو برابر حصوں میں کاٹ ڈالے کہ لڑکے  
کا ایک ایک ٹکڑا ان دونوں کو دیدیا جائے لڑکے کی چلانے لگی آپ سالم یہ لڑکا اس عورت کو دیدیا  
دوسری عورت اجنبیہ کہنے لگی ضرور لڑکا کاٹ ڈالا جائے جناب امیر نے اس لڑکے کو اٹھا کر اسکی  
مان کو دیدیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شب میں دو عورتوں کو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا لڑکا  
مرگیا اس نندہ لڑکے کو وسطی تار ع ہوا +

(۲۲) ردی لہن رجلاً تزوج خنثی ولہا فرج کفرج النساء وفرج کفرج الرجال واصلد قہا



جاریہ کا نالہ و دخل بالختی و اصابتها فحملت منه و جاءت بولد ثم ان الختنی و طئت الحجارت  
التي اصدتها الرجل فحملت منه الجاریہ بولد فاشتهرت قصتهما و دفع امرهما الى امير  
المؤمنین علی بن ابی طالب فسئل عن حال الختنی فاخبر انها تحيض و تطاء و توطاء و تمتی من  
الجانبین و قد جعلت واحبت فصارت الناس متحیري الافهام فی جوابها و کیف السبیل الى فضائها  
و فصل خطابها فاستدعی علی غلامیه و امرهما ان یلیناها الى الختنی و یعدا اضلاعیهما من الجانبین  
ان كانت متساویة ففی امرأة وان كان الاثیر القص من الایمن بضلع واحد فهو الرجل فجاء  
واخبراه بذلك و شهدا عنده فحکم علی الختنی بانها رجل و فرق بینها و بین زوجها و دلیل  
علی ذلك ان الله تعالی خلق ادم علیه السلام وحیداً فاراد سبحانه و تعالی احسانه الیه و الختنی  
حکمتہ فیہ ان یجعل له زوجاً من جنسہ لیسکن کل واحد منهما الى صاحبه فلما نام ادم خلق  
الله عزوجل من ضلعه القصری من جانبہ الاثیر حواء فانثیه فوجدها جالسة الى جانبہ  
کاحسن ما یکون من الصور فذلک صار الرجل ناقصاً من جنبہ الاثیر عن المرأة والمرأة  
کاملة الاضلاع من الجانبین والاضلاع الكاملة اربعة وعشرون ضلعاً هن فی المرأة فاما  
الرجل فتلاثة وعشرون ضلعاً اثنا عشر فی الایمن و احد عشر فی الاثیر و باعتبار هذه الاعمال  
قیل للمرأة ضلع اعوج (فصول المهمة و فوائد الابصار و مطالب السؤل لطیحة الشافعی) و روي  
که ایک مرد نے ایک مخنث کے ساتھ عقد کیا اور اس مخنث کے دو عضو مخصوص تھے ایک مثل عورت کو اور ایک  
مثل مرد کے اور اسکے مہر میں ایک ٹوڈی دی یہ اس مخنث کے ساتھ مثل عورت کو صحبت کی اسکو حمل  
رہ گیا اور اسکے بیان لڑکا پیدا ہوا۔ بعد اسکے اس مخنث نے اس ٹوڈی کے ساتھ صحبت کی جسکو  
اس مرد نے اسکے مہر میں دیا تھا۔ پس اس ٹوڈی کو بھی حمل رہ گیا اور اسکے بیان یہی لڑکا پیدا ہوا۔ یہ  
خبر مشہور ہوئی اور حضرت امیر سے بھی لوگوں نے بیان کیا۔ آپ نے مخنث کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ اس  
عورتوں کے اسکو حیض بھی آتا ہے مرد اس سے صحبت کرتا ہے تو اسکے دونوں مقام سے منی نکلتی ہے  
اور خود بھی حاملہ ہوتا ہے اور اس سے عورت بھی حاملہ ہوتی ہے پس لوگ نہایت حیران ہوئے کہ اسکو  
حکم کا کیا طریق ہوگا۔ آیا یہ مردوں میں سے شمار کیا جائیگا یا عورتوں میں سے پس جناب امیر نے انہی  
دو غلاموں کو طلب فرمایا اور حکم کیا کہ اس مخنث کے پاس جائیں اور اسکی دونوں طرف کی سپلیوں  
کو شمار کریں اگر برابر ہوں تو وہ عورت ہے اور اگر بائیں طرف سے ایک سپلی تعداد میں دہنی طرف سے  
کم ہو تو وہ مرد ہے چنانچہ دونو غلام اس مخنث کی پاس گئے اور اسکی دونوں طرف کی سپلیوں کو شمار



کیا پس بائیں طرف کی ایک پسلی کو داہنی طرف کی پسلیوں سے شمار میں کم پایا اور اس کے پاس اگر کسی خبری اور اس بات پر دونوں نے گواہی ادا کی جناب اسٹیر نے حکم دیا کہ وہ محنت مرد ہے اور اس کو اسکے شوہر سے علیحدہ کر دیا دلیل اس بات کی یہ ہے کہ حبیب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنی حکمت کاملہ سے اس کو فرمایا کہ ان کے واسطے انہیں کی جنس سے ایک زوجہ پیدا کرے تاکہ ایک کو دوسرے سے تشکیہ حاصل ہو پس جو وقت کہ حضرت آدم سو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی بائیں طرف کی ایک چوٹی سے پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا جسے حضرت آدم پیدا ہوئے تو انہوں نے حضرت حوا کو اپنے پہلو میں بیٹھا ہوا پایا جو نہایت خوبصورت تھیں پس اس سبب سے مرد کی بائیں طرف کی پسلی عورت سے کم ہوتی ہے اور عورت کی دونوں طرف کی پسلیاں پوری ہوتی ہیں لیکن مرد کی تیس پسلیاں ہوتی ہیں بارہ داہنی طرف اور گیارہ بائیں طرف اور اسی سبب سے عورت ٹھری پسلی کہلائی جاتی ہے \*

(۲۳) قال ابن طلحة الشافعي في مطالب السؤل كان حد شارب الخمر أربعين سوطا اقامه ابو بكر كذلك في ولايته ثم اقامه عمر صدرا في ولايته فلما اتممت الناس في شربها واستخفها ضرب الاربعين شاور عمر اصحابه في ذلك فقال على نرده اذا شرب سكر وانا سكر هذا اذا هذنا افتري وعلى المفتري ثمانون فبلغوا به حد المفتري فاخذ عمر هذا القول من على ابن طلحة شافعي عليه الرحمة من مطالب السؤل من كلبته بين كثر شراب نوش کی حد چالیس کوڑے تھی جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو اسی طرح سے قائم رکھا پھر حضرت عمر نے بھی اپنی ابتدا خلافت میں اسی کو قائم رکھا جب لوگ شرب خمر میں زیادہ منہمک ہونے لگے اور چالیس کوڑوں کو حقیر جانتے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں صحابہ سے مشورت کی جناب علی علیہ السلام نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شراب پیتا ہے تو مست ہو جاتا ہے اور جب مست ہو جاتا ہے تو نہ بیان بکاتا ہے پس جب نہ بیان بکا تو جو بٹ کہا اور جو بٹ بولنے والے کی سزا اسی کوڑے ہیں پس اس کو مفتری یعنی جو بٹ کی سزا دینا چاہیے حضرت عمر نے اس قول کو جناب علی سے اخذ کر لیا \*

(۱۹) عن محمد بن الزبير قال دخلت مسجد دمشق فاذا ناسا بشيخ قد التوت برقوتاه من الكبر فقلت يا شيخ من ادركت من الصحابة قال عمر رضي الله عنه قلت فما غررت قال اليرموك قلت حدثني بشي سمعته قال خرجت مع فتية حجاجا فاصبنا ببعض نعام وقد احرمنا فلما قضينا نسكتا ذكرنا ذلك لامي المؤمنين عمر فادبر وقال اتبعوني حتى انتهي الى حج رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرجت فاجابت منها امرأة فقال انما ابو الحسن قائم



لا فرقة المقاتلات فادبر وقال اتبعوني حتى انتهي اليه وهو يسير والتراب بيد فقال مرحبا يا امير المؤمنين  
فقال ان هؤلاء اصا بوابيض نعام وهم محرمون قال الا ارسلت الي قال انا اخق يا تانك قال  
بضمون الفعل فلا نص ابكار بعد البين فمانته منها اهدوه قال عرفان الا بل تخرج قال  
والبيض مريض فلما ادبر قال عمر اللهم لا تنزل بي شديدا الا وادبوا الحسن الى جنبى راخرجه بن  
البحري نقله محيا لطيف في الرياض النضرة في فضائل العترة (محمد بن زبير سے روایت ہے کہ میں مسجد  
و مشرق میں گیا اور ایک بوڑھے کو دیکھا جسکی گردن کی منہلی ٹہرا پے کیونکہ اسے اٹھی ہوئی تھی میں نے  
کہا یا شیخ تو نے صحابہ میں سے کس کو دیکھا ہے وہ کہنے لگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے کہا تو کس غزوہ  
میں شریک ہوا ہے وہ بولا یرموک میں میں نے کہا مجھے کوئی بات سنا کہ تو نے سنی ہو۔ کہنے لگا میں چند  
نوجوانوں کے ساتھ حج کو گیا اور ہم نے شتر مرغ کے انڈے کہا یہ حالانکہ ہم نے احرام باندھا ہوتا تھا  
جب ہم اپنے وظائف حج کو پورا کر چکے جناب امیر المؤمنین عمر سے اسکا ذکر کیا جناب عمر ہنس پڑے اور فرمایا  
میرے پیچھے چلے آؤ یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گہروں کی طرف تشریف  
لے گئے اسی ایک حجرہ کا دروازہ کھٹکٹایا ایک بی بی نے جواب دیا جناب عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا  
جناب ابو الحسن گھر میں تشریف رکھتے ہیں اس بی بی نے جواب دیا نہیں پس جناب عمر کدے بوی کی کپڑی  
کی طرف تشریف لیگئے اور ہمیں فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ یہاں تک کہ جناب علی علیہ السلام کے پاس پہنچ  
گئے وہ اپنے ہاتھوں سے مٹی کو برابر کر رہے تھے اور جناب عمر کو دیکھ کر فرمایا مرحبا اے امیر المؤمنین جناب  
عمر نے کہا ان لوگوں نے بحالت احرام شتر مرغ کے انڈے کھائی ہیں آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہ بلایا  
حضرت عمر بولے ہم ہی آپکی خدمت میں آنے کے حقدار تھے فرمایا ان کو چاہیے انڈوں کی تعداد کے موافق  
نوجوان بکراؤ مٹیوں کے ساتھ تراوٹوں کو ملائیں جب ان سے کچھ پیدا ہوں تو انکو قربانی کریں جناب  
عمر نے کہا کہ انڈے کا نطفہ کبھی فاسد ہی ہو جاتا ہے پس تعداد کیونکر ہوگی آئیگی جناب امیر المؤمنین علی نے  
فرمایا کبھی اٹھا ہی گندا ہو جاتا ہے جب جناب عمر وہاں سے لوٹے تو دعا کی اسے پروردگار مجھ پر سی  
سختی نازل نہ فرما مگر کہ ابو الحسن میری دینی طرف موجود ہوں \*

## جناب امیر علیہ السلام کا علم الفرائض

(۱) عن عبد الله بن مسعود قال اعلم اهل المدينة بالفرائض علي بن ابي طالب راخرجه  
احمد وابن عبد البر في اسنياعب) عبد الله بن مسعود رضوان اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ کے لوگوں



مین علی بن ابی طالب سب سے زیادہ علم فراغت حاصل تھے والہم ۛ

(۲) عن مغیرہ قال لیس احد منہم اقوی قولا فی الفرائض من علی وکان مغیرہ صاحب الفرائض  
(استیعاب) مغیرہ کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے کوئی زیادہ قوی قول والا جناب علی سے نہیں اور مغیرہ  
خود صاحب فرائض تھے۔

رسد، قال محمد بن طلحة الشافعي في مطالب السؤل قيل ان امرأة جاءت عند علي وقد خرج  
من داره ليركب فترك رجله في الركاب فقالت يا امير المؤمنين ان اخي قد مات وخلف ستائة  
دينار او قد فعوا الى من ماله دينار واحد واسالك انصافي وافيصال حتى الى فقال لها خلفا  
اخوانك بنتين فقالت نعم قال لهما الثلثان اربعائة وقال خلف اما قالت نعم قال لها السد  
مائة دينار وخلف زوجة قالت نعم قال لها الثمن خمس سبعون وخلف اثنا عشر اخا قالت  
نعم قال لكل اخ ديناران ولك دينار فقد اخذت حقه فانصرف في رواية هو كما ايك عورت  
حضرت امير کے پاس آئی حضرت اسوقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہو رہی تھی ایک پاؤن رکاب میں رکھا  
تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر المؤمنین میرا بہائی چھ سو دینار چوڑا ہے مگر لوگوں نے مجھ کو ایک دینار  
دیا ہے میں آپ کے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہوں حضرت نے فی الفور جواب دیا کہ تیرے بہائی کی  
دو بیٹیاں رہ گئی ہوں گی اسنے کہا مان فرمایا کہ دو ٹکٹ یعنی چار سو دینار تو انکے لیے ہوئے اور  
فرمایا تیرے بہائی کی مان بھی ہوگی جسکو سدس یعنی سو دینار ہو چکی اور زوجہ بھی ہوگی پس زوجہ کو  
شش یعنی چھ سو دینار ملے حضرت نے پوچھا کیا تیرے بارہ بہائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے  
فرمایا کہ تو دینار بہائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پا چکی ہے جا لوٹ جا۔ مسئلہ  
دینار یہ کسے نام کے مشہور ہے اسی طرح سے ایک اور مسئلہ منبر یہ کسے نام کے مشہور ہے جسکو علامہ  
محمد بن طلحہ مطالب السؤل میں لکھتے ہیں \*

(۴) قیل انہ کلان علی منیر الکوفۃ فقام الیہ رجل فقال یا امیر المؤمنین ان اہنتی قد ماتت ارجو  
ولہا عن ترکہ الممن و قد اعطوها التسع فاسالک الا نضاف منہم فقال خلف صہر لہنبتی  
قال نعم وقال ابو اہۃ باقیان قال نعم قال صار ثمنہا تسعا فلا تطلب سواہ کہتے ہیں کہ جناب امیر  
علیہ السلام کو فنی کے منبر پر پشہر لیت فرماتے کہ ایک شخص نے کٹڑے ہو کر کہا یا امیر المؤمنین میری  
لڑکی کا خاوند مر گیا ہے اور سکا ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے اور میرے داماد کے وارث اسکو نو ان  
حصہ تھے میں میں آپ کے انضاف کا خواہاں ہوں جناب امیر نے فرمایا میرا داماد و بیٹیاں



چوڑا ہے اوسے کہا کہ بجایے اپنے فرمایا سکرمانا ہی زندہ ہیں اوس نے تسلیم کیا آپ نے فرمایا کہ تیری لڑکی کا آٹھواں حصہ اب نواں حصہ ہو گیا ہے پس تو اس سے زیادہ مست طلب کر۔

۱۰۰ عن جعفر الصادق قال لما ولي عمر واستوثقت له الامور اتى ببولود له رأسان وبطنان واربعه ایدی ورجلان وقيل ود بر واحد فنظر الى شئ لم ير مثله قط فنظر الى انسان اعلاه اثنان واسفله واحد فلم يدركه حمركيف الحكوفيه فارسل الى علي فجاء فنظر اليه فقال انظروا اذ ارد قد ثم يصاح فان ابنته الرأسان جعاً فهو واحد وان ابنته الواحد وبقي الآخر فاثنتان فقال عمر لا ابقاني الله بعد لثيا ابا الحسن ونقله نجم الدين فخر الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين السستيلاني الرندي في مناقب الاصحاب جناب امام جعفر صادق افرماتے ہیں کہ حضرت عمر کی خلافت کی وقت لوگ ایک لڑکے کو بلائے جسکو دوسرا درویش اور چار ہاتھ اور دو پاؤں اور ایک قبل اور ایک دبر تھی جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا انسان بچہ دیکھا کہ وہ پانچویں ہند میں گیا تھا سر سے ناف تک تو دو انسان تھے اور ناف سے نیچے تک ایک تھا حضرت عمر کو ورثہ دینے میں حیران ہو گئے کہ آیا اسکو ایک ورثہ دیا جاوے یا دو وارثوں کا حقدار سمجھا جاوے پس اسکو جناب امیر کبیریت فیصلہ کے لیے بھیج دیا آپ نے دیکھ کر فرمایا جب یہ سو جائے تو تم لوگ چلاؤ اگر اسکے دونوں سر ایک ہی دفعہ ہلین تو سمجھ لو کہ یہ لڑکا ایک ہی اور اگر ایک جنبش کری اور دوسرا نہ کرے تو سمجھ لو کہ وہ ہیں پس عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے ابوالحسن خدا مجھے تیرے بعد زندہ نہ رکھے۔

تو فرستے علی  
عجیب  
سلسلہ  
کیا  
وراثت میں  
جسب الخلق  
نیک  
فیصلہ

## جناب امیر علیہ السلام کا علم حاصل الدین یعنی علم کلام

یہ علم جو علم الہی اور عقاید اور متاخرین کی اصطلاح میں علم کلام کہتے ہیں بعد تفسیر و حدیث کے اسکا مرتبہ نہایت عالی ہے کیونکہ اس میں توحید اور نبوت اور احوال معاد سے بحث ہوتی ہے اور فضا و قدر کے اسرار و غوامض بیان کی جاتی ہیں اسکے نکات جقدر کہ جناب امیر علیہ السلام کے خطبات میں موجود ہیں وہ کسی صحابی کی کلام میں نہیں چنانچہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں کہ مکمل ہو  
لے اما علم الاسود قد جاب فی خطبہ امیر المؤمنین علی بن ابیطالب من اسرار التوحید والعبد والنبوة والقضاء والقدر واحوال الملک والامام  
یات فی کلام سائر المتکلمین بفرق المتکلمین بفرق المتکلمین فی هذا العلم الیہ اما المتکلمون فہم یفسدون انفسہم والاشعریۃ  
عکلم متکلمون والاشعریۃ وہو کل من یطرد علی الحق المتکلم وہو متکلم علی امیر المؤمنین واما الشیعۃ فانفسہم الظاہر  
واما الخوارج فہم من غایۃ بعدہم عنہ کلام متکلمین الی کارہ واولئک الاکارہ کانوا تلامذۃ علی فثبت ان جمیع المتکلمین  
من فرق الاسلام کلام تلامذۃ علی (اربعین فی اصول الدین)



کے جتنے فرقے ہیں وہ سب حضرت امیر علیہ السلام کی طرف منتہی ہوتے ہیں سب پہلا فرقہ جس نے سب پہلو پر علم میں شہرت پائی ہے معتزلہ کا ہے اسکا بانی و اصل بن عطاء بن جوشن ابو ہاشم بن عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ سر تعلیم پائی ہے۔ اور عبد اللہ نے اس علم کو اپنے والد محمد بن حنفیہ کو سیکھا ہے اور محمد بن حنفیہ کو جو کچھ فیضان حاصل ہوا ہے اپنے پدر بزرگوار جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام سے حاصل ہوا ہے۔ دوسرا فرقہ جس نے معتزلہ کے بعد اس علم میں کمال حاصل کیا ہے وہ اشعریہ کہلاتا ہے جو امام ابو الحسن علی بن ابی شبرا الاشعری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے امام ابو الحسن اشعری امام ابو علی جبائی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں جو مشائخ فرقہ معتزلہ میں سے تھے پس یہ فرقہ بھی معتزلہ کی طرف منتہی ہوتا ہے جسکا انتساب جناب امیر علیہ السلام کی طرف اور ثابت ہو چکا ہے۔

متکلمین میں سے تیسرا فرقہ زیدیہ کا ہے جو امامیہ کی شاخ ہے اور امامیہ کا انتساب جناب امیر علیہ السلام کی طرف ظاہر ہے۔

چوتھا گروہ متکلمین سے خارج کا ہے جو جناب امیر علیہ السلام کے دشمن ہیں۔ تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خارج کے اکابر وہی لوگ تھے جو ابتدائیں حضرت امیر سے تعلیم پاتے رہے ہیں۔ ہم تمنا چند کلمات جناب امیر علیہ السلام کے نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ افلاطون الہی اور ارسطو نے بھی باوجود اس قدر علم و فضل کے کبھی ایسے نازک و پیچیدہ مسائل تو حید کو اس رزانت الفاظ کے ساتھ نہیں بیان کیا۔

(۱) قال له بعض من حضرة لدیه من الواردين متى كان ربنا فقال له الم يكن هو كائن بلا كيف يكون بلا كيف فانه كان له نزل قبل القبل وبعد البعد بلا غایت ولا منتہی الیہ انقطعت دوتہ الغایات فهو غایت كل غایت وسم كل شیء علما اخرجہ ابن عساکر کسب نے سوال کیا یا امیر المومنین کہ کیا تمہارا فرمایا کیا وہ نہیں تھا کہ ہم ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا اور وہ تناغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہوتا نہیں تھا وہ ہمیشہ سے تھا سب پہلوں سے پہلا اور سب پچھلوں سے پچھلا ہمیشہ سے پہلا کیفیت اسکی ہوتا نہیں اسکی طرف نہایات کا انقطاع ہوتا ہے وہ ہر نہایت کا نہایت ہے اپنے علم کی وجہ سے ہر شے کو لیے ہوئے ہے۔

(۲) قال فی تحمید اللہ و تحمید و توحید و هو اللہ لا یبلغ مدحہ القانکون ولا یحصى نعمائہ المعاون ولا یودی حقہ المجتہدون الذی لا یدرکہ بعد الہم ولا ینالہ غوص الفطن مطالع السؤل جناب امیر علیہ السلام خداوند تعالیٰ کی تحمید اور تحمید اور توحید میں بیان فرماتے ہیں کہ



(۳) عن زیدة قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نسلم على علي بن ابي امير المؤمنين (اخرجه ابن مردويه)  
بريدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہوا تھا کہ ہم علی علیہ السلام کو یا امیر المؤمنین  
کہہ کر سلام کیا کریں ۔

(۴) عن سالم مولى علي قال كنت مع علي في ارض له وهو يحرقها حتى جاء ابو بكر وعمر رضي الله عنهما فقالا السلام  
عليك يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته فقيل كنتم تقولون في حيوة النبي صلى الله عليه وسلم ذلك فقال  
عمر بن الخطاب (اخرجه ابن مردويه) جناب امیر علیہ السلام کا غلام سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے کہ میں جناب امیر کے  
ساتھ انکی زمین میں تھا اور وہ اسکی کاشت کاری کر رہے تھے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما انکے ملنے کو آنے اور سلام  
علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر سنت اسلام ادا کی کسی نے اُنسے پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کی زندگی میں ہی اسطرح سے کہا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ حضرت ہی نے حکم دیا تھا ۔

(۵) عن حذيفة بن اليمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو علم الناس متى سمى علي امير المؤمنين  
ما انكروا فضله سمى امير المؤمنين وادم بين الروم والجند فقال الله تبارك وتعالى انا ربكم ومحمد نبيكم و  
علي اميركم (اخرجه الدبلي في فردوس الاخبار) حذيفة بن اليمان سے روایت ہے کہ جناب سالتماہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فرماتے تھے اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ کب علی کا نام امیر المؤمنین رکھا گیا ہے تو ہرگز اسکے فضائل سے انکار نہ کرتے علیؑ  
کا نام ہر وقت ہی امیر المؤمنین ہوا ہے کہ ابی آدم روح اور جسد کو درمیان میں ہر وقت پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا کہ  
میں تمہارا خدا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا نبی اور علی تمہارا امیر ہے ۔

(۶) عن ابن عباس قال دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده امير المؤمنين عائشة رضي الله عنها فجلس  
بين رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين عائشة فقالت ما كان لك ان تجلس بين فخذى رسول الله صلى  
الله عليه وسلم على ظهرها وقال من لا تؤذي في اخي فانه امير المؤمنين وسيد المسلمين وقائد الغر المحجلين  
القيامة يقعد على الصراط فيدخل ولياؤه في الجنة ويدخل اعداءه في النار (اخرجه ابن مردويه) ابن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے  
پاس تشریف رکھتے تھے کہ میں جناب امیر تشریف لاکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المؤمنین کے درمیان میں بیٹھ گئے  
بی بی عائشہؓ نے مجھ کو بلین کیا میری ران پر بیٹھنے کے سوا آپ کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی ۔ مگر وہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
بی بی عائشہ صدیقہ کی پشت پر ہاتھ رکھا کہ چادر میرے بہائی کے باری میں تو مجھے ایذا نہ دے ۔ یہ دونوں کا بیڑہ سلام  
کا سوار اور سفید ہاتھ اور مونہہ الون کا پیشوا ہے ۔ قیامت کے روز یہ بطور پیہیگا اور اپنے دوستوں جنت میں اور  
دشمنوں کو دوزخ میں داخل کرے گا ۔



وہ وہ ذات ہو کہ اسکی طرح تاکر بولنے والے نہیں ہو سکتے اور نہ اسکی نعمتوں کو سرگشتہ لوگ گن سکتے ہیں اور گوشہ  
کر نیوالے اسحق کو ارا نہیں کر سکتے نہ ہمتوں کی دوری اس تک پہنچ سکتی ہے اور نہ وائے کو اسکی ذات تک سائی  
ہے جسکو زیادہ ترجیحا بامیر کے ایسے نادرا افعال کے دیکھنے کا اشتیاق ہو وہ اس کتاب کے آخر میں حضرت کے چند خطبات  
کو دیکھے اور اگر اس سے بھی سیری نہ ہو تو بیچ البلاغہ کو مطالعہ کرے یہ رسالہ انکی تحریر کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔

## جناب امیر علیہ السلام کا علم تصوف

اس علم کا ماخذ اور منبع اور سرچشمہ جناب امیر علیہ السلام ہیں چنانچہ خواجہ محمد پارسی رحمۃ اللہ علیہ فیصل الخطاب میں تحریر  
فرماتے ہیں۔ قال الجنید رحمۃ اللہ علیہ صاحبنا فی هذا الاما لذي اشار الى ما تضمنه القلوب او محال الى حقائقه  
بعد نبينا صلعم علی بن ابیطالب یعنی جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ہمارا پیش رو اس امر تصوف میں کہ جس نے اشارہ کیا ہے طرف  
اس شے کی جو دلوں میں آ کے منظم ہوئی ہے اور جس نے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکے حقائق کی طرف  
ایکایا ہے وہ علی بن ابیطالب ہیں اور خواجہ پارسی ہر اسی سالہ کے دو سر مقام میں لکھتے ہیں ان امیر المؤمنین  
علی بن ابیطالب لو تفرغ علینا عن الحروب لنقل الدیاعہ من هذا العلم یعنی علم الحقائق والتصوف ما لا تقوم  
القلوب یعنی اگر امیر المؤمنین علی بن ابی طالب انہی غزوات سے فارغ ہوتے تو ان سے ہمارے لیے اس علم یعنی  
علم حقائق اور تصوف کے متعلق وہ باتیں نقل کی جاتیں کہ دل جسکو متحمل ہو سکتے ۔

اور کشف المحجوب میں ہر قوم سے قال سید الطائفة الجنید شیعنا فی الاصول والبلاد علی المرتضی یعنی اماما  
صنائی علم الطریقة و معاملا تھاہو علی المرتضی سید الطائفة جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ہمارے  
پیر اصول اور بلامین علی مرتضی ہیں یعنی ہمارا امام علم طریقت میں اور اسکی سعادت میں علی مرتضی ہیں ۔  
تمام سلسلے مثل قادریہ و چشتیہ و شریہ و ہروریہ و احمدیہ القزالیہ و محمدیہ القزالیہ و شطاریہ و رفاعیہ و سہروردیہ  
و کبرویہ و شاذلیہ و نقشبندیہ جناب امیر علیہ السلام تک منتهی ہوتے ہیں ۔

اگرچہ اس زمانہ میں ہر ایک سلسلے سے ہزار ہا شاخیں نکلی ہیں لیکن متقدمین کے نزدیک انکے اصل دو طریقہ تھے  
جنیدیہ اور طغوریہ جنید حضرت سید الطائفة جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے حضرت جنید کو حضرت  
سری سقطی سے بیعت ہے اور حضرت سری سقطی حضرت معروف کرخی کے مرید ہیں۔ اور حضرت معروف کرخی نے  
حضرت داؤد طائی سے فیض حاصل کیا ہے اور حضرت داؤد طائی حضرت حبیب عجمی سے فیض پائیے ہو ہیں اور  
حضرت حبیب عجمی حضرت حسن بصری کے مرید ہیں اور حضرت حسن بصری نے خرقہ خلافت جناب امیر علیہ السلام  
پہنا ہے ۔



دوسرا طریقہ لیفورس ہے جو منسوب ہے طیفور ابازید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جسکی بعیت حضرت امام ناطق مجتبیٰ  
صادق علیہ السلام سے تھی جسکی طرق میں سبکا خاتمہ جناب امیر علیہ السلام کی ذات مقدس تک پہنچتا ہے۔  
امام فخر الدین انری علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں ومنہا علم تصفیۃ الباطن ومعلوم  
ان لشیخ جمیع الصوفیۃ ینتہی الیہ +

## جناب امیر علیہ السلام کا علم نحو

یہ علم تو حضرت امیر علیہ السلام ہی کی ایجاد ہے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں  
عن ابی الاسود الدؤلی قال دخلت علی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فرأیتہ مطرقاً مفکراً فقلت فیم  
تفکر یا امیر المؤمنین قال انی سمعت یبلاکم کما فادبت کتاباً فی اصول العربیۃ فقلت ارفعلت هذا  
احییتنا وبقيت فینا هذا اللغة ثم اتیتہ بعد ثلث ايام فالتقی الی صحیفۃ فیہا بسم اللہ الرحمن الرحیم  
الکلام کلہ اسم وفعل وحرف فالاسم ما ابنا ناعن المسمی الفعل ما ابنا ناعن حوکره المسمی الحرف ما ابنا  
عن معنی لیس باسم ولا فعل ثم قال تتبعہ وزد فیہ ما وقع لک واعلم یا ابنا الاسود ان الاشیاء ثلاثہ  
ظاہر ومضمون شیء لیس بظاہر ولا مضمون انما یتفاضل العلما فی معرفتہ ما لیس بظاہر ولا مضمون قال  
ابوالاسود فجمعت منہ اشیاء وعرضتها علیہ فکان من ذلک حروف النصب فذکرت منہا ان ولن و  
لیت ولعل وکان ولما اذکر لکن فقال لی لم ترکتها فقلت لم احسبها منہا فقال بل ہی منہا فزدها  
فیہا ابوالاسود الدؤلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن جناب امیر علیہ السلام کی پاس گیا مینے دیکھا  
آپ گردن مبارکہ جھکایے کسی کمر میں مینے استفسار کیا یا امیر المؤمنین آپ کس باب میں فکر فرما رہے  
ہیں ارشاد کیا مینے تمہاری اس شہر میں لوگوں کو اپنی زبان میں غلطی کرتے ہوئے سنا ہے اسیلئے میں نے  
ارادہ کیا ہے کہ میں ایسی کتاب لکھوں کہ اس میں عربی زبان کے قاعدی ہوں مینے کہا اگر آپ ایسا  
کریں گے تو ہم لوگوں کو زندہ فرمادینگے اور ہم میں یہ زبان عربی باقی رہی انکی پہرین تین دن کے بعد  
جناب امیر علیہ السلام کے خدمت اقدس میں گیا آپ نے مجھے ایک کاغذ دیا اس میں لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن  
الرحیم کل کلام تین قسم ہے اسم اور فعل اور حرف پس اسم وہ چیز ہے کہ اپنے مسمی سے خبر دے اور فعل وہ چیز  
ہے کہ مسمی کی حرکت سے خبر دے اور حرف وہ چیز ہے کہ ایسے معنی سے خبر دے کہ وہ نہ اسم ہو نہ فعل ہو بعد  
اذ ان ارشاد کیا اسکا تتبع کر اور جو کچھ مناسب معلوم ہو اس میں بڑھا اور آگاہ ہوا کہ ابوالاسود کہ سب  
اشیاء تین قسم ہیں ایک ظاہر اور ایک مضمون اور ایک ایسی چیز کہ وہ نہ ظاہر ہے نہ مضمون اور علما کی فضیلت



اسی شے کے دریافت کرنے میں معلوم ہوتی ہے کہ جو خطا ہے نہ مضمرا ابوالاسود کہتا ہے کہ میں نے اس قاعدے سے بہت سی چیزیں نکالنے کے جمع کیں اور جناب امیر کو سنائیں اس میں حروف ناصبہ کا بھی بیان تھا ان میں سے اِنّ اور اَنّ اور لیت اور لعل اور کائن کا ذکر کیا مگر لیکن کو نہ ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے اسکو کیوں چھوڑ دیا میں نے عرض کیا کہ میں اسکو حروف ناصبہ سے نہیں جانتا تھا فرمایا کہ وہ بھی انہیں میں سے ہے اس کو بھی زیادہ کر دے \*

## جناب امیر علیہ السلام کا علم فصاحت

اس علم میں جناب امیر علیہ السلام سید البلغا و امام الفصحاء تھے بطرح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل مبعوث ہوئے تھے آپ طرح سے جناب امیر خاتم الفصحاء پیدا ہوئے عمن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد من قبل ان یخلق ابونا آدم بالفی عام فلما خلق آدم صرنا فی صلبہ ثم نقلنا من کرام الاصلاب الی مطہرات الارحام حتی صرنا فی صلب عبد المطلب ثم انقسمنا نصفین فصیرنی فی صلب عبد اللہ وصار علی فی صلب ابی طالب فاخترنی بالنیق وَاخْتَارَ عَلِیًّا بِالشَّجَاعَةِ وَالْفَصَاحَةِ وَانْتَقَى اسْمَیْنِ مِنْ اسمائہ فَاَللّٰهُ مُحَمَّدٌ وَاَنَا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهُ الْاَعْلٰی وَهَذَا عَلِیٌّ رَاخُوْجِہٖ ابْنُ السَّبْعِ الْاَنْدَلُسِیِّ فِیْ کِتَابِ الشُّفَا) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبل اسکے کہ ہماری باپ آدم پیدا ہوں میں اور علی دو ہزار برس پہلی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں جب آدم مخلوق ہوئے تو ہم انکی صلب میں جاگزین ہوئے پھر ہم بزرگ پشتون سے پاک رحمون کی طرف انتقال کرتے رہے یہاں تک کہ ہم جناب عبدالمطلب کی پشت میں منتقل ہوئے پھر ہم منقسم ہو گئے دو حصوں میں پس میں جناب عبدالمطلب کی پشت اقدس میں منتقل ہو گیا اور علی ابوطالب کی پشت میں پس خدائے مجسم کو نبوت کے ساتھ برگزیدہ کیا اور علی کو علم اور شجاعت اور فصاحت کے ساتھ ممتاز فرمایا۔ اور ہمارے لیے اپنے پاک ناموں سے دو نام مشتق کیے پس اللہ تعالیٰ مجھ سے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ علی سے اور یہ علی ہے \*

جناب امیر علیہ السلام نے خطا کے وہ طریق کلام میں ایجاد فرمائے ہیں جن سے شعر اچاہیت کو مطلق اطلاع نہ تھی عبد الحمید بن یحییٰ کا قول ہے کہ حفظت سبعین خطبہ من خطبہ الاصلح یعنی میں نے ستر خطبے جناب امیر علیہ السلام کے یاد کیوں اور ابن نباتہ جو زبردست خطیب تھے ہر موعظے اور حافظ ابن تیمیہ الحیرانی خطبائیں جسکی تقلید کرتے ہیں کہتا ہے کہ میں نے موعظہ علی بن ابی طالب سے ایک خزانہ حاصل کیا ہے



جناب امیر علیہ السلام کی وہ فصاحت و بلاغت تھی کہ جبکہ دوست دشمن سب قائل تھے چنانچہ روایت ہو کہ جب  
محقق بن ابی محسن جناب امیر علیہ السلام کو پاس معاویہ کو پاس چلا گیا۔ اور خوشامد کی راہ سے کہنے لگا جئتک  
من عند اعیان الناس فقال فی جوابہ و جئتک تقول اعیان الناس فهو والله ما لسن الفصاحة لفریق غیرہ  
یعنی میں تیرے نزدیک ایسی شخص کے پاس سے آیا ہوں جو بات کرنے میں فروماندہ ہے معاویہ نے کہا اسوسے کج تہ  
پر تو ایسی شخص کو بات کرنے میں عاجز کرتا ہے خدا کی قسم ہے قریش کے لیے فصاحت میں کوئی اس سے زیادہ  
باجا ورہ ہو لئے والا نہیں ہے۔

### جناب امیر علیہ السلام کا علم الشعر

علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں اخرج الشعبي قال کان ابو بکر يقول الشعر وکان  
عمر يقول الشعر وکان عثمان يقول الشعر وکان علی شعر یعنی شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ  
عنه شعر کہا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنه بھی شعر کہتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنه بھی شعر کہتے تھے  
اور جناب حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ شعر کہنے والے تھے چنانچہ جناب کا دیوان بدیع مشہود خاص  
و عام ہے۔

### جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی اور سہکات خصم کی کیفیت تھی کہ ایک بات میں دوسرے کو بند فرما دیتے تھے  
عن محمد بن قیس قال دخل الناس من اليهود على علي فقالوا له ما صبر بعد نبيكم الا خمس  
عشرين سنة حتى قتل بعضكم بعضا فقال علي قد كان صبر خيل ولا كنتم ما جفت اقدامكم من البحر  
حتى قتلتم يا موسى اجعل لنا الها كما لهم الهة راخرجه احمد محمد بن قيس سے مروی ہے کہ چند یہودی  
جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے آپ لوگوں نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پچیس برس ہی  
صبر نہیں کیا حتیٰ کہ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا نے حقیقت  
صبر کرنا بہتر تھا۔ لیکن تمہاری قدم ابھی دریا سے باہر نکلا کہ خشک ہی نہیں ہوئے تھے کہ تم نے کہا یا موسیٰ ہمیں  
مصر میں کے خدا تھے ویرسی خدا ہو بنا دے۔

### جناب امیر علیہ السلام کا علم الکتاب



جناب امیر علیہ السلام حسن خطین مہارت تام رکھتے تھے چنانچہ خود حضرت امیر کا قلم ہے علیکم بحسن الخط فانه  
من مفاہیح الذوق یعنی تہذیب کے کہ اپنی اولاد کو خوش خطی سکھاؤ کیونکہ وہ زرق کی کنجیوں میں سمی ہے۔ دوسرے  
مقام پر حضرت فراتہ میں علما اولاد کو کتابت فاضلہ کے کتابت ہمد الملوك والسلطان علیکم یعنی اپنی  
اولاد کو کتابت سکھاؤ کیونکہ کتابت میں بادشاہوں کی ہمت اور توجہ ہماری طرف ہوتی ہے۔

### جناب امیر علیہ السلام کا علم تعمیر الرویا

الحسن ابن عمر قال قال عمر بن الخطاب لعلي يا ابا الحسن ربنا شهدت رعبنا وربنا شهدنا وغبت ثلاث  
اسالك عنهن هل عندك منهن علم قال علي وما هن قال الرجل يحب الرجل ولم ير منه خيرا وسيفض  
الرجل ولم ير منه شرا قال نعم قال رسول الله صلى الله عليه وآله في الهوى جنود مجتدة تلتقي  
فتشام فما تعارف منها ائتلف وما تناكر منها اختلف فقال عمر واحدا والرجل يتحدث الحديث لشيء  
اذ فكره قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من القلوب قلب الا وله سجاية كسجاية القمر بين القمر  
بضيئى اذا عليه سجاية فاظلم اذا انجلت قال اثنتان والرجل يرى لورثا منها ما يصدق ومنها ما  
يكذب قال علي نعم سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد ولا امة بياض فاستنقل نوما الا  
يعرج يروح الى العرش فالتى لا يستيقظ الا عند العرش فتلك الرؤيا التى تصدق والتى ليستيقظ  
دون العرش ففى الرؤيا التى تكذب فقال ثلاث كنت فى طلبهن فالحمد لله الذى ابدىهن قبل  
الموت راخرجهن الطبراني فى الاوسط وابونعيم فى الحلية والديلمى فى فردوس الاخبار وعبد الله بن عمر  
عن السعدي كثر من جناب عمر بن الخطاب حضرت علي عليه السلام سے کہنے لگے یا ابا الحسن کیا اوقات آپ  
جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور ہم نہیں تھے اور کیا اوقات ہم حاضر تھے  
اور آپ غائب تھے تین باتیں میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر آپ کو علم ہو تو آپ مجھے بتا دیں حضرت علی نے فرمایا  
وہ کیا ہیں حضرت عمر نے کہا کہ ایک آدمی سے ایک آدمی محبت کرتا ہے حالانکہ نہ اسے کوئی نیکی دیکھتا ہے  
اور ایک آدمی ایک شخص سے بغض رکھتا ہے حالانکہ اسے کسی طرح کی برائی نہیں دیکھی ہوتی جناب علی نے فرمایا نیکی  
ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روضین ہوا میں لشکر صفا بستہ باہم ملتے ہیں اور بوسہ  
ہیں پس جب کو ان میں سے پہچانتے ہیں محبت کرتے ہیں اور جس سے نفرت کہتے ہیں اختلاف کرتے  
ہیں حضرت عمر نے کہا یہ ایک بات ہوئی ہے حضرت عمر نے کہا انسان بات کرتا کرتا اس کا ذکر بول جاتا ہے  
جناب امیر علیہ السلام نے کہا میں نے سنا ہے کہ کوری دل ایسا نہیں کہ اوپر پر شل قمر کے بادل نہ ہو جب اس پر







یہی ہے کہ امام جعفر صادق نے اس علم کو وضع کیا ہے۔

## جناب امیر علیہ السلام کا علم حسا

(۱) عن زر بن حبیش قال جلس رجلان يتغذيان مع احدهما خمسة ارغفة ومع الآخر ثلاثة ارغفة فلما وضع الغذاء بين ايديهما مر بهما رجل فسلم فقالا العذرا مجلس فاستوفوا في اكلهما الارغفة الثمانية فقام الرجل وطرح اليهما ثمانية دراهم وقال لهما خذوا هذا عوضا مما اكلت من طعامكما فتنازعا وقال صاحب الارغفة الخمسة لي خمسة دراهم ولك ثلاثة دراهم وقال صاحب الارغفة الثلاثة لا ارضى الا ان تكون الدراهم بيننا نصفين فارتفعا الى امير المؤمنين علي نقضا عليه قصتهما فقال لصنفا الارغفة الثلاثة قد عرض لك صاحبك ما عرض وخذته اكثر من خيرك فارض بالثلاثة قال لا والله لا رضيت الا بما الحق فقال له ليس لك في ما الحق الا درهم فقال له عرض عليك صاحبك صلحا فقلت لا ارضى الا بما الحق ولا يجب لك في ما الحق الا واحدا فقال الرجل عرضني لو جئني من الحق حتى اقبله فقال علي ليس الثمانية الارغفة الا اربعة وعشرون ثلثا وانتم ثلاثة انفس ولا يعلم الاكثر منكم اكل ولا اقل فتعلمون في اكلكم على السواء فاكلت انت ثمانية الثلاث وامن لك تسعة ثلاث واكل صاحبك ثمانية ثلاث وله خمسة عشر ثلاث وبقي له سبعة اكل صاحب الدراهم واكل لك واحدة من تسعة ذلك واحد بواحد وله سبعة لسبعة فقارضيت الان يا علي (استيعاب) زر بن حبیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھا نیکو بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں تیسرا آدمی آگیا ان دونوں نے اسے شرکت طعام کے لیے کھا وہ بھی انکے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا وہ تینوں جب آٹھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا اٹھ کھڑا ہو گیا اور دونوں کو اٹھ درہم دیکر کہنے لگا یہ عوض ہے اس کھانے کا جو میں تمہاری کھانے میں سوکھا یا ہے پس وہ دونوں باہم جھگڑنے لگے پانچ روٹیوں والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہیے اور تجھے تین تین روٹیوں والے نے کہا میں نصف لوں گا۔ تصفیہ کے لیے دونوں جناب امیر کے پاس آئے اور تمام قضیہ بیان کیا جناب امیر نے تین روٹیوں والے کو کھانے کی ساتھی جو کچھ کہتے تھے دیتا ہے لے لے۔ حالانکہ اسکی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا جب تک کہ میرا حق مجھے معلوم ہو جائے میں نہیں رضی ہوتا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ میرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں نیزا دوست صلح کے رو سو جو کچھ کہتے تھے دیتا ہے تو اس پر کہتا ہے جب تک کہ میرا حق مجھے معلوم نہ ہو جائے میں نہیں رضی ہوتا۔ نیزا حق تو انصاف کے رو



ایک درہم ہے۔ اس کے کہا یا امیر المؤمنین مجھ سے سکی وجہ بیان فرمائیے تاکہ میں قبول کروں آپ نے فرمایا کہ کیا آٹھ روپیوں کے چوبیس تھائیائیں نہیں ہیں۔ اور تم تین آدمی کہا نیوالے تھے یہیں معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون زیادہ کہا نیوالا تھا اور کون کم اس لیے یہی خیال کیا جاتا ہے کہ تم تینوں نے برابر کہا ہے۔ پس تم نے آٹھ تھائیائیں کہا میں اور تیری تین روپیوں کی نو تھائیائیں تھیں۔ اور تیرے دوست کی پانچ روپیوں کی پندرہ تھائیائیں تھیں۔ اور سبھی آٹھ تھائیائیں کہا میں اور سکی سات تھائیائیں باقی رہیں جو درہم والے نے کہا میں اور تیری نو تھائیوں میں ایک تھائی کہا میں پس تیرے ایک ٹکڑے روٹی کے عوض ایک درہم ہے اور اس کے سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں۔ وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم ہی کے لینے پر راضی ہوں۔

(۲) قال محمد بن طلحة الشافعي في مطالب السؤل قيل ان امت حاءت عند علي وقد خرج من داره لركب فترا برجله في الركاب فقالت يا امير المؤمنين از اخي قد مات وخلف ستمائة دينار وقد دفعوا الى دينار واحد واسالك ايصال حتى الى فقال لها خلف اخوك ابنتان فقالت نعم قال لهما الثلثان اربع مائة وقال خلف اما قالت نعم قال لهما السدس مائة دينار وخلف زوجة قالت نعم قال لهما الثمن خمس و سبعون وخلف انا عشر اخا قالت نعم قال لكل اخ ديناران ولك دينار فقد اخذت حقت فانهم في محمد بن طلحة شافعي رحمه الله عليه مطالب السؤل من کہتے ہیں کہ ایک عورت جناب امیر کے پاس آئی آپ اس وقت اپنے گھر سے نکلا کہ سوار ہو رہے تھے ایک پاؤں رکاب میں ڈالا تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر المؤمنین میرا بہائی چہ سو دینار چھوڑا ہے مگر لوگوں نے مجھ کو ایک دینار دیا ہے میں آپ کے اپنا انصاف چاہتی ہوں حضرت نے بلاتال جواب دیا کہ تیرے بہائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہوں گی اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا وہ ثلث یعنی چار سو دینار ان کے لیے ہوئی یا وہ فرمایا تیرے بہائی کی بان بھی ہوگی جس کو سدس یعنی سو دینار پہونچے اور زوجہ بھی ہوگی جس کو ثمن یعنی پچتر دینار ملے پھر حضرت نے پوچھا کہ تیرے بارہ بہائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے فرمایا کہ وہ دینا بہائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پا چکی ہے جاوٹ جا۔

### جناب امیر علیہ السلام کا علم ہست

عن یونس بن عبد الرحمن قال قلت لابی عبد الله اخبرنی عن علم النجوم ما هو قال علم من الانبیاء قلت علی بن ابی طالب کا زبیر علیہ السلام فقال کان اعلم الناس به (راخو جہ بن طاووس) یونس بن عبد الرحمن سے منقول ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ سے علم نجوم کی نسبت سوال کیا کہ اس کی صلیت کیا ہے انہوں نے فرمایا وہ انبیاء کا علم ہے پھر میں نے کہا کہ کیا علی بن ابی طالب اس علم کو جانتے تھے وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے زیادہ اس علم



کو جانتے والے تھے :

تنبیہ

اگرچہ بحیثیت علم نجوم کا ذکر ہے لیکن اس سے علم سہیت مراد ہے کیونکہ احکام نجوم منقطع سقا  
و نجومست و اخبار عن المغیبات لازم کہانت سے ہیں جناب امیر اس کو خلاف شریعت جانتے تھے۔ چنانچہ خلق شیخ علی  
جناب امیر سے روایت کرتے ہیں ایا کہ واقعہ النجوم الانبیاء ہندی فی براویج فافضاتہ عوالی الکھائنہ لفر  
علم نجوم کے یہ کہنے سے کہہ رہے ہیں کہ وہ عام کہ نکو صحرا اور دریائیں رہنمائی کر کے کیونکہ اسکے سوا  
علم نجوم کہانت ہی پر ثابت ہوا کہ علم نجوم سے علم سہیت الافلاک مراد ہے اور وہ تحت ہما فیہ من الاطالہ علی  
حکم اللہ تعالیٰ و عظم قدرہ روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگ جناب امیر کے سامنے ہرام مصری کی تاریخ بنیاد کو متعلق  
گفتگو کر رہے تھے اور کوئی ٹیک وقت بیان نہیں کر سکتا تھا آپ نے پوچھا کیا انہ کوئی تصویر یہی نہیں ہوئی  
ہے کسی شخص نے عرض کیا کہ انہ ایک چیل کی تصویر ہے جس کے پنجہ میں خرچک بکڑا ہوا ہے آپ نے فرمایا نبی اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم فی السرطان یعنی مہر کے مثلث نامینا اس وقت تعمیر ہوئی تھی جیکہ سر طائر برج سرطان میں تھا اور سر  
دو ہزار برس میں ایک برج کو طی کرتا ہے اور آج کل جدی میں ہے اس سب سے بارہ ہزار برس انکی بنیاد کو سو ہزار

## جناب امیر علیہ السلام کے فضائل علی کا بیان

: جناب امیر کا زہد

امام فخر الدین ساری علیہ الرحمۃ العین میں کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت مدین ایک گروہ  
صحابیہ کا زہد اور ورع میں مشہور تھا جیسے حضرت ابو ذر غفاری سلمان فارسی ابو الدرداء وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
یہ سب بزرگوار ترک و تحریج جناب امیر علی علیہ السلام کے مقلد تھے۔

(۱) عن قیس بن قال ما رأیت ازہد فی الناس من علی بن ابی طالب (مجمع الاحیاء فی مناقب الاحباب)  
تبعدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے لوگوں میں علی بن ابی طالب سے زیادہ تر زہد والا نہیں دیکھا :

(۲) عن حسن بن صالح قال تذاکرہ الزہاد عند عمر بن عبد الغزیز رحمۃ اللہ علیہ فقال عمر و ازہد  
الناس فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی طالب راخرجہا بن صاگر و ابن اثیر فی تاریخہما (حسن بن صالح کہتے ہیں کہ لوگ  
عمر بن عبد الغزیز کے پاس آہدن کا ذکر کر رہے تھے وہ کہنے لگے دنیا کے لوگوں میں علی بن ابی طالب  
سب سے زیادہ زہد تھے :

(۳) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعل ان اللہ قد زینک بزینۃ لوزن العباد



بزیئہ احب منها فی نیتہ الا برار عند الله الزهد فی الدنیا فجعلک لاتال من الدنیا ولا تال الدنیا  
منک شیئاً وھبک حب المساکین فجعلک ترضی بھم اتباعاً ورضواناً بک اما ما راخرجه ابو الخیر  
الحاکمی وابن الاثیر فی اسد الغابہ جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علیؑ سے حضرت  
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تحقیق تجھ کو اسے علیؑ خدایتعالیٰ نے پسینیت سے مزین کیا ہے کہ  
بندوں کو اس سے بہتر زینت نہیں دی گئی وہ زہد فی الدنیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک بندوں کی  
زینت ہے پس تجھ کو ایسا بنایا ہے کہ تجھے دنیا سے اور دنیا کو تجھ سے کوئی چیز نہ ملی تجھ کو مسکینوں کی  
محبت و مہربانی اور تجھ کو ان کے پیرو ہونے سے رضی کیا ہے۔ اور انکو تیرے امام ہونے سے خوش کیا ہے۔  
(۴) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي كيف انت اذا ازهد الناس في الآخرة  
ورغبوا في الدنيا واكلوا الثروات اكلاماً واحبوا المال حباً جافاً وانخذوا دنيا دخلها ومال الله دونه  
قلت اتركهم واترك ما اتقاروا واتقار الله ورسوله والدار الآخرة واصبر على مصيبات الدنيا  
وبلواها حتى الحق بك انتاء الله قال صدق الله فافعل راخرجه الحافظ الباقی جناب امیر علیہ السلام  
سے روایت ہے کہ مجھ سے مروی دنیا والین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی حب لوگ دنیا میں رغبت کریں گے  
اور آخرت کو چھوڑ دیں گے اور لوگوں کی میراث لے جائیں گے اور دین کو خرابی میں ڈالیں گے اور اس کا مال تنہا  
تو تمہارا کیا حال ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں انکو چھوڑ دوں گا اور جو وہ اختیار کریں گے میں انکو ترک کر دوں گا  
اور اللہ اور اللہ کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کروں گا اور دنیا کی مصیبتوں اور سختیوں پر صبر کروں گا  
یہاں تک کہ میں انشاء اللہ آپ سے ملاقات کروں فرمایا تو نے سچ کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی  
اے خدا اسکے ساتھ ایسا ہی کر پو۔

(۵) عن علی بن ربیعہ ان علی بن ابی طالب جاء ابن النباح فقال يا امير المؤمنين املا بيت المال  
من صفراء وبيضاء قال الله اكبر فقام متوكئاً على ابن النباح حتى قام على بيت المال وامر بفتح  
في الناس فاعطى جميع ما في بيت المال للمسلمين وقال يا صفراء ويا بيضاء غري غري حتى ما بقى  
منه دينار ولا درهم ثم امر بنضجه وصى فيه ركعتين راخرجه احمد في المناقب مروی ہے علی بن ربیعہ  
سے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس ابن النباح اگر کہنے لگا امیر المؤمنین آپ بیت المال کو اشیائی اند  
روپے سے بھرا رکھیں جناب امیر امیر اکبر کہہ کر اور ابن النباح کے کندھے پر تکیہ رکھ کر اٹھے اور بیت  
المال میں آکر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے بلانیکا حکم دیا جو کچھ بیت المال میں موجود تھا سب مسلمانوں  
کو بخش دیا پھر فرمایا اے اشرفی اور اسے روپیہ میرے غیر کو مغرور کرو۔ یہاں تک کہ بیت المال میں نہ شرفی



۱۸ عن النبی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام حبیبہ بنت ابی سفیان فقال یا ام حبیبہ اعزلینی فاننا علی حاجۃ ثم دعا بوضوء فاحسن الوضوء ثم قال ان اول من یدخل هذا الباب من امیر المؤمنین وسمید العرب خیر الوصیین واولی الناس بالناس قال انس فجعلت اقول اللهم اجعلہ رجلاً من الانصار فاذا هو علی ابن ابی طالب (اخرجه ابو بکر ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے گھر میں رونق افروز تھے۔ ام حبیبہ کے ارشاد کیا اے ام حبیبہ تم مجھے تھوڑی دیر کے لیے علیؑ کو چاہو۔ کیونکہ ہمیں ایک ضروری امر درپیش ہے پہر اپنے خوب طرح سے وضو کیا اور فرمایا جو شخص اس کے اول اس دروازہ سے گھسیگا وہ مومن کا امیر اور عرب کا سردار اور تمام اوصیا سے بہتر اور سب لوگوں سے برتر ہوگا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں دعا کرنے لگا یا اے وہ شخص جس کی یہ کچھ فرمایا ہو وہ انصار میں ہو۔ ناگمان۔ جناب امیر علیؑ السلام دروازہ سے گس آئے۔

۱۹ عن النبی قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال الا ان یدخل سید المسلمین و امیر المؤمنین و خیر الوصیین اذ اطمع علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم اللهم والی والی قال فجعل ینادی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسبح العرق مرجعہ و وجہہ نیمح بہ وجہہ علی و یمسح العرق من وجہہ علی و یمسح بہ وجہہ فقال للہ علی یا رسول اللہ انزل فی شئ قال اما ترضی ان تکون منہ منزلة ہارون من موسی الا انہ کان نبی بعدک انت اخی و ذیری و خیر من اخلف بعدک تقضے دینی و تنجز وعدی و تبین لہم ما اختلفوا من بعدک و تعلمہم ما ویل القلزم ما لم یعلموا و تجاہدہم علی التاویل کما جاہدہم علی التanzیل۔ (اخرجه الدیلمی ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابی سیرت مسلمانوں کا سردار اور مومنوں کا امیر اور اوصیا کا بہتر ہمارا آریگا۔ ناگمان جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار تیرے قربان۔ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ مبارک اور حسین مسین کا عرق ان کے چہرہ پر اور ان کے چہرے کا عرق اپنے چہرہ اقدس پر ملنے لگے جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا میرے حق میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ آپ نے ارشاد کیا کیا تو رضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے اسی ہے جیسے کہ موسیٰ سے ہارون کی لیکن نبی میرے بعد نہیں ہوئی والا۔ تو میرا ہمالی اور وزیر ہے جنکو کہ میں اپنے بعد میں چھوڑا ہوں ان سے تو افضل ہے میری قرض کا ادا کرنے والا اور میری وعدہ کو پورا کر نیوالا۔ جن امور میں کہ لوگ میرے بعد اختلاف کریں گے تو اسکو رفع کر نیوالا ہے۔ تو ان کو قرآن کے معنی بیان کریگا اور لوگوں کے ساتھ قرآن کی تاویل کی جہاد کریگا جیسے کہ میں قرآن کی تشریل پر جہاد کیا ہے۔

۲۰ عن دافع مولی عائشہؓ قال کنت غلاما احد ما فکنت اذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند



رہی نہ روپیہ ہر اس میں پانی چہرے کے کا حکم دیا اور دو گانہ نماز کا ادا کیا۔

(۶) عن محمد بن النبی قال رأیت علیاً دخل بیت المال فزای فیہ شیئاً فقال لا اری هذا هاهنا وبالناس الیہ حاجة فامرہ فقسّم و امر بالبیت فکسّ ثم نضج فضلی فی صرّاء ان یسجد له یوم القیامة انه لحر یحب فیہ المال عن المسلمین (اخرجه احمد) روایت ہو مجمع تمبی سے کہ میں نے جناب امیر کو بیت المال میں جانے ہوئے دیکھا اس میں مال بہر اتھا پس فرمایا میں اسکو اسجدا نہیں دیکھنا چاہتا حالانکہ لوگوں کو اسکی ضرورت ہو پس تقسیم کا حکم دیا جب وہ مال تقسیم ہو چکا اس گھر میں جہاڑ و دینے کا حکم کیا ہر اس میں پانی چہرہ کو ایا اور اس میں نماز پڑھی اس امید سے کہ قیامت کو روز اسکی گواہی دے کہ میں نے مسلمانوں سے بچا کر اس میں مال کو بند نہیں کیا۔

(۷) عن الحسن علیہ السلام قال ان امیر المؤمنین لیرید خرمالا ولم یرک الاستمالة درهم ارصد بها الخادم را سدا الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے مال کو جمع کیا اور نہ پچھو پچھو خیر چہ سو و رسم کے کہ اس سے خادم مول لینا چاہتے تھے۔

(۸) عن ابی نعیم قال سمعت بسفیان یقول ما بنی علی اجد ولا لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبة علی قصبة وان کان لیؤتی ججوحة من المدینۃ فی جواب را سدا الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ابو نعیم سے مروی ہے کہ میں نے سفیان کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ بکلی اینٹ پر بکلی اینٹ اور نہ کچی اینٹ پر کچی اینٹ اور نہ بانس پر بانس دہرا ہے اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جواب تک آبادی بڑھا دیتے۔

(۹) عن ابن شہاب قال کان عمرو بن عبد الغزیز یقول ما علمنا احدا من هذه الامة بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارہد من علی بن ابی طالب ما وضع لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبة علی قصبة (اخرجه احمد) ابن شہاب زہری نقل کرتے ہیں کہ عمرو بن عبد الغزیز کہتا کرتے تھے ہم اس امت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی بن ابی طالب سے زیادہ کسی شخص کو زیادہ نہیں پاتے کہ انہوں نے نہ کچی اینٹ پر کچی اینٹ اور نہ بانس پر بانس دہرا۔

## جناب امیر علیہ السلام کا زہد فی اللباس

(۱) عن ہارون بن غتر عن ابیہ قال دخلت علی علی بالخوزنق وهو یعد فی یوم بارد وعلیہ شملۃ فقلت یا امیر المؤمنین ان اللہ قد جعل لک ولا ھلک فی هذا المال نصیباً وانما تفعل هذا بنفسک فقال واللہ ما اوطاکون امورکم شیئاً واللہ انھا لقطیفتی التي خرجت بها من المدینۃ ما عندک غیرھا



(۱) اخرجه احمد فی المناقب ابن اثیر فی تاریخہ مارون بن عسکر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے پاس حاضر خدمت میں گیا موسم سرما تھا آپ شدت سرما سے کانپ رہے تھے فقط ایک پرانا کپڑا اوڑھے تھے میرے عرض کیا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اور آپ کے اہل و عیال کے لیے اس بیت المال میں سونے کا قریضہ کیا ہے اور آپ اپنے نفس کے ساتھ یہ کچھ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا وائے میں تمہاری مالوں میں سے کسی چیز کو پسند نہیں کرتا وائے یہ وہی میرا کہیں ہے کہ جسکو میں مدینہ سے لایا ہوں

(۲) عن زید بن ابی وہب قال خرج علی الى الناس وعلیه ازار مرفوع فعاتبه الجعد بن نفعۃ فی لباسه فقال مالک فی لبوسی ان لبوسی هذا ابل من الکبد واجلد ان یفتدک به المسلم (اخرجه احمد) زید بن ابی وہب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام گھر سے باہر لوگوں میں تشریف لائے انکے تہ بندیز جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے ابن نفعہ حاجی آپ کو اس لباس میں دیکھ کر عتاب کرنے لگا آپ نے فرمایا تم کو میرے لباس سے کیا سروکار ہے یہ میرا لباس غرور سے دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلمان اسکی پیروی کر سکے

(۳) عن عمر بن قیس قال قول علی یا امیر المؤمنین لم ترفع قمیصک قال تخشع القلب یفتدک به المؤمن (اخرجه المحب الطبرسی فی الریاض النضره والمتقی فی کنز العمال عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے کہا گیا کہ یا امیر المؤمنین آپ اپنی قمیص کو کیوں پیوند لگایا کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس سے آدمی کا دل نرم ہوتا ہے اور مومن اسکی پیروی کر سکتا ہے \*

(۴) عن امیر سلیم وقد سئلت عن لباس علی الذی اصاب فیہا قالت کان لباس الکرابین المسلیک (اخرجه المحب الطبرسی فی الریاض النضره فی فضائل العشر) ام سلیم سے جناب علی علیہ السلام کے اس لباس کی نسبت پوچھا گیا جس میں اوپر کا انتقال ہوا تھا وہ کہنے لگے کہ آپ کا لباس سب نبیان کا شواہد تھا

(۵) عن ابی ملیکۃ قال لما ارسل عثمان الی علی فی البغایب وجده موزدا بجیاءه یحجج البغایب وهو یبغی بصرہ (ابو یعلیہ بالقطران) ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان نے انکو بغایب میں جناب علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تو اس نے جناب علی کو دیکھا کہ آپ عبا کا تہ بند باندھے اور اس پر رسی لپیٹے ہوئے ہیں اور وہ اپنے اوٹ کو بدبو دار روغن مل رہے ہیں \*

(۶) عن ابی جعفر عن شیعہ له قال رأیت علی علی اذا را غلیظا ثمنه خمسة دراهم وقد اشتراه بخمسة دراهم قال ورأیت معه خمسة دراهم مصر وده قال هذا بقیۃ نفقتنا (اخرجه احمد فی المناقب) ابی جعفر اپنے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر علیہ السلام کو ایک موٹا تہ بند باندھے ہوئے دیکھا جسکی قیمت پانچ درہم تھی اور پانچ درہم انکا پیمانہ میں بندھے ہوئے تھے لہذا باقی نفقہ ہے \*



(۸) عن ابی الجراح عن شیخ له قال رأیت علی علی ازاراً غلیظاً قال اشتہیتہ بخستہ دراهم فتم ارجحی فیہ درہما بعتہ ایاہ قال وکان یا تتردعیانہ ویشد وسطہ بقال ویضنا بعیرہ وهو یومئذ خلیفۃ راجحہ احمد نقلت من اسد الغابہ ابی جراح نے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا سو ناتہ بند باندھے ہوئے رہا۔ لگے سینے اسکو پانچ درہم سے خریدیا ہے جو کوئی نہیں کہتا اس میں ایک درہم نفع دیتی تو میں اسکو بچہ دون راوی کہتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام ایک چادر کا تہ بند باندھے تھے اور ایک سی سی سے سخت کتھرتھے اور اپنے اونٹ کو آپ روغن ملتے تھے حالانکہ اس زمانہ میں آپ خلیفہ تھے (۹) عن ابن عباس قال اشتہی علی بن ابی طالب قمیصاً بثلاثۃ دراهم ہو خلیفۃ وقطع کبدہ من موضع الریحان وقال الحمد لله الذی ہذا من ریاستہ (اخرجہ الحافظ السلفی) جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جبکہ وہ خلیفہ تھے ایک قمیص تین درہم کو خریدا اور اسکی آستینوں کو ہاتھ کے جوڑے پاس سے کتر دیا اور فرمایا کہ شکر ہے اوستہ اکا کہ جس نے لباس فاخرہ عطا کیا ہے جس سے معاش میں فراخی ہو سکتی ہے۔

(۹) عن ابی سعید الازدی قال رأیت علیاً فی السوق وهو یقول من عند قمیص جناح بثلاثۃ دراهم فقال رجل عندی قیاریہ فاعطاہ ثم لبسہ فاذا هو بیفضل عن اطراف اصابعہ فامر بہ فقطع ما فضل عن اطراف اصابعہ (اخرجہ احمد فی المناقب) ابی سعید ازدی سے نقل ہے کہ میں نے جناب علی کو بازار میں دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے آیا کسی کے پاس تین درہم کی قیمت کا اچھا کرتہ ہے ایک آدمی نے کہا میرے پاس آج آپ اس کے پاس تشریف لیگئے اور وہ کرتا انکو ہبل معلوم ہوا تین درہم پر اسکو خرید کیا جب پہنا تو وہ انکے ہاتھ کی اونٹلیوں سے بڑھتا تھا آپ اسکی زیادتی کو کٹوا ڈالا۔

(۱۰) عن عبد اللہ بن ابی لہذیل قال رأیت علیاً خرج وعلیہ قمیص غلیظ رازی اذ امد کمر قمیصہ بلع الظفر واذا ارسلہ صار النصف المساعد (ریاض النضرۃ) عباس بن ابی الہذیل سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو گھر سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا اور ایک سوٹا کرتا رازی پہنے ہوئے تھے کہ جب اسکی آستینیں کھینچتے تو وہ ہاتھ کے ناخن تک پہنچ جاتی اور جب کہ اسکو چوڑے تھے تو وہ کلائی کے نصف تک سرگرتے بجاتی۔

(۱۱) عن الحسن بن جریور عن ابیہ قال رأیت علیاً یخرج من مسجد الکوفۃ وعلیہ قطریۃ از من تد بواحدۃ مرتین یا لآخری وازارہ الی نصف ساق وهو یطوف بالاسواق ومعہ دزدۃ بامرہم یقولو اللہ عز وجل وصدق الحدیث وحسن البیع والوفائی الکیل والقسط فی المیزان والاستیعاب



فی معرۃ الاصلح (حسن بن جرموز اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو مسجد کوفہ سے لکھتے ہوئے دیکھا کہ انہر دو قطر ہیں ایک سترہ بند باندھے ہوئے ہیں اور ایک اوڑھے ہوئے ہیں ان کا تہ بند نصف ساق تک ہے اور وہ بازاروں میں پھر رہے ہیں اور ان کے پاس درہ ہے لوگوں کو خدا کے خوف اور سچ بولنے اور کھرا سودا بیچنے اور پیمانے کے پورا کرنے اور ترازو کے برابر کہنے کا حکم کر رہے ہیں۔

(۱۲) عن ابی النوار یساع الکرا بئیس قال اتانی علی ومعه قنبر غلامہ فاشتری منی ثوبین غلیظین فقال لغلامہ قنبرا خذ ایہما شئت فخذ قنبرا حذہما واخذ علی الاخذ فلبسہ (اخرجه احمد) ابو النوار ٹھٹھوا بیچنے والا کہتا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام میرے پاس قنبر کو ساتھ لے کر ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے دو سو کپڑے خرید کیے اور اپنے غلام قنبر کو فرمایا ایک ان میں سے جو تجھے پسند آئے لے لے پس قنبر نے ایک کو ان دونوں میں پسند کیا اور جناب امیر نے دوسرا آپ لیکر لیا۔

(۱۳) عن ابی حبان التیمی عن ابیہ قال رأیت علیاً علی المنبر یقول من لیشتری منی سیفی فلو کان عندک ثمن ازار ما بعتہ قال عبد الرزاق وکانت بید الدینا الاما کان من الثمام (اخرجه ابو عمر) علامہ ابن عبد البر نے الاستیعاب) ابن حبان التیمی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے اس میری تلوار کو خرید کرے اگر میری پاس تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اس کو ہرگز نہ بیچتا۔ عبد الرزاق مصنف میں تحریر فرماتے ہیں جناب امیر کا یہ حال اس وقت تھا جبکہ سوا ملک شام کے تمام اسلامی دنیا ان کے ہاتھ میں تھی۔

(۱۴) عن عطاء قال رأیت علیاً علی قمیص کرا بئیس غیر غسیل (ااستیعاب) عطاء سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو سینے دیکھا ٹھٹھوے کا بن دہا کرتا اپنے ہوئے ہیں۔

(۱۵) عن علی بن ارقم عن ابیہ قال رأیت علیاً وهو بیع سیفہ فی السوق ویقول من لیشتری منی هذا السیف فوالذی فلق الحبة لطال ما کشفتم بہ الحروب عنی وجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان عندی ثمن ازار ما بعتہ (الریاض النضر) علی بن ارقم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو بازار میں اپنی تلوار بیچتے ہوئے دیکھا کہ فرما رہے تھے کہ کوئی ہے جو مجھ سے اس تلوار کو خرید کرے قسم ہے اس خدا کی جو دانی کو ہمارا ہے بہت سی لڑائیاں میں نے اس تلوار کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتح کی ہیں۔ اور اگر میرے پاس تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اس کو نہ بیچتا۔

(۱۶) عن ابن عباس قال دخلت یوما علی امیر المؤمنین علی وهو یخفف نعلہ فقلت لہما







اللہ علیہ السلام لا احب ان اکل منه راہب النضرہ) عدی بن ثابت مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے اگر فالودہ رکھا گیا آپ کے کمانوں سے انکار کیا اور فرمایا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا اس چیز کا کمانا جس کو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کہا یا ہو۔

(۳) عن حبة العرفان علیاً اتی بالفالمزوج فوضع قدماً فقال والله انک لطیب المراتحة حسن اللوح طیب المطعم ونکفی ما کن ان اذعونی نفسی ما لم تقعد راہب النضرہ) جبہ عرق سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ فرمایا واللہ تیری بوبہت خوش ہے اور تیرا رنگ بہت بہا تا ہے اور تیرا مزہ اچھا ہے لیکن مجھے کراہت ہے اس کی کہ اپنے نفس کو اس شے کی عادت ڈالوں جس کا کہ وہ خوگر نہیں ہے۔

(۴) عن عبد اللہ بن زید قال دخلت علی علی یوم الاضی فقریباً لی حریرۃ فقلت اصلحک اللہ یا امیر المؤمنین قد اکثرک الخیر فقال یا بنی برسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یجل للخلیفۃ من مال اللہ الا قصعتان قصعة یا کلھا ہو وراہلہ وعیالہ و تصعة یضعھا بین یدئین الناس (مطالب السؤل) عبد اللہ بن زید سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید اضی کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم میرے آگے رکھا میں نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مال و متاع کو دیا فرمایا ہے۔ اگر آپ ان بطخون کے گوشت سے ہماری دعوت کرتے تو بہت بہتر ہوتا آپ نے فرمایا اے ابن زید میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کے لیے وہ پیمانوں کے سوا خدا کے مال سے لینا حلال نہیں ایک پیمانہ تو خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لیے ہے اور دوسرا اس کے ہاتھوں کے لیے ہے۔

(۵) عن سدید بن غفلة قال دخلت علی علی فی قصر الامارة و بین یدئینہ رغیف من شعیر و قرح من لبن و الرغیف یا بس تارة یکس بید یہ و تارة برکتیہ فشق علی لک فقلت یجکریہ لہ یقال لها فضہ الا ترجمین هذا الشیخ و تنخلین لہ هذا الشعیر اما ترین نشانہ علیہ و ما تعانی منہ فقالت لای شی یوجب ہو و نا تم نحن و انہ عجل الدین ان لا ننخل لہ طعاماً فقط فالتفت الی و قال یا تقول لھا یا بن غفلة فاحتر و قلت یا امیر المؤمنین ارفق بنفسک فقال لی یحک یا سدید ما شیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اہلہ من خبز ثلاثۃ حتی لقی اللہ تعالیٰ و ما نخل لہ طعام قط و لقد جمعت بالمدينة شعیراً فخرجت اطلب العمل فاذا بامرأة قد جمعت مدلاً تريد ان تبیلہ فقاطعتها علی لوتیرۃ فمدت ستۃ عشر دلواً حتی مجلت بیدای ثم اخذت التمر و اتیت رسول اللہ صلی اللہ



علیہ السلام فاخبرته فاكل منه (اخرجه احمد) سوید بن غفلہ سوسوی ہی کہ میں جناب امیر کے پاس دارالامارہ میں  
 گیا آپ کے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی آپ سے ہاتھوں سے  
 اور کبھی گھٹنوں سے توڑتے تھے یہ حالت دیکھ کر مجھے نہایت تاسف ہوا اور آپ کی ٹوٹتی قضہ سے کہا تو اس بزرگ  
 پر ترس نہیں کرتی اور انکے لٹیر جو چاہا نہ روٹی نہیں پکائی اور یہ نہیں دیکھتی کہ ہنسی اسپر لگی ہوئی ہے  
 اور اس سخت روٹی کے توڑنے میں انکو کیسی شقت ہوتی ہے قضہ نے جواب دیا کیا وجہ ہے کہ اس میں انکو توجہ  
 ملے اور ہم گناہگار نہیں کیونکہ انہوں نے ہم سے عہد لیا ہے کہ انکی روٹی ہم کبھی چھانک نہ پکائیں یہ نہ کہ جناب  
 امیر نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اسے ابن غفلہ تو اس ٹوٹتی سے کیا کہہ رہا ہے مدینہ ساری تقریر بیان کی  
 اور کہا اے امیر المؤمنین آپ اپنی جان پر رحم فرمائیے اور اتنی شقت نہ اٹھائیے آپ نے فرمایا اے سوید  
 تجھ پر افسوس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور انکے اہل و عیال نے کبھی تین دن برابر گھوٹوں کی روٹی  
 شکم سپر ہو کر نہیں کھائی۔ اور کبھی انکے لیے چھانک آٹا نہیں پکایا گیا۔ ایک دفعہ مدینہ میں من سخت  
 ہو گا تھامزدوزی کرنے کو نکلا دیکھا ایک عورت مٹی کے ڈھیلوں کو جمع کر کے ان کو بگونا جا رہی ہے  
 میں نے اس سے فی ذول ایک کجور اجرت ملی کی اور سولہ ڈول کہیں کچرا اس مٹی کو بگونا یا جتے کہ میرے ہاتھوں میں  
 چھالے پڑ گئے میں وہ کجورین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا اور سارا واقعہ بیان کیا ان  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کجورین کو خوش فرمایا۔

۴۷ عن زید قال لی علی اذا صلیت الظهر خذ فعد الی قال فلما کان الغد و صلیت الظهر خذ  
 الیہ فلم اجد عندہ حاجبا یحبسنی و نہ فوجدتہ جالسا و عندہ کوز ماء قد عابو عاء مشدود علیہ  
 ختم فقلت فی نفسی لقد امننی حتی ینخرج الی جواہر اولا ادری ما فیہ فلما کسر الخاتم وحلہ فاذا  
 فیہ سوبق فاخرج منه قبضۃ فی القدح و صلی اللہ علیہ الماء و شرب سقانی فلم اصبر فقلت یا امیر المؤمنین  
 اتصنع هذا بالعراق و طعام العراق کثیر فقال اما دالله ما اختلف علیہ بخلا ولا کفی اتباع قد ما یکن  
 و اخاف ان یوضع فیہ من غیرہ و انا اکرہ ان ادخل بطنی الا طیباً فلذلک احتذرت بما تری راخرجه  
 الملا فی سیرتہ زید سے نقل ہے کہ مجھے جناب امیر نے فرمایا کل ظہر کی نماز کے بعد تو میرے پاس آیا اور  
 کھانا کھا یا جو جب دوسرا دن ہوا۔ اور میں ظہر کی نماز پڑھ چکا انکی خدمت میں حاضر ہوا۔ کوئی حاجب نہیں  
 تھا کہ مجھ کو ان سے روکنا میں نے انکو بیٹھا ہوا پایا انکے پاس باپنی کا ایک ٹوٹا دھرا ہوا تھا۔ پس  
 ایک طرف سر بہ لائے حسیہ نہر لگی ہوئی تھی میں نے اپنے دل میں کہا البتہ اس میں سے جو اہر نکال کر مجھے  
 عطا فرمائیے یا کہ میں نہیں جانتا کہ اس میں کیا ہے جب جناب امیر نے اسکی ہر کو توڑا اور اسکو کھولا



تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں کسٹم میں جناب امیر علیہ السلام نے اس میں سے ایک مٹی بہر کر پیالہ میں ڈالی اور  
اسپر پانی ڈالا اور پیا اور محبہ کو بھی پلایا میں صبر نہ کر سکا پس سینہ عرض کیا یا امیر المومنین آپ عراق میں  
رہ کر یہ کہاتے ہیں حالانکہ عراق کے کہانے قسم قسم کے ہیں جناب نے ارشاد کیا واسطہ میں بجل کیونکہ سے اس  
مہر نہیں لگاتا مگر بقدر کہ مجھ کو کافی ہوا سکا اتباع کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کوئی چیز سواستو کے اس  
میں نہ رکھی جائے اور میں مکروہ حاشا ہوں کہ اپنا پیٹ سوا پاک چیز کے بہرون اسلئے احتراز کرتا ہوں  
جیسا کہ تو نے دیکھا ہے ۔

(۷) عن عبد الله بن رافع قال دخلت على يوم عيد فقدم الى جراباً مفتوحاً فوجدنا فيه خبز  
شعيرياً باسم مروضاً فقدموا كل فقلت يا امير المؤمنين كيف تختمه قال خفت من هذين الولدين  
ان يلبتا بمن اوزيت (شرح فتح البلاغة للعلامة ابن الحارث) عبد الله بن ابی رافع سے منقول  
ہے کہ میں عید کے دن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا جناب امیر نے میرے سامنے ایک چمڑے  
کا تیلار کھدیا ہتھے ہسکو کھولا اور اس میں جو کی روٹیوں کے خشک ٹکڑے پائے پس جناب اس میں سے  
کھانے لگے میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ نے اسپر مہر کیوں لگائی ہے فرمایا میں ان لڑکوں سے  
ڈرتا ہوں کہ ہسکو روغن یا زیت سو چرب نہ کریں ۔

(۸) عن ابن حديد قال وكان ياتدم بجل او بملح فان ترقى على ذلك فبعض نبات الارض  
فان ارتفع ذلك فبقليل من الياقوت او بالي ولا ياكل اللحم الا قليلاً ويقول لا تجعلوا بطونكم مقام  
الحیوان (شرح فتح البلاغة) علامہ ابن حیدر نے شرح البلاغۃ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ  
سرکہ اور نمک کھانا کھایا کرتے تھے جیسا کہ کبھی ترقی فرماتے تو بعض ترکاریوں کا استعمال کرتے  
اور اگر اس سے بھی بڑھ جاتے تو کبھی تھوڑا سا اونٹ کا وودہ پی لیتے اور گوشت نہیں کھایا کرتے تھے مگر  
بہت کم اور فرماتے تھے اپنے پیٹ کو حیوانوں کے مقبرہ مت بناؤ ۔

(۹) عن حلی بن ربيعة الرازي قال كان لعلی مرتان فكلن اذا كان يوم هذه اشترى لحمًا بنصف  
درهم واذا كان يوم هذه اشترى لحمًا بنصف درهم (الرياض النضره) علی بن ربيعة الرازی سے منقول  
ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی دو بیبیاں تھیں جیسا کہ بی بی کی باری ہوتی تو آدھے درہم کا گوشت  
خرید فرماتے اور جب دوسری بی بی کی باری ہوتی تو اس نصف باقی کا گوشت خرید کرتے ۔

(۱۰) عن ابی صالح قال دخلت على امرئ کلثوم بنت علی واذا هي تشط في سترهني وبنها فجاءني  
وحسين فدخل عليهما وهو جالس تشط فقالت الا تطعموني ابا صالح شيئاً قال فاخرجوا الى قصعة



یہاں قریب محبوب قال قلت تطعمون هذا وانتم امراء فقال يا ابا صالح کیف انت لو ترى امیر المؤمنین  
علیاً وانی باترج فذهب حسین فآخذ منها اترجة فآخذها من یدہ ثم امر بہ فقسم بین الناس فی الریاض  
النضرة ابو صالح سے نقل ہے کہ میں ایک دفعہ جناب ام کلثوم حضرت علی صاحب زاوی کی خدمت میں گیا اور  
وہ کنگھی کر رہی تھیں میری اور انکے درمیان صرف ایک پردہ تھا اتنے میں جناب حسن حسین انکے پاس  
تشریف لائے جناب ام کلثوم نے فرمایا ابو صالح کو تم کچھ نہیں کہلاتے ابو صالح کہتے ہیں کہ میرے لئے ایک  
شوربے کا پیالہ لائے جس میں دال چڑی ہوئی تھی میں نے کہا تم امیر ہو کر ایسا کہنا نہ کہاتے ہو۔ ام کلثوم  
فرمانے لگیں اسے ابو صالح اگر تو امیر المؤمنین علی کو دیکھ تو شاید یہ کہنا حال ہو۔ ایک دفعہ جناب امیر کے پاس  
مازنگیان آئیں جناب حسین علیہ السلام نے انہیں سوا ایک نارنگی اٹھالی جناب امیر نے انکے ہاتھ سے چھین کر  
لوگوں کو بانٹ دی ۛ

### جناب امیر علیہ السلام کا صبر

عن امرئہ قالت جئت فاطمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشکی اثر الخدمۃ و تسالہ خادمات قالت یا رسول  
اللہ لقد محلت بدای من الرجا اظن مرہ و اعجن مرہ فقال لہا ان یرزقک اللہ شینا سیاتیک و سادک  
علی خیر من ذلک اذا التزمت مضجک فسمی اللہ ثلاثا و ثلاثین و کبری اللہ ثلاثا و ثلاثین و احمدی اللہ  
اربعاً و ثلاثین فہو خیر لک من الخادم راخرجه الدولابی جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک  
دفعہ جناب علیہ السلام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گھر بار کے کام کاج کی تکلیف و شکایت  
کرنے لگیں کہ میرے ہاتھ میں چائے پڑ گئے ہیں کہیں میں بیٹی ہوں اور کہیں گوندتی ہوں مجھے ایک خادمہ  
عطا ہو جائے حضرت نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو رزق کہ تمہارے مقصود میں کیا ہے وہ تمہارے پاس  
پہنچتا رہیگا میں تمکو ایک نیکی کی طرف رہنمائی کرنا ہوں کہ جب تم سونے لگو اسکو پڑھ لیا کرو تینتیس دفعہ  
سبحان اللہ اور اللہ اکبر تیس دفعہ اور الحمد للہ چونتیس دفعہ یہ تمہاری لیے خادم سے بہتر ہے ۛ

۲۲) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما روجہ فاطمة بنت معہا بخیلہ و وسادۃ من ام خنساء  
لیف و رحابین و سقا فقال علی لفاطمة ذات یوم و اللہ سنوت حتی لقد اشتکیت صدک و قد جاء  
اللہ ایاک لبسی فاذهبی فاستخدیہ فقالت وانا واللہ لقد طحنت حتی محلت یدای فانت النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم فقال ما حاجتک یا بنیۃ قالت جئت لاسلم علیک و استخییت ان تسالہ و رجعت فقال  
قلت ما فعلت فقالت استخییت ان تسالہ فأتیناہ جمعا فقال علی یا رسول اللہ لقد سلوت حتی







اکون قریباً اعطیہا شیئاً قال فبیتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندها ذات یوم ان جاء جاء فذق الباب  
 قال فخرجت الیہ فاذا جاریہ معها اناء مغطی قال فرجعت الی عائشہ فاخبرتہا فقالت ادخلہا فدخلت  
 فوضعت بین یدئ عائشہ فوضعتہ بین یدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یأکل وخرجت للجاریہ  
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیت امیر المؤمنین وسیدہ المسلمین وامام المتقین عندی یا کل  
 معی فجاء فذق الباب فخرجت الیہ فاذا هو علی قال فرجعت فقلت هذا علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم  
 ادخلہ فلما دخل قالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرحباً واهلاً لقد تمنیتک مرتین حتی لو ابطأت  
 علی السبالت اللہ عزوجل ان یراقی بک احبس فکل راخرجه ابن مردویہ جناب ام المؤمنین عائشہ رضی  
 رضی اللہ عنہما کا غلام رافع روایت کرتا ہے کہ میں ام المؤمنین کے پاس ہا کرتا تھا اور انکی خدمت کیا کرتا تھا جبوقت  
 جناب ام المؤمنین صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھر میں رونق افروز ہوتے تو میں قریب تر رہتا اور جس چیز کی ضرورت ہوتی تو میں  
 حاضر کیا کرتا۔ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین کے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ ناگاہ ایک آنیوالہ  
 نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے جب کھٹکھٹایا کو باہر نکلا ایک لوٹدی کو دیکھا کہ ڈھکا ہوا خان لیے ہوئے ہے میں نے لوٹ  
 کرام المؤمنین سے بیان کیا۔ انہوں نے اسکو گھر میں بلالیا۔ اس لوٹدی نے خزانہ کے سامنے رکھ دیا۔ میں نے اٹھا کر  
 کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دربر رکھ دیا آپاس میں سے تامل فرمانے لگے اور وہ لوٹدی چلی گئی آپ فرمایا کاش اس  
 وقت امیر المؤمنین سیدہ ام سلمہ ام المومنین ہی بیان ہوتے تو ہمارے ساتھ کمانے میں شرکت کرتے اتنے میں ایک  
 شخص نے پھر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کھٹکھٹایا کو باہر نکلا اور جناب امیر کو دروازہ پر کھڑے ہو دیکھا لوٹ کر میں نے  
 عرض کیا کہ جناب امیر دروازہ پر تشریف رکھتے ہیں حضور نے اسکو گھر میں بلالیا۔ جب جناب امیر حاضر خدمت ہوئے  
 سرکار نے ہر حساب اور ہڈا کے الفاظ سے ممتاز فرمایا اور ارشاد کیا ہم نے دو دفعہ تمہاری آنکلی آرزو کی تھی اگر تم دیر کرتے  
 تو میں تمہاری لیے ہر خدا سے دعا کرتا تھا۔ آؤ بیٹو اور ہمارے ساتھ کمانا نوش کرو۔

(۱۰) عن معاویہ بن شعبۃ اللیثی قال مرض ابوذر الغفاری مرضاً شدیداً حتی اشرف علی الموت  
 الی علی بن ابی طالب فقیل لہ لو اوصیت الی امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کان احمد لوصیتک من  
 علی فقال ابوذر اوصیت واللہ الی امیر المؤمنین حقاً حقاً راخرجه ابن مردویہ معاویہ بن شعبۃ اللیثی  
 بیان کرتا ہے کہ جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہو کر انتقال کے قریب ہو گئے تو جناب امیر سے اپنی وصیت  
 بیان کی۔ لوگوں نے کہا اگر تم اپنی وصیت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب سے بیان کرتے تو تمہاری لیے یہ بہتر ہوتا۔  
 ابوذر کہنے لگے میں اپنی وصیت کو سچے امیر المؤمنین سے بیان کیا ہے۔



فقد بینا حتی یجد بدو قد می علی صدر فقال لا اعلمکما خیرا مما سالتانی اذا اخذتما مضاجعکم افکدرا یغیا ثلثین  
وسبعا ثلاثا وثلاثین احد ثلاثا وثلاثین فهو خیر لکما من خادم یجد مکما راخرجه الیماک جناب علی کہتر بہن کہ جب  
جلی کے بیٹے سہجی فاطمہ کے ہاتھ کو آبلے کر گئے اور حضرت صلعم کے پاس غنیمت میز لٹوڑیاں آئیں حضرت فاطمہ سرور عالم صلی اللہ  
وسلم کچھ شہین گئیں اور حضرت کو نیا یا حضرت ام المومنین عائشہ سہیلین جب کہ کو ورس اکٹھین تو حضرت تشریف لائے اور ام المومنین  
عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ کی تشریف آوری سے جناب سول اللہ صلعم کو مطلع کیا پس حضرت ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سونکو  
لیٹے تھیں گر بڑا ایک کاتھہ پھون حضرت ارشاد فرمایا کہ تم پر بستر پٹی رہو پس ہم دونوں درسیان میں بیٹھ گئے نہایت کہ مکہ سنینہ کو  
آپ کو قدم مبارک کی ٹھنڈک محسوس ہوئی فرمایا کہ میں تمہیں ایسی بات سکھاؤں جو تمہیں اس چیز سے بہتر ہو جسکی کہ تم خوشی کی  
سے جب تم سونکو لیگا کرو تو چوتھیں بار اللہ اکبر اور تیسریں بار سبحان اللہ اور تیسریں بار الحمد للہ پڑھا کرو یہاں پر اس دم کو بہتر جو تمہاری خوشی  
عن اسماء بنت عیس عن فاطمہ از رسول اللہ صلعم انہا بقی فقاین ابنا یعنی حسنا وحسینا فقلت اصبحا ولیس بیتنا شتی  
ذائق فقاعلی ذہب فانی اتخوف ان یمکیا علیک ولیس عندک شتی فذہب الی فلان الیماک فوجہ رسول اللہ صلعم فوجد  
یلعبان مشربین ابید یما فضل من تم فقال یا علی لا تقل فی قبل از شدت الحسب ما قالت فقاعلی اصبحا ولیس فی  
بیتنا شتی فلو جلست یا رسول اللہ حتی اجتمع لفاطمہ تمرات فجلس رسول اللہ صلعم وعلی یترع لیلہ ہو کل دلو تہتر حتی  
اجتمع لہ شی من تمر فخلہ فی جند ثم اقبل فخل رسول اللہ صلعم احدہما علی اخر راخرجه الدلا بی ہمار بنت عمیر  
جناب سید سرورایت کر تو بہن کہ الکیدن جناب سرور عالم صلعم تشریف لائے اور فرماتے لگو میرے دونوں بیٹے یعنی حسن اور حسین کہلا  
ہیں حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ میرے عرض کیا صبح اٹھو تے ہمار گہرین کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ اسکو کوئی چکھنے والا چکھ  
سکتا جناب علی کہنے لگے میں اللہ کو اپنے ساتھ لیجاتا ہوں تو رہا ہوں کہ تمہارے پاس سچ روئینگر اور آپ کو پاس کوئی چیز نہیں ہے  
پس اللہ کو سنا لے یہ ہو فلاں یہودی کر پاس گئے ہیں حضرت صلعم نے بھی وہ میں کا قصد فرمایا اور جا کر دیکھا کہ وہ  
کھیل رہے ہیں اور انکو سامنے کچھ روئی گھٹلیاں دہری ہیں حضرت صلعم فرما دے فرمایا یا علی قبل اسکو کہ دو کچھ گرمی کی تیزی  
ہو میری بیٹوں کو تو اگر نہیں لکھتے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صبح کچھ اٹھو تو سہی گہرین کوئی کھانیکہ چیز نہیں تھی  
اگر آپ تشریف رکھیں میں کچھ جوڑیں جناب فاطمہ کیلئے جمع کر لیں پس سرور دین پناہ صلعم بیٹھ گئے اور جناب امیر یہودی کو حوض کو  
پر کر لے لگے ایک کچھو کے پیچھے ایک ڈال ہانک کہ کچھ جوڑیں جمع کر لیں اور انپر تہ بند کر ڈالے میں دہرین بہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ایک صاحب کو اٹھالیا اور جناب امیر علیہ السلام نے دوسرے کو

### جناب امیر علیہ السلام کا تقویٰ

(۱) پروردگار عالم آیہ وافی ہذا والذہاب بالصدقہ وصدقہ اولئک ہم المتقون میں جناب علی کو حضرت صلعم کی معیت میں متقی  
بیان فرمایا ہر علامہ طہال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تفسیر درخشور میں بذیل اس آیت کو لکھتے ہیں اخراج بن عساکر عن مجاہد



فی قوله تعا والذی جاء بالصدق قال رسول الله ﷺ وصدق به قال علی بن ابی طالب یغنی عن عسا کر مجاہد سورت کو  
 میں کہ پروردگار عالم کو ارشاد میں والذی جاء بالصدق حضرت سراد میں صدق بہو جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام  
 (۲۱) اخراج الیہمقی باسناد عن رسول الله ﷺ من اراد ان ينظر الى آدم في عمله الى نوح في تقواه والى ابراهيم  
 في خلقه والى موسى في عبادته فلينظر الى علي بن ابي طالب بهیقی اپنی اسناد کو ساتھ ہجرت کو جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورت کو میں کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہو کہ جو شخص حضرت آدم کو انکی علم کے ساتھ اور حضرت نوح  
 کو انکی تقویٰ کو ساتھ اور حضرت ابراہیم کو انکی خلیل ہو نیکو ساتھ اور حضرت موسیٰ کو انکی ہدایت کو ساتھ اور حضرت عیسیٰ کو انکی  
 عبادت کو ساتھ دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لو۔

(۳۳) عن النبی بن مالک والنوایس بن سمعان قال رسول الله ﷺ بعلي مرجا بسيد المسلمين وامام المتقين راخر  
 الدلیلی فی فردوس الاخبار وابونعیم فی الحلیۃ) النبی بن مالک اور نوایس بن سمعان سورت ہو کہ جناب رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو حاضر ہو نیکو وقت فرمایا شاہد باش اور مسلمانوں کو سردار اور متقیوں کے امام۔  
 (۳۴) عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ ان الله عز وجل اوحى الى علي ثلثة اشياء ليلة  
 اسرى نبي الله ﷺ سید المؤمنین و امام المتقین وقائد الغر المحجلین راخرجه الدلیلی وابونعیم) جابر بن عبد الله سورت ہو کہ  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں مجھ کو علی کی نسبت تین باتوں کا الہام ہوا ہے کہ وہ مؤمنین کے سردار  
 اور متقین کا امام اور سفید ہاتھ پاؤں اور مونہ والوں کا پیش رو ہے۔

(۵) عن علی قال قال رسول الله ﷺ يا علي انك سيد المسلمين ويعسوب  
 المؤمنین وامام المتقین وقائد غر المحجلین راخرجه الدلیلی) جناب علی سورت ہو کہ سرور عالم صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم مسلمانوں کے سردار اور مؤمنین کے بادشاہ اور متقیوں کے امام اور نورانی  
 چہرہ والوں کے پیش رو ہو۔

## جناب امیر علیہ السلام کا تواضع

(۱) عن ابی صالح بیاع الکرا بید عن جده قال رأیت علیا اشتری تمرا بدرهم فحمله فی ملحفۃ  
 فقیل یا امیر المؤمنین الا نحلہ عندک قال بوالہ اللاحق بحملہ راخرجه البغوی فی معجمہ) ابوصالح  
 ٹھہوا بیچنے والا اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک درہم کی  
 کجورین خرید کین اور کپڑے میں باند بکرا تھا ہے میں پس ان سے عرض کیا گیا یا امیر المؤمنین  
 یہاں تھالین فرمایا بچوں کا باپ ہی اسکے اٹھانیکا زیادہ حقدار ہے۔



(۲) عن زاذان قال رأيت علياً يمشي في الأسواق فيمسك الشروع بيده فيناول الرجل الشئ ويشد الضال ويبين الحال على الحول وهو يقر هذه الآية تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علواً في الأرض ولا فساداً والعاقبة للمتقين ثم يقول هذه الآية نزلت في ذواتي القدر من الناس (اخرجه احمد في المناقب) زاذان سمعوهي هر که ميئن جناب امير عليه السلام کو ديکھا کہ بازارون ميں درہ ہاتھ ميں لي ہوئے ٹہل رہے ميں اور لوگوں کو درہ سے ہٹاتے ميں اور راہ ہولے ہوئے کو رہتے تبارہ ميں اور بوجہ ہٹا نيوالون کی مدد کر رہے ميں اور یہ آيت پڑھ رہے ميں رک یہ آخرت کا گھر سمجھنے ان لوگوں کے ليو نبایا ہے جو زمين ميں غرور اور فساد نہيں کرتے اور عاقبت ڈريوالون کے ليے ہے ہر جناب امير یہ فرماتے تھے کہ یہ آيت قدرت والے لوگوں کے حق ميں نازل ہوئی ہے ۔

(۳) عن ابي المطر البصري انه شهد علياً الى اصحاب التمر وجارية تبكي عند التمر فقال ما تشارك فقالت باعني هذا تمراً بدينار فبهم فرددہ مولای قاباً ان يقبلہ فقال يا صاحب التمر خذ تمراً واعطها درهما فانها خادم وليس لها امر فذفع علياً فقال المسلمون تدري من دفعت قال لا قالوا امير المؤمنين فصبت ثمرها واعطاها درهما وقال احب ان ترضي عني فقال ما ارضاني عنك اذا اوفيت الناس حقوقهم (اخرجه احمد في المناقب) ابی مطر البصري کہتے ميں کہ ميئن جناب امير عليه السلام کو کھجور بيچنے والون کے زمرہ ميں ديکھا اور ایک لونڈی رو رہی تھی جناب امير نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اس نے عرض کیا اس شخص نے ایک درہم کی کھجور ميں بھگو دی تھيں ميرے آقائے وہ پير دي ميں یہ ليئے سوا نکار کرتا ہے جناب امير نے فرمایا اسے بہای کھجور بيچنے والے ايہ خدمتگار ہے سکا اپنا اختيار نہيں اپنی کھجور ميں لے لے اور درہم سکو واپس ديدي اس نے جناب امير کو دھکا دیا اور کہتا ہاں ما مسلمان لوگوں نے کہا ارے تو جانتا ہے کہ تو نے کس کو دھکا دیا ہے وہ بولا نہيں لوگوں نے کہا یہ امير المؤمنين ميں اسنے وہ کھجور ميں ڈال ليں اور اس لونڈی کو درہم واپس کر دیا اور جناب امير سے عرض کرنے لگا ميں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں اسنے فرمایا کہ مجھے تجھ سے کوئی خير نہيں خوش کر سکتی مگر یہ کہ لوگوں کو انکا حق پورا دیا کرے

## جناب امير عليه السلام کا حسن خلق

حضرت امير عليه السلام نہایت خندہ پیشانی تھے کہی کسی بات سے جناب کی تکلفتہ پیشانی پر پل نہيں آتا تھا ہر وقت تبسم سے لب کہلے رہتے تھے اسوجہ سے بعض متانت پسند لوگ جناب پر نکتہ چینی فرماتے



تھے روایت ہو قال معاویہ لقیس بن سعد رحمہ اللہ اباحسن کان ہشاً کبشاً اذا فکھت قال قیس  
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ویتیسم الی الصحابة معاویہ نے قیس بن سعد سے تعریف کی جو کہ  
کہا خدا ابوحسن پر رحم کرے نہایت کشادہ روی ہو اے اور خوش طبع تھے قیس نے کہا جناب رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مزاح کرتے تھے اور صحابہ کے ساتھ ہنستہ تھے \*

## جناب امیر علیہ السلام کا حکم

(۱) عن مغفل بن یسار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة علیہا السلام الا ترضین  
انی زوجک اقدم امتی سماً واکثرہم علماً واعظمہم حلماً راخرجه احمد فی المناقب مغفل  
ابن یسار روایت ہو کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا تم رضی نہیں  
ہو تین کہ میں نے تمہارا اپنی ہتھکے از روی اسلام کے مقدم ترین اور از روی علم کے عالم ترین اور از روی  
حکم کے انکے عظیم ترین شخص سے نکاح کیا ہے \*

(۲) سال معاویہ خالد بن عیمر فقال لہ علی حبیب علیاً فقال علی نلت خصال علی حمله اذا  
غضب علی صدقہ اذا قال وعلی عدلہ اذا حکم المناقب لمحمد بن یوسف الکنجی الشافعی امیر  
معاویہ نے خالد بن عیمر سے کہا تم کس بات پر جناب علی کو محبوب کہتے تھے وہ کہنے لگا انکی تین باتوں پر انکے  
حکم پر جبکہ وہ حقہ ہوتے تھے اور انکے سچ پر جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور انکے عدل پر جبکہ وہ حکم کرتے  
تھے \*

(۳) روی ان علیاً علیہ السلام دعا غلاماً فلم یحبہ فدعا ثانیاً وثالثاً فلم یحبہ فقام الیہ فراہ  
مضبطحاً فقال اما لسمع یا غلام فقال نعم قال ما حملک علی ترک جوابی قال امنت عقوبتک  
فتکاسلت فقال امض فانک حر لوجه اللہ تعالیٰ نقلہ الغزالی فی احیاء العلوم روایت ہو کہ جناب  
امیر علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے غلام کو پکارا اس نے جواب نہ دیا پھر آئے دو بارہ سہ بارہ پکارا اس  
نے جواب نہ دیا آپ نے اٹھ کر دیکھا کہ وہ سو رہا ہے آپ نے فرمایا اے لڑکے کیا تو نے میری آواز کو نہیں  
سنا تھا وہ عرض کرنے لگا ہاں میں نے سنا تھا حضرت نے ارشاد کیا پھر تیرے کیوں نہیں جواب دیا وہ  
کہنے لگا چونکہ میں آپ کے عقوبت سے بچوٹ تھا اسلئے الگ سا گیا۔ آپ نے فرمایا جا لوہ اللہ میری عفو آنا دیکھا

## جناب علی علیہ السلام کا عفو عن المکافات



(۱) لما ظفر على المردان يوم الجمل وكان اعدى الناس له واشدهم بغضا فصيح عند شرح نهج البلاغة  
 نقل ہے کہ جب جبل کو دن جناب امیر علیہ السلام مروان بن ظفر باب ہوئے حالانکہ وہ جناب امیر سے سخت عداوت  
 رکھتا تھا اور تمام لوگوں کو روزیادہ دشمن تھا جناب امیر نے اس کے قتل سے ورگنہ فرمایا +  
 (۲) محمد بن طلحة شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مورخ نقل کرتے ہیں لما ملک عسکر معاویۃ علی الماء واطحوا  
 بشریۃ الفرات وقالت روساء الشام له اقتلهم بالعطش كما قتلوا عثمان عطشا وسالی علی عن  
 اصحابه ان لیو غوا لهم بشراب الماء فقالوا لا والله ولا فطره حتی تموت ظما کما مات ابن عفان  
 فلما رای انه الموت لا محالة قد تقدم باصحابه حمل علی عسکر معاویۃ حملات کثیفۃ حتی اذا لهم  
 عن مراکمهم بعد قتل ذریع وسقطت الرئس والایادی وملكوا علی الماء وصاروا اصحابا لمعاویۃ  
 فی الفلاة لا ماء لهم فقال اصحابه امنعهم الماء یا امیر المؤمنین کما منعوك ولا تسقوهم منه قطرة  
 واقتلهم لیسبوت العطش وخذلهم قبضا بالایدی فلاحاجة لک الی الحرب فقال لا والله لا اکافهم  
 بمثل فعلهم ومطالب السؤل وشرح نهج البلاغة لابن الحدید) یعنی جب معاویہ کی فوج پانی کی  
 مالک ہو گئی اور اس نے فرات کی سببستون کو گمیر لیا شام کے رئیس معاویہ سے کہنے لگو علی کی فوج کو پیاس  
 سے مار ڈالنا چاہیے جس طرح سے کہ انہوں نے جناب عثمان کو پیاس سے مار ڈالا ہے جناب امیر علیہ السلام  
 نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم لوگوں نے بھی پانی کا گھونٹ پیا ہے عرض کیا کہ وائے ایک قطرہ تک پانی کا  
 نہیں ملا اب آپ ہی جناب عثمان کی طرح سے پیاس سے مار دی جائیں گے۔ جب جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا  
 کہ ان کے دوستوں کی موت پیش آرہی ہے معاویہ کی فوج پر سخت حمل کیا اور سرعت کی ساتھ جنگ کرنے سے شام  
 کے لوگوں کو جگہ سے ہٹا دیا اور ہتھار سہ کٹ کر انبار لگ گئے جناب امیر نے پانی پر قبضہ کر لیا اور  
 معاویہ کی فوج بیا بان بے آب میں گر گئی جناب امیر کے لشکر والوں نے کہا شامیوں پر آپ ہی پانی بند کر دیں  
 جس طرح سے کہ انہوں نے آپ پر بند کیا تھا۔ اور ایک قطرہ پانی کا انکو نہ بنا چاہیے اور پیاس کی تلوار سے  
 انکو مار ڈالنا چاہیے وہ خود ہاتھ میں آجائیں گے آپ کو لڑائی کی ضرورت نہیں جناب امیر علیہ السلام نے  
 فرمایا واللہ میں انکو ان کے فعل کی مانند بدلہ نہیں دوں گا۔

علامہ ابن حدید شرح نهج البلاغة میں لکھتے ہیں کہ جلد بہ اهل البصرة وجهه ووجه اولاده بالسيف  
 وشتوه ولعنوه فلما ظفر بهم رفع السيف عنهم ولم یأخذ اتقا لهم ولا سبی ذراریهم ولا غنم  
 شیتا من اموالهم یعنی اہل بصرہ نے جناب امیر کیساتھ اور انکی اولاد کے ساتھ تلوار سے لڑائی کی اور گالیان دین  
 اور براہلما کہا لیکن جب جناب امیر علیہ السلام ان پر ظفر بیا ہوئے تو نہ انکا سامان لوٹا اور نہ انکی اولاد



## جناب امیر علیہ السلام کی شفقت علی الخلق

عن علی قال لما نزلت هذه الآية يا ايها الذين امنوا اذا نالكم الرسول فقد موافقين له فمجاوبون  
الصدقة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي مرهم ان يتصل قوا قال بكم يا رسول الله قال  
بدینار قال لا يطيقون قال فتصف دينار قال لا يطيقون قال بشعيرة قال لا يطيقون فقال له  
رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لرهيد فانزل الله تعالى اشفقتم ان تقدر موا بين يدي صلاتي  
الى اخر الآية وكان علي يقول بن خفف عن هذه الامة راخرجه احمد والنسائي وغيرهما جناب امیر علیہ  
السلام سروریت ہر کہ حب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو حب تم رسول کو  
مشورت کر لے بلاؤ تو اپنی مشورت کرنے سے پہلے صدقہ دی جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی  
علیہ السلام سے فرمایا جاؤ ان لوگوں کو صدقہ کا حکم دید جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ کس قدر صدقہ  
کا حکم دے آپ نے فرمایا ایک دینار کے لیے جناب علی نے عرض کیا لوگ اس مقدار کی طاقت نہیں رکھتے  
آپ نے فرمایا آدھا دینار جناب علی نے عرض کیا اس قدر بھی ان میں طاقت نہیں آپ نے فرمایا پس ایک جہہ  
سونے کے لیے جناب علی نے عرض کیا اسکی ہی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا یا علی تم بہت دشمن  
وائے ہیں خداوند تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی رکھو تم کہ مصلحت کہنو سے پہلی صدقہ دو  
جناب علی علیہ السلام کہتے تھے کہ اس امت سے اس حکم میں صرف میری وجہ سے تخفیف ہوئی ہے +

عن ابی سعید الخدری قال کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتى جبانة لم يسئل عن شيء  
من عمل الرجل ورسال عن دينه فان قيل عليه بن كفن عن الصلوة واز قيل ليس عليه دين صلى  
عليه فاتي جبانة فلما قام ليكبّر سال صلى الله عليه وسلم هل علي صاحبكم دين قالوا ديناران فقعد  
صلى الله عليه وسلم وقال صلوا على صاحبكم وقال عليهما علي وهو برئ منهما فقام صلى الله عليه وسلم  
صلى الله عليه وسلم قال لعلي جزاك الله خيرا فك الله رهاك كما فكك رهاك اخيك راخرجه  
الدارقطني ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سرورایت ہر کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے جنازہ  
پر تشریف لیجاتے تو اس آدمی کے کسی عمل سے نہ پوچھتے بلکہ اوسکی قرض کی نسبت سوال فرماتے اگر کہا  
جاتا کہ اس پر قرض ہے تو اسکے نماز جنازہ پڑھنے سے ہٹ جاتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے  
تو نماز جنازہ ادا فرماتے۔ ایک دفعہ ایک جنازہ پر تشریف لے گئے جب تکبیر کے لیے بڑھے حسب معمول پڑھا



کہ تمہاری دوست پر فرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار میں آپ نماز پڑھنے سے شکر میٹھ گئے اور  
اپنے اصحاب کو فرمایا تم اپنے دوست پر نماز جنازہ پڑھو جناب امیر نے کہا وہ دونوں دینار میرے ذمہ ہیں اور  
پھر نیا والا اس قہر سے بہی ہوا شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا اس جنازہ کی نماز پڑھی پھر امیر علیہ السلام  
سے فرمایا کہ خدا تجھے نیکی کی جزا دے اور تیرا فرض ہی چہرے جیسے کہ تو نے اپنی بیانی کا فرض چہرے ہے +

## جناب امیر علیہ السلام کا فقہ حال عاریا

عن ابی الصہب قال رأیت علیاً یبسط الکلا یسئل عن الاسعار (ریاض النضرہ) ابوالصہب سمری  
ہے کہ میں نے جناب امیر کو نہر کلا کے کنارے اجناس کی منجھ پوچھتے ہوئے دیکھا تھا +  
عن عامر الشعبي قال وفدت سودة بنت عمار بن الاشر الہمدانیۃ علی معاویۃ بن ابی سفیان فاستاذ  
علیہ فاذن لها فلما دخلت قال لها کیف انت یا ابنة الاشر فقالت بخیر فقال لها انت القاتلة یوم  
صفین لا خیک ہ شمر کفعل ابیک یا بن عمار + یوم الطعالم وملتقى الاقران وانصر علیاً  
والحسین ورہطۃ واضد لہند وابنہا یھوان + ان الامام اخا النبی محمد + علم الھدک  
ومسارۃ الایمان قالت یا امیر مات الراس وبقی الذنب فدع عنک تذکار ما قد نسی قال ہیہات  
لیس مثل مقام اخیک نسی فقالت صدقت واللہ یا امیر ولكن اسالك باللہ اعفانی عما استعفیتہ  
قال قد فعلت فقال حاجتک قالت یا امیر انک صرت للناس سیداً ولامورهم مقلداً واللہ سائلک  
عما افترض علیک من حقہا ولا یزال تقدم علینا من ینھض بخربک ویسبط لسلطانک فی حصدنا  
حصاد السنبیل ویدوسناد یاس البقر هذا ابن اوطاة قدم بلادی وقتل رجالی واخذت مالی ولولا  
الطاعة لکان فینا عز و منعة فاما عز لنتہ فشکرناک واما لا فخرناک فقال معاویۃ ابای تھددنی  
بقومک واللہ لقد هممت ان اردک الیہ فینقد حکمہ فیک فسکت ثم قالت ہ صلی اللہ علی روح  
تضمنہ + قابر فاصبح فیہ العدل مد فوتا + فقال من ذاک قالت علی بن ابی طالب قال ما اری علیک  
منہ اثر قالت بلی انتیہ یوما فی رجل ولاہ صدقاتنا فوجدتہ قائماً یصلی فانقتل من الصلوۃ ثم  
قال برافۃ وتلطف الیک حاجۃ فاخبرتہ خبر الرجل فبکی ثم رفع رأسہ الی السماء فقال اللھم انت  
تعلم انک امرهم بظلم خلقک وترك حقک ثم اخرج من جیبہ قطعۃ من جراب فکتب فیہ بسم اللہ  
الرحمن الرحیم وقد جاءکم بیتیۃ من ربکم فاوفوا الکیل والیزان ولا تبغوا الناس اشیاءہم ولا  
تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها ذلکم خیر لکم ان کنتم مومنین اذا اناک کتابی



هذا فاحفظ بها في يديك حتى يأتي من يقبضه منك والسلام فخر له فقال معاوية اكتبوا لها بالانصاف  
 لها والعدل عليها فقالت الى خاصة ام لقومي عامة قال اما انت وغيرك قالت هي والله اذا الفخار  
 والدم ان كان عدلا شاملا والا يسعني ما يسع قومي قال هيجات علمكم ابن ابى طالب الجراة على  
 السلطان رنقله الامام ابو عمرو احمد بن عبد ربه الاندلسي في كتابه العقد الفريد عامر الشعبي ناقل  
 بين كسوة بنت عمار بن الناشتر الهذلي كيد فخر بطريق بنفاد سعاد بن سفيان كسوة دربار بين حاضر و غايب اور اذن لارنگ  
 معاوية نے اپنے سامنے بلا لیا حبیبہ سامنے گئی معاویہ نے اس سے کہا کہ اشتراکی بیٹی تیرا کیا حال ہے سودہ  
 نے کہا اچھا حال ہے معاویہ نے کہا تو نے ہی صفین کے روز اپنے بہائی کیواسطے یہ شعار کہے تھے  
 کہ اے ابن عمار ہنر مارنے اور بہادری کے باہم ملنے کے روز تو بھی اپنے باپ کی مانند دم میں اٹھائے اور  
 علی اور حسین اور ان کے گروہ کی مدد کر اور بندہ اور اسکے بیٹے کو خوار کر کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 بہائی ہی امام ہے اور وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے سودہ نے جواب دیا کہ اسیر کرتا گیا دم اکھڑ  
 گئی جو بات بھول گئی ہو سکا ذکر چھوڑ معاویہ کہنے لگا افسوس ہے تیرے بہائی کا وہ مرتبہ نہیں تھا کہ اسکا  
 ذکر ہو لجاے سودہ نے کہا آپ سچ کہا ہے لیکن جو کچھ مجھ سے ہو چکا ہے خدا کے لیے آپ معاف فرما دیں  
 معاویہ نے کہا میں نے معاف کیا تو اپنی حاجت بیان کر سودہ نے کہا اے میرا باپ آپ لوگوں کے سردار رہ گئے ہیں  
 اور ان کے تمام امور آپ کے گلے پڑے ہیں۔ خدا نے جو امر کہ تم پر ہمارے حقوق سے فرض کیا ہے ضرور سبکی نسبت  
 تم سے پوچھنے والا ہے ہمیشہ ہم پر آپ اپنا عامل بھیجتے ہیں جو آپ کی عزت کی وجہ سے ہم پر حکومت کرتا ہے اور  
 ہمارے کو کھیتی کی طرح سے کاٹتا ہے۔ اور گام کی طرح دوہتا ہے۔ یہ ابن ارطاة ہمارے شہر پر حاکم بنا کر بھیجا گیا  
 ہے جس پر ہمارے مردوں کو مار ڈالا ہے اور ہمارا مال چھین لیا ہے اگر اطاعت ہمیں مانع نہ آتی تو ہم ہی  
 عزت رکھتے تھے اور دفعہ کنز سکتے تھے اگر تو نے اسکو معزول کر دیا تو ہم تیرا شکریہ ادا کریں گے ورنہ ہم جان  
 جائیں گے۔ معاویہ کہنے لگا کیا تو مجھ پر اپنی قوم سے ڈراتی ہے واللہ میں چاہوں تو تجھے ہی کے پاس  
 بھیج دوں تاکہ وہ اپنا حکم تم پر جاری کرے سودہ نے خاموش ہو کر یہ شعر پڑھے خدا کی رحمت ہو اس  
 روح پر کہ اسکو قبر نے بغیر کر لیا ہے کہ وہ عدل کیا کرتا ہوا ہمیں دفن ہوا ہے۔ معاویہ کہنے لگا یہ کون  
 شخص ہے۔ سودہ نے کہا علی بن ابی طالب معاویہ نے کہا میں تو اسکی مہربانی کا کوئی اثر تجھ پر نہیں  
 پاتا۔ سودہ بولی۔ ایک روز میں انکی خدمت میں ایک شخص کی نسبت شکایت لیکر گئی جسکو کہ انہوں نے  
 سب سے زکوٰۃ حاصل کرنے کے لیے ہم پر عامل مقرر کیا ہوا تھا میں نے اسکو نماز پڑھتے ہوئے پایا نماز سے منہ  
 پھیر کر نہایت مہربانی اور نرمی سے مجھے ارشاد کیا تجھے کوئی ضرورت ہے میں نے اس شخص کا پورا حال

لو ۵۵  
عمران  
و اعم



عرض کیا آپ شکر و ننگے پہ آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگے اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں نے اپنی عالموں کو تیری خلقت کا  
ظلم کر لیا حکم نہیں دیا ہے اور تیرا حق چھوڑ دینا کو نہیں کہا ہے یہ اپنی جیب سے کاغذ کا پرچہ نکال کر اس پر لکھا اے اللہ اگر  
الرحیم بیشک تمہارے ہمتاوی پاس کہلا نشان آیا ہے پس تم بچانے اور نرازد کو پورا کرو اور لوگوں کی چیزیں  
گنٹاؤ اور زمین میں اس کو سنوارو کے بعد خرابی مستی والو اگر تم سو من ہواؤ حبیب میرا خط تم کو بلاؤ جو کچھ کہ تیری پاس ہوگا  
خوب نگاہ رکھو جب تک کہ اسکا لینے والا تیری پاس پہنچ جاوے و سلام پہنچا با میرے اسکو مطرول کرو یا سعاد یہ انہی کتاب  
سے کہنے لگا تم میری سچوشت کے یو عدل اور انصاف کر نیکی نسبت لکھو سچو عمارہ کہنے لگو خاص میرے لیے یا کہ میری تمام قوم کے لیے  
سعاد یہ نے کہا بچے دوسروں کے کیا سہ کار ہو عمارہ کہنے لگے یہ امر تو ہنایت ملاست ناک ہے اگر عدل شامل ہے تو بہتر ورنہ جو  
میری قوم کا حال ہوگا وہی میرا ہوگا سعاد یہ نے لگا علی بن ایطال نے تم لوگوں کو بادشاہوں کو سامنے کساحی کر نیکی حرات دلا دی ہے

### جناب امیر علیہ السلام کی رعایت فقیر یوں کے ساتھ

وكان لفيور على مفاتيح محل عنها في مواقيت الصلوة وكان ينفق عليهم من بيت المال ويقول علينا الوفاق وعلينا  
الاباق رنقله نجم الدين فخر الاسلام ابو بكر بن محمد بن الحسين السبكي المزيدي في مناقب الاصفى اجنابا مير محمد جيلاني  
کی کنجیان تہین حین نماز کی وقت وہ قید خانہ کو جاتے تھے اور جناب امیر بیت المال سے ان کی خوراک عطا فرماتے تھے اور  
فرمایا کرتے تھے ہمارا کام انکو قید رکھنا ہے اور انکا کام ہبانا ہے

### جناب امیر علیہ السلام کا تورع

عن عبد الله بن زريق قال دخلت على بن ابي طالب يوم الاضحى فقرأ لي يا ابا عبد الله فقلت اهلكت الله يا امير المؤمنين  
لو قرأت لي يا من هذا البطيخ الا ورفا ن الله قد اكلنا الخبز فقال ابن زريق سمعت رسول الله يقول لا يحل لخليفة من مال  
الله الا قصعة واحدة يا كلها هو اهلكه وقصعة يضعها بين ايدي الناس راخبر احمد بن عبد الله بن زريق  
روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید اضحیٰ کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم میرے سامنے کیا  
میں نے کہا امیر المؤمنین خدا آپ کو نیکی دے اگر آپ اس بطخ کو ہمارے لیے ذبح کرتے تو کیا اچھا ہوتا تھے  
نے مال و متاع کو دفر کیا ہے فرمایا اے ابن زریق میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے  
سنا ہے کہ خلیفہ کے لیے دو پیالوں کے سوا مال خدا سے لینا حلال نہیں ایک تو خود اسکے اور اس کے  
گھر کے لوگوں کے لیے اور ایک اسکے مہانوں کے لیے

عن ابی مطرف قال رأیت علیاً موزراً بازار مرند یا برداد ومعد الدق کانه اعرابی بدوی  
حتى بلغ سوق الکرا بيس فقال يا شيخ احسن بيعي في قبضة بتلاتة دراهم فلما عرفه لم يشتر منه  
فاتاه اخو فلما عرفه لم يشتر منه شيئاً فاما غلاما حدثا فاشترى منه قبضة بتلاتة دراهم ثم



جاء ابو الغلام فاخبره فاخذ ابوہ درهما ثم جاء به فقال هذا الدرهم يا امير المؤمنين قال ما شان هذا الدرهم قال كان القيص بن درهم قال باعني رضای واخذت رضاه واخرجه احمد ابی سطر بن شقول بن كمينه جناب امير عليه السلام کو دیکھا کہ تہ بند باند ہے ہوئے اور ایک چادر اوڑھے ہو اور وہ تہہ سبز بازار میں پھر رہی ہیں بالکل مثل ایک دہاتی آدمی کے معلوم ہوتے تھے گلڑا بیچنے والوں کے بازار میں شریف لائے اور ایک دکاندار کو کہاتین درہم کا کرتہ ہمیں دیدے اس نے جناب امیر کو پہچان لیا آپ دوسرے دکاندار کے پاس چلے گئے جب اس نے یہی فتاحہ کیا تو آپ وہاں سے بھی چل دیئے اس نے کوئی شے مول نہ لی پھر ایک بہت چوٹی عمر والے نوٹھے کی دکان پر گئے اس سو تیز درہم کا کرتہ مول لیا بعد ازاں اسکا والد آنکلا اس لڑکے نے اس سے ماجرا بیان کیا وہ ایک درہم لیکر جناب امیر کی خدمت میں پہونچا۔ اور عرض کیا یہ ایک درہم ہے آپ نے فرمایا یہ کیسا درہم ہے اس نے عرض کیا کہ قیص وہی درہم کا تھا آپ نے فرمایا اس لڑکے نے ہماری رضا حاصل کر لی ہے اور ہم نے اسکی رضا حاصل کی ہے آپ نے درہم اس سے واپس لیا \*

## جناب امیر علیہ السلام کا متعلق الناس

(۱) عن ابی رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم كان خازنا لعلی بن ابی طالب علی بیت المال قال قد دخل علی یوما وقد زنت ابنته فرأى علیها لؤلؤة كان عرفها لبیت المال فقال من این لها هذه لا قطعن ایدیها فلما رأى ابورافع جده فی ذلك فقال انا والله يا امیر المؤمنين زینتها بها فقال علی بقدر زوجت بفاطمة ومالی فراش الا جلد کبش تمام علیہ باللیل و غلف علیہ بالنهار ناخننا مالی خادم غیرها (کامل ابن اثیر) ابورافع جناب رسول خدا صلی علیہ وسلم کا غلام جناب امیر علیہ السلام کو بیت المال کا خازن تھا بیان کرتا ہے کہ ایک دن جناب امیر گھر میں تشریف لے گئے مینے آپ کے صاحبزادی کے کان میں موتی ڈال دیے تھے جناب امیر علیہ السلام نے ان موتیوں کو بیت المال میں دیکھا تھا جب جناب امیر نے اپنے صاحبزادی کے کان میں وہ موتی دیکھے فرمایا اس نے یہ کہاں سے پائے ہیں ہم ضرور اس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں گے جناب ابورافع نے جناب امیر کی اس باری میں کہ وہ بھی عرض کیا یا امیر المؤمنین وایہ مینے انکو یہ موتی پہنائے تھے آپ نے فرمایا جب ہمارا نکاح جناب فاطمہ علیہا السلام ہوا تو ہمارا بہتر ایک مینہ ہے کی کمال کے سوا کچھ نہ ہمارا کوہم اسپر ہوئے تھے انکو ہمارا ادب اسپر دینا چرتا تھا ہمارا کوئی خادم انکے سوا اپنے جناب سیدہ



## نام المتقین

(۱) عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل

اوحى الى علي انه امام المتقين (خرجه الدیلمی فی قدوس الاخبار) جابر

ابن عبد الله رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پروردگار نے مجھ کو علی کی نسبت

وحی بھیجی ہے کہ وہ تمام متقیوں کا امام ہے \*

(۲) عن النس بن مالك والنواس بن سمعان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلیٰ مرجأ بسید المسلمین

وامام المتقین (خرجه الدیلمی و ابویکسر بن مردویه) النس بن مالک اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہما روایت

کے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر و فرمایا بیشا باش اسے مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام \*

(۳) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انك سيد المسلمين ويعتصم المؤمنون وامام

المتقین وقائد الغر المحجلین (خرجه الدیلمی) جناب امیر سرور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے

اے علی تم مسلمانوں کے سردار اور مؤمنوں کے بادشاہ اور سفید ہاتھ اور مونہ والوں کے پیشوا ہو \*

(۴) عن عبد الله بن اسعد بن زید قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اسرى محمد كانه يت

الی رب عز وجل فاوحى الی فی علی ثلاث انه سید المسلمین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (خرجه

الحاکم و ابونعیم و ابن مردویه و ابن قاتم) عبد اللہ بن سعد بن زید روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے تھے شب معراج میں جب ہم اپنے پروردگار کے پاس پہنچے تو پروردگار نے مجھے علی کے تین القاب

القائد، سید و امام مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور مونہ والوں کا پیشوا ہے۔

## ولی المتقین

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انك سيد المسلمين وولی

المتقین وقائد الغر المحجلین (خرجه الامام علی ابن موسی الرضا علیہ التحیة

والثناء) مستند جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا تو مسلمانوں

کا سردار اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور مونہ والوں کا پیشوا ہے \*

## السید وقین

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلیٰ سید الصادقین

(تذکرہ خواص الامہ فی احوال الائمہ لسبط ابن جوزی) ابن عباس

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت آری صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی سچے کا سردار ہے \*

(۱) عن النواس بن سمعان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلیٰ

مرجأ بسید المسلمین حین حجاره علی بن ابی طالب (خرجه الدیلمی)

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حجاز ہوتے تو حضرت

## السیدین



علیہ السلام کے سوانحین تہا :

عن یحییٰ بن سلمۃ استعمل علی عمر بن سلمۃ علی صبرہان فقدم ومعه ازقاق سمن وعسل فارسلت  
ام کلثوم بنت علی لی عمر و فطلب منه سمنًا وعسلًا فارسل الیہا ظرف عسل و ظرف سمن فلما کان الغد  
خرج علی و اخضر المال والعسل والسمن لبقسم فعد الزقاق فتقصت زقائن فسالہ عنہما  
فقیل لہ بعثت ام کلثوم فاخذت منه فیعت الی مقومین فامرہم بتقویہ ما نقص منہما فقو  
خمسۃ دراہم فبعث الی ام کلثوم فقال ابعتی لی خمسۃ دراہم ثم قسم بین المسلمین ریاض النضر  
وکامل ابن اثیر) یحییٰ بن سلمۃ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے عمرو بن سلمۃ کو اصبرہان پر عامل  
کر کے بھیجا حریہ وہان سے آئے تو اپنے ساتھ گہی اور شہد کی مشکین بہر کر لائے جناب امیر علیہ السلام کی  
صاحبزادی ام کلثوم نے عمرو بن سلمۃ سے قدر کو گہی اور شہد طلب فرمایا عمر نے ایک برتن گہی کا اور ایک  
شہد کا ان کی خدمت میں بھیج دیا دوسرے دن جناب امیر گہر سے باہر تشریف لائے اور تقسیم کے لیے  
مال اور گہی اور شہد پیش کیا گیا حضرت نے مشکین شمار کیں دو مشکین ٹوٹی ہوئی پائین عمرو سے انکو  
بارے میں بوجہا عرض کیا گیا کہ جناب ام کلثوم نے گہی اور شہد مانگا تھا میں نے انکو بھیج دیا جناب امیر  
علیہ السلام نے وہ مشکین جانچ کرنے والوں کے پاس بھیج دیں اور انکے نقصان کی جانچ کر نیک حکم دیا  
انہوں نے عرض کیا ان میں پانچ درہم کا نقصان ہوا ہے پس جناب ام کلثوم کے پاس ایک آدمی کو  
بھیج کر حکم دیا کہ پانچ درہم ہمارے پاس بھیج دے پھر مسلمانوں میں مال اور مشکین تقسیم کیں :

قیل انہ وصل الیہ زقاق عسل جاءت من الیمن فنزل بالحسن ضیف فاستسلف الحسن درہما  
فاشترہ بہ خبرًا واحتاج الی الادام فطلب من القنبر ان یفتح لہ زقاق من تلك الزقاق ففتح  
واخذ منه رطلًا فلما قعد امیر المؤمنین لبقسم الزقاق قال القنبر قد حدث فی هذا الزقاق حد  
فقال صدق قولک یا امیر المؤمنین واخبرہ الخبر فغضب فقال علی : فلما حضر الحسن ہم بغیرہ  
فاقسم علیہ بعمہ جعفر وکان اذا سئل عن جعفر لیکن فقال ما حملک علی ما فعلت واخذت  
منہ قیل القسمۃ قال ازلنا فیہ حقًا فاذا اعطينا رد دناہ قال وان کان لک فیہ حق ولكن لیس  
لک ان تنفع بحقک قیل الناس بحقوقہم ثم دفع الی قنبر درہما وقال اشتر بہ من اجود عسل  
تقدر علیہ قال الراوی فکانی انظر الی ید علی علی فم الزقاق وقنبر یقلب العسل فیہ وهو یبکی  
ویقول اللہم اغفر للحسن فانه لا یعلم (مطالب السؤل) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس  
میں شہد کے بہری ہوئی مشکین آئیں ناگاہ جناب حسن علیہ السلام کے پاس چند مہمان وارد ہوئے جناب



حسن نے ایک درہم دیکر بازار سرور و ثیان مول منگائیں اور سالن کی ضرورت پیش آئی قنبر سے کہا کہ ایک مشک  
 کو لکر شہد وید و انہون نے مشک کو کھولا اور اس میں سو ایک رطل شہد لیکر بیچ دیا جب جناب امیر علیہ السلام  
 مشکون کی تقسیم کرنے کے لیے بیٹھے قنبر سے کہا ان مشکون میں کوئی فتور معلوم ہوتا ہے قنبر نے عرض  
 کیا یا امیر المومنین آپ سچ فرماتے ہیں جناب حسن کا شہد لینا انکے سامنے بیان کیا جناب امیر نے عرض ہو کر  
 فرمایا حسن کو میرے پاس بلا لا جب جناب حسن حاضر ہوئے تو جناب امیر نے انکے بازو کا قصد کیا جناب حسن  
 نے اپنے چچا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم دی جب جناب امیر کو انکی قسم دیکھائی تھی حضرت کا عضو فرو ہو جاتا  
 تھا پس آپ نے جناب حسن سے فرمایا مگر اس بات پر جس چیز نے برا بیگختہ کیا تھا کہ تم نے تقسیم سے پہلے شہد  
 لے لیا۔ جناب حسن نے کہا ہمارا اس میں حق ہی ہے چنانچہ یہ خیال کیا کہ جب ہم کو ہمارا حق ملیگا ہم اس قدر اس  
 میں سودا پس کر دیں گے جناب امیر نے کہا اگر تمہارا اس میں حق ہے لیکن یہ حق تو تمہارا نہیں ہے کہ تم اور  
 لوگوں سے پہلے اس حق سے نفع اٹھاؤ پھر قنبر کو ایک درہم دیا اور فرمایا کہ خالص شہد اسی مقدار پر مول  
 لاؤ۔ راوی کہتا ہے اب تک وہ بات میری نگاہوں میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مشک کا سونہ کھولا  
 ہوا ہے اور قنبر اس میں شہد ڈال رہا ہے اور جناب امیر رو رہے ہیں اور فرماتے ہیں اسے بارہ ڈالیا سر کو  
 بختہ کر کہ وہ نہیں جانتا ہے ۔

رقیل از عقیلا سال علیا فقال انی محتاج فاعطنی قال اصبر حتى یخرج عطاءك مع المسلمین فاعطیک  
 معهم فالحی علیہ فقال لرجل خذ سیدہ وانطلق بہ الی حیوانیت اهل السوق فقل لہدق ہذا الاثقال  
 وخذ ما فی ہذا الحوانیت قال تزدان تتخذنی سارقا قالہ وانت تزدان تتخذونی سارقا  
 اخذ اموال المسلمین فاعطیکھا ودفنہم قال انی اذهب الی معاویۃ قال انت وذاك راخوہ  
 ان حجب فی الصوائق (روایت ہو کہ عقیل رضی اللہ عنہ نے جناب امیر کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھ کو کچھ  
 عطا فرماؤ میں بہت محتاج ہوں جناب امیر نے ارشاد کیا آپ چند سے صبر کریں میں مسلمانوں کے حصول  
 کے ساتھ تمہارا حصہ بھی نکال دوں گا جناب عقیل الحاج کرنے لگے حضرت امیر علیہ السلام نے آدمی سے فرمایا اٹھا  
 ہاتھ پکڑ کر انکو بازار میں لے جا اور کہہ دو کہ بازار کی دو گانوں کے قفل توڑ کر دو کہ ان میں ہونے لے ابرج  
 جناب عقیل نے عرض کیا کیا آپ مجھ سے جو رکھ کر آنا چاہتے ہیں جناب امیر نے فرمایا اگر تم ہی مجھ سے جو رکھ  
 کر آنا چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال نکال دوں وہ کہنے لگے میں تمہارے پاس چلا آؤں گا آپ  
 نے فرمایا تمہارا اختیار ہے ۔

جناب امیر علیہ السلام کا حال



وعن ابی سعید الخدری ومعاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي لك سبع خصال لا  
يحتاجك فيهن احد يوم القيامة انت اول المؤمنين ايماناً واولهم بعهد الله واقومهم باحل الله  
واروفهم بالرعية واقسمهم بالسوية واعلمهم بالقضية واعظمهم يوم القيامة عند الله بالزينة  
(اخرجه البخاري) ابو سعيد خدری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تمہاری ایسی سات خصلتیں ہیں کہ قیامت کو روزانہ میں کوئی تہ سے جگڑا نہیں  
کر سکتا تم سب مومنین سوا زور و ایمان اول ہو۔ اور سب زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے اور  
سب زیادہ خدا کے حکم کے قائم کرنے والے اور سب زیادہ رعیت پر مہربان اور سب زیادہ پورا  
تقسیم کرنے والے اور سب زیادہ قیامت کے دن بڑے مرتبے والے ہو۔

سال مغافية خالد بن يعمر فقال علي احببت علياً فقال علي ثلاث خصال علي حمله اذا غضب  
وعلي صدقه اذا قال وعلي عدا حاكم المناقب لمحمد بن يوسف الكشي الشافعي) خالد بن يعمر  
سے امیر معاویہ نے پوچھا کہ تم علی کو کیوں دوست رکھتے ہو خالد نے کہا انکی تین خصلتوں کی وجہ سے جبکہ  
وہ مخفی ہوتے تھے اور انکے بیچ بولنے کی وجہ سے جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور انکے عدل کی وجہ سے  
جبکہ وہ حکم کرتے تھے۔

عن عاصم بن كليب عن ابيه قال قدم علي علي مال من اصبهان فقسمة على سبعة اسهم فوجد  
فيه رغيفا فقسمة على سبعة كثر وجعل علي كل جزء كسرة ثم اقرع بينهم لينظر اليهم يعطى اول  
(اخرجه احمد) عاصم بن كليب نے والد سے ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس صفیان  
سے مال آیا جنہرے اسکے سات حصے کیے اس میں ایک روٹی بھی تھی اسکے ہی سات ٹکڑے کیے اور  
سات امیرون کو بلایا ہر پر قرعہ ڈالا تاکہ کس کو پہلے دیا جائے۔  
قال الشعبي وجد علي خذعاً عند النضرائي فاقبل به الى شريح وجلس له حاشية وقال لو كان خصي  
مسلماً ساوتيه وقال هذا ورعي فقال النضرائي ما هي لا ورعي ولم يكن بامير المؤمنين فقال  
شريح الك بينة قال لا وهو يضحك فاخذ النضرائي الدرع ومشي يسيراً ثم عاد وقال اشهد  
ان لا اله الا الله واشهد ان هذا الاحكام الانبياء امير المؤمنين قد منى الى قاضية قاضيه  
يقضي عليه كما سلم واعترف ان الدرع سقطت من علي عند مسيره في صفين ففرج علي باسلاً  
ووهب الدرع وفرسا وشهد معه فقال الخواص (طلحة الشافعي في مطالب السؤل) ثعلبي رحمة  
اللہ علیہ ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی زندگی ایک نصرانی کے پاس رکھی ہو قاضی شریح کی



پاس لائے اور فرشتے کے حاشیہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اگر میرا دعا علیہ سلمان ہوتا تو میں اس کے برابر کھڑا ہوتا  
اور فرمایا یہ ہماری زرہ ہے نصرانی کہنے لگا ہنسن یہ زرہ تو میری ہے۔ بارہو دو یک جناب امیر علیہ السلام  
نے چوٹ ہنسن کہا تھا۔ قاضی شترج نے ہنس کر کہا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے۔ جناب امیر نے فرمایا نہیں  
پھر نصرانی زرہ کو لیکر توڑی دوڑ گیا اور لوٹ آیا۔ اور کہنے لگا گواہی دیتا ہوں میں  
کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ یہ انبیاء کے کرام علیہم السلام کے احکام ہیں  
کہ امیر المؤمنین مجھے قاضی کے سامنے لائیں اور قاضی ان پر اپنی قضا کا حکم جاری کرے میں  
اقرار کرتا ہوں کہ یہ زرہ جناب امیر سے صفین کے جنگ میں گر پڑی تھی جناب امیر علیہ السلام اس کو سلا  
ہو جانے سے نہایت خوش ہوئے اور وہ زرہ اسی کو بخش دی اور ایک گھوڑا عطا فرمایا وہ نصرانی جناب  
امیر کے ساتھ خارجیوں کے جنگ تک حاضر رہا۔

عن کرمیة بنت ہمام الطائیة قالت کان علی یقسم الودس فینابا لکوفة قال فضالة حملناہ علی  
العدل منہ (اخرجه احمد فی المناقب) کہ یہ بنت ہمام الطائی قائل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے تقسیم فرمایا کرتے تھے  
فضالہ کہتا ہے کہ ہمیشہ سے برابر ہی لیتے تھے۔

## جناب امیر علیہ السلام کے حیا

عن علی قال کنت رجلاً مذائاً فکنت استحی ان اسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکان انبتہ  
منی فامرت مقداد بن الاسود ان یسالہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم بغسل ذکوکہ ویتوضأ راحوہ  
الشیخان) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے مذی کثرت سے جاگی تھی اور حیا مانع تھی کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھوں میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں حضرت نے فرمایا اپنے پیشاب کی جگہ کو دھو کر وضو کر لیا کریں۔

## جناب امیر علیہ السلام کی غیرت قومی

عن علی قال قلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک تنوق فی قلوبی وتدعنا قال وعندما  
شیئاً قلت نعم بنت حمزة فقال صلی اللہ علیہ وسلم انہا لا تحلی انہا ابنۃ اخي من الرضاۃ  
(اخرجه المسلم) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض  
کیا آپ سب کو چھوڑ کر تیرے بن کے بن شادی کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے



پاس کوئی شے ہے مینو کہا ان حمزہ کی بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مجھ پر حلال نہیں کیونکہ حمزہ میرے وودہ شریک تھے اور وہ رضاعت کی وجہ سے میری بہن بھی ہے \*

## جناب امیر علیہ السلام کی فرست

عن علی قال یا اہل الکوفۃ ستقتل منکم سبعۃ نفر خیارکم مثاہم کثیل اصحاب الاخذ ودمہم  
حجر بن العدی واصحابہ فقتلہم معاویۃ فی دمشق الشام کلہم من الکوفۃ (کنز العمال)  
جناب امیر علیہ السلام نے کوفہ کے لوگوں کو فرمایا اے اہل کوفہ عنقریب تم میں سے سات آدمی کی نہایت برگزیدہ  
میں قتل کیے جائیں گے انکی مثل بعیدہ گڑھے کے شہیدوں کی سی ہے ان میں سے حجر بن عدی  
یعنی اللہ عنہ ہی ہیں پس امیر معاویہ نے انکو دمشق الشام میں قتل کیا وہ سب کوفہ میں سے تھے

## جناب امیر علیہ السلام کا حافظہ

عن سکول عن علی قال فی قولہ تعالیٰ وتعبہا اذن واعیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اللہ ازجہل اذنک یا علی فکان یقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاماً  
الاوعیتہ وحفظتہ وامرانسہ (اخرجہ الدلیلی) مکمل جناب امیر علیہ السلام سے اس آیت کو شان نزول  
میں کہ یاور کہیں گے اسکو یاد رکھنے والے دوکان (روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تیرے کانوں کو خدا ایسا  
کر دے پس خدا نے ایسا ہی کر دیا جناب علی فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم سے نہیں سنا مگر کہ میں نے ہکا دبیاں رکھا اور اسکو یاد کر لیا اور بولا نہیں \*

عن ابن عباس لما نزلت هذه الآية قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سالت الله ان يجعلها  
اذنک یا علی قال علی فما نسیت شيئاً بعد ذلك (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ وابن المغازلی فی المناقب)  
ابن عباس سے روایت ہو کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (دہیاں رکھیں گے) اسکو وہ بیان رکھنے والے  
کان (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تیرے کان نبجائے  
علی کہتے ہیں کہ اسکے بعد مجھے بہر کبھی کوئی چیز نہیں بولی \*

وعن بريدة الاسلمی قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا علی ان الله امرني ان اعلک  
تعبی وحق علی الله ان تعبى قال فالتفت وتعبنا اذن واعیہ (اخرجہ المغازلی فی المناقب)



البرغیم فی الحلیہ والتعلی فی تفسیرہ والواحدی فی اسباب النزول والدلیلی فی فردوس الاخبار  
بریدہ سلمیٰ روایت ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت  
علیؑ سے ارشاد فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھے سکھاؤں تاکہ تو وہ بیان میں  
رکھے اور خدا پر حق ہو کہ تجھ سے وہ بیان میں رکھائے بریدہ کہتے ہیں کہ یہ یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ بیان  
میں رکھیں گے اسکو وہ بیان رکھنے والے کان ۔

## جناب امیر علیہ السلام کی معرفت فہم

عن سعید بن المسيب ان رجلاً اوتى به الى عمر بن الخطاب كان صداماً منه انه قال بجماعة من  
الناس قد سالوا كيف اصبحت اصبحت احب الفتنه واكره الحق واصدق اليهود والنصارى واومن  
بما لم ادره واقرب ما لم يخلق فارسل عمر الى علي فلما جاءه واخبره بمقالة الرجل فقال صدق  
حب الفتنه قال الله تعالى انما اموالكم واولادكم فتنه وبكره الحق يعني الموت قال تعالى فحبا  
سكوت الموت بالحق ويصدق اليهود والنصارى قال تعالى وقالت اليهود ليست النصارى  
على شيء وقالت النصارى ليست اليهود على شيء ويؤمن بما لم يره يؤمن بالله عز وجل ويقر  
بما لم يخلق يعني الساعة فقال عمر اعوذ بالله من معصاة ليس لها ابو الحسن (نور الابصار)  
سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ لوگ ایک شخص کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے جس سے یہ بات صادر  
ہوئی تھی کہ ایک گروہ نے اس سے پوچھا تھا تو نے آج کس طرح سے صبح کی ہے پیچھے آج تیرا کیا حال ہے  
اس نے جواب میں کہا کہ میں نے آج کس طرح سے صبح کی ہے کہ فتنہ کو دوست رکھتا ہوں اور حق سے کراہت  
کرتا ہوں اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہوں اور حب کو نہیں دیکھا اس پر ایمان لاتا ہوں اور  
جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اسکا اقرار کرتا ہوں پس حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کو بلوایا جب  
آپ تشریف لائے اھر اس شخص کے قول کو بیان کیا آپ نے فرمایا یہ شخص سچ کہتا ہے۔ دوست  
رکھتا ہے فتنہ کو چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ سوا اسکے نہیں ہے کہ مال تمہارا اور اولاد  
تمہاری فتنہ ہیں اور حق سے کراہت رکھتا ہے یعنی موت سے چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ  
آئی بیہوشی موت کی ساتھ حق کے اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا ہے کہتے ہیں یہود کہ نہیں ہیں نصاریٰ کسی شے پر اور کہتے ہیں نصاریٰ کہ نہیں ہیں  
کسی شے پر اور جس چیز کو نہیں دیکھا ایمان لایا ہے جسکا مطلب ہے کہ اللہ جل و علا با ایمان



لایا ہے اور جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اسکا اقرار کرتا ہے جس سے مراد قیامت ہے حضرت عمر نے یہ سن کر کہا کہ میں  
ایسی شکل سے کہ جسکے رفع کرنے کے لئے ابو الحسن نہ ہوں خدا سے پناہ مانگتا ہوں \*

## جناب امیر علیہ السلام کی صداقت

(۱) عن عباد بن عبد الله قال قال علي انما عبد الله واخو رسول الله صلى الله عليه وآله وانا صديق الاكبر  
لا يقولها ذلك غيري الا كاذب صليت قبل الناس سبع سنين (اخرجه احمد والنسائي والحاكم)  
عباد بن عبد الله عن منقول هو کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
سلم کا بہائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں اسکو میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر کاذب میں سب لوگوں سے  
ساتھ برس پہلے نماز پڑھی ہے \*

عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انت الصديق  
الاكبر (اخرجه الدیلمی والطبرانی) سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کو فرمایا کہ تم صدیق اکبر ہو \*

## جناب امیر علیہ السلام کی امامت

عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله ورَضِيَ الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
من كنت وليه فعلي وليه ومن كنت امامه فعلي امامه (اخرجه السيد علي الطبرانی في مودة القربى)  
جناب فاطمہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جسکا کہ میں ولی ہوں پس  
اسکا علی ولی ہے اور جسکا کہ میں امام ہوں پس اسکا علی امام ہے \*

## جناب امیر علیہ السلام کی خلافت

عن عبد الله بن مسعود قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقد اصبح فتنفس الصعداء فقال  
رسول الله مالك تنفس قل يا بن مسعود نعت الى نفسي قلت استخلف يا رسول الله قال من قلت ابابكر  
فكنت ثم تنفس فقلت مالي انك تنفس يا رسول الله قال نعت الى نفسي فقلت استخلف يا رسول  
الله فقال من قلت عمر بن الخطاب فكنت ثم تنفس فقلت مالي انك تنفس يا رسول الله قال نعت  
الى نفسي فقلت استخلف فقال من قلت عليا قال ذلك والذى لا اله غيره لو بايعتموه اذ ملككم الجنة







الفواحش مآظہر منها وما بطن جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ التہنئة والثنا ارشاد فرماتے تھے کہ تحقیق ہم اہل بیت سر پروردگار نے ظاہری اور باطنی برائیوں کو دور کر دیا ہے میں خطب الحسن فی ایامہ قال نحن حزب المفلحین وعترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاقربون واهل بیتہ الطاہرون الطیبون واحداً للمقلین الذین خلفہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والثانی کتاب اللہ (مروج الذهب مسعودی) جناب حسن علیہ السلام نے اپنی ایام خلافت میں خطبہ فرمایا کہ ہم شہ گار کا گروہ ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین محترت ہیں اور انکے اہل بیت طیب اور طاہر ہیں اور ایک ان دو بہاری چیزوں میں سے ہیں جنکو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور خدا کی کتاب کے دوسرے درجہ پر ہیں \*

## جناب امیر علیہ السلام کی عصمت

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمساً ہوا حیالی من الدنیا وما فیہا اما واحدة فہو تکائی بین یدی اللہ عز وجل حتی یفرغ من الحساب فاما الثانی فلواء الحمد بید آدم ومن ولده تحته واما الثالثة فواقف علی عقر حوضی لیسقی من عرف من امتی فاما الرابعة فماتر عورتی ومسلمی الی ربی عز وجل فاما الخامسة فلست لخشى علیہ ترجع لانی بعد احسان ولا کافر بعد ایمان (اخرجه احمد فی المسانید) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علی کو پانچ ایسے امور عطا ہوئے ہیں کہ میرے نزدیک دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھ پر تکلیف لگایں گے گا جب تک کہ حساب سے فارغ ہو دوسرے یہ ہے کہ لواء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اسکے نیچے ہونگی تیسرے یہ کہ میری حوض کے پیچھے کھڑا ہوگا جبکو میری رت سر پہ پانیگا اسکے ہاں پر گیا چوتھے یہ ہے کہ وہ میرے ستر کو ڈھانپے گا اور مجھکو میرے خدا کی طرف سپرد کرے گا۔ اور پانچواں یہ کہ مجھے مطلق خوف نہیں کہ وہ پارسا ہو کر میری زنا کی طرف رجوع کرے۔ یا بعد ایمان کے کفر کی جانب عود کرے \*

## جناب امیر علیہ السلام کی عبادت

عبادت منحصر ہے کثرت صلوٰۃ اور صوم اور صدقات اور ادائی حج میں جبکہ مفصل و مشرح بیان کیا جاتا ہے جناب امیر علیہ السلام کی نماز



روى عن علي انه كان كلما دخل وقت الصلوة تضرعونه فقبل له في ذلك قال جاء وقت الامانة التي  
عزها الله على السموت والارض والحيال فابن ازيجلها فقد حملتها مع ضعف ولا ادرى كيف  
اودىها ونقله شيخ الامام تاج الاسلام سليمان بن داود السقيفي (جناب امير) روايت به حبيب  
نماز کا وقت ہوتا آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا ایک دفعہ اسکی نسبت آپ کے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اس امانت  
کے ادا کرینکا وقت آہو چاہیے کہ امانت کو خدا نے آسمانوں پر اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے  
اسکے اٹھانے سے انکار کیا اور میرا اپنی ناتوانی کے ساتھ اسے اٹھا لیا ۔

رحمن علی قال ما عرف احدا من هذه الامة عبد الله بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیري عبدت الله  
تعالى قبل ان يعبدہ احد من هذه الامة تسع سنين ر اخرجہ النسائی فی الخصائص والحافظ  
الثقفي (جناب علی فرماتے تھے کہ میں اپنے سوا اس امت کو کسی آدمی کو نہیں جانتا جس نے مجھ سے پہلے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نماز پڑھی ہو میں نے نو برس پہلے خدا کی عبادت کی ہے قبل اسکے کہ کوئی  
اسکی عبادت کرتا ۔

(۲) عن عباد بن عبد الله قال قال علي نا عبد الله وامور رسولہ وانا صدیق الاكبر يقول  
ذلك بعدى الا كاذب صليت قبل الناس سبع سنين ر اخرجہ احمد والنسائی وحافظ ابو  
زيد عثمان ابن شيبه وابن ابی عاصم والحاکم وابو نعیم والعقيلي (عباد بن عبد الله کہتے ہیں کہ جناب  
علی فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اسکی رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے  
سوا کوئی نہیں کہتا مگر جو بولتے کہ لا میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے

قبل قد يبسط له نطح بين الصفاين ليلته الهير فيصل عليه السهام وقعت بين يديه وهرت على  
صاحبه يمينا وشمالا فلا يرتاع لذلك وما قام حتى فرغ من وظيفته (شرح حج البلاغة) روايت به  
کہ میرے بعد کسی اور نے میری جگہ پر نہ کھڑا ہوا نہ میری جگہ پر نہ کھڑا ہوا نہ میری جگہ پر نہ کھڑا ہوا  
اور تیرا نیکے سامنے سے آئے تھے اور انکے کانوں کے پاس ہو کر وہ اپنے بائیں نکلے تھے اور جناب  
امیر اوں سے خوف نہیں فرماتے تھے جب تک کہ اپنے وظائف سے فارغ نہیں ہوئے ۔ اور نہ  
اپنے مقام سے اٹھے جناب امیر کے کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ علامہ ابن الحدید لکھتے ہیں وہ کانت  
جہتہ کشفہ البعير بطول سجوده یعنی جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک طول سجود مثل اونٹ کشفہ

لے بفتح ثاء کسر فاف زانو شتر کہ وقت نشستن بر زمین سجود چون بیان سینہ و پیران و مانند آن ثفات جمع و ذوات لغت امام  
زین العابدین (منقول)



انکو مہربان اور مسلمانوں کے سردار مقرر کیا کرتے ہیں۔

(۲) عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ اللَّهُ أَفَلَا يَدْخُلُ سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ فَإِذَا طَلَعَ عَلَيَّ (اخرجه ابو بكر ابن مرفوع) الشَّيْءُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَهِتَ مِنِّي أَيْكَ رَفِزَ مِنْ جَنَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي خَدَتَيْنِ جَاضَتَا كَهَضَّتَا كِي فَرَّيَا ابِي ابِي سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ يَهَانُ لِي كَانَتْنِي مِنْ جَنَابِ سَيِّدِ خَدِيزَتِ هُوَ  
(۳) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرَى بَنِي نَهْشِيتِ إِلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا حَيَّ إِلَيَّ فِي حُلِيِّ ثَلَاثِ أَنَّهُ سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ وَوَلِي الْمُتَّقِينَ وَقَائِدُ الْغُرَاةِ الْمُجَلِّينِ (اخرجه ابن مردويه) عبد الله بن سعد بن زرارہ کو روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں جب پہنچے اپنے پروردگار سے ملاقات کی پروردگار نے علی کے تین لقب ہم کو الہام کیے کہ وہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور موٹھ والوں کا پیشوا ہے۔

## سید المؤمنین

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيَّ فِي عِلَى ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ لَيْلَةَ أُسْرَى بَنِي نَهْشِيتِ سَيِّدُ الْمُؤْمِنِينَ وَامَامُ الْمُتَّقِينَ وَقَائِدُ الْغُرَاةِ الْمُجَلِّينِ (اخرجه الدیلمی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق شب معراج میں پروردگار نے مجھ کو علی کے تین لقب عطا فرمائے کہ وہ مؤمنوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور موٹھ والوں کا پیشوا ہے۔

## سید العرب

(۱) عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا إِلَيَّ سَيِّدُ الْعَرَبِ يَعْنِي عَلِيًّا فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَلَسْتُ سَيِّدَ الْعَرَبِ قَالَ أُنَاسِيدُ وَلَدِ أَدَمَ وَعَلَى سَيِّدِ الْعَرَبِ فَلَمَّا جَاءَهُ أُرْسِلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَاتَوْهُ قَالَ هَذَا سَيِّدُ الْعَرَبِ فَأَجَبُوهُ بِحَبِّهِ وَكَرَمِهِ بِكَرَامَتِهِ فَازْجَبُوا نَيْلَ الْخَابِرِ بِالَّذِي قُلْتُ لَكُمْ عَنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَقَالَ ابْنُ نَعِيمٍ فِي حَلِيَّةِ الْأَبْرَارِ رَوَاهُ إِیضًا أَبُو الْبَشِيرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ (اخرجه محب الطبري في الرياض النضرة والطبراني في الكبير عن ابی لیلی عن الحسن قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یا انس انطلق فادع سید العرب الی الخ الحديث جناب امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کے سردار کو میرے پاس بلا لاؤ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کیا آپ عرب کے سردار نہیں آپ نے فرمایا میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں علی عرب کے سردار میں حبیب علی تشریف لائے حضرت نے انصار کو بلا بھیجا جب تمام انصار حاضر ہو گئے آپ نے ارشاد فرمایا یہ یعنی جناب علی تمام عرب کے سردار ہیں میری دوستی کی وجہ سے انکو دوست رکھو اور میری عزت کی وجہ سے ان کی عزت کرو تحقیق حبیب علی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا پیغام بھیج دیا ہے جو میں نے تم سے بیان کیا۔



کی ہو گئی تھی نماز کی وقت آگیا ہر قدر استغراق ہو جاتا تھا کہ مطلقاً سو کا ہوش نہ رہتا تھا یہاں تک کہ گویا اپنے جسد  
عنصری سے وہی بے خبری ہو جاتی تھی چنانچہ مولوی جامی تحفۃ الاحرار میں نماز کے وقت آپ کی محویت کو مستعار

ایک روایت بیان کرتے ہیں :-	سیر خدا شاہ ولایت علی	صیقل شرک خفی و حبلی
روز احد چون صفہ پہی گرفت	تیر مخالف تیش جا گرفت	غنچہ پیکان بگل او نہفت
صد گل محنت ز گل او شکفت	روی عبادت سوی محراب کرد	پشت بدر دسر اصحاب کرد
خنجر الماس جو بہیخت نہ	جاں بہن چون گلشن بہخت نہ	غرفہ بخون غنچہ زنگارگون
آمد از ان گلبن احسان و ن	گلگل خوشن بمصلح چکید	گفت چو فارغ ز نماز آن بدید
کاین ہمہ گل چیت نہ بای من	ساختہ گلزار بمصلحے من	صورت حالش چو نمودند باز
گفت کہ سو گندبدانامی راز	کزالم تیغ نذارم خبر	گر چہ زمین نیست خبر دار تر

## جناب امیر علیہ السلام کی کثرت صوم

عن ابن عباس قال از الحسن والحسين مرضا فعاد لهما رسول الله صلى الله عليه وسلم في ناس معفقا لولا  
يا ابا الحسن لو نذرت علي ولدك فذرت علي وفاطمة وفضة جارية لهما ان براء مما بهما ان يصوموا ثلثة  
ايام فشفيا وما معهم فاستقرض علي من شعون اليهودي ثلثة اصوع من شعير فطخت فاطمة صاعا  
واختبرت خمسة اقراص علي عدلهم فوضعت بين ايديهم ليعطوها فوقف عليهم السائل فقال السلام  
عليكم اهل بيت محمد مسكين من مساكين المسلمين اطعموني اطعمكم الله من موائد الجنة فاثروه  
وباتوا الميلة قوا الا الماء واصبحوا صياما فلما امسوا ووضعوا الطعام بين ايديهم وقف عليهم  
يتليم فاثروا ووقف عليهم الا سير في الثالثة ففعلوا مثل ذلك فلما اصبحوا اخذ علي بيد الحسن  
والحسين واقبلوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما ابصرهم وهم يرتعشون قال فراج من شدة  
البجع قال ما اشد سومي ما اراكم وقام فافلق معهم فراى فاطمة في محرابها قد انصق ظهرها  
بيظنها وغارت عيناها فساء ذلك فترجل جبرائيل وقال خذها يا محمد هناك الله في اهل بيتك  
فقرا ويطعمون الطعام على حبة مسكنا وينياما واسيرا انكشاف ابن عباس رضي الله عنه كثر من  
انكشاف ابن عباس رضي الله عنه كثر من انكشاف ابن عباس رضي الله عنه كثر من انكشاف ابن عباس رضي الله عنه  
كثيرا لا يلوكون في كفايا ابا الحسن اگر آپ نے ان دونوں صاحبزادوں کے لئے کچھ نذر مانتے تو بہتر تھا  
بس جناب علی نے اور جناب سید نے اور فضہ امی نو تنگی نذر مانی کہ جب اس بیماری سے انکو صحت ہو جائی



نوحیم تین دن روز رکعتیں گے۔ خداوند تعالیٰ نے انکو شفاعت فرمائی انکے پاس کہا نیکی کوئی چیز نہیں تھی جنہا  
 علیؑ نے سمجھوں یہودی سے تین پیمانے جو قرص لیے جناب سید نے انکو پیا اور پانچ روٹیاں انکی تعداد  
 کے موافق پکائیں اور اظہار کے لیے انکے آگے رکھیں اتنے میں ایک سائل اگر کھڑا ہو گیا اور کہنے  
 لگا سلام علیکم اے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسکین مسلمان مسکینوں میں سے حاضر ہے کچھ  
 مجھے کھلاخوان حینت سے خدا کو کھلائے انہوں نے وہ روٹیاں اٹھا کر سکو دیدیں اور سوائے پانی  
 کے گھونٹ کے کوئی چیز نہ چکھی اور صبح کو روزہ رکھا حسب ات ہوئی اور طعام نکال کر کھانیکو بیٹھے ایک  
 یتیم آگیا وہ طعام سکو دید یا قسیری شب کو ایک قیدی آگیا انہوں نے مثل پہلی دو ساتوں کے اسکو بھی  
 طعام دید یا حسب صبح ہوئی جناب علیؑ سلام امام حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے حضور میں لائے جب حضرت نے انکو دیکھا کہ مثل چوزہ منع کے کان پر ہی رہیں فرمایا یہ کیا بری حالت  
 تمہاری سکو دکھائی دے رہی ہے اور اٹھ کر جناب فاطمہ کے پاس تشریف لیگئے انکو مخراب میں دیکھا کہ  
 ازکا پیٹ پشت سے لگا ہوا ہے اور آنکھیں گڑھے میں پڑی ہوئی ہیں حذر کو لینا بہت بری معلوم ہوئی  
 اتنے میں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ یہ بھیجے آپ کے اہل بیت کے لئے خدای پاک  
 تنہیت دیتا ہے پر یہ آیت پڑھی وہ لوگ کہ کھلاتے ہیں اپنی حب سے مسکین اور یتیم اور سیر کو ۛ

### جناب امیر علیہ السلام کے صدقہ

عن علیؑ لقاؤی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی کلا ربط الحجر علی بطنی من الجوع واز صدقۃ  
 الیوم اربعون الف وانی رواۃ انا صدقۃ مالی مبلغ لتبلغ اربعین الف دینار (الخروجہ احمد) جناب  
 امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھتا کہ تینے پتھر اپنے شکم پر رکھتے  
 کیوجہ سے باہر نہ جاتا حالیکہ بدن میری زکوٰۃ چالیس ہزار تھی۔ اور ایک روایت میں  
 ہے کہ سیر کو مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار تک پہنچ گئی تھی ۛ

محب طبری علیہ الرحمۃ ریاض النضرہ فی فضائل عشرہ میں اس حدیث کو ذیل میں لکھتے ہیں ربما یتوہم المتوہم  
 ان مال علیؑ يبلغ زکوٰۃ هذا القدر وليس كذلك فانه رضى الله عنه كان ازيد الناس علی ما علم  
 مما تقدم قال ابو الحسن بن فارس اللغوی سألت ابا عن هذا الحديث قال معناه ان الذی  
 تصدقت به منذ کان لی مال الی الیوم کذا وکذا یعنی اکثر متوہم کو اس حدیث سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے  
 کہ جناب امیر کے پاس اس قدر مال تھا کہ جسکی ہفتہ زکوٰۃ نکلتی تھی حالانکہ یہ بات نہیں ہے کیونکہ آپ سب



لوگوں سے زیادہ زیادہ تھے چنانچہ سابقہ آپکا حال تحریر ہو چکا ہے ابنا حسن بن فارس لغوی کہتے ہیں کہ میں نے  
اپنے والد بزرگوار سے حدیث کا مطلب پوچھا وہ کہنے لگو اسکا مطلب یہ کہ جناب امیر فرماتے ہیں کہ جب کو  
میرے ہاتھ میں مال آیا ہے اگر وہ آج کے دن تک میرے ہاتھ میں رہتا تو اسکی زکوٰۃ ہر قدر ہوتی۔ اسکی سوا  
ان اوقاف سے بھی مراد ہو سکتی ہے کہ جب کو جناب امیر نے جاری کیا تھا اور قبل انکے اجرا کے وہ انکی مالک  
تھے اور شاید کہ انکا محاصل اس مقدار پر ہو چکا کہ جناب کے بیان فرمایا ہے ۔

(۲) عن جعفر بن محمد عن ابیہ از عمہ قطع علیا ثم اشترى علی ارضا الخشب قطعتہ فحضر  
فیہا عینا فینما ہم یعملون فیہا اذا انفج علیہم مثل عنق الجوز ومن الماء فاتی علی فلیشر بذلک  
فقال لبشر والوارث ثم یصدق بجمع علی الفقراء والمساکین وابن السبیل فی سبیل اللہ (اخرجہ  
ابن السمان) والریاض النضرہ فی فضائل العشر (جناب جعفر صادق اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام  
سے ماقبل میں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السلام کو ایک زمین کا ٹکڑا جاگیر میں دیا ہے جناب علی نے اس  
قطعہ زمین کے پہلو میں ایک اور قطعہ مول لیا۔ اس میں ایک تالاب کھدوایا۔ لوگ تالاب کو دور سے نہر  
کہا گاہ اس میں سے مثل اونٹ کی گردن کے ایک خنجر نکلا اور جاری ہو گیا۔ جب جناب علی تشریف لائے  
تو لوگوں نے انکو بشارت دی آپ نے فرمایا بشارت اس کے وارث کو دینی چاہیے۔ آپ نے فقیروں پر اور مسکینوں  
پر اور مسافروں پر اسے خیرات کر دیا۔

(۳) عن ابی ذر قال کنت انا وجعفر بن ابی طالب مهاجرین الی بلاد حبشۃ فاھک جعفر جاریۃ  
قیمتھا اربعۃ الاف درہم فلما قد منا المدینۃ اھدانا الی علی لتحد من فجل سکنھا فی بیت فاطمہ  
فدخلت فاطمہ یوما فنظر الی اس علی فی حبل لجارۃ فقالت لہ یا ابا الحسن فلتھا قال لا  
واللہ یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فعلت شیئا قالت ناذن لی ان اسیر الی منزل رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال قد اذنت لک فتجلبت بحلیا بہا وتبرقت بلباس لیس  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھبط جبریل فقال ان اللہ یقرک السلام یقول لک ان فاطمہ ابنتک  
تشکی الیک علیا فلا تقبل منها۔ فی علی شیئا۔ فدخلت فاطمہ فقال لھا یا ابنت جئت تشکی  
علیا فقالت ای وری لکعبۃ فقال ارجعی الیہ فقولی رغبی لرضاک ثلاثا فقال علی واسواتہ  
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکوتی الی خلیلی وجیدی شہدی یا فاطمہ ان الجارۃ حرة  
والاربعة الاف درہم التي حملت من عطائی علی فقراء المهاجرین ثم لبس رواہ و اراد النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم فھبط جبریل فقال یا محمد ان اللہ لبقرك السلام ویقول لک قل لعلی انی قد



اعطيتك الجنة ليعتق الجارية واعطيتك ان يخرج من النار من شئت بالاربعة آلاف درهم  
التي تصدقت بها فادخل الجنة من شئت برحمتي واخرج من النار من شئت بمغفرتي واخرجه  
ابن السبوع الاندلسي في كتابه الشفا ابو غفاري رضي الله عنه نقل کرتے ہیں کہ میں اور جعفر بن  
ابی طالب حب بلاد حبشہ کو ہجرت کر کے گئے جعفر رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم کو ایک لونڈی خریدی  
حبشہ میں رہنے والے آپ کے توہمنے وہ لونڈی خدمت کر لیتے جناب علی کو ویدی جناب علی نے اس  
جناب فاطمہ کے گھر میں رکھا ایک روز جناب فاطمہ باہر سے گھر میں تشریف لائیں دیکھا کہ جناب علی  
علیہ السلام اس لونڈی کے گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے ہیں جناب سیدہ نے کہا یا ابا الحسن تم نے  
تو اس سے صحبت کی ہے جناب علی نے کہا امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی واسر مینے اس سے کچھ نہیں  
جناب سیدہ نے کہا آپ مجھے جناب سالت اب صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جانے کا اذن دین آپ نے  
اذن عطا کیا حضرت سیدہ کبریٰ ہنس کر اور برقع اور ہر حضرت اعلیٰ اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف  
لائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تشریف لائے اور کہا خدا نے آپ کو سلام بھیج کر کہا ہے  
آپ کی بیٹی علی کی شکایت لیکر آپ کے پاس آئی ہیں آپ انکا کہنا نہ مانیں۔ اتنے میں جناب سیدہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئیں آپ نے فرمایا اے بیٹی تم علی کی شکایت کرنے  
کی ہو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ کبھی بیشک میں شکایت لیکر آئی ہوں۔ آپ نے فرمایا  
اے ابی طالب علی سے متین دفعہ جا کر کہو کہ میری علیہ الرحمہ آپ کو اپنی رضا کا اختیار حاصل ہے  
یہ جناب علی نے جناب سیدہ کو یہ کلام سنا کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری  
بہی رسوائی ہوئی ہے۔ آپ نے میری محبوب اور میرے خلیل کی پاس میری شکایت کی ہے یا فاطمہ آپ  
گواہ ہیں مینے اس لونڈی کو آزاد کر دیا ہے۔ اور چار ہزار درہم جو مجھے عطا ہوئے تھے فقرا و مہاجرین  
کو تقسیم کر کے انکا مال ہون۔ پھر آپ اپنی چادر کو اور ہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں  
تشریف لائے انہیں حیرت علیہ السلام تامل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ دو گار عالم نے  
آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ آپ علی سے کہہ دیں کہ مینے تجھے لونڈی آزاد کرنے کے بدلے  
جنت عطا کی ہے اور ان چار ہزار درہم کے عوض کہ تو نے خیرات کیے ہیں تجھے اختیار دیا گیا ہے کہ  
جبکو تو چاہے دوزخ سے نجات دی اور میری رحمت کے ساتھ جسکو کہ تو چاہے جنت میں داخل کرے  
اور میری مغفرت کے ساتھ جسکو کہ تو چاہے دوزخ کی آگ سے نجات دے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بجناتہ لم یبال



عن شریح علی المرتضیٰ و بیاض عن دینہ فان قیل علیہ بن کف عن الصلوة وان قیل لیس علیہ بن  
صلی علیہ فاتی بجنازہ فلما قام لیکب سئل هل علی صاحبکم دین قالوا دینا ان فقل صلی اللہ  
علیہ وسلم وقال صلوا علی صاحبکم فقال علی ہما علی وهو برئ منهما فقام صلی اللہ علیہ وسلم  
ثم قال لعلی جنات اللہ خیرا فک اللہ رہانک کما فکلت رہان اخیک (اخرجہ الدارقطنی)  
ابو حیدر خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے جنازہ پر تشریف  
لیجاتے تو اسکے اعمال کی نسبت کہی سوال نہ فرماتے۔ بلکہ اسکے قرض کی نسبت پوچھتے اگر عرض کیا  
جاتا کہ اس شخص پر قرض ہے تو آپ خود نماز نہ پڑھتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے تو آپ کسی  
نماز پڑھتے۔ ایک دفعہ حضور ایک جنازہ پر تشریف لگے جب آپ تکبیر کے ارادی سے اٹھے تو لوگوں کے  
پوچھا تمہاری اس دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار قرض ہیں حضور خود بلبلو  
سیٹھ گئے اور لوگوں سے کہا کہ تم اپنے دوست کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ اتنے میں جناب علی علیہ السلام نے  
کہا ان دونوں دیناروں کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور یہ ان سے بری الذمہ ہے حضور نے بڑھکاس  
کے نماز جنازہ پڑھی اور جناب علی سے فرمایا خدا تجھے نیک جزا دے اور تیرا قرض چٹائی جیسے کہ تو نے اپنی  
بہای کو قرض چھڑایا ہے۔

### جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت

عن ابن عباس قال کان مع علی اربعۃ دراهم لایملک غیرہا فصدق بدرہم لیلا و بدرہم نهارا  
و بدرہم سراً و بدرہم علانیہ فانزل اللہ تعالیٰ الذین ینفقون اموالہم باللیل والنهار سراً و علانیۃ  
فلہم اجر ہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یخزنون (نقل الواحدی فی تفسیرہ) ابن عباس  
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علی علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے کہ انکے مال کے سوا کچھ نہیں  
نہیں تھا آپ نے ایک درہم رات کو اور ایک دن کو اور ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر خیرات کیا پسچ و دو گنا  
عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کو خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں پوشیدہ  
اور ظاہر پس انکے لئے انکے خدا کے پاس اجر ہے اور نہیں خوف ان پر اور نہ وہ اندوگین ہو گئے۔  
عن ابی ذر الغفاری قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً من الايام الظہر فسل  
سائل فی المسجد فلم یعطہ احد شیئاً فرجع السائل یدیه الی السماء فقال اللہم اشہد انی  
سالت فی مسجد نبیک فلم یعطانی احد شیئاً وکان علی فی الصلوة را کعاً فادعی الیہ فبخضہ البھی



فَاعطَاهُ الْخَاتَمَ فَأَتَى اللَّهَ تَعَالَى وَأَمَّا وَلِيُّكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا يقيمون الصلوة ويؤتون  
 الزكاة وهم راكعون (نقله النعلبي في تفسيره) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک  
 دن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوال  
 کیا کیسے ہو سکو کچھ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار گواہ رہو میں نے تیرے  
 نبی کی مسجد میں سوال کیا ہے اور کبھی مجھے کچھ نہیں دیا جناب علی علیہ السلام نماز میں تھے اپنے ہاتھ  
 ہاتھ کی چنگلی سے ہوا اشارہ کیا اور انگوٹھی ہسکو عطا فرمائی پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تمہارا  
 ولی خدا ہے اور سکا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں  
 درمختار لیکہ وہ جہکے ہوئے ہیں ۔

ابن بن مالک ان سائلانی المسجد وهو يقول من بقرض الملى الرفى وعلى باع بقول الله  
 للسائل اى اخلع الخاتم من يدي قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم باع وحببت  
 واما رسول الله ما وحببت قال وحببت الجنة والله ما خلعه من يده حتى خلعه من كل ذنب  
 ينة راحجه الراعى في تاريخ قروين المسمى انس بن مالك بن مسروى ہے کہ ایک سائل نے مسجد  
 کے سوال کیا کہ کون ہے جو خدا کی راہ میں ہر بقرض سے جناب امیر رکوع میں تھے اپنے ہاتھ کو پیچھے  
 و سائل کو اشارہ فرمانے لگے کہ انگوٹھی ہماری ہاتھ سواتا رہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 کہ وہ حبیب ہو گئی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں باپ پر قربان ہوں کیا وہ حبیب ہو گئی  
 ہے فرمایا حبیب و حبیب ہو گئی ہے سائل نے انکے ہاتھ سوا انگوٹھی نہیں اتاری بلکہ انکا ہر ایک گناہ  
 در خطا اتار ڈالا ہے ۔ ( جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کو حضرت

کے منصف مزاج دشمن بھی تسلیم کرتے تھے قال معاوية بن ابی سفیان لمحقن بن ابی مححق لما قال له  
 انما هذا من الناس فقال ويحك كيف تقول انه من اجل الناس هو الذي لو ملك  
 بيتا من تدرو بيتا من تدين له قبل تدينه (مطالب السؤل) یعنی جبکہ مححق بن ابی مححق  
 نے معاویہ بن ابوسفیان کو کہا کہ میں تجھل ترین خلائق سے تیرا پاس آیا ہوں معاویہ نے کہا افسوس  
 ہے تجھ پر تو انکو کیوں نہ تجھل کہتا ہے کہ اگر انکو ایک سو نیکی گناہ اور ایک انجیر کے گہر کا مالک کیا جائی  
 تو قبل اسکے کہ وہ انجیر کا گہر تمام ہو سو نیکی گہر تمام ہو جائے گا ۔

قال الشعبي وقد ذكر عليه السلام كان اسحقى الناس على الخلق الذي يحب الله السخا والجود ما



قال لا سائل قط وانه كان ليستقى بيده لئلا يخل قوم من يهود المدينة حتى مجلت يداه ونيصدق  
بالاجته وليد علي بن جبر (مطالب السؤل) شجعي رحمة الله عليه جناب امير عليهما السلام کی سخاوت کا  
ذکر کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے ایسے سخی ترین  
تھے اور سہ سخاوت اور جو کو محبوب کہتے تھے کہ اپنے کہی کسی سائل کے لئے اپنی زبان مبارک سے  
لا یعنی نہیں بیز کہا تھا اور اپنے ہاتھ سرمدینہ کے یہودیوں کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے یہاں تک کہ  
انکے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے اور اجرت کے پیسے خیرات کرتے اور اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ  
نہر باندھ لیتے تھے۔

قال الكفوى في الطبقات كان على يابزر كافرا وقد اصطفى الفريقان وفي المسلمين قلة وبك  
الكفرين كثرة بلغ عدد الكفار اثني عشر الف فارس فقال له الكافر في المبادرة ارنى سيفك يا  
علي حتى انظر اليه فرفع علي سيفه اليه فقال الكافر عجب لك يا بن ابی طالب بعد امت حديث  
دفعك السيف الى وانا اقاتلك قال ما حدثت اليك من بد السائل ولم احسن من امر  
ان ارد بد السائل وان كان كافرا فاسلم الكافر علماء كفوى طبقات من لکھنؤ میں کہ علی ایک کافر سے لڑ رہے  
تھے اور دونوں طرف لشکر کے لوگ صف باندھ کھڑے تھے مسلمان بہت شہوتے اور کفار کثرت سے تھے کفار کی جمعیت دس ہزار کافر تھی  
کافر جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا یا علی آپ اپنی تلوار مجھے دکھائیں جناب امیر نے اپنی تلوار اسکو دیدی کافر نے تلوار ساتھ میں لیکر کہا اب کہ  
آپ تلوار مجھ کو دی چکی ہیں اب آپ مجھ سے کیونکر چسکیں گے جناب امیر نے فرمایا جیکے تو فریبیک نگوں والوں کی طرح سو چار سانے  
ہاتھ پڑھایا۔ تو مروت نے تقاضا نہ کیا کہ بیسٹا ننگے والیکا اتار دیکر چائے اگرچہ وہ کافر سی کیوں نہ ہو یہ شکر وہ کافر  
مسلمان ہو گیا۔

وكان عليه السلام يقول لا عجب ممن يشتري المالك بما له ولا يشتري الاحرار بمجره فخره ونقله  
الفقيه ابو بكر ابن محمد بن الحسين السنبلاقي المرندي في مناقب اهل البيت جناب امير عليهما السلام  
السلام سے مروی ہے کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے عجیب ہے ان لوگوں کے جو اپنا مال غلاموں کے مول لینے  
پر صرف کرتے ہیں اور اپنے احسان سواڑ اور لوگوں کو مول لیکر غلام نہیں بناتے۔

## جناب امیر علیہ السلام کی مہمان نوازی

بكا على يوم ما فسئل فقال لم ياتني ضيف منذ سبعة ايام اخاف ان يكون الله اهانتني ونقله ابن  
حجر المكي في امسنى المطالب فضيلة الاقارب، ایک روز جناب امیر علیہ السلام رونے لگو لوگوں نے



روئیکا سبب پچھا اسکے فرمایا سات روز ہو گئے ہیں کہ کوئی نہان میرے پاس نہیں آیا مجھے خوف ہے کہ خدا نے  
کہیں مجھے حقیر نہ کر دیا ہو۔

## جناب امیر علیہ السلام کی صابت رازی

تمام مورخ متفق ہیں کہ اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی خلیفہ مدبر پیدا نہیں ہوا۔ اسکی خاص  
وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر ہر باب میں جناب علی علیہ السلام سے مشورہ لیتے تھے ایک دفعہ حضرت عمر نے خود بنفس نفیس  
حرب روم میں شریک ہوئیکا ارادہ کیا جناب امیر نے انکو منع کیا کہ آپ بذات خاص حرب میں شریک نہ ہوں  
الگ آپ شہید ہو جائیں گے تو کس شان اسلام ہوگی اور اشاعت اسلام میں فتور آجائے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
نے آپکے فرمانے کے مطابق عمل کیا۔

## جناب امیر علیہ السلام کا حسن موکل

فلما ظفر علی العائشة ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکرما وبعث معها الى المدينة عشرين امرأة  
من نساء عبد القیس عمھن بالعمائم وقلدھن بالسيف فلما وصلت المدينة القی للنساء عماھن  
وقلن لھا انما نحن نسوة (نقل الواحد) نقل ہے کہ جب حمل میں جناب امیر علیہ السلام حضرت ام المومنین  
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ظفر پایا ہو کر تو انکے نہایت تعظیم و تکریم کی اور انکو مدینہ منورہ کی طرف  
روانہ فرمایا اور بیس عورتیں قبیلہ عبد القیس کی انکی معیت میں روانہ کیں اور انکو عامی اور تلواریں  
بند ہوائیں جب وہ مدینہ شریف میں پہنچیں تو انھوں نے ظاہر کیا کہ ہم عورتیں ہیں آپ کی حفاظت کو  
لیئے ہکو لباس مروانہ پہنا کر بھیجا ہے اور انپو عامی سر پر سے اتار دیے۔

## جناب امیر علیہ السلام کا کرم

عن ابی اسحاق السبیعی قال سألت اکثر من اربعین رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کان اکرم الناس علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا علی بن ابی طالب راخرجه الفضل  
ابو اسحاق السبیعی سے روایت ہو کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابیوں کو زیادہ کو بوجھا  
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کون بزرگ زیادہ تر صاحب کرم تھا سب نے یہی کہا  
کہ جناب علی بن ابی طالب سب سے زیادہ صاحب کرم تھے۔



## جناب امیر علیہ السلام کی سیاست

عن عبد الله بن شريك العامري عن ابيه قال اتى علي بن ابي طالب قيل ان ههنا قوما على باب المسجد يزعمون انك ربهم فدعاهم فقال لهم ويلكم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ويلكم انما انا عبد مثلكم اكل الطعام كما تاكلون واشرب كما تشربون ان اطعمته انا بنى الله وانا عصيته خشيت ان يعذبني فاتقوا الله وارجعوا فابوا فطردهم فلما كان الغد غدا عليه فجاء قنبر فقال والله رجوا يقولون ذلك الكلام فقال ادخلهم على فقالوا مثل ما قالوا وقال لهم مثل ما قال الا انه قال انكم ضالون مفتونون فابوا فلما كان اليوم الثالث اتوه فقالوا له مثل ذلك القول فقال لهم والله لئن قلتم لا قتلنكم باخيت قتلة فابوا الا ان يتموا على قولهم فخذ لهم اخذوا بين باب المسجد والقصر وقد فيه نار او قال اتى طارحكم فيها او ترجعون فابوا فقتل بهم راخرجه الذهبي في المخلص وترديد هم محمول على الاستثناء به واحراقهم مع الهوى عنه محمول على رجاء رجوعهم او رجوع بعضهم عبد الله بن شريك العامري بنى والد سونا قل من كجناب امير عليہ السلام سوگوں نو بيان کیا کہ بیان مسجد کے دروازے پر ایک گروہ ہے جو آپ کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ انکے خدا ہیں جناب امیر نے انکو اپنے سامنے بلوا کر کہا تم ملاک ہو جاؤ تم کیا کہہ رہے ہو وہ لوگ سب کے سب کہنے لگے آپ ہمارے رب ہیں اور آپ ہمارے خالق ہیں اور آپ ہمارے رازق ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ملاک ہو جاؤ میں تو تمہاری مانند ایک بندہ ہوں میں بھی کہتا ہوں جسطرح کہ تم کہتا ہو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کروں گا تو انشاء اللہ وہ مجھے توب عطا کرے گا۔ اور اگر میں گناہ کروں گا تو ڈرتا ہوں کہ مجھے عذاب کرے۔ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے باز آؤ۔ انہوں نے انکار کیا جناب امیر علیہ السلام نے انکو اپنے پاس سے مٹا دیا۔ دوسرے دن وہ پہر آئے قنبر نے اگر عرض کیا کہ آج پہر انہیں میں اور وہی بات کہتے ہیں آپ نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ۔ انہوں نے پہر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور آپ بھی اسے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی مگر اسکے ساتھ یہی کہا کہ تم گمراہ اور فتنہ انگیز ہو۔ انہوں نے پہر بھی انکار کیا تب سے روز بہ روز لوگ جناب امیر کے سامنے لائے گئے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے پہر وہی بات کہی تو میں تمکو نہایت سی حالت سے قتل کروں گا۔ انہوں نے پہر انکار کیا اور اپنی بات پر ثابت رہے آپ نے انکے لئے مسجد اور قصر کے درمیان گھڑیا کھدوا کر اس میں آگ جلوائی اور فرمایا اب یہی تم بازو ورنہ میں تمکو اس گڑھے میں ڈال دوں گا۔ وہ لوگ اسی گڑھے میں پہر آئے آپ نے انکو



اس میں ڈلوادیا۔ علامہ فرہبی مخلص میں لکھتے ہیں کہ وہ ارتداد کی وجہ سے خاص الہی سخت منہراپانیکے لہو  
اور طرح کے مجرموں میں سے مستثنیٰ سمجھے گئے تھے اور انکا آگ میں ڈالوانا باوجودیکہ احادیث صحیحہ  
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی مروی ہے۔ محمول اس امر پر تھا کہ شاید وہ اپنے ارتداد سے باز آئیں  
یا ان میں سے چند اشخاص اپنے قول سے توبہ کریں۔

قیل نصیر علی لما قال له انت الہ فخرہ بالنار فقال وهو یحترق ولولہ یکن الہا لہ یعذب  
بالنار (اخرجہ المصلی القاری فی شرح شفاء قاضی عیاض) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے غلام  
نصیر نے جناب امیر سے کہا آپ خدا ہیں حضرت امیر نے اُسکو آگ میں ڈلوادیا وہ جلتا ہوا کہنے لگا اگر یہ خدا نہ  
ہوتا تو آگ کا عذاب مجھ پر وارد نہ کرتا۔

### حضرت بنی عنی جناب امیر کا جہاد

حضرت بنی عنی کو مراد جہاد ہے کہ مدار فضل سمجھا جاتا ہے اور خدا کے نزدیک مجاہدہ کا مرتبہ کثرت ثواب کی وجہ سے  
نہایت بلند ہے۔ لا یتوی القاعدون من المؤمنین غیر اولى الضرر والمجاهدون فی سبیل  
اللہ باموالہم وانفسہم فضل اللہ للمجاهدین علی القاعدین۔  
جہاد کی دو قسمیں ہیں جہاد مع النفس اور جہاد مع العدو

### جناب امیر علیہ السلام کا جہاد مع النفس

جہاد مع النفس جسے شائع علیہ السلام نے جہاد اکبر سے تعبیر کیا ہے مشتمل ہے نفس سے مخالفت کرنے  
کا نام ہے۔ اور زہد و تقویٰ اسکے آلات ہیں جناب امیر علیہ السلام کے زہد و تقویٰ اور نفس کشی کا  
حال بلکہ زہد میں بطریق تفصیل بیان ہو چکا ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آپ بظہاوی مضمون  
صدقت مشہور ان اگر مکرم عند اللہ اتقام سر آما تقیاً تھے جسکے تقویٰ کی نسبت قرآن شریف  
بآواز بلند شہادت ادا کرتا ہے۔ لکھا قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔ الذین جاہدوا بالصدق وصدق بدوا لک  
ہم المتقون یعنی وہ جو سچائی کے ساتھ آیا ہے اور وہ جو سچائی تصدیق کرتا ہے وہی متقی ہیں لہذا  
ابن عساکر عن مجاہد فی قولہ تعالیٰ والذی جاہد بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق  
بہ علی بن ابی طالب یعنی ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ الذی جاہد بالصدق ہے جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدق ہے جناب علی بن ابی طالب مراد ہیں۔



(۱۲) عن ام المؤمنین عائشة قالت کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ دخل علی فقال هذا سید العرب فقلت بآبی وامی انت سید العرب فقال انا سید العالمین وهو سید العرب راخرجه البیهقی و  
الحاکم ام المؤمنین عائشة صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی  
تھی کہ جناب امیر شریف لائے حضرت نے فرمایا یہ عرب کا سردار ہے جو میرے عرض کیا میرے مان بابا آپ پر قربان ہوں آپ عرب  
کے سردار ہیں فرمایا میں تمام عالم کا سردار ہوں یہ عرب کا سردار ہے ۔

(۱۳) عن مسلمة بن قنصل ورسلا از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعائشة یا عائشة ان اسرك انت نظری  
سید العرب فانظری الی علی قالت المست سید العرب قال انا امام المتعلمین و سید العالمین و هذا سید  
العرب راخرجه الخطیب فی تاریخہ مسلم بن قنصل سے مرسل روایت ہے کہ تحقیق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ام المؤمنین عائشة صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اسے عائشہ اگر تو عرب کے سردار کو دیکھنا چاہتی ہو تو علی کو دیکھ  
لے ام المؤمنین نے عرض کیا کیا آپ عرب کے سردار نہیں فرمایا میں تمام علم حاصل کرنے والا ہوں کا امام اور تمام جہان کا  
سردار ہوں اور یہ عرب کا سردار ہے ۔

(۱۴) اخرجه الدارقطني عن ابن عباس عن الحاکم عنہ و عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا  
سید ولد آدم و علی سید العرب وارقطنی ابن عباس اور حاکم ابن عباس اور جابر عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے ۔

## سید فی الدنیا والآخرہ

عن ابن عباس قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
الی علی فقال انت سید فی الدنیا والآخرہ راخرجه ابو عمرو

الحاکم و الخطیب فی تاریخہ فیہما الدلیلی من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ و من ابغضک فقد  
ابغضنی و بغضک بغض اللہ الویل لمن ابغضک من بعدی ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت  
کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کبیرؓ کو نظر کر کے فرمایا تو دنیا اور آخرت کا سردار ہے  
ابو عمرو و حاکم اور خطیب بغدادی نے اس حدیث کو اسی قدر لفظوں سے روایت کیا ہے لیکن شیروہ و دلیلی  
فردوس الاخبار میں یہ لفظ اس حدیث کے ساتھ اور روایت کی ہیں کہ یا علی جس نے تجھے محبت کی اس نے مجھے  
محبت کی اور تیرا دوست خدا کا دوست ہے اور جس نے تجھے بغض کیا مجھے بھی بغض کیا اور تیرا دشمن خدا کا دشمن  
ہے اس پر انوس ہو جو میرے بعد تجھے بغض رکھے ۔

## قائد الغر المحجلین

عن عبد اللہ بن حکیم الجعفی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ان اللہ تبارک و تعالیٰ ادھی فی علی ثلاثہ اشیا و لیلۃ اسری فی



## جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالعد

یہ جہاد دو قسم پر ہے۔ جہاد بالذہن اور جہاد بالسیف

## جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالدعو

جہاد بالدعو وہ ہے کہ وعظ و نصیحت اور ترغیب و ترہیب کے اور دلائل قائم کر کے مخالفوں کے تمام شبہات رفع کیے جائیں اور انکے دل کو اسلام کی طرف گرویدہ کیا جائے۔ فی الحقیقت اس قسم کا جہاد منشا رحمت کے مطابق ہونیکے وجہ سے نہایت افضل اور اعلیٰ ہے حضرت امیر کے وعظ و تمام مہین مشرف باسلام ہوا ہے

عن البراء بن عازب قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله خالدا بن الوليد الى اليمن يدعوهم الى الاسلام فكنت فيمن سار معه فاقام عليه ستة اشهر لا يجيبونه الى شئ فبعث النبي صلى الله عليه وآله اليهم علي بن ابي طالب فلما وصل الى اوائل اليمن بلغ الخبر فجعوا له فضلي بنا فلما فرغنا صفتنا صفا واحدا تقدم بين ايدينا فحمد الله واثني عليه ثم قرأ عليهم كتاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاسلمت همدان كلها في يوم واحد وكتب بذلك الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلما قرأ كتابه خرسا جدا (اخرجه ابو عمر والمحاظ ابن عبد البر في الاستيعاب) برابر بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو یمن میں بھیجا تاکہ وہاں کی باشندوں کو اسلام کی طرف دعوت کرے مین بھی انہیں کے ساتھ تہا وہ چہ مہینہ تک دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگوں نے کوئی بات قبول نہ کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف علی بن ابی طالب کو روانہ کیا جب آپ حد و زمین پر پہنچے سب لوگ انکی خدمت میں مجتمع ہو گئے جناب علی نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم انکے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی صفت و ثناء کے بعد جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا یہاں کے تمام لوگ ایک ہی دن مین مسلمان ہو گئے یہ خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لکھ کر بھیجی گئی۔ آپ سجدہ شکر کیا لائے۔

## جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کے شجاعت و جس قدر کہ دین اسلام کو نفع پہونچا ہے وہ کسی کو نہیں پہونچا۔ اربعین



مین امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وقد کان فی الصحابة جماعة کانی دجلته وخاله بن  
ولید وکانت شجاعتها اکثر نفعاً من شجاعة الكل الا ترى ان النبي صلى الله عليه وسلم قال يوم الاحد  
لضربة على خير من عبادة الثقلين یعنی صحابہ میں مثل ابو جابر اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے  
ایک ایسی جماعت تھی جو شجاعت میں مشہور تھی لیکن سب کی شجاعت سر جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت  
زیادہ تر نفع رسان تھی تمہنہ دیکھتے ہو کہ جنگ احزاب کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
علی کی ایک ضرب جن وانس کے عبادت سے افضل ہے ۔

پروردگار نے اپنی کلام پاک میں حضرت امیر کے جہاد کو دوسرے صحابہ کے اعمال پر ترجیح دی ہے اجماع  
سفایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن بالله والیوم الآخر وجاهد فی سبیل اللہ لا یتو  
عند اللہ یعنی کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کے مانند جو اسے  
اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ ہنہن ہیں وہ لوگ برابر اللہ کے نزدیک اخراج  
ابو حاتم و ابو الشیخ و عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن منذر و الشیخ فی تفسیرہ  
الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول و القرطبی و ابن اثیر جامع الاصول و النسائی  
فی سننہ و السیوطی فی الدر المنثور و الحافظ ابو نعیم فی فضائل الصحابة قالوا ان علیاً و  
العباس و طلحة بن ابی شیبہ افتخروا فقال طلحة انا صاحب بیت مفتاحہ بیک و لو شئت  
كنت فیه فقال العباس انا صاحب المسقاة و القائم علیہا فقال علی کا ادری لقد صلیت  
ستہ اشھر قبل الناس انا صاحب الجہاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ اجماع سفایۃ الحاج  
ابو حاتم و ابو الشیخ و عبد الرزاق و غیرہ لکھتے ہیں کہ علی و عباس و طلحہ بن ابی شیبہ باہم فخر  
کرنے لگے طلحہ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اسکی کنجی میرے ہاتھ میں ہے میں جاہلون  
تو اسے میں رہوں عباس کہنے لگے کہ میں زفرم کا مالک ہوں اور سکا نگہبان ہوں علی نے  
کہا میں بنین جاتائینے چہ ہنہن و پیشتر سب لوگوں سے نماز پڑھتی ہے اور خدا کی راہ میں جہاد  
کرنیوالا ہوں پس پروردگار نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا  
کتب سیر کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر و سواے توک کے کل مشاہدہ میں آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار رہے ہیں جیسا کہ علامہ ابن عبد البر شیبہ بیان کرتے ہیں عن  
ابن عباس قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ هو اول عربی و عجمی صلی مع رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم و هو الذی کان لوائہ معہ فی کل نحف و هو الذی صومہ یوم فرحہ



غیر وہو الذی غسلہ وادخلہ فی القبر ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علی کی چار خصلتیں  
ایسی ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے کو نہیں وہ سب عربی اور عجمی لوگوں کو ایسے پہلے شخص میں جنہوں نے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ وہ شخص ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
ہر ایک شکر میں علمدار تھے اور وہ وہ شخص ہیں کہ جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سب  
لوگ بہاگ گئے تو وہ آپ کے ساتھ صبر کیے رہے اور وہ وہ شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کو غسل دیا اور انکو قبر میں اتارا اور اس بات پر بھی سب محدثین کا اتفاق ہے کہ تنوک کے سوا  
حضرت امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام شاہدین حاضر رہے ہیں جنہوں نے دوسرے  
مقام پر علامہ موصوف کہتے ہیں و اجمعوا علی انہ صلی القبلین و ہما جہود و شہد بد و اول الخلفاء  
وسائر المناہد و اہل بیادر واحد و خندق و ذکر السراج و فناء یحی انہ لم یتخلف عن مفہد  
شہد الامو ک فانہ خلفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المدینۃ علی عیالہ یعنی سب محدثین  
نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایسے شخص میں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف  
نماز پڑھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہے اور بدر اور حدیبیہ اور تمام  
غزوات میں حاضر رہے ہیں اور بدر اور احد اور خندق میں اپنے کار نمایان کیے ہیں سر ابراہیم  
میں لکھا ہے کہ آپ کسی شہد سے غیر حاضر نہیں ہے مگر تنوک میں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
انکو اپنے عیال کی حفاظت کر لئے مدینہ میں بھیجے چھوڑ گئے تھے ۔

تمام شاہدین جو حیرت انگیز کارروائیاں حضرت امیر سے ظاہر ہوئی ہیں تمام کتب میں اس سے مملو ہیں  
ہم انکی تفصیل باب شجاعت میں لکھیں گے ۔

اس بات کی ہم بھی قائل ہیں کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں جنس قدر طراد حوزہ اسلام نے  
آئے ہیں جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں نہیں آئے ۔

لیکن اول تو جناب امیر بہت تھور و نخلیفہ رہے ہیں آپ کی خلافت تین چھینے کم پانچ برس کے قریب  
قائم نہیں رہی ۔ تذکرہ خواص الامیرین علامہ سلطان الخواری لکھتے ہیں قال الواقدی و کانت  
خلافتہ خمس سنین الاثلاثۃ اشھر کاندہ بویع فی ذی الحجۃ ثمان عشر لیلۃ خلت من سنۃ خمس  
و ثلاثین و استشهد فی رمضان سنۃ اربعین یعنی واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ کی خلافت  
تین چھینے کم پانچ برس ہوئی کیونکہ بارہویں ذی الحجہ سترہ لوگوں نے آپ سے بیعت کی اور رمضان  
شکستہ میں آپ شہید ہو گئے ۔



اس فرصت قلیل میں خانہ جنگیوں کی ایک دہائی ہو چکی تھی۔ ابھی بعیت کی تکمیل ہی نہیں ہوئی تھی کہ واقعہ جمل پیش آیا اور ابھی اس واقعہ کا خاتمہ نہیں ہو چکا تھا کہ صفین کا مشہور و معروف ہو گیا جس میں آپ کی خلافت کا ٹھہرایا حصہ صرف ہوا۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں: "فجاءت معاویہ علیاً خمس سنین وقال ابو عمر صوابہ اربع سنین یعنی جناب علی سے اسیر معاویہ پانچ برس تک لڑتے رہے اور ابو عمر کہتے ہیں: "شیک بات یہ ہے کہ چار برس لڑے غرض کہ ابھی آپ اس معرکہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ آپ کو خارجیوں سے لڑنا پڑا۔ پس یہ ایسے واقعات تھے کہ جنکی سدر راہ ہونے سے نہ آپ ممالک غیر پر فوج کشی کر سکتے تھے اور نہ فتح بلاد کی طرف متوجہ ہو سکتے تھے۔ اگر صحابہ کا وہی اتفاق جو عہد شیخین میں تھا جناب امیر کی خلافت کی وقت بھی قائم رہتا تو البتہ دونوں زمانوں کے فتوحات کا سوازنہ کیا جاتا۔" تاہم کتب کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ باوجود ان خانہ جنگیوں کی فرجیت کے آپ نے امت اسلام اور بلاد کی فتح کرنے میں اپنی ہمت کو مبذول کیا ہے اور اس جہاد میں بھی آپ دیگر صحابہ کرام سے کم نہیں رہے۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر کامل التواضع میں لکھتے ہیں: "وفوجہ للحادث بن مرہ العبدی فی بلاد السند غازیاً متطوعاً باہرامیر المؤمنین علی بن ابی طالب فغنم واصاب غنائم وسبباً کثیراً وقسم فی یوم واحد الف راس وبقی غازیاً الی ان قتل بلرض القیقان ہو من معہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کے حکم سے حرث بن مرہ العبدی نے سندھ کو ملک کا قصد کیا اور جہاد کر کے بہت غنیمت حاصل کی اور کفار کو گرفتار کر لیا چنانچہ ایک دن میں ایک نہر لٹوئی اور غلام غنیمت کو مال میں تقسیم کیے اور ایک مدت تک حارث بن مرہ وہاں رہے صرف جہاد رہے۔ یہاں تک کہ وہ اور ان کے تمام ہمراہی ارض قیقان میں شہید ہو گئے۔"

## جناب امیر علیہ السلام کا فروین آمدی جہاد کی غرض سے فوج کا بھیجنا

روضۃ الصفا میں محمد خاندن شاہ لکھتے ہیں: چون برامی خلیفہ زمان حضرت امیر روشن گشت کے سکین حرارت تیرہ دلاں شام خبر پہنچ کر یک تیغ آب دار دلاوران خون آشام صورت نہ بند باعمار بن یاسر و سہیل بن حنیف و قیس بن سعد و عدی بن حاتم الطائی و جمعی دیگر از صحابہ کرام بہ بخار بہ اعداد دولت روی آوردند و مجموع طوائف قبائل کہ حاضر بودند اشارت عالیہ قبول نمودند۔ مگر شہر قلیل از صحابہ مثل عبد اللہ بن مسعود کہ بعد من سنا خندند کہ یا امام المؤمنین با باوجود اعتراف بکمال ذات و صفات الصفتا تو در قتال اہل قبلہ بر بصیرت نیستیم اگر بارہا بجا نفلت لغری از



تغور اسلام نامزد فرمائی تا با کفار جہاد کنیم غایت عاطفت باشد آنحضرت ملتس ایشان را سبذول و ہشتہ فرماں  
داد کہ بجانب قزوین وری روند و لو اسے بجاتہ آن طائفہ بستہ بریج بن خشم را بران جماعت سرور گردانید  
اتھے مختصاً بہ

## جناب امیر علیہ السلام کا آداب الحرب

جتنے متشابہ مثل بدو احد و اخراج غیرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں پیش آئے ان  
میں جناب امیر علیہ السلام کی غجابت ذاتی اور فن پہلوانی کا ظہور ہوا ہے۔ جنکے سامنے سام و نریلا  
کی سلحشوری باریکچہ اطفال سے زیادہ وقت نہیں رکھتی مسند و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر بلال  
کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو تین واقعے پیش آئے ہیں۔ چل صفین۔ نہروان۔ ان تینوں میں لکڑ  
ذاتی جو ہر جلادت کو ساتھ آپکا فن سپہ سالاری اور آداب حرب اور قواعد فوج کشی ظاہر ہوا ہے۔ جن  
سے علی وجہ الکمال با ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ مقابل کی تعداد کثیر  
کو پس پا کر دیتے تھے۔

چنانچہ واقعہ جبل کی نسبت علامہ یوسف کنجی الشافعی کفایت الطالب میں لکھتے ہیں و ذکر فقلہ الاذخا  
واصحاب المتوارخ از عدد من قتل من اصحاب الجبل ستہ عشر الفا و سبعمائۃ و تسعون رجلا  
و کان جملہ ہم ثلاثین الفا فاقی القتل علی اکثر من نصفہم و ان عدد من قتل من اصحاب علی  
الف رجل و سبعون رجلا و کان عدد ہم عشرين الفا یعنی مائے اثنان و اخبار صاحبان تاریخ ذکر کرتے  
ہیں کہ اصحاب جبل تیس ہزار تھے جن میں سے سولہ ہزار سات سو نوے ہار گئے پس انکے مقتولوں کی تعداد  
نصف سے زیادہ تھی۔ جناب امیر کی طرف سے ہزار تھے ان میں سے صرف ایک ہزار تتر مقتول ہوئے۔  
اور حرب صفین کی نسبت علامہ موصوف لکھتے ہیں قال ابن خیمۃ و فی اوائل سنۃ سبع و ثلاثین  
سار معاویۃ من الشام و کان قد عی لنفسہ علی من العراق فالتقی بصفین علی شاطئ الفرات  
فقتل من اصحاب علی خمسۃ و عشرون الفا منهم عمار بن یاسر و کان عدد عسکرہ تسعین الفا و قتل  
من اصحاب معاویۃ خمسۃ و اربعون الفا و کان عدد ہم مائۃ و عشرين الفا یعنی اربن سیتم بیان کرتے  
ہیں کہ ہجرت کے سینیسویں برس امیر معاویہ شام سے چلے اور وہ اپنی ذات کے لئے خلافت کو مدعی تھے اور  
جناب امیر علیہ السلام عراق سے روانہ ہوئے۔ فرات کے کنارے صفین کے مقام پر دونوں کا مقابلہ ہوا جناب  
امیر علیہ السلام کے اصحاب میں سے پچیس ہزار شہید ہوئے ان میں عمار بن یاسر بھی تھے اور آپ کے لشکر کی



کل تعداد نو ہزار تھی اور اسیر معاویہ کے فوج میں سوبتیا لیس ہزار مار گئے اور ان کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ  
بیس ہزار تھی \*

اور جنگ نہروان کی نسبت کہتے ہیں فلم یبق منهم غیر اربعۃ الاف فوجوا الی علی فقال علیہ السلام  
کفوا عنہم حتی یبدؤکم فتنادوا الراح الراح الی الحجۃ وحملوا علی الناس فانقرت خیل علی  
علی فرقتین حتی صاروا فی وسطہم ثم عطفوا علیہم من المیمنۃ والمیسرۃ واستقیلت الرواة  
وجوہہم بالنبل وعطفت علیہم الرجالۃ بالسیوف والرماح فما کان باسرع من ان قتلوہم  
وکانوا اربعۃ الاف فلم یفلت منهم الا سبعۃ النفس الا غیر یعنی خارجیوں میں چار ہزار سے باقی  
نہ رہے وہ اکٹھے ہو کر جناب امیر کبیرؒ آٹھ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لشکر سے کہا تم بیٹے رہو جیسا  
کہ وہ ہمدردی سامنے آجائیں پس وہ چلائے ہوئے کہ رحمت اور آسائش جنت ہی میں ہے جناب امیر  
کے لشکر پر حملہ آور ہوئے جناب امیر کا لشکر دو گروہوں میں بٹ گیا۔ یہاں تک کہ تمام خارجی ان کے  
گھیر میں آ گئے۔ پہراں کا لشکر مہینہ اور مسیرہ سے انپر لوٹ پڑا۔ تیر انداز ان کے سامنے سوتیر اندازی  
کرتے ہوئے آگے بڑھے اور پیادی نیزی اور تلواروں سے انپر ٹوٹ پڑے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ  
چار ہزار سب کے سب مار گئے سات آدمیوں کے سوا ان میں سے باقی نہ بچے وفی کامل التواریخ  
فما اقلت منهم الا تسعة النفس فلم یقتل من اصحاب علی الا سبعۃ علاء بن اثیر الخزری  
کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ خارجیوں میں صرف نو آدمی باقی بچے اور جناب امیر علیہ السلام کے  
لشکر میں صرف سات آدمی شہید ہوئے \*

### جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

قال مصعب بن الزہری کان علی حذرانی الحروب شدید الدرعان لایکاد احد یتمکن منه  
وکانت درعہ صدرہ الا ظہر لھا فقیل لہ اما تخاف ان توفی من قبل ظہرک فقال ادا مکن  
عدوی من ظہری فلا ابقی لہ ان البقی علی (مستطرف) مصعب بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت  
علیؒ لڑائیوں میں بہت ہوشیار رہتے تھے اور اسکی گمانیں خوب جانتے تھے ممکن نہ تھا کہ کوئی آپ پر  
چوٹ لگا سکے آپ کی زبردستی فقط آگے کے لیے تھی پیچھے پشت کے نہیں تھی لوگوں نے آپ سے کہا کہ یا  
حضرت آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ آپ کا کوئی دشمن پیچھے سے آئے آپ فرمایا کہ اگر میں اپنے  
دشمن کو پیچھے سے آنے دوں تو خدا مجھے باقی نہ رکھے \*



(۳) لما قدم علي بن حاتم على رسول الله صلى الله عليه وسلم وحادثه فقال يا رسول الله ان فينا  
 اشعر الناس واسخى الناس وافر من الناس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هم قال يا اشعر الناس  
 فامر القيس بن حجر اما اسخى الناس فحاتم بن سعد يعني اياه واما افر من الناس فعمر بن  
 سعد يكره فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس كما قلت يا عدی اما اشعر الناس فالخثعم  
 بنت عمرو واما اسخى الناس فحمد بن محمد صلى الله عليه وسلم يعني نفسه واما افر من الناس فزید بن ابی  
 طالب (خزانة الادب) یعنی جب عدی بن حاتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں شرفیاب ہوا  
 اور باتیں کرنے لگا کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگوں میں یا ایک بڑا شاعر اور ایک بڑا سخاوت مند اور ایک  
 بڑا شامسوار گزرا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نام بیان کرو کہ ہمارا اشعر الناس  
 امر القیس بن حجر ہے اور بڑا سخاوت مند بن سعد یعنی اسکا باپ ہے اور بڑا شامسوار عمرو بن سعد یکرہ ہے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسو کہ تو کہتا ہے اس طرح سے نہیں اشعر الناس خثعم عرب عمرو کی بیٹی ہے  
 اور اسخاوت مند الناس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور بڑا شامسوار علی بن ابی طالب ہے۔  
 قتیبہ لکھتا ہے کہ جب صفین کا جنگڑا بہت بڑا گیا تو حضرت علی نے معاویہ کو اپنی مبارزت کے لیے طلب  
 کیا تا کہ دونوں میں سے ایک کے قتل کی وجہ ہو مسلمان آرام پا جائیں۔ عمرو بن عاص نے کہا نقد لصف  
 علی۔ علی نے انصاف کیا ہے معاویہ نے کہا انا امر فی میا ذلک ابی الحسن وانت تعلم اننا لنجماء المطرق  
 اراک طلعت فی امارت الشام بعدی یعنی تو مجھے ابو الحسن کے ساتھ مبارزت کرنے کے لیے کہتا ہے حال  
 تو جانتا ہے کہ دھوکے والا بہادر ہے۔ اس کے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے بعد شام کا امیر ہونا چاہتا ہے  
 عن ابن عباس قد ساله رجل اکان علی یباشرا القتال بنفسه يوم صفین فقال ما رأیت رجلا  
 اطرح لنفسه فی متلف من علی ولقد کنت اراه یخرج حاسا بالمراس بیدہ عمامتہ وسیلہ السیف  
 (ریاض النضر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا جناب امیر حرب صفین ہیں بذات  
 خود ہی لڑتے تھے ابن عباس کہنے لگے میں نے اکی ما تدرک سیکو ابی جان کو ہلاکت میں ڈالتے ہوئے نہیں  
 دیکھا میں انکو دیکھا کرتا تھا کہ لڑائی میں ننگے سر نکلا کرتے تھے ایک ہاتھ میں عمامہ ہوا کرتا تھا اور ایک  
 ہاتھ میں شمشیر۔

جناب امیر کی تلوار کے کاٹ کی نسبت صاحب حیوۃ الحیوان نقل اورۃ الخواص کے لکھتا ہے وکانت ضربات  
 علی ما یبکاد اذا اعتلا قد واذا اعترض قط یعنی جناب امیر کی ضربیں ایک بابہری پورا کاٹ ڈالتی تھیں  
 تھیں اگر سر پر پڑتی تھیں تو نیچے لگتا باقی نہ چھوڑتی تھیں اور اگر گردن پر پڑتی تھیں تو دوسرے گردن تک صاف



## واقعہ شبِ ہجرت

کمال الدین بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ طالب السؤل من اور علی بن یوسف گنجی الشافعی قدس اللہ سرہ کفایت الطالب من کہتے ہیں کہ پہلا واقعہ کہ جس میں جناب علی علیہ السلام کی شجاعت کا ظہور ہوا ہے یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار مدینہ فر عقبہ اول اور دوم پر ہجرت کی اور مسلمان مکہ والوں کی ایذا سے مدینہ کو ہجرت کرنے لگے تو مکہ کے مشرکین نے خیال کیا کہ اب مسلمانوں کے لئے مدینہ دارِ ہجرت بن گیا ہے اور اکثر مسلمان اس شہرِ کفر طائف چلے جا رہے ہیں۔ رؤساء قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا و رسانی کے درپے ہوئے اور مجتمع ہو کر امین لگانے لگے شیطان شیخ نجدی کی صورت بن کر انکے پاس آیا اور کہنے لگا۔ مجھے تمہاری مشورت کا حال معلوم ہوا ہے میں بھی اسی ارادہ سے تمہاری پاس آیا ہوں تم مجھ سے کوئی نیک صلاح مت چھپاؤ قریش نے اسکو اپنے مجمع میں داخل کر لیا اور دارالندوہ میں جا بیٹھے عقبہ بن ربیعہ بولا میری راہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گھر میں قید کر کے اسکا دروازہ بند کر دینا چاہیے جس میں کوئی ایسا سو لیاخ نہ ہو جس سے انکو کھانا پینا پہنچ سکے پھر ان کی وفات کا امیدوار رہنا چاہیے شیخ نجدی نے کہا یہ رائے درست نہیں کیونکہ انکے کنبہ کو حمیت پیدا ہو جائیگی اور تم سے برسرِ پرخاش ہو جائیں گے سب نے کہا یہ بوڑھا سچ کہتا ہے شعیب بن مسیحہ نے کہا میری یہ راہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی اونٹ پر چبے تھنے پلے چوڑے کر رہ کر کشن بنا لیا ہو سوا کر کے میا بان میں چوڑ دو۔ پس وہ ننگی بندھن کے گروہ میں جا پڑینگا وہ ان کے باتوں میں بگڑ جائیں گے اور بدواں کو قتل کر ڈالیں گے پس انکا خون غیر لوگوں کے ہاتھوں سے ہوگا اور تم بچ رہو گے اس بوڑھے شیطان نے کہا یہ بہت بری راہی ہے۔ آیا تم ایسے آدمی پر اعتماد کر سکتے ہو جس نے کہ تمہاری قوم کے جاہلون اور نادانوں کو بگاڑ رکھا ہے اور تم اسکو غیر دن کی طرف دیکھتے ہو تاکہ انکو بھی بگاڑ کر اپنا پیرو بنالے۔ اور حالانکہ تم سکی شیریں بیانی اور تیز زبانی اور دلجوئی کو خوب جانتے ہو۔ فاسدا گرتے ایسا کیا تو وہ تمام لوگوں کو جمع کر کے تم سے جنگ کر دینا اور تمکو تمہارے شہر سے نکال دینا اور تمہارے شرف کو مار ڈالینا۔ تمام کمیٹی نے اس راہی سے کی تصدیق کی۔ ابو جہل بولا میں تمہیں ایک ایسی راہ بتاتا ہوں کہ اسکے سوا اور کوئی راہ نہیں۔ تم قبائل قریش کے ہر طبقہ میں سے ایک ایک نوجوان منتخب کر لو اور انکو تلوار بن دیدو وہ مجتمع ہو کر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی ضرب لگائیں کہ ایک آدمی کی ضرب سمجھی جائے۔ جب اس طرح ہوتے انکو قتل کر لیا تو انکا خون تمام قبائل قریش میں متفرق ہو جائیگا۔ بنی ہاشم اپنے میں تمام قریش سے لڑنے کی طاقت نہ پا کر دیت کے لینے پر



راضی ہو جائیں گے تھے دیت دیدینا اور چیوٹ جانا بڑے بخبری نے کہا یہ کہ بہت ٹھیک ہے اور اس میں شکی  
 میں اس نے سچ کہا ہے اور تم سب میں سے یہ کہہ رہی رہے والا ہے اسکی اسے سو تم نے نہ ہٹنا پس ابو جہل کی  
 راہ پر اتفاق کر کے سب نے اس کو گھیر لیا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے  
 اور خبر بیان کی اور کہا کہ تم سب کو آپ اپنے بستر پر سوئیں خدا تعالیٰ نے آپ کو بیان ہو سحرت کرنا حکم بھیجا  
 ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکر سے آگاہ ہو گئے تو آپ نے حضرت علی کو اپنے بستر پر سوٹیکا حکم دیا اور فرمایا  
 ہماری روای حضرت یا وڑھ لو کہ وہ گز کوئی امر مکر وہ نہیں ہو چکا۔ پھر آپ انکو وصیت کی کہ یہ لوگوں کی  
 امانتیں جو ہمارے پاس ہیں ان لوگوں کو سب کے سامنے دیدینا۔ یہ کہہ کر آپ گھر سے باہر برآمد ہوئے اور  
 مٹی کی ایک مٹی بہر کے کفار کے سر پر ڈالی اللہ تعالیٰ نے تمام کفار کی آنکھیں بند کر دیں اور حضرت صلی  
 علیہ وسلم ان کے سامنے سے گذرتے ہوئے چلے حضرت علی حضور کے بستر مبارک پر سو رہے۔ تمام مشرک آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری اور قتل کے لیے مجتمع تھے اور تمام رات حضرت علی پر تہہ پہنکتے تھے نہ آپ  
 مضطرب ہوئے اور نہ اندو گھین۔ بہر کفار نے تمام گھر کا محاصرہ کر لیا اور تلواریں کہیں چکر گھر میں گھس پڑے  
 اور انکو کہنے لگے آ یا آپ علی بن ابی طالب دوست کہاں ہیں آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کفار گھر سے نکل  
 گئے۔ اور آپ تنہا وہیں ہے خدا تعالیٰ نے حضرت علی کو کفار کے شر سے بچا لیا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے بعد تین دن اور رات مکہ میں رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امانتیں ادا کیں اور  
 مکہ میں آپ کے سوا کوئی مسلمان باقی نہیں تھا پھر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے کلثوم  
 بن ہرم کے ساتھ مکہ سے باہر تشریف لیگئے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات شجاعت اور ستاری  
 اور ثبات نفس اور شہادت کے ساتھ مخصوص کیا ہوتا تو آپ ضرور ایسی ہولناکی جگہ میں مضطرب ہو جاتا  
 اگرچہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے آپ بستر نبوی پر سو رہے مگر میں مشرک کے ہونے سے  
 بے خطر تھے۔ لیکن نفوس شہری باوجود یقینی ہونے عدم خوف کے جبکہ ڈرانے والے امور انکی آنکھوں  
 کے سامنے آ جاتے ہیں تو وہ انکو دیکھ کر مضطرب ہو جاتے ہیں جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کو باوجود  
 حاصل ہونے درجہ نبوت کو نیز خدا کے حکم کی کہ یا موسیٰ تو مت خوف کر خب خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا  
 کہ اپنے عصا کو ہینکدے اور جناب موسیٰ نے اپنا عصا ہینکدیا اور وہ سانپ بن گیا۔ حضرت موسیٰ  
 اسے دیکھ کر خوف زدہ ہوا گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا موسیٰ مت ڈر سکو پڑے۔ ہم ابھی اسکی پہلی  
 حالت کی طرف اسکو نوادیتے ہیں چونکہ جناب موسیٰ اس حکم سے کسی طرح پر مخالفت نہیں کر سکتے  
 تھے آپ نے اپنی ردا کے کونے کو اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر اسکو پکڑنا چاہا۔ پروردگار نے فرمایا یا موسیٰ



مکتبہ کیا ہو گیا ہے اگر ہم تمہاری ایذا کے لیے اسکو حکم دین تو کیا تمہارا کپڑا تمکو اسکے ایذا سے بچا سکتا ہے  
جناب موسیٰ جو من کیا نہیں بچا سکتا مگر میں ضعیف ہوں اور ضعیف سو پیدا ہوا ہوں پس نفوس شہری  
کی طبیعت تو یہ ہے۔ اسی طرح سے جناب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا حال ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو  
حکم دیا کہ تم اپنے لڑکے کو دریا میں بہینکدو اور غم و اندیشہ مٹ کر وہم اسکو بہر تمہارے پاس پہنچا دینا  
جب انہوں نے جناب موسیٰ کو دریا میں ڈال دیا یہ تقاضا می نفس نشہ کی انکے دل میں اضطراب پیدا ہو گیا  
قریب تھا کہ یہ امر ظاہر ہو کر موجب ضیعت ہو جاتا خدا کی مہربانی نے انکو بچا لیا اور باوجود دلی اضطراب کے  
بول نہ سکین اگر جناب علی کو اپنی مہربانی سے پروردگار نے دلی قوت نامہ جب کا نام شجاعت ہے عطا نہ  
فرمائی ہوتی تو وہ بھی باوجود اسکو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تھا کہ تمکو ہرگز کوئی امر  
مکروہ نہیں پہنچے گا ایسے خوفناک مقام میں یہ تقاضا می نفس نشہ کی اضطراب ہو جاتے۔ کیونکہ اکیلا آدمی  
کا دشمنوں کی جماعت میں سونا جو اسکی گرفتاری اور اسکے قتل کے درپے ہوں اور اسکے دین کے  
معاند اور اسکی دشمنی کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ یہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے  
کے بعد تین دن اور راتیں انہیں دشمنوں کے درمیان ٹہرا رہے اور پھر شہر کو لنگر املی زمینوں  
اور پہاڑوں میں باوجود املی کثرت اور اپنی تنہائی کے سیر کرتا رہے یہ تمام امور ایسے واضح دلائل  
ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو جو ہر شجاعت و مخصوص کیا تھا۔

وليلة المبيت كانت ليلة الخميس اول ليلة من شهر ربيع الاول سنة ثلث وعشرين من المبعث  
وعمر علي خمسة عشر سنة (سيرة النبوة) ليلة المبيت یعنی جس رات میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے بستر مبارک پر جناب مرتضیٰ موسوی اور آنحضرت مکہ سے ہجرت فرما گئے جمعرات کی رات اور ریح  
الاول کی پہلی تاریخ تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تیر ہواں برس تھا جناب علی کی  
عمر اسوقت پچیس برس کے قریب تھی۔

## غزوہ بدر الکبریٰ میں جناب امیر کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب رسول میں اور علامہ بن یوسف الکنجی کفایۃ المطالب میں لکھتے ہیں کہ  
ایک ان مواقع میں سے بدر کی لڑائی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں ہجرت کے اٹھارہویں  
سترہویں رمضان کو جمعہ کے دن پیش آئی اسوقت جناب علی کی عمر ستائیس برس کی تھی اس روز  
جناب علی علیہ السلام اپنے بیٹوں دل سے اور اپنی ثابت قدمی سے اس دریا کے منہ پر ہار میں غوطی لگاتے



بأنه سيد المؤمنين وامام المتقين وقائد الخراف المجالين (اخرجه الطبرانی) عبد الله بن جکیم الجعفی سمری ہے کہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب عراج میں جناب انوروی نے ہکو علی کے تین خطاب القافر مائے کہ وہ مومنوں  
 کے سردار اور متقیوں کے امام اور جنگے موتہ اور ہاتھ اور پاؤں سفید اور نورانی ہیں انکے پیشوا ہیں یعنی انکو ہدایت  
 کی طرف لیجاںوے میں \*

## يعسوب المؤمنين

(۱) عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال قال علي بن ابي طالب رضي الله عنه  
 المال يعسوب المؤمنين (اخرجه بن عدي نقلت عن صواعق محرقه) جناب  
 امیر فرماتے ہیں کہ بالتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال منافقوں  
 کا بادشاہ ہے \*

(۲) عن سلمان الفارسي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي هذا اول من امن بي وهذا يعسوب  
 المؤمنين (اخرجه الديلمي) سلمان فارسی نے امیر عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر  
 کی نسبت ارشاد کرتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو سب پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ مومنوں کا سردار ہے \*

## صديق الاكبر

عن معاذة العدوية قالت سمعت عليا بن ابي طالب رضي الله عنه يقول انا صديق  
 الاكبر (الرناض النضره في فضائل العشرة لمحبا لطبري) معاذہ عدویہ سے

روایت ہے کہ میں نبی بصرہ کے منبر چنبا یا امیر کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں \*

(عن) ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلي انت اول من امن بي و  
 صديق وانت صديق الاكبر (اخرجه الحاكم نقلت من الرناض النضره) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کو فرما رہے تھے تو وہ شخص ہے جو سب پہلے مجھ  
 پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے \*

(۳) عن سلمان الفارسي و ابی ذر الغفاری قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيد علي فقال ان  
 هذا اول من امن بي وهذا فاروق هذه الامة وهذا يعسوب المؤمنين وهذا من يصافحني يوم القيمة  
 وهذا صديق الاكبر (اخرجه الطبري والديلمي) والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان (سلمان فارسی  
 اور ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تجھ پر  
 یہ وہ ہے جو سب پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت میں حق اور باطل کے درمیان فرق کرینوا لا ہے اور  
 یہ مومنوں کا یعسوب یعنی امیر ہے اور یہ وہ ہے جو قیامت کو روز سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کریگا اور یہ صدیق اکبر ہے  
 (۴) عن عباد بن عبد الله قال علي انا عبد الله و اخو رسول الله صلى الله عليه وسلم و انا صديق الاكبر



تھے اور تلوار کی تیزی سے دشمنوں کی گردن قائم کرتے تھے اور بدن سے سر کر کے شکر قدموں پر گرتے تھے جو کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں لکھا ہے اور جبکہ ابو محمد عبد الملک شام نے اپنی کتاب میں سیرۃ النبوة میں نقل کیا ہے کہ مشرکین کے جنگ اور دن میں ہو کہ جنکو جناب علی علیہ السلام نے مستقل بذات واحد یا کسی کی شرکت سے قتل کیا ہے ان میں سے نو آدمیہ پیر تمام ناقل اخبار متفق ہیں کہ انکو جناب علی نے تنہا قتل کیا ہے اور ان میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور ان میں سے چار نفر ایسے ہیں جنکو اپنے دوسروں کی شرکت سے قتل کیا ہے۔ اور ان میں سے آٹھ آدمی ایسے ہیں جنکی نسبت اختلاف ہے کہ آیا انکو جناب امیر علیہ السلام نے قتل کیا ہے یا کسی اور نے۔ پس وہ اشخاص کہ جنکو جناب علی نے مستقل بذات واحد بلا شرکت غیر قتل کیا ہے اور جن میں کہ علمای کثیر کو بھی اختلاف نہیں وہ یہ ہیں۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ معاویہ بن ابی سفیان کا مامون جبکہ جناب امیر علیہ السلام نے مبارزہ میں قتل کیا ہے بڑا شجاع اور جری تھا۔ اور عاص بن سعید بن عاص بن امیہ اور عامر بن عبد اللہ اور نوفل بن خویلد بن اسد یہ شخص قریش کے مشایخ میں سے مشہور تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا اور قریش سے کوہرا ایک امر میں مقدم جاتے تھے اور اپنا پیشوا سمجھتے تھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکھ کر بھیجا خدا سے دعا کی کہ اسکے شرے کفر سے بچے جناب علی نے اسکو قتل کر دیا۔ اور مسعود بن مغیرہ اور ابوقیس بن الفاکہ۔ اور عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ اور عاص بن المنذر بن الحجاج۔ اور حجاب بن سائب اور وہ لوگ کہ جنکو جناب امیر نے غیر کی شرکت سے قتل کیا ہے وہ یہ ہیں خنظلہ بن ابی سفیان بن حرب معاویہ کا بھائی اور عبیدہ ابن الحارث اور ربیعہ اور عقیل بن الاسود بن مطلب اور وہ یہ آٹھ نفر جنکی نسبت ناقلین اخبار کا اختلاف ہے کہ آیا انکو جناب علی نے قتل کیا ہے یا کسی دوسرے نے وہ یہ ہیں طعیم بن عدی بن نوفل یہ تمام گمراہوں کا سردار تھا اور عمیر بن عثمان اور عمر بن قیس اور جریلہ بن عمر اور قیس ابن الولید ابن المغیرہ اور ابوالعاص بن لقیس اور اسد بن الحجاج اور عتبہ بن معیط بن معاویہ بن عامر یہ سب قریش کے نامور تھے جنکو جناب امیر نے بدر کے دن قتل کیا یہ بات ظاہر اور تمام اہل معاذی اپنی کتابوں میں ناقل ہیں کہ بدر کے دن کس قدر کافر مار گئے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رافع رضی اللہ عنہ سے رعایت ہو کہ حبیب بدر کے روز صبح کو لوگ اسٹے قریش صف باندھ کر کھڑے ہو گئے ان سے آگے عتبہ ابن ربیعہ اور کابکاء بنی سہیل اور اسکا بیٹا ولید کھڑے ہوئے تھے عتبہ نے پکار کر کہا یا محمد آپ ہمارے قریش کے بہا یوں میں سے ہمارے مقابلہ کے لیے آدمی بھیجیں انصار مدینہ میں سے نہیں جو ان انکو



مقابل نکلے عتبہ نے کہا تم کون ہو انہوں نے اپنا حسب نسبت بیان کیا عتبہ بولا کہ تمہاری ساتھ لڑنے کی ضرورت نہیں۔ سمجھنے اپنے بہائی بند کو طلب کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تم اپنی اپنے مقام پر واپس جاؤ۔ پھر آواز دی۔ اے حمزہ اور اے علی اور اے عبیدہ تم کھڑے ہو جاؤ۔ اور اس سبب سے کہ جس پر خدا تعالیٰ نے تمہاری ربی کو مبعوث کیا ہے ان کو لڑو کیونکہ یہ لوگ اپنے باطل عقیدوں پر قائم ہیں تاکہ خدا کے نور کو اپنے مومنہ کی پہونکوں سے بجا دیں۔ پس وہ اٹھے انکے سامنے صفت باند بکر کھڑے ہو گئے انکے سر پر خود تھے کفار نے انکو پہچانا عتبہ نے کہا تم کون ہو اگر ہماری بہائی بند ہو تو ہم تم سے زین حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حمزہ بن عبد المطلب کے اور اسکے رسول کا شیر ہوں عتبہ نے کہا آپ کفو کریم ہیں جناب علیؑ نے کہا میں علی بن ابیطالب ہوں اور عبیدہ نے کہا میں عبیدہ بن الجراح بن عبد المطلب ہوں عتبہ نے اپنے بیٹے سے کہا اپنے ولید اٹھ علیؑ کو لڑ۔ آپ ہر وقت تمام قوم سے چھوٹی عمر کے تھے۔ پس دونوں کی وار چلی ولید کا وار خالی گیا اور جناب علیؑ السلام کی ضرب اسکے بائیں ہاتھ پر پڑی وہ کٹ گیا۔ پھر آپ نے دوسری چوٹ ماری اور اسکو قتل کر کے پھینک دیا جناب علیؑ کی روایت یہ ہے کہ جب آپ مذکورہ اور ولید کے قتل کر نیکاد ذکر بیان فرماتے تو اپنی حدیث میں یہی بیان فرماتے کہ اتناک ولید کے بائیں ہاتھ کی انگوٹھی کی تابش میری نگاہ میں سے جھپک مینے اسکے ہاتھ کو کاٹ ڈالا اسکے کپڑوں میں سے بھڑکی کی خوشبو آتی تھی مینے سمجھا کہ اسکی شادی کی قریب ہی ہو چکی ہے۔ اور عتبہ جناب حمزہ سے لڑا جناب حمزہ نے اسکو قتل کر دیا۔ اور شیعہ جناب عبیدہؑ کو لڑا آپ کی عمر قوم میں سب سے بڑی تھی دونوں کی باہم چوٹیں چلیں شیعہ کی تلوار آپ کی پٹلی کو لگی اور کٹ گئی جناب علیؑ اور حمزہؑ نے انکو چڑا لیا۔

سیرۃ النبوة میں لکھا ہے کہ موطن غزوہ بدر الکبریٰ سترہ رمضان کو ہو جناب علیؑ کی عمر ہر وقت ستائیس برس کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مبارزت کا حکم دیا ولید بن عتبہ آپ کے لڑا شخص بڑا شجاع اور جری تھا جناب علیؑ نے اسکو قتل کیا اور بعد اسکے کہ کفار آپ کو ہمارے تھے آپ نے عاص بن سعید کو قتل کیا اور حنظلہ بن ابی سفیان آپ کے مقابلہ میں نکلا آپ نے اسکو بھی قتل کیا پھر عدی اور پھر نوفل بن خویلد کو قتل کیا یہ قریش کے شیطانوں میں سے تھا۔ یہ سب طرح سے آپ ایک کو بعد ایک کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے نصف قتل کیے اور کل مقتول ستر تھے نصف اور مسلمانوں نے قتل کیے

## غزوۃ الکد میں جناب امیر کی شجاعت

قال ابن الاثیر فی تاریخہ کانت فی شوال سنۃ ثلثین بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتماع



بنی سلیم علی ما اطمع فقال له الکدر فسار رسول الله صلی الله علیہ الی الکدر فلم یلق کیداً وکلاً  
لواءه مع علی وعاد ومعه النعم والرحمة ابن اثیر خری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ غزوہ کدر شوال ۱۱ھ  
دو ہجری میں واقع ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی سلیم کی خبر لگی کہ وہ ایک کوئین پر کہ جس کو کدر  
کہا جاتا تھا جمع ہو رہے ہیں آپ انکی طرف لشکر لے گئے کوئی تکلیف پیش نہ آئی۔ آپ کا علم جناب علی کے  
ہاتھ میں تھا آپ اونٹ اور بکریاں غنیمت میں لیکر وہاں سے لوٹے۔

## غزوہ احد میں جناب امیر کی شجاعت

ابو محمد عبد الملک بن ہشام سیرۃ النبوة میں لکھتے ہیں ان میں سے ایک غزوہ احد ہے جو ہجرت کر مئیرے برسر  
واقع ہوا ہے اس قصہ میں شخص قول یہ کہ جب بدر کی روزا شراف قریش شکست کھا گئے اور ان میں سے  
بعض قتل اور بعض قید ہوئے مکہ والوں کو انکے اشرف اور رؤسا کے قتل ہونے کی وجہ سے سخت اندوہ  
پیدا ہوا باہم مجتمع ہو کر بال کثیر صرف کیا اور کنانہ کے حبشیوں کی ایک جماعت اور وغیرہ لوگوں کو اپنی طرف  
گرویدہ کر کے مدینہ کا قصد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے اور مسلمانوں کی بچہ کنی کی  
درپے ہوئے اسکے بعد ابوسفیان بن حرب نے واپس آکر لوگوں کو برا بکھینچا کیا اور مدینہ منورہ کا قصد کیا  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جماعت کو ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے صحابہ کی جماعت  
میں سے ایک تنائی وہ واپس ہو گئی اور آپ کی معیت میں صرف سات مسلمان باقی رہ گئے۔ اس قصہ کا  
ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں ہی کیا ہے۔

جبکہ لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی اور جنگ کی چکی چلنے لگی مسلمان مضطرب ہو گئے اور جناب حمزہ نے ایک  
جماعت کے ساتھ شہریت شہادت نوش فرمایا۔ کفار کے جنگ آور وں سے واپس آدمی مار دیے گئے صحابہ  
سغازی نقل کرتے ہیں جناب علی نے ان میں سے سات آدمیوں کو قتل کیا اور وہ یہ ہیں طلحہ بن ابی طلحہ  
بن عبد الغری۔ عبد اللہ بن جبیل بن عبد الدار۔ ابو الحکم بن الاخنس۔ سب ابن عبد الغری۔ ابواسیر  
بن المغیرہ۔ ان پانچ آدمیوں پر سب کا اتفاق ہے کہ جناب علی ہی نے انکو قتل کیا ہے۔ اور ابوسعید طلحہ بن  
ابو طلحہ۔ اور بنی عبد الدار کے غلام حبشی کے قتل میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ ابوسفیان اپنے ساتھیوں  
کے ساتھ مکہ کو لوٹ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے آئے اور اپنی شمشیر ذوالفقار کو جناب  
فاطمہ علیہا السلام سے دیکر فرمایا بیٹی اس کو لہو دھو ڈالو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے اور جناب علی نے  
بھی انکو اپنی تلوار دیکر کہا اس کو لہو دھو ڈالو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ اگر



روز میں ہوا کا ایک جھونکا چلا اور جناب علیؑ نے ہاتھ سوا کر سنی کہ لا سیف الا ذو الفقار ولا فتی الا علیؑ  
 ذو الفقار کو سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی بہادر نہیں ۔

عن ابن عباس قال خرج طلحة بن ابی طلحة يوم احد وكان صاحب لواء المشركين فقال يا اوصحاب  
 محمد تنعمون ان الله تعجلنا باسيافكم الى النار وتجعلكم باسيافنا الى الجنة فايكم يبرز الى فبرز  
 اليه على وقال له والله لا افارقك حتى اعجلك بسيفي الى النار فاختلفا ضربتا فضر به عليؑ على  
 رجله فقطعها وسقط الى الارض فاراد عليؑ ان يجهز عليه فقال انشدك الله والرحم يا بن عم  
 فانصرت عنه الى موقفه فقال المسلمون هلا اجهزت عليه فقال ناشدني الله وليس بعيش  
 فما دنا من ساعته وشر النبي صلى الله عليه وسلم فصروا المسلمون بذلك قال محمد بن اسحاق وكان  
 الفتح يوم احد بصبر عليؑ على عنائه وثباته وحسن بلائه وكفاية الطالب للعلامه ابن يونس الكنجي  
 الشافعي ابن عباس رضی اللہ عنہ سور وایت ہو کہ احد کو دن طلحہ بن ابی طلحہ مشرکوں کا علم بردار فوج سے  
 باہر نکل کر کہنے لگا کہ صحابہ محمد تمہارا رعم ہے کہ ہم قریش کے لوگ تمہاری تلوار سے ففتح میں گراؤ جاگیر  
 اور تم مسلمان ہماری تلوار سے جنت میں آئے جاؤ گے پس کہن سے تم میں سے کہ میرا مقابلہ کر سکے جناب  
 علیؑ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے میں جیتا ہوں کہ اپنی تلوار سے تجھ کو فوج  
 میں نہ ڈالوں تجھے نہیں چھوڑوں لگا۔ پس دونوں کی مار چلی اور آئے اسکے پاؤں پر ایک ضرب لگائی کہ وہ  
 زمین پر گر پڑا جناب علیؑ نے اس کو مار ڈالنے کا قصد کیا اس نے آپ کو خدا کی قسم دیکر کہا اے ابن عم  
 آپ رحم کریں آپ اسے چھوڑ کر اپنی جگہ تشریف لائی مسلمانوں نے کہا آپ نے اس کو کیوں نہ مار ڈالا  
 آپ نے فرمایا اس نے مجھے خدا کی قسم دی ہے تاہم وہ زندہ نہیں رہیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اس کے مرثیہ کی بشارت دی مسلمان خوش ہو گئے محمد بن اسحاق اپنی سیرۃ میں لکھتے ہیں کہ اچھے  
 روز جناب علیؑ کے رنج پر صبر کرنے اور ایسی ثبات نفس اور تکلیف کو اچھی طرح سے برداشت کرنے سے  
 فتح حاصل ہوئی ۔

در دی الحافظ محمد بن عبد الغزین الجنازی فی کتاب معالم القرة النبوة مرفوعا الى قیس بن  
 سعد عن ابيه انه سمع عليا يقول يا صابتي يوم احد ست عشرين ضربة سقطت الى الارض في  
 اربع منهن فجامني رجل حسن الوجه طيب المريح فاخذ بيدي فقامني ثم قال اقبل عليهم  
 فانك في طاعة الله ورسوله وهما عندك ما ضيان قال علي فاميت النبي صلى الله عليه وسلم فاختار  
 فقال يا علي اقراءه عليك ذاك جميل (كفاية الطالب) حافظ محمد بن عبد الغزى الجنازی بذکر



معالم العترة النبویہ میں قیس بن سعد کی طرف مرفوع کر کے روایت کرتے ہیں انکے والد نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سنا کہ احد کے دن ستر زخم جھکوا لیے لگے تھے کہ ان میں سے چار زخموں کے ساتھ میں زمین پر گرنے کے قریب ہو گیا تھا ناگہان ایک خوبصورت خوشبو میں مہکتے ہوئے آدمی نے میری پاس آکر میرا کندھا پکڑ لیا اور مجھ کو کھڑا کر دیا اور کہا بیکر و شمنون پر حملہ کر کہ تو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے اور وہ دونوں تجھ سے راضی ہیں جناب علی کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی آپ نے فرمایا یا علی خدا تیری آنکھوں کو ٹھنڈا عطا کرے وہ حیرا ٹیل تھے ۔

عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ علی ابائہ السلام قال اصحاب اللواء يوم احد تسعة قتلهم علی قال ابن الاثیر فلما قتلهم ابصر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم جماعة من المشركين فقال لعلی احمل علیهم فحمل فغرقهم وقتل فيهم ثمر ابصر جماعة فقال له احمل علیهم وحمل وغرقهم وقتل فيهم فقال جبریل ان هذه المواسات فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انه منی وانا منه فقال جبریل انا منكم ما قتل فسمعوا صوتا لاسيف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی رکامل التواريج جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ احد کے دن مشرکین کے نو علمدار تھے جنکو جناب علی نے قتل کیا ابن الاثیر جزیری کامل التواريج میں لکھتے ہیں کہ جب جناب علی نے انکو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی ایک جماعت کو دیکھا اور علی سے فرمایا ان پر حملہ کر آپ نے ان پر حملہ کر کے انکو متفرق کر دیا پھر آپ نے ایک اور جماعت کو دیکھا اور علی سے فرمایا ان پر ہی حملہ کر آپ نے ان پر ہی حملہ کیا اور قتل کر کے انکو متفرق کر دیا جبریل علیہ السلام نے کہا جناب علی کے لیے تسلی ہوتی چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرا ہے میں اسکا ہوں جبریل علیہ السلام نے کہا میں تم دونوں کا ہوں ۔ اور ایک آواز سنا کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں ہے ۔

عن علی قال کسرت يد علی يوم احد فسقط اللواء من بين يديه فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ضعوه فی يد اليسرى فانه صاحب لوائی فی الدنيا والاخرة لا خراجہ الخوازمی جناب علی سے منقول ہے کہ احد کے دن میرے ہاتھ کو ضرب لگئی علم میرے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکے بائیں ہاتھ میں علم دیدو کہ وہ دنیا اور آخرت میں میرا علمدار ہے ۔

غزوہ خندق میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالب السؤل میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک غزوہ خندق ہے جبکہ غزوہ



اخراب ہی کہتے ہیں ہجرت کو پانچویں برس واقع ہوا اسکا قصہ یہ ہے کہ حبیب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قریش کے تمام قبائل مجتمع ہوئے ہیں اور ابوسفیان انکا پیشرو ہے اور غطفان ان سے اتفاق کیا ہے اور انکا سپہ سالار عیینہ بن حصین ہے اور یہ لوگ بنی نضیر کے یہودیوں کے ساتھ متفق ہو کر مدینہ کے محاصرہ کا قصد رکھتے ہیں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی حفاظت کے واسطے خندق کاہدوا یا حبیب خندق سے فائدہ ہوئے تو قریش کینانہ کے حبشیوں اور اہل تہامہ کو ساتھ لیکر اور غطفان اہل نجد کی دس ہزار جمعیت کو ساتھ مسلمانوں کے آگے اور پیچھے سے آئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس قصہ کا ذکر کیا ہے کہ حبیب قریش تمہاری آگے اور پیچھے سے آئے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے تین ہزار کی جماعت کو ساتھ مدینہ سے باہر تشریف لائے مشرکین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر یہودیوں کے ساتھ موافقت کر کے مسلمانوں پر سخت گیری شروع کی چنانچہ سورہ احراب میں حق تعالیٰ انکا مفصل ذکر کیا ہے ۔

مشرکین کو اپنی جمعیت اور یہودیوں کو متفق ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرت کو منع پیدا ہو گیا ان میں سے قریش کے چند سوار آگے بڑھے جن میں انکا نامی شہسوار عمرو بن عبدود بھی تھا جو اکیلا صندل سوار کی برابر گنا جاتا تھا۔ اور عکرمہ بن ابی جہل بھی تھا وہ گھوڑوں کو بڑھا کر خندق پر اکڑے ہو اور ایک تنگ گذر گاہ تلاش کر کے خندق سے گھوڑے کدای اور انکے گھوڑے خندق کو اور مسلمانوں کے درمیان اچھلنے اور کودنے لگے یہ دیکھ کر جناب علیؓ چند مسلمانوں کو ساتھ خندق کے اس مقام کی طرف بڑھے جہاں پر سورہ خندق پہنچا ہے اور اس تنگ مقام کی ناک بندی کی عمرو بن عبدود دلوٹ پڑا قریش نے اسکے واسطے ایک بہادری کی علامت مقرر کی ہوئی تھی جس سے اسکی قدر و منزلت امتیاز و شوکت معلوم ہو سکتی تھی اسکا بیٹا بھی اسکے ہمراہ تھا اور چند دوست بھی اسکے ساتھ تھے۔ عمرو بن مسعود کے نعرے لگانے لگا۔ جناب علیؓ نے اسکے مقابلہ کا ارادہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بند کر بھیجا وہ پہلے بن مبارک پکار پکار کر طعنہ زنی کرنے لگا کہ کمان ہے وہ تمہاری جنت جسکی نسبت تمہارا زعم ہے کہ جو شخص تم میں سے قتل ہوگا وہ اس میں داخل ہو جائیگا۔ یہ کیوں تم پر سے کوئی میرے مقابلہ پر نہیں آتا جناب علیؓ نے انحضرت کی خدمت میں آکر اسکی مبارزت کیلئے خود ہتھیار چھوڑے پھر بنایا عمرو بن عبدود جناب علیؓ نے عرض کیا اگر عمرو بن عبدود آپ کو مقابلہ کیلئے اجازت دین حضرت انکو اذن دیا اور اسے حکم دیا کہ اس کے سر پر پانڈا اور فرمایا اسی شان سے چلو جاؤ جناب علیؓ اسکے سامنے گئے وہ یہ خبر کہہ رہا تھا ۔ ولقد جئت من النداء + بمعکم هل من مبارز + ووقف اذ جاہل



اشیاء بموقف البطل الشاخص + وكذلك اني لرائد + متسرعا نحو الهراهر + ان الشجاعة في  
الفتى + والنجوة من خبايا المخلو + (یعنی) تحقیق میری آواز تم لوگوں کو دل میں مبارک پکارتے پکارتے  
شک گئی اور جبکہ بہادر نامردی کرتا تھا میں دلیرون کی صف میں کھڑا تھا۔ میں ہمیشہ سیدھ لوگوں کی  
طرف دوڑتا تھا۔ کیونکہ جو ان مرد کے لیے شجاعت اور سخاوت بہت ہی اچھی طبیعت ہے۔ جناب علی نے  
اسکا جواب ارشاد کیا ہے یا عمرہ و یحک قد اناک + عجیب صوتک غیر عاجز + ذونہ و بصیر + و  
الحق منی کل فائز + انی لارحوان اقیم + علیک نائحة العجايز + من ضربتہ تقی و یقی + ذکھا  
جندالہراهر + یعنی اے عمرو تجھ پر افسوس ہے تیرے پاس رہا ہے جو تیرے پکارنے کے جواب دینے  
میں عاجز نہیں۔ اور صاحب نیت اور بصیرت اور سچ ہر ایک فیر و زند کو نجات دینے والا ہے میں بے  
شک امید رکھتا ہوں کہ میں بوڑھی عورتوں کے میں تجھ پر بپا کر اؤنگا۔ ایک ایسی ضرب کے کہ تو فنا ہو جائے  
گا اور سر کون میں اسکا ذکر باقی رہے گا۔ عمرو بن عبدود نے کہا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں علی بن ابی  
طالب جناب رسول مصلی علیہ وسلم کا ابن عم اور داماد ہوں عمرو نے کہا آپکا والد میرا دوست  
ہوتا مجھے با معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرا نیزہ آٹکچو پٹ لیجائے۔ آپ نے فرمایا اے عمرو بن عبدود وہاں کا ذکر  
جوڑ۔ میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنے جی میں نشان رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص میرے آگے تین باتیں پیش  
کرے گا۔ تو میں ان میں سے ایک کو جھڑپوں کرونگا۔ عمرو نے کہا آپ پیش کریں آپ نے فرمایا ایک یہ ہے  
کہ تو کلمہ پڑھ اور سلمان ہو جا۔ وہ بولا مجھے اسکی حاجت نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ سری بات یہ ہے کہ تو بیان  
سے لوٹ جا اور اس شکر کو بھی واپس لیجا عمرو نے کہا کیا فریش کی عورتیں نہ کہ نیگی اور عرب گیتوں میں نہ  
گائیں گے کہ میں لڑائی کے لئے بیان آیا اور پچھلے پاؤں لوٹ گیا۔ اور جس قوم نے مجھے اپنا رئیس بنایا  
میں نے اسکو رسوا کیا۔ جناب علی نے کہا تیری بات یہ ہے کہ تو گھوڑی سے اتر کر مجھ سے جنگ کر۔ عمرو نے  
کہا میں نہیں چاہتا کہ تجالیسے بزدل کو قتل کروں۔ جناب علی نے فرمایا واسے میں تجھو قتل کرنا چاہتا ہوں  
عمرو حسرت میں اگر گھوڑی سے کود پڑا اور اسکی کو پھینکا تو دین اور جناب علی کی طرف لپکا دو نون ایک  
ساخت تک باسم لڑتے رہے عمرو نے ایک چوٹ کی اپنے اسے سپر سے روکا سپر کاٹ کر تلوار آپ کے سر میں چبھ  
گئی۔ جناب علی نے عمرو سے کہا تو تو عرب کا مشہور شہسوار ہے کیا تو لڑائی میں مجھے اکیلا کافی نہ تھا کہ تو نے  
مددگار بلائے میں عمرو نے پیچھے ہٹ کر دیکھا آپ اسکی دونوں ہڈیوں پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ کٹ گئیں  
اور غبار بلند ہو گیا جب کہل گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ دائرہ ہی بکڑے ہوئے اسکی چپاتی پر سوار ہیں  
اوسا سا سر کاٹ رہے ہیں۔ ایک دواہ میں یوں ہے کہ آپ اسکے کندھ پر تلوار ماسی اور اسکی



ایک طرف کا کندہ مانین پر گرا دیا اُنکو اسی طرح سے مقتول چھوڑ کر اسکی بیٹی چلی پر لپکی اسکو بھی مار ڈالا  
 انکی گھوڑی بہاگ گئی عکرمہ بن ابی جہل نے یہ دیکھ کر اپنا نیزہ پھینک دیا اور بہاگ گیا ان میں سے جس نے  
 بہاگنا تھا وہ بھی سکے ساتھ بہاگ نکلا جناب علیؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے  
 عمرو کی ضرب کی وجہ سے انکے سر میں سونہ خون بہتا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل علی  
 لعمر بن عبدود افضل من عبادۃ الثقلین یعنی علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا جہنم والوں کی  
 عبادت سے افضل ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال فما شہدت قتل علیؑ الا بما فضاہ اللہ تعالیٰ من قصۃ داؤد  
 علیہ السلام و جالوت حیث قال عز وجل فہزموہم باذن اللہ و قتل داؤد جالوت جابر بن  
 عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کا عمرو کو قتل کرنا بالکل حضرت داؤد علیہ السلام اور جالوت کو قتل کے  
 مشابہ ہے جسکا ذکر خدا نے اس طرح پر کیا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے بہاگ گئے اور داؤد جالوت کو مار ڈالا  
 عن عبد اللہ بن مسعود قال کان یقرء و کفی با اللہ المؤمنین القتال علی و کلن اللہ قویا  
 عزیزا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح پر پڑھا کرتے تھے کہ اُمّی میں مومنوں کے لیے اللہ  
 نے علیؑ کی وجہ سے کفایت کی اور اللہ غالب مہربان ہے۔

عن ابی الحسن المدائنی قال لما قتل علیؑ عمرو بن عبدود منی الی اختہ فقالت من خالک  
 اجتری علیہ فقالوا علی بن ابی طالب فقالت کانت منیۃ علیؑ کفو کریم ما سمعت باختر  
 من ہذا یا بنی عامر فانشأت بہ لوکان قاتل عمر غیر قاتلہ + لکن ابی علیہ اخرا لا بد  
 لا کن قاتلہ من لا یجاب بہ - من کان یدعی قد یمایضۃ البلد یعنی ابی الحسن مدائنی روایت  
 کرتے ہیں کہ حبیب جناب علیؑ نے عمرو بن عبدود کو مارا اور یہ خبر اسکی بہن کو ملی وہ پوچھنے لگی اوسپر  
 کہ کافا بوجل گیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب کا کہنے لگے اسکی موت اپنے بزرگ بہائیؑ کے  
 کے ہاتھ سے ہوئی ہے۔ اگر نبی عامر مینے کوئی اس سے زیادہ صاحب فخر نہیں سنا اور اسکو  
 مرثیہ میں یہ شعر کہے کہ اگر عمرو کا قاتل اسکے اس قاتل کے سوا کوئی اور ہوتا۔ تو میں ہمیشہ  
 اسپر ردا کرتی۔ لیکن اسکا قاتل ایسا ہے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور وہ ہمیشہ سے شہر  
 کا سردار لپکارا جاتا ہے۔ قال فضل اللہ بن بن روزبہان فی کشف الغمہ روى الجمع  
 ان علیاؑ لما بڑا الى عمر بن عبدود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑا الامیان کلہ الی  
 الکفر کلہ فضل اللہ روزبہان کشف الغمہ میں نقل ہیں کہ جمہور اہل سیر روایت کرتے ہیں



کہ جب جناب امیر عمر بن عبدود کے مقابلہ کے لئے نکلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا ایمان پوری کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے +

## غزوہ خیبر میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

ایک غزوہ خیبر ہے جو سنہ سات ہجری میں پیش آیا۔ اس وقت جناب علیؑ کے عمر اکتیس برس کی تھی۔ اس تمام قصہ کا خلاصہ ابو جعفر المرادی بن ہشام نے سیرۃ النبوة میں سلم بن الأكوع کی طرف مرفوع کر کے لکھا ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں خیبر کو چلے میرے چچا عامر صحابہ میں یہ خبر پڑھ رہے تھے واللہ لو اللہ ما اہتدینا + ولا تصدقنا ولا صلینا + ونحن عن فضلك ما استعینا + وثبت اقدام ان لا قینا + وازل من سکینة علینا + یعنی اگر خدا ہم کو ہدایت نہ کرتا۔ نہ ہم صدقہ دیتے نہ ہم نماز پڑھتے۔ ہم تیرے فضل سے مدد چاہتے ہیں۔ پس جبکہ ہم دشمنوں کے سامنے جاؤں۔ تو تو ہمارے قدم ثابت رکھو۔ تو ہم پر کون اور تسلی نازل فرما تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے عرض کیا گیا یہ عامر ہے آپ نے فرمایا اسے عامر اللہ تجھے مغفرت کرے۔ آپ خصوصیت کی جسکی نسبت دعا فرماتے وہ حضور شہید ہو جاتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر حضور ہم کو بھی عامر کے ساتھ اس طرح عا میں سے حصہ دیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ جب ہم خیبر میں پہنچ گئے مرحب یہودیوں کا سردار قلعہ سے باہر نکل کر اپنی تلوار ہلا ہلا کر یہ خبر پڑھ رہا تھا + قد علمت خیبرانی مرحب شاکل السلاح بطل مجرب تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں ولیرمون تجربہ کار ہوں۔ عامر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلا اور رجز کہنے لگو + قد علمت خیبرانی عامر۔ شاکل السلاح بطل المغامر تمام خیبر جانتا ہے میں عامر ہوں۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں ولیرمون بے اندیشہ ہوں۔ پس عامر اور مرحب میں مار مار مار مار کی تلوار عامر کے گھوڑے کو لگی وہ اچھلا کہ عامر کو گرا دی۔ انکو اپنی تلوار لگ گئی جس سے زک ہفت انعام کٹ گئی۔ اس میں انکی جان تھی۔ بعض صحابی کہنے لگے عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ اپنے ہاتھ سے مار دی گئے میں آنحضرت کے حضور میں روتا ہوا گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کون کہتا ہے میں نے کہا حضور کے بعض صحابی کہتے ہیں آپ نے فرمایا بلکہ اسکے لئے دود فعد کی شہادت کا اجر ہے۔ پھر حضرت نے مجھ جناب علی بن ابیطالبؑ کے بلانیکو اپنے بیجا انکی انگلیوں دکھائی تھیں۔ میں انکو لیکر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم علم آج اکیا ایسے آدمی کو دینگے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اللہ کا رسول سے دوست رکھتی ہیں



حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں کو لگایا۔ وہ اچھی ہو گئی آپ علم انکو دیا۔ مرحب قلعہ سے باہر نکلا۔ اپنی  
 مٹائی ہانکنے لگا۔ قد علمت خیراتی مرحب + شاکی السلاح بطل مجرب - اذا اللیوث اقبلت تھب  
 واجمعت عن صولہ المحجب - قلت حمای بدلا یقرب - اطعن احیاناً و حیناً اضرب - از غلبہ لہ  
 فانی اغلب - والقرن عندک بالدماء مخضب یعنی تمام خیر جاتا ہے میں مرحب ہوں - آلات حرب میں  
 شوکت رکھنے والا ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں جبکہ سرکہ میں شیر دراتے ہیں - آگ کے شعلہ ٹہکتے ہیں  
 مرحب کو حملہ سے ہٹ جاتے ہیں کہ بادشاہ کا حاجب ہے - ظاہر ہو گیا کہ میرے خوف سے کوئی نزدیک نہیں آتا  
 کبھی میں نیزہ نہ تار ہوں اور کبھی تلوار - اگر تمام زمانہ مغلوب ہی ہو جائے تو بھی میں غالب ہوں - میرے  
 سامنے حریف خون میں لٹھرا ہوا ہے جناب علی نے اس کے مقابل میں یہ خبر بیان فرمائی ہے انا الذی  
 سمتنی امی حیدرہ + ضرغام اجام ولدت فسدہ - عمل الذراعین شدید القصرہ + کللت غائباً  
 کریم المنظرہ + اکیلکم بالسيف کيل السندہ + اضربکم ضرباً یبین الفقرہ + واترک القرن  
 بقاع جزرہ + اضرب بالسيف رقاب الکفرہ + ضرب غلام ما جحد وردہ + من یترک الحق یقوم  
 صغره + اقتل منکم سبعة او عشرہ + فکلہم اهل فسوق فجرم + میں وہ ہوں کہ میری ٹان  
 نے میرا نام حیدر رکھا ہے - بہادری کے پیشہ کا - درندہ شیر ہوں - قوی بازو اور سخت گردن والا  
 جیسو کہ ڈراوی صورت والا جنگل کا شیر - میں تلوار کے بڑے پیمانے سے متعین ناپون لگا - میں تمہیں  
 ایک ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کا ایک ایک مہر جدا ہو جائیگا - میں نیزہ کو سخت زمین میں  
 گاڑتا ہوں - میں تلوار سے کافروں کی گردن مارتا ہوں - بزرگ قوم کے درمیں میرے ہوئے نوجوان  
 کی ضرب ہے - اسکے لیے جو حق کو چھوڑتا ہے اور ذلت پر شیر تار ہے - میں ان میں سے سات یا دس آدمیوں کو  
 قتل کروں گا جو سب فاسق و فاجر ہیں - ہر جناب علی نے ایک وار کیا اور مرحب کا سر کٹ کر گر پڑا - اور خدا  
 نے انکے ہاتھ سے فتح عطا کی ۔

دوسری روایت میں ہے کہ جناب علی علم لپ کر کودتے ہوئے رزگاہ کو تشریف لے گئے میں انکی خبر معلوم کرنی  
 کو انکے پیچھے ہولیا - اپنے قلعہ کے نیچے چہرلی زمین علم کا ڈھیر قلعہ سے ایک یہودی نے کہا آپ کون  
 ہیں آپ نے فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں یہودی نے کہا تم بلندی یا نیرائے ہو موسیٰ علیہ السلام پر  
 جھوٹ بات نازل نہیں ہوئی جب تک کہ قلعہ فتح نہ ہوا آپ وہاں سے واپس ہوئے جناب رسول  
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ مائل ہے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 علی کو علم دیکر روانہ کیا تو ہم یہی انکے سامنے ہوئے جب آپ قلعہ کے پاس پہنچے قلعہ والے نے ٹھکرانے پر آمادہ



لا يقول لها ذلك غيري الا كاذب صليت قبل الناس سبع سنين واخرجه احمد في المناقب والنسائي في الخصائص  
والحاكم في المستدرک وحافظ ابو زيد عثمان بن ابي شيبه في سنته وابن عاصم في السنة وحافظ ابو نعيم  
في الحلية العقبلي) عباد بن عبد الله کہتے ہیں کہ جناب امیر فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ بولنے والا مینے سات برس سے  
پہلے نماز پڑھی ہو۔

(۵) عن معاذة العدوية قالت سمعت عليا يقول على المنابر من البصرة انا صدیق الاکبر املت قبل  
ان یؤمن ابوبکر واسلمت قبل ان یسلم ابوبکر ونقلنا بن قتیبہ فی المغارف) معاذۃ العدویہ کہتی ہیں مینے  
بصرہ کے منبر پر جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں قبل اسکے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لاتے  
میں ایمان لایا ہوں اور ابوبکرؓ کے اسلام لانے سے پہلے اسلام لایا ہوں۔

(۶) عن ابن عباس بن ابی لیث قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الصديقون ثلاثة حبيبة الخیار  
مؤمن الیاسین الذی قال یا قوم اتبعوا المرسلین وخرقیل مؤمن ال فرعون الذی قال اتقتلون رجلاً  
ان یقول ربی الله وعلی بن ابی طالب هو افضلهم واخرجہ البخاری عن ابن عباس واحمد عن ابی لیلی  
ابن عباس اور ابولیلہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صدیق تین ہیں۔  
اول حبیب الخیار الیاسین یعنی جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین) پر ایمان لانیوالا جس نے کہ یہ کہتا تھا اے  
میری قوم کے لوگو بیویوں کی متابعت کرو۔ اور فرعون کے گرد مسایمان لانیوالا خرقیل جس نے یہ کہتا تھا اے  
لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کتاب میری پالنے والا خدا ہے۔ اور علی بن ابی طالبؓ کہ ان سے افضل ہے۔

(۷) عن ابن عباس بن ابی لیث فی قوله تجا من بطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله علیهم قال علی  
یا رسول الله هل نقدر علی ان نرورك فی الحجة قال یا علی ان لكل نبی رفیقاً اول من اسلم من امتی فذلک  
هذه الآية اولئك مع الذين انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین و  
حسن اولئك رفیقاً فدعا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فقال ان الله تعالى قد انزل بیان ما  
سئلت فجعلك رفیقاً لانی لانك اول من اسلم وانت صدیق الاکبر (تفسیر ابن الحجام) ابن عباس رضی  
اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں جبکہ ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگوں نے خدا اور خدا کے رسولؐ کی اطاعت کی ہے۔ پس وہ  
لوگ ان کے ساتھ ہیں جنہیں خدا نے اپنی نعمت اتاری ہے) روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
سے عرض کیا یا رسول اللہ آیا ہم حضور کو جنت میں بھی دیکھ سکیں گے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہر  
نبی کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے جو اس پر سب سے پہلے اسلام لانا رہا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ ان

سید  
صدیق







الیہ راجعون پہلی ہی ٹوٹے ہوئے ہاتھ نے بیعت کی ہر بیعت پوری ہوتے ہوئے نظر نہیں آتی۔ پہلے انکو  
 پیچھے زبیر بن العوام نے بیعت کی پھر حضرت عثمان کے چند رشتہ داروں کے سوا سب مہاجر اور انصار آپکی  
 بیعت سے مشرف ہوئے اور جن لوگوں نے آپ کی بیعت نہیں کی انکے نام یہ ہیں۔ محمد بن بشیر بن النعمان  
 - رافع بن خدیج - فضالہ بن عبیدہ - کعب بن عجرہ - صہیب بن جہان - اسامہ بن زید - آپکی بیعت ہجرت  
 تیسویں برس ہجری ذی الحجہ کو جمعہ کے دن واقع ہوئے۔ نعمان بن بشیر جناب عثمان بن عفان کا  
 خون بہا کر جس میں کہ انکی بی بی نائلہ کی ترشی ہوئی اور نگلیان ٹکی تھیں۔ جو حضرت عثمان کے  
 قتل کے وقت انکی بی بی نے اپنے ہاتھ کو بڑا کر قاتل کی شمشیر کو اسے روکنا چاہتا اور کٹ گئی تھیں۔  
 اپنے ساتھ لیکر شام کو معاویہ کے پاس چلا گیا۔ اور طلحہ وزبیر بھی بیعت سے چار مہینے کے بعد مکہ معظمہ میں  
 چلے گئے جناب علی نے تمام مشہور و نامور عامل بھیجے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے عامل کو واپس بلا  
 بھیجا اور معاویہ کے بلانیکو لئے اس مضمون کا خط لکھا۔ یہ خط امیر المؤمنین علی کی طرف سے معاویہ کی طرف ہے  
 کہ اگرچہ عثمان صاحب قرابت اور حقدار تھے مین بھی ذوق رایت اور صاحب حق ہوں۔ خدا تعالیٰ نے  
 مہاجرین اور انصار کو شورت سے لوگوں کی حکومت میرے گلرین ڈالی ہے دوسرے لوگوں نے بھی  
 انہیں کی راہ کی پیروی کی ہے۔ جو کچھ کہ انکو بلا معلوم ہوا اور سپر انہوں نے عمل کیا اور جن بات سے انکو گرت  
 معلوم ہوئی اسکو چوڑ دیا تم بہت جلدی میرے پاس چلو آؤ میں نے تمام عاملوں کی طرف لکھ بھیجا ہے کہ  
 میرا عہد انکے ساتھ ہر گز نہیں ہے جو بات کہ میری گلے پڑی ہے میں بھی انکو گلے میں نہ ہی ڈالنا چاہتا  
 ہوں اور اس سے مین اپنے دین اور امانت کو خریدنا چاہتا ہوں۔ مجھ اس سے ہر گز چارہ نہیں۔ تم  
 میرا خط دیکھتے ہی اپنے چند شریف دوستوں کو ساتھ میرے پاس چلو آؤ جو وقت آپ اس خط کو  
 لکھ کر فارغ ہوئے مغیرہ بن شعبہ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے یا امیر المؤمنین یہ خط کیا  
 ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے معاویہ کو لکھا ہے اور انکو اپنے پاس بلایا ہے۔ قاصد کے ہاتھ بھیجا چاہتا  
 ہوں مغیرہ نے کہا یا امیر المؤمنین اگر آپ قبول فرماوین تو میں آپ سے ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں  
 آپ نے فرمایا بیان کرو۔ مغیرہ نے عرض کیا معاویہ کے سوا۔ آپ کو کوئی بگڑ نہیں سکتا۔ اس کے قبضہ میں  
 شام کا ملک ہے۔ اور وہ حضرت عثمان کا ابن عم اور انکا عامل ہے۔ آپ دوست اس سے کسی ایسے  
 عہد کی بابت کہلا بھیجیں کہ وہ آپ کی اطاعت کرے۔ جب آپ کے پاؤں خوب حجم جائیں پھر جواب  
 کی راہ ہو سو کریں۔ جناب امیر نے فرمایا مجھے یہ بات سے خدا تعالیٰ کا حکم روکتا ہے۔ کہ تو گمراہ کرنا  
 والوں کو اپنا دوست مست بنانا کی قسم ہے پروردگار مجھ کو ہر گز مددگار بنانا ہوا نہیں دیکھے گا۔



بلکہ جس امر پر کہ میں ہوں ہی کی طرف میں سکو کہیں چون گا۔ اگر اس نے مان لیا بہتر ورنہ خدا کے پاس میرا اور ہسکا  
 انصاف ہو جائیگا۔ مغیرہ آپ کے پاس سوا تھا اور کہنے لگا آج آپ تھیرے رہیں اور کل تک صبر کریں میں کل  
 آپ کے پاس آؤنگا بہرہ دیکھا جائیگا کہ کیا کرنا چاہیے دوسرے دن مغیرہ نے کہا کہ یا امیر المومنین کل جو کچھ کہہ سیتے  
 عرض کیا تھا سو کیا تھا۔ آپ نے اسے نہیں مانا تھا۔ جب میں ات کو سونے کے لیے لیٹا تو خیال کیا کہ آپ ہی  
 کی رائے ٹھیک ہو آپ نے جو کچھ کہہ لکھا ہے معاذ کی طرف بھیج دیں اگر وہ آپ کے پاس چلا آئے تو بہتر ورنہ آپ کو مغرور  
 کر دیں کیونکہ یہ بات شوکت کے مناسب ہے۔ اپنے فرمایا اللہ تعالیٰ میں ایسا ہی کر دنگا۔ یہ کہہ کر مغیرہ آپ کے  
 پاس سے چلا گیا ابن عباس کہتے ہیں جب لوگ بیعت کر چکے ہیں جناب امیر کبیر دست میں گیا دیکھنا مغیرہ خلوت میں  
 جناب امیر علیہ السلام باتیں کر رہا ہے جب وہ چلا گیا میں نے جناب امیر سے عرض کیا مغیرہ آپ کے کیا کہتا تھا۔  
 آپ نے فرمایا مغیرہ کل میرے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ حضرت عثمان کے عامل معاویہ اور عمرو بن عاص کو عہد  
 سے مغرور کر رہے ہیں جب تک کہ لوگوں کی شورش فرو ہو جائے۔ پھر ان میں سے جسے چاہیں آپ مغرور کریں میں  
 اس سے انکار کیا اور یہ کہہ دیا کہ میں دین میں ہرگز سستی نہیں کر سکتا۔ پھر کہنے لگا کہ آپ جب کو چاہیں مغرور  
 کریں لیکن معاویہ کو یہ خبر ہو رہی ہے کہ میں دین کیونکہ شام کے لوگ اسکے مطیع ہیں اور اسکے کہنے پر عمل کرتے ہیں۔  
 اور صاحب جہات ہو اور اسکے قائم رکھنے میں آپ کے لیے فوجی حجت ہو کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے  
 اپنے عہد خلافت میں سکو حکم شام بنایا ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ لوگ دو دن بھی اسکی مدد نہیں  
 کر سکتے مغیرہ میرے پاس سوا کر چلا گیا مجھے معلوم تھا کہ وہ اپنے دشمن میں ضرور یہ خیال کرتا ہے کہ میری رائے  
 ٹھیک نہیں۔ اب ہر لوٹ کر آیا تھا اور کہتا تھا میں نے پہلے مرتبہ آپ کو جو کچھ مشورہ دیا تھا۔ آپ نے میری رائے سے  
 مخالفت کی تھی میں نے خیال کیا کہ جواب کی سامی میں آیا ہے آپ وہی کرینگے اب میں ہی آپ کی راسخ کے  
 ساتھ اتفاق کرتا ہوں آپ جب کو چاہیں مغرور کریں اور جب کو چاہیں متولی بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے  
 کفایت کرے والا ہے۔ یہ امر شوکت کے مناسب ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر سے عرض کیا مغیرہ  
 نے پہلے مرتبہ آپ کے بطور نصیحت کہا تھا۔ دوسرے مرتبہ دھوکا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے مرتبہ اس نے مجھے کیونکر  
 نصیحت کی تھی میں نے عرض کیا۔ معاذیہ اور اسکے دوست صاحب بن علی میں جب آپ انکو انکے عمل پر قائم رہنے  
 دیکر تو وہ آپ کے حال کے متعرض نہیں ہونگے اور جب کہ آپ انکو مغرور کرینگے تو وہ یہ کہیں گے کہ جناب امیر نے  
 ہمارے خلیفہ کو قتل کر کے خلافت کو بغیر حق کے لے لیا ہے اور شام کے لوگوں کو آپ کی طرف سے دیکھا تو دیکھا کہ  
 سوا میں طلحہ اور زبیر سے بھی مطمئن نہیں کہ وہ بھی آپ کے بلڑے ہوئے ہیں میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ  
 معاویہ کو مغرور کریں جب وہ بیعت کرے تو آپ اسکو اسکی طلبہ سے اکھاڑ سکتے ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا



میں تلوار کو سوا اور کسی چیز سے اسے جواب نہیں دودگا میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ بہادر آدمی ہیں لیکن  
 لڑائی میں آپ کی رائی تھیک نہیں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے کہ لڑائی فریب کی ہو  
 آپ نے فرمایا سچ ہے میں نے کہا اگر آپ میرا کہنا مانیں تو میں ان کے آنے کے بعد ان سے آپ کی حسب ضابطہ  
 معاملہ کر دوں گا کہ وہ پیچھے ہٹ کر نہ دیکھ سکیں گے اور آپ پر بھی کوئی الزام وارد نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا اور ابن  
 عباس میں تیرے اور معاویہ کے بہرہ رسد پر نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا اچھا آپ میری دوسری بات مانیں  
 اور دروازہ بند کر کے اپنے گھر میں بیٹھ رہیں۔ غرض کہ تمام لوگ دوڑ دوڑ کر ننگے آپ کے سوا کسی کو  
 خلافت کا حق دار نہیں پائیں گے آپ ان لوگوں سے لڑائی نہ کریں ورنہ حضرت عثمان کا خون آپ کے سر پر نہیں  
 گے۔ آپ انکار کیا اور فرمایا تم میرا حظ لیکر شام کو چلے جاؤ میں تم کو وہاں کا حاکم کرتا ہوں۔ ابن عباس  
 نے کہا میرے نزدیک یہ کھٹیک نہیں۔ معاویہ بنی امیہ میں سے ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ابن عم  
 اور عامل ہے۔ میں ہرگز اس پر مطمئن نہیں۔ وہ عثمان کے بدنے میری گردن مار دیگا۔ اور اگر اس سے زیادہ  
 میرے حق میں احسان کریگا تو مجھے قید کر لیگا اور آپ کی قرابت کی وجہ سے ضرور مجھ پر تشدد کرے گا  
 حبیب اس نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تو گویا آپ پر ہاتھ ڈالا آپ نے خط کو کسی دوسرے کے ہاتھ اسکے پاس  
 بھیج دیا اور اسے یہاں بلا لیا۔ دیکھیے وہ کیا جواب دیتا ہے جناب امیر علیہ السلام سیرۃ الجہنی کو  
 خط دیکر معاویہ کے پاس بھیجا۔ جب معاویہ کو خط دیا تو معاویہ نے پڑھ کر تین مہینے تک کوئی اس کا جواب  
 نہ دیا۔ جب حضرت عثمان کی شہادت کو پورے تین مہینے کا عرصہ گزر چکا تو ماہ صفر کے آخری دنوں میں  
 معاویہ نے نبی عیسیٰ کا ایک آدمی بلایا اور اس کو ایک سادہ خط دیکر کہا کہ تو مدینہ میں ڈکھو داخل ہو جیو  
 اور لوگوں کے سامنے جناب امیر کو یہ طومار دیدیجیو اس نے مدینہ میں پہونچ کر جناب امیر کو طومار دیدیا۔  
 آپ نے جب اس کو کہولا تو بالکل سادہ پایا آپ نے اس سے فرمایا تیرے پیچھے شام کے باشندوں کا کیا حال  
 ہے قاصد نے عرض کیا یا امیر المومنین اگر آپ مجھے امان عطا فرمائیں تو میں عرض کر سکتا ہوں  
 اپنے فرمایا قاصد کبھی قتل نہیں کیا جاتا وہ کہنے لگا میں اپنے پیچھے ایک ایسی قوم کو چھوڑ آیا ہوں جو  
 یہ کہتے ہیں کہ ہم قصاب کے بغیر کسی طرح سے رضی نہیں ہونگے میں نے ساٹھ ہزار آدمی کو حضرت عثمان سے  
 کرتے کے پیچھے روانہ ہو کر چھوڑا ہے اور وہ قیصر و مشق کی مسجد کے منبر پر رکھا ہوا ہے اس میں حضرت  
 عثمان کی موی نائلہ کی انگلیاں بھی ٹکی ہوئی ہیں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ مجھ سے عثمان کے  
 خون کے طلبگار ہیں عثمان کے قاتلوں کو خدا خراب کرے۔ خدا جس امر کا ارادہ کرتا ہے اس کو اسکی  
 حد تک پہونچاتا ہے عیسیٰ نے کہا مجھے امان ہے۔ آپ فرمایا طلبہ جانچے امان ہے۔ وہ وہاں سے اٹھ کر



چلا گیا۔ لوگ باہم گفتگو کرنے لگے اس کتے ڈرکتے کے قاصد کو لسی باتیں کرنا کیا مناسب تھا۔ واسطہ اگر امیر المومنین  
 اسکا مان نہ عطا فرماتے ہم کو ضرور قتل کر ڈالتے۔ بہر جناب امیر علیہ السلام نے اہل شام کے ساتھ لڑائی کا سامان  
 کیا۔ اور محمد بن حنفیہ کو علمدیا۔ اور عبد اللہ بن عباس کو میمنہ کی فوج اور عمرو بن سلمہ کو مسیرہ اور ابالیہ عامر  
 ابن الجراح کو لشکر کا مقدمہ سپرد کیا۔ قثم بن عباس کو اپنے پیچھے مدینہ کا حاکم بنایا اور عراق میں جناب عثمان  
 کے حاکم قیس بن سعد کو اور کوفہ میں ابو موسیٰ اشعری کو لکھ بھیجا کہ اہل شام کی لڑائی پر لوگوں کو آمادہ کریں  
 اہل مدینہ سے فرمایا خدا تعالیٰ کی محبت کے پورے کرنے میں تمہاری امیر کو ہر طرح سے عصمت حاصل ہو تمہاری  
 اطاعت کرو اور اپنے دلوں کو غم اور غصہ میں نہ ڈالو اور اس سے سرکش نہ بن جاؤ۔ شاید پروردگار تمہاری پریشانی  
 کو جمعیت سے بدل دے اور اس خرابی کے بدلہ کہ اس قوم نے تمہارے حق میں سوچ رکھی ہے تمہیں نیکی پہنچائے  
 جناب امیر علیہ السلام شکر کو شام کی طرف لیجائیں گا تہیہ فرما رہے تھے کہ طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہ  
 کے برخلاف ہو جائیں گے خبر ملی اور معلوم ہوا کہ وہ بصرہ کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ جب طلحہ  
 اور زبیر مدینہ سے مکہ میں چلے آئے جناب ام المومنین حضرت عائشہ نے جو ایام حج کی وجہ سے مکہ میں فروکش  
 تھیں ان سے پوچھا کہ مدینہ طیبہ میں کیا ہو رہا ہے۔ دونوں صاحبوں نے عرض کیا ہم دونوں لوگوں کے غوغا  
 کی وجہ سے مدینہ سے ہٹا لگ آئے ہیں وہاں کے لوگ نہ حق کو پہچانتے ہیں اور نہ باطل سے پرہیز کرتے ہیں۔  
 اور نہ ایسے امور سے اپنے آپ کو باز رکھتے ہیں۔ ام المومنین نے کہا اس غوغا کے فرو کرنے کے لیے سب کو حراہی  
 کرنا چاہیے۔ طلحہ اور زبیر نے کہا یہ ہم سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا ہم ہی شام کو چلے جائیں اور معاویہ سے جا  
 ملیں۔ ابو عامر انہیں دونوں میں جناب عثمان کے قتل کے بعد بصرہ سے مکہ میں آیا ہوا تھا۔ کہنے لگا تمکو  
 شام میں جانے کی ضرورت نہیں وہاں معاویہ کافی ہے۔ تمکو بصرہ میں جانا چاہیے۔ مجھے وہاں رسوخ حاصل  
 ہے اور بصرہ کے لوگ طلحہ کی طرف گردیدہ ہیں۔ اور ہم میں طلحہ لائق ہی ہیں۔ بصرہ کی طرف جانے کے لیے سب  
 کی رائے قرار پائی۔ جناب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ جانے کو آمادہ ہوئیں۔ عبداللہ  
 بن عمر کو بھی ہمراہی کے لیے کہا گیا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ مدینہ والوں کے ساتھ ہوں جو کچھ  
 وہ کریں گے میں بھی وہی کر دوں گا۔ اسیلے وہ مکہ میں ٹھہرے رہے۔ جناب ام المومنین حضرت عائشہ نے بھی ان کے ساتھ  
 چلنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ان کے بہائی عبداللہ بن عمر نے انکو روک لیا۔ یعلیٰ بن مہزیہ نے جو مین میں حضرت عثمان  
 کا عامل تھا اور ان کے قتل کے بعد مکہ میں آیا ہوا تھا ایک ہزار درہم اور سات سو اونٹ ان کے پاس بھیج دیے  
 اور مکہ میں سنا دی کہ ام المومنین عائشہ اور طلحہ اور زبیر بصرہ کو جانے والے ہیں جو شخص دین کی  
 عزت کے لیے لڑنا اور حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور اس کے پاس سامان اور سواری نہ ہو



وہ ہمارے پاس آجائے۔ چہ سو شتر سوار اور ایک ہزار پیادہ باشندگان مکہ اور مدینہ کے انکے ساتھ ہوئے۔  
 انکے سوا اور بھی لوگ انکے ہمراہ ہو گئے جنکی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ یعلیٰ بن مہنیہ نے جناب  
 ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سواری کو ایک اونٹ دیا جسکا نام عسکر تھا۔ دو سو دینار کے بدلے اس  
 کو خرید لیا تھا اس اونٹ کی نسبت بعض روایت کرتے ہیں کہ عرینہ کے ایک آدمی کے پاس تھا۔ وہ بیان  
 کرتا ہے کہ میں ایک روز اس اونٹ پر سوار تھا کہ مجھے والیہ بن الحباب ملا۔ اور کہنے لگا۔ تو اس اونٹ  
 کو بیچے گا۔ میں نے کہا ہاں میں بیچتا ہوں۔ اس نے قیمت پوچھی میں نے ہزار درہم بتائی اس نے کہا تو دو سو  
 تو نہیں میں نے کہا کیوں۔ میں خدا کی قسم کہا کرتا ہوں کہ میں اس پر سوار ہو کر کسی کے پیچھے نہیں دوڑا  
 کہ میں اسے نہ پالیا ہو۔ اور میرا کہنے... بیچتا نہیں کیا کہ میں اس کو گم نہ ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا  
 تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہم یہ اونٹ کس کے لیے مانگتے ہیں۔ ہم اسے جناب ام المومنین کی سواری کیو سطر  
 مانگتے ہیں۔ تو میں نے کہا تم بلا قیمت لیلو۔ وہ کہنے لگا نہیں بلکہ تو میرے ساتھ ایک آدمی کے پاس چل  
 وہ تجھے ایک ناقہ اور درہم دیدیگا۔ میں اس کے ساتھ گیا۔ انہوں مجھے چہ سو درہم اور ایک اونٹنی اس کے  
 عومن عطا کی ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی عبداللہ بن عباس کی والدہ ماجدہ نے جہینہ  
 کے بدوؤں میں سے ایک آدمی کو اجرت دیکر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں اس خبر کے پہنچا نیکو بھیجا  
 کہ ام المومنین اور طلحہ اور زبیر بصرہ کی طرف گئے ہیں۔ بہر جناب ام المومنین نے مکہ سے برآمد ہو کر منزل  
 کی طرف کوچ کیا۔ جب نماز کا وقت آیا مروان بن الحکم اذان کہہ کر طلحہ و زبیر کے پاس گیا اس وقت اندو  
 کے بیٹے انکے پاس بیٹھ ہوئے تھے کہیںو لگا تم دونوں میں سے میں کس ایک کو امیر مہربکا سلام  
 کہوں اور نماز کا اذان کس سے لون عبداللہ بن الزبیر نے کہا میرے باپ کے اور محمد بن طلحہ نے کہا میرے  
 باپ کے یہ بات جناب ام المومنین عائشہ تک پہنچی انہوں نے مروان کو کھلا بھیجا کیا تو ہماری بات کو  
 لگاڑنا چاہتا ہے۔ عبدالرحمن بن عتاب نماز پڑھائیں معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ اگر مروان ظفر باب  
 ہو جاتا تو ضرور ہم آپس میں لڑ مارتے۔ نہ زبیر طلحہ کو اور نہ طلحہ زبیر کو چور نہ لالا تھا جناب ام المومنین  
 کے ساتھ اور امات المومنین بھی انکے دواہ کرنے کے واسطے مکہ سے ذات عرق تک نکلی تھیں  
 سلام کی حالت پر رونے لگیں اور انکے ساتھ تمام لوگ رونے لگے۔ اس دن سے زیادہ کوئی رونے  
 کا دن نہیں دیکھا گیا اسکی نام یوم النحیب کہا گیا۔ پھر وہ لوگ بصرہ کو نکلے اور جناب امیر علیہ  
 السلام اپنے لشکر لیکر بیع الاول شہر منیہ میں بحری کی آخری تاریخ میں شام کے قصد پر مدینہ  
 سے باہر نکلے۔ آپ ابھی روانگی میں تھے کہ ام الفضل کے قاصد پہنچ کر خبر دی کہ طلحہ و زبیر اور ام



المؤمنین غمانتہ بکر کر کے بصرہ کو چلی گئی ہیں۔ جب پاکوہ خیبر ملی اکابر اہل مدینہ کو بلا کر آپ کے سامنے  
 خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد بیان فرمایا کہ کسبیات کا انجام بخیر نہیں ہوتا جب تک کہ خدا اس کی ہستی  
 نکرے پس تم خدا کی مدد کرو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے سب کام اچھے کر دیگا۔ جناب علی نے یہ  
 فرما کر شام کی طرف سوا عراض فرمایا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ طلحہ و زبیر کے بصرہ میں پہنچنے سے  
 پہلے پہنچ سکیں۔ انکو جالین اور انکو واپس کر لائیں یا ان سے جنگ کریں۔ جب آپ بڑے میں پہنچے تو آپ  
 کو خبر ملی کہ وہ بصرہ کی میدان سے بڑے گئے ہیں۔ علقمہ بن وقاص المیشی کہتا ہے کہ جب اہل بصرہ طلحہ و زبیر  
 سے بیعت کر چکے تو میں طلحہ سے ملا اکثر میں نے علیؓ کو ملنا اچھا سمجھتا تھا دیکھا کہ اکثر وہ اپنی واپسی کو پکڑی  
 ہوئے خلوت میں متفکر بیٹھے رہتے ہیں سینے لٹے کھایا یا با محمدؐ میں آپکو ہمیشہ خلوت میں شگفتہ پایا کرتا  
 تھا اب دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی واپسی کو پکڑے ہوئے متفکر بیٹھے رہتے ہیں اگر کوئی بھی بات تمہارے  
 پیش آئی ہے تو کوئی نیک امر اختیار کر لو۔ مجھ سے کہنے لگو کہ حضرت عثمان کے حق میں مجھ سے غطا ہو چکی ہے  
 جسکی توبہ میں سوا اسکے نہیں جانتا کہ انکے خون کے طلب میں میرا خون بہایا جائے۔ میں نے آپ اپنے بیٹے  
 محمدؐ کو واپس بھیج دیا۔ آپکی زمین ہے اور عیال بھی ہے اگر آپ پر کوئی حادثہ وارد ہو تو وہ آپکی عیال کی زمین  
 اور عیال کی خبر گیری کر سکے کہنے لگے شاید وہ تیری بات مان لے۔ میں نے محمدؐ کے پاس جا کر کہا کہ اگر کوئی  
 حادثہ میرے باپ پر نازل ہو اور تو زندہ رہے تو تو اسکی زمین اور عیال کی خبر گیری کر سکتا ہے اس نے کہا میں اپنے  
 باپ سے سوا کسی کے لیے طلب نہیں کر سکتا۔ روایت ہے کہ طلحہ ان دنوں میں کھاتے تھے کہ سم قبل سے  
 اکثر اس فتنہ کے بانیں کیا کرتے تھے انکے دوستوں میں سے کسی نے کہا آپ ہسکا نام فتنہ رکھتے ہیں اور  
 خود اس میں پڑتے بھی ہیں۔ کہنے لگے تجھ پر سخت افسوس ہو۔ کبھی ہم شہابیہ بھی ہوئے ہیں اور کبھی نہیں  
 بھی ہوئے مگر کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ میں نے اپنے قدم دھرنے کی جگہ کو نہ معلوم کر لیا ہو  
 مگر میں اس معاملہ میں نہیں جانتا کہ مستقبل میں یا بد بختیاب ابن طارق کہتا ہے کہ جناب امیر جنگ جمل کے  
 لیے تشریف لائے اور رندہ میں فروکش ہو کر آپ کے لشکر میں میرا ایک رفیق تھا میں اسکے ملنے کے لیے گیا اور  
 جناب امیر علیؓ السلام کی تشریف آوری کی وجہ سے اس نے بیان کیا کہ طلحہ اور زبیر اور جناب ام المومنین  
 عائشہ حضرت امیر سر بخلات ہو کر بصرہ کی طرف چلی گئی ہیں اور وہ لڑنے پر آمادہ ہیں۔ میں نے اپنے جی میں  
 کہا۔ اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری میں اور جناب ام المومنین کے ساتھ جنگ کروں تو  
 یہ ایک امر گران معلوم ہوتا ہے۔ پھر اگر جناب امیر علیؓ السلام کے ساتھ جنگ کروں تو یہ بھی مشکل ہے کیونکہ  
 وہ سب ہوسنوں سے اولیٰ ہیں۔ اسی اثام میں میں اپنے دوست کر پاس کو انکو جناب امیر کے خدمت میں گیا



اور سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا میں آپ کے پاس شہید گیا۔ آپ نے میری جانب متوجہ ہو کر ان لوگوں کا تمام تذکرہ بیان فرمایا جب آپ اس قصد کو بیان کر چکے تو آپ نے نماز کا حکم دیا۔ اور ہمارے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی پھر کوٹ کر بیٹھ گئے جناب حسن علیہ السلام اٹھ کر ان کے سامنے جا بیٹھے اور رو کر کہنے لگے میں نے آپ سے عرض کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا میں نے پھر عرض کیا تھا۔ اب یہ یکہ کہ آپ کل کیسے تنگ موقع میں لڑینگے اور کوئی آپ کا مددگار نہ ہوگا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تو سوہی کیا بات ہے تم ہمیشہ لوگوں کی طرح سے روتے ہو۔ میں نے کیا ایسی بات کہی تھی کہ جسکی نسبت تمہارا زعم ہے کہ میں نے اسے نہیں مانا جناب حسن نے عرض کیا جب لوگوں نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گہ کو گہر کہا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ بیان سے کسی سمت کو چل دیں۔ جب یہ لوگ جناب عثمان کو قتل کرینگے تو ضرور آپ کو ڈھونڈیں گے اور آپ کی بیعت کرینگے۔ لیکن آپ نے نہ کیا۔ پھر جب حضرت عثمان شہید ہو گئے اور لوگ آپ سے بیعت کرنے کو آئے میں نے عرض کیا کہ جب تک آپ کے پاس تمام عرب کے قاصد نہ آجائیں آپ بیعت نہ لیں۔ پھر جب طلحہ وزیر بیعت کر لے آئے تو میں نے کہا کہ آپ انکا کہنا نہ مانیں اگر تمام ہست اجماع کرے تو آپ بیعت قبول کریں اور اگر اختلاف واقع ہو تو آپ فضائی الہی پر راضی رہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے کہا وہ اس میں گفتار نہیں بنتا چاہتا کہ جب آدمی اسکے بیٹے میں گستاخ ہے تو اسکو حیران کر کے اسکو پاؤں میں سے ڈالتا ہے اور زیاب زیاب پکار کر اسکی نسین کاٹ دیتا ہے تیرا باپ تو مدبر کو مقبل سے اور عاصی کو مطیع اور مخالف کو فرمان پذیر سے لڑاتا ہے پھر خدا جو چاہے سو کرے پھر جناب امیر نے رند میں طلحہ وزیر کی طرف خط لکھا۔ کہ اے طلحہ اور اسے زیر زعم بخوبی جانتے ہو۔ کہ جب تک لوگوں نے میری بیعت کا ارادہ نہیں کیا میں نے ہی انکا قصد نہیں کیا۔ تم دونوں کسی کے رعب ہو و بکری بیعت نہیں کی اسے زیر تو تو شہسوار قریش ہے اور اسے طلحہ تو تو شیخ المہاجرین ہے۔ قبل اسکے کہ تم اس بات میں پڑنے اسکا چوڑ دینا تمہارے لیے زیبا تھا۔ عثمان کے بیٹے موجود ہیں وہ عثمان کی ولی ہیں اور انکے خزانے کا مطالبہ کر سکتے ہیں تم دونوں مہاجرین میں سے ہو۔ تم اپنی والدہ کو گھر سے باہر کھینچ لائے ہو جس میں کہ خدا نے اسے فرار سے بچو رہنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تمہاری لیے کافی ہو۔ و سلام۔ اور جناب ام المومنین عائشہ کو یہ خط علیحدہ لکھا کہ آپ کو اپنے گہ سے الے اس کی طلب کے لیے باہر نکلنا زیبا تھا۔ جو آپ کی شان کے مناسب ہوتا۔ پھر آپ کا یہ زعم ہے کہ صلح بین الناس کے سوا آپ کو اور کوئی امراد نہیں۔ بلکہ آپ یہ تو بیان کریں کہ عورتوں کو شکر کی سپہ سالاری سے کیا سروکار ہے۔ آپ اپنے زعم میں جناب عثمان کے خزانے کا مطالبہ کرتی ہیں۔



عثمان بنی امیہ میں سوتھے آپ بنی قسیم میں سیہیں جس نے کہ آپ کو اس امر کے لئے گھر سے باہر نکالا ہے اور سہر  
 بنا لکھتے کیا ہے وہ ایک بہاری گناہ کا ترکیب ہوا ہے۔ آپ خدا سے ڈرین اور اپنے گھر کو لوٹ جائیں  
 اور ستر کا لحاظ رکھیں۔ بہر جناب امیر علیہ السلام نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو اہل کوفہ کی طرف خط  
 دیکر روانہ کیا اور اس میں لکھا کہ میں نے تم کو سب شہروں کے باشندوں میں سے انتخاب کیا ہے اور جو امر  
 کہ اس وقت حادث ہوا ہے اس کے لئے میں تمہاری طرف توجہ کی ہے پس تم خدا کے دین کے اعوان اور  
 انصاف دو۔ اور ہماری ساتھ آمادہ ہو جاؤ۔ شاید کہ اس امرت میں پہر اصلاح عمو کر آجے اور ہم لوگ  
 ایک دوسرے کے بہائی بنجائیں تو دونوں محمد کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جناب امیر لوگوں میں خطبہ پڑھا  
 کہ تم میرے اور ارشاد کیا کہ پروردگار نے اسلام کی وجہ سے ہمیں عزت دی ہے اور ہمارا قدر بلند  
 کیا ہے اور ذلت اور باہمی نفرت اور عداوت کو بعد اسی کی وجہ سے ایک دوسرے کا بہائی بنایا ہے پس  
 جب تک کہ خدا نے چاہا لوگ اس پر چلتے رہے اسلام انکا دین اور حق انکا مذہب اور قرآن انکا پیشوا رہا  
 یہاں تک کہ میں ان لوگوں کے ہاتھ میں آپنسا۔ جنکو کہ شیطان نے پسلا یا ہے اور وہ ضرور اس  
 امرت کو پسلا نیا لایا ہے جس طرح سے اس امرت سے پہلی امتوں میں پھوٹ پڑی ہے۔ اس امرت میں  
 ہی ضرور پڑ پڑی۔ ہونیوالے شہر سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں (اسکو دہرا کر) فرمایا ہونیوالی بات ضرور  
 ہو کر رہے گی اور عنقریب یہ امرت تتر فرقوں میں بٹ جائیگی جن میں ایک کے سوا سب جہنمی ہونگے پس  
 تم اپنے دین کی تکریم کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنا شعار بناؤ۔ اور انہیں کی سنت کا  
 اتباع کرو۔ اور جو مشکل کہ پیش آئے تمکو اس میں قرآن کی طرف رجوع کرو جو کچھ کہ قرآن حبل الہی ہے  
 مانو اور جس سے انکار کرے اسکو چوڑو اور اس پر خوش رہو کہ اللہ تمہارا رب اور سلام تمہارا دین اور  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری نبی ہیں اور قرآن کے منصف اور پیشوا ہونے پر رضی رہو۔ بہر آپ  
 رندہ سوزی فار کی طرف روانہ ہوئے اور دونوں کوفہ میں پہنچ گئے ابو موسیٰ کو خط دیا انہوں نے  
 سب کے سامنے پڑھا اور کچھ جواب نہ دیا۔ رات کو ذوی الحج کے لوگ اکٹھے ہو کر ابو موسیٰ کے پاس  
 گئے اور پوچھا کہ روانہ ہونے کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے ابو موسیٰ نے کہا آج تو نہیں میں کل  
 اپنی راسخ بیان کرونگا۔ دوسرے روز ابو موسیٰ نے منبر پر چڑھ کر بیان کیا کہ دوام میں ایک آخرت  
 کے واسطے گھر میں بیٹھے رہنا۔ اور دوسرا دنیا کے واسطے گھر سے باہر نکلنا جو ان دونوں میں آسان  
 سمجھو اسے اختیار کرو پس لوگوں میں سحران دونوں محمد بن کے ساتھ کوئی چلنے کے لئے  
 آمادہ نہ ہوا۔ اور وہ دونوں غصہ میں آکر ابو موسیٰ سے سخت دست کہنے لگے ابو موسیٰ نے کہا



کہ ابھی تک عثمان کی بیعت میری اور تمہاری آقا کے گلے میں بڑی ہوئی ہے اگر لڑائی سے چارہ نہیں تو جب  
 تک کہ عثمان کو قاتلون ہو جان کہیں کہ ہوں فراغت حاصل نہ جائے۔ کوئی نہیں لڑ سکتا۔ دونوں محدود  
 سے جناب امیر کی خدمت میں واپس چلے آئے اور ساری خبر بیان کی۔ آپ نے اشتر سے فرمایا تو بیماری طرف  
 سے ابو موسیٰ کو پاس جا اور اس کی بات پر اعتراض وارد کرتی رہے کہ سوا ابو موسیٰ کو فہ کے عمل پر نہیں رہ  
 سکتا جناب حسن کو بھی اپنے ساتھ لے جا اور اس فساد کی اصلاح کہ جناب حسن اور اشتر ایسے وقت میں کو فہ میں  
 پہنچ کر اس وقت لوگ مسجد میں جمع تھے اور ابو موسیٰ انہیں خطبہ سنارہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ  
 لوگو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وہی لوگ ہیں جو بشر فیاب صحبت ہوئے ہیں پس ہی لوگ ان  
 لوگوں سے کہ جنکو مشرف صحبت حاصل نہیں ہو اخذ اور رسول کا زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔ تم انصیحت  
 کرنا ہمارا فرض ہے یہ فتنہ سخت ہے۔ مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ  
 پیدا ہونیوالا ہے کہ بیٹھا ہوا کٹرے ہوئے سے اور کٹرا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا  
 خدا تعالیٰ نے ہم کو ایک دوسرے کا بنائی بنایا ہے اور ہمارا خون اور مال ایک دوسرے پر حرام کیا ہے  
 جناب حسن علیہ السلام نے کٹرے ہو کر ابو موسیٰ سے فرمایا ای بوڑھے تیری مان مرے ہمارے عمل سے علیحدہ  
 ہو جا۔ ابو موسیٰ نے عرض کیا آپ آج کی شب مجھے مہلت دین۔ جناب حسن علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر  
 خطبہ ارشاد کیا اے لوگو۔ تم اپنے امیر کی دعوت مانو اور اپنی بہائیوں کی طرف دوڑو۔ امیر المؤمنین  
 فرماتے ہیں میں ان دوراہوں میں سے ایک راہ پر نکلا ہوں یا ظالم ہوں یا مظلوم اگر ظالم ہوں تو جو شخص میری مدد کرے گا خدا  
 تعالیٰ اسکی مدد کرے گا۔ اور اگر ظالم ہوں تو مجھے پکڑ لے گا۔ خدا کی قسم ہے طلحہ و زبیر وہ ہیں جنہوں نے  
 سب سے پہلے مجھ سے بیعت کی ہے اور وہی سب سے پہلے لڑائی کے لیے نکلے ہیں آیا مینے کسی کے مال  
 میں ہاتھ ڈالا ہے یا خدا کے کسی حکم کو بدلایا ہے۔ پس تم جلدی کرو۔ ادا چھی بات کو مانو۔ اور بری بات  
 سے بچو۔ عمار بن عباس نے بھی یہی گفتگو کی۔ امام بخاری جامع صحیح میں ابن مریم عبد اللہ بن زیاد سے روایت  
 کرتے ہیں کہ جب طلحہ و زبیر اور ام المؤمنین عائشہ بصرہ کی طرف چلے گئے جناب امیر نے عمار بن عباس اور  
 اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام کو کو فہ میں ہماری پاس بھیجا جناب حسن نے منبر پر چڑھ کر اور عمار بن عباس  
 نے منبر کے نیچے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بصرہ کو چلی گئی ہیں۔ خدا  
 کی قسم ہے وہ دنیا و آخرت میں تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں خدا نے اسوقت تم کو امتحان  
 میں ڈالا ہے کہ تم علی کی اطاعت کرنے ہو یا ام المؤمنین کی اور ہر شے ہر ایک قبیلہ اور جماعت کو دعوت  
 کرنے لگے۔ لوگ بھی انکی دعوت کو پذیرا کرنے لگے۔ مہند بن عمر نے کھڑے ہو کر اپنی قوم سے کہا امیر المؤمنین



لوگوں کو ساتھ میں جنہر خدا کی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقین اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ انکے اچھے رفیق ہونگے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا یا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے اور تجھ پر رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے مجھ پر سلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر (۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فی القیۃ غیرنا اربعۃ فقام رجل من الانصار فقال قد ابی و احی منہم یا رسول اللہ قال انا علی الباق واسی صالح علی فاقۃ اللہ العقیۃ و عی حنرۃ علی فاقۃ الغنیۃ و اخی علی علی فاقۃ من فوق الجنة بیدہ لواء الحمد ینادی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فیقول لا دینیون ما هذا الا ملکاً مقرباً بالونیا من سلاسل الامم و حامل الفیض من عرش یا معشر آدمیین لیس هذا ملکاً مقرباً و لا نبیاً من سلاسل و لا حامل عرش هذا الصدیق اکبر علی ابن ابی طالب (اخرجه ابو جعفر الحقیلی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت میں ہم چار شخصوں کے سوا باقی چنانچہ شخص سوار ہوگا۔ انصار میں سے ایک شخص نے انکر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماننا ہے آپ پر خدا ہوں وہ چار شخص کون ہیں حضرت فرمایا ایک تو میں ہیں بقیہ سوار ہوگا۔ ارد میں بھی ساری صالحہ نبی اس ناقہ اللہ پر سوار ہوگا جسکے پادریں کھڑے گئے تھے سوار میرا چچا حمزہ ناقہ غصیا پر سوار ہوگا اور میرا بھائی علی جنس کی اوٹنیوں میں سے ایک اوٹنی پر سوار ہوگا اور اس کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پرچہ ہوگا تمام آدمی کہیں گے یہ کوی مقرب فرستے یا نبی مرسل یا حامل عرش یا عرش کے اندر سے ایک فرستے جواب دیگا کہ لے لو گونہ یہ مقرب فرستے ہو اور نہ نبی مرسل اور نہ حامل عرش پر صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہے۔

## فاروق الاعظم

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتول

لعلی انت صدیق اکبر و الفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق

والباطل (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ المحبۃ الطبری) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جناب امیر کو فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور باطل میں فرق کر دے گے۔

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی هذا اول من امن بی و هذا

اول من یصافحنی یوم القیۃ و هذا صدیق اکبر و هذا فاروق الاعظم یفرق بین الحق و الباطل و

هذا یعنی المؤمنین و للمانی بعسوب المناقین (اخرجه الدیلمی و الطبرانی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کی نسبت فرماتے تھے یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان

لایا ہے۔ اور یہ وہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملے گا اور یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور مؤمنین کا



نے ہکو بلایا ہے اور اپنے فرزند ارجمند کو بھیجا ہے۔ تمکو انکی بات پذیرا کرنی چاہیے۔ اور انکے حکم کو  
 ماننا چاہیے اور اپنی رائے کو مدد دینا چاہیے تم انکے ساتھ جلد چلو۔ حجر بن عدی نے کہا امی لوگو ام المومنین  
 کی دعوت کو قبول کرو تم سکندرش ہو یا ذریہ جس حالت میں ہو دوڑ کر چلو۔ تم سب میں سے اول میں روانگی کا  
 فرمان پذیر ہوں جناب حسن نے فرمایا اب ہم روانہ ہوتے ہیں جو شخص خشکی کو رستہ لے جاتا ہوتا ہو وہ ہمارا ساتھ چلی  
 ورنہ دریا کی راہ سے ہماری پاس پہنچ جائے فوہرا آدمی خشکی کے رستہ سے انکے ہمراہ ہو لیئے اور دونوں ہزار  
 لاکھ سو ذی قارین دریا کی رستہ سے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے آپ نے عبد اللہ بن عباس  
 رضی اللہ عنہ جیسے بزرگوار صاحبوں کے ساتھ انکی ملاقات کی اور اوہ بگت کر کے فرمایا۔ اے کوفہ والو  
 تم حج کے بادشاہوں کو قتل کیا ہے اور انکے جھگڑے کو توڑ پھوڑ کر انکی میراث چھین لی ہے۔ ہم نے تم کو  
 اسلئے بلایا ہے کہ تم ہمارے اور ہمارے اہل بصرہ کے بھائی بندوں کے درمیان گواہ بنے رہو۔ اگر وہ لوٹ  
 جائیں تو یہی ہماری مراد ہے۔ اور اگر وہ ہٹ کر نیگے تو ہم ان سے ہمدارامیش آئینگے یہاں تک کہ وہ ہم پر  
 ظلم شروع کریں۔ میں کوئی رفع فساد کے وسطی اصلاح کی بات انہیں صرف کرنے سے باقی نہیں چھوڑوں گا  
 پھر اپنے قفقاع رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اہل بصرہ کے پاس جانیکا حکم دیا۔ قفقاع آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے صحابہ کرام میں سے تھے ان سے جناب امیر نے فرمایا تم جا کر طلحہ وزیر کو خدا سے ڈراؤ اور ان دونوں  
 کو الفت اور جماعت کی طرف دعوت کرو اور فرقت اور مبایعت کی برائی بتلاؤ۔ تمہاری حبیبی آدمی خود  
 جانتا ہے کہ ایسی معاملات میں کیا کرنا چاہیے۔ قفقاع بصرہ میں پہنچے اور اول جناب ام المومنین کنجرت  
 میں گئے اور سلام کے بعد عرض کیا اے مادر مہربان اس شہر میں اپنی تشریف آوری کا کیا باعث ہو  
 جناب ام المومنین فرمایا۔ میرے بیٹے میرا انصاف لوگوں میں اصلاح قائم کرنے کے لیے ہوا ہے قفقاع  
 نے کہا آپ طلحہ وزیر کو میری پاس بلا دیں تاکہ میں آپ کے مواجہ میں اسے گفتگو کروں جناب ام المومنین نے  
 انکو بلا بھیجا جب وہ خدمت میں حاضر ہوئے قفقاع نے ان سے کہا میں نے جناب ام المومنین سے تشریف آوری  
 کا باعث پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا انصاف لوگوں میں اصلاح پیدا کرنے کے لیے ہوا ہے۔ آپ دونوں  
 صاحب بیان کریں کہ آپ اس امر میں متابع ہیں یا کہ مخالف دونوں صاحبوں نے کہا ہم متابع ہیں قفقاع  
 نے کہا اب آپ بیان کریں کہ اصلاح کی کیا صورت ہو خدا کی قسم ہے اگر تم نے اسکو سمجھیں جتنا دیا تو البتہ آپ  
 اصلاح کر بیٹھے ہیں اور اگر آپ نے انکار کیا تو کوئی صورت پیدا نہ ہو سکے گی دونوں نے کہا جناب  
 عثمان کے قافل دیدی جناب قفقاع نے کہا یہ ہر وقت نہیں ہو سکتا۔ میری رائے میں آنا ہے کہ ہر  
 وقت یہ بڑھتی ہوئی آگ بھادی جائے تاکہ مسلمانوں کا خون زمین پر نہ گرے اس کے



اسکے سوا اور کوئی دوسرا علاج نہیں اگر تم نے اذکار کیا تو کام بگڑ جائیگا۔ اور اس سے اعراض کرنا علامت شتر اور مال کے تلف ہو جانے کا باعث ہوگا۔ تم لوگوں کو عافیت پہنچاؤ خدا تمہیں عافیت روزی کر دے گا تم نیکی کی کنجیاں بنو اور بلا کو مست چھوڑنا کہ تمہیں اور ہمیں آپس میں نہ لڑوادی۔ دو دن کہنے لگے تم نے تمہیں کہا ہے۔ اگر یہ معاملہ آپس میں شخص کے رائے پر چل نکلا تو درست ہو جائیگا۔ فقہاء وہاں سے واپس چلے آئے اور جناب امیر سے عرض کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ تمام لوگ صلح پر مطلع ہو گئے۔ جبکہ وہاں سے واپس آئے معلوم ہوا۔ اور جس نے خوش ہونا تھا خوش ہو گیا تمام عرب کو قاصد بصرہ سے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو گئے تاکہ اپنے اہل کوفہ کے بھائیوں کی رائے سے واقفیت حاصل کریں کوفہ والوں نے بھی ان سے بیان کیا کہ صلح کے سوائے کوئی دوسرا خیال ہمارے دل میں نہیں۔ پھر جناب امیر خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد جاہلیت کا اور سبکی برائیوں کا ذکر کیا پھر اپنے ارشاد کیا کہ میں کل بیان سے کوچ کرنے والا ہوں جس نے کہ عثمان کے قتل پر اعانت کی ہو وہ ہماری ساتھ نہ چلے۔ ذی قاریں جناب عثمان کے قاتلوں میں سے دو ہزار آدمی جناب امیر کے لشکر میں موجود تھے رات کو باہم مشورت کرنے لگے ان کے رئیس عبداللہ بن سبا جو ابن اسودار کے نام سے بھی مشہور ہے ان سے کہنے لگا تمہاری عزت اسی میں ہے کہ تم لوگوں میں سے رہو اور جناب علی کا ساتھ نہ چھوڑو۔ جب سچ ہو تو تم لوگوں میں ملے لگے لگیاؤ جو لوگ کہ تمہاری ساتھ ہونگے وہ بھی ناچار ہو کر لڑ پڑینگے۔ جب جنگ چھڑ جائے تو تمہیں تشاد پکھنا کہ کیا ہوتا ہے وہ لوگ عبداللہ بن سبا کی رائے پر متفرق ہو گئے۔ جبکہ جناب امیر نے فیصلہ نہ کر پا کر پاس جا اترے اور وہاں سے بصرہ کا ارادہ کیا۔ انور بن سنان المنضری جناب امیر علیہ السلام سے کہنے لگا یا امیر المومنین آپ بصرہ کی طرف کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں لوگوں میں صلح قائم کرنے کے لیے اور اس آگ کے بھڑکنے ہوئے شعلہ کو بجھانے کے لیے آیا ہوں شاید میری وجہ سے پروردگار اس امت کے تفرقہ کو دور کر دے اور جمعیت عطا فرمائے اور یہ لوگ لڑائی کو چھوڑ دیں۔ انور بن سنان نے کہا اگر ان لوگوں نے ہماری کہنے کو نہ مانا آپ نے فرمایا ہم انکا پیچھا چھوڑ دینگے جس طرح سے کہ وہ ہم کو چھوڑ دیں وہ کہنے لگا اگر انہوں نے ہمیں نہ چھوڑا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ ہم کو نہ چھوڑیں گے تو ہم انکو اپنی جان سے زور کے ساتھ مٹا دیں گے۔ اس نے کہا آیا کوئی نظیر انہیں قائم ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل کتاب ہے کچھ عبارت رنگینی ہے واسطہ علم اس پر جہ نہیں پھر اسکا بیٹا ابوسلام کہرا ہو کر کہنے لگا امیر المومنین آپ اس قوم کے ساتھ جنگ کی تاخیر کرنے میں کوئی حجت مد نظر رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ جب کسی دشمن کو چھوڑنا حکم نہ پایا جائے تو اس میں اس امر پر حکم کیا جاتا ہے جو احتیاط کے



مناسب ہوا جس میں نفع عام ہو۔ وہ کہنے لگا پھر سہارا اور اذکار کیا حال ہوئی والا ہے اپنے فرمایا میں امید کرتا  
 ہوں کہ جو کوئی ہم میں سے ہو اور ان میں سے قتل ہوگا اگر اسکا دل خدا کے ساتھ خالص ہے تو وہ جنت میں داخل  
 ہوگا۔ پھر طلحہ اور زبیر اور جناب ام المؤمنین عائشہ کعبہ سے روانہ ہو کر قصر ابن زیاد کے پاس پہنچے جناب امیر  
 کا لشکر بھی وہاں پہنچے فاصلہ سے چلا ہوا تھا کہ یہ انکو اور وہ انکو دیکھ سکتے تھے تین دن تک وہاں پھر  
 نہیں رہے۔ سو صلح کے اور کوئی امر مد نظر نہ تھا۔ اور باہم خط و کتابت جاری تھے۔ اور ان دونوں  
 لامذہبون کا ملنا جمادی الآخر کے نصف شدہ اتریس بجری کو ہوا۔ جناب امیر اپنے لشکر میں خطبہ پڑھنے  
 کو کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو تم اپنے ہاتھ اور زبان کو ان لوگوں سے روک رکھو جو شخص آج کے دن  
 دیکھ کر لگا وہی کل دشمن قرار دیا جائیگا۔ اور ہر جناب ام المؤمنین ازو کے قبیلہ کے پاس فروکش ہوئے۔  
 ان دونوں میں سبرہ بن سحان قوم ازد کا رئیس تھا۔ کعب بن سوار اسکو کہنے لگا جب کہ یہ دونوں لشکر  
 ایک دوسرے کے آہنے سامنے اتریں تو اب انکا بندر ہنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں لشکر  
 لہراتے ہوئے دو دریا ہیں۔ تم میری بات مانو اور تم انکے درمیان مت گھسو۔ اپنی قوم کو بھی ان سے  
 بچا کر دو۔ مجھے خوف ہے کہ سب ادا صلح نہ ہو۔ اور جنگ چھڑ جائے یہ دونوں بہائی ہیں اگر باہم رضی ہو گئے  
 تو یہی اور اگر نہ ہوئے تو یہی کل ہم انپر حکم نہیں نیگے۔ کعب جاہلیت میں اضرائی تھے۔ سبرہ نے ان کو کہا مجھ  
 قدر ہے کہ تجھ میں اضرائیت کا کچھ بقیہ نہ رہ گیا ہو۔ تو مجھے یہ کہتا ہے کہ صلاح میں الناس سو غائب رہوں  
 اور جناب ام المؤمنین اور طلحہ اور زبیر کی مدد نہ کروں جبکہ ان لوگوں نے صلح کا ارادہ کیا ہے۔ خدا کی قسم  
 ہے میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ جناب بن رشد بنیم اور عدی اور کفیل اور بنی عبد مناة اور بنی الیاس کے  
 بیچ قبائل کی جمعیت کو ساتھ اور ابوالحر بانی تہیم اور بنی عمر کے گروہ کے ساتھ اور بلال بن وکیع خنظلہ  
 کی قوم کے ساتھ اور سبرہ بن سحان قبیلہ ازد کے ساتھ اور ساجع بن مسعود سلمی بنی سلیم کے ساتھ اور  
 زفر بن الحارث بنی عامر کے ساتھ اور غطفان بن شعیب بنی بکر کے ساتھ اور حارث بن رشد بنی ناجیہ کے  
 ساتھ اور ذوالاحمر حمیری بنی کے لوگوں کے ساتھ جناب ام المؤمنین کے لشکر میں حاضر تھے۔ پس بنی  
 مضرا بنے بہائی بندوں مصر کے قریب اور ربیع اپنے رشتہ داروں ربیعہ کے تو دیکھ اور اہل یمن اہل  
 یمن کے پاس جو جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں تھے اترے جناب امیر کے لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب  
 اور طلحہ وزبیر کی فوج کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی ان دونوں لشکر کے فروکش ہونے کے تیسری شب کو  
 عبداللہ بن عباسؓ کی زبان جناب امیر نے طلحہ وزبیر کو اور طلحہ وزبیر نے جناب امیر کو سلام کھلا بھیجا۔ اور باہم  
 صلح کے لیے قاصد آمد و شد کرنے لگے اور صلح کی بات دونوں گروہوں میں شائع ہو گئی لوگ نہایت



یہی خوش ہوئے کہ صلح پر مطلع ہونے سے شب کو ایسی خوشی سے سو کہ ویسے کہی نہیں سکتے تھے قاتلان  
 عثمان کی حیرت لوگوں کی باہمی خط و کتابت کو دیکھا اور صلح کی قرارداد پر مطلع ہوئے نہایت پریشانی  
 میں پڑ گئے اور تمام ہرات باہم مشورت کرتے رہے آخر انکی رائے نے لڑائی کے فتنہ اٹھانے پر اتفاق کیا  
 ابھی رات کا اندھیرا باقی تھا کہ انہوں نے طلحہ وزیر کے لشکر پر بیخون مارا۔ اعدان دونوں کے لشکر میں  
 سے مضر ابنی ہم قوم مضر پر اور ربیعہ ربیعہ پر اس طرح سے قبیلہ والے اپنے قبیلہ کے لوگوں پر چڑھ کر لڑے  
 کہ لشکر میں تھے اٹھ ٹپے اور لڑائی پر پاموگئی۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ طلحہ وزیر کے ہمیشہ  
 پر عبدالرحمن بن الحارث اور مسیرہ پر عبدالرحمن بن عتاب قائم ہو گئی اور خود طلحہ وزیر قلب میں جا  
 رہے اور پوچھنے لگے لڑائی یک یک کیوں چڑھ گئی ہے لوگوں نے جواب دیا اسکی وجہ یہیں نہیں ہے  
 نارون کی چھاؤں ہی تھی کہ ہم پر تلواریں پڑنے لگیں۔ طلحہ وزیر کہنے لگے تا وقتیکہ ہم انکو قتل نہ کریں  
 علی ہماری بات نہیں مانیں گے۔ ادھر جناب امیر بھی اپنے صحابہ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگو  
 یہ لڑائی کیونکر شروع ہوئی سنا کہ نے عرض کیا کہ جب تک کہ ہم پر چنے نہیں گرا دیے ہم کو نہیں معلوم  
 ہوا کہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر ہم ہی سوار ہو گئے۔ اور جنگ شروع ہو گئی۔ جناب امیر نے فرمایا جتنا کہ طلحہ  
 وزیر قتل نہ ہو جائیں وہ ہماری اطاعت کرنا لے نہیں کہیں کوہ بن سوار جناب ام المومنین کی خدمت  
 میں جا کر کہنے لگے اے ماورہ بان آپ سوار ہو جائیں لڑائی چڑھ گئی ہے لوگ صلح سے انحراف  
 کر گئے ہیں۔ انکو ایک ہوج میں سوار کرایا گیا اور ہوج کی چار طرف کو زور سے چھپا دیا جناب امیر  
 نے اپنی فوج میں باواز بلند پکار کر ارشاد کیا۔ اے لوگو میں تم کو خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ کسے  
 بہا گئے ہوئے کلبہ چھپا کر رہا اور زخمیوں کا لباس مت اتارنا۔ اور لونڈی اور غلام مت بنا ناؤ  
 کیسے سلاح اور سامان اور کپڑوں کو مت لٹا۔ پھر اپنے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر جناب  
 الہی میں عرض کیا الہی تو انا ہے کہ طلحہ وزیر نے مجھ کو جیت کر کے لڑائی کی ہے تو صلح سے  
 چاہے اور جس چیز کے ساتھ چاہے اندو نو سے میری کو حق میں ہر طرح سے کثابت کر۔ جناب امیر  
 حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کی سواری خاصہ کی خچر شہبانا می پر سوار تھے صرف قمیص پہنے اور دھواں  
 اوڑھے اور عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ نذہ بگتر کچھ بھی لنگے ہوئے تھے۔ جب یہ پھون لکل  
 آئی آپ دونوں صفوں کے درمیان میں جا کھڑے ہوئے اور میدان میں نکلنے پر رضی اللہ عنہما و  
 جند پکار کر فرمایا میری العوامر کہاں ہیں انکو چاہیے کہ میرے پاس آئیں لوگوں نے عرض کیا یا امیر  
 المؤمنین آپ اس حالت میں وزیر کو بلاتے ہیں باوجودیکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ قریش کے بہادر



شہسوار میں جناب امیر نے فرمایا وہ میرا کچھ نہیں کر سکتے پہر اپنے بکار کر فرمایا زیر کمان میں میری پاس چلے  
 آئیں زیر اپنے لشکر سے لشکر جناب امیر علیہ السلام کے پاس آئے اور سقدہ قریب اکڑے ہوئے دو دونوں  
 کے گھوڑوں کی گردنیں باہم مل گئیں اور ان میں فرق نہیں معلوم ہوتا تھا جناب امیر علیہ السلام نے  
 ان سے فرمایا۔ اے زیر تجھے اس فعل پر کس نے ابھارا ہے زیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا عثمانؓ کے خون  
 کا بدلہ لینے اپنے فرمایا اگر تم اور تمہارے مصاحب انجو حی میں اضاغ کرین تو خود تمہیں انکو قتل  
 کیا ہے لیکن میں تم سے خدا کی قسم دیکر اس روز کا تذکرہ پوچھتا ہوں کہ جب تم سے جناب رسول کو ہم صلے  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے زیر کیا تو علی سے محبت رکھتا ہے تمہیں عرض کیا تھا یہ تو میرے مامون کے  
 بھائی ہیں میں کیوں ان سے محبت نہیں رکھتا حضرت نے فرمایا تھا عنقریب تو اس پر خروج کرنیوالا ہے اور  
 تو اس کے حق میں ظلم کر دے گا۔ زیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے بخدا ایسا ہی ہوا ہے۔ پہر جناب امیر نے فرمایا  
 میں دوبارہ قسم دیکر تم سے اس روز کا تذکرہ ہی پوچھتا ہوں جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بنی عبسوف کو پس سے تشریف لارہے تھے اور میں ہی حضرت کے ساتھ تھا۔ آپ نے تمہارا ہاتھ پکڑا  
 تھا اور تم نے منہ پھیر کر اور حضرت کو دیکھا کہ سلام عرض کیا تھا حضرت مجھے دیکھا اور میں حضرت  
 کو دیکھا کہ ہنسنے لگے تھے تمہیں میری نسبت کہا تھا ابن ابیطالب دل لگی نہیں جوڑتے۔ ہتھرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے زیر تم ان باتوں کو جوڑ دو علی دل لگی نہیں کرنے سے عنقریب تم  
 ان پر خروج کرو گے اور تم ان کے حق میں ظالم ہو گے۔ زیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے خدا گواہ ہے یہ امر ہی  
 ہوا ہے۔ لیکن میں اس کو بھول گیا تھا۔ اب کہ اپنے مجھے یاد دلایا ہے میں ابھی واپس چلا جاتا ہوں اگر  
 اپنے اس سے پہلے اسکا تذکرہ کیا ہوتا تو واللہ میں ہرگز خروج نہ کرتا۔ لیکن یہ دیکھو میں جناب سرور کاٹنا  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی تصدیق کرتا ہوں یہ کہہ کر زیر وہاں سے لوٹ پڑے جناب ام المومنینؓ  
 نے ان کو کہا اے زیر تمہارے بعد فوج کا کیا حال ہو گا۔ زیر نے عرض کیا کہ میں کبھی شرک میں اور اسلام  
 میں کسی موقف میں حاضر نہیں ہوا کہ مجھے اسکی نسبت پوری بصیرت حاصل نہ ہو گئی ہو۔ میں آجکے دن  
 اپنے معاملہ میں شک رکھتا ہوں قریب ہی کہ میں اپنے قدم دہریکی جگہ نہ دیکر سکوں بہر صاف چیر کر  
 مکہ کے رستہ کو روانہ ہو گئے اور تنیم کی قوم میں جا اترے عمرو بن جرموز المجاشعی نے انکی بھائی کی اور  
 وادی سباع کی طرف انکو ساتھ لے گیا دیکھا کہ وہ رفاقت اور موافقت کو طلب گار ہیں دھوکا دیکر انکو  
 قتل کر ڈالا۔ انکی تلوار اور انکو ٹھی لیکر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں فتح کی مبارکباد کے یثو  
 حاضر ہوا اور حضرت کو جناب زیر کے قتل سے آگاہ کیا۔ اپنے اس سے فرمایا میں تجھے دوزخ کی نشانت



بشارت دیتا ہوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن صفیہ کا قاتل دوزخی ہوگا ابن جرموز کہنے  
 لگا انا لہ وانا الیہ راجعون عجب معاملہ ہے کہ اگر ہم آپ کے ساتھ لڑیں تو بھی ہم دوزخی بنیں اور اگر آپ کھٹ  
 سے لڑیں تو بھی دوزخی بنیں آپ نے فرمایا ابن صفیہ کے واسطے پیشتر سے یہ پیشین گوئی ہو چکی ہے طلحہ رضی  
 اللہ عنہ کی نسبت اہل علم کہتے ہیں کہ جناب امیر نے انکو بھی میدان میں بلایا اور اپنی فضیلت اور سبقت کو  
 حقوق انکو جتا جس طرح زیر واپس چلے آئے تھے وہ بھی واپس چلے آئے۔ اور فوج سے علیحدہ کر گئے  
 مروان بن الحکم جو بنیہن کے گروہ میں تھا اوس نے انکے پاؤں پر تیر مارا۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ جمل  
 کے دن سینے طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ طعنے پڑتے تھے سنا ۵ ندمت ندامۃ الکسعی لما + شربت رضی بنی حرم  
 برعنی + یعنی مجھے کسعی کی ندامت جیسی ندامت حاصل ہوئی۔ جبکہ سینے اپنے علی الرعم بنی حرم کی ضیاء  
 کو پورا کرنا اپنے آپ پر گوارا کر لیا۔ کہتے ہیں کہ جب انکو تیر لگا اور ان کا پاؤں زخمی ہو گیا۔ فقہاء نے  
 اللہ عنہ ان سے کہنے لگے اب آپ جس امر کے طلبگار تھے اس سے اعراض کر چکے ہیں آپ حنیہ کے اندر گھس  
 جائیں انکے پاؤں سے خون جاری تھا اور کہہ رہے تھے ایسا پروردگار عثمان کے بدلے تو میری جان کو لے لے  
 تاکہ تو مجھ سے رضی ہو جائے۔ جیسا انکا موزہ خون سے بھر گیا۔ اپنے غلام سے کہنے لگے تو میرے پیچھے سوار  
 ہو جا اور مجھے گرنے سے تھام لے۔ میرے ایک مکان خرید کہ میں اس میں اتر پڑوں آپ اسی حال سے بصرہ  
 میں پہنچے اور بصرہ کے باہر ویرانہ میں ایک گھر میں جا اترے اور انتقال کر گئے ذکر ہے کہ جناب امیر علیہ  
 السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص انکے پاس سے ہو کر گذر اطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو کون  
 ہے اس نے کہا میں جناب امیر کے اصحاب میں سے ہوں طلحہ کہنے لگے حلد اپنا ہاتھ بڑھا کہ میں تیرے ہاتھ  
 پر بیعت کروں مجھے خوف ہے کہ میں مرجاؤں اور میری گردن میں خلیفہ وقت کی بیعت نہ ہو۔ جب وفات  
 پاگئی۔ تو بصرہ کے بعد نبی سعد کو قبرستان میں دفن ہوئے۔ اسکے بعد طلحہ وزیر رضی اللہ عنہما کے لشکر  
 میں ہل چل چکے تھے اور بہت حلد بہا لگے۔ جناب امیر علیہ السلام کی فوج کے لوگ جناب ام المومنین  
 کی سواری کے اونٹ تک پہنچ گئے۔ جب بہا گئے والوں نے دیکھا کہ لشکر کے لوگ حمل کے پاس پہنچ  
 گئے ہیں جب سطح سے کہ وہ پہلے ثابت قدم ہو کر لڑ رہے تھے سطح سے یکدل ہو کر لوٹ پڑے اور  
 دونوں لشکر کے لوگ باہم غلط ملط ہو گئے اس واقعہ سے کوئی واقعہ ثبا یا سبب نہ اس کے پہلے اور نہ  
 پیچھے روایت ہوا ہے اور نہ ہوگا اور نہ کوئی ایسا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں کہ اس قدر لوگوں کے ہاتھ  
 پاؤں کنکر و ہیر کے ڈھیر لگ جائیں کا ذکر کیا گیا ہو تمام روز یہی کیفیت رہی جب تک کہ فریقین سے بے  
 تعداد بہادر حمل کے گرد نہ ماری گئے روایت ہے کہ حمل کی مہار ستر آدمیوں نے چڑی ہوئی تھی ان میں سے







لیکن جو مجھے ابن الزبیر اور عبدالرحمن بن عتاب کے ساتھ جنگ کرنی میں وقت پیش آئی وہ کسی سو پیش نہیں  
آئی۔ میں نے اکثر مصیبت ناک بہاوردل ثابت سینہ والوں کا سامنا کیا ہے مگر قریب تھا کہ میں ان دونوں کے  
نجات نہ پاتا میں اپنے دل میں کہتا تھا کاش میرا ان سے سامنا نہ ہوتا۔ اس روز کے ایسے ایسے واقعات کثرت  
سے روایت ہوئے ہیں دونوں لشکروں میں جو حمل کے گرد حقدار لوگ مارے گئے ان کا شمار مشکل ہے  
اور حقدار کہ ہاتھ اور بازو ٹکٹ کر گر گئے تھے انکی گنتی ہی نہیں تھی جناب امیر علیہ السلام یہ دیکھ کر چلائی  
کہ اونٹ کو پاؤں کاٹ ڈالو موجب لوگوں نے اسکے پاؤں کاٹنے کا ارادہ کیا اور متفرق ہو کر دوڑنے  
بھگرنے لگے انکی جلدی سے دوڑ کر اسکی ٹانگ کاٹ ڈالی اور وہ ایک پہلو کے بل زمین پر گر گیا  
گرتے ہوئے ایسی ہولناک آواز نکالی کہ کبھی سُننے میں نہیں آئی تھی حریا سکا ہوج زمین پر گر آ تو  
ایک سخت شور برپا ہو گیا۔ تیروں کے لگنے کی کثرت سے ہوج خارشست کی نظیر بنا ہوا تھا لوگوں نے  
اسکے ارد گرد گھیر ڈال لیا۔ اور جس نے بہاگنا تھا بہاگ نکلا جناب امیر علیہ السلام نے سنا دی کر دی  
کہ کوئی بہاگنے والوں کا بیچا نکوے اور خمیوں کے کپڑے نہ اتاری اور کسی خمیہ میں نہ کہے اور متیار اور  
کپڑے اور سامان نہ لوٹے پھر اپنے مقتولوں کے درمیان میں سی ہوج کے اٹھانیکا حکم دیا اور ام المومنین  
کی خدمت میں انکے بہائی محمد بن ابی بکر کو بھیج کر حکم دیا کہ اس ہوج کے گرد خمیہ برپا کر دین اور خود  
ملاحظہ کریں کہ جناب ام المومنین کو کوئی تیر وغیرہ تو نہیں لگا۔ محمد بن ابی بکر نے ہوج میں سر ڈال کر  
دیکھا چاہا ام المومنین نے فرمایا تو کون ہے محمد بن ابی بکر نے عرض کیا میں آپ کا قریبی اہل ہوں  
فرمانے لگے کیا تو اسماء بنت عمیس خنیسہ کا بیٹا ہے محمد بن ابی بکر نے عرض کیا ہاں میں وہی ہوں  
ام المومنین نے فرمایا امیرے باپ کی یادگار خدا شکر ہے کہ جس نے تجھے سلامت رکھا ہے۔ رات  
کے وقت محمد بن ابی بکر نے انکو بصرہ میں داخل کیا اور عبداللہ بن خلف الخزاعی کے گھر میں صفیہ  
بنت الحارث بن ابی طلحہ بن عبدالغری بن عثمان بن عبدالدار کے پاس جو ام طلحہ الطلحات کو  
نام سے مشہور تھیں جاتا رہا۔ اور خمیوں کو رات بھر کے آسائش ملی اور بصرہ میں داخل ہو گئے۔  
اور جناب امیر نے بصرہ کے باہر تھل اجماع فرمایا اور مقتولوں کے دفن کا حکم دیا۔ لوگ بصرہ سے باہر  
نکل کر انکو دفن کرنے لگے جناب امیر خود بدولت ہر ایک مقتول کی لاش پر تشریف لیجاتے تھے جب  
کعب بن سوار کی لاش پر پہنچا تو فرمایا کہ تم لوگوں کا زعم تھا کہ بنجر چنڈا حقون کی کوئی اس گدہ کا  
سر یک نہ ہو گا ورنہ کعب بن سوار تو بڑی اچھے آدمی تھے۔ پھر عبدالرحمن بن جناب کو دیکھ کر فرمایا  
یہ شخص قوم کا یعسوب تھا۔ یہ وہ شخص تھا کہ لوگ ہر وقت اسکے ارد گرد پھرتے تھے اور انعام کے



حاصل کرنے کے لیے انکے پاس جمع رہتے تھے وہاں سے طلحہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر پہنچے اور کہنے لگے انا میرا دانا  
 المیراجیون یا ابا محمد افسوس ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ قریش کو اس طرح سے خون میں ڈبا ہوا پاؤں  
 والہ یا ابا محمد کہنے پر شعر کیا اچھا کہا ہے۔ فتی کان یدینہ الغنی صدیقہ + اذا ما ہوا ستغنی  
 و یبعد الفقرا + ایک جوان تو نگری میں اپنی دولت کو اپنے قریب بٹھایا کرتا تھا۔ جب وہ اسکا دوست  
 تو نگر ہو گیا تو وہ اسکی فقیری کی وجہ سے اس سے دوری اختیار کرنے لگا۔ پھر محمد بن طلحہ کو پڑا ہوا دیکھ کر  
 فرمایا اسے اسکی باپکی اطاعت اور مار ڈالا ہے پھر آپ کے تمام اہل کوفہ اور اہل بصرہ کے مقتولوں کا جنازہ  
 پھر سب کو ایک بڑی قبر میں دفن کیا۔ اور دونوں لشکروں کے ہتھیار اور کپڑے جمع کر کے مسجد میں  
 رکھوا دی اور فرمایا کہ ہتھیاروں کے سوا لوگ اپنی اپنی چیز کو بھی نہ لے جائیں۔ اور ہتھیاروں کو خزانہ  
**محمد** کہنے کو لے فرمایا کیونکہ وہ غلبہ حاصل ہوئے ہیں۔ پھر آپ بصرہ میں تشریف لے گئے تمام بصرہ  
 والوں نے یہاں تک کہ رخصیوں نے اور پناہ مانگنے والوں نے بھی آپکی بیعت کی۔ بیعت لیکر آپ جناب  
 ام المومنین کے پاس تشریف لائے اور ان سے سلام علیک کر کے انکے پاس بیٹھ گئے۔ پھر جناب ام  
 المومنین نے مقتولوں کی نسبت استفسار کیا کہ دونوں لشکروں میں سے کون کون ماری گئے ہیں۔  
 حسان سے مقتولوں کے نام بیان کیے گئے فرمانے لگے خدائے رحیم کرے لوگوں نے عرض کیا کیونکہ  
 ہو سکتا ہے فرمایا کہ میں اس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رہا ہوں کہ فلان فلان شخص حبش  
 میں ہوئے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اندونوٹشکروں میں سے جس کی سیکا  
 دل خدا کے لیے خالص تھا اور مارا گیا خدا اسکو حبش میں داخل کرے گا پھر جناب ام المومنین کے لیے  
 سواری اور زاد راہ وغیرہ کا سامان کر کے انکو مکہ کی طرف روانہ کرنا چاہا اور جو لوگ کہ بصرہ میں قیام  
 کرنا پسند کرتے تھے انکے سوا بقدر کہ لوگ حضرت ام المومنین کے لشکر کے اس واقعہ کے بعد بچ گئے  
 تھے انکی معیت میں روانہ کیے اور اہل بصرہ کی چالیس عورتیں انکے ساتھ بھیجیں اور انکے ساتھ انکی  
 بہای محمد بن ابی بکر کو بھی روانہ کیا اور کوچ کے روز خود بدولت تشریف لائے اور انکی خدمت میں  
 تھیرے رہے۔ جناب ام المومنین فرمانے لگے میں اللہ میرے اور علی کے درمیان کوئی پہلے دشمنی نہیں چھی  
 بلکہ ایسی محبت تھی جیسے کہ عورت کو اپنے سسرال والوں سے ہوا کرتی ہے۔ جناب امیر نے فرمایا سچ فرماتی  
 ہیں۔ سوا اس امر کے ہمارے اور انکے درمیان میں کبھی کسی قسم کا کوئی تنازع نہیں ہوا وہ دنیا اور  
 آخرت میں ہماری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ پھر جناب ام المومنین مکہ کی طرف روانہ ہوئیں  
 اور جناب امیر بھی چند میل تک بطریق مشایعت انکے ہمراہ گئے اور اپنے دونوں صاحبزادوں کو لپٹ کر



ایک دن تک انکی مشایعت میں رہنے کے لیے بھیجا جناب ام المومنین حج کے دنوں تک مکہ میں رہیں پھر مدینہ کو تشریف لے گئیں جب جناب امیر اہل بصرہ کی موت سو فاع ہو چکے جس قدر کہ لوگ انکی رکاب سعادت میں حاضر واقع ہوئے تھے بیت المال کو انپر تقسیم کرنیکا حکم دیا چنانچہ ہر ایک آدمی کو پانسونیا عطا ہوا آپ نے فرمایا اگر خداے پاک نے اہل شام پر ظفر یا ب کیا تو ہر ایک کو اتنا ہی انعام دیا جائے گا فقہاء رضی اللہ عنہ کھاتے تھے کہ جمل کی لڑائی کے ساتھ صفین کی لڑائی کو کچھ مشابہت نہیں اگر تم ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نیز دیکھے مٹھ اپنے سینہ پر دہر کر جہاتی کی نہیں سو انکی بہالین جمل والوں کے بدن میں چھوٹے تھے اور وہ بھی ہم سے یہی معاملہ کرتے تھے عبداللہ بن سنان الکاهلی کہتے ہیں کہ جمل کے دن ہم نے اس قدر تیر چلائے کہ ہماری تر گش خالی ہو گئے اور اس قدر نیزے ماری کہ انکی بہالین ٹوٹ گئیں۔ ہمارے سینے اور انکی سینوں میں جملی کے سوراخ سوراخ ہو گئے تھے۔ جناب امیر نے چلا کر فرمایا تھا کہ اے مہاجرین اور انصار کے نور چشمو تلواریں کہینچہ لو سرون کے خود پر تلواروں کے پڑنیکے صدا بالکل دھوبیوں کے پٹے کی آواز کے مشابہتھی۔ مدینہ کے لوگ مغرب پہلے اس واقعہ سے آگاہ ہو گئی تھی۔ اور اسکی خبر انکو یونہی کہ اکثر چیلین مقتولوں کے اعصاب کو لیکر اڑ جاتی تھیں چنانچہ ایک ہاتھ کو لیکر لڑی وہ مدینہ میں اسکے پیچہ میں سے گر گیا۔ لوگوں نے اسے اٹھا کر دیکھا اسکی انگوٹھی کا نقش پڑھا گیا اسے عبدالرحمن بن عتاب رضی اللہ عنہ کا نام کندہ تھا۔ سطح سے مکا اور مدینہ کی مابین کے باشندے بھی اس سے مطلع ہو گئے تمام مورخ جناب امیر کے لشکر کے مقتولوں کی تعداد ایک ہزار ستر تک بیان کرتے ہیں۔ اور کل لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔ اور اصحاب جمل کے مقتولوں کی تعداد ستر ہزار سات سو نوے آدمی بیان کرتے ہیں اور انکے لشکر کی کل تعداد بیس ہزار تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصف سے زیادہ مارے گئے تھے \*

### جنگ صفین میں جناب امیر کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالبہ سؤل میں لکھتے ہیں ایک ان میں سے صفین کی لڑائی ہے جس میں جناب امیر علیہ السلام کو متعدد واقعات پیش آئے اسکا ہر ایک واقعہ ایسا ہی جسکے سننے سے بہادر آدمی کا دل کانپ اٹتا ہے۔ اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے جب جناب امیر علیہ السلام نے معرکہ جمل سے فراغت پا کر کوفہ کا قصد کیا اور جناب عثمان کے عامل سہمان جبرین عید اللہ بجلل او عامل آذر بیجان اشعث بن قیس کو بلا بھیجا اور ان کو بیعت لیکر عمل پر پستور سابق رہنے دیا۔ پھر بصرہ



مغنیوب ریغے امیر ہے) امد مال منافقون کا امیر ہوتا ہے \*

(۳) عن ابی بلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون من بعدی فتنة فاذا کان ذلک فالزموا علیاً فانہ الفاروق بین الحق والباطل اخرجہ الخوارزمی والدیلی (ابن عبد البر فی الاستیعاب ابویلی سے روایت ہے کہ جناب سالتما صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب میری امت میں فتنہ برپا ہوگا جیسا کہ یہاں ہو تو تم ملازمت علی کی اختیار کرو تحقیق وہ حق و باطل میں فرق کریں گے) \*

## خاتم الوصیین

عن النس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس اسکے وضوء فتوضی وصلی ثم انصرف فقال یا انس ول من یدخل علی الیوم

امیر المؤمنین و سید المسلمین و خاتم الوصیین و امام الغر المحجلین فجاء علی حتی ضرب للباب فقال من هذا یا انس فقلت علی قال افتح له فدخل (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) النس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے کہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس یا اپنی ملا کر ہمیں وضو کرالیں حضرت نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر آپ لوٹ بیٹھے اور ارشاد کیا آج جو شخص کہ شک کے پہلے میرے پاس آئے گا وہ امیر المؤمنین اور خاتم الوصیین اور سید المسلمین اور سفید ہاتھ پاؤں اور روئے و لون کا امام ہے۔ اتنے میں جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اے انس دروازہ پر کون ہو میں نے عرض کیا کہ جناب امیر میں حضرت نے فرمایا دروازہ کھول دو میں نے دروازہ کھول دیا جناب امیر اندر تشریف لے آئے \*

## خیر الوصیین

عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکان یدخل سید المسلمین و امیر المؤمنین و خیر الوصیین

اذ ظلم علی ابن ابی طالب (اخرجہ الدیلی و ابوبکر ابن مردویہ) النس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب سالتما صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا ابھی اس وقت سید المسلمین اور امیر المؤمنین اور خیر الوصیین آئیں گے اتنے میں جناب امیر تشریف لائے \*

## الوصی

(۱) عن ابی سعید الخدری عن سلمان الفارسی قال قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصی فمن وصیک فقال هل تعلم من وصی موسی قلت نعم یوشع بن نون قال لہ قلت

لانہ کان اعلمہم قال فان وصیی موضع سری خیر من اترک بعدک و یخزع عدی و یقضی دینی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان الفارسی) ابوسعید خدری سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک نبی کے لیے وصی ہوتا رہا ہے حضور کا وصی کون ہو فرمایا تو جانتا ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرت



سے آپ باہر نکلے اور فوج آہستہ کر کے معاویہ اور اہل شام کی لڑائی کے لیے لوگوں سے امداد کے خواستگار ہوئے۔ یہ بات معاویہ کو بھی معلوم ہو گئی۔ اس نے اپنے وزیر عمرو بن العاص سے مشورہ کیا۔ عمرو بن العاص نے کہا جبکہ جناب امیر بذات خاص لڑنے کو نکلے ہیں تجھے بھی بذات خود انکی لڑائی کے لیے نکلنا مناسب ہے معاویہ نے عمرو بن العاص کو اپنے ہمراہ لیکر خط لکھا اور فوج آہستہ کر کے ایک علم عمرو بن العاص کے پاس اور ایک ایک احمکے دونوں بیٹوں عبداللہ اور محمد کے لیے اور ایک اسکے غلام کے سپرد کیا۔ پھر دونوں بیٹے جناب امیر اور معاویہ ایک دوسرے کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے اور فرات پر جا ملے۔ جناب امیر علیہ السلام نے ابو عمر اور انس بن محسن انصاری اور سعد بن قیس الہمدانی اور شیب بن ربیع التمیمی کو بلا لیا کہ تم اس شخص یعنی معاویہ کے پاس جاؤ۔ اور اس کو خدا کی طرف بلاؤ۔ اور اطاعت اور جماعت کی طرف دعوت کرو۔ شاید کہ خدا اسے ہدایت کرے اور اس امت کو باہمی تفرقہ کو مٹا دے جس فسادہ لوگ بطریق سفارت معاویہ کے پاس گئے۔ اس فریم فے الحجۃ تہ چتیس ہجری کی تاریخ تہی اول الشیر بن عمر وال انصاری نے خدا کی صفت و ثناء کے بعد معاویہ سے کہا۔ اے معاویہ دنیا تجھ سے زائل ہو نیوالی ہو اور تو آخرت کی جانب رجوع کرنے والا ہے۔ خدا تجھ سے حساب لینے والا اور جزا دینے والا ہے۔ میں تجھے خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تو اس امت میں تفرقہ مست ڈال اور لوگوں کا خون زمین پر پست گرا معاویہ نے اسکی بات کاٹ کر کہا کہی تو نے اپنے دوست اسلام میں سبقت رکھنے والے صاحب فضل صاحب دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فریبی رشتہ دار کو یہ وصیت کی ہے احوال بن عمر تو بیان کر کیا کہنا چاہتا ہے بشیر بن عمرو نے کہا میں تجھے خدا سے قہنے اور جو کچھ کہتا ہوں عمر تجھے کہتا ہے اسکے ماننے کے لیے کہتا ہوں کیونکہ اسنو تجھے دنیا و آخرت کی نسبت اختیار دیا ہے۔ معاویہ نے کہنے لگا۔ کیا میں عثمان کے خون کا دعویٰ چوڑا دن۔ واللہ میں کہی انسا نہیں کر سکتا۔ پھر سعد بن قیس اور شیب بن ربیع گفتگو کرنے لگے۔ معاویہ نے انکی گفتگو کی طرف التفات نہ کر کے کہاتم بیان سے چلے جاؤ میرے پاس تلوار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ شیب نے کہا تو ہمیں تلوار سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم ہم تجھے پہلو تلوار کے ساتھ تیری طرف عجلت کرنیوالے ہیں یہ کہہ کر وہ معاویہ کے پاس سو واپس چلے آئے اور جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا۔

مسعودی رحمۃ اللہ علیہ روح الذہب میں لکھتے ہیں کہ معاویہ نے جناب امیر علیہ السلام کے قدموں سے بیشتر صفین پر پھونچ کر اپنے لشکر کے لیے ایک عمدہ موقع اختیار کر لیا۔ فرات پر تریوالے کے واسطے اس گردنواح میں اس مقام سے بہتر کوئی جگہ نہ تھی۔ اس مقام کے سوا اور دایان ٹپے ٹپے اور بجے



ٹپے نئے جہان پر سو گھاٹ دور تھا۔ اور پانی کا لینا دشوار تھا۔ معاویہ نے ابوالاعور سلمیٰ کو جہا کے مسئلہ  
 الجیش کا افسر بنا جا لیس ہزار آدمی کے ساتھ گھاٹ کی راہ بند کرنے کے لیے متعین کیا۔ جناب امیر اور  
 جناب امیر کے لشکر کے نو ہزار عراق کے باشندے وہاں پہنچ کر تلخار بن اپنے کندہ پتے پر دہری  
 ہوئے تمام رات پیاسے پڑے رہے۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا۔ ان لوگوں کو یہی پانی پینے کے  
 واسطے چوڑ دینا چاہیے۔ معاویہ نے جواب دیا۔ والدہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ جس طرح عثمان بیاسے  
 مر گئے ہیں۔ اس طرح سے۔ یہ لوگ بھی بیاسے سو مر جائیں تو بہتر ہے۔ جناب امیر نے اس وقت کو حکم دیا کہ  
 چار ہزار سوار لیکر معاویہ کے لشکر میں گھس جاؤ اور انکو پریشان کر کے اپنے آدمیوں کو پانی پلا  
 لاؤ۔ سب باقی سوار اور پیادے لیکر ہمارے پیچھے آتے ہیں۔ اس وقت وہاں سوراہہ ہوئے اور جناب  
 امیر انکے پیچھے ہوئے اور معاویہ کی فوج میں گھس گئے۔ ابوالاعور فوج کو گھاٹ کو رستہ سہا دیا  
 جس مقام پر کہ معاویہ ٹھہرا ہوا تھا وہاں جا اترے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا۔ یا اباعبداللہ  
 اس شخص کی نسبت تیرا کیا خیال ہے جس طرح سے ہم نے اسکو پانی سے روک رکھا تھا یہ بھی ہمیں ہنگام  
 دیکھا۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا جب تک کہ تو اسکے اطاعت میں داخل نہ ہو جائے۔ یہ تجھے پانی  
 کا ایک قطرہ دینے پر ہی رضی نہ ہوگا۔ معاویہ نے جناب امیر کی خدمت میں آدمی بھیج کر گھاٹ کی آمد و  
 رفت امد اپنے لشکر کے لیے پانی پینے کے واسطے اذن مانگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اذن کو  
 اذن عطا فرمایا۔

پھر جناب امیر اپنے دوستوں میں سے ایک ایک قوم بزرگ کو سوار دیکر جنگ کے لیے میدان میں  
 بھیجنے لگے۔ انکے مقابلہ میں معاویہ بھی اپنے دوستوں کی ایک جماعت بھیجتا رہا اور باہم لڑائی  
 ہوتی رہی۔ کبھی جناب امیر خود بذلت اور کبھی مالک شہتر اور کبھی حجر بن عدی الکندی اور  
 کبھی زیاد بن جعفر التیمی اور کبھی سعید بن قیس الریاحی اور کبھی قیس بن سعد الانصاری لڑنے  
 کے لیے لکلا کرتے تھے اور معاویہ کی طرف سے کبھی عبدالرحمن بن خالد بن الولید اور کبھی  
 ابوالاعور سلمیٰ وغیرہ میدان میں آیا کرتے تھے۔ ذی الحجہ کے تمام دنوں میں اس طرح جنگ  
 ہوتی رہی کبھی کبھی دن میں دو دو دفعہ بھی لڑائی ہو جاتی تھی۔ جب محرم کا مہینہ آگیا اور سحری  
 سینہ ان سال شروع ہوا۔ قاعدہ عرب کے مطابق لڑنا ملتوی کر دیا گیا۔ اور طرفین میں  
 صلح کی امید پر قاصدوں کی آمد و رفت شروع ہوئی لیکن آخر محرم تک صلح کی کوئی بات قرار  
 نہ پائی۔ صفر کی پہلی تاریخ کو جناب امیر نے اہل شام میں سادی کر نیکا حکم دیا۔ کہ اسے شام والو



امیر المومنین فرماتے ہیں سینے شکوہ کی طرف بلایا تھے اسکی طرف التفات نہیں کی اور تم سرکشی سے باز  
 نہیں آئے اور نہ تم نے اطاعت قبول کی خدا تعالیٰ خیانت کر نیا لون کو پیار نہیں کرتا یہ جناب  
 امیر نے کوہ کے سواروں پر بالکشمیر کو اور بصرہ کے سواروں پر پہل بن حبیب کو اور کوہ کے پیادوں  
 پر عمار بن یاسر کو اور بصرہ کے پیادوں پر معمر بن قیس کی کو مقرر کر کے اپنا علم ہاتھ میں تختہ کو دیا اور میدان  
 میں تشریف لے آئے معاویہ بھی اپنی شامی فوج کے ساتھ میدان میں آکر ہوا حباب میدان کا  
 گرم ہوا تو غلام کی فوج میں سے ایک دلاور تجربہ کار شہسوار مخراق نامی باہر نکلا دونوں صفوں کے درمیان  
 میں آکر مبارز طلب کرنے لگا اہل عراق میں سے عبید المرادی اسکے مقابلہ کو لکلا پہلے باہم نیزہ بازی  
 کرتے رہے پھر تلوار لگانے لگے شامی نے اسکو مار ڈالا اور گھوڑے سے اتر کر اسکا سر کاٹ کر پیشانی کے بل  
 زمین پر اوٹھا کر کے رکھ دیا۔ اور گھوڑے پر چڑھ کر مبارز طلب کرنے لگا۔ ازو کے قبیلہ کا ایک نوجوان  
 مسلم بن عبدالرحمن نامی اسکے مقابلہ کو نکلا اس شامی نے اسکے ساتھ ہی وہی معاملہ کیا جو اس سے  
 پہلے جوان کے ساتھ کیا تھا۔ یہ کہہ کے پھر مبارز طلب کرنے کو کہتا ہوا۔ جناب امیر علیہ السلام لباس  
 بدل کر اسکے مقابلہ کو نکلا شامی انکو پہچان نہ سکا۔ جناب امیر نے پیشدستی کر کے کندھے پر تلوار ماری  
 کہ اسکی طرف کا کندھا کٹ گیا اور وہ زمین پر گر گیا۔ آپ گھوڑے پر سوار رہے اور اسکا سر تن سے جدا کر کے  
 اسکا سونہ آسمان کی کیطرف پھیر کر زمین پر رکھ دیا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر مبارز طلب فرمانے لگے  
 شام کا ایک اور شاہ سوار آپ کے مقابلہ پر نکلا آپ اسکے ساتھ ہی وہی معاملہ کیا جو اسکے پہلے دوست  
 کے ساتھ کیا تھا اس طرح سے سات سوار یکے بعد دیگرے آپ کے مقابلہ پر نکلا آپ انکے ساتھ ہی طرح  
 سے پیش آئے جس طرح کہ پہلے شامی سوار کے ساتھ پیش آئے تھے۔ یہ دیکھ کر شام کے لوگ آپ کے  
 سامنے سے ہٹ گئے پھر اور کوئی آپ کی مبارزت پر پیش قدمی نہ کر سکا۔ آپ دونوں صفوں  
 کے درمیان میں ٹٹلنے لگے بغیر لباس کیوجہ سے شامی حضرت کو نہیں پہچان سکتے تھے معاویہ کا  
 ایک غلام تھا جسکو کہہ رہے تھے۔ شخص بہادری میں شہرہ آفاق تھا معاویہ نے اس سے کہا۔ اے حرب  
 تو اس سوار کے مقابلہ میں جا اور اسکو قتل کر کے میرا جی ٹھنڈا کر تو دیکھتا ہے کہ اس نے میرے کتنے  
 دوست مار ڈالے ہیں۔ حرب کہنے لگا۔ میں اس سوار کو مر نہ کو خوب تازہ چکا ہوں۔ اگر میری تمام فوج  
 بھی اسکے مقابلہ پر لکلی گی تو یہ اسکو بھی لٹا کر دیگا۔ اگر میرا ہی منشاء ہے کہ میں اسکے مقابلہ میں  
 تو یہ سمجھ لے کہ اسکے ہاتھ سے میری موت آچکی ہے۔ ورنہ اسکے سوا کسی اور کے مقابلہ میں بھیج کر  
 دیکھ لے۔ معاویہ کہنے لگا میں برگزینی موت کا خواہستگار نہیں۔ تو اپنی جگہ پر بیٹھ رہا کہ میرے



سو کوئی اور شخص اس کے مقابلہ کو نکلے۔ جناب امیر علیہ السلام با واز بلند فرمانے لگے اے شامیون تمہیں  
 کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم مین سے کوئی نوجوان میرے سامنے نہیں آتا۔ پہرا اپنے اپنے سراقہ سے مغفرا تھا  
 سب لوگ آپ کو پہچان گئے۔ اور آپ اپنے لشکر کی طرف واپس ہو گئے پہرا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں  
 لشکر آمنے سامنے کھڑے تھے شام کے بہادر و نرین سے ایک شخص جو کرب بن اصباح کے نام سے مشہور  
 تھا۔ میدان میں دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑا ہو کر مبارز طلب کرنے لگا۔ عراق کے لوگوں میں  
 سے ایک شہسوار جس کا نام مہر قع الخولانی تھا اس کے سامنے گیا شامی نے اسے قتل کر دیا۔ پہرا  
 الحکمی اس کے ساتھ لڑنے کو نکلا وہ بھی اس کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس کی جلاو  
 کو دیکھا اور خود بدولت سوار ہو کر اس کے سامنے تشریف لے گئے اور اس کو پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے  
 اس نے جواب دیا مجھے کرب بن اصباح الحمیری کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے کرب بن یحییٰ کتنا ہونے  
 کہ تو اپنے دل میں خدا کا خوف کر میری لگا ہوں میں تو بہادر معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر جو بہار حال  
 ہو وہی تیرا ہی ہو تو بہتر ہے۔ تو خدا کے عذاب کو اپنی جان کو بچا۔ کہیں معاویہ تجھے جہنم میں نہ لے جائی  
 کرب نے کہا یا علی اگر آپ لڑنا چاہتے ہیں تو میرے پاس تشریف لائیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی تلوار کو چمکائی  
 لگا جناب امیر علیہ السلام نے اس کے پاس جا کر اپنی تلوار کو میان سے باہر کیا۔ ایک آدھ گہری تک آپس میں  
 جوڑیں چلتی رہیں۔ جناب امیر نے سبقت فرما کر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ قتل ہو کر زمین پر گر گیا۔  
 آپ اس کو فاع ہوا کہ ہر شامیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ہل میں مبارز پکارنے لگے اس کا بہاوی حادث  
 الحمیری آپ کے مقابلہ پہنچا اپنے ایک ہی وار میں اس کا کام بھی تمام کیا۔ سیطرح سے جا بادی اس ذرا آپ  
 کے ہاتھ سے قتل ہوئے آپ لڑتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے الشہر الحرام بالشہر الحرام  
 والحکمت قصاص فنز اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ مثل ما اعتدی علیکم و اتقوا  
 اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین یعنی حرمت کا مہینا مقابل حرمت کو مہینے کہہ اور اب رکھو مین  
 بدل ہے پہر جس نے تمہیں زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو جیسے اس نے تمہیں زیادتی کی اور ڈرتے رہو اللہ سے  
 اور جان رکھو کہ اللہ پر ہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ پہرا آپ نے چلا کر فرمایا اے معاویہ میری اور تیری لڑائی  
 ہے یہ بیچ میں عرب کا ناحق کام تمام ہوا جاتا ہے تو خود میرے سامنے آتا کہ جو فتویٰ ہو میدان اس کو  
 باتہ میں رہے۔ معاویہ نے جواب دیا۔ مجھے آپ کے مقابلہ کی ضرورت نہیں آپ نے عرب کے یہ چار خونخوار  
 فرندے مار ڈالے اب انہیں برآپ کفایت کریں۔ معاویہ کی فوج میں سے عروہ بن زائد  
 چلایا کہ اے ابن ابی طالب اگر معاویہ آپ کے مقابلہ سے ڈرتا ہے آپ میرے مقابل تشریف



لائیں۔ جناب امیر اسکی طرف بڑھے۔ عروہ نے پیش قدمی کر کے ایک اور چلا یا جو اوچھا پڑا جناب امیر نے  
 بڑھ کر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ قتل ہو کر گر گیا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ سید ہاجنم کو چلا جا۔ عروہ کا مارا جا  
 شامیوں پر نہایت گران گذرا کیونکہ وہ انکے مشہور بہادر ورن میں سے شمار کیا جاتا تھا۔ اتنے میں بات  
 ہو گئی اور حضرت امیر اپنی فوج میں واپس ہو آئے پھر ایک اور روز ایسا ہی اتفاق ہوا کہ دونوں لشکر بالقابل  
 کھڑے ہوئے۔ جناب امیر حسب معمول دونوں لشکروں کے درمیان ٹہل رہے تھے عمرو بن عاص فوج مسو  
 باہر نکلا چونکہ جناب امیر نے اپنا ہمیں بلا ہوا تھا تا کہ کہیں معاویہ سے آسنا سامنا ہو جائے اور یہ روز کا منٹا  
 نہٹ جائے۔ اسوجہ سے وہ حضرت کو پہچان نہ سکا اور میدان میں نکلا اور یہ رجز پڑھنے لگا۔ **یا فافا**  
**الکوفة یا اهل الفتن + اھل کھولا اری ابا الحسن + اے کوفہ کے سپہ سالار + اور اے فتنہ کے**  
**جگانے والو + میں تمہیں مار ڈالوں گا۔** اور ابا الحسن کا لحاظ نہیں کرونگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس پر  
 حملہ کیا۔ اس نے حضرت کو پہچان لیا اور میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگا اسنے ملکر اسے نیز مارا نیز اسکی زرہ  
 کے قطع میں گڑ گیا۔ اور وہ جھٹکا کھا کر زمین پر گرا۔ اسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ جناب امیر اب مجھے زندہ نہیں  
 چھوڑینگے اسنے اپنی دونوں ٹانگین اٹھا کر اپنی شرمگاہ کو ننگا کر دیا۔ حضرت امیر نے اس سے اپنا مونہ  
 پھیر لیا اور اپنے لشکر میں واپس چلے گئے۔ عمرو بن عاص وہاں سے اٹھ کر خوف زدہ معاویہ کے پاس گیا۔  
 معاویہ سے دیکھ کر سہنہ لگا۔ عمرو بن عاص کہہ سنا ہوا کہ کہنے لگا تو کیوں مہنتا ہے واما اگر تو میری جگہ  
 پر ہوتا تو میری شرمگاہ بھی اسطرح ننگی ہو جاتی جسطرح سے کہ میری ننگی ہو گئی تھی۔ اگر اسوقت میں جناب  
 امیر واپس نہ جاتے تو میرے عیال کو ضرر و تیشیم کر جاتے اور میرے مال کو لوٹ لیتے۔ معاویہ نے کہا۔ میں نے  
 تو مہنتی سے یہ بات کہی تھی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم مسخر کی بداشت نہیں کر سکتے ہو تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا  
 عمرو بن عاص نے کہا میں تمہاری مسخر اپن سے خطہ نہیں ہوتا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر ایک بہادر  
 دوسرے بہادر سے لڑتا ہوا اور وہ گر جائے اور دوسرا اسکے مارنے سے دستکش ہو کر اسکو قتل کرے  
 تو آسمان اسپر خون آنسوؤں سے روتا ہے۔ معاویہ نے کہا بلکہ ہمیشہ کے لیے فضیحت اور رسوائی  
 دنیا میں یادگار رہ جاتی ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا میں نے ان کو نہیں پہچانا تھا۔ اگر میں انکو پہچان  
 لیتا تو کبھی انکی طرف قدم نہ لگاتا۔ پھر معاویہ کے لشکر کے شہسوار ورن میں سے بشیر ابن ارطاة نے  
 جم شجاعت میں مشہور تھا جناب امیر کے پکارنے کو سنا کہ آپ معاویہ کو اپنے مقابلہ میں طلب فرماتے  
 ہیں اور معاویہ مقابل جاننے سے جان چرانا ہے اسلئے اسنے اپنے غلام لاحق سے مشورہ کیا کہ میں  
 علی کے مقابل جانا چاہتا ہوں شاید وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیں اور میری وجہ سے انکی شہرت عرب



سے گم ہو جائے۔ لاحق نے کہا اگر تو اپنے مین انکے مقابلہ کا حوصلہ دیکھتا ہے تو اس امر کی طرف مبادرت کر  
ورنہ اس قصد سے باز آ۔ کیونکہ بخدا یہ شخص بہادر ٹھوکنے والا ہے۔ فانك له يا ابتدرا من كنت مثله  
والا فان اللیت للضیع اكل + متی تلقه فاموت فی راس رحه + وفی سیفہ شغل لنفسك  
شاغل + امیر لشیر اگر تو اسکی مانند ہے تو اس کے ساتھ لڑائی کا قصد کرو ورنہ تو خود جانتا ہے کہ شیر کھنار کو  
کمانے والا تو کب اس کے پاس جاسکتا ہے کیونکہ اس کے نیزہ کے سر میں موت ہے اور اسکی تلوار میں  
نیری جان کے ساتھ سروکار ہے۔ بشیر نے کہا اے لاحق تجھ پر افسوس ہے۔ بہلا موت کی سوا اور تو کوئی  
بات نہیں ہے پر جو کچھ ہو سو ہو۔ مین اس کے مقابلہ کے لیے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر لشیر میدان میں گیا جناب  
امیر علیہ السلام نے دیکھ کر اس پر نیزہ سے حملہ کیا وہ نیزہ کی نیولی سے زمین پر چیت گر پڑا اور اپنی دونوں  
مانگبین اٹھا کر شرمگاہ کو کھول دیا جناب امیر نے اس سے سوند پیر لیا۔ لشیر کو دکھڑا ہو گیا اس کے  
سر سے مغفرا تر گئی۔ جناب امیر علیہ السلام کے لشکر کے آدمیوں نے اسے پہچان کر جناب امیر سے عرض کیا  
یا امیر المومنین یہ لشیر بن ارطاة ہے آپ اسکو زندہ نہ جانے دیں آپ نے فرمایا اگرچہ لشیر بن ارطاة بھی  
نچسے تو بھی اسکی شکل گم ہونے دو۔ جس بات کا کہ یہ ستمی ہے وہی اسپر وارد ہو۔ پھر لشیر گھوڑے پر  
سوار ہو کر معاویہ کے پاس چلا گیا معاویہ یہ سن کر کہنے لگا کوئی شرم کی بات نہیں عمرو بن عاص کو بھی  
یہی معاملہ پیش آیا ہے۔ جناب امیر کی فوج میں سے کوفہ کے ایک جوان نے زور سے چلا کر کہا اے  
اہل شام تمکو حیا نہیں آتی تمکو عمرو بن عاص نے معرکہ جنگ میں اپنا ستر کھول دیا خوب سکھا دیا ہے لشیر  
عمرو بن عاص کو اور عمرو بن عاص لشیر کو دیکھ کر آپس میں ہنسا کرتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام سے  
شام کے باشندے نہایت خوف زدہ ہو گئے اور کسی کو انکی مبارزت پر جرأت کرنے کی جسارت نہ رہی  
ایک دفعہ جناب عثمان کا غلام جسکا نام احمد تھا میدان میں آیا اس کے مقابلہ میں کیسان حضرت امیر کا  
غلام لڑنے کو نکلا۔ احمد نے اسے قتل کر ڈالا۔ جناب امیر نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ اگر میں تجھے قتل نہ کروں  
تو خدا مجھے قتل کرے۔ یہ کہہ کر اپنے اسپر حملہ کیا وہ غلام بھی تلوار کہنی پر چلا اور ہوا  
جناب امیر نے اسکی تلوار پر تلوار ماری اور قریب جا کر ہاتھ بڑھایا اور اسکی گردن کو پکڑ کر گھوڑے پر  
اٹھا لیا۔ اور زمین پر دے پٹکا کہ اسکی پٹی چوڑی ہو گئی۔ معاویہ اپنے غلام حرث کو جو نامور  
بہادر تھا جناب امیر کے مقابلہ کرنے سے ڈرایا کرتا تھا ایک دفعہ جناب امیر ہمیں بدلتے میدان میں نکلا مبارزہ  
طلب فرما رہے تھے عمرو بن العاص نے حرث کو کہا جا اس سوار کا مقابلہ کر اور قتل کرنے سے حکومت  
چوڑی حرث میدان میں گیا وہ جناب امیر کو پہچان نہیں سکتا تھا کچھ دیر نہ گزری کہ جناب امام نے اسکو



سر کے چاند پر تلوار ماری جسکے گھاؤ سے وہ گھٹا ل ہو کر زمین پر گر گیا معاویہ اور اہل شام ہار گئے کہ یہ جناب  
 امیر بن معاویہ کو اپنے غلام کے مارے جانیکا نقایت قلع گذر عمرو بن عاص سے کہنے لگا تو نے میرے غلام  
 کو مرد ڈالا ہے کیونکہ تو نے اسے غزہ کر کے میدان میں بھیجا تھا۔ بہر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جناب  
 امیر کے دوست عباس بن ربیعہ الماشمی میدان میں نکلے اور ہر سے معاویہ کے دوستوں میں سے غوار  
 انکے مقابلہ کو آیا عباس سے کہنے لگا اے عباس تو میرے ساتھ لڑے گا؟ عباس نے کہا تو میرے ساتھ  
 نیچے اتر کر جنگ کریگا؟ یہ کہہ کر دونوں گھوڑے سے نیچے اترے اور جنگ کرنے لگے دونوں لشکر ہیکر دور  
 سے دونوں بہادرون کی کارستانی دیکھنے لگے ایک گھنٹہ تک دونوں لڑتے رہے کوئی اند دونوں میں  
 سے ایک دوسرے پر غالب نہ آیا۔ بہر دوبارہ جنگ کرنے لگے عباس بن ربیعہ کو شامی کی زرہ کا بند ایک  
 جگہ سے ڈھیلا نظر آیا عباس کی تلوار نہایت تیز تھی عباس نے اسکی زرہ کو ڈھیلا بند کے بیچا بیچ میں تاک کر  
 ایسی تلوار لگا لی کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ لوگوں نے یہ ہاتھ کی صفائی دیکھ کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور  
 حیران رہ گئے۔ معاویہ اور اور دیگر اہل شام کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ علی لباس بدل کر میدان میں آئے  
 ہوئے ہیں۔ عباس بن ربیعہ سے لوٹ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور تھوڑی دیر تک دونوں صفوں کے  
 درمیان میں ٹہلتے رہے۔ پہر اپنے مکان کو واپس چلے گئے۔ معاویہ نے اپنے لشکر والوں سے کہا کوئی  
 ہے جو میدان میں جا کر اس سوار کو قتل کرے میں اسے بقدر انعام و زرگا پر سنکر ہمشندگان میں  
 میں سے بنی مخم کے دونو جوان اچھل پڑے کہ ہم اس مهم کو انجام دینگے۔ معاویہ نے کہا جو شخص کہ تم دونو  
 میں سے اس سوار کے قتل کرنے پر سبقت کرے گا جو کچھ کہیںے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کر دوں گا اور  
 دوسرے شخص کو بھی بقدر انعام و زرگا۔ دونو ملکر میدان میں گئے۔ اور بہانہ رت کے مقام پر پہنچ کر  
 جلائے اے عباس ہمارے مقابلہ کے لیے باہر نکل۔ عباس کہنے لگو میں اپنے آقا سے اجازت لیکر تمہارا  
 پاس آتا ہوں۔ وہاں سے جناب امیر کی خدمت میں اذن لینے کے واسطے گئے جناب امیر نے ان کو  
 اپنے پاس بلا کر انکے ہنسیار اپنے زیر تن فرمائے اور انکے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں تشریف  
 لے گئے اسوقت جناب امیر اور ابن عباس میں فرق کر سکا دشوار شہداء دونوں لخمیوں نے آپ  
 سے کہا اے عباس آپ اپنے آقا سے اجازت لے آئے ہیں آپ نے انکے جواب میں اس آیت کو پڑھا  
 اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان الله علی بصیرم لعدیل کہ اذن دیا گیا ہے واسطے  
 ان لوگوں سے کہ لڑائی کرتے ہیں وہ سب سب اسکو کہ وہ ظلم کیے گئے ہیں۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ انکو  
 فتح دینے پر قادر ہے ان دونوں میں سے ایک نوجوان نے آپ پر حملہ کیا آپ نے اسکی ناف پر



تلوار ماری اور اس صفائی سے کاٹ ڈالا کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ کا دار خالی گیا ہے۔ لیکن جب گھوڑا  
 اچھلا تو اسکے دونوں ٹکڑے زمین پر گر گئے پھر آپ نے دوسرے جوان پر حملہ کر کے اسکو بھی اسی کے دوست  
 کے ساتھ ملا دیا۔ پھر جناب امیر علیہ السلام ایک گھنٹہ تک میدان میں گھوڑا پیڑتے رہے معاویہ تار گیا  
 کہ یہ جناب امیر میں کہنے لگا کہ خدا ناحق کی جہنم کا ستیاناس کرے۔ جناب امیر تو بیٹھے ہوئے تھے  
 سینے خود سوار ہو کر اپنے آپ کو رسوا کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا رسوا تو لٹھی ہوئے جو مارے گئے۔ معاویہ  
 نے کہا مردک خاموش رہ تیرے بولنے کا وقت نہیں۔ عمرو بن عاص نے کہا اگر میرے بولنے کا وقت نہیں  
 تو خدا تعالیٰ تجھ کو نیر رحم کرے۔ اور میں جانتا ہوں کہ خدا نے ان پر ضرور رحم کیا ہوگا۔ اس تمام لڑائی میں  
 جو صفین کے نام سے مشہور ہے لیلۃ الہریہ کا واقعہ نہایت ہی حیرت ناک ہے اس میں جناب امیر  
 جو وقت کسی آدمی کو قتل کرتے تو با د از بلند تکبیر پڑھتے۔ شمار کیا گیا تو اس میں اپنے پانسو تیس تکبیر  
 پانسو تیس آدمیوں کے قتل کرنے پر پڑ پڑ لوگ اس رات میں سیل کی طرح سے سو جرن تھے اور جس طرح  
 سے نرمستی سے پہیرتا ہے پہیرتا ہے تھے جب صبح نمودار ہوئی مقتولوں کی تعداد تیس ہزار سے تجاوز کر گئی  
 تھی۔ یہ جمعہ کے دن کی رات تھی صبح کو جناب امیر اور آپ کا سارا لشکر میدان کارزار میں مصروف کشت  
 خون تھا آپ قلب میں رونق افروز تھے میمنہ میں مالک اشتر اور میسر میں عبداللہ بن عباس گرم پیکا  
 تھے جناب امیر کی فوج پر فتح مندی کے آثار نمایان تھے مالک اشتر میمنہ سے مصروف تیر اندازی تھے کبھی اپنے  
 لشکر سے یہ کہتے تھے کہ اس نیزہ کے فاصلہ سے تیر ڈالو اور کبھی کہتے تھے کہ اس کمان کے فاصلہ سے تیر  
 چلاؤ۔ اور کبھی یہ کہتے تھے کہ ابے انداز پر تیر پہنچتے رہو۔ جب جناب امیر نے دیکھا کہ مالک اشتر فتح پانز  
 کے قریب ہیں آپ نے اہل مدد کے واسطے اور لشکر روانہ کیا۔ معاویہ نے دیکھا کہ شام کی فوج دست  
 ہو چکی ہے اور عراق والے غائب آگئے ہیں شامی ہبا گئے پر کمر بستہ ہیں ابن طلحہ سے کہنے لگا اس وقت کوئی  
 تدبیر ایسی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم پریشانی سے بچ جائیں اور عراق والوں میں ہوت پڑ جائے ابن طلحہ  
 کہا ہاں یہ تدبیر ہے کہ قرآن مجید نیزوں کے ساتھ باندھ کر علم کو دین اور اہل عراق سے یہ کہیں کہ خدا کی  
 کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے اگر انہوں نے قبول کر لیا تو ہم لڑائی کو دوسرے وقت پر بالذات  
 گئے اگر ان میں سے بعض نے انکار کیا تو بعض ضرور یہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کو مانتا چاہیے۔ اس وجہ  
 سے ان میں ہوت پڑ جائیگی۔ پس شامیوں نے چند کلام مجید نیزوں سے باندھ کر علم کر دیے اور کہا  
 اہل عراق یہ خدا کی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حکم ہے جب لوگوں نے کلام اللہ کو نیزوں سے  
 باندھا ہوا دیکھا کہنے لگے ہکو خدا کی کتاب کا لحاظ کرنا چاہیے۔ جناب امیر نے ان سے فرمایا۔ اے



بندہ گان خدا اپنے حقوق کو مست چوڑ و معاویہ اور ابن عاص اور ابن ابی معیط اور ابن ابی سرح اور ضحاک  
 کو میں خوب جانتا ہوں یہ لوگ ہر گز قرآن و اسے نہیں۔ مجھے لڑکپن اور جوانی میں ان سے صحبت رہی ہے  
 بخدا ان لوگوں نے ازراہ مکر و فریب قرآن شریف کو نیزون پر باند بکر بلند کیا ہے۔ اب یہ لوگ جنگ  
 میں سست ہو چکے ہیں اور بہانے پر آمادہ ہیں جناب امیر علیہ السلام کی لشکر کے لوگوں نے لڑنے  
 سے انکار کیا جناب امیر نے فرمایا میں ان سے صرف اس لیے جنگ کرتا ہوں کہ وہ خدا کی کتاب کا حکم مانیں  
 لیکن وہ خدا کے حکم سے نافرمانی کرتے ہیں اور عہد کو توڑتے ہیں انہوں نے خدا کی کتاب کو چوڑ دیا  
 ہے۔ مسعود بن بداک التیمی اور زید ابن حصین الطامی جناب امیر سے کہنے لگے جبکہ ان لوگوں  
 نے آپ کو خدا کی کتاب کی طرف بلایا ہے تو آپ انکی دعوت کو قبول کریں ورنہ ہم آپ کو پکڑ کر انکے سپرد  
 کر دیں گے۔ جناب امیر اور ابن عباس لڑائی سے دست بردار ہو گئے۔ لیکن مالک اشتر بدستور لڑتے  
 رہے۔ لوگوں نے جناب امیر سے عرض کیا کہ آپ مالک اشتر کو بلالین تاکہ وہ بھی لڑائی سے دستکش  
 ہو جائیں۔ جناب امیر نے زید بن ہانی سے کہا کہ مالک اشتر کو جا کر یہ کہو کہ میرے پاس چلا آئے اشتر  
 نے زید سے کہا کہ امیر المومنین کی خدمت میں جا کر میری طرف سے عرض کر کہ یہ وقت میرے آنیکا  
 نہیں آپ اس وقت مجھے یہاں سے نہ ہٹائیں مجھے فتح کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ زید بن ہانی نے  
 اگر جناب امیر سے اشتر کا پیغام عرض کیا۔ آپ نے اسے دوبارہ اشتر کے پاس بھیج کر کہلا بھیجا کہ  
 بیان فتنہ برپا ہو گیا ہے تم جلدی چلے آؤ اشتر دوڑتے ہوئے جناب امیر کی خدمت میں حاضر  
 ہوئے اور کہنے لگے جس وقت کہ شامیون نے قرآن نیزون پر اٹھائے تھے مجھے معاً خیال پیدا  
 ہو گیا تھا کہ ہمارے آدمیوں میں ضرور پوٹ پڑ جائیگی۔ یہ قرآن نیزون کے ساتھ باندھنا ہے  
 شک ابن عاص کا مشورہ ہے ہر قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اے عراق والو اے ذلت اور  
 خواری کے آشناؤ۔ اب تم غالب ہو چکے قریب تھے انہوں نے تمہیں غلبہ پاتے ہوئے دیکھ کر  
 نیزون پر قرآن شریف بلند کر دیے۔ مجھے دم بہر کو چوڑ دو فتح ابھی ابھی ہوئی جاتی ہے۔ لشکر  
 کے لوگ کہنے لگے یہ ہر گز نہیں ہو سکتا کہ ہم تجھے اذن دیکر تیرے ساتھ گناہ میں شریک ہوں  
 اشتر نے کہا تم مجھے یہ نوبتا وہلا تم کو وقت حق پر تھے۔ آیا جس وقت تم لڑ رہے تھے اور شامی  
 تمہارے بزرگوں کو قتل کر رہے تھے یا کہ اب اس وقت کہ تم نے اپنے ہاتھ لڑائی سے روک لیے ہیں  
 لشکر کے لوگ کہنے لگے اے اشتر ان باتوں کو چوڑ دے ہم انکے ساتھ صرف خدا کے لیے لڑتے  
 تھے اب محض خدا کے لیے انکو چوڑتے ہیں۔ اشتر نے کہا تم دو موکا دے رہی ہو اور دھوکا کھا رہے



ہوتے عزت کو چھوڑ کر رو سیاہی کی زندگی کو قبول کر لیا ہے۔ ہم تمہاری نماز کو دنیا و آخرت میں زہد اور خدا  
 کے ملنے کے شوق کے لیے سمجھتے تھے۔ میں دنیاوی غرض کے سوا اور کوئی تمہاری مراد نہیں دیکھتا تم  
 کو برکھانے والی گائے کی مانند ہو کہ یہی تم عزت کا سونہ نہیں دیکھو گے۔ اور ظالمو میرے سامنے سے  
 چلے جاؤ۔ اشتر نے انکو برا بھلا کہا وہ اشتر کو بد رو کہنے لگے۔ جناب امیر انبر اور مالک اشتر پر چلائے تمام  
 لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ قرآن مجید کو حکم بنا یا جائے۔ اشتر بن قیس نے جناب امیر سے عرض کیا  
 میں دیکھتا ہوں کہ جس امیر کی نسبت شامیوں نے بہین دعوت کی ہے۔ اوس پر ہمارے لوگ بھی رضی  
 ہو جیسے میں کہ قرآن مجید کو انکے درمیان حکم قرار دیا جائے۔ اگر آپ کی منشا ہو تو میں معاویہ سے پوچھ  
 آؤں کہ انکی غرض کیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا جاؤ پوچھ آؤ۔ اشعث معاویہ کے پاس گیا اور کہنے  
 لگا اے معاویہ تم نے قرآن شریف بنزدن پر کیوں بلند کیئے میں معاویہ نے کہا اے سلے کہ ہم اور تم  
 خدا کی کتاب اور اس کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ اشعث نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ وہاں سے  
 واپس آکر جناب امیر کی خدمت میں معاویہ کی تمام گفتگو بیان کی سب لوگ کہنے لگے ہم بھی اسی بات  
 پر رضی ہیں۔ پھر اہل شام نے کہا کہ ہم تو ابوسوسے کی حکومت پر رضی ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا  
 تم نے اول میری نافرمانی کی ہے اب تم سے میں ابوسوسے کی حکومت کی لیاقت نہیں پاتا وہ  
 ضعیف الراے ہے عمرو بن عاص کے مکروں سے واقف نہیں۔ اشعث اور زید بن حصین اور مسعر  
 بن قذح کہنے لگے ہم اسکے سوا کسی پر رضی نہیں جس پر ہم بڑے ہیں اس نے ہمیں اس  
 سے پہلے ہی ڈرایا تھا۔ ہم اسکے سوا کسی کی بات نہیں مانیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا ابوسوسے  
 سے یہ بات پوری نہیں ہو سکے گی۔ ابن عباس موجود ہیں اگر تم کہو تو میں انکو حکومت پر مقرر کروں  
 حالانکہ کہنے لگے بخدا ہم اسکی پرواہی نہیں کرتے۔ انکا حکم ہونا تو خود آپ کا اپنے لیے حکم بنتا  
 ہے ہم اپنے شخص کو پسند کرتے ہیں۔ جو آپ کا اور معاویہ کا برابر مقرر ہو جناب امیر نے فرمایا پس  
 چھوڑ دو کہ میں اشتر کو مقرر کروں وہ بولے اشتر ہی تو یہ آگ لگائی ہے۔ حضرت امیر نے فرمایا جبکہ  
 تم میری بات کو تسلیم نہیں کرتے تو جاؤ ابوسوسی کو میرے پاس لے آؤ۔ اور جو چاہو سو کرو۔ ابوسوسی  
 ان دونوں دونوں گرد ہوں سے الگ ہے لڑائی میں شامل نہیں ہو جتے انکا غلام انکے پاس  
 اس خبر کے پہونچانے کو دوڑتا ہوا گیا کہ دونوں گرد ہوں میں مصالحت ہو گئی ہے۔ ابوسوسی نے  
 صلح کی خبر سنکر کہا الحمد للہ ہر غلام نے بیان کیا کہ تم کو لوگوں نے حکم مقرر کیا ہے۔ کہنے لگا  
 انا سر وانا لیراجعون حب ابوسوسی جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے



نے فرمایا کیوں متو گنہگار ش کیا اسی لئے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہست میں سب سے زیادہ عالم تھے۔ آپ نے فرمایا پس میرا  
وہی اور میرا ساز دار۔ اور جن لوگوں کو کہ میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے  
قرصنوں کا ادا کرنے والا علی بن ابیطالب ہے۔

(۲) عن النبی بن مالک قال حدثنی سلمان انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اخذ وری و وصی فی خیر من اخلف بعدک علی بن ابی طالب (اخرجه بن مردویه) النبی بن مالک رضی الله عنه کہتے ہیں مجھ سے سلمان رضی الله عنه نے بیان کیا کہ میں نے جب کہ رسول خدا صلی الله علیه وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا بہائی اور میرا ویر اور میرا وصی اور میرے پیچھے رہنے والوں میں سب سے افضل علی بن ابی طالب ہیں۔

(۳) عن سلمان قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل تدری من کان وصی موسی قلت یوشع بن نون فقال وصیتی اہلی وخیر من اخلف بعدک علی بن ابی طالب (اخرجه بن مردویه) سلمان رضی الله عنه روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم فرماتے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرت نے فرمایا میرا وصی میرے اہل ہیں اور جیسا کہ میں اپنے بعد میں چھوڑتا ہوں ان میں سے بہتر علی بن ابی طالب ہیں۔

عن بريدة قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل نبي وصي وارث وان عليا وصي وارث  
 اخرج البغوي في معجمه والديلي في فردوس الاخيال بريدة رضي الله عنه في رواية هو كجناب بن ميمون  
 رضي الله عنه وسلم في فرمايه هو كايك نبي كايك وصي اور وارث هو كايك وصي اور وارث علي هو \*

(۵) عن النضر قال قلنا لسلطان بن النعمان رضي الله عنه من وصيه فقال سلیمان بن وصیه یارسلو  
الله فقال یا سلیمان من کان وصی موی قال قلت یوشع بن نون قال فان وصی ووارث ویقضى  
دینی وینجز موعدی علی بن ابی طالب (الخواجه احمد فی مناقبہ) النضر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے سلمان  
رضی اللہ عنہ سے کہا تم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ حضور کا وصی کون ہو سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض  
کیا یا رسول اللہ جناب کا وصی کون ہو حضرت نے فرمایا اے سلمان ہوسی علیہ السلام کا وصی کون تھا سلمان نے  
عرض کیا یوشع بن نون جناب نے ارشاد کیا سیر وصی اور وارث اور میرے قرض کا ادا کرنے والا اور میرے  
وعدوں کا پورا کرنے والا علی بن ابیطالب ہے ۔

۶۱ | عن علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم أنت اخي ووارثي ووصيي قلت وما ارث منك يا نبي الله قال ما ورث الانبياء من قبلي قلت وما ورث الانبياء من قبلك قال كتابهم وسنتهم  
نبيهم راخواجه ابن المنصور (جناب امير عليه السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام



احنف بن قیس ہی لڑائی سے اگتھے وہ بھی حضرت عیسیٰ بن خضر بن مین حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین  
ابن عاص نے آپ کو زمین پر پٹک دیا ہے۔ میں ابو موسیٰ کی دلی سے متعجب ہوں میں توڑی دور تک  
اسکے ہموار ہو لیا تھا میں اسکو کند زبان اور بہت چوٹی حقل کا آدمی پاتا ہوں۔ وہ ان لوگوں کی اصلاح  
کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ ان کو واسطے ایسا شہر چاہئے جو انکے پاس بکر ہر آسمان کے تاریکی  
طرح سے ان سے دور رہے۔ اگر آپ مجھے حکم بناتے تو دیکھتے کہ میں کیا کرتا۔ ورنہ آپ مجھے ابو موسیٰ  
کے ساتھ دوسرا یا تیسرا حکم بنایا ہوتا۔ عمرو بن عاص نے میرے سامنے کوئی ایسی گرہ نہیں لگائی کہ  
میں اسکو نہ کہو لدا یا ہو۔ جناب امیر نے فرمایا لوگ ابو موسیٰ کے سوا کسی پر رضی نہیں تھے۔ پھر ابو موسیٰ  
اور عمرو بن عاص عہد نامہ لکھنے کے لئے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کاتب نے عہد نامہ لکھتا  
شروع کیا جبکہ عثمان بن عفان بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ عہد نامہ ہے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب  
اور معاویہ بن ابی سفیان اور ان دونوں کے ساتھ والوں کے حسب منشا لکھا جاتا ہے۔ عمرو بن العاص  
نے کاتب سے کہا جناب علیؑ آپ لوگوں کے امیر المومنین ہیں ہمارے امیر نہیں۔ امارت سوا آپ کا نام نہ  
کردے۔ احنف بن قیس نے جناب امیر سے عرض کیا آپ ہرگز محو نکرین اگرچہ بعض لوگ بعض کو قتل کر  
دالین۔ اگر آپ نے اپنا نام امارت سے مٹا دیا مجھے خوف ہے کہ یہ کہی امیر المومنین کا نام اپنے لیے قائم  
ذکر سکین گے۔ آپ نے بھی محو کرنے سے انکار فرمایا۔ ثعث بن قیس اس امر میں بحث کرنے لگا اس نے  
آپ کا نام مٹا دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر سنت کے مقابل سنت پوری ہو گئی۔ بخدا صلح  
حدیبیہ کے روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب عہد نامہ تھا۔ جبکہ میں نے محمد رسول اللہ لکھا کفار  
کہنے لگے آپ رسول اللہ نہیں ہیں یا علی تم آپ کا اسم مبارک اور آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک لکھ  
مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محو کرنے کے لئے حکم دیا۔ میں نے عرض کیا تمہارے  
ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہمیں وہ مقام بنا دے۔ میں نے حضرت کو  
وہ مقام بتا دیا حضور نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا۔ اور فرمایا عنقریب تجھ سے بھی ایسی خواہش  
کی جائیگی اور تجھ کو بھی لوگوں کا کہنا ماننا پڑے گا پھر جناب امیر نے کاتب سے فرمایا۔ لکھ یہ وہ عہد نامہ  
ہے کہ علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور اہل کوفہ اور اہل شام کی حسب منشا لکھا گیا ہے  
کہ ہم خدا کے حکم اور اسکی کتاب کو حکم مقرر کرتے ہیں جس پر کہ وہ موت کا حکم دے ہم بھی اسکی موت پر رضی  
ہوئے اور جبکہ وہ زندہ کرے ہم بھی اسکی زندگی پر رضی نہیں گے۔ پس ابو موسیٰ الاشعری اور عمرو  
ابن العاص اس کے لیے حکم مقرر کیے گئے ہیں جو کچھ کہ یہ دونوں خدا کی کتاب میں پائیں گے اس پر حکم



دینگر اور اگر خدا کی کتاب میں نہ پائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جامع غیر مفرقہ کی طرف رجوع کریں گے دونوں مصلحتوں نے جناب علی اور معاویہ اور ان دونوں کے لشکر سے عہد لے لیا ہے اور وہ دونوں ان کے اہل و عیال اور جان و مال کے آئین ہیں۔ اور جو فیصلہ کہ دونوں مصلحت بیان کریں گے اسکے اجرا میں تمام امت انکی معاون ہوگی۔ بشرط یہ ہے کہ دونوں مصلحت تمام امت کی نسبت فیصلہ کریں نہ کسی خاص گروہ یا فرقہ کی نسبت اور رمضان کے مہینہ تک ان دونوں کو مہلت دیجائی ہے۔ اور اگر ان دونوں کا منشاء ہو تو بعد رمضان کے فیصلہ دے سکتے ہیں اور فیصلہ بیان کرنا یکساں مقام ایسا ہونا چاہیے جو کوفہ اور شام کے وسط میں ہو۔ عہد نامہ میں شعث بن قیس اور عدی بن حجر اور سعید بن قیس الہمدانی اور عقبہ بن زیاد الحضرمی اور یزید بن حجرہ الہمدانی اور مالک بن کعب الہمدانی حضرت امیر علیہ السلام کی طرف سے۔ اور ابوالاعور سلمیٰ اور حبیب بن سلمہ وغیرہ معاویہ کی طرف سے گواہ لکھے گئے۔ شعث نے عہد نامہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ اور یہ عہد نامہ بدھ کے روز تیرہویں ششہ سنتیس ہجری کو لکھا گیا۔ سب لوگوں نے متفق ہو کر کہا کہ دوسرا الجندل میں مصلحتوں کا اجتماع ہونا چاہیے۔ بعد ازاں صفین سے لوگ واپس چلے آئے۔

علامہ سعودی رحمۃ اللہ علیہ مروج الذهب میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کو صفین میں ایک سو دس روز تک تھیرنا پڑا تھا۔ آپ کے لشکر میں سے جو لوگ کہ نائل رتبہ شہادت ہوئے ان میں سے چند اہل بدر تھے چنانچہ عمار بن یاسر معروف بابن سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہیں میں سے تھے جنگی عمر وقت تریسٹھ برس کی تھی۔ حضرت امیر کو صفین میں ستر لڑائیاں پیش آئیں۔

علامہ ابن اثیر البخاری کامل التواریخ میں جبہ ابن جویں العزنی سے ناقل ہیں کہ میں نے حذیفہ بن الیمان سے عرض کیا کہ ہم لوگ فتنہ میں مٹ رہے ہیں نہایت خائف ہیں ہمیں آپ کوئی طریق اس سے بچنے کا بتائیے۔ وہ کہنے لگے خبش گروہ میں کہ ابن سمیہ ہو تم اسی گروہ میں شامل رہو کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اسکو ستر ہفت کا ہوا باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ اور دنیا سے اسکی آخری خوراک پانی ملا دودھ ہوگا۔ جبہ کہتے ہیں کہ میں جناب عمار کی شہادت کے روز انکے پاس موجود تھا۔ عمار کہہ رہے تھے کہ مجھے میرا آخری رزق دنیا کا لادو۔ کہنے ایک پالے میں پانی ملا دودھ اٹھوا دیا میں نے دیکھا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے روایت کرنے میں ایک سے بھی خطا نہیں کیا تھا۔ پھر عمار کہنے لگے آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر انکے گروہ سے ملاقات کریں گے۔ بخدا اگر لوگ مجھے پتھر پڑی ٹپکدین تو بھی میں یہی جانتا ہوں کہ ہم حق



پہن اور وہ لوگ باطل پر ہیں۔ اسکے بعد عمار جنگ گاہ میں گئے۔ اور ابوالغاریہ کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ اور  
 ابن حوی اسکی نے انکار سے اقدس بدن کو کاٹ لیا بعض اوی یہ کہتے ہیں کہ آپ کو ابوالغاریہ کے سوا کسی  
 اور نے شہید کیا ہے۔ انکی شہادت سے پیشتر ذوالکلاع نے ایک دفعہ عمرو بن العاص کو کہتے ہوئے سنا تھا  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کی نسبت فرمایا ہے کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کر لگا۔ اور  
 تیرا آخری رزق دنیا میں پانی ملا ہوا دودھ ہوگا اکثر ذوالکلاع عمرو بن العاص سے کہا کرتا تھا اے عمرو  
 تجھ پر افسوس ہے یہ کیا بات ہے عمار جناب علی علیہ السلام کی طرف ہیں۔ عمرو بن العاص کو کہا کرتا تھا کہ  
 اگرچہ اسوقت عمار جناب علی کی طرف ہیں لیکن عنقریب وہ ہماری جانب چل آئیں گے۔ ذوالکلاع جناب  
 عمار سے پہلے معاویہ کی طرف مارا گیا اور بعد میں جناب عمار حضرت علی کی طرف سے مارے گئے۔ عمرو بن العاص  
 نے معاویہ سے کہا میں نہیں جانتا کہ میں ان دونوں میں سے کس کے قتل ہونے پر زیادہ خوشی کروں۔ عمار کے  
 شہید ہونے پر ذوالکلاع کے مارے جانے پر۔ مجھ اگر ذوالکلاع عمار کے بعد جیتا رہتا تو اہل شام کے عام  
 لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر جناب امیر علیہ السلام کی طرف مائل ہو جاتا۔ جب حضرت عمار شہید ہوئے چند آدمی  
 معاویہ کے پاس گئے ان میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے عمار کو قتل کیا ہے اتنے میں ابن حوی  
 اسکی اگر کہنے لگا۔ میں نے انکو قتل کیا ہے میں نے انکو کہتے ہوئے سنا تھا کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے عاشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور انکے گروہ سے جا ملیں گے۔ عمرو بن عاص نے اجوی سے  
 کہا تو اور تیرا دوست معاویہ اس بات پر خوش ہو۔ افسوس ہے کہ تیرے ہاتھ نے اس پر فتح حاصل کی لیکن  
 تو نے اپنے خدا کو اپنے آپ پر ناراض کر لیا۔ ذکر کرتے ہیں کہ ابوالغاریہ حجاج کے زمانہ تک زندہ تھا۔ ایک  
 دن حجاج کے پاس کسی ضرورت کے لئے گیا اس نے اسکی خوب آوہنیت کر کے پوچھا کہ عمار بن یاسر کو تو نے  
 ہی قتل کیا تھا وہ کہنے لگا میں نے ہی قتل کیا تھا۔ حجاج کہنے لگا جو شخص کہ بڑے جوڑے چکر آدمی کی میت  
 میں دیکھنا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ پھر ابوالغاریہ نے اپنی ضرورت بیان کی۔ حجاج نے اس  
 کے پورا کرنے سے انکار کیا۔ اور کہنے لگا سہم ان لوگوں کو دنیا کیونکر دے سکیں جبکہ ان کو اس میں سے  
 کچھ ہی نہیں دیا گیا۔ اس پر یہ خیال کرتا ہے کہ میں قیامت میں عظیم الباع ہو لگا۔ لوگوں نے حجاج سے  
 پوچھا عظیم الباع کسے کہتے ہیں حجاج نے کہا عظیم الباع اس قوی پیکل آدمی سے مراد ہے جس کے  
 دانت مثل احد کے اور رانیں مثل جبل ورقان کی ہوں اور اسکا ایک جوڑ مدینہ میں اور ایک ربدہ  
 میں ہو۔ واسطہ اگر عمار کو ساری دنیا کے لوگ آپس میں ملکر قتل کر دیتے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں  
 دیکھیل دیتا۔ عبد الرحمن بن ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عمار شہید ہوئے زمین معاویہ کے لشکر میں گیا



عمر بن العاص اور ابوالاعور کوسلی کی باتیں کرتا ہوا پایا۔ میں نے اپنے گھوڑیکو انکے لشکر میں ڈال دیا تاکہ  
 انکی باتیں خوب غور سے سنوں عبداللہ اپنے والد عمرو بن العاص کو کہہ رہا تھا۔ اباجان آج تم نے ایسے شخص  
 کو قتل کیا ہے جسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہ فرمایا تھا فرمایا تھا۔ عمرو بن العاص نے کہا  
 کیا فرمایا تھا۔ عبداللہ نے کہا تمہیں نہیں معلوم کہ مسجد کی بنائیکے وقت لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے  
 اور عمار رضی اللہ عنہ آخرت میں دگنا اجر پانے کے لیے دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے دیکھ کر فرمایا اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا عمرو بن العاص نے معاویہ کے ماتم سنتے  
 ہو عبداللہ کیا کہتا ہے معاویہ نے کہا کیا کہتا ہے عمرو بن العاص نے عبداللہ کی روایت کو بیان کیا معاویہ  
 نے کہا کیا مجھے عمار کو قتل کیا ہے بلکہ اس نے قتل کیا ہے جہاں اسے ساتھ اسکو مردانے لیے لایا  
 تھا۔ یہ سنکر لوگ اپنے اپنے خیمہ و خرگاہ سے باہر نکل آئے اور باہم کہنے لگے عمار کو اس نے قتل کیا ہے  
 جو انکو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر کہتے ہیں میں نے جانتا کہ معاویہ کی گفتگو زیادہ حیرت انگیز  
 تھی یا کہ اسکے لشکر کے لوگوں کی۔ جب عمار شہید ہو گئے جناب امیر علیہ السلام نے رعبہ اور سہدان کی قوموں  
 سے کہا تم میری زرہ اور میرا نیزہ ہو قریب بارہ ہزار آدمی کے جناب امیر کے ساتھ ہو گئے آگے آگے جناب  
 امیر خیر سوار تھے اور پیچھے پیچھے آپ کے سب لوگ ہو لیے سب متفق ہو کر حمل کیا اور اہل شام کی صفوں  
 کو ترسہ کر دیا۔ یہ جناب امیر نے چلا کر فرمایا۔ اے معاویہ لوگ ہمارے درمیان کیوں مارے جاؤ گے تو  
 خود فوج سے باہر نکل آ۔ تاکہ میں خدا کے سامنے تجھے لڑوں جو شخص ہم دونوں میں سے اپنی حریف  
 کو مار ڈالے تمام امور اسی کی ذات سے متعلق ہو جائیں۔ عمرو بن العاص نے معاویہ کو کہا جناب امیر نے  
 انصاف کی بات بیان فرمائی ہے معاویہ نے کہا لیکن تو نے تو انصاف کی نہیں کسی تو اچھی طرح  
 سے جانتا ہے کہ کوئی شخص انکے مقابلہ پر نہیں گیا کہ قتل نہیں ہوا۔ عمرو بن العاص نے کہا تجھے  
 ان سے مقابلہ نہ کرنا کیا بھل معلوم ہوتا ہے۔ معاویہ نے کہا تیری ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ  
 میرا بعد تجھے شام کی امارت کو واسطے طمع پیدا ہو گئی ہے۔

علامہ یوسف الکبیری الشافعی قدس سرہ الغریہ کفایت الطالب میں لکھتے ہیں جب حکومت کا وقت آگیا  
 جناب امیر نے چار سو سوار شریح بن ہاشم الحارثی کے ماتحتی میں ابو موسیٰ کے ساتھ روانہ کیے اور  
 انکی امامت نماز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ ادھر سے معاویہ نے عمرو بن العاص کو  
 چار سو آدمی دیکر روانہ کیا دونوں حکم دوتہ الجندل میں پہنچ گئے۔ عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن  
 بن ابی بکر اور عبداللہ بن الزبیر اور عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام اور عبدالرحمن بن عیون الزہری



اور ابوجہم بن خدیقہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہ بھی وہاں پہنچ گئے ان دنوں سعد بن ابی وقاص بنی سلیم  
 کے مال کے ساتھ جنگل کو گئے ہوئے تھے انکا ناخلف عمرو بن سعد انکو پاس جا کر کہنے لگا ابو موسیٰ اور عمرو  
 ابن عاص حکومت کے لیے دو تہ الجندل پر اکٹھے ہوئے ہیں اور اکثر قریش کے لوگ بھی فیصلہ سننے کے  
 لیے وہاں گئے ہیں۔ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور خا صکران حبیب صاحبون ہیں  
 سے ہو جنکو حضرت عمر نے مشورت کر لیے مقرر کیا تھا۔ تم اس امر میں کیوں نہیں داخل ہوتے تم تو لوگوں  
 سے زیادہ تر خلافت کا استحقاق رکھتے ہو۔ سعد نے وہاں کے جانے سے انکار کیا بعض روایات یہ بھی  
 لکھتے ہیں کہ بعد ازاں وہ بھی وہاں تشریف لیگے تھے لیکن بہر اپنی حاضری سے ناوم ہو کر بیت  
 المقدس کو چلے گئے اور وہاں سے احرام عمرہ باندھ کر مکہ معظمہ میں واپس چلے آئے جب کہ عمرو بن  
 العاص اور ابو موسیٰ جناب علی اور معاویہ کے حکم مقرر ہوئے تھے اسوقت سے عمرو بن العاص  
 ہر امر میں ابو موسیٰ کو مقدم کرتا تھا اور آپ اچھے رہتا تھا اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش  
 آتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ میں تم پر کسی امر میں تقدم کرنا نہیں پسند کرتا۔ آپ محمد سے عمر میں بڑے ہیں  
 آپ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے کہ اسے میرے پروردگار۔ تو عبد اللہ بن قیس  
 کے گناہ بخش دے اور قیامت کے روز اسے اچھی جگہ میں داخل کر ایسے حرکات و ابو موسیٰ کے دہر  
 نشین ہو گیا کہ عمرو بن عاص کا ہر امر میں مجھے اپنی ذات پر مقدم کرنا نے نفس تعظیم و تکریم ہے اور عمرو  
 ابن العاص انکو فریب میں لارہا تھا جب دونوں حکومت کے لیے اکٹھے ہوئے اور باہم رائے  
 لگانے لگے۔ عمرو بن العاص نے کہا آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم  
 شہید ہو ہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا بخدا یہ بات بالکل درست ہو میں بھی اس پر گواہی دیتا ہوں ہر اس نے  
 کہا کہ آپ کریہ بھی معلوم ہے کہ معاویہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی بنے۔ ابو موسیٰ نے کہا ہاں شیک  
 ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا ہر اب آپ کو اسے قریش کا ستولی بنانے میں کیا پس و پیش ہے۔ اگر آپ  
 اس امر سے خائف ہیں کہ اسے سبقت اسلام کا درجہ حاصل نہیں یہ شرط تو اس میں موجود ہے  
 کہ وہ غلیف مقتول یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ اور انکے قصاص کا طالب ہے اور صاحب  
 حسن سیاست اور صاحب تدبیر ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی صاحبہ ام حبیبہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بہائی ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا اے عمرو بن العاص خدا سے خوف کر۔ معاویہ  
 کی شرف میں یہ باتیں جو تو بیان کر رہا ہے آما اہل دین اور صاحبان فضل کے نزدیک یہ شرف  
 کی باتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر میں فضل قریش کو خلافت کو داسے پسند کرتا تو جناب علی کے سپرد



کرتا۔ یہ بات جو تو نے بیان کی ہے کہ وہ عثمان کا ولی ہے ہوا سطرے یہ امر اسکو سپرد کیا جائے مین خاصا سر  
 امر کے لیے اسکو خلافت نہیں دے سکتا کیونکہ مہاجرین اور انصار پر اسکو کسی طرح سے اولویت حاصل  
 نہیں ہے۔ اور تو نے جو اسکے غلبہ کی بات کو پیش کیا ہے اگر واسطہ معاویہ تمام اہل زمین پر غلبہ بھی حاصل  
 کرے مین اسکو خلیفہ نہیں بنا سکتا۔ عمرو بن العاص نے کہا اگر آپ معاویہ کو خلیفہ نہیں بتاتے تو میرے  
 بیٹے عبداللہ کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں آپ پر اسکی صلاحیت اور فضیلت کا حال بخوبی روشن ہے  
 ابو موسیٰ نے جواب دیا تو نے اپنے بیٹے کو خود اس فتنہ کے دریا میں ڈبو دیا ہے اسلئے یہ امر اسکو مستحق ہرگز  
 نہیں کیا جا سکتا۔ عمرو بن العاص کہنے لگا۔ آخر یہ امر ایسے ہی آدمی کے سپرد کیا جائیگا جو رولی کہاتا  
 ہو پانی پیتا ہو۔ یعنی کوئی فرشتہ تو اسکے لیے نہیں آئیگا۔ ابن زبیر نے سنکر کہا اے ابو موسیٰ عمرو  
 کی بات کو غور سے سن اور خیال کر یہ کیا کہہ رہا ہے۔ ہوشیار ہو جا۔ پھر ابن زبیر نے ابن عاص کے کہا  
 اے ابن عاص عربیے باہم تمہیں زنی اور تیرا اندازی کے بعد تجھ پر بہرہ و سار کے اس امر کو تیرے سپرد  
 کیا ہے۔ تو پھر انکو فتنہ میں مست ڈال باور خدا سے خوف کر۔ پس جبکہ عمرو بن العاص کی آرزو کو ابو موسیٰ  
 نے نہ مانا ابو موسیٰ نے اس سو خواہش کی کہ عبداللہ بن عمر کو خلیفہ بنایا جائے۔ عمرو بن العاص نے  
 اس اے کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ اسکے سوا کوئی اور رائے پیش کرو۔  
 ابو موسیٰ نے کہا میری رائے مین یہ آتا ہے کہ ان دونوں یعنی علی اور معاویہ کو خلافت سے علاحدہ  
 کر کے اس بات کو لوگوں کے مشورہ پر چھوڑ دینا چاہیے تاکہ مسلمان جس شخص کو پسند کریں اپنے لیے  
 خلیفہ بنالیں۔ عمرو بن العاص نے کہا یہ بڑا بے بہت ہی درست ہے اس پر اتفاق کر کے دونوں باہر نکل گئے  
 ایک ایک کے انتظار میں تھے کہ دیکھیں کس بات پر دونوں متفق ہوتے ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا  
 اے ابو موسیٰ آپ کے بڑے لوگوں سے اپنی رائے بیان کریں ابو موسیٰ نے بڑبڑ کر کہا اے لوگو ہمارے  
 رائے یہ ہیں ایسے امر پر اتفاق کیا ہے جسکے ذریعہ سے ہم امید کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اس  
 امت کے کام کو ٹھیک کر دیگا اور لوگوں کی پر اگندگی کو دور کر کے انکے تفرقہ کو مٹا دیگا اور ان کو  
 ایک جماعت بنا دیگا۔ عمرو بن العاص نے کہا ابو موسیٰ سچ کہتے ہیں جناب عبداللہ بن عباس نے ابو موسیٰ  
 سے کہا مگر عمرو بن العاص سوا اگر کسی رائے پر اتفاق کر لیا ہے تو تم اسکو بڑھنے دو تاکہ وہ آپ  
 سے پہلے اپنی رائے کا اظہار کرے مین اسکے فریب سے قدامت ہوں مجھے ہرگز اس پر اطمینان نہیں  
 ہے شک اسنو سوت تمہاری رائے پر اپنی رضا ظاہر کی ہوگی لیکن جب تم لوگوں کے درمیان اپنی  
 رائے ظاہر کرو گے تو وہ برخلاف بیان کرے گا ابو موسیٰ نے کہا میں نے باہم اتفاق کر لیا ہے اور



رخصتی ہو گئے ہیں ہرگز مخالفت نہیں ہوگی ابو موسیٰ سلیم القلیبے بڑ بکر خدا کی صفت و ثنا کے بعد بیا  
 کرنے لگے۔ مائے لوگو! ہم نے اس معاملہ میں نہایت غور کیا ہے کسی نہج سے اس امت کا کام ٹھیک نہیں  
 بیٹتا۔ ادباً کی پر اگندگی کسی نہج سے رفع نہیں ہوتی میری اور ابن عاص کی رائے اس بات پر قرار  
 پائی ہے کہ ہم علی اور معاویہ کو خلافت سے علاحدہ کر کے اس کام کو ہمت کے سپرد کر دیں جسے چاہے  
 اختیار کرنے یعنی علی اور معاویہ دونوں کو علیحدہ کر دیا ہے تم جسکو چاہو اختیار کر لو۔ یہ بکر ابو موسیٰ  
 پیچھے ہٹ گیا۔ عمرو بن العاص نے بڑ بکر کھائے لوگو ابو موسیٰ نے اپنے دوست علی کو خلافت سے علیحدہ  
 کر دیا ہے اور جو کچھ کہنا ہے تم نے سنا ہے میں یہی کہنے دوست کو علیحدہ کیا ہے اور اپنے دوست معاویہ  
 کو قائم رکھا ہے کیونکہ وہ حضرت عثمان کا ولی اور ان کے قصاص کا طالب ہے اور یہ بہت تمام لوگوں  
 کے ان کے عمدہ کا زیادہ تر حقدار ہے۔ یہ بکر وہاں سے اٹک ہو گیا۔ ابو موسیٰ نے کہا اے ابن عاص  
 تجھے کیا ہو گیا خدا تجھے یاری ندی تو نے بڑی بیوفائی کی ہے اور فحور کیا ہے تیری بالکل اس کتے کی  
 سی مثال ہے جسکا ذکر خدا نے پاک نے اپنی کلام پاک میں کیا ہے ابن عاص نے ابو موسیٰ سے کہا تیری  
 ٹھیک مثال گد ہے کی ہے کہ جس پر بہت سی کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا امی  
 ابو موسیٰ عمرو بن العاص نے تجھے اپنے بکر سے کس قدر ضعیف کر دیا ہے ابو موسیٰ کہنے لگا میں کیا کروں  
 اس نے اول ایک بات پر مجھ سے اتفاق کر کے پھر مجھ سے بد عہدی کی ہے ابن عباس کہنے لگے یہ تیرا گناہ  
 نہیں بلکہ اسکا گناہ ہے جس نے کہ تجھے اس مقام پر پیش کیا عبدالرحمن بن ابی بکر کہنے لگے۔ اگر  
 اشعری آج دن سے پہلو دنیا سے غائب ہو جاتا تو اس کے لیے بہتر تھا۔ شریح ابن ہانی نے ابن  
 عاص پر حملہ کر کے کوڑے لگائے۔ عمرو بن عاص نے شریح پر عصا اٹھایا۔ لوگوں نے یہ سچ بچاؤ  
 کر دیا۔ اکثر شریح کھاتے تھے میں کیسی بات پر اس قدر نہیں بچتا یا مہمان کہ میں نے ابن عاص کو کوڑے  
 کے عوض تلوار سے کیوں نہیں مارا حکیم کے بعد لوگوں نے ابو موسیٰ کو نکاح کیا لیکن یہ عہدوم  
 ہوا کہ وہ سوار ہو کر مکہ کو چلے آیا ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا کرتا تھا کہ مجھے ابن عباس نے ابن عاص کے  
 فریب سے ڈرایا تھا لیکن میں نے ابن عاص کی باتوں پر اطمینان کر لیا۔ اور مجھے گمان ہو گیا  
 کہ یہ خدا و مسلمانوں کی صلحت اور ہمت کی نصیحت میں کسی طرح سے اپنے غدر کا اثر نہیں ظاہر  
 کرے گا۔ وہ وہ الجندل بھولٹ کر اہل شام عمرو بن العاص کے ساتھ معاویہ کے پاس گئے اور اس پر  
 امیر موشکا سلام بجالائے معاویہ نے لوگوں میں کہہ دیا کہ جو کوئی کہ ہماری خلافت میں  
 کچھ چوین و چرا کرتا تھا اسکو چاہیے کہ اب ہمارے پاس آکر اطلاع حاصل کرے۔ ابن عمر کہتا تھا



اس وقت میرے دل میں آیا کہ میں اسکو یہ کہوں کہ تیری خلافت میں اور تو کو کوئی نہیں مگر وہی لوگ چون و چرا کرتے ہیں جو اسلام پر پوچھ سے اور تیرے باپ سے لڑے ہیں۔ لیکن مجھے خوف تھا کہ کہیں کلمات کے بیان کرنے سے میری گردن نہ ماری جاوے۔

## جنگ خروان میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

علامہ محمد بن یوسف النخعی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کہنا ہے اہل البین کہتے ہیں جب جناب امیر علیہ السلام صفین سے کوفہ کو واپس ہونے لگا راہ میں حروریہ آپ کے مخالف ہو کر لشکر سے علیحدہ ہو گئے اور حکیم کو برا کہنے لگ گئے کہ خدا کے سوا کسی کا حکم ماننے کے قابل نہیں اور خدا کی نافرمانی کی اطاعت واجب نہیں یہ سب پہلی بات تھی جو ان سے ظاہر ہوئی جس راہ پر کہ وہ تھے اس سے منحرف ہو گئے جب جناب امیر علیہ السلام کوفہ کے قریب پہنچے اور اس شہر کی عمارتیں دکھائی دینے لگیں اٹھا، راہ میں عبداللہ بن دویانہ انصار حضرت امیر سے ملے اور سلام عرض کیا آپ نے اپنے پوچھا ہمارے معاملہ میں لوگ کیا کہتے ہیں عبداللہ نے عرض کیا بعض محب ہیں بعض اس حکیم کو برا بھی خیال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو ذوی الہامی ہیں انکا کیا قول ہو۔ اس نے جواب دیا کہ انکا یہ قول ہے کہ جناب امیر نے ایک جماعت اکٹھی کر لی تھی لیکن پھر ان کو متفرق کر دیا اور اپنے لیے ایک مضبوط قلعہ بنا لیا تھا جسکو کہ اب گرا دیا۔ اب گرا ہوا قلعہ کیونکر بنے گا اور متفرق جماعت اب کب جمع ہو سکے گی۔ اگر حضرت امیر اطاعت کرنا انوں کے ساتھ کارروائی کرتے تو جو شخص کہ نافرمان ہوا ہوتا ہوتا۔ ہوشیاری کی تو یہی بات تھی کہ دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے یا فتح حاصل ہو جی یا شہید ہو جاتے۔ جناب امیر نے فرمایا میں نے اس قلعہ کو گرایا ہے یا کہ خود ان لوگوں نے اسکو گرایا ہے۔ یہ سب انکو بالگندہ کیا ہے یا کہ وہ خود براگندہ ہو گئے ہیں۔ تم یہ جو کہتے ہو اگر حضرت امیر اطاعت شعاروں کے ساتھ کارروائی کرتے اور جو شخص نافرمان ہوا ہوتا ہوتا اسکی پناہ نہ کرتے اور دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے یا فتح پا جاتے یا شہید ہو جاتے۔ سچا یہ بات میری نگاہ میں تھی لیکن میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں لڑکے حسن و حسین ہلاک ہو جائیں گے اور اس امت سے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہو جائیگی اور یہ بات مجھے نہایت ہی معلوم ہوئی نیز مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ حسنین کے بعد یہ دونوں بیٹائی عبداللہ بن جعفر اور محمد بن الحنفیہ ہی ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ لشکر میں یہ میرے ساتھ تھے خدا کی قسم ہے آج سکون کے بعد میں کسی انکو ساتھ لیکر جنگ میں نہیں جا پا کروں گا۔ یہ کہنا آپ گھوڑا ہلاک دیا۔ اور اگر



ٹپے ناگمان اپنی ذاتی جانب چہرہ سات قبرین و کھدین پوچھا کہ یہ قبرین کس کی ہیں لوگوں نے عرض کیا  
 یا امیر المؤمنین آپ کے تشریف لیجانے کے بعد جناب بن الحارث رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے انہوں نے  
 وصیت کی تھی کہ مجھے کوفہ کے باہر دفن کرنا یہ انکی قبر ہے اور باقی قبرین اور مسلمانوں کی ہیں اجتماع اور  
 کوفہ کے باشندے اپنے مردوں کو گہروں اور صحنوں میں دفن کیا کرتے تھے جبکہ اول جناب کوفہ کے  
 باہر دفن ہوئے پھر انکے بہادرین اور مسلمان ہی دفن کیے گئے۔ جناب امیر نے فرمایا خدا جناب پر  
 رحمت نازل کرے وہ اپنی رعیت و مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنی خواہش سے ہجرت کی اور اپنی  
 زندگی میں مجاہد بنے رہے اور ساتھ برس تک امتحان میں رہے۔ خدا اچھے عمل کرنے والوں کے عمل کو  
 ہرگز منقطع نہیں کرتا آپ وہاں پر کھڑے ہو کر فرماتے تھے اے وحشت ناک شہر کے رہنے والو اور اے  
 عجز کے محالوں کے باشندو! میں مردوں میں سے اور مومن عورتوں میں سے مسلمان مردوں میں سے اور  
 مسلمان عورتوں میں سے تم پر سلام ہو تم جیسے آگے گئے ہو۔ ہم تمہارے پیچھے آئی والے ہیں اب  
 تھوڑی مدت کو بعد ہم تم سے ملیں گے اے ہمارے پروردگار۔ تو ہم پر اور اپنے مغفرت کر اور اپنی عفو کے  
 ساتھ ہمارے گناہوں سے اور انکے گناہوں کو گذر فرما ماسکو خوشی حاصل ہو جو آخرت کو یاد کرے  
 اور باز پرس کر لے نیک عمل کرے۔ اور اپنی رومی پر قانع اور اپنے خدا پر راضی ہے پھر آپ وہاں  
 سے جبکہ حال دوزخوں کے کوچہ کے پاس پہنچے اور رونے کی آواز سنی آپ نے فرمایا یہ کیسی آواز ہے  
 عرض کیا گیا کہ لوگ صفین کے شہدا پر رورہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس شخص کا گواہ نہیں  
 جس نے صبر سے اپنے قتل ہو نیکو گوارا کیا ہے اسی طرح سے خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے وہاں  
 سے آگے بڑھے اور قصر میں داخل ہو گئے کہ خارجی آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل نہ ہوئے اور ایک  
 گاؤں میں جبکہ نام حرور تھا جا اترے سیوہ سے وہ حرور یہ مشہور ہے۔ چھبیس ہزار آدمی  
 تھے انہوں نے اپنے گروہ میں مہادی کرادی کہ شیبہ بن ربیع القیس ہمارا امیر قتال ہے اور  
 بن النکوی ہمارا امیر صلوة ہے۔ اور ہر ایک کام مشورت سے کیا جائیگا۔ خدای پاک کے سوا کسی کی  
 بیعت و حبیہ نہیں لیجئے کام کرنے کا یہ اور ربی باتوں کو باز رہنا چاہیے۔ اپنے نغم میں وہ  
 یہ سمجھنے لگے کہ جب تک کہ جناب علی نے حکم نہیں مقرر کیا ہے وہ بیشک امام تھے حکومت کے  
 مقرر کرنے سے انکو اپنی امامت میں شک پیدا ہو گیا اور اپنی بات میں حیران آ گئے۔ اور  
 حیران کی تعریف خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بیان فرمائی ہے حیران لہ اصحابہ بلعنہ  
 الہو اکانتا یعنی وہ سرسبز ہو اور اس کے بارے کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں کہ ہمارے



پاس چلا آگیا۔ کبھی حاجی اس آیت کریمہ کے ورود کو حضرت امیر علیہ السلام کے شان میں خیال کرنے لگے  
 حالانکہ پروردگار عالم نے اپنی پاک کلام میں ایک غیر شخص کی بات کو مثیلاً بیان فرمایا ہے جسکی توضیح کتب  
 تفسیر سے بخوبی مل سکتی ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کے غلام ہی حیران نہیں تھے بلکہ ان سے برگشتگان  
 وادی حیرت ہدایت پاتے تھے جب جناب امیر کے دوستوں نے انکی یہ باتیں سنیں۔ جناب عبداللہ بن  
 عباس انکے پاس جانے کو آمادہ ہوئے۔ جناب امیر نے ان کو فرمایا تم نے انکی باتوں کی جواب دہی  
 میں جلدی نہ کرنا میں تمہارے پیچھے آ رہا ہوں۔ میرا انتظار کر لینا جب عبداللہ بن عباس انکے پاس  
 گئے خراج لے پوچھا یا ابن عباس آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں انہوں نے فرمایا میں جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور انکے ابن عم کے پاس سو آیا ہوں جو ہم سے زیادہ خدا کو پہچانتے والا ہے  
 اور انکے نبی کی سنت کو زیادہ جاننے والا ہے۔ خارجیوں نے کہا۔ امواہ بن عباس ہم نے ایک بڑے گناہ  
 سے توبہ کی ہے کیونکہ ہم نے خدا کے دین میں منصف مقرر کیے تھے۔ اگر جناب علی ہی ہماری طرح سے توبہ  
 کریں اور ہمارے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے آمادہ ہو جائیں۔ تو ہم بھی جناب علی کی طرف رجوع کریں گے  
 ابن عباس سے ان کے جواب دینے میں صبر نہ ہو سکا اور ان سو کہنے لگے۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیکر  
 پوچھتا ہوں کہ جو کچھ کہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کیا تم اسکی تصدیق نہیں کرتے؟ کہ مرد اور عورت  
 کے حق میں فرمایا ہے کہ تم مرد اور عورت کے اہل بیت کے ایک ایک منصف مقرر کرو۔ ان دونوں میں مصالحت کا ارادہ  
 کریں خدا تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کر دیگا خراج بولے خدا کی قسم اسی طرح سے ہے۔ ابن عباس  
 نے کہا اب بتاؤ کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کیوں حکم مقرر نہ کیے جائیں خارجیوں نے جواب دیا جبر  
 اس کے حکم کو خدا نے لوگوں کے تفویض کیا ہے اس میں غور کرنے کے لیے خدا نے انکو حکم ہی دیا ہے  
 اس میں غور ہی کر سکتے ہیں اور حکم لگا سکتے ہیں۔ اور جس امر میں کہ خدا نے خود حکم لگایا ہے اور  
 اسکو جبر کیا ہے۔ بندہ انکو اس میں غور کرنے کی گنجائش نہیں۔ جیسے کہ زانی کو سوردہ لگانے اور  
 حاکم کے ہاتھ کاٹنے کا حکم خود خدا نے لگایا ہے۔ ان امور میں لوگوں کو غور نہ کرنا چاہیے ابن عباس نے  
 کہا خدا تعالیٰ اس شخص کی نسبت کہ حرم میں لشکار کرے اور ایک خرگوش جسکی قیمت ایک درہم  
 کی چوتھائی سے زیادہ نہیں ہے ذبح کرے فرمایا ہے کہ تم میں سے صاحبان عدل اسکی قربانی کا حکم لگائیں  
 خراج نے کہا اے ابن عباس کیا تم لشکار کے حکم اور عورت اور مرد کی شکر بخشی کے حکم کو مسلمانوں  
 کے خون کے حکم کی برابر سمجھتے ہو۔ اور کیا تمہارے نزدیک عمرو بن العاص عادل ہے یا نہیں  
 پوچھا۔ اگر وہ عادل ہو تو ہم عادل نہیں بن سکتے۔ خدائے حکم میں منصف قرار دینے میں باوجود



نہ ارشاد کیا تو میرا بہائی اور وارث اور وصی ہے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے حضور سے کیا ورثہ ملے گا فرمایا جو ورثہ کہ مجھ سے پہلے انبیائے پایہ ہے میں نے عرض کیا حضور سے پہلے انبیائے کیا ورثہ چھوڑا ہے فرمایا کتاب اور پرنی کی سنت ۔  
(۷) سخن مدائن جیل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخي ووارثي ووصيي قال علي ما ارض منك قال ما اريد النبيون بعضهم بعضا قال الله ورسوله اعلم فقال كتاب الله وسنة نبيه (انخرجہ ابن الخضر) معاویہ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جناب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا تو میرا بہائی اور وارث اور وصی ہو جناب امیر نے گذارش کیا حضور کا کیا ورثہ مجھے ملے گا فرمایا اگر تم میں سے ایک کو میرے کیا ورثہ پایا ہے جناب امیر نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول صی جانتا ہو گا پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ اور نبی کی سنت ۔

(۸) حضرت حبیبہ العریضہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس لایا اور اس نے میری آنکھوں میں لکڑی کے سائے کیلے لکڑی کے ٹکڑے کی وصیت کرتا ہوں۔

(۹) عن جیش بن زین قال رأیت علیاً یضی بکبش فقلت له ما هذا قال اوصانی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اضع عندی اخو جہاحمد جیش بن زین کھتہ میں میں جناب امیر علیہ السلام کو ایک بیٹہ کے کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا میں نے گنہار کیا یہ کیا ہو فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں انکی طرف سے قربانی کیا کروں ۔

(۱۰) عن ام المؤمنین ام سلمہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک و تعالیٰ اختار من کل امۃ نبیا واختار لکل نبی وصیا وانا بنی ہذہ الامۃ وعلی وصیی فمعتز بنی واهل بیتی وامتی من بعدی راخرجه ابو بکر الخوارزمی) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سرورایت ہو کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک امت کے لئے ایک نبی منتخب کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لئے اسکی امت کو ایک وصی انتخاب فرمایا ہے۔ میں اس امت کا نبی ہوں اور میری بعد میری امت اور میری عترت اور میرے اہل بیت میں میرا وصی علی ہے۔

(۱۱) حق ابی ایوب الانصاری ز النبی صلی الله علیه وسلم مرض مرضة فامته فاطمة فعوده فلما رأت ما  
 برسول الله صلی الله علیه وسلم من الجهد والصنع استعبرت فبکت حتی سال الدروع علی خدیها فقا  
 لها رسول الله صلی الله علیه وسلم یا فاطمة ان لکرامة الله ایاک زوجک من اهل بیتہ واکثرهم علما و  
 اعلمهم حلما ان الله تعالی اطعم الی اهل الارض اطلاعة فاختار منی نبیا مرسل ثم اطعم  
 اطلاعة فاختار منهم بعلک فادحی الله الی ان ازوجا یدک واتخذہ وصیا راخرجه الدارقطني و



خدا تعالیٰ نے معاہدہ اور اسکے احباب کی نسبت اپنے حکم اس طرح جاری فرمایا ہے کہ یا وہ قتل کیے جائیں یا اپنی  
 بات کو باز آئیں۔ تم نے حکمنامہ میں لڑائی کی میعاد لکھ دی ہے۔ باوجودیکہ جزیہ کے اقرار کرنے والوں کو  
 سو اسورہ ہارت نازل فرما کر خدا تعالیٰ نے اہل حرب کے ساتھ اہل اسلام کی موافقت کو مطلق قطع  
 کر دیا ہے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جناب امیر بھی آپہنچے اور عبدالعزیز بن عباس کو فرمایا۔ کیا سینے تھیز  
 ان سے گفتگو کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟ یہ خوارج سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے تمہارا کوئی وکیل  
 ہے جو تمہاری طرف سے جواب دے سکے؟ متفق ہو کر کہا عبدالعزیز بن الکوی ہمارا وکیل ہے۔ جناب امیر  
 نے اس کو سوال کیا کہ تم نے ہم پر کیوں خروج کیا ہے اس نے جواب دیا کہ صفین کے روز کی تمہاری حکیم  
 کے تقرر نے ہمیں اس بات پر مجبور کیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا جب شامیوں نے قرآن بلند کیے تھے تو  
 تم سے نہیں کہا تھا؟ کہ میں ان کے مکرو فریب کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ ان لوگوں نے قرآن شریف  
 صرف مکرو کی وجہ سے بلند کیے ہیں۔ تاکہ تمہیں فریب دیکر تمہیں اپنی لڑائی سے باز رکھیں۔ چنانچہ  
 انہوں نے اس مکر کو گناہ ٹھکر لڑائی کو منقطع کر دیا اور متبر آفت کے نازل ہو نیکی امیدوار ہو بیٹھو  
 جناب امیر نے تمام سرگندشت انکو کہ سنائی اور یہ فرمایا کہ اس دن تم نے میری بات ایک نہ مانی۔  
 میں نے نصف نامہ میں یہ شرط لکھ دی تھی کہ دونوں نصف اسی امر کو زندہ کریں جسے کہ قرآن نے  
 زندہ کیا ہے اور اسی امر کے مارنے کے درپے ہوں جسے کہ قرآن نے مارا ہے قرآن الحمد اور وہ  
 الناس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان لکھا ہوا ہے وہ خود نہیں بولتا مگر لوگ اس سے منکلم ہوتے  
 ہیں۔ خارجیوں نے کہا فرمائیے اپنے سعاد کیوں مقرر فرمائی تھی جناب امیر نے فرمایا اس لیے  
 کہ اس سعاد میں ہماری حقیقت کو ناواقف شخص مہافت ہو جائے اور واقف کو زیادہ تر ثبوت  
 مل جائے۔ نیز یہ بھی خیال تھا کہ شاید خدا تعالیٰ اس بات کے درمیان میں اس کے بین ہاتھ میں پیدا  
 کر دے اور سکوراہ رست دیکھا دے۔ خارجیوں نے کہا اب یہ بتائیے کہ جس دن نصف لکھا  
 گیا تھا اور کہا تھا یہ لکھا تھا (یہ وہ امر ہے جسکی خواہش امیر المؤمنین علی اور معاویہ کرتے ہیں) عمرو  
 ابن عاص کے آدھا آٹھ اپنے مومنین کی امارت سے اپنے نام کو شادایا اور کاتب سے یہ لکھوایا یہ  
 وہ امر ہے جسکی علی اور معاویہ خواہش کرتے ہیں (پس جبکہ آپ امیر المؤمنین نہ ہوئے اور ہم لوگ  
 مومنین ہیں۔ پس آپ بھی ہم سے امیر نہ تھیں۔ جناب امیر نے جواب دیا تمکو معلوم ہو گا کہ حدیبیہ  
 کے روز میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا حضرت نے مجھ سے فرمایا لکھو (یہ وہ امر ہے  
 جس پر محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو صلح کرتے ہیں) امیر پر یہ لکھا اگر ہم آپ کو رسول اللہ



جانتے تو جناب سے جنگ کیوں کرتے پس جس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محکم کیا تھا مگر  
 ہی مارت مومنین کو اپنا نام محکم کیا ہے۔ اس فعل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل میرا مقتدا تھا۔  
 اب بتاؤ کہ تمہاری کوی حجت باقی رہی ہے۔ تمام لوگ خاموش ہو گئے جناب امیر نے اپنے فرمایا۔ اب  
 اور اپنے شہر میں چلو خدا تم پر رحم کرے۔ کہنے لگے ہم شہر میں چلینگے۔ لیکن حکومت کی سبعا د ختم ہونے  
 تک ہم یہیں ٹھہرتے ہیں جناب امیر انکے پاس سو واپس تشریف لواتے۔ وہ لوگ اپنے قول میں بالکل  
 جوتے تھے۔ جب منصفون نے فیصلہ دیدیا۔ اور ہانی بن شریح ابن عباس کے ساتھ جناب امیر کی  
 خدمت میں پہنچ گیا۔ اور حکومت کے فیصلہ سے آپ کو مطلع کیا۔ آپ نے کڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ  
 سنایا اور حمد و ثنات کے بعد ارشاد کیا کہ یہ تحقیق معصیت کا ورنہ حسرت اور نتیجہ مذمت ہو مینے تمکو ان  
 دونوں شخصوں کی حکومت سے آگاہ کیا تھا لیکن تم نے میرا کہنا نہ مانا اور میری راے کو چھوڑ دیا۔ ان  
 دونوں آدمیوں نے جنگ کو تم نے حکم مقرر کیا تھا خدا کی کتاب کے حکم پس پشت ڈال دیا۔ اور جس امر  
 کی نسبت قرآن نے موت کا حکم دیا تھا اسکو زندہ کیا اور جس امر کے زندہ کرنے کا قرآن نے حکم دیا تھا  
 اسکو مار دیا اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر دونوں ہی اپنی اپنی خواہش کے پیرو ہو گئے اور خدا کی حجت  
 روشن اور حضرت کی نورانی سنت کو چھوڑ کر دونوں نے اپنی راے سے فیصلہ دیا اور فیصلہ میں اختلاف  
 کیا اور دونوں راہ رہت ہو محروم رہے۔ پس تم شام کے سفر کے وسط مستعد ہو جاؤ۔ اور پیر کے روز  
 لشکر بیان سو کج کر جائے۔ یہ فرما کر آپ منبر سے اترے اور خارجیوں کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے بندے امیر المومنین علی کی طرف زید بن حصین اور عبد اللہ بن وہب الراسبی۔ اور عبد اللہ بن الکوی  
 وغیرہ کو معلوم ہو کہ ان دونوں منصفون نے کتاب اللہ کی مخالفت کی ہے اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر حکومت  
 میں اپنی اپنی خواہش کی پیروی کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہیں کیا قرآن کے  
 حکم کے متقا نہیں بنے۔ جسوقت تمہاری پاس میرا یہ خط پہنچے تم میرے پاس چلو آؤ۔ کیونکہ ہم اپنے  
 اور تمہارے دشمنوں کی طرف جانیا لے میں۔ اور اسی پہلے امر پر ثابت قدم ہیں جسپر کہ ہم پیشتر تھے  
 خارجیوں نے جناب امیر کے خط کا جواب یہ لکھا۔ اما بعد اپنے اپنے خدا کا غضب تو نہیں کیا بلکہ  
 اپنے آپ کا غضب کیا ہے اپنے اپنی جان میں کفر کیا ہے اگر اپنے توبہ کی تو ہم غور کریں گے کہ ہم کو  
 آپ کے ساتھ کیا رہنا چاہیے۔ جناب امیر اس خط کو پڑھ کر انکی طرف سو مایوس ہو گئے۔ اور نیا  
 کیا کہ انکا پیچھا چھوڑ دیا جائے اور شام والوں سے لڑنا چاہیے۔ اسلئے آپ کو ذک کے لوگوں کو خطبہ



شانیکے لیے کٹرے ہو اور خدا کی صفت و ثنا کے بعد فرمایا جس نے جہاد کو ترک کیا اور خدا کے حکم کی تعمیل میں  
 سستی کی وہ ہلاکت کے کنارے کے قریب ہے مگر وہ شخص کہ جسکے لیے اللہ تعالیٰ اپنی نعمت و تدارک کرے  
 پس تم لوگ خدا سے ڈرو۔ اور جو شخص کہ خدا سے ٹھرا چلتا ہے۔ اور خدا کی روشنائی کو چھپانا چاہتا ہے  
 اس سے لڑو۔ اور ان خیانت کرنے والوں کو گمراہوں سے جنگ کرو۔ کہ جنکو اگر ولایت ملجائے تو کسرے  
 اور ہرقل کے افعال کی پیروی کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ اب اپنے دشمنوں کی لڑائی کے لیے آمادہ ہو  
 جاؤ۔ ہم نے تمہارے بہائیوں اہل بصرہ کو لکھا بھیجا ہے کہ وہ بھی تمہارے پاس پہنچ جائیں انشا  
 اللہ تعالیٰ انکے پہنچنے کے بعد ہم ہی روانہ ہو جائیں گے۔ جناب امیر کبریٰ و سواند نون ابن عباس  
 بصرہ کے حاکم تھے آپ نے انکی طرف خطر روانہ کیا کہ ہم شہر سے نکل کر خلیہ میں فوج کے پاس پہنچ  
 گئے ہیں۔ ہماری رائے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے پر قرار پائی ہے اہل بصرہ میں سے جو اشخاص کہ  
 ہماری شرکت کرنا چاہتے ہوں آپ انکو اپنی ہمراہ لاوین و اسلام پر آپ نے ہر ایک قبیلہ کے رئیس  
 کو لکھا بھیجا کہ اپنے کنبہ کے بہادر و ن اور غلاموں کو لیکر لشکر میں پہنچ جائے۔ چنانچہ سب سے اول  
 سعد بن قیس الہمدانی نے اگر عرض کیا یا امیر المؤمنین میں سب جوشم سے پہلے حاضر ہوں انکے  
 بعد عقیل بن قیس اور عدی بن حاتم الطائی اپنے اپنے قوم کے بزرگوں اور قبائل کے ساتھ حاضر خدمت  
 ہو گئے جنکی تعداد چالیس ہزار تھی انکے سوا سولہ ہزار غلاموں کا گروہ تھا آپ نے مدائن میں سعد  
 ابن مسعود کو بھی لکھا بھیجا تھا کہ لڑائی کے لیے جس قدر کہ بہادر و ستیاب ہو سکیں لشکر میں بھیج دیے  
 جائیں۔ اسی اثنا میں جناب امیر کو یہ معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت ہماری شرکت  
 فرماوین تو ہم ان حروریہ سے جنگ کر کے فیصلہ کر لیں جب ہم ان سے نبٹ جائیں گے تو پھر اہل  
 شام سے ٹھیکہ کا قصد کریں گے۔ آپ نے لشکر و الوں سے فرمایا تم ان خارجیوں کا بیجا چوڑو دھو اور  
 میرے ساتھ معاویہ اور اہل شام کی طرف چلو کہ ان سے جنگ کیا جائے تاکہ وہ خدا کی نافرمانی پر کٹر  
 نہ بن جائیں بندگان خدا کو اپنا خدمتگار نہ بنالین۔ لوگوں نے باوازا بلند عرض کیا یا امیر المؤمنین  
 ہم آپکے انصار اور شیعہ اور آپکے پیرو ہیں ہم آپکے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست  
 ہیں ہم آپ کی اطاعت کرنے والے کے مطیع ہیں۔ خواہ وہ کوئی ہو اور کہیں ہو جہاں آپکی  
 منشا چاہے آپ ہمکو لے چلیں۔ جناب امیر انکے ساتھ یہ گفتگو کر رہے تھے کہ آپ کو خبر  
 ہو گئی کہ خارجیوں نے خروج کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن الحباب بن الارث  
 رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ اسی انکی بی بی حمل سے تھیں اسکا پیٹ چاک کر ڈالا ہے انکو سوا او



تین عورتوں کو قتل کیا ہے اور ام السنان الصید۔۔۔ کو بھی مار دیا ہے۔ آپ نے حارث بن مرہ العبدی کو  
 خوارج کی جانب روانہ کیا کہ اس خبر کی صحت کو دریافت کر کے لکھ بھجیں اور کوئی بات لکھنے سے باقی نہ  
 چھوڑیں۔ جب حارث خارجیوں کے پاس گھوڑا اور ان کو اسکا ماجرہ پہچان کر کھینچوں نے انکو بھی مار ڈالا  
 حضرت امیر ابی لشکر ہی میں تھے کہ آپ کو انکے قتل کی خبر ملی تو گون نے عرض کیا یا امیر المومنین  
 آپ ان خارجیوں کو کیوں بلے چھوڑی جاتے ہیں تاکہ ہمارے مال کو ہمارے پیچھے لوٹیں اور ہمارے  
 عیال کو مار ڈالیں۔ آپ ہمارے ساتھ ان کی لڑائی کو تشریف لے چلے۔ جب ہم ان سے فراغت  
 حاصل کر لیں گے تو ہم اپنے شامی دشمنوں کی طرف چلے گئے۔ شعث بن قیس نے بھی کٹرے ہو کر اسی  
 بات کی تائید کی۔ اکثر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ شعث خارجیوں کی طرف داری کر دے گا۔ کیونکہ صفین کے روز  
 اس نے کہا تھا کہ اس قوم نے نہایت انصاف کی بات کہی ہے کہ شامی ہموکتا بامکر عیال دعوت  
 کرتے ہیں اب جبکہ شعث نے انکی بغلاف یہ بات بیان کی تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ خوارج کی رائے  
 کا طرف دار نہیں ہے۔ حضرت امیر نے بھی خوارج کی طرف روانہ ہونے کا قصد فرمایا اتنے میں ایک  
 ازدی قوم کا منجم حکام مسافر بن عدی تھا حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المومنین آپ خارجیوں  
 کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فلاں ساعت میں باہر نکلیں اور اگر آپ اس ساعت کو سوا کسی دوسرے  
 وقت میں تشریف لیجائیں گے تو آپ کو اور آپ کے دوستوں کو نہایت تکلیف پہنچو گی حضرت نے اس کے  
 قول کی مخالفت کی اور اسکی مقرر ساعت کے بغلاف دوسری ساعت میں جنگ پر تشریف لے گئے  
 اور ظہریا ہو گئے جب جناب امیر کوچ فرما کر خوارج کے اتنے قریب جا پہنچے کہ جہان سے آپ انکو اور وہ  
 آپ کو دیکھ رہے تھے آپ نے انکو کہلا بھیجا کہ اگر تم ہمارے بہائیوں کے قاتلوں کو دیدو کہ ہم ان کو  
 قتل کر دیں تو ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے اور تمکو چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ ہم اہل شام کے ساتھ جنگ کرتے  
 کو جانور ہیں۔ شاید خدا تعالیٰ تمہارے دلوں کو پیر دے اور جس نیک کام کو تم پہلے کر رہے تھے اسی  
 کو عیال تمکو لوٹا دے۔ خوارج نے جواب دیا کہ ہم سب متفق ہو کر انکو قتل کیا ہے۔ اور ہم سب مکر تمہارے  
 خون کو بہانا طحال سمجھتے ہیں۔ حضرت امیر کے لشکر سے قیس بن سعد بن عبادہ باہر نکل کر کہنے لگے۔  
 اے بندگان خدا تم ہمارے بہائیوں کی قاتلوں کو ہمیں دیدو اور جس امر سے کہ تم ہم سے علیحدہ  
 ہوئے ہو۔ اور ہمارے ساتھ ہو اسی امر میں شامل ہو جاؤ۔ اور ہمارے دشمنوں اور اپنے دشمنوں  
 کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے ہم سے مل جاؤ۔ تم بڑے بہاری گناہ کا ارتکاب کر رہے ہو کہ ہمو مشترک  
 شیر اتے ہو اور خود مسلمانوں کے خون بہاتے ہو۔ عبد اللہ بن مسعود اسکی جواب میں کہنے لگے۔



لگا۔ ہم پر حق ظاہر ہو گیا۔ ہم تمہارا اتباع ہرگز نہیں کریں گے۔ ہر جناب اسیر علیہ السلام خود بدولت لشکر  
 سے باہر تشریف لیگئے اور خوارج کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ اے گندگاریوں کے گروہ جسکو کہنا حق  
 کے جھگڑے اور یہودہ ٹٹنے نے فتنہ اور فساد پر آمادہ کیا ہے اور خواہش نفسانی اور ستیزہ خوی  
 نے حق کی پیروی سے باز رکھا ہے۔ تمہاری نفوس خود سرکش ہیں۔ اور تم نے حکومت کی آڑ پکڑ لی  
 ہے۔ تم نے خود غلبہ سے اسکی خواہش کی تھی۔ مین تو اسے برا ہی جانتا رہا۔ مینے تم سے نہیں کہا تھا  
 کہ شامی تمکو دھوکا دے رہے ہیں۔ تم نے مخالفوں کی مانند میرے کہنے کو نہ مانا اور مثل نافرمان  
 لوگوں کے میرے دشمن بن گئے مینے ناچار اپنی رائے کو بھی تمہاری رائے کے بغیر نہیر دیا باوجودیکہ  
 اسوقت شامیوں کا کام تمام ہو چکا تھا اور وہ پریشان خوہن دیکھنے لگے۔ قریب ہو گئے تھے  
 لیکن تمہارے بڑے بوڑھوں کی رائے اسے برقرار پائی کہ دو شخص حکم بنائے جائیں ہر سینے  
 اندون سے یہ شرط تھیری کہ قرآن سے فیصلہ کریں اور ہرگز اس سے تجاوز نہ کریں مگر ان دونوں  
 نے حق کو چھوڑ دیا۔ باوجودیکہ حق انکی آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔ اب تم بیان کر دے کیون  
 تم ہمارے ساتھ لڑنے کو حلال سمجھتے ہو۔ اس پر تم لوگوں کو ناحق سستا تو اور... انکے گلے کاٹتے  
 ہو یہ بات تو دنیا و آخرت میں صاف گناہا کمانے کی نشانی ہے پس نہ خوارج جلانے لگے کہ ہرگز  
 کوئی جواب نہ دے اور لڑائی پر آمادہ ہو جاؤ۔ اور بیکار کر کہنے لگے عزت کے سوا اور کوئی مقام  
 آرام کا نہیں ہے۔ حضرت اپنے اصحاب کے پاس اس پر تشریف لے آئے اور صف آرا می کا حکم  
 دیا۔ پہلے بھجور بن عدی اور سیرہ بن شیب بن ربیع یا مفضل بن قیس الریاحی کو مقرر کیا اور سواروں  
 کی سپہ سالاری ابو ایوب انصاری کی سپہ دفرمای اور پیادوں کی انسری البقتادۃ الانصاری  
 کے متعلق کی اور سفدۃ الجیش قیس بن سعد بن عبادہ کے سپہ دہ کیا اور خود طلب بن جاگزین ہو  
 خوارج نے یمینہ زید بن قیس الطائی اور سیرہ بن شیبہ بن ربیع بن عوفی کے سپہ دہ کر کے سواروں  
 پر حمزہ بن سنان الاسدی اور پیادوں پر جرفوص بن زہیر السعدی کو مقرر کیا۔ اور جناب اسیر  
 علیہ السلام نے رات امن حضرت ابو ایوب انصاری کے تفویض فرمایا۔ انہوں نے آواز بلند کیا  
 کہ سادی کردی کہ جو شخص اس علم کے نیچے آجائیکا اور اس نے کسی کو قتل نہ کیا ہوگا اور کسی مسلمان کو  
 اذیت نہ پہنچائی ہوگی۔ اسکو قتل سے امان دیگا اور جو شخص کوفہ کو چلا جائے یا مدائن کو لوٹ جائے  
 اسکو بھی امان حاصل ہے۔ اگر اسوقت بھی ہمارے بہائیوں کے قاتل ہو کہ وہ یہ جہنم تو ہمیں  
 تمہارے ساتھ جنگ کرنے کی ضرورت نہیں سادی کو شکر فردہ بن نوفل بالاشجعی پانسو سوار



لیکہ حضرت امیر کے لشکر میں آٹھ اور ایک گروہ نہیں کو فہ کو اور ایک گروہ مدائن کو چلا گیا۔ بارہ ہزار کے قریب ان کی جمعیت تھی لیکن ان میں سے چار ہزار باقی رہ گئے۔ اور جناب امیر کے ساتھ جنگ کر نیگو دوڑے۔ آپ اپنے لشکر سے فرمایا جیتا کہ وہ تیر حملہ نہ کریں تم ان سے کچھ ہتھیار کھواتے ہیں خارجی المراح المراح فی الجنتہ پکارنے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ حضرت امیر کے لشکر دو حصوں میں منقسم ہو گئی اور خارجیوں کو بیچ میں لے لیا۔ صیمنہ اور سیہ کی فوجیں دونوں طرف سے ان پر ٹوٹ پڑیں تیر انداز ان کے سامنے آگئے ہوئے اور پیادے تلواروں اور نیزوں سے ان پر ٹوٹ پڑے کچھ دیر نہیں گذری باقی تھی کہ سوارات آدمیوں کے تمام خارجی مار گئے۔ دو آدمی ان میں سے خراسان کی طرف بھاگ نکلے چنانچہ اب تک اس ملک میں ان دونوں کی نسل موجود ہے اور دو آدمی یمن کی جانب فرار کر گئے وہاں بھی ان کی نسل موجود ہے جو اب اہل یمن کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ان کے مورث اعلیٰ کا نام عبد البہ بن اباض تھا۔ اور دو آدمی تل موذن کی طرف چلے گئے۔ جناب امیر کے لشکر کو تمام انکمال و متاع غنیمت میں دستیاب ہوا اور حضرت کے لشکر میں سے صرف دو آدمی مارے گئے۔ اور خارجیوں سے صرف سات آدمی باقی بچے۔ یہ حضرت امیر علیہ السلام کی کرامت تھی کہ آپ نے اس جنگ کو پیشتر اپنے صحابہ ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری فوج میں سے دس آدمی بھی نہیں مارے جائیں گے اور ان کی گروہ میں سے دس آدمی بھی باقی نہیں بچیں گے۔

محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ جناب امیر خراج کے ظہور سے پیشتر اپنے صحابہ کے بیان فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک ایسا گروہ خروج کرنے والا ہے جو دین سے اس طرح پرہیز کرے گا جس طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک نہ تھا آدمی ہو گا۔ بارہا لوگوں نے اس گفتگو کو جناب امیر سے سنا ہوا تھا۔ حریہ نہروانیوں نے خروج کیا۔ تو آپ اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے جنگ کے کیے تشریف لے گئے اور جو جگہ گذرنا تھا گذر چکا اور آپ کو جنگ سے فراغت حاصل ہو گئی۔ آپ نے اپنے صحابہ کے فرمایا۔ اب انہیں تم اس نہایتی کوتلاش کرو لوگ اس کو تلاش کرنے لگے بعض شخصوں نے اگر عرصہ کیا وہ تو ان میں نہیں ملتا۔ بلکہ بعض یہ بھی کہنے لگے کہ وہ ان میں نہیں ہے آپ نے فرمایا واللہ انہیں میں ہے قسم ہے خدا کی نہ مینے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے۔ اتنے میں ایک شخص نے اگر مشرکہ سنایا کہ یا امیر المؤمنین ہم نے اسے ڈھونڈ نکالا ہے بعض ادویہ کا یہ بیان ہے کہ قبیلہ اسکے کہ کوئی آکر اسکے دستیاب ہو نیکا مشرکہ سناتا حضرت خود بدولت اس کی تلاش کو نکلے آپ کے ساتھ سلیم ابن تمارہ الحنفی اور ریان بن صبرہ بھی سرگرم تلاش ہوئے ناگمان نہر کے کنارے ایک گڑھ میں بچاں لاشوں کے نیچے سو رہا ہوا سب لوگوں نے ہلکودیکھا کہ اسکا ایک ہاتھ مع بازو کے نہیں ہے اور بچا ہوا تھا



کے بازو پر چھوڑ کر پستان کی صورت کا ایک لوٹھرا گوشت کا لگا ہوا ہے۔ اور اس پر پستان کا سامر ہی بنا ہوا ہے اور اس پر کانے کانے بال جمے ہوئے ہیں۔ جب اسکو کہیں چاٹتا تھا تو وہ بڑبڑا کر پورے ہاتھ کے برابر لانا ہو جاتا تھا اور جب چوڑا دیا جاتا تو پھر سمٹ کر پستان کی سی شکل بن جاتا تھا۔ جب جناب امیر اسکو دیکھا تو کبیر کا لغزہ بلند کیا اور فرمایا واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا تھا مگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم عمل نیک نہ چھوڑ سٹیو۔ تو میں تمکو اس شخص کی شان میں کہ جو ان لوگوں سے لڑا ہے اور لڑائی میں اس نے حق کو نگاہ رکھا ہے چنانچہ جس حق پر کہ ہم میں جو کچھ کہ خدا سے پاک نے اپنے نبی کریم کی زبان مبارک پر جاری فرمایا ہے ضرور بیان کر دیتا۔

جناب امیر علیہ السلام کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ۳۱ اربیس ہجری میں پیش آیا اور اس واقعہ میں جناب امیر علیہ السلام کے دوستوں میں سے یزید بن فزیرۃ الانصاری رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت حاصل کیا تھا اور انکو شرف سبقت فی الاسلام بھی حاصل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے جنتی ہونے کی نسبت اپنی زبان مبارک سے ثبوت بیان فرمائی تھی انکو ابتداء واقعہ ہی میں خواجہ نے شہید کیا۔

### ان لوگوں کی تعداد جنکو جناب امیر علیہ السلام نے اپنا ہاتھ قتل کیا

روضۃ الصفا میں خاوند شاہ لکھتے ہیں یقل ست کہ حضرت امیر در ایام ترع فرزندان خود را بسیار دست نموده بود از انجمله یکے این ست کہ بامیر المؤمنین حسن فرمود کہ چون من رحلت کنم چنان کن کہ خلق را معلوم نشود کہ دفن من کدام ست کہ من وہ نزار کس از شجاعان کفر و دلیران اسلام کہ قتل بر ایشان واجب بود بدست خود کشته ام و میرسم قدامت قبر من لشکا فند و مخلصت من از نبی امیر پیشتر ست اتھے۔

### جناب امیر علیہ السلام کے فضائل جسمانیہ کا بیان

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل جسمانی کا حال لکھتے ہیں اور یہ بھی درنہم پر ہے جیسے حسن صورت و قوت بدن +

### جناب امیر علیہ السلام کا حسن صورت



حسن صورت بن جناب امیر علیہ السلام بعد سر در عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام عربین مشہور تھے +  
 عن ابی الحجاج قال رأیت علیاً یخطب کان من احسن الناس وجہاً (الغابہ) ابی الحجاج کہتے  
 ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے

## جناب امیر علیہ السلام کا جسمانی حلیہ مبارک

(۱) عن محمد بن باقر قال کان علی مقبل العینین عظیم صفاً ذابطن اصلع ربة لا یغضب (الغابہ)  
 جناب محمد بن باقر علیہ السلام مروی ہے کہ حضرت امیر ثری سہیلہ آنکھوں والی اور توندیلی پیٹ والے  
 تھے انکے چاند پر بال کم تھے انکا قد میان تھا اور ہی کو نہیں رنگتے تھے +

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یطہر قوماً من الذنوب بالصلۃ فی  
 رؤسہم وان علیاً کا ولہم (اخرجه فی الاسلام نجم الدین ابو بکر بن محمد بن حسین السیلابی المزی  
 فی مناقب الصحابہ) ابن عباس مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ  
 نے ایک قوم کو گناہوں سے بوجہ انکے چند مونچھوں کے پاک کیا ہے اور علی ان سب پہلے ہے +

(۳) عن ابی لبید قال رأیت علیاً یبوصاً فخر العمامۃ عن رأسہ فرأیت رأسہ مثل راحق علیہ مثل  
 خط الاصابع من الشعر (اخرجه ابن الضحاك) ابولبید مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو وضو  
 کرتے ہوئے دیکھا آپ نے اپنا عمامہ سر سے اٹھا یا میں نے آپ کے سر کو دیکھا کہ مثل میری ہتھیلی کے تھا اس پر انگلیوں  
 کے خط کی طرح بال تھے +

(۴) عن قیس بن عباد قال قدمت المدینۃ اطلب العلم فرأیت رجلاً علیہ بردان ولہ صغیرتان قد  
 وضع یدہ علی عاتق عمر فقلبت من هذا قالوا علی (اخرجه ابن الضحاك) قیس بن عباد کہتا ہے کہ میں  
 مدینہ میں علم حاصل کرنے کے لیے گیا ایک آدمی کو دیکھا اس پر صرف دو چادریں تھیں یعنی ایک ردا اور ایک  
 تہ بند اور انکی دو چوٹیں گندے ہوئے تھیں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ دھرے ہوئے تھے  
 میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا علی ہیں +

قال مصباح الطبری فی دیاض النضر ولا تضاد بینہما او یکون الشعر الخضر وسطاً اسہ وکان فی جوانبہ  
 شعر متراہل یعنی ان دونوں باتوں میں تضاد نہیں ہے جبکہ جناب امیر کے مرقع کے چاند پر کم ہونا بالوں  
 کا ماننا جائے اور گدی کی طرف کے بال چوٹے ہونے تسلیم کیے جائیں +



(۵) قال ابو اسحاق السبيعي آيته ابيض اللسان واللحية وكان ربما خضب اللحية (اسد الغابة)  
ابو اسحاق سبيعي کا بیان ہو کہ سینے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا ہے کوکہ اُن کے سر اور دائرہ  
کے بال بالکل سفید تھے اور کبھی ریش مبارک کو خضاب بھی کیا کرتے تھے ۔

(۶) عن رزام بن سعد الضبی قال سمعت ابا یوسف علیاً قال کان رجل فوق الریقة ضخم  
المنکبین طویل اللحیة وانشئت قلت اذا نظرت الیه قلت ادم وان تبنته من قریب قلت  
ان یکون اسماء فی من ان یکون ادم (اسد الغابة) رزام بن سعد الضبی سے منقول ہو کہ سینے  
اپنے والد کو جناب امیر علیہ السلام کا علیہ بیان کرتے ہوئے سناتا ہے کہ جناب امیر میاں قدسے کچھ اونچے  
تھے انکے شانے اور بازو بہرے بہرے اور گمینی دائرہ سی تھی اگر تو انکو دور سے دیکھتا تو کہتا کہ سبز  
رنگ ہیں اور اگر تو گہری نظر کر کے انکو قریب سے دیکھتا تو کہلتی ہوئی گندمی رنگ تھی قریب سبز  
رنگ کے ۔

(۷) عن قدامہ بن عتاب قال کان علی ضخم البطن ضخم مشاش المنکب ضخم عضلة الذراع ضخم  
عضلة الساق دقیق مستدقها قال ورايت یخطب فی یوم من الشتاء علیہ قمیص وازار  
قطر یان معقم بشتی مما ینجم فی سواد کمر (اسد الغابة) قدامہ بن عتاب سے روایت ہو کہ جناب امیر علیہ السلام  
توندیلے پیٹ والے تھے انکی شانہ کی بڑی چوڑی تھی انکے بازو بہرے بہرے اور کلائیان باریک اور  
انکی رانیں پر گوشت اور پیٹ لیان پتلی تھیں سینے انکو جاڑے کے موسم میں دیکھا تھا وہ قطری قمیص  
پہنے ہوئے اور قطری تربند باندھے ہوئے تھے انکا عمامہ سیاہ و ہار یون والا تھا ۔

(۸) عن ابی الجحاج قال رايت علیاً یخطب کان من احسن الناس رجلاً وقیل کان کائناً کسراً  
ثم جبر لا یغیر شیبہ خفیف المشی صفوک السن (اسد الغابة) ابو الجحاج سے مروی ہے کہ جناب  
امیر علیہ السلام کو سینے خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا کہ سب لوگوں سے خوبصورت تھے اور روایت ہو کہ کسی  
تھے اپنی دائرہ کو نہیں رنگتے تھے آہستہ چلتے تھے انکے دانت ہنسی سے کھلے رہتے تھے ۔

(۹) واحسن ما رايتہ فی صفته رضی اللہ عنہ کان ربعۃ من الرجال الی القصر ما هو ادمع  
العینین حسن الوجه کانه القمر لیلۃ البدر حسناً ضخم البطن عریض المنکبین مشاش الکفین  
اعین کان عنقه ابرق فضة اصلع لیس فی رأسہ شعر الا من خلفہ کثیر اللحیة منکیہ مشاش  
کشتاش الضاری لایبین عضد من ساعده ارتاحت ارتاجا اذا مشی تکفأ وان اسک فذراع  
رجل اسک بنفسہ فلم یستطع ان یتنفس وهو الی السمر ما هو شدید الساعد والید فاذا



مشی الی الخرب هر مل ثبت الجنان قویا ماصار احد قط الاصرعه اشتجاعا منصورا علی من لا قام  
 (استیعاب) علامہ ابن عبد البر استیعاب میں بعد ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں کہ میں نے کیا خوب  
 انکے اوصاف لکھے ہوئے دیکھے ہیں کہ جناب امیر کا شمار مبارک میانہ مگر سید رہا گناہا انکی آنکھیں بڑی بڑی  
 اور کالی تھیں انکا چہرہ خواصورتی میں جو وہوین رات کے چاند کی مثل تھا۔ انکا پیٹ توندیلا اور ان کے  
 کندھوں کی بڑی چوڑی تھی انکی ہتھیلیں سخت تھیں بولی بولی انکھوں کی گھٹائی کی گردن مثل ایک چاندی  
 کی صراحی کے تھی۔ انکے چاند پر بال کم تھے مگر گدی اور سر پیچے کی طرف سوسر بالوں سے بھرا ہوا تھا  
 انکی دائرہ سی اسقدر گہنی تھی کہ کندھوں کے دونوں طرف تک پہنچتی تھی دونوں کندھوں کی ٹہیاں مثل  
 شیر کے کندھوں کی ٹہیوں کی تھیں انکی کلائی اور بازوؤں میں فرق نہیں تھا یعنی دونوں ایک سوتھے  
 اور ٹھوس اور مضبوط تھے چلنے میں آگے کو جبک کر جلتے تھے جب کسی کی کلائی بکڑ لیتے تو اس شخص کا  
 گلا گھٹ جاتا کہ وہ سانس نہیں لے سکتا تھا وہ رنگ میں گندم گون تھے انکی کلائی اور ہاتھ سخت تھو  
 جب جنگ کو جاتے تھے تو دوڑ کر نہایت تھکے دل سے جاتے تھے وہ ایسے بہادر تھے کہ جس سے جنگ  
 کی اس پر فتحیاب ہوئے۔

(۱۰) عن الشعبي قال رأيت علياً وداوداً وحمزة قطن بيضا راحجه بن الضحاك) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے  
 ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا کہ آپ کا سر اور دائرہ سی سفید روئی کی طرح تھی۔  
 اور محب الطبری زیاض المنظرہ میں لکھتے ہیں وروی انه كان اصفر اللحية والمشهور انه كان ابينها و  
 يشبه ان يكون خضبة ثم ترك يظن رواية هو انك ريش مبارک زرد تھی اور مشہور زیادہ تر یہ  
 ہے کہ سفید تھی شاید کہی اپنے اپنی ریش مبارک رنگا ہوا اور بہ چوڑا ہوا ہو۔

## جناب امیر علیہ السلام کی قوت بین

عن ابی رافع قال خرجنا مع علی حسین بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم برايته فلما دنا من الحصن  
 فخرج اليه اهلها فقاتلهم فضربه رجل يهودي وطرح ترسه من يده فتناول البني كن عند الحصن  
 فتبرس به نفسه فلم يزل يده حتى فتح الله عليه ثم القاه من يده حين فرغ فلقد رأيتني في ذلك  
 معي سبعة عشر وانا منهم مجتهد على ان نقلب لك الباب فما نقلية (اخرجه احمد) ابو رافع  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام کو علم دیکر  
 خبر میں روانہ کیا ہم جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ ایک یہودی نے قلعہ سے نکل کر ان



اخرج الطبرانی والخطیب عن ابن عباس عن عائشة عن ابی ہریرۃ ابو ایوب انصاری عن عائشۃ عن ابی ہریرۃ  
 جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بیمار ہوئے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کے لیے تشریف لائیں حضور پر ضعف  
 اور تکلیف کو دیکھ کر رونے لگیں تھیں کہ دونوں خسار مبارک پر آشک جاری ہو گئے یہ دیکھ کر سرکار نے ارشاد کیا اے  
 فاطمہ اللہ کی خاص مہربانی تھی تیرے حق میں کہ میں نے تیرا نکاح ایسے کے ساتھ کیا ہے کہ وہ سلام لانے میں سب سے مقدم  
 اور سب سے زیادہ علم کہنے والا اور حکم میں سب سے بڑا ہے خدا تعالیٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب دیکھ کر انہیں  
 مجھے انتخاب کیا اور مجھے نبی مرسل بنایا یہ دو بارہ اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب کیا اور مجھے بھی  
 بھیجی کہ میں اس کے ساتھ تیرا نکاح کروں اور اس کو اپنا وصی بنائوں ۛ

(۱۲) عن ابی ہارون العبدی قال اتیت اباسعید الخدری فقلت لہ اهل شہدت بدلا فقال نعم فقلت  
 الاخذت فی بنتی مما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی انخبرک ان رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضہ وفقر ودخلت علیہ فاطمۃ تعودہ وانما جالس عن یمن رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتها العبرة حتی بدت دموعہا  
 علی خدہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یمیکک یا فاطمۃ قالت اخشی الضیعۃ یا رسول  
 اللہ فقال یا فاطمۃ ان اللہ اطلع الی اهل الارض اطلاعت فاختار منہم اباک ثم اطلع ثانیۃ فاختار  
 منہم جاک فادحی الی فانکحتہ واتخذتہ وصیاً وما علمت انک بکرامت اللہ ایاک زوجک اعلمہم علی  
 والکثرہم حلما واولادہم سلما فضحکت و استبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدہا مزید  
 الخیر کلہ الذی قسمہ للہ تعالیٰ بحمدہ وال محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمۃ لعلی ثانیۃ اضراس  
 یعنی مناقب ایمان باللہ ورسولہ وحکمۃ وزوجتہ وسبطاہ الحسن والحسین وامرہ بالمعروف ونہیہ عن  
 المنکر یا فاطمۃ انا اهل البیت اعطینا سبباً لعلی ثانیۃ ولید رکھا احد من الاخرین  
 نبینا خیر الانبیاء وهو ابوک ووصینا خیر الاوصیاء وهو جاک وشہیدنا خیر الشہداء وهو حمزہ  
 عم ابیک ومناسبطاہ ہذا الامۃ وهما ابنک ومنامہک ہذا الامۃ الذی یصلہ عیسیٰ خلفہ ثم علی  
 منک الحسنین فقال من ہذا مہک امۃ (اخرجہ الدارقطنی) ابی ہارون العبدی کہتے ہیں میں نے ابوسعید  
 خدری رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھا آیا تم جنگ بدر میں حاضر تھے کہنے لگے کہ ہاں میں نے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا  
 سکتے جو کچھ کہنے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سنا ہوں  
 کہ جب جناب سرور خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کے لیے حضور کی خدمت  
 میں حاضر ہوئیں میں سرکار کو دیکھنے طرف بیٹھا ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف اور ناتوانی کا غلبہ دیکھ کر



پر چوٹ چلائی آپ نے سپر پینک کر قلعہ کا دروازہ اٹھا لیا جب تک کہ خدا تبارک و تعالیٰ نے  
آپ کو فتح دی وہ آپ کے ہاتھ اقدس میں تھا۔ پھر آپ نے اسے پینک یا مینے سترہ آدمیوں  
کے ساتھ اسے لوٹا جا یا وہ ہم سے نہ لوٹ سکا۔

عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ قال حمل علی الباب علی ظہر یوم خیبر حتی صعد المسلمون  
علیہ ففحقوها وانضم جروہ بعد ذلك فلم یجدہ الا اربعون رجلا (تاریخ الخلفاء)  
وفی کذا العمل عن جابر بن سمرہ فقال هذا حدیث حسن وفی طریق ثم اجتمع علی  
سبعون رجلا جہدہم ان اعادوا الباب راخرجہما الحاکمی فی الاربعین (جابر  
بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر کے  
دن دروازہ کو اپنی پشت اقدس پر اٹھا لیا تا بیان تک کہ مسلمانوں نے اس پر چڑھ کر قلعہ  
کو مستم کیا بعد اس کے چالیس آدمیوں نے اس کو اٹھانا چاہا۔ تو نہ اٹھا سکے کثر العمال میں  
یہ حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہوئی ہے اور صاحب کثر العمال کہتے ہیں کہ یہ حدیث کہی  
ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ساٹھ آدمیوں نے اس کے لوٹانے پر کوشش کی۔

(۲) لما توجه علی الی صفین و احتاج اصحابہ الی الماء و التمسوا مینا و شملوا فلم یجد وہ فعل  
بہم امیر المؤمنین عن الجادة قليلا فلاحهم الدير فساروا سبيلون من فيه عن الماء فقال  
بينكم وبين الماء فرسخان فساروا الى حيث اقول لكم لعلكم تدركون الماء فقال امير المؤمنين  
اسمعوا ما يقول الراهب فقالوا بامرنا ان نسير الى حيث اوحى الينا لعلنا ندرک الماء وليس لنا  
قوة فقال علی لا حاجة بكم الى ذلك ولوی عنق بغلته نحو القبلة و اشار الى مكان يقرب  
الدير فقال اکشفوا فظهرت صخرة عظيمة فقالوا بامر امیر المؤمنین ههنا صخرة علی الماء فاجتهدوا  
فی قلعها فما زالت عن موضعها فاجتمع القوم و جہدوا فی تحريكها فلم یجدوا الى ذلك سبيلا  
واستصعبت علیهم فلما رای ذلك لوی رجله عن سرجه ثم حصر عن ساعده و وضع اصابعه  
تحت جانب الصخرة فحركها و قلعها بيده فظهر لهم الماء فبادروا و شربوا و كان اعذب ما هو  
شربوه فی سفرهم و ابرده ثم جاءوا الى الصخرة فتناولوها بيده و وضعها حيث كانت و الراهب  
بنظر من فوق ديره فنادى يا قوم انزلوني فانزلوه فوق بين يدي امیر المؤمنین فقال يا  
هذا انت نبی مرسل قال لا قال فملاك مقرب قال لا قال انا وصى رسول الله محمد بن عبد  
خاتم النبیین قال أبسط يدك اسلم علی يدك فبسط امیر المؤمنین و الراهب اسلم علی يده و مطا



السؤال لطلحة الشافعي) جناب امیر علیہ السلام صنفین کی طرف متوجہ ہوئے ایک مقام پر جناب امیر کے  
 رفقاء کے پاس پانی نہ ہونے پر بائیں ڈھونڈ رہے تھے نہ ملا جناب امیر عم انکو رستہ سوار کر ایک طرف  
 لے گئے تھوڑی دور جا کر میدان میں عیسائیوں کا ایک گرجا دکھائی دیا لوگوں نے اس کے قریب جا کر ہلکے  
 پادری سے پانی کے لیے ہتھسار کیا اس نے کہا کہ پانی یہاں سے دو فرسخ پر ہے جس طرف کہ میں تمہیں  
 اشارہ کرتا ہوں اس طرف چلے جاؤ امید ہے کہ تمکو پانی مل جائے گا امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ سفور سب  
 کیا کرتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ہم کو پانی کا پتہ بتاتا ہے کہ یہاں سے دو فرسخ پر ہے لیکن ہم میں  
 وہاں تک پہنچنے کی طاقت نہیں جناب امیر نے فرمایا تمکو وہاں جانے کی ضرورت نہیں قبلہ کی طرف  
 اپنی حجر کا سنہ پیر کر اس پر کے قریب ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسکو کہو دو لوگوں نے  
 کہو نہ شروع کیا وہاں ایک بہاری پتھر نمودار ہوا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین بیان پر تہ  
 ہے جس میں کہو نہ ممکن نہیں آپ نے فرمایا یہی پتھر پانی پر ہے لوگوں نے اسکو اکھاڑنا شروع کیا اسکو  
 جنبش تک نہ ہوئی اور وہ اپنی جگہ پر سے نہ ہلا۔ تمام لشکر کے لوگوں نے متفق ہو کر زور مارا مگر وہ اپنی جگہ  
 سے نہ ہٹا۔ یہ دیکھ کر آپ اپنی سواری سے اترے اور پستین کو لٹکرا اس پتھر کے نیچے انگلیاں رکھ کر اسکو  
 ہلایا اور ہاتھ پراٹھا لیا اسکے نیچے نہایت سیٹھی پانیکا چشمہ نکل آیا لوگ دوڑ کر پانی پینے لگے انکو پورے  
 سفر میں ایسا ٹنڈا اور میٹھا پانی نہیں ملا تھا پھر آپ نے اس پتھر کو زمین پر رکھ دیا جس طرح سے کہ وہ  
 پہلے تھا راہب اپنی گرجا کی چہت پر سے یہ کیفیت دیکھ رہا تھا لوگوں سے کہنے لگا مجھے نیچے اتارو لوگوں  
 نے اسے چہت پر سو نیچے اتارا اور جناب امیر کی سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ آپ  
 بنی رسول ہیں آپ نے فرمایا نہیں وہ بولا تو آپ فرشتہ مقرب ہیں آپ نے فرمایا نہیں میں خدا کے رسول محمد  
 ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا وصی ہوں راہب کہنے لگا آپ یا تھ بڑے بائیں میں آپ کے  
 ہاتھ پر شرف باسلام ہوتا ہوں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور وہ راہب سہل مان ہو گیا۔

(۳) عن علی قال انطلقت انا والنبي صلى الله عليه وسلم حتى اتينا الكعبة فقال رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم اجلس صعد على منكبى فذهب نفص به فرأى منى ضعفا وجلس النبي صلى الله  
 عليه وسلم وقال اصعد على منكبى فصعدت على منكبى قال ليخيل الى اني لو شئت لملت  
 افق السماء حتى صعدت على البيت وعليه مثال صفر او نحاس فجعلت اذا وله عن يمينه وعن  
 شماله ومن بين يديه ومن خلفه حتى استمكنت منه قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 اقدف به فقد فت به فتكر كما تكسر القوارير ثم نزلت فانطلقت انا ورسول الله صلى الله



علیہ السلام نستبق حتی قوارینا بالبیوت خشية ان یلقانا احد من الناس راخرجه احمد والحاکم  
 جناب علی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گئے آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے مجھے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا اور میرے دوش پر سوار ہوئے میں اٹھنے لگا جبکہ جناب نے  
 میری ناتوانی کو دیکھا تو اتر پڑے اور خود بدولت بیٹھ گئے اور فرمایا میرے کندھے پر سوار ہو میں جب  
 دوش اقدس پر سوار ہوا تو خیال کیا جاتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ  
 جاؤں یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چہت پر چڑھ گیا۔ وہاں ایک سورت پتیل یا تانبے کی رکھی ہوئی تھی  
 میں اسکو دہنے بائیں اور آگے پیچھے سے ہلانے لگا یہاں تک کہ وہ اٹھ گئی جناب نے مجھے فرمایا کہ اسکو  
 پسینہ سے مینو اسکو اکھاڑ کر پسینہ یادہ بت اس طرح سے ٹوٹ گیا جس طرح سے کہ کا پتھر ٹوٹ جاتا ہے  
 بہر میں اتر آیا اور جناب کی معیت میں دوڑنے لگا اور ہم دونوں گھر میں چپ گھر تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے  
 عمار بن حدید کہتے ہیں کہ اس بت کا نام سیل تھا اور وزن میں اسقدر بھاری تھا کہ کسی آدمی اسکو  
 نہیں اٹھا سکتے تھے جناب امیر نے اسکو باسانی اٹھا لیا۔

باوجودیکہ حضرت امیر الکتر صائم الدہر رہتے تھے۔ اور کمانا بھی پیٹ بھر کر نہیں کھاتے تھے اور وہ  
 ہی سوکھی روٹی ہوا کرتی تھی اسپر قوت کا یہ حال تھا کہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں باصارع احد الاصرع  
 یعنی کسی پہلوان سے حضرت انکشتی نہیں کی کہ اسکو بچھاڑا نہ ہو۔ حضرت کی قوت جسمانی کا حال بالتفصیل  
 باب شجاعت میں بیان ہو چکا ہے صرف اسقدر بیان کافی ہے۔ غرض کہ حضرت کی قوت مظهر قوت خدا  
 تبارک و تعالیٰ خود حضرت کا مقولہ ہے ما قلعت باب خیر بقوة جسمانية لا کن بقوة رحمانية یعنی  
 مجھے خیر کا دروازہ قوت جسمانی سے نہیں اکھاڑا بلکہ قوت رحمانی سے اکھاڑا ہے۔

## جناب امیر علیہ السلام کے فضائل خارجہ کا بیان

فضائل خارجہ کئی قسم پر ہیں مثلاً نسب کا عالی ہونا۔ قربت اچھی ہونی۔ مصاہرہ میں شرف ہونا۔ اولاد صالح ہونا۔

## جناب امیر کی نسب عالی

علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن  
 کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مضر کہ بن الیاس  
 بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن ناحور بن عیور بن یحزق بن یثحب بن



ثابت بن اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام نسب علی اس سے کیا بہتر ہو سکتی ہے کہ جناب برحق والہ دین کی طرف سے ہاشمی اور ہم صدر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنکو فضائل میں ہمیشہ ارحم الراحمین وارد ہیں \*

## بنی ہاشم کے فضائل کا بیان

(۱) عن واثلہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفیٰ بنی کنانہ من بنی اسماعیل واصطفیٰ من بنی کنانہ قریشاً ثم اصطفیٰ من قریش بنی ہاشم راخرجه المسلم والترمذی واپوہاشم وغیرہم) واثلہ سے روایت ہے کہ اگر کفر مایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق منتخب کیا اللہ تعالیٰ نے بنی کنانہ کو بنی اسماعیل سے اور منتخب کیا بنی کنانہ سے قریش کو ہر برگزیدہ کیا قریش سے بنی ہاشم کو \*

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جبریل علیہ السلام قلبت الارض مشارقہا ومغاربہا فلم اجد بنی اب فضل من بنی ہاشم۔ راخرجه احمد فی المناقب الذہبی فی المخلص والمحاملی والسمرقندی وابن الجراح جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا ہے میں نے مشرق سے اور مغرب سے زمین کو لوٹا ہے لیکن بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسیاب کی اولاد کو نہیں پایا \*

## بنی ہاشم کا سب سے اول حبیب بن جانا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر بنی ہاشم والذی بعثنی بالحق نبیاً لو اخذت بحلقہ تباب الجنة ما بدات الا بکم راخرجه احمد فی المناقب والمخلص الذہبی والمحاملی جناب علی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر وہ بنی ہاشم اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بنی مبعوث کیا ہے اگر میں جنت کے دروازہ کی کنڈی پکڑی تو میں ہرگز تمہارے سوا کسی سے اندر داخل کر نہ کیا آغاز نہیں کروں گا

بنی ہاشم کی عیادت کا مسلمانوں پر فرض ہونا



عن زید بن اسلم عن ابيه قال قال عمر بن الخطاب للزبير بن عوام هل لك في ان تعود الحسن  
ابن علي فانه مريض فكان الزبير قلعا عليه فقال له عمار ما علمت ان عيادة بنی ہاشم فرضہ  
وزیارتہم نافلۃ راخرجه بن السمان فی الموافقة زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں  
کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت زبیر بن العوام سے کہا کیا تم جناب حسن کی بیمار پرسی کا ارادہ رکھتے ہو  
کیونکہ وہ بیمار ہیں زبیر رضی اللہ عنہ کو کچھ اس میں توقف تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ  
عیادت بنی ہاشم کی فرض ہے اور زیارت انکی نفل ہے۔

### بنی ہاشم کا بغض نفاق کی علامت ہونا

عن طلحة بن مصرف قال کان یقال لبغض بنی ہاشم نفاق راخرجه ابو بکر ابن یوسف البہلولی  
طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ عہد صحابہ میں کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے۔

### بنی عبدالمطلب کے فضائل کا بیان

عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یحییٰ بنی عبدالمطلب ساداتہ اہل الجنة  
انا وحمزہ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمہدی راخرجه ابن ماجہ والدیلی (انس  
بن مالک کہتے ہیں کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم بنی عبدالمطلب اہل  
جنت کے سردار ہیں میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی عبدالمطلب انی سالت اللہ لکم  
ثلثۃ ان یجعل لکم جودا یدخل بہ رجاء راخرجه بن السری (انس بن مالک سے روایت ہے  
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے بنی عبدالمطلب میں تمہارے لیے خدا سے تین باتوں  
کی دعا کی ہے کہ تمکو سخی اور دلیر اور رحیم دل بنا دے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی عبدالمطلب انی سالت اللہ  
ان یخیرکم فانکم وان یدعی خالکم وان یعلم جاہکم وان یجعلکم رجاء راخرجه  
الملا فی سیرتہ وابوبکر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتاوی (ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے بنی عبدالمطلب میں تمہارے لیے خدا سے چار باتوں کی  
نابت دیکھو اور تمہارے گمراہ کو ہدایت کرے اور تمہاری جاہل کو تعلیم کرے اور تمکو رحم دل اور نجیب بنا



عن ابن عباس قال دخل اناس من قریش علی صفیہ بنت عبد المطلب فجلوا یتفأخرون وید کرون  
 الجاهلیة فقالت صفیة من رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا تنبت النخلة فی الارض الکباء  
 قالت وما الکباء قالوا الارض التي لیست بطیبة فذکرت ذلك صفیة لرسول الله صلی الله علیه  
 وسلم فقال یا بلال هجس بالصلوة فهجس فقام علی المنبر فتادی بصوعل یا یها الناس من انا قالوا  
 انت رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انسبونی قالوا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب قال اجل انا محمد بن عبد الله وانا  
 رسول الله فما بال اقوام یدبتون اهلی فواسه لانا افضلهم اصلا وخیرهم موضعا اخرجهم  
 البزار والمحب للطبری فی الاکتفاء ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ چند آدمی قریش کے صفیہ بنت عبد المطلب  
 کے پاس گئے اور فخر کرنے لگے اور جاہلیت کا ذکر کرنے لگے جناب صفیہ نے کہا میں سے جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کہنے لگو ایک درخت زمین کبا میں پیدا ہوا ہے صفیہ نے کہا کیا چیز ہے وہ  
 کہنے لگے کبادہ زمین ہے جو اچھی نہ ہو سب بات کو صفیہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا  
 آنحضرت نے بلال سے کہا اے بلال لوگوں کو نماز کے لئے پکار بلال رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کے  
 لئے پکارا حضرت منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے لوگو میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ  
 رسول اللہ میں آپ نے فرمایا سیری نسب بیان کرو لوگوں نے کہا آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں  
 آپ نے فرمایا ہاں میں محمد بن عبد اللہ اور رسول اللہ ہوں پس کیا حال ہے ان لوگوں کا جو میرے اہل کو  
 حقیر سمجھتے ہیں واللہ میں سب لوگوں سے از روی صل و وضع بہت افضل ہوں ۛ

عن العباس بن عبد المطلب قال بلغ رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یقول الناس فی اہلہ فصعد  
 المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال انا محمد بن عبد الله  
 ابن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیر خلقه ثم جعلهم فرقتین وجعلنی  
 فی خیر فرقة وخلق القبائل فجعلنی فی خیر قبيلة وجعلهم بیوتا فجعلنی فی خیرهم  
 بیتا (اخرجہ احمد) جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کو خبر لگی کہ لوگ آپ کے اہل کی نسبت کچھ کہتے ہیں پس حضرت منبر پر چڑھے اور فرمانے  
 لگے میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ میں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ ہوں خدا نے  
 خلقت کو پیدا کیا اور مجھے اپنی بہترین خلقت میں گردانا پھر انکے اور گروہ بنائے اور مجھے انکے  
 بہتر گروہ سے بنایا پھر ہر فرقہ سے قبائل بنائے اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ میں سے بنایا پھر انکے  
 گھر بنائے اور مجھے ان میں سے اچھے گھر میں سے اٹھایا ۛ



## جناب ابوطالب بن عبدالمطلب کا ذکر

جناب ابوطالب کا نام عبد مناف ہے بعض موزنین نے عمران ہی لکھا ہے حاکم لکھتے ہیں کہ ان کا نام عبد مناف ہے اور ابوطالب آپ کی کنیت ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبدالمطلب بن عبدالمطلب کے برادر عینی تھے ان دو نو بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ المخزومیہ تھیں سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ سفیر النبوة میں لکھتے ہیں کہ ابوطالب مومن حرر الخمر علیہ فی الجاہلیۃ کا بیہ عبدالمطلب یعنی ابوطالب ان لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے جاہلیت میں اپنے پر شراب کو حرام کیا ہوا تھا مثل اپنے والد عبدالمطلب کے ۔

ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تخمیناً ۲۵ برس بڑے تھے ۔ اور باوجودیکہ فقیر تھے لیکن شیخ تفسیر اور سید بطحا اور رئیس کم معظہ مشہور تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبدالمطلب بن عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو سوقت آپ کی جد امجد عبدالمطلب بقیہ حیات تھی حضرت ان کے دامن عاطفت میں پرورش پاتے رہے جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا تو جناب ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفیل حال ہوئے اصحابہ فی تہذیب الصحابہ میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں لما مات عبدالمطلب وصی محمد الی ابی طالب فکفله واحسن تربیتہ وسافر بصحبته الی الشام وهو شاب لما مات قام فی بصرته وذب عنه لمن عاداه وملح حدة مدائحہ منها قوله لما استسقی اهل مکة فنقواہ وایض یستقی الغمام بوجه + ثم الیتامی عصمۃ للارامل یعنی جب جناب عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا انہوں نے جناب ابوطالب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کے لیے وصیت کی پس جناب ابوطالب نے آپ کی عمدہ طرح سے کفالت کی اور تربیت میں اپنے باپ کی وصیت بجا لائے ۔ اور آپ کو ساتھ لیکر شام کا سفر کیا حضرت سوقت جو ان ہو چکے تھے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعوث بالرسالة ہوئے جناب ابوطالب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اور جو لوگ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہو گئے تھے ان کے شر کو حضرت سے دور کیا اور حضرت کی بہت تعریفیں بیان کیں منجملہ ان کے جناب ابوطالب کا وہ مشہور شعر ہے

یحب ایک دفعہ کہ کے لوگ خشکالی میں مبتلا ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے

ابراہن حیرت نازل ہوئی جناب ابوطالب نے آپ کی روح میں کہا تھا جس کا کہ ترجمہ یہ ہے

جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوبصورت اور نورانی چہرہ والے ہیں آپ کی وجہ سے



ابو سہیل ہستاسی اور آپ تمیمون کے فریاد رس اور سوادن کے پشت و پناہ ہیں محدث علی ابن ہریرہ  
الدین الشافعی انسان العیون میں جناب ابوطالب کی سہروردی کا حال جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ کرتے رہے ہیں اس طرح سے بیان کرتے ہیں دکان ابوطالب فی کل لیلۃ یا مہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ان یاتی فراشه و یضطجع بہ فاذا نام الناس اقامہ و امر احد نبیہ او غیرہم  
من اخوانہ او ابن عمہ ان یضطجع مکانہ خوفا علیہ ان یقتالہ احد ممن یرید بہ السوء یعنی  
جناب ابوطالب ہر شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر لیٹنے کے لیے کہتے اور جب لوگ سو جاتے  
تو آپ کو دھان سے اٹھا کر اپنے کسی بیٹے یا بہائی یا ابن عم کو آپ کے بستر پر اس خوف سے سلاتی کہ مبادا وہ  
لوگ کہ آپ کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے تھے آپ کو تکلیف نہ پہونچائیں ۔

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ و ینھون و یناون عنہ قال نزلت فی ابوطالب کان ینہی عن اذی  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیای عمالجاہ بہ (اخرجہ عبد الرزاق فی المصنف) جناب ابن عباس اس آیت  
کے شان نزول میں جبکہ یہ ترجمہ ہے (کہ بند کرنے میں اور باز رکھنے میں اس سے) کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب  
ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے باز رکھتے  
تھے اور حضرت کو بھی جسکے لیے وہ مبعوث ہوئے تھے بند کرتے تھے ۔

وما نقلہ القرطبی فی کتابہ المسمى بالاعلام عن صدوق محبت ابی طالب لسیدنا رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد خرج الکعبۃ یوما و اراد ان یصلی فلما  
دخل فی الصلوۃ قال ابو جہل لعنہ اللہ من یقوم الی ہذا الرجل فیفسد علیہ الصلوۃ فقام  
عبد اللہ ابن الزبیری و اخذ فریسا و دما فلطم بہ وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستقل النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم من صلوۃ و اتی الی ابی طالب عمہ و قال یا عم الا ترى ما فعل بی فقال لہ ابوطالب  
من فعل بک ہذا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن الزبیری فقام ابوطالب فوضع سیفہ  
علی عاتقہ و مشی حتی اتی القوم فلما راوہ قد اقبل ینضو الہ فقال ابوطالب ان قام رجل  
جلتہ لیسفی ہذا ثم قال یا بنی من فعل بک ہذا فقال عبد اللہ بن الزبیری فاحخذ  
ابوطالب فرثا و دما فلطم وجوہہم و تباہمہم و اسالہم القول قرطبی اپنی کتاب اعلام میں آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب ابوطالب کی سچی محبت کا ذکر اس طرح سے کرتے ہیں کہ ایک دن جناب  
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھنے لگے ابوجہل ملعون نے  
کہا کوئی ہے کہ انکی نماز کو فاسد کرے پس نکر عبد اللہ بن زبیری نے اٹھ کر لیا اور خون آنحضرت صلی



اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ مبارک پر بلند یا حضرت وہاں سے نماز کو ترک کر کے اپنے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور کہا اے چچا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میرے ساتھ کیا کیا گیا ہے ابوطالب نے پوچھا کہ یہ گستاخی کس نے کی ہے آپ نے فرمایا عبد اللہ بن زبیری نے پس جناب ابوطالب اپنے کاندھے پر تلوار رکھ کر لوگوں کو پاس آئے جب ان لوگوں نے ابوطالب کو متوجہ اپنی طرف پایا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے جناب ابوطالب نے کہا واللہ اگر کوئی تم میں سے اٹھیں گا تو میں اس تلوار سے اس کو قتل کروں گا بعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تم سے یہ گستاخی کی ہے آپ نے عبد اللہ بن زبیری کا نام لیا جناب ابوطالب نے لید اور خون لیکر ان کے چہروں اور دائرہ میوں کو اور کپڑوں کو ملدیا اور سخت و ست باتیں کہیں۔

ان کے اسلام لانیکی نسبت نہایت اختلاف ہو۔ ثقہ الحفاظ ابوالکرام عبد السلام بن محمد بن حسن لکھتے ہیں اتفق ائمتہ اہل البیت ان اباطالب مات مسلماً و خلافاً اہل البیت فی الاسلام غیر معتبر یعنی اہل بیت علیہم السلام اس بات پر متفق ہیں کہ جناب ابوطالب مسلمان ہو گئے تھے اور ان کے اسلام میں اہل بیت کے خلاف روایتیں معتبر نہیں۔

انسان العیون میں علامہ علی بن ہریر بن الدین الشافعی لکھتے ہیں عن مقاتل ان اباطالب قال عند موته یا معشر بنی ہاشم اطیعوا محمد و صدقوا ترشدوا مقاتل سے روایت ہے کہ جناب ابوطالب نے وقت وفات بنی ہاشم کو وصیت کی کہ اے گروہ بنی ہاشم تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور انکو سچا جانو مبادیت پکڑو۔ رستگاری پاؤ گے۔

عن ابن عباس قال لما تقارب من ابی طالب الموت نظر العباس الیہ بمرک شفته فاصغ الیہ فقال یا بن اخي والله لقد قال اخي الكلمة التي امرته بها انسان العیون للعلامہ علی بن ہریر بن الدین الشافعی اس روایت کو شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی مدارج النبوة میں لکھا ہے۔ در روایت ابن اسحاق آید کہ دسے اسلام آوردہ بہ نزدیک موت۔ وابن عباس گفتہ کہ چون قریب شد موت ابوطالب نظر کرد عباس بسوئے دسے و دید کہ می جنباند لبہا سے خود را پس گوشتر نهاد بسوئے اولیس گفت یا بن اخي واللہ تحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ امر کردی تو اور ابدان کلمہ۔

ابن عساکر اپنی تاریخ میں مذیل ترجمہ جناب ابوطالب صاف طور سے قائل ہوئے ہیں کہ لاندہ اسلام خود جناب ابوطالب کے بعض شعار سے انکا اسلام ثابت ہوتا ہے چنانچہ انکا قول ہے



ودعوتی وعلت انک صادق ولقد صدقت وکنت قبل امینا

ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان الدنیا دینا

یعنی ہدایت کی تو نے مجھ کو اور سینے جان لیا کہ تو سچا ہے۔ اور بے شک تو نے سچ کہا ہے اور تو پہلے سے امین ہے اور جان لیا سینے کہ دین محمدی تمام خلقت کے دینوں سے بہتر ہے۔

عن ابی رافع قال سمعت ابوطالب یقول سمعت بن اخی محمد بن عبد اللہ یقول انه زید بعثہ لصلۃ الارحام وان یعبد اللہ وحده ولا یعبد سوا غیرہ ومحمد المصدوق الامین (راخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) ابورافع کہتے ہیں کہ سینے جناب ابوطالب کو کہتے ہوئے سنایا کہ میرے بہائی کا بیٹا محمد بن عبد اللہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے صلہ رحم کے لیے بھیجا ہے اور اسکے لیے میں ایک خدا کی پرستش کروں اور اسکے سوا کسی دوسرے کو پوجوں اور محمد بہت رست گو اور امین ہیں \*

اگرچہ جناب ابوطالب کے اسلام کی نسبت مورخین کا اختلاف ہے لیکن ہمیں کسی کلام نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کی وفات پر نہایت ناسف فرمایا ہے اور اسکے انتقال کے برس کا نام عام الحزن رکھا۔ اور خدا سے انکی مغفرت مانگی قال الواقدی عن علی لما توفی ابوطالب اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیکابکاء شدیداً ثم قال اذهب فاعنزلہ وکفنه غفر اللہ لہ فقفا

لہ العباس یا رسول اللہ اترجوالہ فقال ای واللہ انی لارجو لہ وجعل رسول اللہ یتغفر لہ ایاماً ولا یخرج وقال ابن عباس عارض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال وصلتك رحماً فجزاک اللہ یا عم خیراً (تذکرہ خواص الامہ لہبط ابن الجوزی) واقدی کہتے ہیں کہ حضرت علی فرماتے تھے جب جناب ابوطالب کا انتقال ہوا اور میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر پہنچائی آپ بہت روئے اور مجھے ارشاد کیا یا انکو غسل دو اور کفناؤ خدا انکو بخشنے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ آپ انکی مغفرت کے امید رکھتے ہیں آپ نے فرمایا واللہ میں امید رکھتا ہوں اور آپ کتنے دن گھر سے باہر نہ نکلے اور ابوطالب کے لئے طلب مغفرت کرتے رہے ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کے جنازہ کے لئے جگر لگایا اور فرمایا اچھا کہ میں تم سے صلہ رحم بجالایا اور اچھا کہ تم لو اسکی خبر دے

لہ عن ابی سعید الخدری عن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعثت الی اربع عمود لما العباس فیکفی بابی الفضل فله ولولہ الفضل الی یوم القیمۃ اما خیرۃ فیکفی بابی العلاء فاعلی اللہ قدر فی الدنیا والاخرۃ اما عبد العزیز فیکفی بابی لہب فادخلہ اللہ النار والہب علیہ اما عبد مناف فیکفی بابی طافلہ ولولہ الطاولۃ لرفقا الی یوم القیمۃ (راخرجہ ابن عساکر والسیوطی فی الدلائل المنثور فی سوانتہ بیدار اللہ)



رونے لگیں یہاں تک کہ رونے سے ان کا دم گھٹ گیا اور حساروں پر آنسو نکل آئے سرکار نے فرمایا یا فاطمہ تم کیوں قتل ہو گئی گذارش کیا کہ حضور کے بعد میں ان پر ہلاک ہونے سے ڈرتی ہوں۔ آپ نے ارشاد کیا یا تحقیق یہ پور و گار عالم نے زمین کے ہشتاد دن کو اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا یہ دو بارہ دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب فرمایا پس مجھے الہام کیا اور میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اور سوا پنا وصی بنایا تم نہیں جانتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے خاص تمہارا حق میں کیا مہربانی کی ہے کہ تیرا شوہر سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ علم والا اور سلام لائیں سب سے زیادہ پیش قدم ہے جناب سیدہ زینب کے تیسرے فرمائیے لگین اور خوش ہو گئیں جناب سرور نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ خیر سے حصہ دیا جائے جس کا کہ پور و گار نے محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حصہ دیا ہے پس حضرت نے فرمایا یا فاطمہ علی کے آٹھ تیز دانت تھیں یعنی آٹھ مناقب تھیں۔ امرا اور اسکے رسول پر ایمان لانا۔ اور اس کی حکمت۔ اور اس کی زود بظہر۔ اور اس کی اولاد یعنی حسن اور حسین کہ وہ دونوں تیرے بیٹے تھیں۔ اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی اچھی باتوں کا کرنا اور بری باتوں سے بچنا یا فاطمہ سم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئی تھیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے کوئی کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آئیوں نے بھی نہیں حاصل کر سکیں گے۔ ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے۔ اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب اوصیا سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے یعنی حمزہ وہ تیرے باپ کا چچا ہے اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور اس امت کا مہدی ہی ہم سے ہے کہ جبکہ پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسیں علیہ السلام کے دوش مبارک پر حاتم مار کر فرمایا مہدی امت انبیا پیدا ہونگے \*

(۱۳) عن الاسود بن یزید قال ذکرنا عند ام المومنین عائشة ان علیاً کا ز وصیا وفی رواية اخرى انہ قالوا انہ وصی فلم تکذبہم بل ذکرنا انہا قد سمعت ذلك من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حین وفاته (الجمع بین الصحیحین للحمد) اسود بن یزید سے روایت ہے کہ لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ذکر کیا کہ علی وصی تھے دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے ذکر کیا کہ وہ وصی ہیں پس ام المومنین نے انکی تکذیب کی بلکہ ذکر کیا کہ میں نے خود اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات کی وقت سنا تھا \*

(۱۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الله تعالى عهد الی فی فعلی عهدا فقلت یا رب بینہ لی فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علیاً زاینا الہک واما اولیائی وفور من اطاعنی و هو الکلمۃ التي الرمتھا المتقین من احبہ لجنۃ ومن ابغضہ ابغضنی فبشرہ بذلك فجاء علی فبشرتہ فقال یا رسول الله انا عبد الله وفي قبضہ فاربعہ بنی فبذنی وازی علی الذی بشرتني بیخا لله اولی بی قال قلت اللهم وحل قلبہ واجعلہ ربیعۃ الايمان فقال الله تعالى قد فعلت بی ذلک نعمانہ رفع الی انہ یختصہ من البیاء



خیر و سہ

عن علی قال لما مات ابوطالب خیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم موتہ فبکی وقال اذهب فاعلمہ  
 وکفنتہ ووارہ عفلہ لہ ورحمہ (اخرجه ابوداؤد والنسائی وابن خزيمة وغيرهم) جناب  
 علی کہتے ہیں کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو میں نے جناب سرور دنیا و دین کو انکے انتقال کی خبر دی آپ  
 نے مجھے فرمایا جہوا انکو نہلاؤ اور کفن پہناؤ اور دفن کرو خدا ان کو بخشے اور رحم کرے۔  
 بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے جنازہ پر تشریف بھی لے گئے  
 بلکہ انکے جنازہ کے لیے انکے بنی اعمام سے تنازع بھی کیا ہے چنانچہ ابن عساکر اپنی تاریخ میں  
 لکھتے ہیں عن ابی عامر الہوزنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج معارضنا جنازۃ ابی  
 طالب ہو یقول یا عم وصلتك رحمتی عن ابی عامر ہوزنی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم جناب ابوطالب کے جنازہ پر انکی بنی اعمام سے تنازع کرنے کو نکلے اور فرمایا اے چچا میں نے تم سے  
 صلہ رحمی بجالایا۔

اس میں بھی شک نہیں کہ جناب ابوطالب اپنی اولاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی  
 وصیت کرنے رہے عن علی انہ اسلم قال لہ ابوطالب الزم ابن عمک (اخرجه ابن عساکر)  
 جناب علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رب بن اسلام لایا مجھ سے ابوطالب فرمانے لگے اپنے ابو  
 عم کی متابعت کر۔

عن عمران بن حصین ان اباطالب قال لجعفر لما اسلم قبل جناح ابن عمک صلی جعفر  
 مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجه ابن عساکر) عمران بن حصین نقل کرتے ہیں کہ جب جناب  
 جعفر شرف باسلام ہوئے تو ابوطالب نے ان کا اپنا بن عم کے بازو کو پکڑ لیا اور چاہا کہ جعفر آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کو ادا کیا۔

جب تک کہ جناب ابوطالب بقید حیات رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں  
 پہونچنے دی عن ہشام بن عروہ عن ابيه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نالت  
 منی قریش شیئا اکرہہ حتی مات ابوطالب (اخرجه بن حریر الطبری فی تاریخہ) ہشام  
 بن عروہ اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جیسا کہ ابو  
 طالب زندہ رہے ہمیں مکروہ امر فرشتے سے نہیں پہونچا۔

جناب امیر کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ زہرا بنت اسد بن ہاشم کا ذکر



علامہ ابن حجر انکے صدر ترجمہ میں لکھتے ہیں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف القریشیہ الهاشمیہ  
 امر علی بن ابی طالب وہی اول ہاشمیہ ولدت خلیفۃ قال الزہری ہے اول ہاشمیہ ولدت ہاشمی  
 یعنی جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم مادر مہربان جناب امیر المومنین علی علیہ السلام وہ پہلی ہاشمیہ ہیں جن  
 سے اول خلیفہ بنی ہاشم تولد ہوئے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں سے اول تدوین حدیث فرمائی ہے  
 فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ بنت اسد پہلی ہاشمیہ عورت ہیں جو ہاشمی ہر جناب ابوطالب سے حاملہ ہو کر نچ جنی  
 یمن یعنی جناب امیر علیہ السلام ایسے اول ہاشمی ہیں کہ جنکے دو نومان باپ ہاشمی تھے +  
 جناب فاطمہ بنت اسد کی سلام پر سب سونخ متفق ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک  
 ہجرت تھیں اور سابقات الاسلام کی فہرست میں بعد خدیجہ الکبریٰ کے انہیں کا نام درج ہے۔ قال  
 الشیخی سلمت وهاجرت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو اپنی والدہ کے برابر  
 سمجھتے تھے +

عن النس بن مالک قال لما ماتت فاطمة بنت اسد بن ہاشم امر علی فدخل علیہا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم وجلس عند رأسہا وقال ھک اللہ یا امی کنت امی بعد امی تجوعین و  
 تشبعنی وتعربین وتکسینی وتمنعین نفسك طیباً لطعام وقطعنی تریدین بذلک وجہ اللہ  
 والدار الآخرۃ وقال انس امر بغسلہا فلما بلغ الماء الذی فیہ الکافور اسکبه رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم بیڈ علیہا والبسہا قمیصہ وامر عمر واسامۃ بن زید وابا ایوب لافضاری بحفر  
 قبرہا فلما حفروا وبلغوا لحد حفیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیڈ واخرج ترابہ ثم اضطجع  
 فیہ وادخلہا فیہ هو وابوبکر والعباس ثم دعا بهذا الدعاء اللھم اغفر لامی فاطمہ بنت  
 اسد والقنہا جنتہا ووسع علیہا مدخلہا حتی نبیک محمد والانبیاء الذین من قبلی انک ارحم  
 الراحمین وروی عن ابن عباس نحو ذلک وزاد فقالوا ما رأینا ک صنعت بأحد ما صنعت بهذا  
 قال انه لم یکن بعد ابی طالب ابرمنہا البستہا قمیصی لتکسی من حلل الجنة واضطجعت فی  
 قبرہا لیسون علیہا عذاب القبر وروی ایضاً من علی باختلاف یسیر اسد الغابہ فی معرفۃ الصحاب  
 النس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ بنت ہاشم جناب علی کی مادر مہربان کا انتقال ہوا  
 جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم انکے جنازہ پر تشریف لے گئے اور انکے سر ہانے بیڈ لگئے اور فرمایا  
 اے میری ماں تجھ پر خدا رحم کرے تو میری ماں کے بعد میری ماں تھی تو آپ بہو کی رہتی تھی اور مجھے کھانا  
 کرتی تھی اور تو آپ تنگی رہتی تھی اور مجھے پہنا یا کرتی تھی تو اپنی جان کو اچھے کمانے سے باز رکھتی تھی



اور مجھے کہلاتی تھی تو خاص خدا کے لیے اور آخرت کو گھر کے لیے حیرن سلوک مجھ سے کرتی تھی سانس کہتے  
ہیں کہ ہر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے غسل کا حکم یا حب اس پانی کے ڈالنے کی نوبت پہنچی  
جس میں کہ کافور ملا ہوا تھا آپ نے اپنے دست مبارک سے اپرہ پانی ڈالا اور اپنا پیرا ہن انکو پہنایا  
اور جناب عمر بن خطاب اور اسامہ بن زید اور ابوالیوباء رضی اللہ عنہم کو قبر کھودنے کا حکم دیا جب  
وہ قبر کھود چکے اور لحد تک پہنچے تو آپ نے اپنے دست مطہر سے انکو کھودنا شروع کیا اور اس سے  
مٹی نکالی اور اس میں لیٹ گئے اور ان کو خود بدولت حضور نے اور جناب ابوبکر اور عباس نے قبر  
میں اتارا ہر انکے لیے یہ دعا پڑھی کہ اے پروردگار میری ماں فاطمہ بنت اسد کو مغفرت کر اور اسکی  
دلیل انکو تلقین فرما اور اس پر اسکی قبر کو کشادہ کر لطیفیل اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء  
علیہم السلام کو کہ مجھ سے پہلے گزرے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس طرح سے مروی ہے  
انہوں نے اس بات کو اپنی روایت میں زیادہ بیان کیا ہے کہ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انکی  
قبر میں خود بدولت لیٹے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے انکے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جو آج  
تک آپ نے کسی سے نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ بعد جناب ابوطالب کے ان سے زیادہ کوئی میرے ساتھ نیکی  
کر نیوالا نہیں تھا میں نے اس لیے اپنا پیرا ہن انکو پہنایا تاکہ وہ جنت کی پوشاک پہنیں اور ان کی  
قبر میں اس لیے لیٹا کہ اپنے عذاب قبر آسان ہو جائے جناب امیر نے بھی اس حدیث کو تھوڑے سی حقائق  
کے ساتھ روایت کیا ہے \*

## جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت فاضل

۱) عن ابن عباس قال توفي لصفية بنت عبد المطلب ابن فبكت عليه قال لها رسول الله صلى  
الله عليه وسلم تبكين يا عمة من توفي له ولد في الاسلام كان له بيتا في الجنة يسكنه فلما خرجت  
لقبها رجل فقال لها ان قرابة محمد صلى الله عليه وسلم ان تغني عنك شيئا فبكت فسمع رسول  
الله صلى الله عليه وسلم صوتها ففرغ من ذلك وخرج وكان صلى الله عليه وسلم مكرما لها فقال  
لها يا عمة تبكين وقد قلت لك ما قلت قالت ليس لك ابكافي واخبرته بما قال الرجل فغضب  
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا بلال هجر بالصلوة ففجرا ثم قام فحمد الله واثنى عليه  
ثم قال ما بال اقوام يزعمون ان قرابتي لا تنفع ان كل سبب نسب ينقطع يوم القيمة الا بسبب  
ولسبب وان رحمى موصولة في الدنيا والاخرة راخر حبا الطبراني والبيهقي ابن عباس رضي



عنه کہتے ہیں کہ جناب صفیہ بنت عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی کا ایک بیٹا مر گیا وہ رونے لگیں آپ نے ان سے کہا پہلی جان تم روتے ہو حالانکہ جس شخص کا بیٹا اسلام میں مرجائے حنت میں اس کو ایک گہر رہنے کے لیے ملیگا جب جناب صفیہ گھر سے باہر نکلیں تو ان سے ایک آدمی کہنے لگا جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت سے آپ کو کچھ نفع نہیں ملیگا وہ پہر رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا حضرت گہراٹھے آپ اپنی نہایت مہربان تھے آپ نے کہا پہلی جان ہم نے آپ سے جو کچھ کہنے کا حق تھا کہا ہے آپ پہر روتی ہیں جناب صفیہ نے عرض کی میں بیٹے کے مرنے سے نہیں روتی اور آپ کو تمام قصہ سنایا جو کہ اس آدمی نے کہا تھا جناب بہت خفہ ہوئے اور بلال سے فرمایا اے بلال لوگوں کو نماز کے لیے پکار بلال نے لوگوں کو نماز کے لیے پکارا پھر جناب خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثناء بارشعائے کے فرمایا کیا حال ہے اس گروہ کا جو یہ خیال کرتے ہیں کہ میری قرابت قیامت کو دن نفع نہیں دیگی۔ تحقیق کہ ہر ایک سبب اور نسب قیامت کے دن میرے سبب اور نسب کو سوا منقطع ہو جائیگی میری قرابت دنیا و آخرت میں ملنے والی ہے \*

(۲) عن عبد المطلب بن ربيعة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لا يدخل قلب امرئ ایمان حتی یحبکم وہ وقرابتی راخرجه احمد والترمذی) عبد المطلب بن ربيعة سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا جب تک کہ تم سے نہ اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے \*

اگرچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف قرابت میں حضرت عباس بن عبد المطلب بھی شریک ہیں لیکن جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر قریب ہیں کیونکہ جناب عبد اللہ ماجد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوطالب والد ماجد جناب علی علیہ السلام برادر عینی تھے ان دونوں بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن العائد المخزومیہ تھیں یہ قرب حضرت عباس کو حاصل نہیں تھا چنانچہ اس کا ذکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے \*

(۳) عن الشعبي قال بينما ابوبكر جالس اذ طلع على فلما راها قال من سره ان ينظر الى اقرب الناس قرابة واعظمهم منزله وافضلهم حالة واعظمهم معنا عند رسول الله صلى الله عليه وآله فليتنظر الى هذا الطالع واسئد الى علي بن ابي طالب راخرجه ابن السمان الدارقطني) شعبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے جب انہوں نے جناب علی کو دیکھا تو کہنے لگے جو شخص کہ خوش ہوتا ہو کہ ایسے آدمی کو



کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قرابت والے اور سب سے بڑے منزلت والے اور سب سے افضل حالت والے اور سب لوگوں سے بڑے رتبہ والے کو دیکھنا چاہتا ہو تو اس آئیہ والے کو دیکھئے اور جناب علی بن ابی طالب کی طرف اشارہ کیا ۛ

(۴) قال ابو بکر بن عیاش لو انانی ابو بکر وعمر وعلی لبدلت بحاجة علی قبلهما لقراتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولان اخر من السماء احب الی من ان اقدمهما علیہ (صواعق محرقة) ابو بکر عیاش کہتے ہیں کہ اگر میرے پاس ابو بکر اور عمر اور علی تشریف لائیں تو میں حضرت علیؑ کے ضرورت کو پہلے روا کر دوں گا ان دونوں صاحبوں کی ضرورت پر بوجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے آسمان سے زمین پر گرتا میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ میں ان دونوں صاحبوں کی ضرورت کو جناب امیرؓ کی ضرورت پر مقدم سمجھوں ۛ

(۵) اخرجہ الدارقطنی ان علیاً یوم الشوری احتج علی اہلھا فقال لھم اللہ کربا لہ ہل فیکم احد اقرب الی رسول اللہ فی الرحم منی من جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ نفسہ وابتداء انباء غیرہ قالوا اللہم لا وارطنی روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شوریے پر جناب امیرؓ نے حجۃ پیش کی کہ میں تمہیں قسم دیکر بوجہ پتا ہوں کہ تم میں رشتہ داری میں مجھ سے کوئی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی ہے میرے سوا اور کس کے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نفس اور کس کے بیٹوں کو اپنا بیٹا کہا ہے سب نے کہا خدا کی قسم کوئی نہیں ۛ

(۶) واولوا الارحام بعضهم اولی بعض فی کتاب اللہ من المؤمنین والمہاجرین عن عباس قال ذلک علی لانہ کان مؤمناً مہاجر اذ ارحم راخرجہ بن مردویہ اور قرابت والے بعض انکے نزدیک تر ہیں بعض سے اللہ کی کتاب میں ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیرؓ سے مراد ہے کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے ۛ

## مصاہرت کا شرف

(۱) عن محمد بن سیرین فی قولہ تعالیٰ وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسیا ووصھا قال انھا نزلت فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن ابی طالب ھو ابن عم النبی وزوج فاطمة فکان نسیا ووصھا (کفایۃ الطالب) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کو شان نزول میں کہ جب کا ترجمہ یہ ہے



کہ وہ وفات جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور بہ نسب اور سسرال کے لیے بنائے (بیان کرتے ہیں کہ یہ  
آیت جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ جناب  
رسول پاک کو ابن عم اور جناب سیدہ کو زوجہ ہیں پس ان کے دو رشتہ ایک از روئے نسب اور ایک از روئے  
سسرال والی کے ٹھہرائے۔

(۲) عن محمد بن الخطاب قد ذکر عندہ علی قال ذاک صہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل جبریل  
فقال ان اللہ یا مزلک ان تزوج ابنتک من علی (اخرجه بن السمان) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ  
نے ایک دفعہ ذکر کیا اور ان کے پاس جناب علی علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے۔ کہ یہ یعنی جناب علی آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں جبریل نے شرف نزول فرما کر کہا کہ امہ جل جلالہ وعم نوالہ حکم فرماتا ہے کہ یا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی دختر نیک اختر کی شادی علی سے کریں۔

(۳) عن ابی الجہراء قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ویتیت ثلاثا لہ یوتی احد ولا انا ویتیت  
صہرا مثلی ولم اوت انا مثلی و اویت صدیقہ مثل ابنتی ولم اوت مثلها و اویت  
الحسن والحسین من صلبک ولم اوت من صلبہ مثلها ولا انت منی وانا منکم (اخرجه  
الدیلمی ابو سعید شرف الذبۃ والامام علی بن موسی الرضا فی مسندہ) ابی حمزہ سے مروی ہے  
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ یا علی تجھے تین ایسی باتیں عطا ہوں  
میں کہ کسی ایک کو حاصل نہیں ہو سکتا اور مجھے بھی وہ باتیں نہیں ملیں۔ تجھے کو مجھ سے سسرال ملا ہے کہ  
مجھ کو نہیں ملا اور تجھے کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے کہ مجھ کو ایسی نہیں ملی تجھے کو میری صلیب سے حسن اور  
حسین ملے ہیں اور مجھ کو میری صلیب سے ان جیسا نہیں ملا۔ تحقیق تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔  
(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اشہد ان قد بلغت ہذا الخ  
فابن عمی وصہرے و ابو ولدی اللہم کب من عاداتہ فی النار (اخرجه بن الجہاد) ابن عباس  
سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسے پروردگار تو گواہ رہو میری  
لوگوں کو یہ بات پہونچا دی ہے کہ یہ یعنی علی بن ابیطالب میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے  
بچوں کا باپ ہے اسے پروردگار جو شخص کہ اسے دشمن رکھے اسے آگ میں اوندھا کرے۔

یہ شرف جناب سر تھے علیہ التحیۃ والتساری کی ذات بابرکات کے سوا کسی صحابی کو حاصل نہیں ہوا۔ اگرچہ  
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی جناب سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ لیکن جناب نبوی کی اشراف  
اولاد حضرت سیدہ ہی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار کا ظہور حضرت سیدہ ہی



ہوا ہے ہوا ہے اور حضرت سیدہ کے سوا حضرت کی نسل منقطع ہو گئی ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ علیہ التحیۃ والثناء کے مناقب و فضائل کا سیکر اس مقام میں ذکر کیا جائے۔

## مناقب جناب سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء علیہا التحیۃ والثناء

جناب سیدہ علیہا السلام کی سن ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک انکا تولد مبارک بعثت سے پانچ برس پہلے ہے اور بعض کے نزدیک سال بعثت میں واقع ہوا ہے عن عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر الهاشمی بقول ولد فاطمة سنة احدى واربعين من مولد النبي صلى الله عليه وآله واستيعاب عبد الله بن محمد بن سلیمان بن جعفر ہاشمی سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کا تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے اکتالیس برس کے بعد واقع ہوا ہے۔

بعض مورخین کے نزدیک بعثت سے پانچ برس کے بعد واقع ہوا ہے۔ بہر حال بقول صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سببوت بالرسالة ہو چکے بعد حضرت سیدہ علیہا السلام کا تولد ہوا ہے۔ اور احادیث سند صحیح ذیل بھی اسی کی مؤید ہیں۔

عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله انا في جبريل بسفر جلة من الجنة فاكلتها ليلة اسرى بي فعلق خديجة فحملت بفاطمة فكنيت اذا اشتقت رائحة الجنة شمت فيه فاطمة (اخرجه الحاكم) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریل جنت کی ایک ہی میرے پاس لائے اور شب معراج میں منیر اسے کہا یاہ اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اسی شب میں مجھ سے حاملہ ہوئیں اور فاطمہ کو جنین پس جب مجھ کو جنت کی بکا شوق غالب ہوتا ہے تو میں فاطمہ کا دہن مبارک سونگھتا ہوں۔

(۲) عن ام المؤمنين عائشة قالت قلت يا رسول الله اذا اقبلت فاطمة جعلت لسانك في فيها فانك تريد ان تلعقها عالا فقال صلى الله عليه وآله لما اسرى بي الى السماء ادخلني جبريل الجنة وناولني تفاحة فاكلتها فصارت نقطة فلما نزلت من واقعت خديجة ففأطعت من تلك النقطة فكلما اشتقت الى تلك التفاحة قبلتها راخرجه الخطيب في الدكا في وابو سعد في شرف النبوة) ام المؤمنين حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منیر عرض کیا یا رسول اللہ جبکہ جناب فاطمہ تشریف لائی ہیں آپ اپنی زبان مبارک کو انکے سنہ میں ڈالتے



ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ شہد جاٹ رہے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب معراج میں مجھ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جبریل مجھ کو جنت میں لے گئے اور وہ میری پاس جنت کی ایک ہی لائے میں ہلکوکھا یا وہ تحلیل پا کر ایک لطفہ کی شکل بن گئی حبیبا میں زمین پر آیا ہر سے جناب خدیجہ کبریٰ حاملہ ہوئیں اور اس لطفہ سے جناب فاطمہ پیدا ہوئیں جب مجھ اس ہی کی طرف شوق غالب ہوتا ہے تو میں جناب فاطمہ کے موندہ کو چومتا ہوں \*

جناب فاطمہ علیہا السلام کی والدہ ماجدہ کا نام نامی ام المؤمنین سائقة الاسلام صدیقہ الکبریٰ خدیجہ بنت خویلد ہے جو ربیعہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہیں جنکے فضل میں لا تعدو لائے احادیث وارد ہیں \*

عن عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فضلت خديجة على نساء امتي كما فضلت مريم على نساء العالمين (اخرجه الديلمي) روایت ہے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدیجہ کو میری امت کی عورتوں پر اس طرح سے فضیلت دی گئی ہے جس طرح سے کہ مریم بنت عمران کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا ہوئی ہے \*

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل نساء اهل الجنة اربع مريم بنت عمران وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد واسية بنت فراس قال ابن عباس خط رسول الله صلى الله عليه وسلم اربع خطوط ثم قال اندرون لم تخطت هذه الخطوط قالوا لا قال ذلك (اخرجه الديلمي)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے چار خط کہیںے اور پھر فرمایا آیا تم جانتے ہو سینے میں چار خط کیوں کہیںے ہیں لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ اہل جنت کی عورتوں میں سے چار عورتیں افضل ہیں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم \*

جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ تسمیہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے \*

(۱) انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما سميت فاطمة لان الله فطمها من النار (اخرجه الديلمي) انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اسے فاطمہ نام رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے \*

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابنتي فاطمة حوراء ادمية لم تحض و



ولم تقطعت انما سماها فاطمة لان الله عز وجل قطعهما من النار (اخرجه العسافى) ابن عباس روى  
 کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میری بیٹی فاطمہ نوع انسان میں جو  
 ہے حیض و نفاس سے طاهر ہے اسکا نام اسلئے فاطمہ رکھا گیا ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اسکو دوزخ  
 کی آگ سے خدا کیا ہے \*

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة علي يا رسول الله لم صليت فاطمة  
 قال ان الله قد قطعهما وذريتهما من النار (اخرجه ابوالقاسم الدمشقي ونقله صاحب الطبري  
 عن مسند علي بن موسى الرضا عليه الف التحية والثناء) جناب علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک  
 دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ کو کمر پکارا حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ  
 آپ نے انکا نام نامی فاطمہ کیوں رکھا ہے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے انکو اور ان کی ذریت کو دوزخ  
 کی آگ سے بچا پایا ہے \*

اسد الغابین وکالت فاطمہ تکنی بابیہا ای فاطمہ بنت محمد (یعنی جناب فاطمہ اپنے والد ماجد  
 کے نام مبارک کنیت کی جاتی تھیں یعنی فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) \*

بعض لوگ ام الحسن بھی کہا کرتے تھے (نزل اللابرار)  
 جناب سیدہ کے اشہر القاب امین سے البتول سیدۃ النساء فضل النساء خیر النساء لصدیقہ  
 الزہراء المبارکہ - الطاہرہ - الزکیہ - الراضیہ - المرضیہ - المحدثہ میں (نزل اللابرار)

عن علی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعناک یا رسول

## البتول

الله تقول مرجم بتول وفاطمه بتول فقال البتول التي لم تر حمرة قط ای

لم تحض فان الحيض مکروه فی بنات الانبیاء (اخرجه الحاكم) جناب علی علیہ السلام کہتے  
 ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بتول کو کیا معنی ہیں کیونکہ ہم  
 نے آپ کو کہ بتول اور فاطمہ بتول فرماتے ہوئے سنا ہے فرمایا بتول وہ ہے جس نے سرخی کو نہ دیکھا ہو  
 یعنی اسکو کبھی حیض نہ ہوا ہو کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بیٹیوں پر حیض مکروه ہے \*

(۱) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول الله

## سیدۃ النساء

صلى الله عليه وسلم لفاطمة الان رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول الله

سما العالمین وسیدۃ النساء المؤمنین وسیدۃ نساء اهل الجنة وسیدۃ نساء هذه الامة  
 (اخرجه الحاكم) ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی



اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا آیا تم اس سے راضی نہیں ہو تین کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم تمام مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم اس اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔

(۲) عن حذیفۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نزل ملک من السماء فاستاذن ابہ ان یسلم علی فبشرنی بان فاطمۃ سیدۃ نساء اهل الجنة راخرجه احمد والترمذی والنسائی والروایاتی والحاکم وابن حبان) روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اللہ تعالیٰ سے اس نے میرے سلام کرنے کے لیے اذن طلب کیا اور مجھ کو خوشخبری پہنچائی کہ تحقیق فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

(۳) عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاطمۃ سیدۃ نساء اهل الجنة الاما کان مریم بنت عمران راخرجه ابو یعلیٰ۔ وابن حبان۔ والطبرانی والحاکم) ابوسعید ناقل ہیں کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سردار ہے اہل جنت کی لوگوں کی عورتوں کی سوا مریم بنت عمران کے۔

(۴) عن فاطمۃ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ اما ترضین ان تاتی یوم القیامۃ سیدۃ نساء المؤمنین راخرجه الدیلمی) جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ مجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ تو راضی نہیں ہوتی کہ قیامت کے روز تو سب مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔

(۵) عن عمران بن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد فاطمۃ وہی مریضۃ فقال لها کیف نجدک یا ابنۃ قال انی وجعت وانه لیزید فی مالی طعام اکلہ قال یا بنتی اما ترضین انک سیدۃ نساء العالمین قال یا ابت فایمن مریم بنت عمران قال سیدۃ نساء المہاوانت سیدۃ نساء عالمک انا والله لقد زوجتک سیدۃ انی الدنیا والآخرۃ (استیعاب عبد البر) عمران بن حصین کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور دنیا و دین علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب فاطمہ کی عیادت کو گئے وہ مریض تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا اے بیٹی ہم یہ کیا حال تیرا دیکھ رہے ہیں عرض کیا یا رسول اللہ میں بیمار ہو گئی ہوں۔ اور مجھ کو اپنی اور یہی ناچار کیا ہے کہ میرے پاس کچھ کھانسیکی چیز نہیں جسے میں کھا سکوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آیا تو راضی نہیں ہوتی کہ تو تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پس مریم بنت عمران کہاں رہیں حضرت نے فرمایا وہ اپنے عالم کی سردار



لشئ لم يخص به احد من اصحابي فقلت يارب اخي وصيبي فقال تعالى ان هذا شئ قل سبق انه مبتلا ومبتلا  
 به (اخرج ابو نعيم في الحلية) ابو بزره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تحقیق  
 اللہ تعالیٰ نے علیؑ کے باب میں مجھ سے ایک عہد کیا پس میں نے کہا اے میرے پروردگار مجھ سے اس عہد کو بیان فرما اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا علیؑ علم ہے ہدایت کا اور میرے دوستوں کا امام ہے اور نور ہے اسکے لیے جو میری طاعت کرتے ہیں اور وہ ایسا  
 کلمہ ہے کہ پرہیزگاروں نے اسکو لازم کر لیا ہے جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے دشمنی کی  
 مجھ سے دشمنی کی پس تو اسکو بشارت دی بعد اسکے علیؑ آئے میں نے انکو بشارت دی وہ کہنے لگے کہ میں خدا کا بندہ ہوں  
 اور اسکے اختیار میں ہوں اگر مجھ کو عذاب دے تو میرے گناہ کے سبب ہے اور اگر وہ اس بات کو پورا کرے جسکی خصوص  
 نے مجھے بشارت دی ہو تو اللہ میرے واسطے زیادہ مہربان ہو جناب رسول اللہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ بار الہا اس کے  
 دلکو روشن کر اور اسکو ایمان کی بہار بنا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا تحقیق میں نے اسے ایسا ہی کر دیا ہے پھر میری طرف یہ حکم  
 کیا اللہ تعالیٰ علیؑ کو ایسی بلا سے آزمائش کر لگا کہ میرے اصحاب میں سے کسی صحابی کو نہیں کیا۔ پس میں عرض کیا اے  
 پروردگار یہ میرا بہائی اور وصی ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات ہو چکی ہے اور وہ ضرور اس میں مبتلا ہوگا اور اس کے ساتھ  
 لوگوں کی آزمائش کی جائیگی \*

## امام البرہ

عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علی امام البرہ وقائل الفجر منصور  
 منصور مخدول من خذلہ (اخرجہ الحاکم) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق  
 جناب سالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی نسبت ارشاد کیا ہے کہ علیؑ کو کارون کا امام اور بدکارون کا قائل  
 ہے فتح محمد ہوا جس نے اسکی مدد کی۔ اور چوڑا گیا جس نے اسکو چوڑا \*

## قائل الفجر

نقل ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ ویرفعہ بسندہ الی ابن عباس قال بینما عبد اللہ  
 ابن عباس جالساً قریباً من بئر الزمزم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذ قال الرجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سالت اللہ من انت فقال ایہا الناس من  
 عرفنی فقد عرفنی فمن لم یعرفنی فانا ابو ذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہاتین والامتنا  
 یقول لعل بن ابی طالب قائد البرہ قائل الفجر منصور من خذل من خذلہ امام ابو اسحاق ثعلبی  
 رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں اور اس حدیث کی اسناد کو جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے  
 ہیں کہ ایک روز ابن عباس نے مزم کے کوئین کے پاس بیٹھے ہوئے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث  
 بیان کر رہے تھے کہ ناگهان ایک شخص نے اگر کہا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے تھے ابن عباس نے فرمایا  
 کہا بتا تو کون ہے۔ وہ کہنے لگا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہو پہچانا ہو اور جس نے کہ نہیں پہچانا ہو اب پہچان لے کہ



سے تم اپنے عالم کی ہو۔

(۶) عن ام سلمة از رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا فاطمة عام الفتح حدثها فبكت ثم حدثها فضحكك فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم سالتها عن بكائها وضحكها فقالت اخبرني انه يموت فبكت ثم اخبرني اني سيدة نساء اهل الجنة الاميرمية بنت عمران فضحكك الخرج (الترمذي) جناب ام المؤمنين ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فتح مکہ کر پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا ان سے کوئی بات کی وہ رونے لگیں بہر ان سے دوسری بات کی وہ ہنسنے لگیں جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا میں نے انکو انکے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی جناب فاطمہ فرمائی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے انتقال پر ملال کی خبر دی میں رونے لگی یہ حضرت نے مجھے خبر دی کہ میں سوا میریم بنت عمران کے سب اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں پس میں ہنس پڑی۔

(۷) عن ابی ہریرۃ و ابی الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة سيدة نساء العالمين ما خلا ميريم بنت عمران (اخرجه الديلمی الطبرانی وابن حبان) ابو ہریرہ اور ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سب جہان کی عورتوں کی سردار ہے سوا میریم بنت عمران کے۔

(۸) عن عائشة قالت كنا ازواج النبي صلى الله عليه وسلم عند فاطمة فاطمة ما تخفض مشيتها من مشية رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما راهها قال مرحبا يا ابنتي ثم اجلسها ثم سارها فبكت بكاء شديدا فلما رأى حزنها سارها الثانية فاذا هي تضحك فلما قام رسول الله صلى الله عليه وسلم سالتها عما سارك قالت ما كنت لاقتي على سر رسول الله صلى الله عليه وسلم سره فلما توفي قلت عزمت عليك بما لي عليك من الحق لما اخبرتني قالت اما الان فنعم اما حين سارني في امر الاول فانه اخبرني ان جبرائيل كان يعارضني القرآن كل سنة مرة وانه عارضني به العام مرتين ولا ازال الاجل الا قد اقرب فاقضى الله و اصبري فاني نعم السلف انا لك فلما رأى جرحي سارني الثانية قال يا فاطمة لا ترضين ان تكوني في سيدة نساء اهل الجنة وسيدة نساء المؤمنين راخو بها لجاري والمسلم جناب ام المؤمنين عائشة صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بی بیوں کے پاس موجود تھیں اتنے میں جناب فاطمہ علیہا السلام تشریف لائیں انکی رفتار



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار جو چہیتی نہیں تھی۔ یعنی بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کے مشابہتی جو حضور نے انکو دیکھا تو سر حبالے میری بیٹی کسکر لپکا۔ پھر ان کو سرگوشی کی وہ سخت روئینہ جو حضور نے انکا غم و اندوہ دیکھا وہ بارہ ان کو سرگوشی کی وہ ہنس ٹپین جب حضور انکو تشریف لے گئے جناب عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے جناب فاطمہؓ سے پوچھا کہ حضور نے آپ سے کیا سرگوشی کی تھی۔ جناب فاطمہؓ نے کہا میں ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشا نہیں کرنے کی جب حضور اس دار دنیا سے رحلت فرما گئے تو میں نے جناب فاطمہؓ سے کہا میں تمکو اس حق کی جو میرا منہ پر ہے قسم دیکر پوچھتی ہوں کہ مجھے اس کو بتاؤ۔ جناب فاطمہؓ نے فرمایا۔ اب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما چکے ہیں اب میں اسکو بیان کرتی ہوں جس سے اس میں مجھ سے حضور نے سرگوشی کو تو بیان کیا کہ ہر ریس میں جبریل مجھ سے ایک دفعہ قرآن مجید کا مقابلہ کیا کرتے تھے اس سال میں دو دفعہ مقابلہ کیا ہے میں سوا اسکے نہیں دیکھتا کہ میری رحلت قریب آگئی ہے پس تو خدا سے ڈر یا اور صبر کر یو میں تیرا احباب آگے جانوالا ہوں۔ جب حضور نے میرے رونے کو ملاحظہ کیا تو پھر مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا یا فاطمہؓ تو راضی نہیں ہوئی کہ ہو تو سب اہل حبت کی عورتوں کی سردار اور سب مومنین کی عورتوں کی سردار۔

### افضل النساء

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل النساء اهل الجنة خديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد راخرجه ابو داود والسنن والحاكم ابن عباس رضوا الله عنه سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب اہل حبت کی عورتوں سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

### خير النساء

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير النساء اربع خديجة بنت محمد راخرجه احمد والنس بن مالك روايت کرتے ہیں کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب میری امت کی عورتوں سے بہتر فاطمہ بنت محمد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل النساء اهل الجنة خديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد واسية بنت فراحم راخرجه احمد السنن والحاكم الراجل ہیں کہ یہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افضل میں کافی ہیں ہرے لیے رب دنیا کی عورتوں سے چار عورتیں مریم بنت عمران ہاجرہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور انس بنت

نزار احمد

### الصدیق

عن ابي الحسن قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يا علي اوتيت ثلاثا لم يوتي



احد ولا انا اوتيت صهرا مثل ولما اوت انا مثلي واوتيت صديقة مثل ابنتي ولم اوت  
 مثلها واوتيت الحسن والحسين من صلبك ولما اوت من صلبه مثلها ولا نتم مني وانا  
 منكما (اخرجه الديلمي) ابو الحزم ارضي الله عنه سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا یا علی تجھ کو تین ایسی باتیں عطا ہوئیں ہیں کہ کسی کو نہیں ملیں۔ اور وہ مجھ کو بھی نہیں ملیں تجھ  
 کو سسر مجھسا ملا ہے اور مجھ کو مجھسا نہیں ملا۔ تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے اور مجھ کو ویسی نہیں  
 ملی۔ تجھ کو حسن حسین تیری صلب سے عطا ہوئے ہیں۔ اور مجھ کو ان جیسی نہیں ملی۔ اور البتہ تم مجھ سے  
 ہو اور میں تم سے ہوں۔

### جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک احب اہل بیت ہو جناب تہ کا

عن اسامة بن زيد ان النبي صلى الله عليه وسلم قال احب اهل بي الى فاطمة راخرجه الترمذي والحاكم و  
 قال الديلمي قاله حين سألته صلى الله عليه وسلم والعباس فقال يا رسول الله اي اهلك احب  
 اليك اسامة بن زيد سؤروايت ہے کہ تحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ  
 سب میرے اہل سے میرے نزدیک پیاری فاطمہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے  
 اور دیلمی فردوس الاخبار میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات مبارک اس وقت  
 ارشاد فرمائے تھے جبکہ جناب علی اور عباس نے حضور سے پوچھا تھا کہ آپ کے نزدیک آپ کے اہل سے کون بڑا  
 پیارا ہے۔

(۲) عن جميع بن عمير قال دخلت مع عمتي علي عائشة فالت ابي للناس كان احب الي رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم قالت فاطمة فقيل من الرجال قالت زوجها راخرجه الترمذي  
 والنسائي) جميع بن عمير نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کے ساتھ جناب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ  
 عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے پوچھا کہ سب لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ  
 پیارا تھا فرمانے لگے جناب فاطمہ بہر کہا گیا کہ مردوں میں سے کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا کہ ان کا  
 خاوند یعنی علی بن ابیطالب۔

(۳) عن بريدة قال كان احب للنساء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة ومن الرجال  
 علي (استيعاب علامہ ابن عبد البر) بريدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سب عورتوں  
 سے زیادہ آنحضرت کو جناب فاطمہ پیاری نہیں اور سب مردوں سے زیادہ جناب علی۔



## جناب فاطمہ کا بضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا

عن علی قال كنت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم اي شئ خير للنساء قالت ان لا يراهن الرجال فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال رجعت قلت لفاطمة اي شئ خير للنساء قالت ان لا يراهن الرجال فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال ان فاطمة بضعة مني (اخرجه البزار في مسنده) حضرت علی سے منقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے لیے کیا چیز مناسب ہے سب چپ ہو رہے جب میں لوگوں کو کہہ رہی تھی تو میں نے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ کونسی چیز عورتوں کے لیے بہتر ہے انہوں نے جواب دیا کہ انکو مرد نہ دیکھنی یا میں پس میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو بیان کیا آپ نے فرمایا فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے ۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ جس نے فاطمہ کو ایذا دی

(۱) عن المسون مخومة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة بضعة مني فمن اذاها فقد اذاني (اخرجه الدیلمی و احمد والحاکم) مروی ہے مسور بن مخزوم سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسکو ایذا دی مجھکو ایذا دی ۔

(۲) عن ابن الزبیر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما فاطمة بضعة مني يؤذيني ما اذاها (اخرجه احمد والترمذی والحاکم) منقول ہے ابن زبیر سے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے ایذا دیتی ہے وہ چیز مجھے جو اسے ایذا دیتی ہے ۔

(۳) ردی عن مجاهد قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو اخذ بيد فاطمة فقال من عرف هذا فقد عرفها ومن لم يعرفها فهي فاطمة بنت محمد وهي بضعة مني وهي قلبية وهي روحی النقا بین جنبی من اذاها فقد اذاني ومن اذاني فقد اذی الله (اخرجه ابن عساکر) مجاہد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو شخص اسکو پہچانتا ہو پہچانتا ہو اور جو کوئی نہ پہچانتا ہو پس یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ میرے دل کا ٹکڑہ اور میرا دل ہے اور یہ میری روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے جس نے اسکو ایذا دی مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی ۔

ذکر اس بات کا کہ جناب فاطمہ کا غضب اللہ تعالیٰ کا غضب ہے



عن علی قال از رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال لفاطمة یا فاطمة از الله یغضب بغضبك ویرضو برضاک راخرج ابو یعلی۔ والطبرانی والحاکم و ابو نعیم فی الحلیة والدیلمی جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ تیرے غضب کی وجہ سے غضب میں آتا ہے اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔

## جناب سید کا حیض و نفاس سے طاہر ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتی فاطمة حوراء ادمیة لم تحض ولم تطمت انما سماها فاطمة لان الله فطمها من النار (اخرجہ الدوکی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جو حیض اور طہمت سے پاک ہے۔ اس لیے اس کا نام فاطمہ رکھا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے جدا رکھا ہے۔

(۲) عن علی قال از النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما البتول فانا سمعنا ان یا رسول الله تقول مریح بتول و فاطمة بتول فقال البتول التي لم تر حمة قط ای لم تحض فان الحيض مکروہ فی بنات الانبیاء راخرجہ الحاکم جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا بتول کس کو کہتے ہیں کیونکہ یا رسول اللہ ہم نے بار بار سنا ہے کہ آپ مریم بتول اور فاطمہ بتول فرمایا کرتے ہیں حضور نے ارشاد کیا بتول وہ ہے جو سرحتی کو نہ دیکھے یعنی حیض اور طہمت سے پاک ہو۔ کیونکہ حیض نبیوں کی بیٹیوں کے لیے مکروہ ہے۔

(۳) عن اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمة بالحسن فلم ار لها ذما فقلت یا رسول الله لم ار لفاطمة ذما فی حیض ولا نفاس فقال لها صلی اللہ علیہ وسلم اما علمت ان ابنتی طاهرة مطهرة لا یری لها ذما فی طہت (مسند اہل البیت) اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ حسن علیہ السلام کے تولد کے وقت میں جناب سید کی دائی تھی میں نے انکو کسی قسم کا خون جو عورتوں کو ولادت کے وقت ہوا کرتا ہے نہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے جناب سید کے لیے خون حیض اور نفاس کا نہیں دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آیا تو نہیں جانتی کہ میری بیٹی پاک اور پاکیزہ ہے اس کے لیے طہمت میں خون نہیں دیکھا جاسکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب فاطمہ سے زیادہ کو شہید نہیں تھا



(۱) عن ام سلمة قالت كانت فاطمة اشبه الناس شبهاً بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم راخرجه ابن عباس  
جناب ام المؤمنین ام سلمہ کہتی ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شکل و شمائل میں بہت  
شبہ تھیں ۔

(۲) عن عائشة قالت ما رأيت احداً اشبه سمياً وولاً وهدى واحداً بنا برسول الله صلى الله عليه وسلم  
في قيامها وقعودها من فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت وكانت اذا دخلت على رسول  
الله صلى الله عليه وسلم قام اليها فقبلها واجلسها في مجلسه كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل  
عليها قامت من مجلسها فلما مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم دخلت فاطمة على رسول الله  
صلى الله عليه وسلم فأكبت عليه فقبلته ثم رفعت رأسها فبكت ثم أكبت عليه ثم رفعت رأسها  
ففضكت فقلت ان كنت لا ظن ان هذه من اعقل النساء فاذا هي من النساء فلما توفي رسول  
الله صلى الله عليه وسلم قلت لها رأيت حين أكبت على النبي صلى الله عليه وسلم رفعت رأسك فبكت  
ثم أكبت عليه فرفعت رأسك فضكت ما حملك على ذلك قالت اني اذا البدرية - الخافى انه ميت  
من وجهه هذا فبكت ثم اخبرني اني اسرع اهله لوقوفه فضضكت راخرجه الترمذی و ابو داود  
والنسائی و ابو حاتم و باختلاف يسير جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
کہ میں نے جناب فاطمہ سے زیادہ قیام و قعود میں بات کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کبیر  
شبہ نہیں دیکھا جب فاطمہ تشریف لائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام سے اٹھ کر مڑے مڑے  
اور انکی پیشانی پر پوسہ دیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر لیض ہوئے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کے پاس تشریف لائیں اور حضور پر جبک پڑیں اور چہرہ اقدس کو چومنے لگیں پھر آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم پر جبکین اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں۔ میں نے کہا میں گمان کرتی تھی کہ یہ بیٹے جناب فاطمہ تمام  
عمرات سے عقلمند ہیں یہ تو معمولی عقل والی عورتوں میں سے نکلیں۔ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فوت  
ہو گئے میں نے اسے کہا میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جبکین تو سر اٹھا کر رونے لگیں  
پھر دوبارہ آپ پر جبکین اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں۔ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برا لگنے کیا تھا۔  
آپ نے فرمایا کہ سوفت اسکی وجہ بیان کرنا باعث افشا ہوتا حضور نے مجھ کو خبر دی تھی کہ ہم اس مرض  
میں انتقال فرمائیں گے۔ پس میں رو پڑی پھر مجھ کو خبر دی کہ میں انکو سب اہل سے پہلے انکے ساتھ  
جالون لگی پس میں سوچے ہنسنے لگیں ۔

فکر اس امر کا کہ جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے تو سب



## اول جناب سیدہ علیہا السلام سے ملاقات فرماتے

(۱) عن ثوبان قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر اخر عہداً بانیاں فاطمۃ واول من دخل علیہ اذا قدم فاطمۃ) اخرجه احمد والبیہقی ثوبان کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو تشریف لیجاتے تو سب سے آخر جناب فاطمہ علیہا السلام نے ملتیں۔ اور جب تشریف لاتے تو سب سے اول جناب فاطمہ سے ملتے۔

(۲) عن ابی ثعلبۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من غزو او سفر بدأ بالمسجد فضلی فیہ رکعتین ثم اتی فاطمۃ ثم اتی ازواجہ (اخرجه ابو عمر) ابو ثعلبہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوات سے یا سفر سے تشریف لاتے تو مسجد سے شروع کرتے اور اس میں دو رکعتیں پڑھ کر جناب فاطمہ کے پاس تشریف لاتے پھر ازواج کے پاس تشریف لیجاتے۔

(۳) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من سفر قبل فاطمۃ (الخاتم الغالب) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو پہلے جناب فاطمہ کے پاس جاتے۔

## قیامت کے روز کے اول حزب جناب فاطمہؑ کا داخل ہونا

(۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول شخص یدخل الجنة علی وفاطمۃ مثلھا فی ہذہ الامۃ کمثل مریم بنت عمران فی بنی اسرائیل الی سریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اول جنت میں داخل ہوئے وہ علی اور فاطمہ ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مثال اس است میں ایسی ہے جیسے نبی اسرائیل میں مریم بنت عمران۔

(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبعث الانبیاء یوم القیامۃ علی الدواب لیوافق المؤمنین من قومہم ویبعث صالح علی ناقۃ وابعث انا علی البراق وتبعث فاطمۃ امامی (مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام نبیا علیہم السلام قیامت کو دن ایسے چار پاؤں کے اور پیوار کیے جائیں گے جو انکی قوم کے و مسنون کے مطابق ہوں گے اور صالح پیغمبر اور مثنیٰ پیوار کیے جائیں گے اور میں براق پر سوار ہوں گا اور میرے آگے فاطمہ ہوں گی۔

قیامت کے روز جناب سیدہ کے سرور کے وقت اہل موقف کو سر جہکائی



اور نگاہ نیچے رکھنے کا من جانب اللہ تعالیٰ حکم ہونا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيمة نادى مناد من بطنان العرش يا اهل الموقف شغفوا ابصاركم ونكسوا رؤسكم لتجوز فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم على الصراط واخرجها اسمعيل بن احمد ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا پکارنے والا عرش کے اندر سے پکارے گا اے اہل موقف اپنی آنکھیں بند کر لو اور اپنے سر جھکا دو تاکہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صراط سے گزر جائے ۔

(۲) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ کان یوم القیامة جمع اللہ الاولین والآخرین فی صعید واحد ثم ینادی مناد من بطنان العرش ان الجلیل جل جلالہ یقول نکسوا رؤسکم وغضوا ابصارکم فان هذا فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ترید ان تمر علی الصراط (اخرجہ الخوارزمی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب اولین و آخرین کو ایک سید ان میں جمع کرے گا۔ پھر ایک پکارنے والا عرض کرے گا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اہل موقف تم اپنے سر کو جبکالو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں صراط سے گزرنے کا اسلحہ رکھتی ہیں۔

(۳) عن علی از النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیامة نادى نادى اهل الجحیم غصوا ابصارکم عن فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی تمر راخرجه الدنوری فی الجالسة وابو نعیم فی الدلائل والسیوطی فی بدور السافرة حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا دن قیامت کا ایک پکارنے والا پکارے گا اے لوگو بند کرو اپنی آنکھیں۔ جب تک کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ گزرے ۔

جناب سید کو حجت میں امام موسیٰ احمد مریم حجت عمران کے ہی ستر قضا پر یادہ ملن

عن ابی سعید الخدری انه صلى الله عليه وسلم مر في السماء الشابة قال رأيت فيها لمريم وكلامه  
ولأسية امرأة فرعون وخديجة بنت خويلد قصورا من ياقوت ولفاطمة بنت محمد سبعين قصورا  
من مرجان الأحمر مكللا بالؤلؤ ابوابها من عود (اخرج ابن مردويه) ابو سعيد خدری کہتے ہیں کہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ساتویں آسمان پر گزر کر کے دیکھا کہ مریم اور ام موسیٰ اور  
اسیہ فرعون کی بی بی اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کے لیے پانچ گہرے چوڑے مین اور فاطمہ



بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ستر قصر ہونگے کے دیکھتے جو بیوتیوں سے خبر لے سکتے تھے انکے دروازے  
عود کی ٹکڑی کے تھے +

## جنت جناب سید کا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مکان میں ہونا

عن ابی فاختہ قال قال علی زار فارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بات عندنا والحسن والحسين  
نائمان فاستسقى الحسن فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکنا فجعل بمصرها فی القلح ثم جاء  
لبسقيه فناول الحسن فتناول الحسين للبشر فنتعه و بدأ بالحسن فقالت فاطمة یا رسول اللہ  
كانه احبهما اليك قال هو استسقى ول مرة ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی  
ایاک و هذين یعنی حسنا وحسینا و هذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیامتہ انحر  
اسم فی المناقب جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے  
اور رات بھر فرمائی اور جناب حسن اور حسین علیہما السلام دونوں سوئے ہوئے تھے پس حضرت حسن  
نے پانی مانگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور مشک کی طرف تشریف لیگئے اور پیالے میں پانی  
ڈالا پھر اُسے ناکہ پلاوین حسن کو اور پکڑ لیا اسے جناب حسین نے پینے کے لیے پس حضور نے انہیں  
روک دیا اور پہلے جناب حسن کو پلایا اور فرمایا جناب فاطمہ علیہا السلام نے یا رسول اللہ گویا آپ کو اللہ دونوں  
میں سے حسن سے زیادہ الفتن ہے فرمایا اسی لیے کہ حسن نے پہلے مانگا تاہم پھر فرمایا کہ میں اور تم اور یہ دونوں  
یعنی حسن اور حسین اور یہ سوئیوالا یعنی علی قیامت کے دن مکان واحد میں ہونگے +

اس حدیث سے بعض صاحبوں کا شبہ بالکل جاتا رہتا ہے جو ایک قیاسی مسئلہ پیش کرتے ہیں کہ ام المؤمنین  
جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سید علیہ السلام سے افضل ہیں کیونکہ اہمات المؤمنین جنت میں  
بمعیت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان اور ایک درجہ میں ہونگے۔ اور حضرت سیدہ بمعیت جناب  
مرقنوی دوسرے جنت میں تشریف رکھتے ہونگے۔ لامحالہ جناب مرقنوی کے مکان سے حضور کا مکان  
درجہ عالی پر ہوگا اسوجہ سے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت سیدہ علیہا السلام سے برتر  
مقام میں ہونگے اور جنت میں برتر مقام ہونا دلیل فضیلت ہے۔ لیکن احادیث کے مقابل منوعات  
کو پیش کرنا نہ چاہیے۔ اہل حدیث کے معتقدات کو دیکھنا چاہیے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صاف کا  
نفضل احد علی بضعة الرسول کے قائل ہیں +

عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں عن ابن عباس فی قوله تعا و الحقنا بهم ذریا نهم قال



ان الله يرفع ذرية المؤمنين في درجة وان كانوا ذرية في العمل فمقرعو الذين امنوا واتبعتهم ذرية اتهم بايمان والحقنا بهم ذرية اتهم والتناهم من عماهم من شئ قال  
عليه السلام (جواهر العقدين) ابن عباس رضى الله عنهما في تفسيره ان ذرية المؤمنين فمذاك بدنيته صلى الله عليه وسلم  
فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم مومن کی ذریت کو اسی کے درجہ میں رکھے گا اگرچہ عمل میں اس سے کمتر ہو مگر  
پھر اس آیت کو پڑھا جبکہ ترجمہ یہ ہے راوردہ لوگ کہ ایمان لائے اور انکی راہ چلی انکی اولاد ایمان سے  
پہونچا دیا ہمنے اُن تک انکی اولاد کو اور گھٹایا نہیں اُن سے اُن کا کیا کچھ بھی سید  
جلال الدین سمودی لکھتے ہیں کہ یہ مرتبہ مطلق مومن کی ذریت کو ملے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت  
کا درجہ دیکھنا چاہیے ۔

### جناب سیدہ علیہا السلام کے نکاح کا بیان

(۱) عن عبد الله بن جعفر الهاشمي قال انكم رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة بعد واقعة احد  
وكان عمرها اذ ذاك خمسة عشر سنة وخمسة اشهر ونصف وكان سن علي احدى وعشرين سنة  
 وخمسة اشهر وقال زبير بن بكار تزوجها علي في السنة الثانية من الهجرة وكان عمرها اذ ذاك  
خمسة عشر وخمسة اشهر (استيعاب) عبد الله بن جعفر بن سليمان بن جعفر الهاشمي کہتے ہیں کہ جناب رسالت  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا نکاح بعد واقعہ احد کے کیا ہے انکی عمر اس وقت پندرہ برس اور ساڑھے پانچ  
مہینے کی تھی۔ اور جناب علی کا سن مبارک اسی سال اور پانچ ماہ کا تھا۔ اور زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ جناب  
فاطمہ سے جناب علی کا نکاح ہجرت کو دوسرے برس ہوا ہے اور جناب فاطمہ علیہا السلام کا سن اس وقت  
پندرہ برس اور پانچ ماہ کا تھا ۔

(۲) عن الحارث عن علي قال خطب ابي بكر وعمر بنو فاطمة رسول الله صلى الله عليه وسلم فابي رسول  
الله صلى الله عليه وسلم فقال عمر انت لها يا علي فقلت مالي من شئ الا درعي فزوج رسول الله صلى  
الله عليه وسلم (اسد الغابة في معرفة الصحابة) حارث جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب  
ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے واسطے جناب فاطمہ علیہا السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشنکاحی  
کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہا یا علی آپ جناب فاطمہ کی  
زوجیت کے لیے مناسب معلوم ہوتے ہیں جناب علی نے کہا میرے پاس تو سوا زرعہ کے اور کوئی سامان



مین بوز غفاری ہوں میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے اپنے ان دونوں کانوں سے سنا ہر دور نہ یہ دونوں  
بہر ہو جائیں کہ آپ جناب میری نسبت ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب نیکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا  
قاتل ہے فتح مند ہوا وہ شخص جس نے اس کی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ شخص جس نے اسے چھوڑ دیا۔

## صاحب الزماہ

عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا بی برزہ وانا  
اسمع یا ابا برزہ ان الله عز وجل عهد الى علي بن ابی طالب انه راية الهدى  
ومنار الايمان وامام الاولياء ونور جميع من اطاعني يا ابا برزہ علی بن ابی طالب امینی غدا فی القيامة  
وصاحب ایتی ومفاتیح خزائن رجبہ وروی وهو الکلمة التي الزمتها المتقين راخو جہ بن مردويه  
بن مالک عن العنه کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابی برزہ سے فرما رہے تھے اور میں بن رہا تھا  
کہ اے ابا برزہ خدا تعالیٰ نے علی بن ابی طالب کی نسبت مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشانہ  
اور اولیا کا امام ہے اور جس قدر کہ میری اطاعت کریں گے لوگ ہیں ان سب کا نور ہے۔ اے ابا برزہ علی کل وقت  
کے روز میرا امین اور علم ہوا رہے۔ علی میرے پروردگار کے خزانوں کی کنجی ہے۔ اور وہ ایک پاک کلمہ ہے جسکو  
مستقیون نے اپنے لئے لازم کر لیا ہے۔

## مقیم الحج

عن عبد الله بن مسعود قال النبي صلى الله عليه وسلم لما دخل مكة دعا ادم وفتح  
في من روحه عطس اثم فقال الحمد لله اوحى الله اليه حمدني عبدك بعزتي  
لو لا عبدان اريدان اخلقهما في دار الدنيا ما خلقتك قال الله يکونان مني قال نعم يا ادم ارفع  
رأسك وانظر فرم رأسه فاذا مكتوب على العرش لا اله الا الله محمد بنی الرحمة وعلى مقیم الحج  
واخرجه الخليفة المناقب عبد الله بن مسعود عن سمرقانی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ  
جب پروردگار نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پہنکی تو آدم نے جہنم کی آواز راہبرد پروردگار  
نے فرمایا میرے بند نے میرا شکر کیا ہے۔ مجھ کو اپنی عزت اور بزرگی کی قسم ہے اگر میں اپنے دو بندوں کو دنیا میں پیدا کرتی  
کا ارادہ نہ کرتا تو میں نے تجھے ہرگز پیدا نہیں کیا ہوتا حضرت آدم نے عرض کیا یا اے نبی وہ دونوں مجھ سے پیدا ہونگے ارشاد  
ہوا کہ ہاں۔ اے آدم اپنے سر کو اٹھا کر دیکھ حضرت آدم نے دیکھا کہ عرش پر کھما ہوا ہے لا اله الا الله محمد رحمت کا نبی ہے  
علی حجت کا قائم کر لیا ہے۔

## اسلام

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد المنبر فخطب الناس فحمد  
الله واثنى عليه فوعظ وخوف وحذر ثم ركب وقال ايها علي بن ابی طالب فوج  
علي فاما علي قد ميا فقال ها انا يا رسول الله فقال ادن مني فدنيت عنه فضمه الى صدره وقبل بين  
صنيتہ



دنیاوی نہیں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے انکا نکاح کر دیا +

(۳) عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابيه قال خطب ابو بکر فاطمة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انها صغيرة فخطبها على فزوجها منه عبد الله بن بریدہ اپنے والد بکر سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابو بکر نے حضرت سیدہ کی خوشگاری کی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ابھی چوٹی ہیں پس جناب علی نے خوشگاری کی حضور نے ان سے نکاح کر دیا +

(۴) عن امرئ القيس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو لم يخلق علي ما كان لفاطمة كفور اخو الدليلی جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر علی نہ پیدا ہوتے تو فاطمہ کے لیے کوئی کفور نہ ہوتا +

(۵) عن انس قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فغشيته الوحي فلما افاق قال لي يا انس انك ما جاءني به جبرائيل من صاحب العرش عز وعلا قلت يا بني انت وامى ما جاءك به جبريل قال قال لي ان الله تبارك وتعالى يا امرئ ان تزوج فاطمة من علي فانطلق وادع لي ابا بكر وعمر وطلحة والزبير وبعد توجه من الانصار قال فانطلقت فدعوتهم فلما ان اخذوا بحالهم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحمد لله المحدث بنعمته والمعبود بقدرته المطاع سلطانه المهرورب اليه من عذابه النافذ امرئ في ارضه وسماؤه الذي خلق الخلق بقدرته وميزهم باحكامه واغرم بدينه واكرمهم بمحمد صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل جعل المصاهرة نسباً لاحقاً وامراً مفترضاً وحكماً عادلاً وخيراً جامعاً وشيخاً به الارحام والزمها للانام فقال عز وجل وهو الذي خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً وكان ربك قديراً وامر الله تعالى بحجى الى قضائه وقضاه بحجى الى قدره ولكل قدر اجل ولكل كتاب يحجر الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب ان الله تعالى امرني ان ازوج فاطمة من علي واشهدكم اني زوجت فاطمة من علي على اربع مائة مثقال فضة ان رضى بذلك على السنة القائمة والفرضة الواجبة فجمع الله ثملهما وبارك الله لهما اطاب الله نسلهما وجعل نسلهما مفاتيح الرحمة ومعادن الحكمة وامن الامة اقول قولي هذا واستغفر الله لي ولكم ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم متبهما يا علي ان الله امرني ان ازوجك فاطمة واني قد زوجتكها على اربع مائة مثقال فضة فقال علي رضيت يا رسول الله ثم ان عليا خرسا جلا شكرا لله فلما رفع رأسه قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم بارك الله لكما وعليكما واسعد جدكما واخرج منكما



کثیر الطیب قال ان الله لقد اخرج منهم الکثیر الطیب (اخرجه احمد فی المناقب و ابو حاتم) الشر  
 سے منقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا آپ کو وحی کے سبب سر  
 غش طاری ہوا جب افاقہ میں آئے مجھ سے فرمایا اے اللہ تعالیٰ ہے میرے پاس جبریل خداوند عرش کی  
 طرف سے کیا حکم لایا ہے میں عرض کیا میرے مانبا آپ پر فدا ہوں جبریل آپ کے پاس کیا حکم لائے ہیں  
 فرمایا کہ جبریل نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو حکم کرتا ہے کہ فاطمہ کی علی سے تزویج کریں پس تو  
 جا اور میرے پاس ابو بکر و عمر و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اور انہیں کے بعد اس کے موافق انصار میں سے لوگوں  
 کو بلالار اللہ تعالیٰ ہے کہ میں گیا۔ اور انکو بلالایا۔ پس جسوقت وہ لوگ آئے اور بیٹھے جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا کہ جمیع حمد ثابت واسطے اللہ کے جو محمود ہے بسبب اپنی نعمتوں کے اور معبود ہے  
 بسبب اپنی قدرت کے اور اطاعت کیا گیا ہے بسبب اپنی غالب ہونیکے اور اسکی طرف لوگ گزیر کرتے ہیں  
 اسکے عذاب سے۔ جاری ہے حکم اسکا اسکی زمین اور اسکی آسمان میں وہ ایسا ہے کہ اسنے خلقت کو اپنی  
 قدرت سے پیدا کیا ہے اور اپنے احکام سے انکو تیر دی ہے اور اپنے دین کے سبب سے انکو عزت بخشی  
 ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے انکو بزرگی عطا فرمائی ہے۔ تحقیق اللہ عزوجل نے ساری شے  
 کو نسب تازہ اور امر و حجب اور حکم عادل اور خیر جامع گردانا ہے اور اسکے سبب سے رحمتوں کو ملایا ہے اور  
 تمام خلق پر سکون لازم کر دیا ہے اور فرمایا ہے وہ اللہ ایسا ہے کہ اسنے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پس اسکو  
 واسطے نسب اور کسبہ الارشہ قرار دیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔ اور خدا کا حکم اسکی قضا  
 کی طرف جاری ہوتا ہے۔ اور اسکی قضا قدر کی طرف جاری ہوتی ہے۔ اور واسطے ہر قضا کے ایک قدر  
 ہے اور واسطے ہر قدر کے ایک زمانہ معین ہے اور واسطے ہر زمانہ معین کے ایک کتاب ہے محو کر دیتا ہے  
 اللہ جس چیز کو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اسکے پاس ہے اصل کتاب۔ یعنی لوح محفوظ اما بعد پر  
 اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی سے عقد کروں اور میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ  
 کا علی سے چار سو مثقال چاندی پر عقد کیا ہے۔ اگر علی اس بات پر رضی ہو یہ سنت قائم ہے اور فرض  
 واجب پس اللہ تعالیٰ ان دونوں میں جمعیت عطا کرے اور ان دونوں میں برکت دے اور ان دونوں  
 کی نسل کو پاکیزہ کرے اور ان دونوں کی نسل کو رحمت کی کنجیان اور حکمت کی کان اہست کر لے  
 امان بنائے میں یہ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے ہر شے عطا کرتا ہوں بعد ازاں  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کر کے فرمایا یا علی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ سے  
 تیرا نکاح کروں۔ اور میں نے تم دونوں کا چار سو مثقال چاندی پر عقد کیا ہے۔ پس علی نے عرض کیا میں



راضی ہوں بعد اسکے حضرت علی سجدہ میں گرے شکر کرنے کے لئے پس جب اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھایا  
تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے واسطے اور تم دونوں پر برکت کرے  
اور تم دونوں کی کوشش کو نیک کرے اور تم دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کرے۔ انس کہتے ہیں  
کہ وہ اس حق سبحانہ و تعالیٰ اندونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کی ہے۔

(۲) عن انس قال لما زوج النبي صلى الله عليه وسلم فاطمة امهم ان يجعزوها فجعل لها سريرا ووسادة  
من ادم حشوها ليف وقال زنى ابنتي الى علي وامره ان لا يجعل عليها حتى ايتها فجاءت مع لم  
امير حتى قدمت في جانب البيت فلما صلى العشاء اقبل بركوة فيها ملا فقل فيها فقال لفاطمة تقدمي  
فتقدمت ونظير بين يديها وعلى رأسها وقال اللهم اني اعين بك وذريتها من الشيطان  
الرجيم ثم قالها ادبري فادبرت فصب بين كتفيه وقال اللهم اني اعين بك وذريتها من  
الشيطان الرجيم ثم قال تقدم يا علي وصب على رأسه وبين يديه ثم قال اللهم اني اعين  
بك وذريته من الشيطان الرجيم ثم قال ادبري فادبر فصب بين كتفيه وقال اللهم اني اعين  
بك وذريته من الشيطان الرجيم فقال لعلي ادخل باهلك لبسم الله الرحمن الرحيم فبكت  
فاطمة فقال ما يبكيك وقد زوجتك اقدم سلمات واحسنهم خلقا فخرج وغلق عليهما الباب  
بيده (اخرجه احمد وابو حاتم والنسائي وابو الخليل الحاکمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا عقد کر دیا تو گون گوانے کے جہاز کی تیاری کا  
حکم دیا انکے لیے ایک تخت اور ایک چھوٹا چترے کا لیف خرما سے بہرا ہوا بنایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میری بیٹی کو علی کے لئے زینت دو اور جناب علی کو کہلا بھیجا کہ جب جناب فاطمہ پہنچیں  
تو تعجیل نہ کرے۔ پس جناب سیدہ ام المین کے ساتھ جناب علی کے گھر میں تشریف لے گئیں اور گھر میں  
ایک طرف بیٹھ گئیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک ٹوٹا لیکر  
تشریف لائے اور اس میں اپنا لعاب و من مبارک سے ڈالا اور جناب فاطمہ سے کہا آگے آؤ وہ آگے  
گئیں حضرت نے انکی چپائی پر اور سر مبارک پر اس پانی کے چھپٹے دیے اور دعا کی کہ اے پروردگار  
میں میری بیواہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اسکی ذریت کے لئے شیطان جہیم سے بہران سے کہا تو ٹوٹو  
ٹوٹیں اور انکے دونوں کند ہوں کے درمیان پانی کے چھپٹے دیکر دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری  
بیواہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اسکی ذریت کے لئے شیطان جہیم سے بہر جناب علی سے کہا یا علی لے  
آؤ وہ آگے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی چپائی اور سر اقدس پر اس پانی کے



جہنم دیے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اس کی ذریت کو لئے شیطان  
 جہیم سے پہر ان کو کہا لو تو وہ لوٹے اور ان کی دونوں کندھوں کے درمیان میں پانی کے جہنم دیکر فرمایا اے  
 پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لئے اور اس کی ذریت کو لئے شیطان جہیم سے پہر جناب علی سے  
 کہا اب آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لیجائیں ساتھ نام اللہ مہربان رحم والے کے پس جناب فاطمہ زہرا  
 لگین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ تم کیون روئی ہو میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے  
 کیا ہے جو سب سے پہلے سلام لانیوالا ہے اور سب سے اچھے خلق والا ہے۔ یہ فرما کر آنحضرت باہر تشریف لے آئے  
 اور اپنے ہاتھ سے نکاح دروازہ بند کر دیا۔

## ذکر اس امر کا کہ جناب سید علیہ السلام کا نکاح پروردگار کے حکم سے ہوا ہے

(۱) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل امرني ان ازوج فاطمة  
 من علي (اخرجه الدبلي في فردوس الاخبار) والطبراني في الكبير ابن مسعود سمر وایت ہو کہ جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تحقیق پروردگار عزوجل نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا  
 علی سے نکاح کروں۔

(۲) عن النس بن مالك قال ابوبكر خطب الى النبي صلى الله عليه وسلم ابنته فاطمة فقال صلى الله  
 عليه وسلم يا ابابكر لم ينزل القضاء ثم خطب عمر مع علة من قریش فقال له مثله لابي بكر فقيل لعلی  
 لو خطبت الى النبي صلى الله عليه وسلم لم تخلق ان يزوجهما قال وكيف وقد خطبها اشرف قریش فلم  
 يزوجهما فخطبها فقال صلى الله عليه وسلم قد امرني ربي عز وجل بذلك (اخرجه احمد) النس بن  
 النضر سے روایت ہو کہ ابوبکر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جناب فاطمہ کی خواستگاری کی  
 حضور نے ارشاد فرمایا یا ابابکر حکم خدا نازل نہیں ہوا۔ پھر حضرت عمرؓ نے چند قریش کے آدمیوں کے ساتھ  
 خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بھی ویسا ہی جواب دیا جو کہ جناب ابوبکر کو دیا تھا۔ تب  
 حضرت علیؓ سے کہا گیا۔ اگر آپ خواستگاری کرتے تو جناب فاطمہ کے لئے زیادہ حقدار تھے جناب علیؓ نے  
 کہا میں کس طرح سے استدعا کروں کیونکہ اشرف قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی نسبت استدعا  
 کی اور حضور نے انکا نکاح نہیں کیا۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ سے انکا نکاح  
 کر دیا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو اسکا حکم پروردگار نے کیا ہے۔

(۳) عن عمر قال ذكر عند علي قال ذلك صلى الله عليه وسلم قد نزل جبريل فقال



ان الله يا مراك ان تزوج فاطمة من علي راخرجه ابن السمان روايت ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جناب علی کا ذکر کیا گیا وہ کہنے لگے وہ داماد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیق جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو امر کرتا ہے کہ آپ فاطمہ کا علی سے نکاح کر دیں \*

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ان الله زوجك فاطمة وجعل صداقها الارض فتمت مشي عليها مبغضنا لك مشي حراما راخرجه الدیلمی) ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا علی تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھ سے فاطمہ کا نکاح کیا ہے اور تمام زمین کو اس کا مہر قرار دیا ہے پس جو شخص بکالت تیرے بغض کے اس پر چلتا ہو اس کا چلنا حرام ہے

### جناب سیدہ علیہا السلام کا مہر

والخلف في مہرہ ایاہا وروی انہ مہرہا درعۃ وانہ لم یکن لہ ذلک الوقت صفراء و بیضاء وقیل ان علیاً یزوج فاطمۃ علی اربع مائۃ وثمانین درہم (استیعاب عبد اللہ) جناب سیدہ علیہا السلام کے مہر میں علی کا اختلاف ہو روايت ہو کہ ان کا مہر زرہ تھی کیونکہ جناب علی کے پاس اس وقت سونے چاندی کچھ موجود نہیں تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جناب علی نے چار سو اسی درہم پر ان سے نکاح کیا تھا

### ذکر اس بات کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کا نکاح ملائکہ کی گواہی سے ہوا ہے

(۱) عن انس قال بینما رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد اذ قال لعلي هذا جبرائيل يخبرني ان الله عز وجل زوجك فاطمة واشهد علي تزويجها اربعين الف ملك وادعى الى الطوفان انثرى عليهم الدرد والياقوت فنثرت عليهم الدرد والياقوت راخرجه الملائی (سیرتہ) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک دن ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کہ جبریل نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ اللہ عز وجل نے تیرا نکاح فاطمہ سے کیا ہے اور ان کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتے کو گواہ کیا ہے اور طوبی درخت کو اشارہ کیا کہ ان پر درو یا قوت نثار کرے پس اس نے درو یا قوت ان پر نثار کیے \*

(۲) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لفاطمة يا فاطمة لما اراد الله ان املكك بعلي امر الله جبرائيل فقام السماء الرابعة وصف الملائكة صفوفاً ثم خطب عليهم فزوجك من علي ثم امر الله نجيح الجنان فحملت الحلي والحلل ثم امرها فتثرت على الملائكة



فمن اخذ منهم شيئاً اكثر مما اخذ غيرا افتخ به الى يوم القيمة (اخرجه الديلمی) ابن مسعود روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا یا فاطمہ حبیب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تمکو علی کی ملکیت میں دے دیں۔ جب بڑے کو حکم دیا اس نے کھڑے ہو کر چوتھے آسمان پر فرشتوں کی بہت سی صفیں باندھیں پھر اپنے خطبہ ارشاد فرمایا پھر جنت کی درخت کو حکم دیا وہ زیورات اور عمدہ حلون سے بارور ہوا پھر اس کو حکم دیا اور اس نے ان زیورات کو فرشتوں پر نثار کیا پس جس نے ان میں سے نسبت دوسرے کے کچھ زیادہ لیا وہ اسکی وجہ سے قیامت تک محض کرتار رہا۔

(۳) عن بلال بن حمصاً قال طلع علينا رسول الله صلى الله عليه وآله ذات يوم متبسماً ضاحكاً وجهاً مشرقاً دائرة القمر فقام اليه عبد الرحمن بن عوف فقال يا رسول الله ما هذا النور قال بشارة انتني من ربي في اخي وابن عمي ابنتي فان الله زوج علياً من فاطمة وامر بصنوان خازن الجنان فحسن شجرة الطوبى فحملت رقا قايضاً صكاً كابد محباً اهل بيت وانشأتها ملائكة من نور ودفع الى كل ملك صكاً فاذا استوت القيمة باهلها بالخلائق فلا يبقى محب لاهل بيتي الا وقعت اليه صكاً فيه فكا له من النار فصار اخي وابن عمي وابنتي فكا لرجال ونساء من امتي من النار (رواه ابو بكر الحواري) بلال بن حمصہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہماری پاس تشریف لائے۔ اپکا رخ انور چاند کے مالہ کی طرح سے نورانی تھا عبد الرحمن بن عوف نے اسہرک عرض کیا یا رسول آج چہرہ اقدس پر یہ کیسا نور ہے آپ نے فرمایا مجھے میرے پروردگار سے میرے بہائی اور ابن عم اور میری بیٹی کی نسبت بشاوت آئی ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے علی کے ساتھ فاطمہ کا نکاح کیا ہے اور صنوان خازن جنت کو حکم کیا ہے اس نے درخت طوبی کو ہلایا ہے وہ بارور ہو گیا ہے یعنی اسکا ہر ایک شہرہ پر تھکا کاغذ لنگیا اور شجر طوبی کے نیچے فرشتے نور کے پیدا کیے اور ہر ایک فرشتے کو ذرات کا کاغذ دیا جبکہ قیامت اپنے تمام لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی پس میرے اہل بیت کا محب باقی نہیں رہے گا۔ کہ وہ شہرہ پر تھکا کاغذ لنگرے اس میں دوزخ کی آگ سے رہائی کا پروانہ لکھا ہوا ہوگا۔ پس میرا بہائی اور ابن عم اور میری بیٹی مردوں اور عورتوں کے لیے دوزخ کی آگ سے رہائی کا سبب ہوگا۔

## جناب سیدہ کی اولاد کا بیان

قال ابو عمر فولدت له الحسن والحسين دام كلثوم وزينب ولم يزوج علي عليها غيرها حتى ماتت رشيعة ابو عمر کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے جناب علی کے لیے امام حسن اور حسین اور ام کلثوم اور زینب



کو جناب ہے۔ اور جناب علی علیہ السلام نے ان کے سامنے انکو سوا دوسرا نکاح نہیں کیا۔ جتنا کہ انکا انتقال ہو گیا

## جناب سید النضر صلی اللہ علیہ وسلم کو ساہو کے اول آخرت لائحہ میں

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة انت اول اهلى لحوقا بى راخرجه  
الدليلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تم  
سب میرے اہل سے پہلو مجھ سے ملو گے۔

(۲) عن عائشة قالت ما رأيت احدا اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت اذا دخلت  
على رسول الله صلى الله عليه وسلم قام إليها فلما مضى رسول الله صلى الله عليه وسلم دخلت فاطمة فأكبت  
عليه ثم رفعت رأسها فبكت ثم أكبت ثم رفعت رأسها فضحكت فلما قوفى رسول الله صلى الله  
عليه وسلم قلت لها رأيت حين أكبت على النبي صلى الله عليه وسلم ورفعت رأسك فبكيت ثم أكبت  
عليه فرفعت رأسك فضحكت ما حملك على ذلك قالت انى اذا البذر في اخبرني انه ميت من وجه  
هذا فبكيت ثم اخبرني انى اسرع لحوقا به فذلك حين ضحكت راخرجه الترمذى وابوداؤد و  
النسائى) البذر قال الهردى البذر الذى يفشون ما يسمون من السرى قال بذرت بين الناس  
تشبهها بذر الحب جناب ام المؤمنين عائشة صدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ  
کے سوا کوئی شخص نہ تھا جس سے تشبیہ نہیں تھا۔ جب وہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور  
میں تشریف لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے اٹھ کھڑے ہوئے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
بیمار ہوئے تو جناب سیدہ تشریف لائیں اور حضرت پر جب گئیں پہر سر اٹھا کر رونے لگیں پہر دوبارہ حضرت  
پر جب گئیں اور سر اٹھا کر سنسنے لگیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو میں نے ان سے کہا کہ  
میں نے تمکو دیکھا جیکہ آپ پہلو مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب گئیں تو سر اٹھا کر رونے لگیں اور پہر دوبارہ  
جب گئیں اور سر اٹھا کر سنسنے لگیں۔ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برا بھلا کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ اس  
وقت اسکے فشا کا اندیشہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ ہم اس بیماری سے انتقال  
فرمانے والے ہیں اس لیے میں رونے لگی پہر مجھ کو خبر دی کہ تم بہت جلدی مجھ سے ملنے والے ہو پس اس  
وجہ سے میں سنسنے لگی۔

جناب سید علیہا السلام کی وفات کا بیان



(۱) عن عائشة قالت انا لم تضحك في مدة حياتها بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وانها كانت تذو  
من الحزن عليه وشوقها اليه (اخرجه بن عساكر في تاريخه) جناب عائشة صدیقا رضی اللہ عنہا سورت  
ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی مدت حیات میں نہیں مہینے اور غم میں  
پگھلتی رہیں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے شوق میں گھلتی رہیں۔

(۲) عن عائشة رضي الله عنها ان فاطمة بنت عاشت بعد رسول الله صلى الله عليه وآله ستة اشهر  
دفنت ليلا (اخرجه بن عساكر) ام المؤمنين جناب عائشة صدیقا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب  
سیدہ علیہا السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں اور رات  
کے وقت دفن ہوئیں۔

(۳) عن عروة ان فاطمة توفيت بعد النبي صلى الله عليه وآله بستة اشهر (استيعاب) عروة رضی  
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق حضرت سیدہ علیہا السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ  
مہینے بعد فوت ہوئیں۔

(۴) وقيل بعضهم ماتت بعد وفات ابيه بمائة يوم (استيعاب) بعض راویوں نے یہی کہا ہے  
کہ جناب سیدہ نے اپنے والد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سو دن بعد انتقال فرمایا ہے۔  
(۵) روی ابن شهاب ثلثة اشهر (استيعاب) ابن شہاب زہری جنہوں نے سب سے اول حدیث کو حکم  
عمر بن عبد العزیز دون کیا ہے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال  
کے بعد تین مہینے تک زندہ رہی ہیں۔

(۶) عن ابن بريدة قال عاشت بعد النبي صلى الله عليه وآله سبعين يوما (استيعاب)  
ابن بريدہ کہتے ہیں کہ جناب سیدہ ستر دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہیں۔  
(۷) قيل خمسين يوما (نزل الابرار) یہی کہا گیا ہے کہ پچاس دن زندہ رہی ہیں۔  
(۸) قيل مائة يوم (نزل الابرار) بعض نے چالیس دن ہی کہے ہیں۔

(۹) قال عبد الله بن حارث وعمر بن دينار توفيت بعد ابيها ثمانية اشهر (استيعاب) عبد الله  
بن حارث اور عمر بن دينار کہتے ہیں کہ اپنے والد کے آٹھ مہینے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام نے انتقال  
فرمایا ہے۔

والاصح المأبثت بعد وفات ابيها بستة اشهر وهو مذهب الجمهور (استيعاب) اور زیادہ صحیح  
بات یہی ہے کہ جناب سیدہ اپنے والد ماجد کی وفات کے چھ مہینے تک زندہ رہی ہیں اب یہی جمهور کا مذہب ہے۔



(۱۰) قال المدائنی ماتت الثلثا لثلاث خلون من شهر رمضان ..... سنه احدى عشر وھی ابنة تسع  
عشرین سنة (استیعاب) مدائنی کہتے ہیں کہ جناب سیدہ زہراؑ کی تاریخ سالہ گیارہویں ہجری میں  
وفات پائی ہے اس وقت انکی عمر اسی برس کی تھی۔

(۱۱) قال ابن الخشاب توفت لها ثمان وعشرین سنة وخمسين يوما رتاريخ موليد ووفات اهل  
بیت) ابن خشاب کہتے ہیں کہ جناب سیدہ کی عمر شریف وفات کر وقت اٹھائیس برس اور پچاس دن کی تھی  
(۱۲) قال الزبير بن بكار سالت عن عبد الله بن حسين يا ابا محمد كم بلغت فاطمة بنت محمد صل  
الله عليه وسلم من السن فقال ثلثين (استیعاب) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے جناب عبد اللہ بن حسین  
سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا یا ابا محمد جناب سیدہ علیہا السلام کا سن  
مبارک وفات کی وقت کیا تھا۔ فرمایا تیس برس کی۔

(۱۳) واختلفوا في غسلها اخرجه احمد عن ام سلمة قالت اشتكت فاطمة فمرضتها فاصبحت  
يوما كانت مثل ما كانت فخرج علي فقال يا امناة اسكبي لي غسلا فقامت واغتسلت  
كاحسن ما كانت تغتسل ثم قالت ناولني ثيابي الجدد فدنا ولها اياها فلبستها ثم قالت  
قد الفراش الى وسط البيت فقدمت فاضطجعت واستقبلت وجعلت يديها تحت خدها  
وقالت انا مقبوضة وقد اغتسلت فلا يكشفني احد وقضت فجاء علي فبكأ فقال والله لا  
يكشفها احد ثم حملها وصلى عليها ودفنها رتذكرة خواص الامم) جناب سیدہ کو غسل میں علما  
سیر کا اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
کرتے ہیں کہ جناب سیدہ بیمار ہوئیں اور انکا مرض طول پکڑ گیا۔ ایک دن صبح کو ٹہنیں ازکا مزاج  
مبارک صبیے کہ تھا ویسے ہی علیل تھا۔ جناب علیؑ گھر سے باہر تشریف لیگئے جناب سیدہ نے خادمہ  
ارشاؤ کیا کہ ہمیں غسل کرا۔ آپ نے نہایت عمدہ طرح سے غسل کیا اور ایسا غسل کیا کہ حالت صحت سے  
بھی بدرجہا بہتر تھا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے نئے کپڑے لاؤ خادمہ نے نئے کپڑے لائے آپ نے انکو پہنا۔ پھر ارشاد  
کیا کہ ہمارا بستر گھر کی انگن میں بچھا دو۔ خادمہ نے آپ کا بستر صحن کے درمیان بچھا دیا۔ آپ رو قبیل  
ہو کر لیٹ گئیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو حصار کے نیچے رکھ لیا۔ اور فرمایا۔ میں اس وقت انتقال کرؤں  
والی ہوں اور میں نے غسل کر لیا ہے۔ مجھ کو اب کوئی نہ کہو لے یہ فرما کر دار آخرت کو رحلت کر گئیں۔ پھر  
جناب علی تشریف لائے اور رونے لگے اور کہا کہ خدا کی قسم ہے انکو کوئی نہیں کہو لیگا پس صحیح  
سے جنازہ کو اٹھا کر لے گئے اور نماز ادا کی اور انکو دفن کر دیا۔



(۱۳) وفی نزل الابرار قد فنها بغسلها ذلك ولم تغسل بعد الموت وكان فلك شئی خصص به ابوها  
صلی اللہ علیہ وسلم اور نزل الابرار میں علامہ بخشی لکھتے ہیں کہ جناب سیدہ اسی غسل سو دفن ہوئی ہیں جو کہ  
بحالت حیات خود انہوں نے کیا تھا اور یہ ایک ایسی بات تھی کہ انکے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے  
لئے خاص مقرر کی تھی \*

(۱۵) روی عن محمد بن اسحاق ان الملائكة غسلها (طبقات ابن سعد) محمد بن اسحاق روایت کرتے  
ہیں کہ بعد وفات فرشتوں نے انکو غسل دیا ہے \*

(۱۶) روی ان اسماء بنت عمیس غسلتها (تذکرۃ خواص الامۃ) یہی روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس  
نے جناب سیدہ کو غسل دیا ہے \*

(۱۷) والاصح ان علیا غسلها وکانت اسماء بنت عمیس نقیب علیها وكان ذلك مخصوصا بعلی  
انما انکر علی بن مسعود قال له اما سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول هو وجئتک فی الدنیا و  
الآخرة (تذکرۃ خواص الامۃ) زیادہ تر صحیح یہ بات ہے کہ جناب علی نے انکو غسل دیا تھا اور اسماء بنت عمیس  
صرف بیان تھیں۔ اور یہ بات صرف جناب علی کے لیے ہی مخصوص تھی چنانچہ عبد اللہ بن مسعود نے اسکی  
نسبت آپ پر اعتراض ہی کیا تھا جناب علی نے فرمایا کہ شاید تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد  
مبارک کو نہیں سنا ہے کہ مجھ سے فرمایا تھا کہ یہ دنیا و آخرت میں میری بی بی ہیں \*

(۱۸) قبل صلی علیہا علی وقیل عباس (نزل الابرار) روایت ہے کہ جناب سیدہ کے جنازہ کی  
نماز حضرت علی نے پڑھی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت عباس نے پڑھی تھی

(۱۹) وقیل انها دفنت فی ذابونہ عقیل (تذکرۃ خواص الامۃ) یہی روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا  
اسلام عقیل بن ابیطالب کے گھر کے کونے میں دفن کی گئی ہیں \*

(۲۰) وقیل انها دفنت فی البقیع الخرقہ (تذکرۃ خواص الامۃ) اور بعض کہتے ہیں کہ بقیع خرقہ میں لگایا  
جسدا طہر مدفون ہے \*

## اولاد صالح

جناب رسول عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا جناب امیر علیہ السلام کی صلیب ہونا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اللهم اشهد انی قد بلغت هذا الخی وانی  
عمی وصهری وابو ولدی اللهم کب من عبادہ فی النار راخرجه ابن البخاری ابن عباس رضی اللہ عنہ



وہی کہ حق سالت دعو علی خذ وقال با علی صوتہ یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخہ المکرم  
والانصار هذا اخي وابن عمی وختنی وکسفی دعی هذا ابو السبطین الحسن والحسین سید شباب اہل  
الجنة هذا مفرج الكرب عنی هذا اسد الله فی ارضه وسیف المسلمین علی اعدائہ فعلی مبعضیہ لعنة الله و  
لعنة اللاعنین والله منہ برئ وادامنہ برئ فمن احب ان یدر آمن الله ومنی فلیتبر آمنہ فلیبلغ الشا  
منکم الغائب (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز جناب رسول مقبول  
صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا حمد و ثناء کے بعد دھڑکیا اور خوف دلایا اور فرمایا ہر ایک پر شکبار ہو کر  
اور کہا کہ علی بن ابی طالب کہان میں جنابا میری جست کر کے اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول  
اللہ میں یہاں حاضر ہوں حضرت نے فرمایا میری ترویج آجاؤ جنابا میری سرکار کے پاس گئے حضرت نے انکو سینے سے  
لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگو یہاں تک کہ جسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے پھر بلند آواز سے فرمایا اے  
مسلمانو یہ علی بن ابی طالب مہاجرین اور انصار کا شیخ یہ میرا بہائی اور میرے چچا کا بیٹا ہے اور میرا داماد اور میرا  
گوشت اور میرا خون یہ میری بیٹی جمن اور حسین جو جوانان اہل جنت کو سردار ہیں انکا بارے یہ مجھ سے تکلیف کو  
دور کریں والا ہے یہ خدا کی زمین پر پشکا شیر ہے یہ خدا کے دشمنوں کو یہ خدا کی رہنمائی ہے اس کے دشمنوں پر خدا اور  
اس کے فرشتوں کی پشکار ہو۔ اس کے دشمن سے خدا بیزار ہے میں ہی اس کے بیزار ہوں۔ پس جو شخص کہ خدا اور  
اس کے رسول کی بیزاری کو چاہتا ہو وہ اس کے بیزار ہو۔ چاہیے کہ تم حاضرین غائبین کو یہ اطلاع دیدو۔

## حجۃ اللہ

(۱) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی حجتہ علی  
عبادہ (اربعین للحافظ ابی بکر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتواوی) انس  
ابن مالک بنی النضر روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اور علی خدا کے بند و پیر خدا کی حجت  
میں ہیں۔

(۲) عن انس قال كنت جالسا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذا قبل علي بن ابی طالب فقال يا انس هذا  
حجة الله على خلقه (اخرجہ الديلمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت  
میں حاضر تھا کہ علی بن ابی طالب شریف لائے حضرت کو فرمایا اے انس یہ خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہے۔  
(۳) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فرأى علياً مقبلاً فقال يا انس قلت  
لبيك قال هذا المقبل حجتي على امتي يوم القيامة (اخرجہ النقاش) انس بن مالک کہتے ہیں کہ میری  
جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی مرتبہ میں حاضر تھا کہ آپ نے جناب میری کو آتے ہوئے دیکھا نبی خدا کی حجت  
انس مینے عرض کیا میں حاضر ہوں فرمایا یہ آئینا دنیا سے کہ روز میری آت پر پیری حجت ہے۔



سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے پروردگار گواہ رہے کہ میں نے ہنسی دیا ہے کہ یہ (یعنی علی بن ابیطالب) میرا بیٹا اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اسے پروردگار جو شخص کو دشمن رکھے اسکو اوندھا ورنہ کی آگ میں گرا۔

(۲) عن ابن عباس قال كنت انا والعباس جالسین عند رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذ دخل علی و سلم فرم علیہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وقام الیہ وعانقه وقبل بین عینیہ واحبسه عن یمینہ فقال العباس یا رسول الله اتحد ھذا فقال یا عم والله الله اشتد حباً منی ان الله جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریۃ فی صلب علی (اخرجه ابو الخیر الحاکمی والخطیب فی تاریخہ والطبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عباس بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جناب علی تشریف لائے اور سلام کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب سلام دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور عانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت کہتے ہیں آپ نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لیے میں ان سے نہایت محبت رکھتا ہوں تحقیق پروردگار نے ہر ایک نبی کی ذریت کو اسی کی صلب میں قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علی کی صلب میں قرار دیا ہے۔

(۳) عن جابر قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الله جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریۃ فی صلب علی (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ جل جلالہ عم نواسہ ہر ایک نبی کی ذریت کو خاص اسی کی صلب میں قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علی کی صلب میں قرار دیا ہے۔

(۴) عن علی قال طلینی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ووجدنی فی حائطنا لما فقر بنی برجلہ قال قم فوالله لا رضینک انت اخی وابو ولدی (اخرجه احمد فی المناقب) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ڈھونڈا اندا یک دیوار کے نیچے سویا ہوا پایا۔ اپنے پائے مبارک سے مجھ کو ہلا کر فرمایا اٹھ میں تجھے کو خوش کرتا ہوں کہ تو میرا بیٹا اور میرے بچوں کا باپ ہے۔

(۵) عن محمد بن اسامہ بن زید قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ما انت یا علی فختنی وابو ولدی وانت منی وانا منک (اخرجه احمد والبیہقی والحاکم) محمد بن اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے پس یا علی تو ہمارا



واما اور ہمارے بچوں کا باپ ہے۔ اور تو میرا اور میں تیرا ہوں۔

(۲) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اشهد قد بلغت هذا اخی وابن عمی وصهری وابو ولدی اللهم کب من عاداة فی النار راخو جہ الشیرازی فی الالقاب وابن النجار) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے پروردگار گواہ رہو میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ میرا بہائی اور ابن عم اور داماد میری بچوں کا باپ ہے اور اللہ جو اسے دشمن کہے اُسے اوندھا آگ میں دھکیلے۔

**ذکر ایات کا کہ جناب سید علیہما السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہوگئی**

(۱) وفي اسد الغابة انقطع نسل رسول الله صلى الله عليه وسلم الا منها اسد الغابة في تمیز الصحابة من علی ابن ابی ثیر کہتے ہیں کہ سوائے نسل جناب سیدہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہوگئی ہے۔ (۲) قال السمهودی فی جواهر العقدین لما رای علی بن ابی طالب الحسین یسرع الی الحرب فی الصفین قال یا ایها الناس املکوا عنی هذین الغلامین اخاف ان ینقطع بهما نسل رسول الله صلى الله عليه وسلم علامہ جلال الدین سمهودی جواہر العقدین میں لکھتے ہیں کہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ امام حسین صغیر کے میدان میں لڑائی کے لیے تشریف لیجا رہے ہیں۔ فرمایا اے لوگو ان دونوں لڑکوں کو یعنی حسنین علیہما السلام کو تمام لوگوں سے ڈرنا ہوں کہ انکے شہید ہو جائیں کیونکہ میں کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع نہ ہو جائے۔

**جناب سید کی اولاد کو لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی اور عصہ بنو**

(۱) عن فاطمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل بنی اب ینتمون الی عصبة الاولاد فاطمة فانا ولیہم وعصبتہم (اخرجه الطبرانی) قال العلامة بن حجر لہ طرق بقوی بعضها بعضا (صواعق محرقہ) جناب سیدہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک بنی اب کی نسبت ایک عصہ کی طرح کیجاتی ہے مگر فاطمہ کی اولاد کے لیے میں ولی اور عصہ ہوں۔

(۲) عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لكل بنی اب عصبة ینتمون الیہ الاولاد فاطمة فانا ولیہم وانا عصبتہم وہم عترتی وخلقوا من طینتی (اخرجه الحاكم فی المستدرک وابن عساکر فی تاریخہ) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے



کہ ہر ایک نبی اس کے لیے عصبہ ہوا کرتا ہے کہ اس کی طرف انکو منسوب کیا جاتا ہے مگر اولاً فاطمہ کے انکے لیے ولی اور عصبہ بن ہون اور وہ میری عنترت ہیں اور میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں۔

(۳) سال الرشید عزمی کاظم کیف قلتم انا ذریۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم ابناؤ علی قتل موسیٰ ومن ذریۃ داؤد وسلیمان الی قال عیسیٰ ولیس لہ اب (صواعق محرقہ) روایت ہے کہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے رشید نے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کہلاتے ہو باوجودیکہ آپ تو حضرت علی کی ذریت ہیں جناب امام نے یہ آیت پڑھی کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم کی ذریت داؤد اور سلیمان تھے۔ اور عیسیٰ پس امام نے فرمایا کہ عیسیٰ کا تو باپ نہیں وہ اپنی ماں کی وجہ سے ذریت ابراہیم بن کوثر ہے ۴

(۴) عن الشعبی عاصم بن النجود المقری اب الحجاج ابن یوسف الثقفی بلغہ از یحییٰ بن یمر الثابی یقول ان الحسن والحسین من ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یحییٰ یومئذ بخراسان فکتب الحجاج الی قتیبة بن مسلم والی خراسان از یحییٰ بن یمر فبعث بہ الیہ فقام بین یدیه فقال انت الذی تزعم ان الحسن والحسین من ذریۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اجل یا حجاج قال الشعبی فتعجبت من جوابہ فقال الحجاج تاتیننی بها بینه واضحۃ من کتاب اللہ ولا تاتیننی بہذہ الا یہ ندع ابنائنا وابنائکم وبنائنا وبنائکم قال فارخجت وراء من ذلک واتیک بها بینه واضحۃ من کتاب اللہ فهو ما فی قال نعم فقال قال اللہ تعالیٰ ووهبنا لہ اسحق و یعقوب کلاھدینا من قبل ومن ذریۃ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وھارون کذلک یجزی المحسنین و ذکرنا و یحییٰ عیسیٰ الیاس کل من الصالحین ثم قال یحییٰ بن یمر من کان ابو عیسیٰ قد الحقہ تعالیٰ بذریۃ ابراہیم وما بین عیسیٰ و ابراہیم اکثر ما بین الحسن والحسین و محمد صلی اللہ علیہ وسلم (تاریخ ابن خلکان - وحیۃ الحيوان للدمیری والروض الاذہر) شعبی اور قاری عاصم بن النجود رحمہما اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف الثقفی کو خبر لگی کہ یحییٰ بن یمر الثابی یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور حسین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت ہیں اس وقت یحییٰ خراسان میں تھے حجاج نے قتیبة بن مسلم دلی خراسان کو لکھا کہ یحییٰ بن یمر کو میری طرف روانہ کر قتیبة نے یحییٰ کو حجاج کے پاس بھیج دیا حبیب وہ سامنے آیا حجاج نے کہا آیا تیرا زعم ہے کہ حسن اور حسین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریت ہیں یحییٰ نے کہا ہاں شعبی کہتا ہے مجھے یحییٰ



کے بے دھڑک ہان کہنے سے تعجب آیا۔ حجاج نے کہا کوئی دلیل واضح کتاب اللہ سے بیان کر۔ اور قل تعالوا  
 ندع ابنائنا و ابنائکم کی آیت کو دلیل میں پیش کر یو۔ تیجے نے کہا اگر میں نے اس آیت کے سوا دوسری  
 آیت قرآن سے وضع طور پر پیش کی تو تو مجھ کو امان دیگا۔ حجاج نے کہا ہاں تیجے نے یہ آیت پڑھی جس پر  
 کا ترجمہ یہ ہے (اور دیا تمہیں اسکو اسحاق اور یعقوب سبکو ہم نے ہدایت کی اور نوح کو ہم نے ہدایت کی اس  
 سے پہلے اور اسکی فدریت سداؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون سیطرح سے  
 ہم خدا دیتے ہیں محسنوں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس سہا یک نیکون میں سے) پھر تیجے نے  
 یحییٰ نے کہا عیسیٰ کا کون باپ تھا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں  
 ملا دیا ہے اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان فاصلہ جناب حسن اور حسین اور حضرت صلی  
 علیہ وسلم سے سوا ہے +

(۴) عن الطیفۃ عن ذکوان عن معاویۃ قال قال لی معاویۃ لا اعلم احدا سہی ہذین الغلامین  
 ابنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا کن قولوا ابنی علی قال ذکوان فلما کان بعد ذلک امر فی ان  
 اکتب نبیہ فی الشرف قال فکتبت بنیہ و بنی بنیہ و ترکت بنی بناتہ ثم اتیتہ بالکتاب فنظر فیہ  
 فقال و یحک اغفلت اکبر بنی فقلت من قال اما بتو فلا تہ بنی لاینتہ قال فقلت اللہ اکبر لیکون  
 بنی بناتک بنیک ولا لیکون بنی فاطمۃ بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قال لایسمن ہذا احد  
 منک (اخرجه الحافظ عبد الغزیز بن الاخضر) امیر معاویہ کا غلام ذکوان بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ  
 معاویہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ ان دونوں لڑکوں (یعنی حسن و حسین) کو کس نے جناب رسالت کی  
 کبھیٹی قرار دیا ہے۔ انکو تو علی کے بیٹے کہنا چاہیے۔ ذکوان کہتا ہے کہ اسکے بعد مجھ کو معاویہ نے دفتر  
 میں اپنی اولاد کی نام لکھنے کا حکم دیا۔ میں نے اسکو بیٹوں اور پوتوں کا نام لکھا اور نو سون کا نام چھوڑ  
 دیا اور وہ کاغذ معاویہ کے دکھانے کو لایا۔ معاویہ مجھے کہنے لگا تو میرے بڑے بیٹوں کے نام درج کر کے  
 مہول گیا ہے یعنی کہا وہ کون ہیں معاویہ بولا آیا میری فلائی بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہیں بیٹوں  
 کہا اللہ اکبر قبری بیٹی کے بیٹے تو میرے بیٹے نہیں اور جناب فاطمہ کے بیٹے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے بیٹے نہ تھیں معاویہ نے کہا ارے چپ رہ تجھے کوئی یہ بات نہ سن پائے +

قیامت کے دن خبر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسب کے کل سبب اور نسب کا منقطع ہونا

(۱) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل سبب نسب منقطع یوم القیامۃ الا



سببی نسبی کل ولد ام فان عصبتهم لا بیہم ما خلا ولد فاطمة فانی انا ابوہم وعصبتہم راخرجه  
ابوصالح۔ وابونعیم فی الخلیۃ۔ وابن السمان۔ والمسلم فی المتابعات والد ارقطنی والطبرانی فی  
الاوسط والمیہتی۔ وابوالحسن المغازی فی المناقب۔ والد ولابی فی الذریۃ الطاہرۃ جناب  
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک سبب اور نسب  
قیامت کے دن منقطع ہو جائیگی مگر میرا نسب اور سبب۔ اور ہر ایک مان کے بیٹوں کے لیے عصبہ  
باپ کی جانب سے ہوتا ہے بجز اولاد فاطمہ کے کہ میں انکا باپ اور عصبہ ہوں۔

(۲) عن فاطمة وابن عمر صحیح عن عیسیٰ کما مر انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل  
سبب نسب منقطع یوم القیۃ ما خلا سببی نسبی راخرجه الطبرانی جناب سیدہ علیہا السلام  
اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور جیسے کہ صدر مین بیان کیا گیا ہے اسی حدیث کی حضرت  
عمر رضی اللہ عنہ سے تصحیح ہو چکی ہے کہ انہوں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ  
ہر سبب و نسب قیامت کو دن منقطع ہوگی بجز میرے سبب اور نسب کے۔

## جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا طیب اور طہا

عن انس قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فغشیہ الوحی فلما افاق قال هل تدکر ما جاء بہ  
جبریل قلت اللہ ورسولہ اعلم قال امرنی ربی ان ازوج فاطمة من علی فادعی ابابکر وعمر فلما  
اقبل علی فقال له یا علی ان اللہ امرنی ان ازوجک فاطمة وقد زوجتکما علی اربع مائۃ مثقال  
فضۃ ارضیت قال یا رسول اللہ رضیت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل اللہ منکما الکثیر الطیب  
وبارک اللہ فی لیسکمما قال انس اللہ لقد اخرج منہما الکثیر الطیب راخرجه ابو الخیر قزوینی  
والروبانی فی مسند الدولابی والسمهودی فی جواہر العقیدین انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ حضور وحی کے نزول سے بیہوش ہو گئے جبکہ  
بیہوش میں آئے مجھ سے فرمایا اے انس تو جانتا ہے کہ جبریل میرے پاس کیا پیغام لا رہا ہے میں نے عرض  
کیا کہ اللہ اور اسکا رسول زیادہ جانتے والا ہے آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں  
فاطمہ کا علی سے نکاح کروں تو جا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو بلالاجب جناب علی تشریف لائے آپ نے  
ان سے ارشاد کیا یا علی یہ تحقیق پروردگار عالم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح کروں میں نے  
تم دونوں کا چارسو مثقال چاندی پر نکاح کیا ہے۔ آیا تو راضی ہے۔ جناب علی نے عرض کیا یا رسول



الزمین اضی ہون۔ آپ نے دعا فرمائی اور کہا اللہ تعالیٰ تم دونوں میں سب سے بہت سوطیب پیدا کرے۔ ان کے  
میں خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ نے اندونوں میں سے بہت سوطیب پیدا کیے ہیں۔

## جناب سید علیہا السلام کی اولاد کا قطع صحتی ہونا

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان فاطمة احصنت فرجها وان الله ادخلها باحصان  
فرجها وذريتها الجنة اخرج الطبرانی ابن مغازی عن عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان فاطمة  
ہے کہ تحقیق فاطمہ علیہا السلام نے اپنے آپ کو نگاہ رکھا ہے اور اس نگاہ رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے  
اسکو اور اسکی ذریت کو جنت میں داخل کیا ہے۔

## جناب سید علیہا السلام کی اولاد پر دوزخ کی آنچ کا حرام ہونا

(۱) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة تدبرين لم سميت فاطمة قال على لم سميت  
فاطمة يا رسول الله قال ان الله قطعها وذريتها من النار اخرج ابو القاسم الدمشقي و  
نقله محب الطبري عن مسند علي بن موسى الرضا جناب امير عليہ السلام سے منقول ہو کہ ایک دفعہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا ہے علی  
نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیوں فاطمہ نام رکھا ہے حضور نے ارشاد کیا اسیلے کہ پروردگار نے  
اسکو اور اسکی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچلایا ہے۔

## جناب سید علیہا السلام کی اولاد کا قیامت کے دن غیر معذ ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لفاطمة ان الله غير معذ بك ولا لولدك يوم القيامة  
اخرج الطبرانی فی الکبیر ابن عباس عن عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم جناب علیہ  
سے فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ تجھ کو اور تیری اولاد کو قیامت کو دن عذاب نہیں کرے گا

## صحیح لاوت کے باعث جناب امیر کی اولاد کا اپنی آبائی کرام کے نام سے پکارا جانا

عن العباس بن عبد المطلب قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم اذا قبل علي فلما راه اسفرو وجهه  
فقلت يا رسول الله انك تسفر في وجه هذا الغلام فقال يا عم والله اشد حبا مني ولم يكن بنی



الا وذریۃ الباقیۃ بعدہ من صلبہ ان ذریۃ من بعدی من صلب ہذا انہ اذا کان یوم القیمۃ  
دعی للناس باسمائہم واسماء امہاتہم سترامن اللہ علیہم الالہا وابینہ فانہم یدعون باسمائہم  
واسماء ابائہم لصحتہ ولادۃ تہم (مرہج الذهب للسعودی) جناب عباس بن عبد المطلب نے کر کے میرے  
کہ ایک دفعہ میں جناب سرور انبیاء علیہ التہنیت والتنا کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہان جناب علی تشریف لائے  
جب حضور اقدسؐ انکو دیکھا چہرہ اقدسؐ زرد ہو گیا سینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا چہرہ مبارک اس لڑکے  
کو دیکھ کر کیوں زرد ہو گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چچا واللہ نہ مجھ کو اس کو سخت  
محبت ہے کوئی نبی نہیں گذرا کہ اسکی ذریۃ اسی کی صلب کے اسکے بعد باقی نہ رہی ہو۔ اور میری ذریۃ  
میرے بعد اسکی صلب سے باقی رہے گی جب قیامت کا دن ہوگا لوگوں کو خدا کی طرف سے بوجہ انکی پرہیزگاری  
کے انکے ناموں سے اور انکی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائیگا۔ الایہ یعنی علی بن ابی طالب اور اسکی  
اولاد کہ وہ باعث انکی صحت ولادت کے انکے ناموں اور انکے باپوں کے ناموں سے پکاری جائینگے

## مناقب جناب امام حسن علیہ السلام سبط الاکبر

(۱) قال الزہری ولد الحسن فی نصف من رمضان سنۃ ثلاث من الهجرة (اسد الغابہ) زہری رحمۃ اللہ  
علیہ کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت نصف رمضان ہجرت کے تیسرے سال واقع  
ہوئی۔

(۲) قال ابن سعد وابن عبد البر ولد الحسن سنۃ ثلاث فی نصف شہر مضی وقیل فی شعبان  
وقیل سنۃ اربع وقیل سنۃ خمس الاول اصح (اصابہ فی تمیز الصحابہ) علامہ ابن سعد طبقات میں اور  
ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ہجرت کو تیسرے برس نصف رمضان  
کو اور بعض کے نزدیک چوتھے برس اور بعض کے نزدیک پانچویں برس پیدا ہوئے ہیں اور پہلی بات  
صحیحہ زیادہ ہے۔

(۳) ردی ابن الخشاب الشیعہ انہ ولد سنۃ اشہر ولم یولد سنۃ اشہر مولود فغاشی الا الحسن  
وعیسیٰ بن مریم وفی روایۃ الا الحسن عیسیٰ (ناریخ موالید ووفات اہل بیت) ابن خشاب نے  
کہتے ہیں کہ جناب حسن چہرہ مہینے کے پیدا ہوئے ہیں کوئی لڑکا چہرہ مہینے کا نہیں پیدا ہوا اور یہ زندہ  
رہا ہو بخیر حسن اور عیسیٰ ابن مریم کے اور ایک روایت میں ہے بخیر حسن اور عیسیٰ بن زکریا کے

(۴) عن ام الفضل قالت قلت یا رسول اللہ رأیت کان عضوا من اعضائك فی بیتی فقال خیرا



رأيتہ تلد فاطمة غلاماً فترضعه بلبن قثم (اخرجه البغوی والدولابی) ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خواب دیکھا ہے کہ حضور کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا میرے گھر  
میں ہے حضور نے فرمایا تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہ ایک بیٹیا جنے گی تو اسکو قثم بن عباس کا دو  
پلائے گی \*

(۵) عن علی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن بکبش وقال یا فاطمة احلقی رأسہ وقصی  
بزنہ شعرة فضة فكان وزنه درهما او بعض درهم (اخرجه الترمذی) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کے عقیقہ میں ایک مینڈھاؤ بچہ کیا اور فرمایا اسے  
فاطمہ اس کے سر کو مینڈھاؤ اور اسکو بالوں کے برابر چاندی تصدق کر۔ پس ان بالوں کا وزن ایک درہم  
یا اس سو کچھ کم تھا \*

(۶) عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن والحسين كبشاً كبشاً او كبشین  
(اخرجه ابوحاتم) ابن عباس سے منقول ہے کہ بتحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین علیہ السلام  
کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے کیا دو دو مینڈھوں سے کیا تھا \*

(۷) عن جابر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن والحسين وختنهما بسبعة ايام (اخرجه  
الطبرانی) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین کا عقیقہ اور  
ختنہ ساتویں دن کیا تھا \*

(۸) عن علی قال لما ولد الحسن اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اذنه الیمنی واقام فی اذنه الیسری  
وختنہ یوم السابع وعق عنه كبشین وزنی شعرة وقصد قوعنه فضة واعطى لقابلة رجل  
العقیقة (نزل الابرار) جناب علی سے روایت ہے کہ جب حسن علیہ السلام تولد ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے انکے دائیں کان میں اذان اور اوٹے کان میں اقامت پڑھی اور ساتویں ختنہ  
کیا اور دو مینڈھے عقیقہ کیے اور انکے سر کے بالوں کو وزن کر کے اس کے برابر چاندی خیرات کی  
اور عقیقہ کے مینڈھے کے پائے دائی کو عطا کیے \*

(۹) عن علی قال لما ولد الحسن سمیتہ باسم عمی خمرۃ فلما ولد للحسين سمیتہ باسم عمہ جعفر  
فدعا فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی امرت ان اغیر اسم ابنی ہذین فقلت اللہ ورسولہ  
اعلم فما حسنا وحسینا (اخرجه احمد والبیہقی) کلبی الشاشی والحاکم فی المستدرک  
جناب علی ذکر کرتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوئے تو میں نے انکا نام اپنے چچا حمزہ کے نام پر حمزہ رکھا اور



جب بن پیدا ہوئے انکا نام انکے چچا کے نام پر جعفر رکھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اپنے ان دونوں بیٹوں کے نام بدل دوں میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول یا وہ جاننے والا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکا نام حسن اور حسین رکھا۔

(۱) عن اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمة بالحسن فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اسماء ہللی ابی

فدفعته الیہ فی خرقہ صفراء فالقاہا عنہ قائلاً المرأعہ لا لیکن لا تلغفوا مولودا فی خرقہ صفراء فلفقته

فی خرقہ بیضاء فاخذہ فاذن فی اذنه الیمنی و اقام فی الیسری ثم قال بعلی ای شیء سمیت ابنی فقال

ما كنت لا سبقك بذلك فقال لا انا اسبقو ربی فہبط جبریل فقال یا محمد ان ربك یقرأ السلام

و یقول لك علی منك بمنزلہ ہارون من موسی لكن لا بنی بعدك تتم انبك هذا باسم ولد ہارون

فقال و ما كان اسم ہارون یا جبریل فقال شبر فقال ان لسانی عربی فقال سمہ الحسن ففعل صلی

اللہ علیہ وسلم فلما كان بعد حول ولد الحسن فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذكرت مثل الاول و سأت

قصة التسمیة کا الاول وان جبریل امرہ ان یسمیہ باسم ولد ہارون شبر فقال النبی صلی اللہ

علیہ وسلم مثل الاول فقال سمہ حسنا راخرجه الامام علی بن موسی الرضا علیہ النجیۃ والثنا فی

مسندہ والوصابی فی فضائل الاربعة الخلفاء) اسامت عیس کر دیا کہ میں جناب حسن کی ولادت میں حضور

سیدہ کی عالی تہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر مجھے ارشاد کیا ای اسمائیر بیٹے کو مجھے دکھا میں نے جناب

حسن کی حضرت کی گود میں دیدیا میں نے انکو زرد کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔ حضرت نے وہ کپڑا اتار کر پینک یا اور فرمایا۔ کیا میں

تم سے عہد نہیں لیا ہوں کہ کسی بچے کو زرد کپڑے میں نہ لپیٹا کرو میں نے انکو سفید کپڑے میں لپیٹ لیا حضرت نے لیکر انکو دھو کا

میں باذان اور بائیں کلن میں اقامت پڑھی۔ پھر جناب بائیں سے پوچھا تم نے میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے جناب اسیر

عرض کیا میں اس میں حضور پر سبقت نہیں کر سکتا ہوں۔ آپ نے ارشاد کیا میں ہی اس میں اپنے رب

پر سبقت نہیں کرتا۔ پس جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا خدا تعالیٰ نے آپکو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ علی

آپ سے بمنزلہ ہارون کے میں موسیٰ سے لیکن وہ آپ کے بعد نبی نہیں ہیں آپ اپنے بیٹے کا نام ہارون

کے بیٹے پر رکھیں۔ حضرت نے فرمایا ہارون کے بیٹے کا نام کیا تھا۔ جبریل نے کہا شبیر حضرت نے

فرمایا میری زبان عربی ہے جبریل کہنے لگے آپ ان کا نام حسن رضی اللہ عنہ رکھیں۔ حضرت نے

اللہ علیہ وسلم نے حسن رکھا۔ دوسرے برس کے گزرنے پر جب جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تولد ہوئے

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پس وہی معاملہ پیش آیا جو جناب حسن کی ولادت

کے وقت پیش آیا تھا۔ جبریل نے اُن کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے شبیر پر حسین



بتایا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کیا اور ان کا نام حسین کہا۔

(۱۰) علی قال لما ولد الحسن سميت به حرباً فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اروني ابني ما سميتوه قلنا حرباً قال هو حسن فلما ولد الحسين سميت به حرباً فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اروني ابني ما سميتوه قلنا حرباً فقال هو محسن ثم قال انما سميتهم بولد هارون شبر وشبير ومشير راخرجه احمد والطبرانی والدارقطني والحاكم والبيهقي وابن عساکر جناب امير عليہ السلام روایت کرتے ہیں کہ جب حسن تولد ہوئے تو ہم نے ان کا نام حرب کہا پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے ہم نے عرض کیا حرب آپ نے فرمایا اس کا نام حسن ہے۔ پھر جب حسین پیدا ہوئے تو ہم نے ان کا نام حرب رکھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے ہم نے عرض کیا حرب آپ نے فرمایا اس کا نام حسین ہے۔ پھر جب تیسرا لڑکا پیدا ہوا ہم نے ان کا نام حرب رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا نام تم نے کیا رکھا ہے ہم نے عرض کیا حرب آپ نے ارشاد فرمایا اس کا نام محسن ہے پھر فرمایا میں نے ان کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رکھے ہیں اور ان کے نام شبر اور شبیر اور مشیر تھے \*

(۱۱) عن سليمان بن ابي سفيان قال سمى هارون ابنه شبرا وشبيرا واني سميت ابني الحسن والحسين كما سمى هارون ابنه راخرجه البغوي) روایت ہے سلیمان بن سفيان نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت ہارون نے اپنے دو بیٹوں کا نام شبر و شبیر رکھا تھا میں نے اپنے دو بیٹوں کا نام حسن و حسین رکھا ہے \*

(۱۲) عن عمران بن سليمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن والحسين اسمان من اسماء اهل الجنة ما سميت العرب بهما في الجاهلية راخرجه بن سعد) عمران بن سليمان کہتے ہیں کہ سرور دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن و حسین دو اسم ہیں اسماء اہل جنت سے کہیں سے وہ قیل و قال سے یا ان کے معنی مثل الحسن و الحسین اسم تصغیر مثل جبل و جبل و قمر و قمر الدبلی ایسے کہا گیا ہے کہ یہ دونوں نام سریانی میں اور ان کے معنی مثل حسن و حسین کے ہیں لیکہ اسم ہے اس کا ایک اسم تصغیر مثل جبل و جبل اور قمر و قمر کی \*



## زاتیہ الہ

عن النبی ﷺ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بی بزیۃ وانا اسمع ازادہ

عز وجل عہد الی فی علی اند رایتہ الہک وصار الایمان (اخرجه بن مردویہ) الن  
بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابی بزیہ سے فرماتے تھے اور میں سن رہا تھا کہ  
اے ابا بزیہ پروردگار نے مجھ پر علی کے حق میں عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے +

## ولی اللہ

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسری بی رایت علی باب الجنة

مکتوباً بالذهب لا الہ الا اللہ محمد حبیب اللہ وعلی ولی اللہ وفاطمة امت اللہ و

الحسن صفو اللہ علی باغضہم لغتہ اللہ الخرجا الذلی (جناب علیہ السلام پر وہ ہے کہ جناب مسور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
فرماتے تھے کہ شب معراج میں مجھے جنت کو روانہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ محمد خدا کا پیسے علی خدا کا دوست ہے فاطمہ پروردگار  
کی خادمہ ہے اور حسین خدا کے برگزیدہ ہیں انکے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو +

(۲) عن ابی ذر قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی البقیع الغرقدا قال والذی نفسی بیدہ

از فیکم رجلا یقاتل الناس بعدک علی تاویل القرآن کما قاتلت المشرکین علی تازیلا وہم یشرکون لا

الہ الا اللہ فیکبر قتلہم علی الناس حتی یطعنوا علی ولی اللہ ویسخطوا عملہ کما یسخطو موسی المر سفینہ

وقتل الغلام واصر الجملہ وکان حرق السفینہ و قتل الجملہ واقامۃ الجملہ رسولہ رضی ر اخرجہ

الخوارزمی) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد میں تشریف فرما تھے

اور میں خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی جسکی قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں

ایک ایسا شخص ہے کہ جو قرآن کی تاویل پر لوگوں سے اڑیگا جس طرح میں نے قرآن کی تفسیر پر شرکوں کو سزا دیا ہے

وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہونگے اسیلئے ان کو سزا دینا لوگوں پر شاق گذرے گا یہاں تک کہ لوگ اس خطا کے

ولی پر طعن زن ہونگے اور اسکے کام سے ناراض ہو جائیں گے جیسک حضرت موسی علیہ السلام کشتی کے امیرین اور لڑکے

کے قتل کرنے میں اور دیوار کے بنانے میں (حضرت خضر علیہ السلام پر) ناراض ہوئے تھے حالانکہ کشتی کا ٹوٹنا اور

لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضا کے لیے تھا +

## صفو اللہ

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صحرا الدارنا ثما واذا

فی حجر حیا الکلمی فدخل علی فقال السلام علیک کیف اصبح رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بخیر قال لہ وجینہ انی الاحب وان لک مدحہ از فضا الیک انت امیر المؤمنین

وقائد الغر المحجلین انت سید وادام ما خلا النبیین والمرسلین لبواما الحمد بیدک یوم القیمۃ تزد

انت و حوزیک مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم وخص ببال الجنان زفا وقد افلح من توکاک وخص من تخللک وحبوا

لہ الغرقد و رقت عوہم بقیع الغرقد مدینہ منورہ کے گورستان کا نام ہے جہاں غرقہ کے درخت کثرت میں ہیں +



عربی یہ نام جاہلیت میں نہیں رکھے۔

(۱۳) قال ابو محمد العسكري سماه النبي صلى الله عليه وسلم الحسن وكناه ابا محمد لم يكن هذا الاسم في الجاهلية  
(اسد الغابہ) جناب ابو محمد عسکری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسن کا نام حسن اور  
انکی کنیت ابو محمد رکھی تھی۔ اور یہ کنیت جاہلیت میں کبھی کسی کی نہیں تھی۔

(۱۴) قال النبي صلى الله عليه وسلم سبط من الاسباط (اسد الغابہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ہے کہ حسن سبط ہیں اسباط میں سے۔

(۱۵) ويلقب السيد والنقي والطيب والذكي والولي والمجتبى (تذکرہ الابرار) آپ کے اشہر القاب میں سے  
سید اور نفی اور طیب اور زکی اور ولی اور مجتبیٰ ہیں۔

## جناب امام حسن علیہ السلام کا علیہ مبارک

كان ادعج العيتين سهل الخدين دقيق المسربة كثر اللحية ذافرؤه كان عنقه ابريق فضة عظيم  
الكراديس لعبدابن المنكبين دبعة ليس بالطويل ولا بالقصير من احسن وجها وكان يخضب بالسواد  
وكان حبل الشعر حسن المبدن (ذکرہ الدلاوی) آپ کی آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی غلامانی خوشنماہیں۔ رخسار  
چمکے کتابی خط وخال کے تھے۔ کلانیان گول گاؤں توہیں ٹاٹھی گنجان کانون کی ٹوک بٹل کہانی تھی تھی۔ گردن ایک صراحی کی طرح  
سفید اور بلند تھی شانے اور بازو گدگد اور پیر پیر تھے سینہ چوڑا چکلاتھا۔ قد نہ ہقد ورا نہ استفد ہنکنا بلکہ دھیانہ تھا۔ آپ کی صورت  
نہایت پاکیزہ تھی وسمکانگ کیا کرتے تھے آپ کے بال گھونگرے تھے۔ بدن خوب صورت اور سڈول تھا۔

## جناب حسن علیہ السلام کا سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے

(۱۶) عن علي قال الحسن اشبه الناس بالنبي صلى الله عليه وسلم ما بين صدر الى المراس والحسين اشبه  
الناس بالنبي صلى الله عليه وسلم ما كان اسفل من ذلك راخرجه ابن سعد في الطبقات جناب امام علیہ  
السلام سے منقول ہے کہ حسن علیہ السلام سینہ سے لیکر متر تک سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ساتھ مشابہ تھے اور حسین علیہ السلام اس سے نیچے یعنی سید سے پاؤں تک حضور کے ساتھ سب سے زیادہ  
مشابہ تھے۔

(۱۷) عن انس بن مالك قال لم يكن اشبه بالنبي صلى الله عليه وسلم من الحسن (اسد الغابہ) انس بن  
مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام حسن سے کوئی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم شکل نہیں تھا



(۳) عن عقبہ بن الحوث قال صلی اللہ علیہ وسلم یرای الحسن یلعب مع الصبیان فخلہ  
 ابو بکر علی عاتقہ قال بابی شبیبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس شبیبہ بعلی قال وعلی تبسم (رواہ البخاری)  
 عقبہ بن الحارث سے روایت ہے کہ ایک روز جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے جناب  
 علی علیہ السلام بھی انکے ہمراہ تھے امام حسن کو دیکھا کہ ٹوڈوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں ابو بکر نے  
 انکو اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور کہا مجھے اپنے بابا کی قسم ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیبہ بن علی کے  
 ہمشکل نہیں اور علی تبسم ہے تھے \*

## احب خلایق نبی جناب امام حسن علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نزدیک

(۱) عن عبد اللہ بن الزبیر قال اشبه اهل النبی صلی اللہ علیہ وسلم باحبهما الیہ الحسن بن علی رأیتہ  
 یجئ وھو ساجد فیرکب رقبتہ او قال ظھرہ فما یثله حتی یكون ھوالذی یزل ولقد رأیتہ  
 یجئ وھو راكع فیفرج لہ بین رجلیہ حتی ینخرج من جانب الآخر (اخرجه ابن سعد) عبد اللہ بن زبیر رضی  
 اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امام حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب گہروالوں سے زیادہ آنحضرت کے ساتھ  
 شبیبہ تھے۔ اور سب گہروالوں سے آنحضرت کو پیارے تھے تحقیق میں نے انکو دیکھا ہے کہ وہ آتے اور آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہوتے اور امام حسن حضور کی گردن مبارک پر بالشت اٹھ رہے ہوتے  
 اور جب تک کہ وہ خود نہ اترتے حضور انکو نہ اتارتے۔ اور یہ تحقیق میں نے انکو دیکھا ہے کہ وہ تشریف لائے  
 میں۔ اور حضور حالت رکوع میں ہیں حضرت نے انکے لیے اپنی دونوں ٹانگیں کھول دیں اور وہ ایک  
 طرف سے گہے اور دوسری طرف سے نکل گئے \*

(۲) عن ابی ہریرۃ قال لا زال احب هذا الرجل یعنی الحسن بن علی بعد ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم یصنع بہ ما یصنع بغيرہ قال رأیت الحسن فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یدخل اصابعہ  
 فی لحینہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یدخل لسانہ فی فیه ثم یقول اللھم انی احبہ فاجبہ (ذخا لالعقبی)  
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں اس وقت سے ہمیشہ اس مرد یعنی امام حسن کو دوست رکھتا ہوں  
 جب کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے ساتھ پیش آتے دیکھا ہے کہ انکے سوا کسی دوسرے پیش  
 نہیں آئے۔ میں نے جناب حسن کو حضور کے آغوش.... مبارک میں دیکھا ہے کہ وہ حضور کی ریش مبارک  
 مبارک میں اپنی انگلیاں ڈال رہے ہیں اور حضور اپنی زبان اٹھ کر انکے موند میں ڈال کر...  
 فرماتے ہیں کہ اے مرد دگر میں اسے پیار کرتا ہوں تو یہی اس سے پیار کرے \*



(۳) عن البراء بن عازب قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والحسن علي عاتقه وهو يقول اللهم اني احبه فاحبه (رواه البخاری) برابر بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسن حضور کے کندھے پر سوار ہیں اور حضور فرماتے ہیں اسے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو یہی اسے پیار کرے۔

(۴) عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبدل لسانہ للحسن بن علی فاذا رای الصبی حمی اللسان یمشی الیہ (اخرجه بن سعد) ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کے لیے اپنی زبان میں مبارک کلمات نکالتے اور جب وہ زبان مبارک کی سرخی کو دیکھتے تو اسکی جانب جھک پڑتے۔

(۵) عن ابی ہریرۃ انه لقی الحسن بن علی فی بعض طرق المدینۃ فقال له کشف لی عن بطنک فذاک ابی حتی اقبل حیث رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلہ قال فکشف عن بطنہ فقبل سرتہ (اخرجه ابو حاتم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے جناب حسن علیہ السلام کو مدینہ طیبہ کی بعض بازاروں میں دیکھا اور کہا آپ پرٹ سے کپڑا اٹھاویں تاکہ جس جگہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا ہے میں بھی وہاں پر بوسہ دوں جناب امام حسن نے اپنا بطن مبارک کو لوہا یا پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپکی ناف کو بوسہ دیا۔

(۶) عن ابی ہریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ لا یکنی ولا اکلمہ حتی جاء سنو فقیقاع ثم انصرفت حتی اقی جناء فاطمۃ فقال اثم لکم یعنی حسنا فظننا انه انما تحبہ امہ لا تغسلہ وتلبسہ مخابا فلم یلبث ان جاء بسعۃ حتی اعتنق کل واحد منہما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللهم انی احبه فاحبه واحب من یحبه (اخرجه احمد والبخاری والمسلم وابن ماجہ وابویعلی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک جماعت کے نزدیک ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے حضور مجھ سے بات کرتے تھے اور نہ میں حضور سے بات کرنے کی جرات کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ بنی قتیقاع کے بازار میں تشریف لینگے۔ اور پھر وہاں سے لوٹے اور جناب فاطمہ کے گھر پر تشریف لائے اور فرمایا کیا لوگ ہیں جو میں سے بہتر ہیں گمان کیا کہ شاید انکی والدہ ماجدہ نے انکو پکڑا ہوا ہے اور وہ انکو نہلا رہی ہیں کپڑے اتار دیا کپڑے پہنا رہی ہیں کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ دوڑنے ہوئے اور حضور کے سینہ مبارک سے چھپ گئے دونوں نے ایک دوسرے کو سینہ سے چٹا لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو یہی اسے پیار کر اور اسے



بھی پیار کر جو کہ اس سے پیار کرے ۔

عن المقبری قال کنا مع ابی ہریرۃ ف جاء الحسن بن علی سلمہ فر علیہ القوم ومضی ابو ہریرۃ لا یعلم فقیل لہ ہذا حسن بن علی سلمہ فلحقہ فقال وعلیک یا سیدک فقیل لہ تقول لہ سیدک فقال اشہد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سید (اخرجه الطبرانی) مقبری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم ساتھ ابو ہریرہؓ کے پس آئے حسن بن علیؓ سلام ارشاد کیا پس جواب دیا قوم نے آپ کو اور چلے گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور نہ جانتے تھے (کہ یہ کون ہے) .... لوگوں نے کہا انکو کہ یہ سلام کہنے والے حسن بن علیؓ ہیں ابو ہریرہؓ دوڑ کر جا ملے اور فرمایا دیکھ کیا سلام یا سیدیؓ پس کہا گیا انکو کہ تم نے یا سیدیؓ کیوں کہا ہے ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سید کہا ہے ۔

(۸) عن النس بن مالک قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راقدا فی بیوتہ علی قفاہ اذ جاء الحسن بیدرج حتی قعد علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمغنتہ فقال ویحک یا انس دع ابنی وثمرۃ فوادى فان من اذ ا هذا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الماء فصبہ علی البول صبا راخرجه الطبرانی فی الکبیر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گہرین بیٹہ کے بل سوئے ہوئے تھے ناگهان حضرت حسرت علیہ السلام تشریف لائے اور سر کئے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر بیٹھ گئے مینے آپ کو روکا پس فرمایا آنحضرتؐ نے انوس ہو تجھ کو اسے انس جو بڑے میرے بیٹے اور میرے دل کے پہل کو پس جس نے ایذا دی اسکو اس نے ایذا دی مجھے اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بانی منگا کر انکا بول دھو ڈالا ۔

(۹) عن زید بن الارقم قال قام الحسن بن علی یوما یخطب فقام رجل فقال ابی اشہد لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فجاء الحسن یمشی حتی اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفعه علی عاتقہ وقال من احبنی فلیحبہ والیبلغ الشاہد منکم الغائب ولولا کرامۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حدثت بہ راخرجه الحاکم) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ایک روز جناب حسن علیہ السلام خطبہ فرمانے لگے اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ جناب تشریف لارہے ہیں جب حضور نے انکو دیکھا انکو پکڑ کر اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھ کو دوست رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ اسکو دوست رکھو اور تم حاضرین پر لازم



ہے کہ یہ بات ان لوگوں کو پہونچا دین جو کہ غائب ہیں اگر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت نہ ہوتی تو میں یہ بات نہ بیان کرتا ۔

(۱۰) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل الحسن بن علی عاتقہ فقال رجل نعم المركب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونعم الراكب هو ر اخرجہ البخاری والمسلم والترمذی والحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کو اپنے دوست اقدس پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے صاحبزادے یہ اچھا مرکب ہے جس پر کہ تم سوار ہو حضور نے فرمایا کہ یہ سوار بھی تو عمدہ ہے ۔

(۱۱) عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد عن ابیہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ العشاء وهو حامل حسنًا فقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعه ثم کبر للصلوۃ فصلى فسجد باین ظہرائی فی الصلوۃ سجدة اطالها قال ابی انی رفعت رأسی فاذا صبی علی ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو ساجد فرجبت الی سجودی فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ قال الناس یا رسول اللہ انک سجدت باین ظہرائی صلوۃ انک سجدة اطلتها حتی ظننا انه قد حدث امر او انه یوحی الیک قال کل ذلك لم یکن ولكن ابی هذا ارتحلنی فکرت ان اعجلہ حق یقضى حاجتہ (اخرجہ احمد والبخاری والنسائی والطبرانی والحاکم والبیہقی) عبد اللہ ابن شداد بن الہاد اپنے والد سے نقل ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عشا کے نماز کے لیے برآمد ہوئے اور جناب حسن علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے تھے انکو زمین پر بٹھا کر حضور نے تکبیر کہی اور نماز شروع کی جب نماز میں سجدہ کو گئے تو اسکو طول دیا میرا باپ کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ جناب حسن حضور کی پشت پر سوار ہیں اور حضور سجدہ میں ہیں پس میں نے بھی سجدہ کی طرف رجوع کیا جب حضور نماز ادا کر چکے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ نے نماز کے درمیان چھوٹے سجدہ کو یہاں تک طول دیا کہ ہمیں گمان ہوا کہ کوئی امر حادث ہوا ہے یا وحی نازل فرمایا ہے آپ نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں تھی لیکن یہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تھا مجھے برا معلوم ہوا کہ میں اسے جلدی سے اتاروں جیتک کہ اسکی آرزو پوری نہ ہو لے ۔

(۱۲) عن ابی بکر رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وهو یقول ان ابی هذا سید لعل اللہ ان یصلہ بہ فئتین عظیمتین (اخرجہ احمد والبخاری وابوداؤد والنسائی والطبرانی) ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور دنیا و دین کو منبر پر



پیشرفیق رہے ہوئے دیکھا کہ پہلو میں جناب حسن علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے یہ میرا بیٹا ہے اس پر وہ کہہ کر پروردگار اسکی وجہ سے دوڑے گروہوں میں صلح کرادیا گیا (۱۳۷) اخرج الدارقطنی ان الحسن بن علی جاد لابی بکر وهو علی منیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انزل عن مجلس ابی فقال صدق وادع انہ لمجلس ابیک ثم اخذہ واجلسہ فی حجرہ وبکی دارقطنی کہتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے ہوئے تھے جناب حسن نے ان سے کہا میرے باپ کی جگہ سے نیچے اتر آؤ حضرت ابوبکر نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے واللہ یہ تیرے باپ کی جگہ ہے پھر ابوبکر نے جناب حسن کو بکڑ کر اپنی گود میں بٹھالیا اور رونے لگے ۔

(۱۳۸) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من سرہ ان ينظر الی سید شباب اهل الجنة فلینظر الی الحسن (صواعق محرقة) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ جو انسان اہل جنت کو دیکھنا پسند کرتا ہے وہ حسن کو دیکھے ۔ (۱۳۹) عن البراء بن عازب ابی مسعود وابی ہریرۃ قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لحن فلیحبہ یعنی الحسن (اخرجہ الدیلمی) براء بن عازب اور ابن مسعود اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھے دوست رکھتا ہو اسکو چاہیے کہ اسے دوست کرے یعنی حسن بن علی علیہ وعلی ابیہ السلام ۔

## جناب امام حسن علیہ السلام کی کرامات

الاعمش قال تغوط رجل علی قبر الحسن فجعل یسبح کما یتبعہ الکلب ثم مات فسمع یعوفی قبرہ فوجہ ابو نعیم فی الحلیۃ) اعمش رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک خبیث ... نے جناب امام حسن علیہ السلام کی نزار سطر پر پاخانہ پھیر دیا پس اسکو جنون ہو گیا ۔ اور کہتے کی طرح سے بھونکنے لگا ۔ اور مر گیا جب کہ فن ہوا تو اسکی قبر سے بھی کتے کے بھونکنے کی سی آواز نکلتی رہی ۔

## جناب امام حسن علیہ السلام کا زہد

یہ ماروی انہ خرجہ تعالیٰ من مالہ ثلاث مرات وشاطرۃ مرتین حتی فی نعلہ (مراد اما عبد اللہ یا فعی) اور جناب حسن علیہ السلام کے زہد کی نسبت روایت ہے کہ تین دفعہ انہوں نے

امام حسن علیہ السلام کا زہد



اپنی کل مال کو راہ خدا میں لٹا دیا اور وہ فوجا آویزاں ہوا مال بخش دیا یہاں تک کہ اپنی جوتی کا ایک پاؤں کہہ لیا اور ایک راہ خدا میں دیدیا۔

## جناب امام حسن علیہ السلام کا جوہ

وعن جوہر لہ سالہ انسان فاعطاه خمسين الف درهم وخمس مائة دينار وقال ايت بحمال بحمل لك فاقى بحمال فاعطاه طيلسانه وقال يكون كراء الحمال من قبلي (مرآة الجنان للباحثی) اور جناب امام حسن علیہ السلام کی سخاوت کی نسبت روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے کچھ مانگا آپ نے اسکو پچاس ہزار پانسو درہم بخش دیا اور کہا حمال کو لے آتا کہ اٹھا کر لیجائے وہ حمال کو لے آیا آپ نے اس حمال کو اپنا چوغہ اتار دیا اور ارشاد کیا کہ مزدور کی مزدوری بھی ہماری طرف سے ہونی چاہیئے۔

(۲) از رجلا سالہ وشکا الیہ حالہ فدعا الحسن وکیلہ وجعل یحاسبہ علی نفقاتہ ومقبوضاتہ حتی استقصاھا فقال ہات الفاضل فاحضر خمسين الف درهم فخر قال ما فعلت بالخمس مائة دينار التي معك قال عندی قال فاحضرھا فلما حضرھا دفع الدلاھم والدنانیر الی الرجل واعتد رمنہ انوار الابصار) ایک شخص نے جناب حسن علیہ السلام سے کچھ مانگا اور اپنے حال زاری کی شکایت کی آپ نے وکیل کو بلایا اور آپ اس اپنی آمدنی اور اخراجات کی جانچ کرنے لگے یہاں تک کہ تمام جانچ ہو چکی پس اپنے وکیل سے فرمایا اب جو کچھ کہہ اور فاضل ہو اسکو لے آ۔ وہ پچاس ہزار درہم لے آیا پھر اپنے فرمایا کہ میرے پاس پانسو دینار تھے تو نے کیا کیے ہیں وکیل نے عرض کیا وہ میرے پاس موجود ہیں آپ نے فرمایا اسکو حاضر کر چیاں نے حاضر کیے آپ نے وہ سب درہم و دینار اس شخص کو دیدیے اور اس کو ہذر خواہی کی۔

(۳) ومن كرمه ما قتل عنه انه سمع رجلا یسأل الله ربہ ان یزینہ قہ عشرة الاف درهم فانصرف الحسن الی منزلہ وبعث بہا الیہ (نور الابصار) اور جناب کے کرم کی نسبت نقل ہے کہ آپ نے سنا کہ ایک آدمی اسے جل جلالہ سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے جناب حسن علیہ السلام وہاں سے گھر کو لوٹ پڑے اور اسکے پاس دس ہزار درہم بھیج دیے۔

(۴) قيل للحسن لای شیئ نزلک لا ترد سائلوا وان كنت علی فاقة فقال انی لله سائل وفيہ راغب وانا استخیر ان اکون سائلا وارحمنا لا وار الله تعا عود غاوة عودنا ونفیض نعمتہ علی الناس فاخشی ان قطع العادة ان یمتنع فی العادة وانتدس اذا ما اتانی سائل قلت مرحبا بمن فضله فرض علی عجل ومن فضله فضل علی کل فضل وفضل امام الفقی حین یفضل



رہنورد الا بصاری جناب حسن کو لوگوں نے عرض کیا کہ آگے بڑھ کر دیکھتے ہیں کہ باوجود کہ آپ فاقہ سے بھی ہوتے ہیں تو سائل کو رد نہیں کرتے آپ نے فرمایا میں خدا کی درگاہ کا سائل ہوں اور خدا سے مانگنے والا ہوں اور مجھے حیا آتی ہے کہ سائل ہو کر سائل کو رد کروں۔ خداوند تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ عادت جاری کی وہ مجھ پر اپنی نعمتوں کو پہنچاتا ہے اور سینے عادت کی ہے کہ اسکی نعمتوں کو اسکی خلقت پر پہنچاؤں پس میں ڈرتا ہوں کہ عادت اللہ منقطع نہ ہو جائے اگر میں اپنی عادت کو روکوں پہر یہ شعر پڑھا ہے کہ جب میرے پاس سائل آتا ہے تو میں اسکو مرحبا کہتا ہوں۔ اسکی فضل ہی سے ہے مجھ پر رض کو جلدی ادا کرتا۔ اور اسی کے فضل سے ہر ایک فاضل بر فضل ہے۔ اور جو ان مرد کی عمر وہ حصہ نہایت افضل جس میں کہ بخشش کرتا ہے۔

## جناب امام حسن علیہ السلام کی تواضع

ذكر جماعة من العلماء في تصانيفهم انه مر بصبيان معهم كسر خبز فاستضافوه فنزل من على فرسه فاكل معهم ثم حملهم الى منازلهم وكسا لهم وقال لبدل لهم لانهم لم يجدوا غير ما اطعموني ونحن نجد اكثر من ذلك (مرأة الجنان للبياضی) علما کی ایک جماعت نے اپنی تصانیف میں اسکا ذکر کیا ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام ایک دفعہ چند لڑکوں کے پاس سے ہو کر گزرے انکے پاس دو ٹیوں کے ٹکڑے تھے لڑکوں نے آپ کی ضیافت کی آپ گھوڑے پر سے اترے اور انکو ساتھ کھانے کو بیٹھے پہر انکو اپنے گھر لے گئے اور انکو نئے کپڑے پہنائے اور انکے لیے بدلا دینے کے واسطے حکم دیا اور فرمایا کیونکہ انکو کپڑے ملے اسکی کہ جو کچھ انہوں نے ہمو کھلایا ہے اور کچھ نہیں ہوا۔ اور ہمارے پاس تو اس کو زیادہ ہے۔

## جناب امام حسن علیہ السلام کا توکل

ما روى انه بلغه ان ابا ذر رضى الله عنه يقول الفقرا حب الى من الغنا والسقم لحبالى من الصحة فقال رحم الله ابا ذر ما انا اقول من اتكل على حسن اختيار الله تعالى لم يخير ما اختار الله له (مرأة الجنان للبياضی) روایت ہو کہ جناب امام حسن کو خبر ملی کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تو نگری سے میرے نزدیک فقر بہتر ہے اور صحت سے بیماری آپ نے فرمایا ابو ذر پر خدا رحم کرے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس نے خدا کے حسن اختیار پر توکل کیا کیونکہ خدا کے اختیار کو کچھ اختیار کرے۔



## جناب امام حسن علیہ السلام کا حکم

(۱) عن عمیر بن اسحاق قال کان مردان امیرا علینا فكان یسب علیا کل جمعة علی المنبر والحسن یشمع فلا یرد شیئا ثم ارسل الیه رجلا یقول له بعلی وبعلی وبعلی وبک وبک وبک وما وجدت مثلك الا مثل البغلة یقال لها من ابوک فتقول امی الفریس فقال له الحسن ارجع الیه فقل له انی والله ما احمو عنک شیئا مما قلت ولكن موعدی وموئک الله فان کنت صادقا جزا لک الله بصدقتک وان کنت کاذبا فالله اشد نقمة (راخرجه بن سعد) عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ مروان ہم پر حکمران تھا اور وہ ہر جمعہ کو منبر پر چڑھ کر جناب امیر علیہ السلام پر سب کیا کرتا تھا۔ اور جناب حسن علیہ السلام سناتے تھے۔۔۔ اور جناب ندیتے۔ ایک دن اس نے جناب حسن علیہ السلام کو بلوایا ایک آدمی کو بھیجا۔ اور یہ کہلا بھیجا کہ علی پر اور علی پر اور علی پر اور تجھ پر اور تجھ پر اور تجھ پر اور تجھ پر مثال ایک خچر کی ہے کہ حبیب اس سو پوچھا جاتا ہے کہ تیرا باپ کون ہے وہ کہتا ہے کہ میری ماں گھڑی ہے۔ جناب حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ تو والپس مروان کے پاس جا کر ہمارے طرف سے بیان کر دے کہ خدا کی قسم ہے کہ ہم تجھ سے کسی بات کو نہیں بہولے۔ لیکن ہمارے اور تیرے درمیان پروردگار افسان کرنے والا ہے اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھ کو جزا دیگا۔ اور اگر تو جھوٹ کہہ رہا ہے تو پروردگار کی نعمت بہت سخت ہوگی۔

(۲) عن زربن سوار قال کان بن الحسن وبن مردان کلاما فاقبل علیہ مردان فحجل بغلظ وحسن ساکت فامتخط مردان بمینہ فقال له الحسن ویحک ما علمت ان الیمین للوجه و الشمال للفرج افالك منکت مردان (راخرجه بن سعد) زربن سوار سے نقل ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام اور مروان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی مروان گالیان بکنے لگا جناب حسن جب پوچھ رہے مروان نے اپنے سیکے ہاتھ سے ناک سنکی جناب حسن نے فرمایا انوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا کہ سید ہا ہاتھ موندنے کے لیے ہے اور الشافرج کے لیے انوس ہے تجھ پر مروان جب ہو گیا۔

(۳) عمیر بن اسحاق قال ما تکلم عندی احد کان احب الی اذا تکلم ان یشکت من الحسن ما سمعت منه کلمة فحس فط الامرة فانه کان بن الحسن وعمر بن عثمان خصومة فی ارض فخر بن الحسن امر لمریضہ عمر فقال الحسن فلیس علینا الا ما رغم افقه قال فہذا اشد



کلمہ فحش ماسمعتہا منہ قط (راخرجه بن سعد) عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے میری پاس گفتگو نہیں کی کہ مجھے پہلی معلوم ہوئی ہو جبکہ جناب امام حسن بات کرنے لگتے تو اسکا چپ رہنا جناب حسن کے سامنے مجھے معلوم ہوتا۔ میں نے کبھی کوئی کلمہ فحش انکی زبان مبارک سے نہ نکلتے ہوئے نہیں سنا۔ مگر ایک دفعہ کہ جناب حسن اور عمرو بن عثمان میں ایک زمین کی نسبت جھگڑا تھا۔ جناب حسن علیہ السلام نے ایک امر پیش کیا عمرو بن عثمان اس پر رضی نہ ہوا۔ جناب حسن نے فرمایا ہمارے پاس انکی ہٹا کر پٹنی ڈالنے کے سوا اور کوئی امر نہیں۔ عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ گویا بڑا سخت فحش کا کلمہ تھا جو میں نے بھی جناب حسن سے نہیں سنا تھا۔

## جناب امام حسن علیہ السلام کی عبادت

قبل ان الحسن بن علی حجۃ عداۃ حجۃ ماشیا وکان یقول انی لاستحیی من ربی ان القاہ ولم امش الحبیۃ (مسند الغابہ) کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام بہت سے حج پیادہ پا کیے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اپنے رب کے بلوں اور اسکے گھر کی طرف پیادہ پانجاؤں۔

(۲) عن عبد اللہ بن عمر قال لقد حج الحسن خمساً وعشرين حجة ماشياً (راخرجه الحاكم) عبد اللہ بن عمر ناقل ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام نے پچیس حج پیادہ پا کیے تھے۔

## جناب امام حسن علیہ السلام کی خلافت کا بیان

ولی الخلافة بعد قتل ابیہ لثلاث عشر بقیت من رمضان من سنہ اربعین وبایعہ اکثر من اربعین الفا کا نواقدا بایعوا اباه وبقی سبعة اشھر خلیفة بالعراق ثم ترك الخلافة (مسند الغابہ) جناب حسن اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد رمضان کے تیرہ دن باقی رہے چالیسویں سنہ میں خلیفہ ہوئے چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نے انکی بیعت کی اور ان لوگوں نے انکے والد بزرگوار کی بیعت کی تھی۔ اور عراق میں سات مہینے خلیفہ رہے پھر اپنے خلافت کو ترک کر دیا۔

(۲) عن سفینة قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول الخلافة ثلاثون عاماً ثم یكون بعد ذلك الملك (راخرجه احمد و صحیحہ بن حبان سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت تیس سال ہوگی پھر بادشاہی ہوگی۔) محدث کو امام احمد بن حنبل نے اور صاحبان سنن ابو یوسف نے روایت کیا اور ابن حبان نے اسکی تصحیح کی ہے۔



محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوبک ومبغضکوا محمداً مبغضواک لمن ینالہم شفاعتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادن منی یا حنفی اللہ فاخذ راس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعه فی حجرہ فاستیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما هذه الصحنۃ فاخبرہ الحدیث قال لم یکن دحیۃ کان جبریل سماک باسمک سالک لہ بدوا ہو اللہ الفی محبتک فی صدقہ والمؤمنین ورہبتک فی صدقہ والکافرین راخرجہ ابوبکر بن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دو تھانے کے صحابہ میں سے ایک سے فرمایا کہ میں نے اس مقدس وحیہ کلبی کے غوش میں تھا کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے سلام کے بعد حضرت کا مزاج پوچھا وحیہ نے جواب دیا کہ خیریت ہے۔ اور کہا کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور میری پاس تمہاری تعریف ہو کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں آپ امیر المؤمنین اور قائد الغر المحجلین ابن ابیہ اور مسدین کے سوا تمام اولاد آدم کے سفار میں قیامت کے روز لو ارالحمد تمہاری ہاتھ میں ہوگا اور تمہارا گروہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ کے ساتھ جنت کی طرف اترتا ہوا جائیگا بچہ متیق رہنا کہ تمہاری محبت اختیار کی اور نقصان اٹھایا اس نے جس نے کہ تم کو چور دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تمہاری دوست ہیں اور ان کے دشمن تمہارے دشمن ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت انہیں ہرگز نصیب ہوگی۔ اسے برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف لائے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنی آغوش سے اٹھا کر انکی آغوش میں رکھ دیا اتنے میں سرکار بیدار ہو گئے فرمایا کیا شور ہے جناب امیر نے تمام سرگزشت بیان کی۔ فرمایا یہ وحیہ کلبی نہیں تھی یہ جبریل تھے تمہارا نام تم سے بیان کر نیگا آئے تھے جو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارا رکھا ہو وہ خدا جسے کہ تمہاری محبت کو مومنوں کو سینہ میں اور تمہاری عیب کو کافروں کے دلوں میں ڈال رہے ہے۔

## شیخ المهاجرین والاضار

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ وقال

بعد ما قال ابن علی فوثب علی قائما علی قدمیہ فقال ہا انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدن منی وضہ المصلی وقال یا علی صوتہ یا معشر المسلمین ہذا علی بن ابی طالب ہذا شیخ المهاجرین والاضار (شرف النبۃ کلابی سعد) ابن عباس روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد جو کہنا تھا کہ فرمایا علی کہ ان میں جناب ہرست کر کے اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا رسول امین بیان حاضر ہوں حضرت نے فرمایا قریب آجا وحیہ جناب امیر حضرت کے پاس گئے حضرت نے انکو اپنی چپائی سے لگا کر آواز بلند فرمایا اے مسلمانوں یا علی بن ابی طالب المهاجرین والاضار کا شیخ ہے۔



قال العلماء لم يكن في الثلاثين بعده صلى الله عليه وسلم الا الخلفاء الاربعة وابايم الحسن وتاثير  
الخلفاء علماء کہتے ہیں کہ تیس برسوں میں صرف خلافت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی اور حجاب امام  
حسن کی خلافت کے دن تھے ۔

(۳) عن سعيد بن جهمان قال قلت لسفيانة بن امية يزعمون ان الخلافة فيهم قال كذب  
بنو الزناد بل هم ملوك من اشد الملوك واول الملوك معاوية (تاريخ الخلفاء للسيوطي)  
سعيد بن جهمان کہتے ہیں کہ میں نے سفینہ سے پوچھا بنی امیہ کا زعم ہے کہ خلافت ان میں ہے وہ کہنے  
لگے یہ گنجی عورت کو پوت جھوٹ بولتے ہیں یہ بادشاہ ہیں سخت ترین بادشاہوں میں سے اور پہلا  
بادشاہ معاویہ ہے ۔

(۴) عن يوسف بن سعد قال قام الرجل الى الحسن بن علي بعد ما نزل الخلافة فقال سؤدت  
وجوه المسلمين فقال ان النبي صلى الله عليه وسلم اري بنی امیہ علی المنبر فسادہ ذلک فتزلت  
انا ازلناه في ليلة القدر وما ادراك ما ليلة القدر ليلة القدر خير من الف شهر تمكها بعد  
بنو امية راخرجه الزمك والحاكم وابن جرير نقلت من اسد الغابة) يوسف بن سعد نقل ہے کہ جب  
جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت کو ترک کر دیا ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا آپ نے مسلمانوں  
کا سوندہ کالا کر دیا ہے ۔ آپ نے فرمایا تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ  
بنی امیہ حضور کے منبر پر چڑھتے اترتے میں حضور کو برا معلوم ہوا حضور کی تسلی کے لیے یہ سورت نازل  
ہوئی کہ ہم نے اناری شبقدر اور یارسول اللہ تو کیا جانتا ہے کہ ملیکہ القدر کیا ہے ملیکہ القدر نیر  
مہینے سے بہتر ہے ۔ یہ وہی نیرار مہینہ ہے کہ میرے بعد بنی امیہ جکڑا رکھوں گے ۔

(۵) وقد اختلف في وقت وفاته قال الواقدي مات سنة ثمان واربعين (اصابه في تميز  
الصحابه) جناب امام حسن علیہ السلام کی وفات میں اختلاف ہے واقدی کہتے ہیں کہ ہجرت انجاسویز  
برس آپ نے انتقال فرمایا ہے ۔

(۶) وقال المدائني مات في ربيع الاول سنة خمسين (استيعاب اصابه) اور مدائنی کہتے ہیں  
کہ بچاسویں برس آپ کا انتقال ہوا ہے ۔

(۷) وقال الهيثم بن عدي مات سنة اربع واربعين (اصابه) اور ہيثم بن عدي کہتے ہیں کہ  
چوالیسویں برس آپ نے رحلت فرمائی ہے ۔

(۸) وكان سبب موته ان زوجته جده بنت الاشعث بن قيس سقته السم فكان توضع تحته طست



وترفع اخرى نحو اربعين يوما فمات منه فلما اشتد مرضه قال لاختيه الحسين يا اخي سقيت السم  
 ثلاث مرات ولم استقم مثل هذه اني لاضع كبدى قال الحسين من سقاك يا اخي قال ما سواك  
 عن هذا تريد ان تاتلهم اكلهم الى سد عروجل ولما حضرته الوفاة ارسل الى عائشة رضي  
 الله تعالى عنها يطلب منها ان يدفن مع النبي صلى الله عليه وسلم فاجابته الى ذلك فقال لاختيه اذا  
 انامت فاطلب الى عائشة ان ادفن مع النبي صلى الله عليه وسلم فلقد كنت طلبت منها فاجابت  
 الى ذلك فلعلها لتحبني مني فان اذنت فادفني في بيتها واما اظن القوم يعني امية يسمعونك فان  
 فعلوا فلا تراجمهم في ذلك فادفني في بقيع الغرقول فلما توفي جاد الحسين الى عائشة في ذلك فقال  
 نعم وكرامة فبلغ ذلك مروان وبنو امية فقالوا والله لا يدفن هنالك ابدا فبلغ ذلك الحسين ومن  
 فلبس السلاح ولبسه مروان فسمع ابوهريرة فقال والله انه لظالم يمنع الحسن ان يدفن مع واهه انه  
 لا ين رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم اتى الى الحسين فكلما وناشد الله وقال اليس قد قال اخوك  
 ان حصت فردني الى مقبرة المسلمين ففعل فحمله الى البقيع ولم يشهدك احد من بنو امير اسد الغابة  
 جناب امام حسن عليه السلام كي موت کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو آپ کی بیوی حفصہ بنت شعث بن قیس نے  
 زہر دیا۔ ایک ٹشت آپ کے لیے کہا جاتا تھا اور وہ خون سے پھر اٹھا لیا جاتا تھا یہی حالت چارون تک ہی کہ انکار میں  
 مرنے لگ گیا۔ آپ نے بہائی جناب امام حسین علیہ السلام سے فرمایا اسے بہائی مجھ کو نہیں دفعہ زہر دیا گیا  
 ہے لیکن کہی ایسا زہر نہیں دیا گیا۔ میرا جگر کٹ کر گر گیا ہے۔ جناب امام حسین نے عرض کیا آپ کو  
 کس نے زہر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم کیوں جو چہتے ہو آپ کا ان سے لڑنے کا ارادہ ہے۔ میں ان کو خدا  
 کے سپرد کرتا ہوں۔ جب جناب امام کی وفات کا وقت قریب آیا۔ جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
 کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونے کی اجازت دین  
 جناب ام المومنین نے اس کو منظور کیا جناب امام حسن علیہ السلام اپنے بہائی جناب حسین علیہ السلام سے  
 فرمانے لگے جب ہمارا انتقال ہو جائے آپ جناب ام المومنین سے میرے دفن کرنے کی نسبت کہلا  
 بیجین انہوں نے مجھ سے شاید کہ بوجہ حیا اقرار کر لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھ کو  
 جگہ دیجائے گی پس اگر وہ اجازت دیدین مجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا  
 لیکن ہمارا خیال ہے کہ بنی امیہ کی نہ آپ کو میرے دہان پر دفن کرنے سے مانع ہونگے پس ان کو  
 نہ جھگڑیں اور آپ مجھ کو بقیع غرقہ میں دفن کر دیں۔ جبکہ جناب امام حسن علیہ السلام کا انتقال ہو گیا  
 جناب امام حسین علیہ السلام حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاس اس کے لیے تشریف



لے گئے آپؐ فرمایا بہتر ہے اور ان کا دفن ہونا عین کرامت ہے یہ خبر مروان اور بنی امیہ کو پہونچی۔ کہنے لگو  
 ہم آجکدہ کہی نہیں دفن ہونے دینگے حبیب جناب امام حسین علیہ السلام نے سنا سلاح جنگ زیب تن فرماؤ  
 اور مروان نے بھی ہتھیار باندھ لیے پس نہرا ابوہریرہ کہنے لگے خدا کی قسم ہے بڑا ظلم ہے کہ جناب امام  
 حسن علیہ السلام کو انکے والد ماجد علیہ التحیۃ والتنا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا جائے۔ واسطہ وہ ان  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ بہر جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا  
 کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ جنگ نہ کریں آیا آپ سے آپکے بردار بزرگوار نے نہیں کہا تھا  
 کہ اگر آپ کو کسی قسم کا خوف ہو تو مجھ کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کریں پس جناب امام حسین حضرت  
 حسن علیہ السلام کے جنازہ کو حبشہ لقیح میں لیکے اور بنی امیہ میں سے کوئی شخص آپکے جنازہ پر نہ حاضر  
 (۹) وسمتہ امرأتہ جعلت بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفة کان ذلک منها بتد  
 معاویہ (استیعاب) اور آپ کو آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی نے زہر دیا۔ اور ایک  
 گروہ کا قول ہے کہ یہ زہر دنیا امیر معاویہ کی سازش سے تھا۔

(۱۰) وذكوان امراته جعلت بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفة کان ذلک منها بتد  
 الحسن وجهت اليك بمائة الف درهم وزوجتك يزيد فكان ذلك الذي بعثها على سمه فلما  
 مات ولي لها المعاوية بالمال وارسل اليها انا نخب جنات يزيد ولو كان ذلك يوفينا لك  
 بتزوجه (مرآة الذهب للمسعودی) ذکر کرتے ہیں آپ کی بیوی جعدہ نے آپ کو زہر دیا اس میں معاویہ  
 کی سازش تھی کہ اگر تو نے کسی حیل سے جناب امام حسن کو قتل کیا تو میں تجھے کو ایک لاکھ درہم بھیجوں گا  
 اور یزید یحییٰ سے تیرا نکاح کر دوں گا۔ پس اس فریب سے کہ جناب امام حسن کی زہر دینے پر  
 راضی نہ کیا تھا جب جناب امام رعدت فرما گئے امیر معاویہ نے حسب عہد مال سکے پاس بھیج دیا  
 اور کہلا بھیجا کہ میں یزید کی زندگی کا خواہاں ہوں اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرا نکاح اس  
 سے کر دیتا۔

(۱۱) عن الفضل بن عباس قال وفد عبد الله بن عباس على معاوية قال فواسه اني لفي المسجد اذ  
 كبر معاوية في الخضر فكبر اهل الخضر ثم كبر اهل المسجد فبكى اهل الخضر فخرجت  
 فاختة بنت قرة بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف من خوخي لها فقالت سر الله يا امير  
 ما هذا الذي بلفك فمرت بمقال موت الحسن بن علي فقالت ان الله وانا اليه لاجون  
 ثم بكيت وقالت مات سيد المسلمين وابن بنت رسول رب العالمين فقال معاوية نعم والله ما



فعلت انه كان كذلك اهلا ان يبكي عليه ثم بلغ الخبر ابن عباس فراح فدخل على معاوية قال علمت  
 ابن عباس ان الحسن توفي قال الذل لك كبرت قال نعم قال والله ما موتته بالذلة اجلك  
 ولئن اصابته فقد اصببت بسيد المرسلين وامام المتقين ورسول رب العالمين فحبر  
 الله تلك المصيبة ورفع تلك العبرة فقال ويحك يا ابن عباس ما كلمتك الا وجدتك معدا راخدا  
 محمد ابن جرير الطبري في تاريخه فضل بن عباس کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس بطریق سفارت معاویہ  
 کے پاس گئے ہوئے تھے وہ ناقل ہیں کہ میں مسجد میں تھا ناگهان معاویہ نے تکبیر بلند کی اور فخر خضہ کے آدمی بھی  
 تکبیر کہنے لگے اور انکی آواز سنکر مسجد کے لوگ بھی تکبیر پڑھنے لگے پس مکر فاختہ بنت قریظ ابنی کہتر کی سی  
 باہر نکلیں اور کہا اے امیر خدا تجھ کو خوش رکھے کون سی ایسی خبر آگئی ہے کہ جسکی وجہ سے آپ خوش  
 ہوئے ہیں معاویہ نے کہا جتنا جس علیہ السلام کے برائی کی خبر سے خوش ہوا ہوں - فاختہ انا لہ دانا الیہ وجوب  
 کما کرونے لگین اور کہنے لگن افسوس ہے کہ مسلمانوں کا سردار اور رسول رب العالمین کی بیٹی کا بیٹا  
 مر گیا ہے - معاویہ نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی وہ سید کا اہل تھا جو کچھ کہہ میں نے کیا ہے - وہ ہرگز اس کا  
 اہل نہیں تھا کہ کوئی اسپر روئے - یہ خبر ابن عباس تک پہنچ کر وہ آرام کر کے معاویہ کے پاس گئے معاویہ  
 کہا اے ابن عباس مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ حسن بن علی کا انتقال ہو گیا ہے عبد اللہ بن عباس نے کہنے  
 لگے اہا تنے اسی لیے تکبیر پڑھی تھی معاویہ نے کہا ہاں ابن عباس نے کہا وائے اگر وہ مر گئے ہوں تو تو بھی  
 باقی نہیں رہیگا +  
 ادا اگر ہم جاثین گئے تو سید المرسلین اور امام المتقین اور رسول  
 رب العالمین کے پاس پہنچ جائیں گے پس خداوند تعالیٰ ہمارے رخصت کی مرہم پٹی کرے گا اور ہماری نشو  
 و نما ہو جائے گی معاویہ کہنے لگے تجھ پر افسوس ہے اے ابن عباس میں نے کبھی تجھ سے گفتگو نہیں کی کہ  
 تلو طیار نہ پایا ہو -

## مناقب جناب امام حسین علیہ السلام

- (۱) قال اللیث ابن سعد ولدت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسين بن علي في  
 ليال خلون سنة اربع (اخرجه الدوكاني) لیث بن سعد کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام پچیسویں  
 برس کے بروز گذرے ہوئے پیدا ہوئے +
- (۲) قال الزبير بن بكار ولد الحسين بن خمس خلون من شعبان سنة اربع (اسد الغابة) زبير بن بكار  
 کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام شعبان کی پانچویں تاریخ ہجرت کے چوتھے برس تولد ہوئے ہیں +



(۳) قال جعفر بن محمد لم يكن بين الحمل بالحسين بعد ولادة حسن الاطهر واحدا (رسد)  
الغاية جناب امام جعفر صادق عليه السلام بن محمد باقر سے منقول ہے کہ حسین علیہ السلام کی حمل اور ولادت  
حسن علیہ السلام میں فاصلہ ایک طہر کا تھا۔

(۴) وقال القادة ولد الحسين بعد الحسن بسنة وعشرة اشهر فولد ستين وخمسة اشهر  
ونصف شهر من الهجرة (راسد الغاية) ورقمادہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام جناب امام  
حسن علیہ السلام کی ولادت کے ایک برس اور دس مہینے بعد تولد ہوئے ہیں۔ پس جناب امام حسین علیہ  
السلام ہجرت و سائرے پندرہ مہینے کے بعد پیدا ہوئے۔

(۵) قال الواقدي علفت فاطمة بالحسين بعد ولادت الحسن خمسين ليلة (اصابه) وهذا  
الرح المرويات (نزل الابرار) واقدي حجة الله عليه کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام کا علوق سیرت  
حسن علیہ السلام کے پچاسویں شب کے بعد ہوا ہے۔ علامہ ابن حجر نے اسکو اصابع فی تمیز الصحابة میں لکھا  
ہے اور نزل الابرار میں علامہ بخاری نے لکھا ہے کہ سب واثقون میں یہ روایت راجح ہے۔

(۶) قال بعض الرواة انه ولد لستة اشهر (نزل الابرار) بعض راویوں کا یہ قول ہے کہ جناب  
حسین علیہ السلام چھ ماہ کے پیدا ہوئے ہیں۔

(۷) فلما ولد اذن النبي صلى الله عليه وسلم في اذنه اليمنى واقام في اذنه اليسرى وخذله يومه  
السابع من ولادته وعق عنه كبشا او كبشين وقال لفاطمة زنى شعرة ونصدي في بوزنة فضة  
واعطى القابلة رجل العقيقة (نزل الابرار) جب جناب امام حسین علیہ السلام تولد ہوئے تھوڑے دنوں  
اسم علیہ وسلم نے انکے سید کا نام میں اذان اور اٹنے کا نام میں اقامت کہی اور ساتویں روز ختنہ  
کیا اور ایک سینڈھا عقیقہ کیا یا دو سینڈھے ذبح کیے جناب فاطمہ سے فرمایا اس کے  
بالوں کو وزن کر کے اس کے برابر چاندی خیرات کر اور دایں کو عقیقہ کے پائے دو۔

(۸) عن محمد بن المنكدر رآه النبي صلى الله عليه وسلم ختن الحسين بسبعة ايام. راجحه  
الدولابي محمد بن المنكدر کہتے ہیں کہ جناب بنی اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسین علیہ السلام  
کا ساتویں روز ختنہ کیا ہے۔

(۹) ونماه رسول الله صلى الله عليه وسلم حسينا وكان يكتفي ابا عبد الله ويلقب السيد و  
الطيب الزكي والسبط والرشيد والوفى والمبارك والتابع لمضاهة الله والدليل على  
ذات الله والشهيد اکبر (نزل الابرار) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نام حسین اور کنیت



ابا عبد اللہ۔ اور لقب سید اور طبیب اور زکی اور سبط اور رشید اور وقی اور مبارک اور تابع لمصنعة  
اور دلیل علی ذات اللہ اور شہید اکبر کہما۔

(۱۰) عن علی قال الحسن اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين الصدر الى الرأس و  
الحسين اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم ما كان اسفل من ذلك اخروجه الترمذی جناب  
امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے سینہ تک حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ تھے اور حسین صدر  
سے پاؤں تک حضور کے مشابہ تھے۔

(۱۱) عن النضر بن مالك قال اتى ابن زياد برأس الحسين فجعل في طست ينكت عليه قال في  
حسينه شيئا قال انس كان اشبههم برسول الله صلى الله عليه وسلم راخرجه ابو نعيم في الحلية  
انس بن مالك کہتے ہیں کہ ابن زیاد کے پاس جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس ایک طشت میں لایا  
وہ چھڑی مار کر آپ کے حسن و جمال میں کچھ کہنے لگا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سب لوگوں کے  
زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شبیہ تھے۔

(۱۲) عن يعلى بن مرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حسين مني وانا من حسين احب الله  
من احب الحسين حسين سبط من الاسباط راخرجه الديلي وابن سعد وابن ابی شيبة و  
احمد و البخاری وابن ماجه و الترمذی و الحاكم و ابو نعیم و ابن اثیر فی اسد الغابہ علی  
بن مرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین کے  
ہوں خدا اسکو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھے حسین سبط ہی سبط سے

(۱۳) عن الغبراء بن جريه، بينما عبد الله بن عمر جالس في ظل الكعبة اذ ارى الحسين مقبلا  
فقال هذا احب اهل الارض الى اهل السماء اليوم را صابه في تميز الصحابة غير ابن جريه  
روایت ہو کہ ایک روز عبد اللہ بن عمر کعبۃ اللہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہان جناب امام حسین  
علیہ السلام کو تشریف لانے ہو دیکھا اور کہا کہ آج کل دن یہ شخص اہل آسمان کے نزدیک تمام اہل زمین سے  
زیادہ محبوب ہے۔

(۱۴) قال الزبير بن بكار حدثني مصعب قال حج الحسين خمس وعشرين حجة ماشيا را سدا الغابہ  
عن مصعب بن عبد الله قال حج الحسين خمساً وعشرين حجة ماشيا راخرجه الطبرانی في الكبير  
زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ مجھ سے مصعب نے کہنے میں کہ جناب حسین علیہ السلام پچیس حج پا پادہ کیے ہیں  
۱۵) عن ابی هريرة قال ابصرت عيناى وسمعت اذنائى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو اخذ



بکفی حسین و قدماہ علی قدیمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو یقول حرقہ حرقہ ترق علیہ  
بقہ قال فراق الغلام حتی وضع قدمہ علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقم فاک ثم قبلہ ثم قال اللہم انی احبہ فاحبہ راخرجہ ابو عمر  
والطبرانی فی البکیر البوسریہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور دونوں کانوں سے سنا  
ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ جناب حسین علیہ السلام کے پکڑے ہوئے تھے  
اور جناب حسین کے دونوں قدم حضور کو سید مبارک پر تھے اور آپ فرما رہے تھے اے میرے بچے مجھ کو گھیر لے اور پکڑ لے پس اگر  
نے یعنی امام حسین نے چملا لگا کر ہی اور دونوں قدم حضور کے سینہ مطہر پر رکھے تھے آپ نے فرمایا اپنے منہ  
کو کھول بہر اپنے انکے منہ کو چومے اور فرمایا اے پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو  
محبوب رکھہ \*

(۱۶) عن عبید بن حنین قال حدثنی الحسن بن علی قال اتیت عمر و هو یخطب علی المنابر فصعدت  
الیہ فقلت انزل عن منبرابی واذہب الی منبرابیک فقال عمر لم یکن لابی منبر و اخذ فی فاجلس  
معه اقلب حصی بیدی فلما نزل انطلق بی الی منبر لہ فقال لی من علمک فقلت واللہ ما  
عافی احد قال فأتیتہ وهو خال بمعاویہ وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی الباب  
فرجع ابن عمر فرجعت معہ فلقینی بعد ذلک فقال لمارک قلت یا امیر المؤمنین انی جئت وانت  
خال بمعاویہ مع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال انت احی من ابن عمر  
(رضی اللہ عنہ) سنداً صحیحاً عند الخطیب (اصحابہ) عبید بن حنین کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ  
السلام مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر کے پاس گیا وہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے  
تھے میں نے اوپر چڑھ کر کہا میرے باپ کے منبر پر ہے اتر جا اور جا اپنے باپ کے منبر پر بیٹھ عمر رضی  
اللہ عنہ نے کہا میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔ یہ کہہ کر مجھ کو پکڑ کے اپنے پاس منبر پر بٹھالیا۔ میں اس پر  
بیٹھا رہا اور کنگروں کی آواز اور دھڑلہ پوٹ پوٹ کرتا رہا جب وہ منبر سے اترے مجھ کو اپنے ساتھ اپنے  
گھر میں لے گئے اور مجھ سے پوچھا کہ یہ بات تم کو کس نے سکھائی ہے۔ میں نے کہا واللہ مجھ سے کہا  
کسی نے نہیں سکھائی جناب امام فرماتے ہیں کہ میرے پاس گیا وہ معاویہ کے ساتھ  
خلوت کر رہے تھے اور ابن عمر دروازہ پر تھے پس ابن عمر لوٹ پڑے اور میں بھی انکے ساتھ لوٹا  
ایک۔ یہ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے سمجھنے آپ کو نہیں دیکھا میں نے کہا یا  
امیر المؤمنین میں تمہارے پاس آیا تھا تم معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے۔ پس ابن عمر نے



ساتھ لوٹ گیا۔ وہ کہنے لگے تم ابن عمر سے زیادہ تر حقدار تہیں۔

(۱۷) عن البراء بن عازب قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حامل الحسين على عاتقه وهو يقول اللهم اني احبه فاحبه (نزل الا برار) برابر بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسین علیہ السلام کو کندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یا اے ایمان میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو یہی اس سے محبت کر۔

(۱۸) عن جابر بن عبد الله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سره ان ينظر الى سيدنا اهل الجنة فليتنظر الى الحسين بن علي (اخرج بن حبان) و ابو يعلى و ابن عساکر) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اہل جنت کو سردار کو دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو وہ حسین ابن علی کو دیکھ لے۔

(۱۹) عن ابی ہریرۃ از النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس فی المسجد فجاد الحسین یشی حتی سقط فی حجره فجعل اصابعہ فی کحۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمد ای الحسین فادخل فاه فی ذیہ ثم قال اللهم انی احبه فاحبه واحب من یحبه (اخرجہ خیرتہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کی غوش مبارک میں لیٹ گئے اور اپنی اونگلیاں حضور کی ریش مبارک میں ڈالنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے مونہ کو کھولا اور اپنا منہ انکے مونہ میں ڈالا پھر فرمایا اے پروردگار میں اسکو محبوب رکھتا ہوں تو یہی اسے محبوب رکھ۔

(۲۰) عن ابی ہریرۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمتص لعاب الحسین لما یمتص الرجل اللعاب (ابن الضحاک) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کی لعاب دہن اس طرح سے چوستے تھے جس طرح سے کہ آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

(۲۱) عن زید بن زیاد خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من بيت ام المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها فمر على باب فاطمة فسمع حسينا يبكي فقال الم تعلمي ان بكاءه يؤذيني (نزل الا برار) زید بن زیاد کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکلتے ہوئے جناب سیدہ علیہا السلام کی دروازہ پر سے گزرے اور جناب حسین علیہ السلام کو روتے ہوئے سنا اور فرمایا فاطمہ تم نہیں جانتے کہ اس کے رونے سے میرا دل کتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امام حسین کی شہادت پر خبر دینا



عن ابی ابی امامت الباہلے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبکوا هذا الصبی یعنی حسیناً قال  
وكان يوم امر سلمة فترجل جبریل فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم . . . وقال لا مرسلہ لا تدعی  
احدا یدخل علی فجاد الحسین فلما نظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت اراد ان یدخل واخذ  
امر سلمة واعتنقته وجعلت تناعیه ویسکتہ فلما اشتد البكاء خلت عنه فدخل حتی جلس فی حجر  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال جبریل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امک ستقتل ابنک هذا فتناول حبیبا  
ترتہ فقال بمکان کذا او کذا فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد احتضن حسینا کاسف البال مغموما  
فطنت امر سلمة انه غضب من دخول الصبی فقالت یا نبی اللہ جعلت لک الفداء انک قلت لنا لا تبکوا  
هذا الصبی وامرتنی ان لا ادع احدا یدخل علیک فجاء فخلت عنه فلم یرد علیہا جوابا فخرج  
الی الصحابة وھم جلوس فقال لھم ان امتی یقتلون هذا و فی القوم ابو بکر وعمر وقال صلی اللہ  
علیہ وسلم هذا ترتبہ واراھم ایاھا راخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی امامت الباہلے (۱) ابی  
امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے یعنی امام حسین علیہ  
السلام کو تم ست رولا یا کرو۔ اس روز جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی باری تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل  
مازل ہوئے حضرت گھر کی کوٹھری میں تشریف لیگئے۔ اور ام سلمہ سے فرمایا میرے پاس کسی کو مت آنے دینا  
ناگمان جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت کو دیکھ کر کوٹھری میں گہرے لگے جناب ام سلمہ نے انکو  
بڑھ کر گلے سے لگالیا۔ اور انکو اندر جانے سے روک رکھا اور انکو روکنے سے چپ کرانے لگیں جب وہ سخت  
رونے لگے جناب ام سلمہ نے انکو چوڑ دیا۔ اور وہ حضرت کے پاس جا کر گود میں بیٹھ گئے۔ جبریل علیہ السلام نے  
عرض کیا آپ کی بہت انکو عنقریب قتل کرے گی اور ساتھ بڑھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی سی بیٹی دی  
اور کہا وہ ایسے مکان میں شہید کیے جائیں گے۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسین کو گود میں ایسے ہو  
بنات غمگین برآمد ہوئے جناب ام سلمہ نے خیال کیا کہ شاید حضرت جناب حسین کے اندر جانسی ناراض ہو رہے ہیں وہ عرض کر لگے  
یا نبی اللہ میں انکو قربان ہو جاؤں حضور نے ہمیں فرمایا تھا کہ اس لڑکی کو مت رلا یا کرو اور یہی حکم دیا تھا کہ کسی کو سر یا پر  
گھر میں مت داخل ہونے دینا جناب امام حسین تشریف لائے تو میں نے انکو روک رکھا تھا حضرت نے جناب  
ام سلمہ کو کچھ جواب نہ دیا اور صحابہ کے پاس تشریف لائے سب صحابہ بیٹھ ہوئے تھے حضرت نے انکو فرمایا تجھوت  
سیری بہت اسکو شہید کر لگی صحابہ میں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے حضرت نے انکو دیکھا کہ فرمایا  
کہ جہان پر یہ شہید کیے جائیں گے وہاں کی بیٹی ہے ۔

(۲) عن النبی بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ابنی هذا یقتل بارض



العراق يقال لها كربلاء فمن شهد ذلك منكم فليصل فخرج النضر بن الحارث الكندي فقتل بها مع الحسين (رضي الله عنه) بن السكن والبغوي وابن مندة وابو نعيم وابن عساكر) النضر بن الحارث كتموا من كتمانهم جناب رسول الله صلى الله عليه وسلم كوفراته هوئى سنابى كى ميراثيا بنى امام حسين عراقي كى زمين مارا جايا گا جسكو كى بلا كيتى مين پس جو شخص كى تم مين سے وہاں موجود ہوا سكو چاہيے كى اسكى مدد كرے۔ پس النضر بن حارث امام حسن كى ركاب سعادت مين نكلے اور وہاں شہيد ہو گئے۔

(۳) عن عائشة رضی اللہ عنہا ازال النبی صلی اللہ علیہ قال اخبرني جابر بن عبد الله ان ابني الحسين يقتل بارض الطف جاني بهذه التربة واخبرني ان فيها مضجعا لخرج بن سعد والطبراني) جناب ام المؤمنين عائشة صديقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہى كى نبى صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے كى جابر بن عبد اللہ كى مہج كو خبر دى ہے كى ميراثيا حسين طف كى زمين مين مارا جاے گا۔ اور يہى مہج كو لا كر دكھائى گيا ہے۔ كى اس مين انكى قبر ہو گى۔

(۴) عن ابى سلمة بن عبد الرحمن ان الحسين دخل على النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعنده جابر بن عبد الله في مشربة عائشة رضی اللہ عنہا فقال له جابر بن عبد الله ستقتله امتك واشئت اخبرتك بالارض اتى يقتل فيها واشتاء جابر بن عبد الله الى الطف بالعراق فاخذ تربة حمراء فاداه اياها (ارخيه البيهقي) ابى سلمة بن عبد الرحمن سے روایت ہى كى ايك دفعہ جناب امام حسين عليه السلام منبر خذ صلی اللہ علیہ وسلم كى جناب مين تشریف لائے اور سہو ق حضور كى پاس جناب ام المؤمنين عائشة صديقہ رضی اللہ عنہا كى گھر مين جابر بن عبد اللہ تشریف ركيتے تھو حضرت جابر بن عبد اللہ كى حضور سے عرض كيا كى انكو آپ كى ہست مار ڈالے گى اور اگر آپ چاہين تو مين اس زمين سے خبر دى سكتا ہوں جس مين كى وہ شہيد ہو گئے اور جابر بن عبد اللہ نے اپنے ہاتھ سے طف عراق كى طرف اشارہ كيا اور سرخ مٹی وہاں كى ايكو دكھائى۔

(۵) عن ام الفضل بنت الحارث ازال النبی صلی اللہ علیہ قال اتاني جابر بن عبد الله فاخبرني ان امتي ستقتل ابني هذا يعنى الحسين واتاني من تربة حمراء (ارخيه ابو داود والحاكم) ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروى ہے كى نبى صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے كى مہج كو جابر بن عبد اللہ كى خبر دى كى ميرى ہست اس ميرے بيٹے يعنى حسين كو عنقریب قتل كر گى۔ اور مہج سرخ مٹی وہاں كى لا دى ہے۔

(۶) عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يوم ما بالحسين فوضعت في حجره ثم جاني بنى التفاته فاذا عينا رسول الله صلی اللہ علیہ فخر يقان فقال اتاني جابر بن عبد الله فاخبرني ان امتي تقتل ابني هذا فاتاني بتربة من حمراء (ارخيه الحاكم والبيهقي) ام الفضل بنت حارث



قناشير والحجرات

عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي أنت قسيم النار الجنة  
وانت تفرج باب الجنة وتدخلها احبائك بغير حساب راخرجه الديلمي و

ابن المغازی دفاض غیاض فی الشفا (حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے  
 علی تم حبش اور روم رخ کے تقسیم کرنے والے ہو اور تم حبش کا دروازہ کھٹکھاؤ گے اور اس میں اپنے دوستوں کو بغیر حساب کے  
 داخل کرو گے +

(۲) عن ابی الطفیل عامر بن وائلہ الکناانی رضی اللہ عنہما قال للستہ جعل عمرہ رضی اللہ عنہما الا حشر  
 بینہم کلاما طویلا من جملة ما اشد کمالہ هل فیکم احد قال لا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت  
 قسیم النار والجنة يوم القيامة غیرہ قالوا اللہم لا (اخرجہ لدارقطنی نقلت من صواعق محرقہ)  
 جواہر العقیدین) ابو طفیل عامر بن وائلہ الکناانی نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے ان چوپھی بیوت سے جنگ کو کہ حضرت عمر  
 رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد شورت کر لیے مقرر کیا تھا۔ ایک طویل گفتگو کی منجملہ اسکے یہ ہی کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم  
 دیکر پوچھتا ہوں آیا تم میرے سوا کوئی ایسا شخص جانتے ہو کہ جسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ  
 یا علی تم دو رخ اور حزبت کو تقسیم کر دیا ہے ہو رہے متفق ہو کر کہا خدا گواہ ہے آپکے سوا کوئی نہیں

وارث رسول الله

(۱) عن ابی اسحاق قال سألت قثم ابن عباس کیف درخ علی رسول  
الله صلی الله علیه و سلم دونکم قال لانه کان اولنا یحوقا واشد

بہ لڑو قارا خوجہ الحاکم) ابن اسحاق سرورایت ہو کہ مینے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نوگوں کے  
سوا علی کیونکر جناب سونو خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد قرار دیے گئے قثم نے جواب دیا اسیلے کہ وہ ہم سے پہلے جناب رسول خدا  
سے ملے اور ہم سے زیادہ حضرت کی ملاقات میں رہے +

(۲) عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جده علی بن ابی طالب علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم خندق اللہم انک اخذت منی عبیدہ بن الحارث یوم بدر و ختمہ بن عبد المطلب یوم احد و هذا علی فلا تزنی فردا و انت خیر الوارثین (اخرجه الخوارزمی) جناب علی ابن الحسین جناب حسین کو اور وہ اپنے والد ماجد جناب باسیر علیہ علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جبندق کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار سے التجا کی کہ اے میری پروردگار تو نے بدر کے روز عبیدہ بن الحارث کو مجھ سے لے لیا اور احد کے روز حمزہ ابن عبد المطلب کو لے لیا اب یہ علی باقی رہ گیا ہے۔ پس تو مجھے اب اکیلا مت چھوڑ۔ نوسب وارثوں سے بہتر ہے +

رسن عن ابن عباس ان عليا كان يقول في حيق النبي صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل يقول افان مات



کہتے ہیں کہ میں جناب حسین علیہ السلام کو لیے ہوئے ایک دن آنحضرت کے حضور میں گئے اور بیٹے کو حضور کے گود میں رکھ دیا پھر مجھے ایک کام پیش آگیا جیسا کہ سو فارغ ہوئے تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور کی چشم مبارک اشکبار ہوں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری ہمت قتل کرے گی اور مجھ کو وہاں کی سرخ مٹی لاکر دکھائی ہے۔

(۶) عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل على اليوم ملك ولم يدخل على قلبها فقال لي ان ابنك هذا حمينا مقتول وان شئت اريتك من ربة الارض التي يقتل فيها فاخرجتني حمراء راخرجه احمد جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آج میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہے جو آگے اس سے کہی نہیں آیا تھا کہنے لگا بھتیجی ایک بیٹا حسین شہید ہونے والا ہے اگر آپ چاہیں تو جس زمین میں وہ قتل ہونگے اسکی مٹی حضور کو دکھاؤں پس سرخ مٹی مجھے دکھا کر دی۔

(۷) عن ام سلمة از رسول الله صلى الله عليه وسلم اضطلع ذات يوم فاستيقظ وهو خائر دني بذا تربة حمراء يقلبها فقلت ما هذا التربة يا رسول الله قال اخبرني جابر ان هذا يعني الحسين يقتل بارض العراق وهذا توبتها راخرجه اسحاق بن راهويه والبيهقي وابونعيم جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت فرما کر اٹھے انکے دست مبارک میں سبز مٹی تھی جسکو لوٹ پوٹ کر رہے تھے سینے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مٹی کیسی ہے آپ نے ارشاد کیا کہ جبریل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حسین عقیق کی زمین میں شہید ہونگے اور یہ وہاں کی مٹی ہے۔

(۸) عن ام سلمة قالت كان الحسن والحسين يلعبان في بيتي فانزل جابريل فقال يا محمد ان امتك تقتل ابنك هذا من بعدك واومى الى الحسين وانا بآخرة فقصها فخر قال ربه كرم وبلاد وقال يا ام سلمة اذا تحولت هذه التربة دما فاعلى ان ابني قد قتل فجلتها في قارورة راخرجه ابو نعيم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب حسین علیہما السلام میرے گھر میں کھیل رہے تھے پس جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھتیجی آپکی ہمت اس کی بیٹے کو آپ کے بعد قتل کرے گی اور حضور کو اس جگہ کی مٹی لاکر دکھائی آپ نے اسکو سونگھ کر فرمایا اس سے تکلیف اور رنج کی آئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر ایسا سلام حبیب تم اس مٹی کو لوٹو اور خون جو مٹی پاؤ پس سمجھو کہ یہ میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے میں نے وہ ایک سینہ میں ڈال دی۔

(۹) عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نفعي الى الحسين واتيته بآخرة واخبرته



بقائلہ (اخرجه الدیلمی) سفا ذین جبل کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حسیں کی شہادت و خبردار کیا گیا ہے اور مجھ کو اسکی مٹی دکھائی گئی ہے اور اس کے قاتل کی خبر دی گئی ہے ۔  
 (۱۰) عن ابن عباس قال ما كنا نترك داهل البيت متوافرين ان الحسين يقتل بارض الطف ز اخرج الحاکم ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اور بہت سواہل بیت ہرگز اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ حسین علیہ السلام زمین طف میں شہید کیے جائیں گے ۔

(۱۱) عن ابن عباس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصف النهار اشعث و اغبر بیدہ فارودہ فیہا دم ملتقط فسالہ فقال دمہ الحسین واصحابہ لم ازل اتبعہ منذ الیوم فنظر و افوجد و اقد قتل ذلك الیوم راخرجه احمد و الترمذی و البیہقی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے تو ولیدہ موغبار الودہ انکے ہاتھ میں ایک شیشی تھی اس میں مٹی سے ملا ہوا خون تھا حضور سے استفار کیا گیا آپ نے فرمایا حسین اور اس کے دوستوں کا خون ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اسکو دیکھتا کرتا تھا ایک دن اسکو دیکھا کہ بالکل خون ہو گیا ہے پس معلوم ہوا کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں ۔

(۱۲) عن انس قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال استاذن ملک المطر بہ ان یزود النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذن بہ وکان فی یوم امرسلۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا امرسلۃ احفظی علینا الباب لا یدخل احد فشاہی علی الباب اذ دخل الحسین فاقتحم فوثب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلثمہ و یقبلہ فقال الملك انجہ قال نعم قال ان ستقتلہ امتک و ازنتک اربک المكان الذی یقتل بہ فاراہ فجاء بسہلۃ و تراب احمر فاخذتہ امرسلۃ فجعلتہ فی قوبہا راخرجه البغوی فی معجمہ و ابو حاتم فی صحیحہ و ابونعیم فی الحلیۃ و احمد و الملاح فی سیرتہ و ردی احمد نحوه و فی ردیۃ الملاح قال امرسلۃ فمرنا ولنی کفا من تراب احمر و قال ان ہذا من تراب الارض الذی یقتل بہا فتی صار دما فاعلی انہ قد قتل قالت امرسلۃ فوضعتہ فی قارورۃ عندی و کنت احول ان یوما یجول فیہ دمنا الشریض رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مہینہ کے فرشتے نے پروردگار عالم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے اذن مانگا خداوند تعالیٰ نے اسکو اذن دیا اسدن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گہر تشریف لے کہتے تھے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ام سلمہ دروازہ بند کر دے تا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے اتنے میں جناب حسین تشریف لائے اور دروازہ کو دیکھ لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم



علیہ وسلم پر کود پڑے حضور انکو چومنے لگو فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کی ہمت انکو قتل کر لیگی اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ مکان دکھاؤں جہاں پر وہ شہید ہوئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھائی۔ اور حضور کو نرم مٹی یا خاک وہاں کی لاکر دی پس اس مٹی کو جناب ام سلمہ نے اپنے کپڑوں میں رکھ لیا بغوثی نے معجم میں اور ابو جہم نے اپنی جامع صحیح میں اور ابونعیم نے حلیہ الاولیاء میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام احمد نے بھی اس طرح سے روایت کی ہے۔ اور ملانے اپنی سیرت میں اس حدیث کو کثیر زوائد سے روایت کیا ہے کہ جناب ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹی بہر سنج مٹی مجھ کو دی اور کہا یہ مٹی اس زمین کی ہے کہ جہاں وہ شہید ہوئے پس جبکہ یہ خون بن جائے تھے جان لینا کہ وہ قتل ہو گئے ہیں جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اسکو ایک شیشی میں رکھ لیا۔ اور میں اسکو لوٹ پوٹ کرتی رہی ایک دن جو سینے اسکو لوٹا تو وہ خون ہو گئی تھی۔

(۱۳) عن الشعبي قال مر على بكر بلا عند مسبق الى صفين وحاذي نيتوى قرية على الفرات فوقت وسال عن اسم هذه الارض فقيل له كربلا فبكى حتى بل الارض من دموعه ثم قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يبكي فقلت ما يبكيك قال كان عندى جبريل انفا واخبرني ان ولدى الحسين يقتل بشاطئ الفرات بموضع يقال له كربلا ثم قبض جبريل قبضه من تراب شمنه اياها راخرجه احمد) شعبى عليه الرحمة فرماتے ہیں کہ صفین کی طرف جاتے ہوئے جناب امیر علیہ السلام قرینہ نبوی کے مقابل فرات کنار گزر رہے تھے کہ اس زمین کا نام کیا ہے لوگوں نے کہا کہ بلاب آپ رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے شکون سے زمین تر ہو گئی پھر فرمایا کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا حضور رو رہے تھے میں نے عرض کیا جناب کیون گریہ کر رہے ہیں حضرت نے فرمایا ابی ابی جبریل میرے پاس آئے تھے مجھ کو کہنے لگے کہ میرا بیٹا حسین فرات کے کنارہ پر شہید کیا جائیگا جس مقام کا نام کر بلا ہے پھر جبریل نے وہاں کی مٹی کی مٹی بہر کر مجھے سنگھائی۔

(۱۴) عن اصعب بن نباته قال اتينا مع علي على موضع قبر الحسين فقال ههنا مناخ ركا بهم وههنا موضع رحالهم وههنا مهراق دما ثم فنة من آل محمد صلى الله عليه وسلم يقتلون بهذا العرصة تبكي عليهم السماء والارض (اخرجه الملا وابونعيم) اخطب خطبا المبلغ البليغا اصعب بن نباته رحمة اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی رکاب سعادت میں موضع قبر حسین



علیہ السلام پر گزری جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے یا انکے اوٹھون کے بیٹھنے کی جگہ ہے یا انکے سباب کی جگہ ہے یا انکے خون کے بہنے کی جگہ ہے۔ ایک گروہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میدان میں شہید ہوگا انہر آسمان اور زمین روئیں گے۔

(۱۵) عن الشعبي قال ان ابن عمر قدم المدينة فاخبر ان الحسين قد توجه الى العراق فلحقه في مسيره ليلتين عن الربذة فقال له ان الله تعالى خير نبيه بين الدنيا والاخرة فاختار الاخرة وانكم بضعه والله كايديها احد منكم ابدا وما صرفها الله تعالى عنكم الا للذي هو خير لكم فارحوا فاني فاعتنقه ابن عمر قال استودعك الله تعالى من قتيل (اخرجه البيهقي) شعبی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کو آرہے تھے انکو خبر لگی کہ جناب حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف توجہ فرمائی ہے وہ ان کو سفر میں آئے اور ربذہ میں وداع تین انہیں کے ساتھ رہے پس کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درسیان دنیا اور آخرت کے مختار کیا ہے۔ پس حضور نے آخرت کو اختیار فرمایا اور آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی دنیا نہیں ملے گی اور خدا تعالیٰ نے آپ صاحبوں سے اسکو نہیں ہٹایا اگر ایسی چیز کے لیے جو آپ کے لیے بہت بہتر ہے۔ آپ بیان سو ابشر لیں چلین۔ آپ نے انکار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ۶۱ ہوتا ہوں شہید سو۔

(۱۶) عن محمد بن عمر بن حسن قال كنا مع الحسين بنهري كربلاء فنظر الى الشمري الجوشن فقال صدق الله ورسوله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كاني انظر الى كلب القع بلع في دم اهل بيتي وكان شمرا برص راخرجه ابن عساكر محمد بن عمر بن حسن کہتے ہیں کہ ہم جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہر کربلا پہنچے کہ ناگمان آپ شمر ذی الجوشن کو دیکھا اور فرمایا اللہ اور اللہ کے رسول نے سچ کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم ایک کنو چنگیری کو دیکھ رہے ہیں کہ میرے اہل بیت کو خون کو چاٹ رہا ہے۔ اور شمر برص دار تھا۔

(۱۷) عن امرئسلة قالت رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام باكيا وبأسه ولحيته القباب فضالته فقال شهد قتل الحسين انقار اخرجه الترمذي والد يلى الحواكم والبيهقي) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا روتے ہوئے اور سر اقدس اور ریش مبارک غبار آلودہ سینے و جب استفسار کی آپ نے فرمایا ہم ابھی قتل حسین پرے آرہے ہیں۔

(۱۸) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عشترا بنتي فاطمة ومعها ثياب مصبوغة



بالدم فتعلق بقائمه من قوائم العرش فقول يا عادل احكم بيني وبين قاتل ولدي فحكم لابنتي  
 ورب الكعبة (راخرجه الديلمي) جناب امير السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے  
 تھے قیامت کو رزمیری بیٹی فاطمہ اٹھیں گے اور ان کے پاس خون کا تھڑا ہوا کپڑا ہوگا۔ عرش کے پاؤں  
 کو پکڑ کر کہیں گے اے عادل انصاف کرو درمیان میرے اور میری بیٹی کے قاتل کے۔ پس حکم دیا جائے  
 گا حسب منشا میری بیٹی کی۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے ۔

(۱۹) عن جیحی الحضرمی انه سافر مع علی الى صفین فلما حاذی نینوی نادى صبرا ابا عبد الله بنسط  
 الفرات قلت ما ذی قال ان النبی صلی الله علیه وسلم حدثنی جبرائیل ان الحسین یقتل بنسط  
 الفرات وادانی قبضة من تربته راخرجه ابو نعیم) مجھے حضرمی (جنہون نے جناب امیر کے ساتھ صفین  
 کی طرف سفر کیا ہے) کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام موضع نینوی کے مقابل پہنچے چلا کر فرمانے  
 لگے یا ابا عبد الله فرات کے کنارے صبر کر لو۔ مینے عرض کیا یہ کیا بات ہے جناب امیر علیہ السلام نے  
 فرمایا یہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے آگاہ کیا ہے کہ بے شک  
 امام حسین علیہ السلام فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے اور اس جگہ کی مٹی کی ایک مٹھی مجھے  
 دکھائی ہے ۔

(۲۰) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قاتل الحسین فی تابوت من النار علیہ  
 نصف عذاب اهل النار راخرجه الديلمي والحاکم فی المستدرک والذہبی فی التلخیص  
 جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جناب حسین علیہ السلام  
 کا قاتل آگ کے ایک صندوق میں ہوگا اس پر نصف اہل نار کا عذاب ہوگا۔

عن رأس الجمالوت قال کنا نسمع انه یقتل بکربلا ابن نبی فکنت اذا دخلتها رکعت فرسی  
 حتی اجوز عنها فلما قتل الحسین جعلت السیر بعد ذلك علی هبتی راخرجه الطبرانی فی الکبیر  
 راس مالوت کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ سناتا تھا کہ کربلا میں کسی نبی کا بیٹا قتل کیا جائیگا اور طرح بین کربلا میں  
 پہنچتا تو ادب کی وجہ سے اپنے گھڑ کو ملہ دیاں سو چلا کر ایسا حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے بعد بھی میں اسی  
 طرح وہاں سے گذر کرتا رہا ۔

## جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

قال العلامة ابواسحاق الاسفرائی فی کتابہ السعی بنور العین فی شہد الحسین فیما



الحسین جالساً فی بیتہ یوماً من الايام الا وفارساً فی الی بابہ وطرقہ فقال الحسین من الباب فقبل له رسول  
من اهل الکوفۃ فاذن له بالدخول فدخل علیہ اخرج الکتاب ناول له فاخذہ وقراءہ فاذا هو من اهل  
الکوفۃ ویقولون فیہ یکون فی علمک یا حسین یا ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزید بن معاویہ  
ظلم و سکار و قتل الرجال و نهب الاموال و طغی و قهر و قد عم ظلمہ سائر الاقطار یامر بالمسک و ینہی عن المعصیۃ  
و یثوب الخسر لا یخش اللہ و افش القباخی فی جمیع البلاد و اظهر الظلم و الجور فی العباد و عدم مراقبۃ اللہ  
فی شئی من الاشیاء و اخلف العدل فی الرعیۃ و اظهر الظلم و الجور بالکلۃ و انتاقد ارسلنا الیک یا ابا  
عباد اللہ سابقاً غیر الف کتاب من طلبک ان نخصر الی عندنا و نحن نساعداک علی الیزید و ناخذن خلافتہ  
ابیک و جدک لان الخلافۃ لک و لابیک و لایزید و لا لابیہ تقول حلینا احداً من اهل بیتک و  
نسألك بحق جدک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان تضرع الینا و ان لم تضرع ففی غد یدعی اللہ منحناً  
خاصمناک و نقول یا ربنا ظلمنا الحسین و رضی فینا بالظلم ما جوابک الذی تقولہ اللہ و تتخلص بہ من  
حقوق اللہ فلما قرأ الحسین المکتوب اشفع جلد خوافاً من اللہ تعالی راہتی، عذرا بوجہ حق ہر کسی اپنی  
کتاب مسمی بہ نور العین فی مشہد الحسین من کہنے میں کہ ایک دن جناب امام حسین علیہ السلام اپنے گھر میں بیٹھے  
ہوئے تھے کہ کوفہ کے ایک سوار نے دروازہ کھٹکھٹایا جناب امام حسین نے فرمایا دروازہ پر کون ہے عرض کیا  
گیا اہل کوفہ کا ایک گچھی ہے آپ نے اسکو اندر داخل ہونیکا اذن دیا اس نے داخل ہو کر جناب امام کو ایک خط دیا  
اپنے اسکو لیکر پڑھا دیکھا کہ وہ خط اہل کوفہ کی طرف سے ہے اس میں کہتے ہیں، یا امام حسین اسے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے آپکو معلوم ہوگا کہ یزید بن معاویہ نے ظلم اور جور اور بے گناہوں کو قتل کرنا اور  
لوگوں کے مال کا لوٹنا شروع کیا ہے اور سب کو بھی اور غزو کو اختیار کیا ہے ہر طرف اسکا ظلم پھیل گیا ہے یہاں  
باتوں کے لیے حکم کرتا ہے اور اچھی باتوں سے باز رکھتا ہے شراب پیتا ہے خدا سے نہیں ڈرتا تمام شہروں  
میں برائیوں کو پسند کرتا ہے ظلم اور جور کو خدا کے بند و نیکو ظاہر کرتا ہے کسی نے کسی نے میں خدا سے خوف  
نہیں کرتا۔ عدل کو رعیت سے پوشیدہ اور ظلم و جور کو بالکل ظاہر کر رکھا ہے یا ابا عبد اللہ ہم پہلے قریب ایک ہزار  
خط کے آپ کی خدمت میں بھیج چکے ہیں ہم آپ کی تشریف آوری کے لیے عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس  
تشریف لائیں ہم آپ کی یزید کے مقابلہ میں مدد کریں گے آپ پر باپ دادا کی خلافت کو لیں کیونکہ خلافت آپ کا اور آپ کے  
والد بزرگوار کا حق ہے نہ یزید اور اسکے باپ کا آپ ہم پر باپ چاہل بیت میں سے کسی کو دلی کر کے سمجھ میں ہم  
آپ کے جد امجد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیکر عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ اگر آپ  
تشریف نہیں لائیں گے ہم کل خدا کے سامنے آچھو ہرگز نیٹے اور ہم کہیں گے اسے ہر پروردگار امام حسین علیہ



السلام نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہم میں ظلم اور جور کو روا رکھا ہے آپ خدا کو کیا جواب دیں گے اور اس کے حقوق سے  
 کیونکر جوڑیں گے جب جناب امام حسین علیہ السلام نے خط کو پڑھا آپ کے بدن مبارک پر روئ گئے کہڑے ہو گئے  
 خدا پاک کے خون سے

قال عمار بن معاوية الذهبي قلت لابي جعفر محمد بن علي بن الحسين حدثني عن مقتل الحسين كافي  
 حضرتہ قال مات معاوية الوليد بن عتبة بن ابي سفيان على المدينة فارسل الى الحسين لياخذ بيعة  
 ليليه فقال اخرفني ورفق به فاخره فخرج الى مكة فاناه رسل اهل الكوفة انا قد حبسنا انفسنا عليك  
 ولسنا... فخرجوا الى الكوفة فبعث الحسين اليهم مسلما فقال سر الى الكوفة فانظروا كتبوا فان كان حقا  
 قد مت اليه فخرج مسلم حتى اتى المدينة فاخذ منها وليلين فمرا به في البصرة فاصابهم عطش فمات  
 احد الدليلين فقدم مسلم الكوفة فترى على رجل يقال له عويجة فلما علم اهل الكوفة بقدر و...  
 دفوا اليه فبايعه منهم اثنا عشر الفا فقام رجل ممن يهوى يزيد بن معاوية الى النعمان بن بشير  
 قال انك ضعيف مستضعف قد فسد البلد فقال له النعمان لان اكون ضعيفا في طاعة الله  
 احب الي ان اكون قويا في معصية الله ما كنت لا هتك ستر فكتب الرجل بذلك الى يزيد فدعا  
 يزيد مولاه يقال له سرحون فاستشاره فقال له ليس للكوفة الا ابن زياد وكان ممن عز له  
 عن البصرة فكتب اليه يرضاه عنه وانه قد اضاف اليه الكوفة وامره ان يطلب مسلما فان ظفربه  
 قتله فاقبل بن زياد في وجوه اهل البصرة حتى قدم الكوفة ملتبسا فلما علم على احد الا قال له اهل  
 المجلس عليك السلام يا بن رسول الله يظنون الحسين قد قدم عليهم فلما نزل بن زياد القصر دعا  
 مولاه فدفع اليه ثلثة الاف درهم فقال اذهب حتى تسال عن الرجل الذي يبايعه اهل الكوفة  
 فادخل عليه اعلم انك من حمص وادفع اليه المال وبايعه فلم يزل المولى يتلطف حتى ولوه  
 على شيخه بل لبيعة فذكر له امره فقال لقد سرتي اذ هذا الله وخافني ان امرنا لم يستحكم فمادخله  
 على مسلم فبايعه ودفع له المال وخرج حتى اتى ابن زياد فاخبره وتحول مسلم حين قدم  
 ابن زياد من تلك الدار الى داره فاني ابن عروة المرادي وكان ابن زياد قال لاهل الكوفة ما بال  
 هاني ابن عروة لم ياتني فخرج اليه محمد بن الاشعث في اناس من وجوه اهل الكوفة وهو على  
 باب داره فقالوا له ان الامير قد ذكرك واستبطاك فانطلق اليه فركب معهم حتى دخل  
 على بن زياد وعنده شريح القاضي فلما سلم عليه قال له يا هاني ابن مسلم بن عقيل فقال لا ادري



فخرج اليه المولى الذي دفع الدارهم الى مسلم فلما راه سقط في يده قال ايها الامير والله ما دعوتني الى  
 منزلي ولكنه جاء فطرح نفسه علي فقال اتيتني به فتلکاء فاستدناها فادنوه فضربه بالقضيب فامر مجيب  
 فبلغ الخبر قومه فاجتمعوا على باب القصر فسمع ابن زياد الجلبة فقال لشريح القاضي اخرج اليهم فاعلمهم  
 اني انما جئت لاسيما عن خبر مسلم ولا باس اليه مني فبلغهم ذلك فتفرقوا ونادى مسلم لما بلغه  
 الخبر شعارة فاجتمع اليه اربعون من اهل الكوفة فركب وبعث ابن زياد الى وجوه اهل الكوفة فجمعهم  
 عنده في القصر فامر كل واحد منهم ان يثرت على عشيرة فيردهم فكلهم وهم فجمعوا ويتسلطون فامسى مسلم  
 وليس معه الا عدد قليل منهم فلما اختلط الظلام ذهبوا ايضا فلما بقى وحده تردد في الطريق  
 بالليل فاتي باب امرأة فقال اسقني ماء فسقته فاستمر قائما فقالت يا عبد الله انك متراحم فثانك  
 قال انا مسلم فهل عندك ماوى قالت نعم ادخل فدخل وكان لها وان من موالى محمد بن اشعث  
 فانطلق الى محمد بن اشعث فاخبره فلم يفيجيا مسلم الا والد ارقد احيط بها فلما رأى ذلك خرج  
 بسيفه يدفعهم عن نفسه فاعطاه محمد بن اشعث الامان فامكن من يده فاتي به الى ابن  
 زياد فامر به فاصعد على القصر ثم قتله وقتل هاني بن عروة واصله ولما يبلغ الحسين ذلك  
 حتى كان بينه وبين القادسية ثلثة اميال فلقيه الحر بن يزيد التيمي فقال ارجع فاني لمرادك خيرا  
 واخبره الخبر ففهم ان يرجع وكان معه اخوة مسلم فقالوا والله ما نرجع حتى نصيب ثمارنا او نقتل  
 ما رواه وكان ابن زياد قد جهز الجيش بملاقاته فلاقوه بكريل فقتلها ومعه خمسة واربعون نفسا  
 من الفرسان ونحو مائة راجل فلقيه بالحسين واميرهم عمر بن سعد ابن ابي وقاص وكان بن زياد  
 وكلاء الري وكتب له بعهده عليها اذا رجع من حرب الحسين فلما التقيا قال له الحسين اختر  
 مني احد ثلث امان الحق تبغ من الثغور واما ان ارجع الى المدينة واما ان اضع يدي في يدي زيد  
 فقيل ذلك لعمر بن سعد منه فكتب فيه الى زياد فكتب اليه لا قبل منه حتى يضع يدي فامتنع حين  
 بقاتلوه فقتل معه اصحابه ومنهم سبعة عشر شابا من اهل بيته ثم كان اخذ ذلك ان قتل واتي  
 برأسه الى ابن زياد فارسله ومن بقي من اهل بيته الى يزيد منهم علي بن حسين كان مريضا ومنهم  
 عمته زينب بنت فاطمة فلما قدموا على يزيد ادخلهم على عياله ثم جهزهم الى مدينة راصابه  
 في تمير الصحابة لابن حجر) عمار بن معاوية زمي كهنه بين كرمين جباب ابو جعفر محمد بن علي بن حسين عليه  
 وعلى آباء السلام عرض كيا كآب بجبه جباب حسين عليه السلام كي شهادت كا ذكر اسطر سويان كرين كه  
 اسكي تصوير سيري الكونين بهر جائے آتپے ارشاد كيا كه حيا امير معاوية مرگيا ان دون من وليد بن عثمان بن



ابی سفیان مدینہ کا حاکم تھا۔ اس نے جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف زید کی بیعت کرنے کے لیے پیغام بھیجا آپ  
 نے فرمایا مجھے مہلت دو اور زری کی اس نے مہلت دی آپ مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے پاس کوفیوں  
 کے خط پہنچے کہ ہم نے آپ کی بیعت سے روک رکھا ہے۔ اور ہم حاکم کے ساتھ نماز  
 جوہر میں شریک نہیں ہوتے آپ ہماری پاس اپنا آدمی اپنے گھر کے لوگوں میں سے بھیجیں اند نون نعمان  
 بن بشیر الانصاری کوفہ کا حاکم تھا جناب امام حسین علیہ السلام نے ان کے پاس مسلم کو بھیجا اور فرمایا کوفہ  
 کی طرف جاؤ اور دیکھو یہ کیا کہتے ہیں اگر سچ ہے تو ہم کوفہ میں آئیں۔ مسلم وہاں سے مدینہ طیبہ میں آئے  
 اور وہاں سے دور رہنا اپنے ساتھ لیکر میاں بن کی طرف نکلے۔ پاس کیوجہ سے ایک ہمار گیا۔ اور مسلم  
 کوفہ میں پہنچ گئے اور عمو سحیح نامی ایک شخص کے گھر میں فرو شک ہوئے جب کوفیوں کو ان کی تشریف آوری  
 کی خبر ملی تو جو حق جو حق ان کی خدمت میں آئے۔ بنے لگے اور ان میں سے دس ہزار آدمی نے بیعت کی۔ ایک  
 شخص زید کی ہوا خواہوں میں سے نعمان بن بشیر سے کہنے لگا تو ضعیف ہے ایسے شہر مگر لگایا ہے  
 نعمان بن بشیر نے کہا اگرچہ میں خدا کی طاعت میں ضعیف ہوں لیکن میں سکو اس سے بہتر سمجھتا ہوں  
 کہ خدا کی معصیت میں قوی ہوں میں نے کہی کسی کی پردہ درسی نہیں کی۔ اس آدمی نے یہ جرات یہ دیکھ  
 لکہ یہ بھیجا زید نے اپنے غلام سر حون کو مشورہ کیا اس نے رائے دی کہ سو فتنہ کرنے کی حکومت کے لیے  
 ابن زیاد ملعون سے کوئی زیادہ لائق نہیں زید نے سکو بصرہ سے معزول کیا ہوا تھا۔ زید نے سکو خط  
 لکھ کر خوشنود کر لیا اور اس کی حکومت میں کوفہ کو اور بڑا دیا اور حکم دیا کہ کوفہ میں پہونچ کر مسلم کو تلاش کر دو  
 اگر وہ ہاتھ لگ جائیں تو مار ڈالے۔ ابن زیاد اہل بصرہ کے سامنے کوفہ کو روانہ ہوا۔ اور لباس بد لکرت  
 کہ اندھیرے میں داخل کوفہ ہوا کسی آدمی کے پاس کو نہیں گنتا تھا کہ وہ اور اہل مجلس کو جناب امام حسین  
 علیہ السلام کا گمان کر کے السلام علیک یا ابن رسول اللہ نہیں کہتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ جناب  
 امام حسین علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں۔ جب ابن زیاد قصر دار الامامہ میں اترا اس نے اپنے ایک غلام  
 کو تین ہزار درہم دیے اور کہا جا کر اس شخص کو تلاش کر کہ جس کی اہل کوفہ بیعت کرتے ہیں۔ اور اسکے پاس  
 پہونچ کر جیلا کہ میں حص سے آیا ہوں اور یہ روپیہ سکو دے اور اس کی بیعت کر۔ وہ غلام پہونچ سے ہر  
 ایک سے ہلاکت پوچھتا پوچھتا رہا۔ بیان تک کہ سکو ایک بزرگ کے پاس لے گئے اس نے اسکے پاس اپنا حال  
 بیان کیا۔ وہ بزرگ بولا کہ مجھے سرت حاصل ہوگی جبکہ تجھے اور مجھے اللہ تعالیٰ ہدایت دیگا۔ ہمارا کام  
 ابھی بچتا نہیں ہوا ہے پہر سکو مسلم کے پاس لے گیا اور اس نے بیعت کی اور وہ مال انکو دیدیا وہاں  
 سے نکلا ابن زیاد کے پاس آیا اور خبر بیان کی۔ جیسا ابن زیاد کوفہ میں آیا تھا تو سوقت مسلم عمو سحیح کے گھر



سے ہانی بن عروہ مرادی کے گھر میں چلو گئے تھے۔ ابن زیاد لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ ہانی کا کیا حال ہے وہ میرے  
 ملنے کو نہیں آتا۔ پس محمد بن شعث اکابر ہلال کوفہ کے ساتھ اسکے پاس گیا وہ اس وقت اپنے گھر کے دروازے  
 پر تھا اسکو کہنے لگا امیر تجھے یاد کرتا ہے اور تیرے نہ ملنے کی وجہ پوچھتا ہے وہ اسکے ساتھ گھوڑے پر سوار  
 ہو کر ابن زیاد کے پاس گیا ابن زیاد کے پاس اس وقت قاضی شریح بھی موجود تھا حبیاس نے ابن زیاد  
 کو سلام کیا ابن زیاد بولا اسے ہانی مسلم کہاں ہیں وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا ہوں ابن زیاد نے  
 اس غلام کو جس سے کہ درہم دیئے تھے اسکے سامنے کیا جب ہانی نے اس غلام کو دیکھا ابن زیاد کے  
 سامنے زمین پر گر گیا اور کہنے لگا اے امیر میں نے مسلم کو اپنے گھر میں نہیں بلایا وہ خود آگیا ہے ابن زیاد  
 نے کہا اسکو میرے پاس لاؤ کہ مسایا لوگوں نے اسکو پکڑ کر نزدیک کیا ابن زیاد نے چٹری سے اسکو مارا اور  
 اسکے قید کرنے کا حکم دیا جب یہ خبر اسکی قوم کو پہونچی قصور الالامہ کے دروازہ پر اکٹھے ہو کر آئے جب  
 ابن زیاد نے جبکہ اس قاضی شریح سے کہا لنگر اٹھو کہہ دے کہ میں نے ہانی کو اسلئے بند کیا ہے کہ  
 اس سے مسلم کی خبر پوچھیں مجھ سے کوئی تکلیف اسکو نہیں پہونچے گی۔ لوگ سنکر متفرق  
 ہو گئے جب مسلم کو ہانی کے قید ہونے کی خبر لگی کوفہ کے چالیس ہزار مرد اسکے پاس جمع ہو گئے اور مسلم  
 سوار ہوئے اس وقت قصر میں ابن زیاد کے پاس اکابر کوفہ جمع تھے اس نے انکو حکم دیا کہ اپنے اپنے قبیلہ  
 سے بائین کر کے انکو لوٹا دو وہ انکو تسلی دینے لگے شام کی وقت مسلم کے پاس چند نفر کو سوا کوئی باقی نہ رہا  
 جب انمیرا ہو گیا تو وہ بھی جاتے رہے اور مسلم اکیلے رہ گئے رات کو راہ میں ہتک کر ایک عورت  
 کے دروازہ پر پہونچے اس عورت سے کہا مجھے پانی پلا اس نے پانی پلایا اور کہا اے بندہ ظلماء  
 تم پریشان معلوم ہوتے ہو تمہارا کیا حال ہے اسکا کہا میں مسلم ہوں آیا تیرے پاس آہم کی جگہ ہے  
 اس عورت نے کہا ہاں اپنا اندر آئیے آپ اندر گئے اس عورت کا ایک بیٹا تھا جو محمد بن شعث کی غلامی  
 کیا کرتا تھا۔ اس نے جاکر محمد بن شعث کو خبر پہونچائی۔ ناگہان مسلم کیا دیکھتے ہیں کہ تمام گھر کا لوگوں نے  
 محاصرہ کر لیا ہے جب مسلم نے یہ دیکھا اپنی تلوار کھینچ کر باہر نکلے اور جنگ کرنے لگے محمد بن شعث نے ان کو  
 امان دیکر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ہمراہ لیکر ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انکو قصر کی چیت پر لجاؤ  
 لوگوں نے چیت پر چڑھا کر انکو شہید کیا اور ہانی بن عروہ کو بھی مار ڈالا اور دونوں کی نعش کو لشکر وایا یہ خبر جانا  
 امام حسین علیہ السلام کو نہ ملی جب تک کہ وہ قادسیہ سے قرین میل پر پہونچ گئے۔ آپ صحر بن زید القیمی ملا  
 اور عرض کیا آپ واپس نشرفین لپچاویں اور انکو مسلم کے شہید ہونے پر آگاہ کیا حضرت کو رکاب سعادت میں  
 مسلم بن عقیل کے بسای بھی تھے۔ انہوں نے کہا جب تک کہ ہم بدلا زمین یا قتل نہ ہو جائیں وادہ محمد (پا)



اذ قتل انقلابتم علی اعقابکم واللہ لا ینقلب علی اعقابنا بعد اذ ہدانا للہ ولین ما قاتلنا قتلنا علی ما قاتلنا  
 علیہ حتی اموت واللہ انی لآخرہ وولید ابن عمہ ووارثہ ومن احق بہ منی راخرجہ احمد والنسائی ابن  
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر المومنین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں فرمایا کرتے تھے کہ پروردگار  
 فرماتا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی بیویوں کو بل لوٹ جاؤ گے خدا کی قسم  
 ہے ہم ہرگز اپنی بیویوں کے بل نہیں لوٹیں گے جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ حکم ہدایت فرمائی ہے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 رحلت فرما جائیں یا قتل ہو جائیں ہم ٹہن گے جیسے کہ وہ لڑتے رہے ہیں یہاں تک کہ ہم یہی بار ہو جائیں خدا کی قسم تب میں انکا  
 بہائی اور چچا کا بیٹا اور وارث ہوں مجھ سے کوئی زیادہ حقدار ہے۔  
 (۱۴) عن بريدة الاسلمی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي وصي ووارث وان عليا وصي ووارثي  
 راخرجہ البغوی فی معجمہ والدریابی فی فردوس الاخبار بريدة الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر ایک نبی کا وصی اور وارث ہوتا رہا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے۔  
 (۱۵) عن ربيعة بن معاوية بن جندب قال قال لعلي يا امير المؤمنين كيف ورثت ابن عمك دون عمك قال جمع رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم بيني وبين عبد المطلب فصنع لهم مدام طعام فاكلوا يعني تبعوا وبقوا الطعام كان لم يمس  
 ثم دعا بخمرة فشربوها حتى راوا وبقوا لشراب كان لم يمس فقال يا بني عبد المطلب اني بعثت اليكم خاصة  
 والى الناس عامة وقد رأيت من هذه الآية ما قد رأيتم فاليكم بياعني علي ان يكون اخي وصاحبي ووارثي  
 ووزيري فلم يقم اليه احد فقلت اليه وكنت اصغر القوم سنا فقال اجلس ثم قال ثلث مرات كل ذلك يا قوم  
 اليه فهو يقول اجلس حتى كان في الثالثة فضرب يده على بدي ثم قال انت اخي وصاحبي ووزيري  
 فبذل لك ورثت ابن عمي دون عمي راخرجہ احمد في المسند والنسائي في الخصائص وابن جرير في تهذيب  
 الآثار والضياء في المختار (۱۶) ربيعة ابن معاوية کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب امیر المومنین اپنے  
 اپنے چچا کو چور کر اپنے ابن عم کا ورثہ کیوں پایا ہے جناب امیر نے فرمایا ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور انکے لیے کھانا ایک پیانے میں لکھا یا وہ کھانے کو آئے اور کھانے لگے یہاں تک کہ  
 سیر ہو گئے اور کھانا جو لکھا توں بچا رہا ہر حضرت نے شربت کا سٹکا منگوایا لوگ شربت پینے لگے یہاں تک کہ سیر  
 ہو گئے اور شربت بچ رہا۔ گویا کہ کسی نے چور کیا نہ ہو۔ ہر حضرت نے فرمایا اے بنی عبد المطلب میں تمہاری لئے خاں  
 کر مبعوث ہوا ہوں اور عام طور سے اور لوگوں کی طرف تم نے اس معجزہ کو دیکھا ہے۔ پس تم میں کوئی ہے کہ  
 میری بیعت کرے اور میرا بہائی اور دوست اور وارث اور وزیر بنے ان میں سے کوئی نہ اٹھا۔ میں کھڑا ہو گیا  
 اس وقت سب چپوٹا ہوا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جا ہر مین دفعہ حضرت نے وہی کلمات ارشاد فرمائی



نہیں جائیں گے۔ ابن زیاد نے انکو لیے فوج تیار کی ہوئی تھی جو ان سے کر بلا میں آئی اس فوج کا امیر عمر بن سعد ابن ابی وقاص تھا ابن زیاد نے رسی کی حکومت کا اس کے وعدہ کیا تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے کے بعد اس ملک کا اسکو حاکم کیا جائیگا جناب امام حسین علیہ السلام نے اس سے کھیلا فرمایا کہ تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرے یا تو ہمیں کسی قلعہ تک پہنچ جائے دے۔ یا ہم مدینہ طیبہ کو لوٹ جائیں یا کچھ زبرد کے پاس پہنچا دے۔ عمر بن سعد پچھلی شرط کو قبول کیا اور ابن زیاد کو لکھ بھیجا ابن زیاد نے جواب میں لکھا میں قبول نہیں کرتا حسین کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا جانا چاہیے جناب امام حسین علیہ السلام نے اسکو قبول نہ فرمایا۔ سب بات پر جنگ شروع ہو گئی اور آپ کے ساتھ تمام آپ کے صحابہ شہید ہو گئے ان میں آپ کے اہل بیت کے سترہ جوان تھے آپ کے آخر میں شہید ہوئے آپ کا سر اقدس ابن زیاد کے پاس لائے ابن زیاد نے اسکو اور آپ کے اہل بیت کو زبرد کے پاس بھیج دیا۔ ان میں جناب علی بن حسین علیہ السلام مر جض تھے۔ اور جناب کلبہ بن ابی جوفی حضرت زینب بنت فاطمہ علیہا السلام بھی تھیں زینب نے انکو مدینہ منورہ میں بھیج دیا۔

(۳) وقته سنان بن انس النخعی وقيل قتله رجل من بني مدح وقيل قتله شمر بن ذی الجوشن وکل شمر برص واجهز حولی بن یزید الا صبحی من حمیر برأسه واتی به الی بن زیاد لاستیعاب جناب امام حسین علیہ السلام کو سنان بن انس نخعی نے قتل کیا ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ بنی مدح کے ایک آدمی نے بعض کہتے ہیں شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا ہے اور شمر برص دار تھا۔ اور حولی بن یزید الا صبحی آپ کا سر اقدس نیزہ پر چڑھا کر ابن زیاد کے پاس لایا تھا۔

(۴) واختلف فی سن الحین یوم قتله فقيل قتل وهو ابن سبع وخمسين وقيل قتل وهو ابن ثمان وخمسين (استیعاب) آپ کے سن مبارک میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شہادت کر وقت ستاون برس کے تھے بعض اثناون برس بیان کرتے ہیں۔

(۵) عن هلال بن نافع انه قال كنت واقف مع عمر بن سعد احدث واذا الصياح يقول البئر ايها الامير فقد قتل الحسين فواحه ما رأيت قتيلاً مضطجاً بدم مثله وعلى هذا نور وجهه وجماله يصعد الى السماء ثم حضرت مافی بدنه من جراح السيف والرماح والبنال فوجدت مائة وعشرين جرحاً (فقد العين في مشهد الحسين) هلال بن نافع کہتا ہے کہ میں عمر بن سعد کے پاس کھڑا ہوا بائیں کر رہا تھا کہ ایک چلاتا ہوا آیا اسے امیر بشارت ہو حسین مارے گئے ہلال کہتا ہے خدا کی قسم ہے میں نے کسی قتیل کو خون میں تھڑا ہوا انکی مانند نہیں دیکھا اور باوجود



اسکے چہرہ کا نور و جمال آسمان کی طرقت صعود کر رہا تھا۔ پھر سینے کے جسدا طہر کے خون کا شمار کیا جو طور ارون  
سے اور نیزون سے اور تیرون سے لگے تھے کل ایک سو بیس زخم تھے +

(۷) انه قتل علی اس احدی و ستین یوم الجمعۃ و قیل یوم السبت و هو یوم عاشوراء من المحرم  
بکربلا من الرض العراق راسد الغایہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کے  
ابتداء میں جمعہ کے دن ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہفتہ کے دن ہوئی ہے دسویں محرم کو کربلا کے میدان  
میں جو ملک عراق میں واقع ہے +

(۸) عن حبیب بن ثابت قال لما اصاب الحسین قال زید بن ارقم بیابا المسجد فاعلمتموها اشهد  
انی سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم اللہم انی استودعکما وصالح المؤمنین فقیل لابن زیاد  
ان زید بن ارقم قال کذا و کذا فقال ذاک شیخ قد ذهب عقله راخرجه الطبرانی فی الکبیر  
حبیب بن ثابت کہتا ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے زید بن ارقم نے مسجد کے دروازہ میں بیان کیا یا تم نے یہ کیا فعل کیا ہے میر  
گوایا تیاہوں کہ میں نے تم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ای پروردگار میں اندون کو اور صالح المؤمنین کے سر پر کرتا ہوں  
جب یہ بات ابن زیاد کو بیان کی گئی زید بن ارقم یوں کہتے ہیں وہ کہنے لگا یہ سب بڑا بے عقلی عقل جاتی  
رہی ہے۔

## جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت و چہرہ کا نور

(۱) عن حبیب بن ثابت قال سمعت الجنة تنوح علی الحسین وھی تقول ۛ مسح النبی جینیہ ۛ فله  
بریق فی الحد و آباہ فی علیا قریش و جدہ خیر الجود راخرجه ابو نعیم حبیب بن ثابت کہتا ہے  
کہ میں نے پر یوں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر روتے سنا ہے کہ کہنی تبین ربی صلی اللہ علیہ  
و سلم نے انکے ماتھے کو چومے ہے انکے رخساروں میں چمک تھی۔ انکے مان باپ قریش کے بزرگ تھے۔ انکو  
نامناسب ناماؤن سے بہتر تھے +

(۲) عن امرئۃ قلسا کانت لیلة قتل الحسین سمعت قائلا یقول ۛ ایہا القائلون جہلا حسنا ۛ  
البشر و بالعداب و التکیل + قد لعنتم علی لسان ابن داؤد + و موسی و حامل الانجیل رصو عن  
عروہ جناب امام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت میں ایک  
کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اے جہالت کے امام حسین کے قتل کرنے والو تمکو مذاب اوخواری  
کی بشارت ہو تم پر لعنت ڈالی جا چکی ہے سلیمان ابن داؤد کی اور موسی اور حامل انجیل یعنی عیسیٰ کی



زبان سے

(۱) عن حبیب بن ثابت عن ام سلمة قالت ما سمعت نوح الجن منذ بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم الا اللبلة وما اری ابی الا قد قتل یعنی الحسین فقلت لجارية اخرجی فاسئلی فاخبرت انه قد قتل واذا الجنة تنوح ه الا باعین فابتلی الجهد - ومن یبکی علی الشہداء بعدک علی رطاق قدور المنايا الی منجد فی ملک عہدک اخرجہ ابو نعیم) حبیب بن ثابت جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی تھیں حبیبہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا مجھے سوا اس رات کے کبھی جنات کے نوح کی آواز نہیں سنائی دینی یہ وقت سمجھا کہ میرا بیٹا یعنی حسین پیارا مارا گیا ہے مجھے اپنی خاویز سے لیا کہ باہر نکل اور پوچھ اس نے مجھے خبر لاکر دی کہ وہ شہید ہو گئے ہیں وہ یہ نوح کرتی تھیں بخبردار ہولے میرے برونیوالی آنکھ اور سعی کر رہے ہیں - اور میرے بعد شہیدوں پر کون رو لگا ایسے گروہ پر کہ موت انکو پہنچ کر لے گئی طرقت ملک اور زمانے کے ظالم بادشاہ کے

## امام حسین علیہ السلام کے اقدس کی کرستین

(۱) عن المنہال بن عمرو قال انا و الله رأیت رأس الحسین حین حمل وانا بد مشق وین بدی الساس رجل یقر سورۃ الکہف حتی یبلغ قولہ تعالیٰ امر حسبت ان اصحاب الکہف الرقیم کافوا من آیاتنا عجباً فانطق الله الراس بلسان ذرب فقال اعجب من اصحاب الکہف قتلی وحملی (اخرجہ بن عساکر) سنال بن عمرو کہتا ہے کہ و امہ میں نے دیکھا کہ جبکہ جناب امام حسین علیہ السلام کے اقدس نیزہ پر چڑھایا گیا اور میں اسوقت و مشق میں تھا - سر اقدس کے سامنے ایک مرد قبر آن شریف کی سورہ کہف پڑھ رہا تھا جب اس آیت کریمہ پہنچا کہ جب کا ترجمہ مبارک یہ ہے کہ کیا جانتے اصحاب کہف اور قمیت تھے وہ بھاری عجیب نشانیوں میں سے - سر اقدس فصیح زبان سے بولا کہ اصحاب کہف کو میرا قتل اور نیزہ پر چڑھایا جانا زیادہ تعجب انگیز ہے

(۲) عن ابی قنبل قال قتل الحسین واجتروا رأسہ وقعدوا فی اول مرحلہ بشریف التبیید



فخرج علیہ صر قلم من حدید فکتب سطر ابدام ۵۰ ترجوا امة قتلت حسینا - شفاعتہ جبکہ یوم الحساب  
(مخرجہ ابو نعیم) ابی قنبل کہتا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور آپ کا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا  
گیا۔ اور وہ لوگ پہلے مرحلہ میں بیٹھ کر شراب پینے لگے غریب سے ایک قلم نکلا اور اس نے خون سے یہ سطر لکھی۔  
۵۰ آیا وہ امت کہ جس نے امام حسین کو شہید کیا ہے۔ قیامت کو روزِ ہسکی جبکہ شفاعت کی امید رکھ سکتی ہے  
پر گز نہیں +

(۳) عن الواقدي ان شخصا منهم علق في سبب فرسه راس الحسين فرأى بعد أيام وجهه اشهد  
سوادا من الفار فقبل انك كنت انصر العرب وجها فقال ما مرت على ليلة حين حملت تلك الرأس  
الا وان كان ليأخذ ان بضبعي ثم ينهنيان لي لي النار تاجح فيدفعاني فيها وانا انكصفت ففعلني  
كما ترى ثم مات على اقبية حاله (تذکرہ خواص الامہ) واقدي رحمة اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ان  
میں سے ایک شخص نے جناب امام کا سر اقدس اپنے گھوڑے کی دھڑی سے باندھ لیا۔ بعد چند روز کے دیکھا  
گیا کہ سب کا موٹہ کالا کیا ہوا ہے۔ اس سے پوچھا گیا تو عرض کیا سبزہ رنگ والوں میں شمار کیا جاتا تھا  
وہ کہتے تھے گلابی سر اس سر اقدس کو اٹھایا تو مجھ پر ایک رات گزرتی تھیں باپنی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ  
دوا آدمی میری گردن پکڑ کر بڑکی ہوئی آگ میں پھینک دین اور میں پیچھے ہٹتا ہوں پس آگ نے سونہ جھلس دیا  
جیسے کہ تو دیکھتا ہے۔ پردہ پری حال سے مرگیا +

## جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلون کی سزا

(۱) عن ابن عباس قال ادعى الله تعالى الى نبيه صلى الله عليه وسلم اني قتلت بيحيى بن زكريا سبعين  
الفاد اني قاتل بابن بنتك سبعين الفار اخرجوا الحاكم من طرق متعددة وصححه ابن عباس رضي  
الرحمة عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ بیٹے بیچے بن زکریا  
کے بدلے ستر ہزار آدمی کو مارا ہے اور تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار کو مار دینا لاہون +

(۲) عن سفیان عن جدته قالت شهد رجلا قتل الحسين فاما احدهما طال ذكره حتى كان يلفه  
على عنقه كانه جبل واما الاخر يستقبل الراوي بفيه حتى ياتي على اخرها فما يروى اخرج ابو نعیم  
و منصور بن عمار سفیان اپنے دادا سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ دوا آدمی جناب امام حسین کے  
قتل پر موجود تھے پس ان دونوں میں سے ایک کا ذکر اس قدر لٹا ہو گیا کہ وہ کسی کی طرح سے اپنی گردن کے ساتھ  
پیشا تھا اور دوسرے کا یہ حال تھا کہ ایک شکوہ لگانا نہا پر دوسرے کو لگاتا تھا اور وہ اسکی نہیں سمجھتی تھی پس



ایک آدمی کو دیکھا کہ اسکا منہ مثل خنزیر کے ہے وہ کہتے لگا کہ میں جناب علی علیہ السلام پر پروردگار ایک ہزار مرتبہ  
نعت کیا کرتا تھا اور ہر جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ انہی اور انکی اولاد علیہم التحیۃ و السلام سب کا پکارتا تھا۔  
ایک دفعہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا منصور کہتا ہے کہ اس شخص نے ایک  
طویل خواب بیان کیا۔ اس میں سے یہی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضور نبوی میں اس شخص  
کی شکایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہونہر پر تھوکا جہاں پر حضور کا تھوک پڑا وہ جگہ خنزیر کی  
شکل بن گئی۔ اور وہ آدمی لوگوں کے لیے ایک خدا کی نشانی ہو گیا۔

(۱۰) لما ارسل عمرو بن سعد عمرو بن الحجاج علی خمس مائۃ فارس فانزلوا علی الشریطۃ وحالوا بین  
الحسین و بین الماء وفادی عبد اللہ بن حصین الازدی یا حسین اما تنظر الی الماء لادن وقت منہ  
قطر حتی تموت عطشا فقال الحسین اللہم اقلہ ولا تغرقہ ابدا قال فمرض فیما بعد فکان  
لیثر یلما لقلۃ ثم قی ثم یجود فلیشرب حتی یفرغ ثم یقی ثم یشریب فیما یروی فما زال کذلک  
رکامل ابن اثیر) حبیب عمرو بن سعد نے عمر بن حجاج کو پانچ سو سوار دیکر بھیجا اور وہ فرات کے کنارہ پر جا  
اڑے اور جناب امام حسین علیہ السلام اور دریائے فرات کے درمیان حائل ہو گئے عبد اللہ بن حصین  
الازدی نے پکار کر کہا یا حسین پانی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھیے آپ اس سے ایک قطرہ ہی نہیں پی سکتے  
ہیائے شک کہ آپ پیا سے مر جائیں جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے میرے پروردگار اس کو  
ہلاک کر اور بخش نہیں کہتے ہیں کہ واقعہ کر بلا کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور پانی کی شک پی جاتا تھا اور  
بہرے کر دیتا تھا اور ہر پانی پیتا تھا اور بہرے کرتا تھا اور سیرگزی اسکی سیری نہیں ہوتی تھی مرنے  
لگے اسکا یہی حال رہا۔

(۱۱) عن السروق قال تقدم رجل عن عکرم بن سعد بقال له ابن حوزہ فقال للحسین یا  
حسین البشر بالنار فقال الحسین کذبت بل اقدم علی رب حیم وشفیع مطاع فمن انت قال  
ابن حوزہ فوفع الحسین یدیه فقال اللہم حرقہ بالنار فغضب بن حوزہ فاقحم فرسہ  
فی نحره فعلق قد مر فی الکاب وابل بالفرس فسقط عنها فانقطعت فخذه وساقه  
وقد مر ولقی حبیب الاخر متعلقا بالکاب یضرب بہ شجر حرجی مات (رکامل ابن اثیر)  
سروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص عمر بن سعد کے لشکر کا جسے ابن حوزہ کہا کرتے تھے بیکر  
کہنے لگا اے حسین تمکو آگ کے بشارت ہو جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے  
بلکہ میں رب حیم اور نبی شفیع اور مطاع کی طرف بڑھنے والا ہوں اور فرمایا تیرا نام کیا ہے اس نے



فخرج علیہم فلم یزحل یل فکتب سطر ایدم ۵ اترجوا امۃ قتلت حسینا - شفاعۃ جلا یوم الحساب  
(الخروجہ ابو نعیم) ابی قنبل کتاب ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور آپکا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا  
گیا۔ اور وہ لوگ پہلے مرحلہ میں بیشک شراب پینے لگے غیب سے ایک قلم نکلا اور اس نے خون سے سطر لکھی۔  
۵ آیا وہ مرے کہ جس نے امام حسین کو شہید کیا ہے۔ قیامت کو روز اسکی جبکی شفاعت کی امید رکھ سکتی ہے  
ہرگز نہیں +

(۳) عن الواقدی ان شخصا منهم علق فی سبب فرسہ داس الحسین فرای بعدایام وجہہ اشتد  
سوادا من الفار فقیل انک کنت انصر العرب وجہا فقال ما مریت علی لیلۃ حین حملت تلک الرأس  
الا واثان لیاخذ ان بضعی ثم ینتہیان بی لی النار تا جرح فیدفعانی فیہا وانا انکص فتسفعنی  
کما تری ثم مات علی اقبح حالۃ (تذکرہ خواص الامہ) واقدنی حۃ امہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ان  
میں سے ایک شخص نے جناب امام کا سر اقدس اپنے گھوڑے کی پیٹھ سے باندھ لیا۔ بعد چند روز کے دیکھا  
گیا کہ اسکا مونہ کالا کیا ہوا ہے۔ اس سے پوچھا گیا تو جواب کے سبز رنگ والوں میں شمار کیا جاتا تھا  
وہ کہنے لگا جب میں اس سر اقدس کو اٹھایا تو مجھ پر ایک رات گندے نمین پانی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ  
دو آدمی میری گردن پکڑ کر بھرکی ہوئی آگ میں دیکھتے ہیں اور میں پیچھے ہٹتا ہوں پس آگ نے مونہ جھلس دیا  
جیسے کہ تو دیکھتا ہے۔ پھر وہ پری حال سے مر گیا +

## جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی سزا

(۱) عن ابن عباس قال ادحی اللہ تعالیٰ الی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم انی قتلت یحییٰ بن زکریا سبعین  
الفاوانی قاتل باین بنتک سبعین الفار (الخروجہ الحاکم من طرق متعدۃ و صحیحہ) ابن عباس رضی  
اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے زکریا  
کے بڑے ستر ہزار آدمی کو مارا ہے اور تیرے نواسے کے بڑے ستر ہزار کو مار دیا ہوں +

(۲) عن سفیان عن جدۃ قالت شہد رجلان قتل الحسین فاما احدہما طال ذکرہ حتی کان یلفہ  
علی عنقہ کانہ جبل واما الآخر یستقبل الراوی بقیہ حتی باقی علی اخرھا فماریک (الخروجہ ابو نعیم  
و منصور بن عمار) سفیان اپنے دادی سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ دو آدمی جناب امام حسین کے  
قتل پر موجود تھے پس اندونوں میں سے ایک کا ذکر اسقدر لیا ہو گیا کہ وہ سی کی طرح سے اپنی گردن کے ساتھ  
پیشا تھا اور دوسرے کا یہ حال تھا کہ ایک مشک کو نہ لگانا تھا پھر دوسرے کو لگاتا تھا اور اسکی نمین بھیجی تھی بیاس



ایک آدمی کو دیکھا کہ اسکا منہ مثل خنزیر کے ہے وہ کہنے لگا کہ میں جناب علی علیہ السلام پر ہر روز ایک ہزار مرتبہ  
سنت کیا کرتا تھا اور ہر جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ انبیا اور انکی اولاد علیہم التحریۃ و السلام کی سبکدوش کرتا تھا۔  
ایک دفعہ سینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا منور کرتا ہے کہ اس شخص نے ایک  
طویل خواب بیان کیا۔ اس میں سے یہی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضور نبوی عین اس حضور  
کی شکایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہونہ پر تھوکا جہاں پر حضور کا تھوک پڑا وہ جگہ خنزیر کی  
شکل بن گئی۔ اور وہ آدمی لوگوں کے لیے ایک خدا کی نشانی ہو گیا۔

(۱۰) لما ارسل عمرو بن سعد عمرو بن الحجاج علی خمسائے فارس فاذلوا علی المشریطة و حالوا بین  
الحسین و بین الماء وفادی عبد اللہ بن حصین الازدی یا حسین اما تنظر الی الماء لاند دق منہ  
قطر حتی تموت عطشا فقال الحسین اللہم اقلہ ولا تغض ابد ا قال فمرض فیما بعد فکان  
یشرب الماء لقلۃ ثم یقی ثم یعود فیشرب حتی یغری ثم یقی ثم یشریب فیما یروی فما زال کذلک  
رکامل ابن اثیر) جب عمر بن سعد نے عمر بن حجاج کو پانسو سوار دیکر بھیجا اور وہ فرات کے کنارہ پر جا  
اترے اور جناب امام حسین علیہ السلام اور دریائے فرات کے درمیان حائل ہو گئے عبد اللہ بن حصین  
الازدی نے پکار کر کہا یا حسین پانی کہ طرف نگاہ اٹھا کر دیکھیے آپ اس سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتی  
ہیانت کہ آپ پیاسے مرجائیں جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے میرے پروردگار اس کو  
ہلاک کر اور بخش نہیں کہتے ہیں کہ واقعہ کر بلا کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور پانی کی مشکابی جاتا رہا۔ اور  
بہرے کر دیتا تھا اور ہر پانی پیتا تھا اور بہرے کر دیتا تھا اور ہر گز اسکی سیری نہیں ہوتی تھی مرنے  
کے اسکا یہی حال رہا۔

(۱۱) عن السروق قال تقدم رجل عن عسکر عمر بن سعد بقال له ابن حوزہ فقال للحسین یا  
حسین ابشر بالنار فقال الحسین کذبت بل اقدم علی رب جیم وشفیع مطاع فمن انت قال  
ابن حوزہ فرفع الحسین ید یہ فقال اللہم احرقہ بالنار فغضب بن حوزہ فاقتحم فرسه  
فی نهر فتعلقت قدمہ فی الركاب و حال بہ الفرس فقطع عنها فانقطعت فخذه وساقه  
وقدمہ و بقی جلیبا کلاخ متعلقا بالركاب یضرب بہ شجر حرج حتی مات (کامل ابن اثیر)  
سروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص عمر بن سعد کے لڑکے کا جسے ابن حوزہ کہا کرتے تھے بڑھکر  
کہنے لگا اے حسین تمکو آگ کے بشارت ہو جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے  
بلکہ میں رب جیم اور نبی شفیع اور مطاع کی طرف بڑھنے والا ہوں اور فرمایا تیرا نام کیا ہے اس نے



کہا میں نے اپنے حوزہ جناب امام نے دونوں ہاتھ بلند کر کے فرمایا اے میرے رب کو آگ میں جلا۔ ابن حوزہ  
 غصہ میں بکڑا اسکا گھوڑا ایک نہر میں کود پڑا اسکا پاؤں رکاب میں اوجھ گیا اور گھوڑا اوجھنے کو دف  
 لگا۔ وہ اس سے گر پڑا اور اسکی سان اور قدم جدا ہو گیا اسکا دوسرا طرف رکاب میں ہینسا رہ گیا  
 وہ پتھروں پر اور دختونیر اسکو مارتا پرتا تا بہتاتک کہ وہ مر گیا ۔

ان فتوحاتی آثار کا بیان کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت و سوناظرین

کی عبرت کے لیے نمودار ہوئے

(۱) عن بصرة الأزدي قال لما قتل الحسين مطرت السماء فاصبحنا وحبانا وجرارنا وكل شئ لنا  
 ملان دما راخرجه اليه هقي و ابو نعيم) بصرة ازدي کہتے ہیں کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے  
 تو زمین پر سا صبح ہمارے ڈول اور ہمارے ٹکے اور ہماری ہر ایک شئی خون سے لبا لب تھی ۔

(۲) عن الزهري قال بلغني انه يوم قتل الحسين لم يقلب حجر من اجار بيت المقدس الا وجد  
 تحته دم عبيط راخرجه اليه هقي و ابو نعيم والطبراني في الكبير زهري رحمة الله عليه کہتے ہیں کہ مجھ کو  
 یہ خبر گئی ہے کہ جناب امام حسین کے شہادت کے روز بیت المقدس کا کوئی پتھر نہیں اٹایا گیا کہ اسکے  
 نیچے خون نہ پایا گیا ہو ۔

(۳) عن ابي حنيفة قال يوم قتل الحسين اظلمت علينا ثلاثا ولم يمض منا احد من زعماءهم شيئا  
 يجعله على وجهه الا احترق ولم يقلب حجر من اجار بيت المقدس الا وجد تحته دم عبيط راخرجه  
 اليه هقي) ام حبان کہتی ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن سے تین دن ہم پر اندھیرا  
 چھا گیا اور انکے زعماء ان کو ہم میں سے کیسے نہیں چھوے کہ اسکو مونہ پٹا اور ڈھیل گیا۔ اور کوئی بیت  
 المقدس کا پتھر نہیں اٹایا گیا کہ اسکے نیچے خون تازہ نہ پایا گیا ہو ۔

(۴) عن جميل بن مرة قال لصا بوا بلا يوم قتل الحسين فخررها وطمخوها فصار مثل  
 العلقم فما استطاعوا ان يسيغوا منها شيئا راخرجه اليه هقي و ابو نعيم) جميل بن مرة کہتا ہے  
 کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے شہادت کے دن ان لوگوں نے ایک اونٹ پایا اور اسے ذبح کر کے  
 پکا یا۔ وہ مثل خنظل (تمہ) کے ٹڑوا ہو گیا۔ کوئی اس سے کچھ کما نہ سکا ۔

(۵) عن سفیان قال قالت جلدی كنت ايام قتل الحسين جارية مشابة فكانت السماء اياما تبكي



لہ (اخرجہ البیهقی) سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سیری داوی بیان کرتی تھیں کہ میں جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن جو ان لوٹدی تھی آسمان کی دن تک انہر روتا رہا۔

(۶) اخرج عثمان بن ابی شیبہ ان السماء بکت بعد قتله سبعة ايام ترى على الحيطان كأنها ملاحف معصفرة وان الدنيا اظلمت ثلاثة ايام ثم ظهرت الحمرة في السماء (صواعق محرقہ) عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر شا دن تک برابر آسمان روتا رہا دیواروں کو دیکھا جاتا تھا گویا کہ وہ چادرین کسم کی رنگی ہوئی ہیں اور بہ تحقیق دنیا پر تین دن تک اندھیرا چھا گیا پھر آسمان پر سرخی نمودار ہو گئی۔

(۷) عن ابی سعید قال ما رفع حجر من الدنيا والاخرة دم عبيط ولقد امطرت السماء دماً وھبى اثره في الثياب مدح حتى انقطعت (صواعق محرقہ) ابوسعید کہتے ہیں کہ اس دن کو ہی دنیا کا پتھر نہیں اٹھایا گیا کہ اسکے نیچے تازہ خون نہ ہو اور آسمان سے خون برستا رہا اور اسکا اثر ایک مدت تک کپڑوں میں رہا یہاں تک کہ وہ کپڑے بہت گئے۔

(۸) لما جئ برأس الحسين الى دار زياد سالت حيطانها دماً (صواعق محرقہ) جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس دار زیاد میں لائے دیواروں سے خون جاری ہو گیا۔

(۹) اخرج الثعلبی ان السماء بکت وبكادها حمرةا وقال غيره احمرت افاق السماء ستة اشهر بعد قتله ثم لادالت ترى بعد ذلك (صواعق محرقہ) ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ سواہت کرتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر آسمان روتا رہا اور اسکا رونا سرخی کا نمودار ہوا ہے اور ثعلبی کے سوا اور لوگوں نے لکھا ہے کہ آسمان کے کنارے آپ کے قتل کے بعد چھ مہینے تک سرخ رہے پھر ہمیشہ وہ سرخی نمودار ہونے لگی۔

(۱۰) عن ابن سيرين قال اخبرنا ان الحمرۃ التي مع شفق لم تكن حتى قتل الحسين (صواعق محرقہ) ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سرخی جو شفق کے ساتھ ہے جناب امام حسین کے قتل سے پہلے نہ تھی۔

(۱۱) ذكر بن سعد ان هذه الحمرۃ لم ترفى السماء قبل قتله (صواعق محرقہ) ابن سعد انہی طبقات میں لکھتے ہیں کہ یہ سرخی آسمان پر جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے نہیں دیکھی گئی۔

(۱۲) قال سبط ابن الجوزي حکمتہ ان غضبا يؤثر حمرة الوجه والحق تنزه عن الجسمية فاظهر بانثر غضبه على من قتل الحسين بحمرة الافق (صواعق محرقہ) سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ



خواص الارضین لکھتے ہیں کہ اس سرخی کے نمودار ہونے میں حکمت یہ ہے کہ غضب ہونہ کو منہج کر دیتا ہے اور  
اللہ سبحانہ و تعالیٰ جسم سے منزہ ہے پس اس کا غضب ان لوگوں پر جسکے ہاتھ سے جناب امام حسینؑ شہید ہو  
ہیں حمزہ افق کے پیرایہ میں ظاہر ہوا ہے ۔

(۱۳) عن عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السماء بكت لقتل يحيى بن زكريا واها  
للتي لقتل ابني هذا وقطع الشمس ربيعين يوما حمزة ولو اذن بها لذابت يعني للحسين  
بن علي راخرجه الديلي عمار بن ياسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم  
فرماتے تھے کہ آسمان تجھے بن زکریا کے قتل پر روتا رہا ہے اور میرے بیٹے کے قتل سے روئیکا اور  
آفتاب چالیس دن تک سرخ رہیگا اور اگر اسکو اذن دیا جائے تو وہ گداختہ ہو جائیگا اور آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سے مراد حسین علی تھے ۔

## جناب حسین علیہما السلام کے فضائل کا بیان

(۱) عن عمران بن سليمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن والحسين اسمان من اهل  
الجنة ما سميت العرب بهما في الجاهلية راخرجه بن سعد) عمران بن سليمان سے روایت ہے کہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حسن و حسین دو نام ہیں اہل جنت کے ناموں میں سے عرب  
نے جاہلیت میں یہ نام کبھی نہیں رکھے ۔

(۲) عن العسکری قال لم یکن هذا الا سمی بعرف فی الجاهلیة (تاریخ الخلفاء) عسکری کہتے ہیں کہ  
جاہلیت میں اس نام کو کوئی نہیں جانتا تھا ۔

(۳) عن الفضل قال ان الله حجب اسم الحسن والحسين حتى سما بهما النبي صلى الله عليه وآله ابنيه  
(تاریخ الخلفاء) مفضل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حسن و حسین کے ناموں کو پوشیدہ رکھا جب تک  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹوں کے یہ نام رکھے ۔

(۴) اخبر النسائی والردیانی والضیاع عن حذیفة وابو یعلی عن ابی سعید واحمد الترمذی  
وابن حبان عن کلثما وابن ماجه عن ابن عمرو ابن عبد عن ابن مسعود والحاکم عن کلا الابیعة  
وابو نعیم عن علی والطبرانی عنه وعن ابن عمرو وحذیفة وابو سعید وابی ہریرہ وجابر والبراد  
واسامة بن زید ومالك بن الحورث والدیلی عن انس وابن عساکر عن علی وابنه الحسن وعائشة  
وابن عمرو ابن عباس وابی نعیم وابن الجار عن ابی ہریرة والحسین ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم



میں ہی ہر دفعہ اٹھتا رہا اور حضرت فرماتے رہی بیٹیہ جانیسیری با حضرت فرمیر ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا  
اور دور سے ایسے مینے اپنے چپکے سوا اپنے ابن عم کا ورثہ پایا ہے \*

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المولى هو

## خلیفہ رسول اللہ

من نور واحد قبل ان یخلق اللہ ادم باریقہ الاف عام ہذا یفنی  
الخلق رکبہ لک النور فی صلبہ فلم یزل فی شئ واحد حتی افترقا فی صلب عبد المطلب مرکہ میں کیونکہ اللہ  
فی علم الخلافۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو دیکھا الخ یفنی تخت  
کی نسبت میں ملا دیا وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں رہتا چلا آیا یہاں تک کہ عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوا اور کہا  
محمد بن نبوت ہو۔ اور علی بن خلقت ہو \*

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من خلیفۃ علی المدینۃ مقلتک لتکون خلیفۃ  
قلت کیف اتخلف عنک یا رسول اللہ قال الا رضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا  
جدی (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط) جناب امیر علیہ السلام مروی ہو کہ جب غزوہ تبوک میں حضرت مجھے اپنے  
چوڑ کر تشریف لیجانے لگو تو فرمایا ہم تجھے ایسے اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں تاکہ تو ہمارا خلیفہ بنے میں نے عرض کیا یا رسول  
اللہ میں آپ کے پیچھے کس طرح سے رہ سکتا ہوں فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ بنے تو مجھ سے ہارون کی جگہ موسیٰ سے مگر میں  
نبی نہیں ہے \*

(۳) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من قاتل علیا علی الخلافۃ فاقتلہ  
من کان (اخرجہ الدیلمی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما  
جو شخص علی کے ساتھ خلافت پر لڑے اسکو قتل کرو جو کوئی کہ ہو \*

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یا ابا بزرۃ از اللہ عز وجل عہد الی فی علی انہ رأیت الہک

## منار الایمان

راخرجہ بن مردویہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بزرہ  
سے تھے اسے ابو بزرہ بتحقیق اللہ عز وجل نے علی کے بارہ میں مجھ سے عہد کر لیا ہے کہ وہ ہدایت کا چہنڈ ہے  
ایمان کی نشانی ہے \*

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بی بزرۃ از اللہ عز وجل عہد  
الی فی علی انہ رأیت الہک او منار الایمان وامام الاولیاء (اخرجہ ابن مرد

## امام الاولیاء



قال الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة وزاد أبو يعلى وابن حبان والحاكم في روايتهم  
 أبو سعيد وأبو نعيم عن علي والطبرانی عن كليهما إلا ابني خالة عيسى بن مريم ويحيى بن زكريا و  
 زاد ابن ماجه عن ابن عمر والحاكم عنه وعن ابن مسعود والطبرانی عن مالك بن الحويرث والديلمي  
 عن انس وابن عساكر عن علي وابن عمر بعد قوله صلى الله عليه وسلم أهل الجنة وأبوهما خير منهما  
 وفي الطبرانی عن حذيفة وأبوهما أفضل منهما وفي رواية الطبرانی عن أسامة بعد قوله  
 صلى الله عليه وسلم أهل الجنة اللهم إني أحبهما فأحبهما وعند ابن عساكر من أحبهما فقد أحبني  
 ومن ابغضهما فقد ابغضني والديلمي عن أبي هريرة من أحب الحسن والحسين فقد أحبني  
 من ابغضهما فقد ابغضني امام نسائي اور روياني اور ضياء حذيفة رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلیٰ ابو سعید  
 اور امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان و دو نوصحابیون سے اور ابن ماجہ ابن عمر سے اور ابن عدی عبد  
 بن سعد سے اور حاکم چارون صاحبون سے اور ابو نعیم جناب علی علیہ السلام سے اور طبرانی ان سے  
 اور ابن عمر اور حذیفہ اور ابو سعید اور ابو ہریرہ اور جابر اور براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور  
 مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور دلمی النسخ اور ابن عساکر جناب علی اور انکے فرزند  
 ارجمند جناب حسن اور ام المومنین جناب عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابی ریحہ سے اور ابن  
 النجار ابی ہریرہ اور جناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جو انان اہل جنت کے سردار ہیں اور ابو یعلیٰ اور ابن حبان اور  
 حاکم نے اپنی روایت میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور ابو نعیم نے جناب علی سے اور طبرانی نے  
 دونوں صاحبون سے روایت کرتے ہیں یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 یہی فرمایا کہ سو امیری خاندان کے بیٹوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کے اور ابن ماجہ نے ابن عمر  
 سے اور حاکم نے ان سے اور ابن سعد سے اور طبرانی نے مالک بن حویرث سے اور دلمی نے  
 النسخ سے اور ابن عساکر نے جناب امیر علیہ السلام اور ابن عمر سے بعد سرد عالم سلی اللہ علیہ وسلم  
 کے قول مبارک کے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اور ان دونوں کا یعنی امام حسین کا  
 والد احب ان سے بہتر ہے۔ اور طبرانی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ انکے والدین ان سے افضل  
 ہیں۔ اور ایک روایت میں طبرانی نے جو اسامہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے اس میں بعد لفظ اہل  
 جنت کے یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ اے میرے پروردگار میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں  
 تو یہی ان دونوں سے محبت رکھ۔ اور ابن عساکر کے نزدیک یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو



جو شخص کہ ان دونوں سے محبت کرے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو کوی ان سے بغض کہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور دینی ابو ہریرہ کی روایت کی ہے کہ جو شخص حسن و حسین سے محبت کرتا ہے اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اسے بغض کہا اس نے مجھ سے بغض کہا ۔

(۴) عن فاطمة علیہا السلام قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اما حسن فله هیبتی وسودہ واما الحسین فان له جراتی وجودی (راخرجہ الطبرانی) جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن میں میری ہیبت اور پیشوائی ہے اور حسین میں میری جرات اور میرا وجود ہے ۔

(۵) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الحسن والحسین هما ریحائنا فی الدنیا وراخرجہ الترمذی) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن اور حسین یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول کے پودے ہیں ۔

(۶) عن ابی بکرہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال از ابی بنی ہذین ریحائتی من الدنیا وراخرجہ ابن عساکر) ابی بکرہ سے مروی ہے کہ یہ تحقیق جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے تمام دنیا میں سے میرے دو پھول کے پودے ہیں ۔

(۷) عن النسب بن مالک قال دخلت علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسین یقلبان علی بطنہ ویقول ہما ریحائنا من هذه الامۃ (راخرجہ النسائی) النسب بن مالک سے روایت کہ میں ایک دفعہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور جناب حسن و حسین علیہما السلام آپ کے پیراں مبارک پر لیٹ رہے تھے ۔ اور آپ فرماتے تھے کہ میری ہمت میرے دونوں پھول کے پودے ہیں ۔

(۸) عن سلمان قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من احب الحسن والحسین احببتہ ومن احببتہ احبہ الله ومن ابغضہما ابغضتہ ومن ابغضتہ ابغضہ الله (راخرجہ الطبرانی فی مسند سلمان) سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے دوست رکھا جناب حسن اور حسین کو دوست رکھا میں نے ہمسکوا اور جس کو دوست رکھا میں نے دوست رکھا اسکو اللہ نے اور جس نے دشمن جانا ان دونوں کو دشمن جانا میں نے اسکو اور جس کو دشمن جانا میں نے دشمن جانا اس کو اللہ تعالیٰ نے ۔

(۹) عن ابی نعیم قال کنت عند ابن عمر فأتاہ رجل من اهل العراق یسألہ عن دم البعوض ینیب الثیب فقال ابن عمر الظرف والی هذا یسأل عن دم البعوضۃ وقد قتلوا ابن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم



علیہ السلام وقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن والحسين هما رجائنا من الدنيا والآخرة  
النسائي والديلي) ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں ابن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عراق کے آدمی نے اگر  
ان سے نچر کے خون کی نسبت پوچھا کہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو اسکا کیا حکم ہے۔ ابن عمر نے کہا کہ اس آدمی  
کی طرف دیکھو کہ نچر کے خون کی نسبت پوچھتا ہے حالانکہ ان لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور تحقیق میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حسن اور حسین  
دونوں دنیا سے میرے لیے پھول کے نئے پودے ہیں۔

(۹) عن ابی ایوب الانصاری قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسين  
یلعبان بین یدیه فقلت اتجھما یا رسول اللہ قال وکیف لا احبھما وھما رجائنا من الدنیا  
والآخرة الطبرانی والضیاء) ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک دفعہ میرے  
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور جناب امام حسن اور امام حسین علیہما  
السلام حضور کے سامنے کھیل رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ  
نے فرمایا میں کوئی نکران سے محبت نہ کروں۔ اور حالانکہ یہ دونوں اس دنیا سے میرے دو نئے پھولوں کے  
پودے ہیں۔

(۱۰) عن اسامة بن زید بن حارثة قال طرقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ لبعض الحاجۃ  
فخرج وهو مشغل علی شئ ولا ادری ما هو فلما فرغت من حاجتی قلت ما هذا الذی انت  
مشغل علیہ فکشف فاذا الحسن والحسين - فقال هذا ابناي وابنا بنتی  
اللهم انک تعلم ان احبھما فاحبھما راخو جبر الیومدی والنسائی والطبرانی) اسامہ بن زید  
ابن حارثہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نایک کی حاجت کے لیے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ  
مبارک کے دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹائی حضور برآمد ہوئے حضور کی گود میں کوئی چیز معلوم ہوتی تھی  
میں نہیں جانتا تھا کہ کیا چیز ہے جب میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ  
حضور کی گود میں کیا ہے آپ نے اپنی ردا کو کھول دیا۔ جناب امام حسن اور حسین گود میں تھے آپ نے  
ارشاد فرمایا یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں انکو پیار کرتا ہوں  
تو نبی ان سے پیار کر۔

(۱۱) عن بريدة قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب اذا جاء الحسن والحسين علیہما قتیضان  
احمران ممشیان وبعث ان فذل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فجلھما ووضعھما بین



بلدیہ ثم قال صدق الله ورسوله انما اموالكم واولادكم فتنه نظرت الى هذين الصبيين عيشاً  
ويعثران فلم اصبر حتى قطعت حداثتي ورفعتهم با راخرجه احمد والترمذي وابن ماجه وابي  
داود والنسائي وابن حبان والحاكم بریده رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی  
اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ جناب امام حسن اور حسین علیہما السلام گرتے پڑتے تشریف لائے انکو  
گلے میں سرخ کرتے تھے حضور انکو دیکھ کر منبر سے نیچا تر آئے اور انکو اٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا پھر  
فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے سچ کہا ہے کہ سوا اسکے نہیں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں  
میں نے ان لڑکوں کو چلتے اور گرتے پڑتے دیکھا اور مجھ میں صبر نہ پایا تاکہ کہ سینے اپنی بات کو کاٹ کر انکو اٹھا لیا  
(۱۲) عن عقبۃ بن عامر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیفا العرش ولیسا بملحقین  
(راخرجه الطبرانی) عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن  
اور حسین دو عرش کی شمشیر ہیں کہ معلق نہیں ہیں۔

(۱۳) عن یعلی بن مرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیطان الاسباط راخرجه  
البخاری والترمذي وابن ماجه یعلی بن مرہ سے منقول ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے  
ہیں کہ حسن اور حسین دو سیطان ہیں سیاط میں سے۔

(۱۴) عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احب الی بیتی الی الحسن والحسین راخرجه الترمذي  
انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب سے زیادہ تر  
پیارے حسن اور حسین ہیں۔

(۱۵) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن  
ابغضہما فقد ابغضنی راخرجه احمد وابن ماجه والحاكم والذہبی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول  
ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس نے حسن اور حسین سے پیار کیا اس نے مجھ سے  
پیار کیا اور جس نے ان سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا۔

(۱۶) عن ابی ہریرۃ قال وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بیت فاطمۃ فخرج الیہ الحسن او  
الحسین فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارق بائیک انت عین البقہ واخذ باصبعیہ  
فرفق علی عاتقہ وخرج الاخر الحسن فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا بک ارق  
بائیک انت عین البقہ واخذ باصبعیہ فاستوی علی عاتقہ الاخر واخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم بافتقہما حتی وضع افواہہما علی فیہ ثم قال اللهم انی احبہما فاجہہما واحب من احبہما



لاخرجه الطبرانی فی الکبیر) ابی ہریرہ روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کے دروازہ پر  
 کھڑے ہو گئے تھے میں نے امام حسن یا امام حسین باہر نکلیں حضرت نے اسے اشارہ کیا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اپنے باپ  
 کے کاندھے پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ حضرت کی دونوں انگلیاں پکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا اتنی میں دوسرا صاحبزادہ  
 نکلا آیا حضرت اس کے بھی فرمایا شاہنشاہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اپنے باپ کے کاندھے پر سوار ہو۔ پس وہ صاحبزادہ  
 بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں انگلیاں پکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے انکی گردن کو ہاتھ سے پکڑا اور اپنا منہ انکے منہ پر رکھ کر فرمایا اے اللہ میں ان کو دوست  
 رکھتا ہوں۔ تو یہی ان کو دوست رکھے۔ اور دوست رکھے اس شخص کو جو انہیں دوست  
 رکھے +

(۱۷) عن ابی ہریرۃ قال دخل التیمی لاقی بن حابس علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فراه یقبل اما  
 حسنا واما حنیفا فقال تقبلہما ولی عشرۃ من ولد ما قبلت واحدا فقال رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم لمانہ من کل یرحمہ لا یرحمہ (اخرجه ابو حاتم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تمیمی اقرع  
 ابن حابس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور آپ کو دیکھا کہ کبھی حسن اور کبھی حسین  
 علیہما السلام کو چوم رہے ہیں کہنے لگا آپ اندونون کو چومتے ہیں اور باوجودیکہ میرے دس بچے ہیں  
 میں ایک کو بھی نہیں چومتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہیں رحم کرتا نہیں رحم کیا جاتا۔  
 (۱۸) عن عبد اللہ بن مسعود قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی والحسن والحسین یتوثیان  
 علی ظہرہ فیباعدہما الناس فقال صلی اللہ علیہ وسلم دعوہما بانی ہما واعمی من احبنی فیحب  
 ہذین (اخرجه ابو حاتم) والنسائی والحاظظ الدمشقی والدیلی وابن السری) عبد اللہ ابن  
 مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور حسن حسین  
 علیہما السلام آپ کی پشت مبارک پر کودا کرتے تھے ایک دفعہ لوگوں نے انکو ہٹا دیا آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا انکو چوڑ دو۔ میری مان اور میرا باپ اپنے تصدق ہوں جو کوئی مجھے پیار کرتا ہے  
 چاہیے کہ ان سے پیار کرے +

(۱۹) عن اسرائیل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب الحسن او  
 الحسین فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی (اخرجه ابو سعد فی شرف النبوة۔ وعن  
 ابی ہریرۃ مثله) (اخرجه بن حرب المطائی والحاظظ السلفی والابو الطاہر الاندلسی) اسرائیل  
 رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص



حسن اور حسین کو پیار کر لیا مجھ سے پیار کر دیا۔ اور جس نے اسے بغض کیا مجھ سے بغض کیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما  
اسی کی مثل بروی ہے۔

(۱۹) عن ابی ہریرۃ قال کنا فی صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فاذا سجد وثقل الحسن اور  
الحسین علی ظہرہ فاذا رفع رأسہ اخذہما بیدہ من خلفہ اخذہما فیضا فیضعہما علی الارض فاذا  
عاد عاد حتی قضی صلوٰتہ فاقعدہما علی خذیمہما رواہ احمد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں  
کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء میں شریک تھے جب سرور دین پناہ نے  
سجدہ کیا حسین علیہما السلام حضور کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے جب جناب نے سر اٹھایا تو ان دونوں  
صاحبزادوں کو اپنے دست مبارک سے اٹھاتے پیچھے سے اتار کر نیچے بٹھا دیا اور جب پھر حضور سجدہ  
کو لوٹے تو وہ دونوں صاحبزادے پھر حضور کی پشت اقدس پر سوار ہو گئے یہاں تک کہ حضور نماز کو  
ادا کیا اور ان دونوں کو اپنی زانو پر بٹھالیا۔

(۲۰) عن النس بن مالک قال کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لرجل عہدا فدخل الرجل لیسلم علی  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یصلی فرای الحسن والحسین یرکبان علی عنقہ مرۃ یرکبان علی ظہرہ  
مرۃ یرکبان بین یدہ وخلقہ فلما فرغ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ الرجل ما یقطعان الصلوۃ فغضب  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ناولتی عہدا فخذہ فمزقہ ثم قال من یحجم صغیرا ولم یوقر کبیرا  
فلیس منا ولا انا منہم اخرجہ الغسانی وابن ابی الفراقی، النس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے واسطے پروانہ لکھا ہوا تھا وہ حضور میں سلام کے لیے حاضر ہوا  
حضور سوقت نماز میں تھے اس نے دیکھا کہ حسین علیہما السلام کبھی آپ کی گردن مبارک پر اور کبھی پشت  
اقدس پر سوار ہوتے ہیں اور آگے پیچھے سے ہو کر گزر جاتے ہیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو اس  
شخص نے کہا ان دونوں صاحبزادوں نے کیا نماز کو خراب کیا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
غضب میں اگر اس آدمی سے کہا اپنا پروانہ ہمیں دے اور اس سے وہ پروانہ لیکر پیٹ ڈالا اور فرمایا  
جو کوئی ہمارے چہرے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے وہ ہمارا نہیں ہم اس کے نہیں ہیں  
(۲۱) عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعنا یحییٰ الحسن والحسین باسم ابی  
ہارون شہید شہید راجعہ الطبرانی فی الکبیر) سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نادم کہو انکا حسن اور حسین مانند نام دونوں فرزندوں ہارون علیہ السلام انکا نام  
شہر اور شہیر تھا۔



(۲۱) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم امرت ان اسمی هذان حسناً وحسیناً راخرجه  
الدیلمی (جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اندرون کا حسن اور حسین نام رکھنے کا حکم ہوا ہے)۔

(۲۲) عن ابی ہریرۃ قال کان الحسن والحسین یصطراغان بین یدئ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول هن حسن فقالت فاطمة یا رسول اللہ تقول هن حسن فقالت  
از جبریل یقول هن حسین (راخرجه ابن منی فی معجمہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب  
حسین علیہما السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کشتی کر رہے تھے اور جناب رسالتیاب  
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے شاباش! حسن جناب سیدہ علیہا السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ!  
حسن کو شاباش دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حسین کو جبریل شاباش دیتا ہے۔

(۲۳) عن بن عباس قال بینما نحن ذات یوم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبلت فاطمة تبکی فقالت  
لہا فذلک ابواک ما تبکیک قالت ان الحسن والحسین خرجا ولا ادری این باتا فقال لہا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبکین فان خالفھما الطف بہما منی ومنک ثم رفع یدہ فقالت اللہم  
احفظھما وسلمھما فاتی جبریل وقال یا محمد لا تحزن فھما فی خطیئة بنی النجار نائمین و  
قد وکل اللہ بہما ملکاً یحفظھما فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعه اصحابہ حتی اتی الخطیئة  
فاذا ہما متغفقا نائمین واذا الملك الموکل بہما قد جعل احد جناحہ تحتھما والاخر  
فوقھما یظلھما فاکب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیھما یقبلھما حتی انتہی لھما من نومھما ثم جعل  
الحسن علی عاتقہ الامین والحسین علی عاتقہ الایسر فقلقا ابوبکر فقال یا رسول اللہ ناولنی احد  
العصیین احملہ عنک فقال نعم المطی مطیعیہما ونعم الراكبان ہما وابوہما خیر منہما حتی اتی  
المسجد فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قدمیہ وھما علی عاتقیہ ثم قال معاشر المسلمین  
الا ادکم علی خیر الناس جدا وجدة قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین جدھما رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخاتم النبیین وجد تھما خدیجة بنت خویلد سیدۃ تشاد اھل الحنۃ  
الا ادکم علی خیر الناس اما وابا قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین ابوھما علی وامھما  
فاطمۃ سیدۃ النساء العالمین الا ادکم علی خیر الناس عما وعمۃ قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن  
والحسین عمھما جعفر بن ابی طالب وعمھما ام رھان بنت ابی طالب الا ادکم علی خیر الناس  
خالاً وخالۃ قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین خالھما القاسم ابن رسول اللہ صلی اللہ



علیہ السلام وخالۃہما زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم انک تعلم ان الحسن والحسین  
 فی الجنة ومن احبہما فی الجنة ومن ابغضہما فی النار راخوہ الملائکۃ فی سیرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 کہتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں تھے کہ ناگہان جناب سیدہ  
 علیہا السلام روتی ہوئیں تشریف لائیں حضور نے اسنے فرمایا تیرا باپ تجھ پر فدا ہوا ہو تم کیوں روتی ہو عرض  
 کیا کہ حسنین گھر سے نکل گئے ہیں نہیں معلوم کہاں سو گئے ہیں حضور نے فرمایا انکا خالق انپر تجھ سے  
 اور مجھ سے زیادہ مہربان ہے پھر ہاتھ اٹھا کر اپنے دعا کی اسے میرے پروردگار انکی حفاظت فرما اور انکو  
 سلامت رکھ پس حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور کہا یا محمد آپ غمگین نہ ہوں وہ دونو خطیرہ بنی نجار میں سو  
 گئے ہیں خدا تعالیٰ نے انپر ایک فرشتہ کو موکل کیا ہے کہ انکی حفاظت کرے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور خطیرہ میں تشریف لائے اور حسنین علیہما السلام ایک  
 دوسرے کے ساتھ لیٹا ہوا اور سوتا ہوا دیکھا اور وہ فرشتہ جو انپر موکل ہے اسنے اپنا ایک بازو انکے  
 نیچے بچھایا ہوا ہے اور ایک بازو کا انپر سایہ کیا ہوا ہے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھک کر ان کو  
 چوما اور جگایا پھر جناب حسن کو داسنے کندھے پر اور جناب حسین بائیں کندھے پر سوار کیا ابوبکر رضی  
 اللہ عنہ رستمین بنے انہوں نے عرض کیا یا رسول مجھے ایک صاحب زادہ کو دیدین کہ میں اٹھالوں  
 آپنے فرمایا نہایت عمدہ ہے سواری انکی اور وہ نہایت عمدہ سوار ہیں۔ اور ان کا باپا نے بہتر ہے پھر آپ  
 مسجد میں تشریف لائے اور دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ اور وہ دونوں صاحبزادی آپکے کندھوں پر  
 سوار تھے۔ آپنے ارشاد کیا اے گروہ مسلمانان میں تمکو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں کے  
 از روی دادا اور دادی کے بہتر ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور بیان فرما دیں آپنے فرمایا وہ  
 حسن اور حسین ہیں کہ انکا دادا خدا کا رسول اور بیویں کا ختم کر نیا لایا ہے اور انکی دادی ام المومنین صدیقہ  
 بنت خویلد اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے پھر فرمایا کہ میں تمکو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب  
 آدمیوں کے از روی باپ اور ماں کے بہتر ہیں لوگوں نے عرض کیا ہاں آپنے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں  
 کہ ان کا باپ علی بن ابی طالب ہے اور انکی ماں فاطمہ ہے جو سب دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں پھر ارشاد  
 کیا کہ میں تمکو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں کے از روی چچا اور پپی کے بہتر ہیں لوگوں نے  
 عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپنے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں کہ انکے چچا جعفر طیار ہیں اور انکی پپی ام ہانی  
 بنت ابی طالب ہے پھر فرمایا کہ میں تمکو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو از روی ماموں اور خالہ کے سب سے  
 بہتر ہیں لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپنے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں کہ ماموں انکا قاسم بن محمد



صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور خالہ انکی زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے پھر آپ نے دعا کی کہ اسے میرے  
پروردگار تو جانتا ہے کہ حسن اور حسین جنت میں ہوں گے اور جو کوئی ان سے محبت کرے گا وہ بھی جنت میں  
ہوگا اور جو کوئی اسے بغض کرے گا وہ دوزخ میں ہوگا۔

(۲۲) عن جابر قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو یصلی والحسن والحسین علی  
ظہرہ وهو یقول نعم الجبل جملکما راخرجا للنساء) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب رسالت  
مآب صلوٰات اللہ سلامہ علیہ وعلی آلہ الامجاد کے حضور میں گیا آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور جناب  
حسین علیہما السلام حضور کی پشت مبارک پر چڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا اچھا ہے تمہارا اونٹ  
(۲۳) عن سلمان قال کنا حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت ام ایمن فقللت یا رسول اللہ لقد  
صلی الحسن والحسین قال وذلك زاد اللهنا فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قوموا واطلبوا  
ابنی قال واخذ کل رجل حجابہ واخذت نحو النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم نزل حتی اتی  
سفح جبل واذا الحسن والحسین ملتزمین کل واحد منهما صاحبه واذا شجاع قائم علی نیه یخرج  
من فیہ شہ النار فاسرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسرع مخاطبا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ  
سلم ثم اناب فدخل فی بعض الا حجرة ثم اتاهما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فافرق بینہما ومسح  
وجوہہما وقال یابی وامی اتما اگر تمکما علی اللہ تعالیٰ ثم حمل احدهما علی عاتقه الا یمن و  
الاخر علی عاتقه الا یسر فقلت طوبی لکما نعم المطیة مطیة کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ونعم الراكبان ہما وابوہما خیر منہما راخرجا الطیباتی فی الکبیر فی مساند الحسن) روایت ہے  
سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت ہم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے  
ہوئے تھے اتنے میں ام ایمن نے اگر عرض کیا یا رسول اللہ دن بہت آگیا ہے حسین کہیں گم ہو گئے ہیں  
حضرت نے فرمایا میرے بچوں کو تلاش کرو ہر ایک نے اپنی ناک کی سیدہ بکڑی میں حضرت کے ساتھ  
ہو گیا۔ ہم ایک پہاڑ کے نیچے پہونچے حسین علیہما السلام کو اب دوسرے سے لپٹے ہوئے سوتا پایا  
اور ایک سانپ کو ان پر سایہ کیو ہوئے دیکھا جس کے مونہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے حضرت اس کی  
طعن دوسرے اور وہ حضرت کی طرف دوڑا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں کرنے لگا  
پہر وہ لوٹ کر ایک سو راخ میں گھس گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر ان کو جدا  
کیا اور ان کے چہرہ کا غبار بونچھا اور فرمایا میرے مان باب تم پر خدا ہون تم خدا کے  
بڑے پیارے ہو۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو ایک کا ندھے اور دوسرے



دوسرے کا ندبے پر اٹھا لیا۔ مینو کہا اسے صاحبزادہ و تمہیں مبارک ہو تمہاری سواری کیا اچھی ہے؟  
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سوار بھی تو اچھے ہیں اور ان کے مان باپ  
ان سے بہتر ہیں۔

(۲۴) عن ابن عباس قال لما فتح الله المدائن على ابي طالب رسول الله صلى الله عليه وآله ايام عمر ابي طالب  
بالاقطاع فبسطت في المسجد فاول من بدء اليه الحسن فقال يا امير المؤمنين اعطني حقة بما فاء  
الله على المسلمين فقال عمر بالرحب والكرامة فامر له بالف درهم ثم انصرف فبدر اليه الحسين فامر  
له بالف درهم ثم انصرف فبدر اليه عبد الله بن عمر فامر له بخسمائة درهم فقال له يا امير المؤمنين  
ما نازجل مشتدا ضرب بالسيف بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله والحسن والحسين  
طنانا يد رجلا في سلك المدينة تعطيهم الف الف درهم وتعطيني خسمائة قال عمر نعم اذهب  
فاتني بآب كايهما وامر كاهما وجد كجد هما وجدتهما وعم كعمهما وعمتهما كعمتهما وخالة  
كخالهما فانك لاتاتيني به اما ابوهما فعلى المرتضى وامهما فاطمة الزهراء وجدتهما محمد مصطفى  
وجدتهما خديجة الكبرى وعمهما جعفر بن ابى طالب وعمتهما ام هانئ بنت ابى طالب وخالتها  
رقية وامر كلثوم بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وخالهما ابراهيم راخرجه ابو سعيد السمان  
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر مدائن کو فتح کیا جناب عمر نے غنیمت کے مال کی تقسیم کرنے کا حکم دیا  
سب سے پہلے جناب امام حسن علیہ السلام انکے پاس تشریف لائے اور کمالے امیر المؤمنین ہمارا حق دیجیو  
اس چیز سے جو کہ اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کے لیے فتویٰ ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بزرگی سے اور  
کراست سے پس جناب عمر رضی اللہ عنہ نے انکے لیے ہزار درہم کا حکم دیا تب وہ لوٹے تو جناب امام حسین علیہ  
السلام تشریف لائے جناب عمر نے انکو یہی ہزار درہم کا حکم دیا۔ جب وہ لوٹے تو عبد اللہ بن عمر انکے  
پاس آئے جناب عمر رضی اللہ عنہ نے انکے لیے پانچ سو درہم کا حکم دیا عبد اللہ بن عمر کہنے لگے یا امیر المؤمنین  
میں مصبوط آدمی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو تلوار سے لڑتا تھا اور حسن اور حسین  
لڑکے تھے اور مدینہ کے بازاروں میں کھیلا کرتے تھے آپ نے انکو ہزار ہزار درہم اور مجھکو پانچ سو درہم دیا  
ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں جا اور میرے پاس انکے باپ جیسا باپ اور انکی ماں جیسی ماں اور  
انکے دادا جیسا دادا اور انکی دادی جیسی دادی اور انکے چچا جیسا چچا اور انکی پپی جیسی پپی اور انکی  
ماموں جیسا ماموں اور انکے خالا جیسی خالہ لیکر آ۔ تو ہرگز ہدین لاسکے گا۔ انکا باپ علی مرتضیٰ



کفایت

تے ہیں کہ جناب سالت آب صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ عزوجل نے مجھ کو علی کی جابر ہاتھ مارا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیاء کا امام ہے۔

اور یہ علیؓ

عن ابن عباسؓ قال لما نزل قولہ تعالیٰ انا انت منذر لکل قوم ہاد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی ہاد راخرجه ابو نعیم فیما نزل فی القدران فی

الشہادۃ

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت کریمہ رک توڑا نیوالا ہے اور ہر ایک قوم کے لیے ایک ہادی ہی ہمارے علیؓ و سید القدران نے فرمایا میں منذر ہوں اور علیؓ ہادی ہے۔

عن ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی ہادی ویک یا علیؓ راخرجه الدیلمی) عجب اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں منذر ہوں اور علیؓ ہادی ہے اور یا علیؓ تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔

صاحب اللواء

عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علیؓ انت تغسل جنتی و توودی دینی و تواریبی فی حفرتی و تقی بذا متی و انت

صاحب اللواء فی الدنیا و الاخرۃ راخرجه الدیلمی) ابوسعید خدریؓ سے روایت ہو کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علیؓ تم میرے جنت کو غسل دو گے اور میرے فرض کو ادا کرو گے اور مجھ کو میری قبر میں دفن کرو گے اور جو کچھ میرے ذمہ ہوگا پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میری صاحب علم ہو۔

ناصر رسول اللہ

عن ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبلال بن الحارث وابی الحکمہ قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء رایت علی ساق

العرش مکتوباً لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ وضررتہ بعلیؓ راخرجه الدیلمی) ابن عباسؓ اور بلال بن الحارث اور ابی الحکمہؓ رضی اللہ عنہم سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب مجھ کو مینے عرش کی ساق پر لکھا ہوا دیکھا لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ اور مجھ نے اس کی تائید اور نصرت علیؓ کی۔

صالح المؤمنین

عن ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ وبقولہ تعالیٰ وصالہ المؤمنین قال ہو علی بن ابی طالب راخرجه ابن عساکر و ابن مرددویہ و السیوطی

فی الدر المنثور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ پروردگار تعالیٰ کے اس قول میں کہ رہو مولائے حبیب و صالح المؤمنین صالح المؤمنین سے علی بن ابی طالبؓ ہیں۔

عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وصالہ المؤمنین ہو علیؓ را الدر المنثور للسیوطی) اخرجه ابو نعیم و ابن ابی حاتم و المثقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی



انکی مان فاطمہ زہرا ہے انکے جد امجد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں انکی جدہ کریمہ جناب ام المومنین خدیجہ  
کبریا میں انکے چچا جعفر طیار اور انکی بہن ام مانی بنت ابی طالب اور انکی خالہ رقیہ اور ام کلثوم جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان اور ابراہیم علیہ السلام انکے مامون ہیں۔

اہل عبا علیہم السلام کے فضائل کا بیان

(۱) عن انس بن مالك قال قال في قوله تعالى مرج البحرين يلتقيان قال علي وفاطمة يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان قال الحسن والحسين (اخرجه صاحب كتاب الدرر) انس بن مالك اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ دو دریا باہم ملتے ہیں فرماتے ہیں کہ دو دریا سے مراد جناب علی اور فاطمہ ہیں اور دوسری آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ نکالے ہیں ان سے موتی اور موزگا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ان سے مراد حسن اور حسین ہیں۔

اور حسین ہیں۔  
(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اول من يدخل الجنة انا وانت وفاطمة والحسن والحسين قلت فنجبونا قال من ورا دكم اخرجہ ابن سعد والحاکم جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اول جنت میں میں داخل ہوؤں گا پہر یا علی تم اور بہر فاطمہ اور حسن اور حسین میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے محبوب آپ نے فرمایا تمہارے پیچھے۔

عن ابی ہریرۃ قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی وفاطمۃ والحسن والحسین فقال انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم راخو جہ احمد والطہانی والحا کہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نگاہ فرما کر کہا میں لڑنے والا ہوں اس کو جو ان سے لڑے۔ اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے۔

(۴) عن زید بن ارقم قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی وفاطمة والحسن والحسین فقال انا حارب من حارب بهم وسلم لمن سلمتہم (اخرجہ الترمذی والبیہقی فی الکبائر)  
 زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتنا ب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو جلافت نظر فرما کر ارشاد کیا میں جنگ کر نیوالا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کر نیوالا  
 ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے ۔



(۵) عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیم خیمہ وهو متکلی  
 علی قوس عربیة فی الخیمۃ علی وفاطمة والحسن والحسین فقال یا سعید المسلمین انا سلم لمن سالم  
 اهل هذه الخیمۃ وحرب لمن حاربهم وولی لمن والاهم لا یحبهم الا سعید الجدل حبیب الولادة  
 ولا یبغضهم الا شقی الجد ردی الولادة نقله محب الطبری فی ریاض النضرۃ حضرت ابوبکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خیمہ پر پا کرتے ہوئے دیکھا  
 اور آپ عربی کمان پر تکیہ کیے ہوئے تھے۔ اور خیمہ میں جناب علی اور فاطمہ اور حسین اور حسن علیہم السلام  
 تشریف فرما تھے حضور نے ارشاد کیا اے گروہ مسلمانوں کے میں اس خیمہ والوں سے صلح کرنا اسے  
 کے ساتھ صلح کرنا والا ہوں اور جنگ کرنا والا ہوں کے ساتھ جنگ کرنا والا ہوں اور اسے دوست رکھنا  
 ہوں جو انہیں دوست رکھے انکو نہ میں دوست رکھوں گا مگر نیک بخت پاک ولادت والا۔ اور انکو نہ میں  
 دشمن رکھوں گا مگر بد بخت ناپاک ولادت والا۔

(۶) عن البر سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة  
 الا ابی خالۃ عیسیٰ بن مریم ویحییٰ بن زکریا وفاطمة سیدۃ النساء اهل الجنة الاما کلن مریم  
 (اخرجه ابو یعلیٰ وابن حبان والطبرانی والحاکم) ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم حسن حسین ابی بخت کے جوانوں کے سردار ہیں مگر میری خالہ کے بیٹے عیسیٰ بن مریم  
 اور یحییٰ بن زکریا اور فاطمہ ابی بخت کی عورتوں کی سردار ہے۔

(۷) عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبعث اللہ الانبیاء یوم القیامۃ علی الدواب و  
 یبعث صالحا علی فائقہ کیا یوافون بالمؤمنین من اصحابہ المشر و یبعث الحسن والحسین علی  
 فائقین من فوق الجنة و علی بن ابی طالب علی فائقی و انا علی البراق و یبعث بلال علی فائقہ  
 فینادی بالاذان وشاہدا حقا حقاً حتی اذا بلغ اشہد ان محمد رسول اللہ شہد بہا جمیع  
 الخلائق من الاولین والآخرین فقبت فمن قبلت منه (اخرجه الطبرانی و ابوالشیر و الحاکم  
 و الخطیب و ابن عساکر) ابوبکر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ہے کہ برا بھلا سمجھ کر یہاں قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کو دو بات پڑاؤں صالح نبی کو انکی اوٹنی پرتا کر  
 وہ قیامت کو دن اپنی امت کے مومنین کے ساتھ موفقت کریں اور حسن اور حسین جنبت کے ناقون پر  
 سوار کیے جائیں گے۔ اور علی بن ابی طالب میرے ناقہ پر سوار کیے جائیں گے اور بلال براق پر سوار ہوں گے  
 اور بلال اپنے ناقہ پر سوار کیے جائیں گے اور ان میں پکارا گیا اور تمام مخلوق حتیٰ حق کہا سکی کہ اے نبی



اور جب شہداء ان محمد رسول اللہ کی گاتام اول و آخر کی خلافت اسکی شہادت دیکر پس جس سے کہ سینے قبول کرنا ہوگا اس سے قبول کرنا ہوگا۔

(۸) عن حذیفۃ قال قلت لأمی اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاصلی معہ المغرب اسأله ان یشترق لی ولک فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلیت معہ المغرب فصل نبی صلوٰۃ العشاء ثم انقزل فتبعته فسمعت صوتی فقال من هذا احذیفۃ قلت نعم قال حاجتک غفر لک وکلامک ان هذا ملک لم یزل الارض قط قبل هذه اللیلة استأذن ربہ ان یسلم علی ویشترق بان فاطمة سیدۃ النساء اهل الجنة والحسن والحسین سید شباب اهل الجنة راخرجه الترمذی واخرجه احمد والنسائی وابن حبان والریضانی والحاکم باختلاف سیر الطبرانی فی الکبیر حذیفۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سینے اپنے والد سے کہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے ان کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنے جاتا ہوں اور حضور نبوی کے اپنے لیے اور تمہارے لیے دعائے مغفرت چاہوں گا۔ پس میں خدمت میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا۔ اور حضور کے پیچھے مغرب کی نماز ادا کی پھر حضرت نے عشا کی نماز پڑھی اور پھر لوٹ پڑ کے سینے حضرت کا اتباع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز کو فرمایا کون ہے آیا حذیفہ ہے سینے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا تیری کیا حاجت ہو خدا تیری اور تیری مان کی مغفرت کرے یہ ایک فرشتہ اس حالت کے پہلو کبھی زمین پر نہیں نازل ہوا تھا۔ اس نے اپنے پروردگار سے میرے سلام کے لیے اذن پایا ہے اور مجھ کو بشارت دی ہے کہ فاطمہ البخت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جو انان اہل جنت کو سردار ہیں۔

(۹) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ملکاً لمرکن دار فی فاستأذن اللہ فی زیارتی فیبشرنی ان فاطمة سیدۃ النساء امتی وان الحسن والحسین سید شباب اهل الجنة (اخرجه بن عساکر) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتے نے میری زیارت نہیں کی تھی خداوند تعالیٰ نے اسے میری زیارت کا اذن دیا۔ اس نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ فاطمہ میری بہت کی تمام عورتوں کی سردار ہے اور حسن و حسین البخت کے جو انون کے سردار ہیں۔

(۱۰) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمة وعلیاً والحسن والحسین فی مصبرات القدس فی قبة بیضاء مسقفها عرش اللہ تعالیٰ (اخرجه بن عساکر) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ



اسے غنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہ تحقیق فاطمہ اور علی اور حسن و حسین رب الغرت کی پاک درگاہ میں گنبد سفید میں ہونگے کہ جسکی سقف خدا کا عرش ہوگا۔

(۱۱) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین یوم القیامۃ فی قبة تحت العرش (اخرجه الدیلمی) ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی اور فاطمہ اور حسنین قیامت کے دن عرش کے نیچے ایک قبة میں ہونگے۔

(۱۲) عن بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر رجالکم علی وخیر شبابکم الحسن والحسین وخیر نساءکم فاطمہ (اخرجه الخطیب ابن عساکر فی تاریخہما) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے سب آدمیوں میں بہتر علی ہیں۔ اور تمہارے نوجوانوں میں بہتر حسن و حسین ہیں اور تمہاری عورتوں میں بہتر فاطمہ ہیں۔

(۱۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال ابناؤنا ہذان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنة وابوہما خیر منہما (اخرجه ابن ماجہ عن ابن عمر والحاکم عنہ وعن ابن مسعود والطبرانی عن ابن الحویرث وابن عساکر عن ابن عمر وعلی) عبد اللہ بن عمر اور جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جہانمان اہل جنت کے سر وار ہیں اور انکا باپ ان سے بہتر ہے۔

(۱۴) عن علی ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید حسن وحسین قال من احببنی واحب ہذین واباہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ (اخرجه الترمذی والدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں کو اور اند و نون کے مان باب کو پیارا رکھے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(۱۵) عن علی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا وفاطمۃ وحسن وحسین مجتمعون ومن احبنا یوم القیامۃ فی مکان واحد ناکل ونشرب حتی یفرق بین العباد (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اور فاطمہ اور حسنین اور جو لوگ ہمکو دوست رکھتی ہیں ایک مکان میں مجتمع ہونگے کہا میں گے اور حسین گے یہاں تک کہ لوگ متفرق کیے جا دیں گے۔ دوزخی دوزخ کے لیے۔ اور جنتی جنت کے لیے۔



(۱۵) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال عمن ولد عبد المطلب سادات اهل الجنة انا وحمزة وعلي وجعفر والحسن والحسين والمهدي راخرجه بن ماجة والمحاكمه والديلي) انس رضي الله عنه کہتے ہیں کہ تحقیق جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی \*

(۱۶) عن ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول باذن والاصمنا انا شجرة وعلي لقاحها وفاطمة حملها والحسن والحسين ثمارها ومحبوا اهل بيت ورقها وكلنا في الجنة حقاً خوارا خروجه الديلي) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے ان کا نون کے ساتھ سنا ہے ورنہ دونوں بہرے ہو جائیں کہ میں درخت ہوں اور علی کا پوند ہے اور فاطمہ اسکا حمل ہے اور حسن اور حسین اسکے پل ہیں اور ہم اہل بیت کے محبوب ہیں اور اقر ہیں بچہ بچہ جنت میں ہونگے \*

(۱۷) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لفاطمة اني واياك وهذين يعني حسنا وحسينا وهذا الملاقاة يعني عليا في مكان واحد يوم القيمة راخرجه احمد) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ میں اور تم اور حسن اور حسین اور یہ سونیوالا یعنی علی قیامت کے دن ایک مکان میں ہونگے \*

(۱۸) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا ميزان العلم وعلي كفتاه والحسن والحسين مقيوطه وفاطمة علاقته والائمة من امتي عمود يوزن فيه اعمال الصالحين لنا والمبغضين لنا راخرجه الديلي) ابن عباس کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں عالم کا ترازو ہوں اور علی اسکے پل ہیں اور حسن اسکے کتان ہیں اور فاطمہ اسکا علاقہ ہے اور میری مہت کے امام اسکی عمود ہیں کہ جس میں ہمارے مجبین اور مبغضین کے اعمال وزن کیے جانے ہیں۔

(۱۹) عن علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما امرى بي رأيت علي باب الجنة مكتوباً بالذهب لا اله الا الله محمد حبیب الله علي ولي الله وفاطمة امة الله والحسن والحسين صفوة الله علي باغضهم لعنة الله راخرجه الديلي) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب شب معراج کو ہمیں سیر کرائی گئی تھی جنت کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا پایا لا اله الا الله محمد حبیب الله علی خدائے دوست ہے فاطمہ اسکی کنیز ہے حسن و حسین برگزیدگان خدایا اور انکے بغض کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہے۔



## فائدہ

خاندان نبوت یعنی ان ذوات مقدسہ کی شان میں چار لفظ استعمال ہوئے ہیں (۱) آل (۲) اہلبیت (۳) عترت (۴) ذوالقربیٰ جنکی نسبت تفضیل کے ساتھ بحث درج ذیل ہے۔

## آل کی تحقیق

لغت میں آل کا لفظ خاص قرابت داروں اور گھر کے لوگوں کے لیے وضع ہوا ہے اور کہی دور کے رشتہ دار بھی مراد لیے جاتے ہیں۔

بعض کے نزدیک آل اصل وضع میں اہل تھا (۵) ہا ہمزہ سے بدل گیا جیسے مہیات اور ایہات میں ہا ہمزہ بدل گیا ہے پھر توالی ہمزہ میں کی وجہ سے ایک ہمزہ الف سے بدل گیا۔ اسی لیے اسکی تصغیر (اہیل) مستعمل ہے۔

کسائی امام نحو کے نزدیک اسکی تصغیر راول (بھی آئی ہے)۔

اہل کا اطلاق بہ نسبت آل کو عام ہے کیونکہ محاورہ عرب میں اہل البصرہ بولا جاتا ہے نہ آل البصرہ امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں آل اہل سے تو بنا ہے لیکن آل کی صافت اعلام ناطقین کے ساتھ مخصوص ہے اور اسماء مذکرہ اور زمانہ اور مواضع کی طرف مضاف نہیں ہوتا برخلاف لفظ اہل کے چنانچہ کلام عرب میں آل زید یا آل عمر مستعمل ہے نہ آل رجل اس طرح سے آل موضع و آل قریہ اور آل زمان بھی مستعمل نہیں جیسے اسکے اہل رجل و اہل موضع اور اہل قریہ اور اہل بلدہ وغیرہ کلام عرب میں شائع و ذوالکعب ہے۔

ابن عرفہ کہتے ہیں کہ آل سے قریبی رشتہ دار مراد ہیں جو کسی شخص کی طرف قرابت میں رجوع کریں اور یہ ماخوذ سے لفظ اول سے کہ اسکے معنی رجوع کے ہیں (کتاب الغرہین لابن عصبی احمد بن محمد بن ابی عبید الصمدی)۔

ابن درید جمہور میں لکھتا ہے کہ آل سے قریبی رشتہ دار مراد ہیں۔ اس بات کے متعین کرنے میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کون ذوات مقدسہ ہیں علماء کا اختلاف ہے ایک گروہ کے نزدیک ازواج مطہرات اور جناب علی مرتضیٰ اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل امجاد ہیں۔

اور ایک گروہ کے نزدیک اشخاص مراد لیے ہیں جنہیں زکوٰۃ حرام ہے یعنی اولاد عبدالمطلب تیسرے گروہ نے پیردان دین کو بھی آل میں داخل کیا ہے۔

اور ایک گروہ نے آل سے صرف ذات جناب علی و جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام کو مراد لیا ہے۔



امام رغب مفردات میں لکھتے ہیں ویستعمل فیمن یتخص بالانسان اختصاص ذاته او بقرباۃ قریبہ  
 او بمولایۃ قال ال ابراہیم وال عمران وقال ادخلوا ال فرعون اشد العذاب وقیل ال النبی اقاربہ  
 وقیل المختص بہ من حدیث العلم وذلک اہل الدین ضربان مختص بالعلم المتیقن والعمل المحکم  
 فیقال لہما ال النبی وامتہ وضرب تختصون بالعلم علی سبیل التقليد ویقال لہما امتہ محمد  
 ولا یقال لہما ال محمد وکل ال النبی امتہ لہ ولس کل امتہ لہ الہ یعنی اس لفظ کا استعمال  
 اپنی میں کیا جاتا ہے جو انسان کے ساتھ خصوصیت یا قرابت قریبہ رکھتا ہو یا دوستی کی وجہ سے نزدیک  
 ہو اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم اور آل عمران کا لفظ قرآن شریف میں وارد کیا ہے اور فرمایا ہے اور  
 آل فرعون تم سخت عذاب میں داخل ہو۔ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور کے قریبی رشتہ دار اور او  
 لیے جانے والے ہیں اور بعض لوگ ان سے بھی مراد لیتے ہیں جو علم کی حیثیت سے حضرت کے ساتھ خصوصیت  
 رکھتے ہیں۔ اور ان کو مراد و نیدار لوگ ہیں جنکی دو قسمیں ہیں ایک وہ لوگ جو علم الیقین اور عمل  
 محکم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پس وہ لوگ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی امت کہلاتے جاتے ہیں  
 اور دوسرے وہ لوگ کہ بطریق تقلید علم کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں اور وہ محض امت کہلاتے  
 جاتے ہیں انہی آل کا اطلاق نہیں ہوتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کل آل آپ کی امت ہے۔ اور  
 کل امت آل نہیں ہے۔

ابو عبیدہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک فصیح اعرابی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کہہ یا تو راہل مکہ  
 ال اللہ فقلنا ماتعنی بذلک قال الیسو مسلمین والمسلمون ال اللہ وانما یقال ال فلان  
 للربیس المتبع وفی شبہ مکہ لانہا ام القرے۔ ومثل فرعون فی الضلال واتباع قومہ لہ  
 فقلنا لہ یقال لقبیلہ الرجل ال قال لا الاہل بیتہ خاصۃ انتہی یعنی اہل مکہ خدا کی  
 آل ہیں بھٹھاس سے پوچھا کہ اس سے تیری کیا مراد ہے وہ کہنے لگا کیا یہ لوگ مسلمان نہیں  
 اور مسلمان خدا کی آل ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آل فلان کی تو اس سے اسکے متبعین مراد ہوتے  
 ہیں نہ کہ یہی اسی کے شبہ ہے کیونکہ وہ ام القرے ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ فرعون کے متبعین  
 کو گمراہی میں اسکی آل کہا گیا ہے۔ یعنی کہا کہ کسی آدمی کے قبیلہ کو اسکی آل کہا جاتا ہے وہ  
 بولا نہیں بلکہ اسکے گھر کے لوگوں کو خاص کر اسکی آل کہا جاتا ہے۔

اسی کی موید وہ حدیث ہے جسکو کہ امام بغری نے شرح السنۃ میں لکھا ہے عن عبد الرحمن بن ابی  
 لیلی قال لقینی کعب بن عجرۃ قال لا اہدی لک ہدیۃ سمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ



فَقَت بِلِي اَحَدَهَا اِلَى فَقَالَ سَالَتَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ قَالَ قُولُوا  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى  
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (رواخرجه البخاری) عبد الرحمن بن ابی  
 لیله سے روایت ہے کہ مجاہد بن سہول نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے سرور عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا بیان فرمائیے کہ کب کہنے لگے ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا  
 کیا سوال اس پر آپ نے بیت پر کس طرح سے درود بھیجا جاپیے اپنے فرمایا کہ تم اس طرح سے پڑھاؤ کہ اسے  
 پروردگار رحمت بیچ محمد پر اور آل محمد پر کس طرح سے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے حضرت ابراہیم پر اور انکی  
 آل پر اور برکت دے محمد اور آل محمد کو کس طرح کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو تو ہی  
 ہے ستودہ بزرگ ۔

کمال الدین بن طلحہ شافعی رح مطالب رسول میں محدث کو درج کر کے لکھتے ہیں فالتی صلی اللہ علیہ وسلم  
 احدها بالآخر والمفسر والمفسر به سوا في المعنى فيكون الله اهل بيته واهل بيته الله فيتحداث  
 في المعنى وليكنف حقيقة ذلك ان اصل آل اهل رانتي) یعنی جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک کو دوسرے  
 کے ساتھ تفسیر بیان فرمائی ہے اور مفسر اور مفسر بمعنی میں برابر ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل  
 آپ کے آل بیت ہیں اور اہل بیت آل میں پس یہ دونوں معنی میں متحد ہیں اور اسکی حقیقت کا انکشاف  
 اس سے ہوتا ہے کہ آل اصل میں اہل ہے اس تقریر سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ آل سے مراد اہل بیت ہے  
 ابراہیم اور آل اور اہل بیت کو کون کون ذوات مقدسہ مراد ہیں پس حدیث سند صحیحہ ذیل اسکی تعیین  
 کے لیے کافی ثبوت ہے ۔

عن شهر بن حوشب عن امرأة قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعاطمة انتني بزوجة و  
 ابنك فجاؤت بهن فالتقى عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم كعادته قال اللهم هؤلاء آل محمد  
 فاجعل صلواتك وبركاتك على ابراهيم وآل ابراهيم انك حميد مجيد (رواخرجه البيهقي) شهر بن  
 حوشب جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں کو ہمارے پاس لے آؤ جب وہ اپنے ہمراہ  
 لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی چادر اڑا دی اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ آل  
 محمد ہے تو اپنی رحمت اور برکت انہیں نازل کر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہے بلکہ  
 شک نہ ہے ستودہ اور برگزیدہ ۔



الہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ خدایا کی کلام میں صالح المؤمنین  
 نبیہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ العین میں لکھتے ہیں قالوا المراد بصالح المؤمنین علی والمراد هو  
 الناصر لان المفهوم المشترك للمولیٰ بین اللہ وبنی جبریل وبنی صالح المؤمنین لیس اپنے  
 مفسرین کہتے ہیں کہ صالح المؤمنین سے مراد جناب علی بن ابی طالب ہیں اور مولیٰ کے معنی ہمارے ہوئے اللہ  
 اور جبریل اور صالح المؤمنین کے درمیان لفظ مولیٰ کا مفہوم مشترک ناصر کے سوا اور کچھ نہیں ہے  
 قال صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم من کنت مولاً فلی منی آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غدیر خم کے روز جس کا میں مولیٰ ہوں

## مولی المؤمنین

علی مولی ہے

صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر احمدیث کی بحث میں لکھتے ہیں رواہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثون  
 صحابیاً وازکثیراً من طرق صحیحہ او حسن یعنی احمدیث کو جناب ہر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں  
 نے روایت کیا ہے ان میں اکثر روایتیں صحیحہ اور حسن ہیں اسکی مفصل بحث اگلے باب میں لکھی جائیگی

عن ابن عباس وابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی  
 طالب یخبر وعدتی ویقضی دینی (بخروجہ الدلیلی) ابن عباس یا ابن عمر سے  
 روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب میری وعدہ کو پورا کرنے والا اور میری قرض  
 کو ادا کرنے والا ہے

## منخبر الوعد

عن جابر قال قال رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

## قال لانا کثیر القاسطین المارقین

قوله تعالیٰ فاما نذہابک فانما منهم منتقمون نزلت فی علی انہ یتبع من الناکثین والقاسطین و  
 المارقین جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدائے پاک کی اس آیت کو  
 شان نزول میں فرماتے تھے جبکہ ترجمہ یہ ہے کہ اگر ہم تجھے لیجا ہیں تو یہی ہم ان سے انتقام لینے والے  
 ہیں ایہ آیت علی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ میری بعد محمد توڑیوں والوں اور ظالموں اور دین سو  
 نکلتے والوں کے ساتھ لڑیگا

## المرتضی

عن علی قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فمشی فی طرقات ملک  
 اذ مر بنا بخیل من فخلھا فصاحت بخلة باخری هذا النبی المصطفیٰ وهذا علی المرتضی  
 ثم جرنھا فصاحت ثانیة بثالثة هذا موسیٰ اخو ہارون راخرجا لخوازجی وابن یوسف الکبیری فی



یعنی مفسرین کی ایک جماعت نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ وہ آیت سلام علی آل یاسین کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مراد اس کے آل محمد ہے۔ کلبی علیہ الرحمۃ سے نقاش روایت کرتے ہیں کہ آل یاسین کے آل محمد مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی یاسین کہا ہے جس طرح ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل کہا ہے اور احمد اور محمد آپ کے نام رکھے ہیں۔

والثانیۃ فی الطہارت قال اللہ تعالیٰ طہ ای یا طہر ما انزلنا الیک القرآن لتشیقہ وقال لا ھل بیتہ ویطہر کم طہیرا یعنی دوسرا امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور ساوی کیا ہے وہ طہارت ہے۔ اللہ تعالیٰ طہارت فرماتا ہے طہ اسکی معنی یہ ہیں کہ اے طاہر ہم نے اسے تیری طرف قرآن کو نازل نہیں کیا تو بہک جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے لیے فرمایا ہے کہ طاہر کریگا تمکو حق طاہر کرنے کا۔

والثالثۃ فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ کما فی التہجد یعنی تیسرا امر جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور ساوی کیا ہے۔ وہ درود شریف ہے جیسے باب التہجد میں ہے۔

عن کعب بن عجرۃ قال لما نزلت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ فلما یا رسول اللہ قد علمنا کیف نضلی علیک وكيف نسلم علیک قال قولوا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم والی ابراہیم انک حمید مجید راخرجه البخاری والمسلم کعب بن عجرۃ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جو تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی پر اسے وہ لوگوں کو کہ تم ایمان لائے ہو درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو حق سلام پہنچنے کا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں آپ تعلیم فرما دیں کہ ہم آپ پر کس طرح درود پڑھا کریں اور کس طرح سے سلام بھیجا کریں آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں کہا کرو اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے برکت نازل کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو ہی ہے ستودہ بزرگ۔

عن ابی مسعود البدری قال انا نا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغن فی مجلس سعد بن عبادۃ فقال لہ بشیر ابن سعد امرنا اللہ ان نضلی علیک یا رسول اللہ فکیف نضلی علیک فکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعنی تمینا انہ لم یسألہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولوا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم والی ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک



علی محمد علی آل محمد کما باریک علی ابراہیم وال ابراہیم انک حمید مجید (اخرجہ مسلم) وعند الطبرانی  
 منک حتی جاءہ الوحی فقال تقولون اللہم صل الخ ابو سعید بدیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم  
 پاس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے بشیر بن سعد  
 عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اللہ تعالیٰ آپ پر درود پڑھنے کا حکم کیا ہے پس ہم کس طرح سے آپ پر درود پڑھا  
 کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے یہاں تک کہ ہم کو خیال پیدا ہوا کہ کاش بشیر بن سعد  
 حضور سے سوال کرتے۔ پھر آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں پڑھا کرو۔ اے ہم پر درودگار رحمت نازل کر محمد اور  
 آل محمد پر جیسے تو نے رحمت نازل کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے اور  
 ہمارے پروردگار برکت دی محمد اور آل محمد کو جیسے کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو تحقیق  
 تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے۔ یہ روایت تو مسلم کی ہے اور طبرانی نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشیر بن سعد کے پوچھنے پر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ حضور کی طرف جناب الہی  
 سے وحی نازل ہوئی اور آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں درود پڑھا کرو اللہم صل الخ

عن شہر بن حوشب عن ام سلمة قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة اتيني بزوجه  
 وابنيك فجات بهم فالتقى عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم كساء كان تحتي خيرا يا اصبنا من  
 خيبر ثم قال اللهم هؤلاء آل محمد فاجعل صلواتك وبركاتك على محمد كما جعلتها على ابراہیم  
 وال ابراہیم انک حمید مجید (اخرجہ البيهقي) شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ جناب ام المؤمنین ام سلمہ  
 رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا  
 میرے پاس اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو بلالاد وہ انکو اپنے ہمراہ لائیں آپ نے ایک کپڑا جو مجھے خیمہ میں تھا  
 لگاتما اور میرے پاس تھا ان پر ڈال دیا اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ آل محمد ہیں پس تو اپنی رحمت اور  
 برکتیں ان پر نازل فرما بطرح سے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہیں اور تو ہے ستودہ اور برگزیدہ  
 عن عمر بن الخطاب عن عائشة قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يكون الصلوة الا بقراءة ويتشهد و صلوة على النبي وآله ونقله  
 حافظ بن حجر في عمل اليوم والليلة جناب عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہونی مگر ساتھ قرأت  
 کے اور تشهد کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود پڑھنے کو  
 عن انس بن مالك قال لا صلوة لمن لم يصل فيها على النبي صلى الله عليه وسلم (رواه ابن عبد البر) علیہ  
 بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے تشهد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر درود نہ  
 پڑھا اسکی نماز نہیں ہوئی



عن الشعبي قال من لم يصل على النبي في التشهد فليعد صلوته (اخرجہ البيهقي) شعبی رحمۃ  
اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس نے تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی آل پر درود نہ پڑھا اسکو چاہیے کہ  
نماز کا اعادہ کرے \*

روى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تصلوا على الصلوة البتراء قالوا وما الصلوة البتراء يا  
رسول الله قال تقولون اللهم صل على محمد ولتسكتون بل قولوا اللهم صل على محمد  
وعلى آل محمد (جواهر العقدين لجلال الدين السهوي الشافعي ونبایع) جناب سرور کائنات  
صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ فرمایا مجھ پر تم درود ناقص نہ پڑھا کرو صحابہ نے عرض کیا یا  
رسول ناقص درود کیا ہے اپنے فرمایا کہ تم لوگ کہا کرتے ہو کہ اے ہمارے پروردگار رحمت نازل  
کر محمد پر اور پر تم خاموش ہو جاتے ہو ملک یون کہا کرو کہ اے پروردگار رحمت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر قد قال الامام الشافعي رحمه الله عليه

يا اهل بيت رسول الله حاكم فرض من الله في القرآن انزله  
كفاكم من عظم القدر انكم من لم يصل عليكم لا صلوة له

(جواهر العقدين للسهوي) امام شافعي رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت  
کو خدا نے فرض کیا ہے اور قرآن شریف اسکو لیے نازل کیا ہے تمہارے مرتبہ کی بڑائی کے لیے ہی  
کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اسکی نماز نہیں ہوتی۔

والرابعة تحريم الصدقة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تخرج الصدقة لمحمد ولا لآل  
محمد صلى الله عليه وسلم يعني چوتھا ام کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل  
بیت کو شریک اور ساوی کیا ہے وہ صدقہ کا حرام مونا ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ہے کہ صدقہ محمد اور آل محمد پر حلال نہیں +

عن الحسين بن علي قال انا آل محمد لا نخل لنا الصدقة (جواهر العقدين للسهوي الشافعي)  
جناب حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرمایا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں ہم پر صدقہ حلال  
نہیں \*

عن ابی هريرة قال اخذ الحسن بن علي ثمن ثمر الصدقة فجعلها في فيه فقال النبي صلى الله  
عليه وسلم كنه كنه لي طرحتها ثم قال الا شعرت ان لا تخرج لنا الصدقة (اخرجہ المسلم والطحاوي)  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب حسن علیہ السلام نے ایک پہل صدقہ کے پہلوں میں سے



لیکرا بنے منہ میں ڈال لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کھانا کھا وہ والدین پہ فرمایا تو نہیں جانتا کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

(والخامسة) المحبة قال الله تعالى فاتبعوني يحببكم الله قال لاهل بيته قل لا اسألكم عليه اجرا الا المودة في القربى (فقوله السمهودي) یعنی پانچواں امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے وہ محبت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موی یا رسول اللہ اتباع کرو میرا تم کو اللہ دوست رکھیگا۔ اور حضرت کے اہل بیت کی نسبت فرمایا ہے کہ یا محمد کدے نہیں مانگتا میں اس پر اجر مگر دوستی قریبہ نکی ہے۔

## احادیث فیضائل آل علیہم السلام

(۱) عن الاعمش عن ابي وائل قال قرأت مصحف عبد الله بن مسعود ان الله اصطفى ادم ونوحا وال ابراهيم وال عمران وال محمد علي العالمين (تفسير ثعلبی) اعمش ابی وائل ہونا قل میں کہہ کہتے تھے کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود کو قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے کہ خدا نے آدم اور نوح اور آل ابرہیم اور آل عمران اور آل محمد کو سب جہان سے برگزیدہ کیا ہے۔

عن سلمان قال انزلوا ال محمد بمنزلة الرأس من الجسد وعلى منزلة العين من الرأس فان الجسد لا يهتدي الا بالرأس وان الرأس لا يهتدي الا بالعين (اخرجه الطبرانی في المعجم) سلمان سے روایت ہے جو جان لو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ سر کے ہے بدن سے اور جناب علی بمنزلہ آنکھ کے سر سے پس تحقیق بدن نہیں راستہ پاتا مگر ساتھ سر کے اور سر نہیں راستہ دیکھتا مگر ساتھ آنکھ کے ہے۔

(۲) فی تفسیر قولہ تعالیٰ اهدنا الصراط المستقیم قال مسلم بن حبان سمعت ابا بريدة يقول صراط محمد وآله (تفسیر ثعلبی) مع عالم التنزيل (اور اللہ تعالیٰ کے قول میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دکھا ہمارا راہ سیدھی مسلم بن حبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو بريدہ سے سنا ہے کہ کہتے تھے کہ صراط مستقیم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل کی راہ ہے۔

(۳) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لمحبال محمد يوم ما خير من عبادة سنة ومن مات عليه دخل الجنة (اخرجه الديلمي) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول پاک صلوٰات اللہ وسلم علیہ وعلی آلہ نے ارشاد فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دن کا محبت کرنا ایک برس کی عبادت کو برابر ہے۔ اور جو شخص سپر راہ جنت میں داخل ہوگا۔



(۴) عن علی بن ابی طالب قال قال رسول الله صلی الله علیہ من صلی علی محمد وعلی آل محمد  
مائة مرة قضی الله له مائة حاجة لا یرحمہ الله الی (جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے)  
فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سو دفعہ درود  
پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اسکی سو حاجتیں پوری کرتا ہے ۔

(۵) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیہ لوازیحیلا قام علی قدمیه بین الرکن  
والمقام وصام وصلی ثم لقی الله تعالی مبغضاً قال محمد دخل النار (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس  
رضی اللہ عنہ وعن والدیه روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے  
کہ اگر کوئی آدمی بائین رکن و مقام اپنے دو نوقد مونہ پر کھڑا ہو کر روزہ رکھے اور نماز پڑھتا رہے پھر خدا  
سے جائے ورنہ خالی کہ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا ۔

(۶) عن عبد الله الجعفی قال قال رسول الله صلی الله علیہ من مات علی حب آل محمد مات  
شہیداً الا ومن مات علی حب آل محمد مات مغفوراً الا ومن مات علی حب آل محمد نف  
الی الجنة کما تزف العروس الی بیت زوجها - الا ومن مات علی حب آل محمد فتح الله من  
قبره بایان من الجنة الا ومن مات علی حب آل محمد جعل الله ذوارقہ ملائکة الرحمة الا  
ومن مات علی حب آل محمد جاء یوم القيمة مکتوب بین عینیه ایه من رحمة الله الا ومن  
مات علی بغض آل محمد مات کافراً - الا ومن مات علی بغض آل محمد لم یثم راحة الجنة  
(رواہ الثعلبی) عبد اللہ جعفی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آل محمد  
کی محبت پر مرا وہ شہیدہ مرا - اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ مغفور مرا - اور جو شخص آل محمد کی محبت  
پر مرا وہ جنت کی طرف خرامان ہوگا جیسکہ دولہن اپنے دولہا کے گھر کی طرف خرامان ہوتی ہے -  
اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ قیامت کے دن آریگا اسکی پیٹانی پر اللہ کی رحمت کی آیت لکھی  
ہوئی ہوگی اور جو شخص آل محمد کے بغض پر مرے گا وہ کافر مرے گا - اور جو شخص آل محمد کے بغض پر  
مرے گا وہ جنت کی بوتلک نہیں سونگے گا -

(۷) عن مجاهد عن ابن عباس قال لما خلق الله عز وجل آدم ونفخ فیہ من روحه عطس  
فأحمد الله الحمد لله رب العالمین فقال له رب یرحمک فلما سجد له الملائکة مد لخله العجی فقال  
یا رب اخلقت خلقا هو احب الیک منی فلم یحب ثم قال الثانی فلم یحب ثم قال الثالثة فلم یحب  
ثم قال الرابعة فقال الله عز وجل لا نعم ولولا هم ما خلقتک فقال یا رب ارنہم فادعی الله



غروب الملائكة الحجب ارفعوا الحجب فلما رقت اذا ادم بخسرة اشباح قدام العرش فقال يا رب من هؤلاء  
قال يا ادم هذا نبی و هذا علی امیر المؤمنین و هذا فاطمة بنت نبی و هذان الحسن والحسین ابنا علی و ولد  
نبی ثم قال هم الاول ففرح بذلك فلما اقتربت الخطیة قال یا رب اسألت محمد صلی الله علیه و علی فاطمة  
والحسن والحسین لما غفرت لی فغفر الله له فها قال الله تبارک و تعالی فتلقى ادم من ربه بکلمات فتا عليه  
فلما اهبط الى الارض صاع خائفا فنقش علیه محمد رسول الله صلی الله علیه و یکنی ادم بابی محمد  
لاخرجه ابر الفتح محمد بن علی بن ابراهیم المتطیزی فی خصائص العاویة مجاهد بن عباس نقل کرتی میں کہ جبرائیل  
تعالی نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انکے قالب میں اپنی روح کو ڈالا تو حضرت آدم جب تک کہ الہام ربانی سے  
خدا کا شکر بجالائے۔ خدا نے برحمتہ اس کا جواب دیا پھر جب فرشتوں نے حضرت آدم کو مسجدہ کیا تو حضرت  
آدم نے بوجہ عجب خدا سے عرض کیا۔ کہ کیا کوئی مخلوق تو نے مجھ سے زیادہ محبوب پیدا کی ہے جناب الہی  
سے اس کا جواب ملا پھر دوبارہ عرض کیا تب ہی جواب ملا اسے طبع فیسری مرتبہ پوچھا۔ اور جواب پایا چوتھی  
دفعہ کے استفسار پر ارشاد ہوا ہاں اگر ہم انکو نہ پیدا کرتے تو تجھے بھی نہ پیدا کرتے۔ آدم نے عرض  
کیا اور پروردگار وہ شخص جسے دکھا کہ کون ہیں۔ خدا تعالیٰ نے عرش کے پروردگار فرشتوں کو پروردہ  
اٹھائیکہ حکم دیا۔ جب انہوں نے پروردہ اٹھایا تو عرش کے سامنے پانچ صورتیں نظر پڑیں آدم  
نے کہا اور پروردگار یہ کون بزرگ ہیں بار تعالیٰ نے ارشاد کیا۔ یہ میرا بیٹا ہے اور یہ امیر المؤمنین علی ہے اور  
یہ میری بیٹی کی بیٹی فاطمہ ہے اور یہ حسن حسین علی کے دونوں بیٹے ہیں اور یہی سب سے پہلے پیدا ہوئے ہیں  
آدم کو انکے دیکھ کر خوشی ہوئی پس جب آدم سے لعنہ شری سرزد ہوئی تو آدم نے کہا اور میرے پروردگار میں ان  
بیچہ تن پاک کو وسیلہ گردان کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری خطا سے درگزر فرما پس خدا نے حضرت آدم کو بخش دیا  
پس یہی قصہ ہے جس کا کہ اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے ریسر کیلئے آدم نے انہوں سے چند کلمہ اور توبہ کی ان کو دیا  
سے پھر جب آدم زمین پر اتار دئے گئے تو انہوں نے ایک انگوٹھی بنا کر اس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش  
کندہ کیا اور حضرت آدم کی کنیت ابو محمد ہو گئی۔

## اہل بیت کی تحقیق

از روئے لغت اہل الرجل وہ نوک میں جو اسکے ساتھ ایک کہ یا ایک نسب میں شریک ہوں اور الامین دونوں  
کے قائم مقام سکی دین اور صنعت اور شہر کے لوگ بھی اسکے اہل کہلاتے روایات و مفادات امام رغب  
اس امر کے متعین کرنے میں کہ اہل بیت نبوی کون کون ذوات مقدسہ تہو متقدمین اختلاف کیا ہے۔ امام



ماک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بنی ہاشم مراد ہیں، بعض نے بنی قصىٰ اور بعض نے تمام قریش کو شامل کیا ہے۔  
 زید بن ارقم کے نزدیک صرف بنی عبد المطلب ہیں۔ سعید بن جبیر کے نزدیک ازواج مطہرات اور اولاد اہل  
 بیت ہیں۔ مقاتل اور ابوسعید خدری اور الشعل بن ماک اور ام المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ  
 رضی اللہ عنہا کے نزدیک صرف اہل عبا مراد ہیں اور آیت تطہیر انہیں کی شان میں نازل ہوئی ہے  
 اور قنادہ وغیرہ تابعین ہی اسی کے قائل ہیں۔

متاخرین نے ان مختلف اقوال میں ایک گوند تطبیق پیدا کی ہے کہ بیت درجہ اول ہیں (بیت نسب)  
 (بیت سکنے) (بیت ولادت) راہ بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب اہل بیت نسب ہیں۔

(۲) ازواج مطہرات اہل بیت سکنی ہیں۔

(۳) اولاد امجاد اہل بیت ولادت ہیں۔

اہل عبا سب ازواد فضل انہیں چکے ہوئے بتاری ہیں۔ اور باوجود منہرج جمع مذکر کے ازواج کا اہل بیت  
 سے خارج کرنا سابق آیت کے مخالف ہے۔ کیونکہ آیات سابق و لاحق میں انہیں کیسے خطاب ہے۔ اور  
 منہرج جمع مذکر تفسیر کیجئے ہے۔ کیونکہ رجال یعنی جناب علی اور نبین، ان میں داخل ہیں۔ لیکن  
 زید بن ارقم کی حدیث میں ثابت ہوتا ہے کہ ازواج کو اہل بیت میں داخل نہیں کیا۔ عن زید بن حبان  
 قال انطلقت انا وحماد بن زید وعمار بن حصین الی زید بن ارقم فلما جلسنا قال لہ احسن  
 لہ فی لقیۃ یار زید خیرا کثیرا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعت منہ وغرقت معہ  
 صلیت خلفہ حللتا یار زید ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا بنی اخی لقد  
 کبرت سنی و قد عجزت و نسیت بعض الذی کنت اعمی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فاما اعدائکم فاقبوا بہ و اما فلا تملوا فیہ ثم قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم ما خطبنا  
 بامیدعی خمابین مکہ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ وعظ و ذکر ثم قال اما بعد ایہا النبا  
 فانما انا بشر و ینزل ان یتینی رسول ربی فانما ارجو الی تارک لیکم الثقلین کتاب اللہ  
 فیہ النور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحمت و درغب فیہ ثم قال و اہل بیۃتی  
 انکم کما ینہ فی اہل بیۃتی فقال حصین یار زید الیس لنا ہاہل بیتہ فقال لا و الیم اللہ  
 ان المرأۃ تكون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الی ایہا و قومہا اہل بیۃتہ  
 اصلہ و عصبۃ الذین حرمو الصلۃ بعدہ لا یرجوا المسلم زید بن حبان کہتے ہیں  
 کہ میں اور حصین بن کعبہ اور عمران بن حصین زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی پاس گئے حب ہم



انکے پاس بیٹھو تو حصین نے کہا اے زید آپ نے بہت نیکی چل کی ہے کہ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ان کو احادیث کو سنا ہے اور حضور کی صحبت میں غزوات کیے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے جو کچھ کہتے ہیں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو ہم سے بھی بیان کریں زید کہتے ہیں کہ میرے بھتیجے میری عمر بہت ہو گئی ہے اور زمانہ میرا پرانا ہو گیا ہے بعض باتیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں اور مجھے یاد تھیں میں انکو بھول گیا ہوں پس جو کچھ کہیں میں بتاؤں اسے قبول کرو اور جو کچھ کہیں نہ کہوں اس میں کلام کرو بہر کہتے ہیں کہ ہم میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چشمہ کے کنارے جسو خم بولتے تھے میں درسیان لگا اور بادینہ کے خطبہ پڑھتے ہوئے آپ کو کھڑے ہوئے پس خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا اور وعظ اور نصیحت بیان فرمائی اور فرمایا یا اے لوگو میں بھی ایک شہر ہوں اب گمان ہو کہ میرے پاس خدا کا قاصد آئے گا۔ پس میں اسے مان ڈالگا اور میں تم لوگوں میں دو بیماری چیزیں چھوڑ دینا لاہوں ایک تو خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نیر ہے۔ پس تم خدا کی کتاب کو لے لو اور اسکے متمسک ہو جاؤ۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو برا لکھتے کیا اور اسکی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا دوسری چیز اہل بیت ہے میں تم کو اپنے اہل بیت میں خدا کو یاد دلاتا ہوں پس حصین نے کہا یا زید آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نہیں زید نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم ہے عورت مرد کے ساتھ بہت تھوڑے زمانہ تک رہتی ہے پھر اسکو وہ طلاق دیدیتا ہے پس وہ عورت اپنے باپ اور قوم کی طرف رجوع کرتی ہے۔ آپ کے اہل بیت آپ کی اہل اور خویش میں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے احدث کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں رامن اہل بیتہ لسانہ قال لا هذا دلیل لاجتال قول من قال ہم قریش کلھا فقد کان فی سائر قریش وھن عائشۃ وحفصۃ وام سلمۃ وسودۃ وابھیبۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنھن) یعنی حصین ابن سبر کے اس سوال پر کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نہیں زید بن ارقم کا یہ کہنا کہ نہیں۔ یہ ایک دلیل ہے اس قوم کے باطل کرنے کے لیے کہ جو شخص کہتا ہے کہ تمام قریش آپ کی اہلیت میں کیونکہ آپ کی بیبیوں میں قریشی عورتیں بھی تھیں اور وہ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور جناب حفصہ اور ام سلمہ اور سودہ اور ام حبیبہ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھن اور جناب ام المؤمنین ام سلمہ کی حدیث سچی ہی ثابت ہوتا ہے۔

آپ کا تقصیر



(۱) عن ام سلمة قالت ازهدني الایة نزلت فی بیتی انما یزید الله لیتها ب عنکم الرحمن اهل البیت ویطهرکم  
 تطهیرا وانا جالسة عند الباب فی البیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلی وفاطمة وحسن وحسین  
 فخللهم بکساء وقال اللهم هؤلاء اهل بیتی وحامتی اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا  
 قالت ام سلمة وانا معهما رسول الله قال انکم علی الخیر (اخرجہ المسلم والترمذی والدولابی  
 والبیہقی) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل  
 ہوئی (جبکہ ترجمہ یہ ہے) سو اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ لیجائے تم سے پلیدی کو اسے  
 اہل بیت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا میں دروازہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور گھر کے اندر جناب رسول  
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور جناب سیدہ اور حسن علیہم السلام تشریف رکھتے تھے لہذا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑا اڑھا دیا اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت  
 اور میرے مددگار ہیں ان سے پلیدی کو لیجا اور پاک کر دے ان کو پاک کرنا جناب ام سلمہ  
 فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہی انہیں میں سے ہوں آپ نے فرمایا تو خیر یہ ہے  
 (۲) عن ام سلمة قالت ہینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بیتی یوما اذ قالت الخادمة  
 ازعلیا وفاطمة بالسدة قالت فقال لی قومی فتفتح عن اهل بیتی قالت فتحت فتحت من  
 البیت قریبا فدخل علی وفاطمة والحسن والحسین وهما صبیان صغیران فاخذ الصبیان  
 بضعهما واجلسهما فی حجر فقبلهما واعتنق علیا بالحدی یدیه وفاطمة بید الاخری  
 فقبل فاطمة وعلیا فاخذت علیہم خمیصہ سوداء فقال اللهم الیک لا الی النار انا واهل  
 بیتی قالت قلت انا یا رسول الله فقال وانت علی مکانک (اخرجہ احمد والطبرانی) جناب  
 ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میرے  
 گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ خادمہ نے عرض کیا کہ جناب علی اور سیدہ دروازہ پر ہیں پس آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اوٹھو اور میرے اہل بیت کو ایک طرف ہو جا ام سلمہ فرماتی ہیں  
 کہ میں اٹھ کر گھر سے قریب ایک طرف کو ہو گئی پس جناب علی اور فاطمہ اور حسن بن گھر میں داخل ہو گئے  
 اور حسن نے اپنی چوڑے لڑکے تھے پس دونوں لڑکوں کے بازو پکڑ کر انکو اپنی گود میں بٹھا لیا اور  
 انکو بوسہ دیا اور جناب علی کی گردن میں ایک ہاتھ ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے جناب فاطمہ کو پکڑا اور  
 اندونوں کو بھی بوسہ دیا اور اپنے سیاہ کپڑا اڑھا دیا اور فرمایا اے میرے پروردگار میں تیرے سپرد  
 کرتا ہوں نہ دوزخ کی میں اپنے آپ کو اور اپنے اہل بیت کو ام سلمہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول



اللہ اور میں ہی فرمایا تو اپنے مکان پر ہے۔

(۳) عن عمر بن ابی سلمہ ریب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نزلت انما یرید اللہ لیدھب عنکم کثر اہل البیت ویطہرکم تطہیراً فی بیت ام سلمہ فدعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمہ وحسنا و حسینا فخللہم بکساء ثم قال اللهم هؤلاء اہل بیتی فاذهبنکم الرجس وطرہنم تطہیراً قالت ام سلمہ وانا معہم یا نبی اللہ قال انت علی مکانک (اخرجہ البیہقی والحاکم) عمر بن ابی سلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریب یعنی جناب ام المومنین ام سلمہ کی بیو سے روایت ہے کہ انما یرید اللہ کی آیت جناب ام سلمہ کے گہتر نازل ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی وریدہ اور حسین علیہم السلام کو بلوایا اور انکو کپڑا اڑھا کر فرمایا کہ سیر پر و روگاریہ میرا ہل بیت میں ان کے پیدی کو دور کر دو پاک کرنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہی انہیں کے ساتھ ہوں اپنے فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے۔

(۴) عن ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شعل سوہ فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء حسین فدخل معہم جات فاطمہ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال لیس یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً (اخرجہ مسلم وترمذی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور انپر سیاہ بالوں کی ایک گلیم نقش تھی پس حسن تشریف لائے اپنے انکو اس میں لے لیا پھر حسین تشریف لائے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہو گئے پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں انکو بھی حضرت نے داخل کر لیا پھر جناب علی تشریف لائے انکو بھی حضرت نے داخل کر کے فرمایا سوا اسکے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ ای اہل بیت تمہی پیدی کو دور کرے اور پاک کرے تم کو پورا پاک کرنا۔

(۵) عن داثم بن الاسقع قال تبت فاطمہ اسٹھا عن علی فقالت توجہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلست انتظر مواذیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اقبل ومعه علی والحسن والحسین فاخذ بيد کل واحد منهم حتی دخل الحجر فاجلس الحسن علی فخذہ الیمنی والحسین فخذہ الیسری وجلس علی وفاطمہ بین یدیه ثم لف علیہم الکساء ثم قرا انما یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً (اخرجہ احمد والبیہقی والحاکم والبیہقی والدیلمی) واثم بن الاسقع کہتے ہیں کہ میں جناب سیدہ علیہا السلام کی خدمت میں اس غرض سے گیا کہ جناب علی کے بارے میں اون کو چوں وہ فرمانے لگیں کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تشریف لے گئے میں میں ان کے انتظار میں وہاں بیٹھ گیا کہ اتنے میں حضور تشریف لائے اور حضور کے ساتھ جنات علی اور حسین بھی تھے پس آپ نے ان میں سے



کفایۃ الطالب) جناب امیر سرور ایت ہو کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے بعض رہتوں میں جابر انصاریؓ آگاہ ہم ایک نخلستان میں ہو کر گذرے۔ ایک نخل دوسرے سے بکار کر کہنے لگا یہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰؓ ہیں پھر ہم آگے نکل گئے پھر ایک دوسرا نخل تیسرے کہنے لگا یہ موسیٰؑ ہیں اور انکا بھائی ہرونؑ ہیں۔

عن عاد بن عبد الله الأسدي قال سمعت علياً يقول هو علي بن أبي طالب من قریش رجل الا

وقد نزلت في آية اذ اتيان فقال رجل فما نزل فيك فغضب ثم قال اما انك لو امسالتني

على رؤس لقوم ما حدثتك ويحك هل تقر سورة هو ثم قد افنك ان علي بن ابي طالب من بيتي وويلو شاهد

منه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب من بيتي وانا شاهد منه راخرجه بن مردويه وفعيه

ابن المغازلي وابن ابى حاتم وابن عساکر والسيوطي في الدر المنثور عاد بن عبد الله الأسدي کہتے ہیں میں نے جناب امیر کو خبر پڑھتے ہوئے سنا ہے کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کے شان میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر غصہ ہو کر فرماتے لگے اگر تو مجھے سامنے نہ جیتا تو میں ہر گز تجھ نہ بتاتا۔ افسوس ہوتے سورہ ہود میں نہیں پڑا میں کان علی بن ابي طالب من ربه وويلو شاهد منه جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بن ابي طالب من ربه وويلو شاهد منه میں ہوں۔

عن امر المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها قالت رأيت النبي صلى الله عليه وسلم التزم

علياً وقبله وهو يقول بابي الوحيد الشهيد راخرجه ابو يعلى في مسنده وابن حجر في

الصواعق) ام المؤمنين ابی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علی کو قبل میں لیے ہوئے ہیں اور انکو چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو یہ وحید ہے اور شہید ہے۔

عن مجاهد عن ابن عباس في قوله تعالى واركعوا مع الراکعين نزلت في علي خاصة لا في اول

من ركع مع النبي صلى الله عليه وسلم راخرجه الطبراني في المعجم وابو نعيم وفعيه بن المغازلي

في المناقب رتذ كره خواص الامة مجاهد بن عباس رضي الله عنه سے روایت کرتے ہیں کہ وارکعوا مع الراکعين میں خاص کر جناب امیر مراد میں کیونکہ وہی سب سے پہلا شخص تھا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع میں شریک ہوئے۔

عن موسى بن جعفر عن ابيه عليه السلام في قوله تعالى تراهم ركعاً سجداً

في علي راخرجه فقيه ابو الحسن بن المغازلي جناب امام موسی کاظمؑ اپنے آباؤ کی را

عليهم السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ آیت تراہم رکعاً سجداً میں کیوں کہ جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت صفي وامي راخرجه النسائي

جناب امیر علیؑ سلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے تھے

عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت صفي وامي راخرجه النسائي

جناب امیر علیؑ سلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے تھے



پھر ایک کا ہاتھ پکڑ کر حجرہ میں داخل ہو گئے۔ پس جناب حسن کو اپنے دامنی ران پر بٹھایا اور جناب حسین کو بائیں پر اور جناب علی اور سعید علیہما السلام کو اپنی سامنے بٹھایا۔ اور انکو اوپر کپڑا پٹا دیا اور پھر اس آیت کو پڑھا کہ سوا کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ اسے اہل بیت پلیدی کو تم سے دور کرے اور پاک کرے تکو پورا پاک کرنا۔

(۶) عن النبی بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمہ سبعة اشهر اذا خرج الی صلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اهل البیت انما یرید اللہ لیزھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ (اخرجه احمد والترمذی) النبی بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پہنچتے تھے جناب سیدہ علیہا السلام کے دروازے پر سے گزرتے جبکہ نماز صبح کے لیے گھر سے باہر تشریف لاتے اور فرماتے الصلوٰۃ یا اهل البیت اور پھر آیت تطہیر پڑھتے۔

(۷) عن ابی الجراح قال صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعة اشهر فکان اذا اصبح الی علی باب فاطمہ وهو یقول اهل البیت یرحمکم اللہ انما یرید اللہ لیزھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ (اخرجه احمد) ابو حمزہ اور رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نو مہینوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا جب صبح ہوتی تو جناب فاطمہ کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے کہ اے اہل بیت تم پر اللہ رحم کرے اور پھر یہ آیت تطہیر پڑھتے۔

(۸) عن الحسن بن علی قال فی خطبۃ نحن اهل البیت الذی قال اللہ سبحانہ فینا انما یرید اللہ لیزھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ (اخرجه ابن سعد) جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک دفعہ خطبہ میں ارشاد کیا کہ ہم میں اہل بیت جنکی شان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سوا کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کرے اور پاک کرے تکو پورا پاک کرنا۔

(۹) عن ابی سعید فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیزھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا قال انها نزلت فی خمسة التبی وعلی وفاطمہ والحسن والحسین۔ (اخرجه احمد فی منہ و ابن جریر الطبری مرفوعاً والطبرانی والشیعی فی تفسیرہ و هذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء وقد صححہ بعضہم) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت تطہیر پنج تن پاک کے شان میں نازل ہوئی اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور شعبی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے اور بیہقی



اکثر علماء کے نزدیک حسن ہے اور بعض نے اسکی صحت بھی بیان کی ہے۔

(۱۰) وذهب ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجماعة من التابعین منهم مجاہد و قتادة و غیرہما الی انہم علی وفاطمة و الحسن و الحسین (تفسیر معالم التنزیل) یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین میں سے ایک جماعت کہ جن میں سے مجاہد اور قتادہ وغیرہ تھے ان کا یہ مذہب ہے کہ آیت تنہیں میں علی اور فاطمہ اور حسین علیہم السلام ہی مراد ہیں (۱۱) عن علی قال نحن اهل البیت قد اذہب اللہ عز و جل عنا الفواحش ما ظہر منها وما بطن (بخاری) یعنی اہل بیت علیہم السلام فرماتے ہیں کہ ہمیں وہ اہل بیت ہیں جنکو کہ خدا عز و جل نے برائتین ظاہر و باطن کی دور کی ہیں۔

## آیت مباہلہ

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما تلت هذه الآية فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً و فاطمة و حسناً و حسیناً فقال اللہم هؤلاء اہل بیتی (بخاری) مسلم و الترمذی و النسائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت نازل ہوئی کہ پس کہہ دو یا رسول اللہ نصاریٰ کو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پیر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا اسے خدا پر میرے اہل بیت ہیں۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ قال انفسنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابنائنا الحسن و الحسین و نسائنا فاطمہ و رواءہ الحاکم فی المستدرک جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انفسنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی مراد ہیں اور ابنائنا سے جناب حسین اور نسائنا سے حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۳) عن ابن عباس قال ان رططا من نجران قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ما شانک تذکر صاحبنا قال من هو قالوا عیسیٰ تزعم انہ عبد اللہ قال جل قالوا فهل رأیت مثل عیسیٰ او نبیہ بہ ثم خرجوا من عند فجاءہ جبرائیل فقال لہ قل لهم اذا اتوک ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم



وفی روایتہ ان واحد منهم قال له المسیح ابن الله الرب وقال اخر المسیح هو الله لانه احيا الموتی وخبیر  
 عز الغیوب وبراہم ولا برص من خلق من الطین طیراً و تزعم انه عبد فقاصی الله علیہ هو عبد الله وکلہ  
 القاهما الی مریم فضضوا فقالوا انما نحن لایزعمون ان تقول هو الله قالوا ان کنت صادقاً فاذنا عبد الله محی  
 الموتی ویشفی الکما ولا برص من خلق من الطین طیراً فینفخ فیہ فیطیر فسکت عنهم فنزل الوحی بقول  
 له لعلکما کفرا لکما ان الله هو المسیح ابن مریم قوله تعالیٰ ان مثل عیسی عند الله کمثل  
 ادم وقوله تعالیٰ من حاجک من بعد ما جائک من العلم فقل تعالیٰ انما انا ناس و انما انکم نسا انما  
 و نسا انکم و انفسکم ثم ینبھل فنجعل لعنة الله علی الذین تم قال لهم ان الله  
 امرنی لم تنقادوا للاسلام اباہلکم ثم انہم وعدوا الی الغد ولما اصبح صلی الله علیہ وسلم قبل و  
 حسن حسین وفاطمہ وعلی و عند ذلک فقال لهم اسقف فی لاری وجوها لوسا لوالا الله ان ینزل  
 لهم جبلاً لا زالہ فلا تباہلوا فہتلکوا ولا یبقی علی وجہ الارض نصر الی فقال له صلی الله  
 وسلم لا تباہلک (خرجہ ابو حاتم نقلت من سیرہ الحلبیہ) ابن عباس کہتے ہیں کہ بخران کا ایک  
 گروہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگا آپ ہمارا صاحب کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا  
 وہ کون ہے وہ بولو کہ عیسیٰ جبکی نسبت آپ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے آپ نے ارشاد کیا کہ میرا گمان  
 بجائے وہ کہنے لگے آپ نے عیسیٰ جیسا کوئی دیکھا ہے یا آپ کو ویسے کی خبر لگی ہے۔ یہ کہہ کر وہ آپ کے پاس سے چلے  
 گئے۔ پس جنبریل آپ کو پاس تشریف لائے اور کہا جب وہ امین تو آپ ان سے کہہ دیں کہ  
 خدا کے نزدیک عیسیٰ بعینہ آدم کی مثال رکھتے تھے۔ اور ایک دین میں اس طرح سے ہے۔ اگر  
 بخران میں سے ایک شخص نے ہنخرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کیا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں انکا  
 کوئی باپ نہیں اس کے ساتھ والے دوسرے شخص نے کہا بلکہ وہ خود خدا ہے کیونکہ وہ مرد کو زندہ کرتے  
 تھے اور غیب کی خبریں دیتے تھے اندھ کو اور کور ہی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے  
 تھے اور آپ انکو بندہ خیال کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا وہ خدا کے بندے اور اس کا پاک کلمہ ہے  
 جو مریم کی طرف القا ہوا تھا وہ غصے ہو گئے اور کہنے لگے ہم نہیں راضی ہوں گے جب تک آپ یہ  
 نہ کہیں کہ وہ خدا ہے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی ایسا خدا کا بندہ بتاویں کہ جو مرد  
 کو زندہ کرے اور اندھ کو اور کور ہی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور ان میں پہنٹے اور وہ  
 ارجمین جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ  
 تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ بخنقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مسیح



ابن مریم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ بعینہ مثل آدم کے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے اس کے بعد کہ تجھے علم آگیا ہے۔ پس کہہ دے کہ اوسم بلالین اپنے بیٹے اور متمار سے بیٹے اور اپنی عورتین اور متماری عورتین اور اپنی جان اور متماری جان کو بہر دعا کرین اور اللہ کی نعمت و آلائین جو لوگوں پر بہر آپ کا گروہ نصاریٰ سے کہا کہ اگر تم اسلام کے منقاد و نہیں ہو گے تو خدا تمہارے لئے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مبارکہ کروں بہر انہوں نے دوسرے دن کا وعدہ کیا جب صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب حنین اور علی اور فاطمہ علیہم السلام کو ساتھ لیکر تشریف لائے اسقف نے کہا میں ان کے ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ مانگین کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو غور ٹھہرا لیا گیا۔ تم ان سے مبارکہ مت کرو ورنہ زمین پر کوئی نصرا لہی باقی نہیں رہے گا۔ پس اسر اسقف نے کہا کہ ہم مبارکہ نہیں کرتے۔

## اہل بیت کا مخزن حکمت ہونا

عن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن قضاء قضاء علی فاعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد لله الذی جعل فینا الحکماء اهل البيت (اخرجه احمد) حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی سے مروی ہے کہ جناب رسالت آبا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا حضرت نے تعجب سے مرا کہ کما خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت کو حکمت عطا کی ہے۔

## اہل بیت کا مفاتیح رحمت اور موضع رسالت اور محل علم ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اهل البيت مفاتیح الرحمة وموضع الرسالت ومعدن الحکمة (اخرجه الديلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت رحمت کی کنجیان اور رسالت کا مقام اور علم کی کانہیں۔

## اہل بیت کا ہمت کے لیے امان ہونا

عن سلمۃ بن الاکوع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان کا اهل السموات و اهل البیت امان کا متی (اخرجه بن ابی شیبہ و ابو یعلیٰ و مساندہم و ابو عمر و الغفاری و الطبرانی فی الکبیر)



فی مسند سلمہ بن اکوع، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں۔  
 (۲) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاهل السماء واهل متی امان لاهل الارض فاذا هلك اهل بیتي جاء اهل الارض من الایات ما كانوا یوعدون  
 (راخرجه بن المظفر) انس بن مالک کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے لیے امان ہیں جب میرے اہل بیت ہلاک ہو جائیں گے اہل زمین کو درد نشانات پیش آئیں گے جیسا کہ آئندہ عہد کیا گیا ہے۔  
 (۳) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب اهل السماء واهل بیتي اهل الارض فاذا ذهب اهل الارض ذهب اهل بیتي فاذا ذهب اهل بیتي ذهب اهل الارض  
 (راخرجه احمد فی المناقب و مسندہ والحاکم فی المستدرک و ابویعلی فی مسندہ والطبرانی فی المعجم الکبیر و السیوطی فی احیاء المیت۔ و مسند نوازل الاصول) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں جب ستارے جلتے رہیں گے تو آسمان والے بھی جاتے رہیں گے اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لیے امان ہیں جب میرے اہل بیت کو لوگ جاتے رہیں گے تو زمین والے بھی جاتے رہیں گے۔  
 (۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاهل الارض من الغرق واهل بیتي امان لا متی من الاختلاف فاذا خالفها قبیله من العرب فصاروا حزب ابلیس راخرجه المحاکم ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے زمین والوں کے لیے غرق سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے اختلاف سے امان ہے جبکہ عرب کا کوئی قبیلہ اسکا مخالف ہو جائیگا تو اس قبیلہ کے لوگ شیطان کا گروہ بن جائیں گے۔

## اہل بیت کا مثل با حطہ نبی اسرائیل ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما و ابی رقی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اهل بیتي فیکم کمثل باب حطہ فی بنی اسرائیل من فخذہ غفرلہ راخرجه الدیلمی عن علیہما والحاکم فی تاریخہ و ابویعلی و مسند البزار و ابوالحسن المغازی عن ابی ذر و الطبرانی فی الکبیر و الاوسط عن ابی ذر



وفي الصغير والاوسط عن ابي سعيد الخدري ابن عباس اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے اہل بیت تم لوگوں میں ایسے ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل میں تورہ کا دروازہ جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ بختا گیا۔

## اہل بیت کا مثل سفینہ نوح ہونا

عن حبیش بن المغيرة قال رأيت ابا ذر اخذ بجنادتي بابا لكعبة وهو يقول من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فانا ابو ذر الغفاري سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مثل اهل بيتي فيكم كمثال سفينة نوح في قومه من ركبها نجي ومن تخلف عنها غرق راخرجه الحاكم في تاريخه وابو يعلى في مسنده والطبراني في الكبير والاوسط وسماك بن حرب في الزوارق والاحسن المغازي حبش بن المغيرة کہتے ہیں میں نے ابوذر غفاری کو خانہ کعبہ کے دروازے کی چوکت پکڑے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہے تھے جس نے مجھے پہچانا ہو پہچانا ہو اور جس نے نہ پہچانا ہو پہچان لے میں ابوذر غفاری ہوں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو انکی قوم کے لیے تھی جو شخص اس پر سوار ہو نجات پا گیا اور جو اس کے مخالف ہوا غرق ہوا۔

(۲۱) عن ابي ذر انه قال هو اخذ بباب لكعبة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مثل اهل بيتي فيكم كمثال سفينة نوح من ركبها نجي ومن تخلف عنها هلك راخرجه احمد في مسنده والبخاري في تاريخه ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ وہ کعبہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو مخالف ہوا ہلاک ہوا۔

(۲۲) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل اهل بيتي مثل سفينة نوح من ركبها نجي ومن تخلف فيها غرق راخرجه الطبراني في الكبير وابو نعيم في الحلية والبخاري في المسند ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات پا یا جو مخالف ہوا ہلاک ہوا۔

(۲۳) عن سلمة بن الأكوع قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مثل اهل بيتي فيكم كمثال سفينة نوح من ركبها نجي راخرجه بن المغازي في المناقب سلمة بن الأكوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسو کہ



نوح علیہ السلام کی کشتی جو اسپر سوار ہوا نجات پاب ہوا۔

(۵) عن عبد اللہ بن الزبیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل اہل بیتي کمثل سفینۃ نوح من رکبھا سلم ومن ترکھا غرق (اخرجہ الذہبی فی مسندہ) عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ یہ تحقیق جناب اسرار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اسپر سوار ہوا سلامت رہا جس نے اسے ترک کیا غرق ہوا۔

(۶) عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما مثل اہل بیتي فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وانما مثل اہل بیتي فیکم کمثل بابی صلی فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ (اخرجہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سوار ار کے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اسپر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس کے خلف ہو غرق ہوا۔ اور سوار اسکے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت دروازہ توبہ کی مانند ہیں جو بنی اسرائیل میں تاجو اسمین داخل ہوا بخشا گیا۔

## اہل بیت کے ساتھ ورن کا قیاس نہیں ہو سکتا

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یخزن اہل البیت لا یقاس بنا احد (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار والملا فی سیرۃ النضر) ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہل بیت میں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) عن علی قال علی المنبر یخزن اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقاس بنا احد (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا کہ ہم میں اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا۔

## اہل بیت کے سوا کسی روایت کا جناب حیض کی حالت میں مسجد نبوی میں

### داخل نہ ہونا

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجد حرام علی کل



حائض من النساء وجنب من الرجال الاعلى محمد واهل بيته على وفاطمة والحسن والحسين راخرجه البیهقی  
والطبرانی جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ سرزکائیات صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا  
فرمایا کہ یہ میری مسجد چھ جن والی عورت اور چھ بیٹے المراد پر حرام ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا درانگی اہل بیت  
علی و فاطمہ اور حسین علیہم السلام پر ہے۔

## قیامت کے دن سب اول البیت کے پیر و نوح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع ہونا

عز ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من اشفع امتي يوم القيمة اهل بيتي ثم الاقرب من  
القریش ثم الاضرار ثم من امن بي من اليمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع له او لا هو افضل  
راخرجه الديلمی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت  
کے روز سب سے اول جسکی کہ میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں پھر قریش میں سے قریبی سشتہ دار  
پھر انصار پھر یمن والے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں پھر تمام عرب پھر تمام عجم کے باشندے اور جسکی میں پہلا شفاعت  
کروں گا وہی افضل ہوگا۔

## اہل بیت کا رب سے اول جنت میں داخل ہونا

(۱) عن علي قال شكوت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم احد الناس فقال لي اما ترضى ان تكون  
رابع اربعة اول من يدخل الجنة انا وانت والحسن والحسين واذا اجتمعنا ايماننا راخرجه الثعلبی  
واحمد فی المناقب جناب امیر علیہ السلام نے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور  
میں ایک آدمی سے شکایت کی آپ نے مجھے فرمایا کہ تو نہیں رضی ہوگا کہ ان چاروں میں سے تو چوتھا  
جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوئے وہ میں اور تو اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری بیبیاں ہمارے  
سیدے ہمارے ہوگی۔

(۲) عن ابي داود رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال امل اول اربعة يدخلون الجنة  
انا وانت والحسن والحسين وذريتنا خلف ظهورنا واروا جنا خلف ذريتنا وشفعنا عن  
ايماننا وشفعنا راخرجه الطبرانی والديلمی ابو رافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تحقیق جناب امیر  
آب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ وہ چار شخص جو سب سے اول جنت میں داخل ہوئے وہ میں ہوں  
اور تو ہے اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری اولاد ہمارے پس پشت ہوگی اور انکے پیچھے ہماری بیبیاں



ہونگی اور ہمارے گروہ کے لوگ ہمارے واسطے بائین ہونگے ۔

(۳۱) عن ابن عمر قال بینا انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجميع المهاجرين والانصار الا من كان في الغمرية اذا قبل على بشي وهو متعقب فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من اغضبني فقد اغضبني فلما جلس قال مالك يا علي قال اذاني بنو اعمك قال يا علي اما ترضى ان تكون رابع اربعة اول من يدخل الجنة انا وانت والحسن والحسين وذرايينا واشيا عنا غزايماننا وشما نلنا راخرجه احمد في المناقب وابوسعید عبد الملك في شرف النبوة عبد الله بن عمر کہتو ہین کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مدت میں حاضر تھا۔ اور تمام مہاجر اور انصار بھی موجود تھے مگر وہ لوگ کہ شکر میں تھے کہ ناگہان جناب علی بن ابیطالب پیادہ پا تشریف لائے اور وہ پیچھے گئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسکو خفا کیا مجھے خفا کیا۔ جب جناب علی مہیرہ گئے آپ نے فرمایا اے علی تجھ کو کیا ہوا ہے انہوں نے عرض کیا حضور کے نبی عمر نے مجھے ستایا ہے حضرت نے فرمایا آیا تو رضی نہیں کہ توجو تھا شخص ان چاروں کا ہو جو سب پہلو جنت میں داخل ہونگے۔ میں اور تو اور حسن اور حسین اور ہماری اولاد اور دوست ہمارے دہنے بائین ہونگے ۔

(۳۲) عن علی قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اول من يدخل الحوض اهل بيتي ومن اجهم من استقرا اخرجه الديلمي والملا في سيرة جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول وہ لوگ کہ حوض پر وارد ہونگے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت کے وہ لوگ جو انہیں دست کہیں گے ۔

**جنت اہل بیت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ایک درخت ہوا**

عن علی قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمة اني واباك وهذين يعني حسنا وصبيانا وهذا الراقد يعني عليا في مكان واحد يوم القيمة راخرجه احمد في المناقب والديلمي في ذبوس الاخبار جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہؑ علیہا السلام سے فرمایا کہ میں اور تو اور یہ دونوں بیٹے حسن اور حسین اور یہ بیویا لیتے علیؑ کے روز ایک مکان میں ہونگے ۔

**اہل بیت کا قتل اور خونی ہونا**



قال الله تبارك وتعالى واسوف يعطيك ربك فترضى نقل الفراءى عن ابن عباس انه قال رضى  
 محمد صلى الله عليه وسلم انه لا يدخل احد من اهل بيته في النار (الحدائق في مناقب اهل البيت)  
 في تفسير السبوطى في احياء الميتة الله تعالى ان اس آيت كريمه في تفسير ابن جرير انه روى عن  
 عنقريه تيرار بن يحيى (و جاريكا) قاضي ابن عباس رضى الله عنه ما سئل عن نقل كرتين من كرمه صلى  
 الله عليه وسلم راضى كسكته من كرمه صلى الله عليه وسلم انما روى عن كرمه صلى الله عليه وسلم انما روى عن كرمه صلى الله عليه وسلم  
 (۲) عن عمران بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سالت ربي ان لا يدخل النار احدا  
 من اهل بيتي فاعطاني ذلك (اخرجه ابو سعيد عيدا الملك الواعظ في شرف النبوة والمدينى  
 في شرح در الاخبار والملا في سيرته) عمران بن حصين رضى الله عنه روى عن كرمه صلى الله عليه وسلم انما روى عن كرمه صلى الله عليه وسلم  
 ما روى عن كرمه صلى الله عليه وسلم انما روى عن كرمه صلى الله عليه وسلم انما روى عن كرمه صلى الله عليه وسلم انما روى عن كرمه صلى الله عليه وسلم  
 ايك كوده آگ مين نه دالے پس خدا نے ميرى دعا کو قبول کیا

## اہل بیت کا غیر عذاب ہونا

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدت ربي في اهل بيتي ان لا يعذبهم و اخرج  
 الحدائق (انس رضى الله عنه سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے میرے  
 اہل بیت کی نسبت وعدہ کیا ہے کہ انہیں عذاب نہیں کریگا۔)

## اہل بیت کا شفیع ہونا

عن ابی ہریرہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشفعا غنم القران والرحم والامانة و  
 نبیہ کم و اهل بیت نبیکم (اخرجه الذہبی) ابو ہریرہ رضى الله عنه سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شفاعت کرنے والے پانچ ہیں قرآن اور رحم اور امانت اور غنم اور نبی  
 اور امتدار سے نبی کے اہل بیت

## اہل بیت کی محبت کا سات جگہ پر کام آنا

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب اهل بيتي نافع في سبع مواطن احوالهم  
 تنظيمه عند الوفاة وعند الفرو وعند النشور وعند الكتاب وعند الحساب وعند الميزان وعند



یا علی تم میرے برگزیدہ اور امین ہو۔

## الامین

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا بى برزة وانا اسمع يا ابا بركة  
امینى عذاب يوم القيامة اخوجه ابوبکر بن مرويه) النسخ ضی العنہ کہتے ہیں کہ جناب  
رسالتا صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر بن مرویہ سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اسی ابوبکر بن مرویہ کی قیامت کو روز  
علی میرا مانتا دار ہوگا۔

## باط

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علی باب حط من دخله کان مؤمناً  
ومن خرجہ کان کافراً (اخوجه الدارقطنی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو  
کہ تحقیق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی تو بہ کافر و ازہ ہو جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ مؤمن بنے  
اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

## مثیل ہارون

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العلي انت مني بمنزلة هارون من موسى  
راخجه المسلم وغيره) جناب رسالتا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سوارشا  
فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

## نفس الرسول

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هذه الآية فقل تعالوا نداء ابنائنا  
وابنائکم الخ دعار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا  
فقال اللهم هؤلاء اهل بيتي راخجه احمد والمسلم والترمذی والنسائی وغيرهم) سعد بن ابی وقاص رضی  
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ کہ پس کہدو آؤ بلا دین ہم اپنے بیٹے اور تمہاری بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری  
عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پہرہ ہو تو ن پر خدا کی لعنت ڈالیں۔ نازل ہوئی تو حضرت نے جناب علی  
اور سیدہ اور حسین علیہم السلام کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار میں میرا اہل بیت ہے۔  
(۲) عن جابر بن عبد الله قال انفسنا محمد وعلي وابنائنا الحسن والحسين ونسائنا فاطمة راخجه  
الحاکم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انفسنا محمد وعلي وابنائنا الحسن والحسين ونسائنا فاطمة راخجه  
حسین علیہم السلام اور نسائنا سے جناب پیغمبر اور امین ہے۔

(۳) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوة ذات السلاسل وكنت اظن للميراحل الحبالی رسول الله صلى

الله صراح میں ہر دو قولہ تھا و قولوا حطه ای حطعنا و ازادنا وہی کلمہ امر بجانوا سوائل لوقالوا حطت  
ازادہم یعنی خدا کی پاک کی کلام میں ہے کہ تم حطہ کو مینے ہمارے بوجہ کو کم کر دے یہ ایک خاص کلمہ تھا جس کے کہنے کا ہوتا تھا  
کو حکم ہوا تھا اگر وہ اس کلمہ کو کہتے تو انکا بوجہ کم ہو جاتا۔



عمدہ المؤمنین سے روایت ہو کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کی محبت سات مقام میں نفع رسان ہو جس کے خوف بہاری ہیں وفات کے وقت قبر میں۔ اٹھنے کی قوت حساب کتاب کے مقام پر۔ نیز ان کے قریب اور باجسراط کے پاس۔

## مسلمانوں کے اہل بیت کی اطاعت کا فرض ہونا

عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الله فرعن طاعته اهل بيته على الناس خاصة وعلى الخلق عامة قبل يا رسول الله فما الناس ما الخلق قال الناس اهل بيته والخلق ما خلق الله من ذی روح (الخروج الدلیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اور میرے اہل بیت کی اطاعت کو لوگوں پر خصوصاً اور خلقت پر عام طور سے فرعن کیا ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لوگ کون ہیں اور خلقت کیا ہے۔ آپ نے ارشاد کیا لوگ اہل مکہ ہیں اور خلقت جو کہ خدا نے ذی روح پیدا کیے ہیں۔

## اہل بیت کے محراب خبثی ہونا

عن علی بن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بيد الحسن والحسين وقال من احبني واحب هذين واسمهما واباهما كان معي في درجتي يوم القيمة (الخروج احمد والترمذی) جناب میرے السلام سے منقول ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو کوئی مجھے اور ان دونوں کو اور ان دونوں کے مان باب ہو محبت رکھے گا قیامت کو دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

## اہل بیت کے دشمن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفا سے محروم ہونا

عن انس قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اهلي واحبوا اهليا من ابغض احدا من اهل بيته فقد حرم عليه شفاعتي (الخروج احمد في المناقب) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اہل کو اور علی کو پیار کرو جس نے کہ میرے اہل بیت میں سے کسی ایک کو بغض رکھا۔ تحقیق اس پر میری شفاعت حرام ہوگئی۔

اہل بیت کے دشمن پر حجت کا حرام ہونا



عن علی قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ازالہ حرم الجنة علی من ظلم اهل بیتی اوقا تلہم  
او اغارہم اوسبہم راخرجه الامام علی بن موسی الرضا فی مسندہ جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے اس شخص پر جو کہ  
میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا ان کے لڑے یا انکو لوٹے یا انکو برا کہے ۔

## اہل بیت کے دشمن کا دوزخی ہونا

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا یغضنا اهل  
البیت اعدا الا کبہ اللہ فی النار راخرجه الحاکم وابن حبان وروایۃ الاخری عند الحاکم الا دخلہ  
اللہ النار ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
کہ اس ذات پاک کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم اہل بیت کو کوئی نہیں بغض  
رکھیں گا مگر اس کو اللہ تعالیٰ میں دوزخ کا گناہگار اور حاکم اور امام احمد کے نزدیک دوسری روایت میں یوں  
ہے کہ مگر خدا اسکو آگ میں ڈالے گا ۔

## اہل بیت کے دشمنوں پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعاء بد کرنا

عن علی قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ادرق من ابغضنی و ابغض اهل بیتی کثرة  
المال والعیال کفاهم بذلک غیا ان یكثر مالہم فیطول حسابہم وان یكثر عیالہم فیکثر شیانہم  
راخرجه الدیلمی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی  
کہ اے میرے پروردگار جو مجھ سے اور میرے اہل بیت سے بغض کرنے والوں کو مال اور عیال کثرت سے نصیب  
کر اور ان دونوں کو انکی گمراہی کے کافی گردان تاکہ انکا مال بہت ہو پس ان کا حساب طول بکڑے  
اور انکا عیال بہت سا ہو پس انکے شیاطین اور بڑبڑیں ۔

## حدیث انی تارک فیکم الثقلین کا بیان

عن زید بن ثابت عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و  
عترتی وانہما لن یتفرقا حتی یرداعلی راخرجه الطبرانی فی مسند زید بن ثابت و فی روایۃ  
انی تارک فیکم خلیفتین زید بن ثابت سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں تم میں



دو بہاری چیزیں چھوڑ جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عمرت وہ دونوں ایک دوسرے سے نہیں جدا ہونگے جب تک کہ میرے پاس نہ آئیں اور ایک روایت میں ہے کہ میں دو غلیفے چھوڑے دیتا ہوں ۴

(۲) عن زید بن ارقم قال قال فمیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما خطباً بایمانی خما بین مکہ والمدینۃ فحمد اللہ واشتی علیہ وعظ و ذکر ثم قال اما بعد ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یتغی رسول ربی فانما اجیب فی تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتا اللہ واستمسکوا بہ فحت علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال و اہل بیتی اذ کو کما اللہ فی اہل بیتی اذ کو کما اللہ فی اہل بیتی راخرجہ احمد المسلم والنمذی والحاکم زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن ایک پانی کے کنارے جسے خم کہا جاتا تھا جو ما بین مکہ اور مدینہ کے واقع ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس خدائی صفت و ثنائیان کی اور وعظ و تذکیر کے بعد فرمایا اے لوگو میں یہی آدمی ہوں گمان کیا جاتا ہے کہ میرے پاس خدا کا پیغام پہنچا نیوالا آریگا اور میں اسکی اجابت کرنے والا ہوں میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑ نیوالا ہوں اول خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس تم خدا کی کتاب کو لیلو اور اس سے تمسک کرو۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی کتاب پر لوگوں کو ہانگیختہ کیا اور عزت دلائی پھر فرمایا میرے اہل بیت میں تمہیں اپنے اہل بیت کے لیے خدا کو یاد دلانا ہوتا ہے میں تمہیں اپنے اہل بیت کے لیے خدا کو یاد دلانا ہوں ۵

(۳) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی تارک فیکم الثقلین اما ان تمسکتم بہ لن تقضوا بعدی کتاب اللہ جبل معدود من السماء الی الارض وعترتی و اہل بیتی و ازل اللطیف الخیر اخیری انھما لن یتفراقا حتی یردا علی الخوض فانظروا ہم مختلفونی فیہما راخرجہ احمد والطبرانی وابویعلی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤنگا اور میں اجابت کہوںنگا اور میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑ نیوالا ہوں اگر تم نے ان سے تمسک کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب ہے جو آسمان سے ایک دراز سی اتری ہے اور دوسری میرے خویش اہل بیت ہیں مجھے سہرا بنی والے خبر دینے والے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پرچہ ارد نہ ہوں (۴) عن جابر بن عبد اللہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم العرفۃ وهو علی ناقۃ



العضباء یخطب فسمعت یقول ایها الناس انی ترکتم فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا بعدک کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی (اخرجه الترمذی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرفہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقہ عضباء پر سوار دیکھا کہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور میں نے سنا کہ آپ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بعد تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم نے انکو پکڑا تو تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب اور میرے خلیش اہل بیت ہیں۔

(۴) عن زید بن اسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عز وجل جبل مملو دما بین السماء والارض وعترتی اهل بیتی وان هما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجه احمد فی مسنده والطبرانی) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو خلیفے چھوڑ رہا ہوں اللہ عز وجل کی کتاب جو ایک دروازہ سی درمیاں آسمان اور زمین کے ہے اور میرے خلیش اہل بیت اور بر شک یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے نہیں جدا ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۵) عن علی بن ابی طالب صلی اللہ علیہ وسلم قال قد ترکتم فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب اللہ سببہ سیدہ وسببہ باید یکم و اهل بیتی (اخرجه اسحاق بن راہویہ فی مسنده) جناب امیر علیہ السلام مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ تحقیق میں تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم نے اسکو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ ایک تو اللہ کی کتاب ہے جسکا ایک سر خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارا ہاتھ میں ہے۔ اور میرے اہل بیت ہیں۔

(۶) عن علی بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی مخلف فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب اللہ عز وجل طرفہ بید اللہ وطرفہ بایککم وعترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (رواه الزبیری والد ولابی) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسکو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ اللہ عز وجل کی کتاب ہے کہ انکا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھ میں ہے اور میرے خلیش اہل بیت ہیں۔ اور ہرگز یہ دونوں نہیں جدا ہوں گے جب تک کہ حوض پر نہیں اتریں گے۔

(۷) عن ابی ذر انہ اخذ بحلقۃ باب المکعبۃ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی فانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظرا کیف تحلفونی فیہما (اخرجه الترمذی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو یہ کہہ کے دروازہ کا حلقہ پکڑے ہوئے ہے کہ



کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں تم میں دو بہاری چیزیں چھوڑ نیوالا ہوں کتاب اللہ اور میری عمرت پس تحقیق وہ دونوں ایک دوسرے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں پس یہ کہو تم ان دونوں سے میرے پیچھے کیا برتاؤ کرتے ہو۔

(۸) عن ابی رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم غدير خم مصدر عن حجة الوداع قام خطيباً بالناس بالهاجرة فقال ايها الناس انى تركت فيكم الثقيل الثقيل الاكبر الثقيل الاصغر فاما الثقيل الاكبر فبئس الله طرفه والطرف الاخر بايد يكم وهو كتاب الله ان تمسكتم به لن تضلوا ابداً واما الثقيل الاصغر فعترتي اهل بيتي ان الله هو الخبير اخبرني انهما ان يتفرقا حتى يردا على الحوض (اخرجه ابن عقدة) ان حضرت صلي اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے لوٹ کر غدير خم پر نازل ہوئے تو لوگوں کو دو بہر کی وقت خطبہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو میں نے تم میں دو بہاری چیزیں چھوڑی ہیں ایک ثقل اکبر اور ایک ثقل اصغر پس ثقل اکبر ایک طرف اسکا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف اس کا تمہاری ہاتھ میں اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو ہرگز ابد تک نہیں گمراہ ہو گے اور ثقل اصغر پس میرے خویش اہل بیت ہیں یہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے کہ وہ خبر دینے والا ہے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۹) ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى خلفت فيكم اثنين ان تمسكتم بهما لن تضلوا بعدا ابداً كتاب الله ونسبي ولن يتفرقا حتى يردا على الحوض (اخرجه البزار) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان دونوں کے ساتھ تمسک کیا تو ابد تک گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور میری نسب سچ اور ہرگز یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۱۰) عن ام هانئ بنت ابی طالب قالت لفع رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة حتى اذا كان بعد برخم امر بالدوحات فقم ثم قام خطيباً بالهاجرة ثم قال اما بعد ايها الناس فاني اوشك ان ادعى فاجيب قد تركت فيكم ما لم تضلوا بعد ابداً كتاب الله وطرفه بايد يكم وعترتي اهل بيتي اذ كر كما الله في اهل بيتي الا انه لن يتفرقا حتى يردا على الحوض (اخرجه البزار) ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپس ہو کر غدير خم پر پہنچے دو درختوں کے نیچے جہاں دینے کا حکم دیا۔ بہر دو بہر کو خطبہ پڑھنے



کے لئے کھڑے ہو اور فرمایا ہے لوگو میں گمان کرتا ہوں کہ میں بلا یا جاؤں گا اور میں منظور کروں گا اور میں تم میں  
وہ چیز چھوڑی ہے کہ جس کو ساتھ لے کر گئے تھے اس کے لئے سے تم اب تک گمراہ نہیں ہو گئے وہ اللہ کی کتاب ہے کہ جس کا ایک  
طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہاری ہاتھوں میں ہے اور میرے خویش اہلبیت میں  
تمہیں اپنے اہل بیت کی نسبت خدا کریم و دانا ہوں شان یہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا  
نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ۔

(۱۱) عن ام سلمة قالت اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيد علي بن ابي طالب فخرج بهما الى  
ابطه فقال من كنت مولاه فعلي مولاه ثم قال ايها الناس اني اخلف فيكم الثقلين كتاب الله و  
عترتي ولن يتفرقا حتى يردا على الحوض راخرجه ابن عقدة جناب ام المؤمنين ام سلمة رضی اللہ عنہما  
منقول ہے کہ مقام غدیر خم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر یہاں تک بلند کیا کہ  
سمنے آپ کی بغل کی سفیدی کو مشاہدہ کیا ۔ اور فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علیؑ مولیٰ ہے ۔ پھر فرمایا اے  
لوگو میں تم میں دو بہاری چیزیں پیچھے چھوڑ رہا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اور یہ دونوں ہرگز ایک  
دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ۔

(۱۲) عن حماد بن ابی لیلى بن خزيمة وحذيفة بن اسيد وزيد بن ارقم قالوا ما صدر رسول الله صلى  
الله عليه وسلم من حجة الوداع ولم يخطب غير ما ختمه كان بالحجة نفى اصحابه عن سمرات عن البطار  
مقاربات لا تنزلوا تحتهم حتى اذا نزل القوم واخذوا منازلهم سواهن ارسل اليهن فقم ما  
تحتهن من اشوك وعلل اليهن ففصل تحتهم ثم قال ايها الناس اني قد نباني اللطيف الخبير  
انه لن يعمر مني الا نصف عمر الذي يليه من قبلي واني لا ظن ان ادعى فاجيب اني مسئول وانتم  
مسئولون هل بلغت فما انتم قائلون قالوا نقول قد بلغت وجاهدت ونفخت فجزاك الله خيرا  
قال بالسمع تشهدون ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله وان خبته حق وان ناره  
حق والبعث بعد الموت حق قالوا بلى تشهد قال ايها الناس الاستمعون الا فان الله مولاي  
وانا اولي بكم من انفسكم الا ومن كنت مولاه فهذا مولاه واخذ بيد علي فرفعهما حتى عرفه  
القوم اجمعون قال اللهم ما بين من والاه وعاد من عاداه ثم قال ايها الناس انا فطرلكم  
وانكم واردون علي الحوض عرضة ما بين بصرى وصنعا فیه جلد نجوم السماء قد جان الا و  
اني سائلكم حين ردون علي عن الثقلين فانظروا كيف تخلفوني فيهما حق تلتقون قالوا وما  
الثقلان يا رسول الله الثقل الاكبر كتاب الله وطرفه بيد الله وطرفه بأيديكم فاستمسكوا به لا



تغصنوا ولا تبالوا والثقل الا صغر عثرني فاني قد نباني اللطيف الخبير ان لا يتقر قاحتي ببقياي  
وسالت الله ربى بهم ذلك فاعطاني فلا تسبقوا بهم فتخلكوا ولا تقبلوهم فخذوا علم منكم راخرو  
ابن علقمة وابو موسى المدائني والطبراني في الكبير عامر بن ابى ليلى بن حمزة اور حذيفة بن اسيد اور  
زبير بن ارقم رضی اللہ عنہم ناقل ہیں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لائے  
اور اس حج کے بعد اپنے گھر کوئی چیز نہیں کیا۔ اور حنفیہ میں فروکش ہوئے۔ اپنے دوستوں کو کنکریلی  
زمین میں غار وار تختوں کے جھنڈے پہنچے اترنے سے بند کیا جب لوگ اپنی اپنی فروگاہوں میں  
فروکش ہوئے ان دوختوں کو برابر کرایا اور انکے نیچے سے کانٹوں کو جھاڑو دلائے اور انکے نیچے  
نسا زاد ادا کی پھر فرمایا اے لوگو مجھے مہربان خبر دینے والے خدا نے خبر دی ہے کہ کسی نبی نے عمر  
نہیں پائی مگر اپنے سے پہلے نبی گزرے ہوئے کی طرح سے آدمی۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ میں بکار  
جاؤنگا پس میں خدا کی دعوت کو مان لوں گا۔ اور میں پوچھا جاؤنگا اور تم ہی پوچھے جاؤ گے کہ آیا میں نے  
خدا کا پیغام پہنچا دیا پس تم کیا کہنے والے رہے عرض کیا کہ ہم کہیں گے کہ آپ نے پہنچا دیا اور نہایت  
کوشش کی اور نصیحت بیان فرمائی سادہ تعالیٰ آپ کو جزا دے۔ فرمایا آیاتم نہیں گواہی دیتے ہو کہ نہیں  
ہے کوئی موجود سوا خدا کے اور بے شک محمد سکا بندہ اور رسول ہو اور تحقیق جنت اور دوزخ حق ہے  
اور موت کے بعد بھی اثبات حق ہے لوگوں نے عرض کیا ہاں ہم گواہی دیتے ہیں۔ فرمایا اے لوگو تم  
نہیں کہنتی کہ پروردگار میرا مولا ہے اور میں تمہاری جانوں سے بہتر ہوں پس جبکہ کہ مولا میں ہوا  
پس اسکا یہ مولا ہے حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑ کر یہاں تک بلند کیا کہ ساری قوم نے اٹھ کر پکارتے ہوئے فرمایا  
اے میرے پروردگار دوست رکھا اے جو اے دوست رکھے پہ فرمایا اے لوگو میں تمہارے آگے  
جانیوالا ہوں اور تحقیق تم حوض پر وارد ہو پوائے ہو جبکہ کہ عرض میری آنکھوں کے سامنے صفا  
نکلا ہے اور اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق پیالے ہیں بے شک جبکہ تم میرے  
پاس آؤ گے تو میں تمکو بہاری چیزوں سے پوچھنے والا ہوں۔ پس تم کو کہ تم کیا میرے پیچھے  
لے کرے ہو یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ وہ دو بہاری چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا  
وہ جو بڑی بہاری چیز ہے خدا کی کتاب اسکا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے  
ہاتھوں میں ہے پس تم اس کی تسک اختیار کرو اور گمراہ نہیں ہو گے اور اسکو مت بدلو اور وہ جو  
پھول چہرہ باری ہے میری عترت ہے پس میرے مہربان خبر دینے والے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ  
یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے جب تک کہ مجھ سے ملین گے اسی بات میں



خدا سے طلب کی ہے پس میری عزت پر سبقت مت کرو کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور انکو مت سکھاؤ کیونکہ وہ تم سے زیادہ جانتے والے ہیں ۱۱

(۱۳) عن ابی الطفیل اذ علیاً قام فحمد الله واثنی علیہ ثم قال انشد الله من شہدی یوم غدیر خم الاقام ولم یقیم رجل یقول نبئت او بلغنی الا رجل سمعت اذناہ ووعا قلبہ فقام سبعة عشر رجلاً منهم خزیمہ بن ثابت وسہل بن سعد وعدی بن حاتم الطائی وعقبہ بن عامر وابو ایوب الانصاری وابولیلہ وابوالہیثم وابوسعید الخدری وشریحہ الخزاعی وابوقدامہ الانصاری ورجال من قریش فقال علی ہاتوا ما سمعتم فقالوا نشہد انا اقبلنا مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم من حجة الوداع حتی اذا کان الظهر خرج رسول الله صلی الله علیہ وسلم فامس بالشیجات فشد بن فالق علیہن ثوبہ ثم نادى لصلوة فخرجنا فصلینا ثم قام فحمد الله واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللهم اشہد ثلاث مرات فقال انی اوشک ان ادعی فاجیب انی مسئل وانتم مسئلون ثم قال الا وان دماءکم واماوالکم حرام کرمۃ یومکم هذا وحرمة شہرکم هذا ووصیکم بالنساء ووصیکم بالجار ووصیکم بالمعالم ووصیکم بالعدل والاحسان ثم قال ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اہل بیتی فایضا لئن یتفرقا حتی یرد علی الخوض نبانی بذلک اللطیف الخبیر ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاه فعلى مولاه فقال صدقتم وانا علی فک من الشاہدین (اخرجه ابن عقیل) ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب امیر المومنین نے کھڑے ہو کر خطبہ بیان فرمایا اور خدا کی حمد اور ثناء کے بعد کہا کہ میں اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جو غدیر خم کے دن موجود تھا اور وہ کہرا ہو جائے اور وہ شخص کھڑا نہ ہو جو یہ کہے کہ مجھے خبر لگی ہے یا یہ کہے کہ یہ بات مجھ تک پہنچی ہے۔ مگر وہ شخص کہ جس کے کانوں نے سنا ہو اور دل نے یاد کیا ہو۔ پس سترہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے ان میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم طائی اور عقبہ بن عامر اور ابو ایوب انصاری اور ابولیلہ اور ابوالہیثم ابن البہتان اور ابوسعید خدری اور شریحہ الخزاعی اور ابوقدامہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور قریش میں سو چند نفر بھی تھے جناب امیر المومنین نے کہا بیان کر دیتے کیا سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجة الوداع سے لوٹے جب ظہر کا وقت ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور درختوں کے نیچے سے جہاز نیک حکم دیا اور انہیں اپنے کپڑے ڈال دیے پھر نماز کے لیے لوگوں کو پکارا ہم اپنے اپنے



خیموں کو باہر نکلے اور نماز ادا کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خدا کے پاک لگی صفت اور  
 ثناء بیان کی اور فرمایا اے لوگو تم کیا کہنے والے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا  
 آپ تین دفعہ فرمایا اے میرے خدا گواہ رہیو۔ پھر فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤں گا اور  
 خدا کی دعوت کو منظور کروں گا۔ میں بھی پوچھا جانے والا ہوں اور تم بھی پوچھے جاؤ گے تمہارا خون اور  
 تمہارا مال حرام ہو گیا ہے مثل تمہارے حج کے دن کی حرمت کی اور اس تمہارے مہینہ کی حرمت کی  
 میں تمہیں عورتوں کے لئے اور ہمسایوں کے لئے اور غلاموں کے لئے عدل اور احسان کی  
 وصیت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں دو بہاری چیزیں چھوڑنیوالا ہوں۔ اس کی کتاب اور  
 میرے خویش اہلبیت پس وہ دونوں جب تک حوض پر وارد نہ ہوں ہرگز ایک دوسرے سے نہیں جدا  
 ہونگے مجھ کو خدا سے قربان خبر دینے والے نے یہ خبر دی ہے پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جبکہ کہ میں  
 سولا ہوں اس کا علی بولا ہے جناب علی علیہ السلام فرمانے لگے تم لوگوں نے سچ کہا ہے اور میں بھی  
 اس پر گواہ ہوں +

(۱۴) عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي قبض فيه وقد امتلأت  
 الحجرة من اصحابه ايها الناس يوشك ان اقبض قبضاً سريعاً فينطلق وقد قدمت اليكم القول  
 معذرة اليكم في خلف فيكم الثقلين كتاب ربي عز وجل وعترتي اهل بيتي ثم اخذ بيد علي  
 فقال هذا مع القرآن والفدان مع علي لا يتفرقان حتى يردا على الحوض فاسالهما ما خلفتما  
 فيهما راخرجه بن سعد) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مروی ہے کہ جناب رسالتنا صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض میں کہ جس میں حضور انتقال فرما گئے فرمایا اور اس وقت صحابہ سے حجہ بہرا  
 ہوا تھا کہ اے لوگو گمان کیا جاتا ہے کہ میں بہت جلدی انتقال کر نیوالا ہوں اور میں نے عذر کے ساتھ  
 بات تمہیں سنا دی ہے میں تم میں دو بہاری چیزیں چھوڑنیوالا ہوں۔ اپنے رب بزرگ و برتر کی کتاب  
 اور اپنے خویش اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن اس کے ساتھ گمہ دونوں  
 جب تک کہ حوض پر نہ پہنچیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے +

(۱۵) عن محمد بن عبد الرحمن بن فضال عن دکان من رھط جابر بن عبد الله حيث اخذ رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم علي الفضل بن عباس في مرض وفاته قال فخرج بعقل عليهما حتى  
 جلس علي المنبر وعليه عصا بن محمد الله واشتا عليه ثم قال اما بعد ايها الناس فماذا تستكروا  
 من موت نبىكم للموت مع البكم نفسه وتبع اليه نفسكم اما هل خلد احد من بعث قبلي بعثوا اليه



فاخذ بیکم فانی الحق بلایا وقد تکت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا فیکم کتاب الله بنی ایدیکم  
تقرئنه صباحا ومساء فیہ ما تلقون وما تدعون الا تناصوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تکرهوا انما  
کما امرکم الله الا تهابکم معنی فی اهل بیتہ را حرج السید ابوالحسن یحیی بن الحسن فی کتابہ اخبار  
المعدنہ روایت ہر محمد بن عبد الرحمن بن ہشام کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے گردہ میں سے تھے جبکہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اور مصطل بن عباسؓ کا ہاتھ پکڑ کر مرض وفات میں حجرہ مبارک سے باہر تشریف  
لائے اور ان دونوں پر نگہ کیے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور حضور کے سر اتر کر  
اس وقت دستار مبارک بند ہی تھی۔ پس خدا کی صفت دشنا کی بعد فرمایا اے لوگو تم اپنے بھائی کے مرنے سے کیرا  
برداشتے ہو آیا تمہاری جانوں جیسی اسکی جان نہیں ہے اور تمہاری جانیں اسکی جان جیسی نہیں۔ آیا  
جو مجھ سے پہلے آیا ہے۔ اور جو لوگ کہ رسالت کے ساتھ بیعت ہوئے من ان بین کوئی ہمیشہ رہا ہے۔  
کہ میں تم میں ہمیشہ رہوں۔ پس میں اپنے رکے ساتھ ملنے والا ہوں۔ میں تم میں وہ چیز جوڑتا ہوں  
کہ اگر تم نے اسے ساتھ تک کیا تو تم میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے وہ خدا کی کتاب ہے کہ تم اسے صبر و شام  
پڑھتے ہو اس میں وہ امور ہیں جو تمہیں پیش آئیں گے۔ اور جبکہ تم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ پس آپس میں  
جھگڑو اور نہ حسد کرو اور نہ دشمنی کرو جیسو کہ خدا نے تم کو حکم کیا ہے آپس کے بھائی بن جاؤ پھر میں تم کو اپنے  
خویش اہلبیت کی نسبت وصیت کرتا ہوں۔

(۱۷) عن ابن عمر قال اخبرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انطلقوني في اهل بيتي واخبروني  
ابن عمر رضي الله عنه سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا کہ تم میرے  
اہل بیت کے ساتھ میرے بعد حسن سلوک سے پیش آؤ۔

## احادیث متفرق اہل بیت کے فضائل میں

عن علي بن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لما نزلت هذه الآية الا بدكوا الله نظمتان القلوب قال فذاك  
من احب الله ورآه اهل بيته صادقاً خيراً كاذباً را حرجہ ابو بکر بن مردويه جناب امیر علیہ السلام  
روایت فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے  
ہیں انگوٹھ سے اشارت فرمائی کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور میرے  
اہل بیت کو سچی محبت رکھتا ہو۔ علیہ جرح کر۔

(۱۸) عن علي بن رسول الله صلى الله عليه وسلم باختر استوى على المنبر فحمد الله واثني عليه



اللہ علیہ وسلم منی فقلت یا رسول اللہ ای الناس احب الیک قال عائشہ فقلت انی لست اسالک عن النساء قال  
 ایہذا قلت ای الناس احب الیک بعدا بیکر قال حفصہ قلت لست اسالک عن النساء قال ابوہا۔ قلت  
 یا رسول اللہ فاین علی فالتفت الی اصحابہ فقال انظروا الی ہذا ایسا لنی عن النفس (اخرجه ابن النجار) عمرو  
 ابن العاص ناقل ہے کہ جب میں غزوہ ذات اسد اسل کی فتح سے واپس آیا میرا گمان تھا کہ حضرت کو مجھ سے زیادہ کوئی محبوب  
 نہ ہوگا میں اسی زعم سے حضرت سے پوچھنے لگا یا رسول اللہ سب سے کون زیادہ آپ کو محبوب ہے حضرت نے فرمایا عائشہ۔  
 میں نے عرض کیا میں غورتوں کی نسبت نہیں عرض کرتا آپ نے فرمایا اسکا باپ میں عرض کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد  
 حضور کو کون زیادہ محبوب ہے فرمایا حفصہ میں عرض کیا میں غورتوں کی نسبت تو پوچھتا ہی نہیں آپ نے فرمایا اسکا  
 باپ عمر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی کہا گئے۔ حضرت اپنے صحابہ کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے  
 اس شخص کو دیکھو کہ میری جان کی نسبت مجھ سے پوچھتا ہے \*

(۴) اخرج الدارقطنی از علیاً یوم الشوری احتج علی اہلہا فقال انشدکم باللہ هل منکم احدا قرأ فی  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحمد۔ ومن جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسه انباءہ ابناء خیری فقالوا  
 اللہم لا وارث لہ فی رایت کرتے ہیں کہ شوری کے روز جناب امیر علیہ السلام نے بغرض تمام محبت اہل سورہ  
 سے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہو جو شریعت میں حضرت کا قریبی  
 ہو اور کسی شخص کی جان کو اپنے اپنی جان قرار دیا ہو۔ اور کسی کے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنا یا ہو۔ سب نے کہا بخدا  
 آپ کے سوا کوئی نہیں \*

## سیف اللہ

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا علی بن ابی طالب  
 ہذا سیف اللہ المسلول علی اعدائہ (اخرجه ابو سعد فی شرف النبوة)  
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہ علی بن ابی طالب حب الہی کی برہنہ شہر  
 ہے خدا کے دشمنوں پر \*

(۲) عن جابر ذال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض حیطان المدینۃ وید علی فیہ فمرنا بنخل فصاح  
 النخل ہذا محمد سید الانبیاء وھذا علی سید الاولیاء ابوالائمة المطھرین ثم مرنا بنخل فصاح النخل  
 ہذا محمد۔ سوا ھذا علی سیف اللہ فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال لہ سمع الصیحا فی فسمی ذلک  
 صیحا فی فکان ہذا سببیت ہذا النوع بذلک (اخرجه السمہودی فی خلاصۃ الوفا باخبار دار المعطف)  
 حضرت جابر سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں مدینہ کی ایک دیوار کے نیچے  
 گزر رہا تھا اور حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا ناگاہ ایک نخل کے پاس سے ہو کر گندے وہ نخل چلا کر کہنے لگا



قال ما بال رجال يؤذونني في اهل بيتي والذي نفسي بيده لا يؤمن عبد حتى يحبني ولا يحبني حتى يحب  
فديتي (اخرجوه بن حبان) جناب پير عليہ السلام روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
سلم نہایت غضب میں دولت خانہ سے باہر تشریف لائے اور سب پر چڑکھڑا کر پاکی کی صفت و ثناء بیان فرمائی  
کہ کیا کیا حال ہو ان لوگوں کا کہ میری اہل بیت کی نسبت مجھ کو انڈا دیتے ہیں اس ذات پاک کی قسم  
کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ تب تک ایمان نہیں لائے گا جب تک مجھ سے نسبت  
نہیں کرے گا۔ اور مجھ سے محبت نہیں کرے گا جب تک کہ میری ذریت سے محبت نہیں کرے گا۔

(۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم خیرکم لاهل من بعدکم را حرج الحاکم  
وابو یعلیٰ اللؤلؤی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ہے کہ تمہارا نیک ہے جو میرے اہل کے ساتھ میرے بعد نیک ہو۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احبوا الله بانيض ذكركم من نعمته فاحبوا لي  
 لحياته واحبوا اهل بيته يعني راخو جبال الدمدی والمحاكم ابن عباس رضی اللہ عنہ کے روایت پر  
 کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا سے محبت کرو اس چیز کی وجہ سے کہ تم کو اپنی نعمتوں  
 سے کہلاتا ہے اور مجھے خدا کے لیے محبت کرو۔ اور میرے اہل بیت کو میرے لیے محبت کرو۔

(۵) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحبنا أهل البيت إلا مؤمن تقى ولا يهضمنا إلا منافق شقي (الخروج) ملا في سيرته جابر رضي الله عنه منقول من كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت کو نہیں دوست رکھو گارنگر مؤمن تقی اور نہ منافق شقی کہو گارنگر منافق بد بخت ۔

(۶) عن ابي سعيد الخدري عن علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ابغض اهل البيت فهو منافق  
 (الخروج احد في المناقب) ابو سعيد خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول عالم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اہل بیت سے بغض کرے گا وہ منافق ہے ۔

(۷) عن ابی بکر الصديق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حفظنی فی اہل بیتي فقد احببت عندا اللہ محمد  
 (۸) (الخروج ابو سعد و الملاحی - یثرب) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو تحقیق حجاب رسالت مآب  
 صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرمایا ہے کہ جو شخص میرے اہل بیت کی حفاظت کرے گا میں نے اس کے لیے نماز  
 تعارے سے عہد لے لیا ہے •

(۱۰) عن ابی بکر الصديق قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا باهل بيتي فاني اخاصكم



عنهم غدا ومن اكن خصمه وخصمه اده ومن اخصمه الله دخل النار (اخرجه ابو سعد الملاح) ابو بكر صدیق  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نیکی کرو میرے اہل بیت  
کے ساتھ میں بیشک انکے بے قل تم سے جگڑوں گا اور جس سے کہ میں جگڑنے والا ہوں گا اس سے اللہ تعالیٰ  
جگڑے گا۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ جگڑے گا وہ آگ میں گسیٹے گا۔

(۹) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما من اذ ان في اهلي فقد اذى الله (اخرجه الديلمي)  
جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے  
میرے اہل کو ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔

(۱۰) عن عبد المطلب بن ربيعة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل قلب امرا ايلنا  
حبيب فدايتي (اخرجه احمد والترمذي) عبد المطلب بن ربیع سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مرد کے دل میں ایملن نہ داخل ہوں گے جو ہونا مگر میرے قراقریبوں کی محبت سے۔  
۱۱ عن جابر قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعته يقول يا ايها الناس من ابغضنا اهل البيت  
حشره يوم القيامة يهوديا اخرجنا الطبراني والبيهقي في احياء الميقات (جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ جناب رسالت مآں صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ میں فرمایا اور لوگوں نے ناراض کیا  
میرے اہل بیت کو اللہ تعالیٰ اسکو دین قیامت کو یو دین میں لوٹا جائیگا۔

(۱۲) عن الحسن بن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل شيء اساس واساس الاسلام حب  
رسول الله صلى الله عليه وسلم وحب اهل بيته (اخرجه البخاري في تاريخه والبيهقي في احياء  
الميقات) امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا حضور پر نور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہر ایک چیز کے لیے  
ایک بنیاد ہوتی ہے اور نبیاء و اسلام کی محبت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور  
آپ کے اہل بیت کی۔

(۱۳) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما في قوله: وسوف يعطيك ربك نفعي قال رضي الله  
ابن عباس رضي الله عنہ سے روایت ہے کہ یہ تفسیر فعل اللہ تعالیٰ کے کہ را در قریب ہو کہ دیکھا جائے کہ بنی اسرائیل  
راہی ہو جائیگا تو۔ کہ را راوی نے پس رضی ہو گو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر اہل بیت دو رخ میں نہ داخل ہو گے۔

(۱۴) عن علي رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تخافوني الا في شئ واحد  
اهل بيتي (اخرجه الطبراني والبيهقي في احياء الميقات) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شفاعت میری استیسی ہے اور اس شخص کے لیے جو میرے اہل بیت کو دوست رکھے



## عزت کی تحقیق

لینت کا قول ہے عزت اہل سوا کے مدگار مراد میں جیسے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ  
عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار اور مدگار ہیں۔  
ابن سکیت کے نزدیک عزت اور ربط کے ایک معنی ہیں اور ربط قوم اور قبیلہ کو کہا جاتا ہے اور اس کا  
اطلاق عربی زبان میں صرف مردوں پر ہوتا ہے محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السؤل میں کہتے  
ہیں کہ بعض کے نزدیک عزت مرادف عشیرہ اور بعض کے نزدیک مرادف ذریت ہے باپ و ادا کی اولاد کو  
عشیرہ اور نسل کو ذریت کہتے ہیں۔

کلبی کہتے ہیں کہ عزت سے عربی اہل بیت اور کبھی دور کے کشتہ دار بھی مراد ہو سکتے ہیں (الغریبین لا  
صبیہ) تغلب بن اعرابی سے روایت کرتا ہے کہ عزت سے صرف ذریت مراد ہے یعنی وہ اولاد جو اس کی  
سلسلے سے پیدا ہو اور وہ نسل چلے کے چمکے ہیں۔ عرب اس کے سوا اور کسی کو عزت نہیں کہتے ہیں (اندری  
اسی قول کی تائید کرتا ہے) مصباح النیر۔

پس اسی پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت یعنی اولاد جناب امیر علیہ السلام کی جو جناب سیدہ کو بطور  
سہار کے پہچان رہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت کہلاتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح  
مہذبہ میں کہتے ہیں۔ (عزۃ الذین ینسبون الیہ علیہم سوا اولاد فاطمہ) یعنی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی عزت وہ لوگ ہیں جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے اور جناب سیدہ کی اولاد میں  
بعض اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں نے اعتراف کیا ہے کہ اولاد بنت دریت میں داخل نہیں۔ باوجودیکہ  
بہنی کی اولاد کا ذریت میں داخل ہونا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے جس کی بحث ہم پیشہ ملکہ پھر میں۔

بالفاظ ہی اہل عبا کے سوا دوسروں کی شان میں وارد نہیں ہوا۔

## احادیث فضائل عزت

عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللهم انفع عزۃ رسولک ففہم سیدہم بحکم  
وہب لی قال فضل (اخرجه الملاح فی سیرۃ) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے میرے مدگار یہ لوگ میرے رسول کی عزت ہیں ان کے



بروز کو ان کے نیکون کے بدلے بخش اور ان سب کو میرے لیے بخشہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اربعة اربعة اذ اللهم شفاعتي يوم القيامة المكرم للمؤمنين القائلين بحوائجهم والسائلين في امورهم هذا منظر ارفعهم اليها المحب لهم بقلبه لسانه (اخرجه الامام علي بن موسى الرضا عليه السلام في مسند اهل البيت) جناب امير عليه السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار آدمیوں کو قیامت کو رزق میری شفاعت پہنچے گی ایک وہ شخص جو کہ میری ذریت کی نگریم کر لیا ہو وہ شخص جو انکی حاجتوں کو پورا کرتا ہے میرے وہ جو کہ انکے امور میں حق نہ دے وہ مضطربین کو شش کرتا ہے جو کہ وہ جو کہ دل و زبان سے انکا دوست ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال قال الله ان يرفع ذرية المؤمن معه في درجته في الجنة وان كانوا دوني العمل ثم قرأ والذين آمنوا واتبعناهم بايمان الحقناهم ذرياتهم الخ وقال فان كان هذا في ذرية مطلق المؤمن فماذا في ذرية صلي الله عليه وآله ونقله السهري في جواهر العقدين) ابن عباس سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جسکا کہ ترجمہ یہ ہے کہ ملا دیا ہے ہم نے انکی ذریت کو روایت ہو کہ یہ تحقیق اللہ تعالیٰ بلند کر دے گا مومن کی ذریت کا اور جس اس کے ساتھ جنت میں اگرچہ اس مومن سے عمل میں وہ کتر ہونگے پھر ابن عباس سے اس آیت کو پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور ہم نے انکی ذریت کو انکا پیرو کیا ہے ایمان کے ساتھ ملا دیا ہے ہم نے انکے ساتھ انکی ذریت کو اور یہ کہا کہ جب کہ مطلق مومن کی ذریت کا حال ہے تو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کا کیا مرتبہ ہوگا۔

(۴) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي ان الله قد غفر لك ولذريتك ولولدك واهلك ولشيعتك ولجميع شيعتك فابشر فانك تزع البطين (اخرجه الديلمي) جناب امير عليه السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یعنی علی سے فرمایا کہ یا علی تحقیق خدا نے تجھے اور تیری ذریت کو اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل اور تیرے شیعوں کو تیرے شیعوں کو بخشتہ یا ہے پس تو خوش ہو تو انزع اور بطن ہے۔

(۵) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اذ كان يوم القيمة كنت انا وانت وولدك علي خيل بلق متوجهة بينات بالدر واليا قوت فيا من الله بكم الى الجنة والناس ينظرون (اخرجه الامام علي بن موسى الرضا عليه السلام في مسند اهل البيت) جناب امير عليه السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ



آلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں اور تو اور تیری اولاد اہل بق کہوڑوں پر سوار ہوں گے اور انکو  
سروں پر در اور یا قوت کو جڑا و تاج رکھے ہوئے ہوں گے پس تمکو اللہ تعالیٰ جنت کی طرف جانیگا حکم دیگا اور نیک  
دیکھتے ہوں گے \*

(۶) عن عاصم بن النخوع عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان فاطمة احصنت  
فرجها فحرم الله ذريتها على النار اخرج البزار في مسنده والطبراني في الكبير و ابو نعیم فی الحلیۃ  
قاری عاصم بن النخوع و ابن حبیش سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ مخیر صادق علیہ السلام نے  
نے فرمایا کہ فاطمہ نے اپنے شرگاہ کو محفوظ رکھا ہے۔ پس خدا نے اسکی ذریت پر آگ کو حرام  
کر دیا ہے \*

(۷) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة تدري ما سميت فاطمة قال علمي سميت  
فاطمة يا رسول الله قال ان الله قد فطنها و ذريتها من النار لا يخرجها الحافظ ابو القاسم الدمشقي  
و نقله المحب لطبري في الرياض عن مسند علي بن موسى لرضا عليه النجاة و الثنا جناب مير علي السلام  
کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارا فاطمہ کیون نام ہوا ہے  
علی نے کہ ہوقت حاضر تھے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے کیون فاطمہ نام رکھا ہے حضرت نے فرمایا  
کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور اسکی ذریت کو آگ سے چڑھایا ہے۔

(۸) عن عبد الرحمن بن عوف قال لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة انصرف الى لطائف فحاصرها  
سبع عشرة او تسع عشرة يوما ثم قام خطيبا فحمد الله واثنى عليه ثم قال اوصيكم بعترتي خيرا فان  
موعدكم الحوض - والذي نفسي بيد الله لتقمن الصلوة واتون الزكوة او لا يثبت عليكم رجالا كفسي بغير  
اعناقكم ثم اخذ بيد علي فقال هو هذا (اخرج ابن ابى شيبه وابو يعلى والحاكم) عبد الرحمن بن  
عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو طائف کی طرف  
لوٹے اور اسکا شہر دن یا انیس دن محاصرہ کیا پھر خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد  
فرمایا کہ میں تمہیں اپنی عترت کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں پس بیشک حوض کوثر تمہارا  
وعدے کی جگہ ہے مجھے اسی کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ضرور  
تم نماز پڑھو اور زکوٰۃ دوور نہ تمہاری طرف ایسے ایک آدمی کو بھیجوں گا کہ وہ میرے جیسا ہے  
وہ تمہاری گردن مارے گا پھر جناب علی کا ہاتھ پکڑ کر نہ فرمایا وہ یہ ہے۔

(۹) عن ابن عمر قال عر ما يكلم به رسول الله صلى الله عليه وسلم اخلفوني في عترتي اهل



بقی (اخرجہ الطبرانی فی الاسط والسیوطی فی احیاء المیت) ابن عمر سے روایت ہے  
کہ سب سے آخری کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ میرے بعد میری عترت اہلبیت  
سے نیکی کرو \*

(۱۰) عن مغفل بن یسار قال سمعت بابکر رضی اللہ عنہ یقول علی بن ابی طالب عترۃ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الذی حث علی التمسک لہم (اخرجہ الدارقطنی) مغفل بن یسار کہتے ہیں  
کہ میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب علی بن ابی طالب ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کی عترت میں جسکے کہ تم انکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو برا ٹیختہ فرمایا تھا۔

(۱۱) عن ابی لیلی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن عبد حتی اکون احب الیہ من نفسہ  
ویکون عاتری احب الیہ من عاترہ ویکون اہلی احب الیہ من اہلہ ویکون ذاتی احب الیہ  
من ذاتہ (اخرجہ الدیلمی) ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایمان لاؤں گا کوئی بندہ کہ جب تک مجھ پر اپنی جان سے زیادہ محبت نہ کرے اور میری عترت  
کو اپنی عترت سے سوا پیار نہ کرے اور میرے اہل کو اپنے اہل سے زیادہ محبوب نہ رکھے اور میری ذات کو  
اپنی ذات سے زیادہ نہ چاہے \*

(۱۲) عن ابی سعید قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتد غضب اللہ عز وجل علی من اذانی فی عاتری  
(اخرجہ الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
کہ خدا کا غضب بڑھتا ہے اس شخص پر جو کہ مجھے میری ذریت کی باری میں ایذا دیتا ہے۔

(۱۳) ومن خطب الحسن فی ایامہ فی بعض مقاماتہ انہ قال غن حزب اللہ المفطون وعترۃ  
رسول اللہ اقربون واهل بیت الطاہرون الطیبون واحدا لتقلین الذین خلفہما رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والثانی کتاب اللہ (موسم الذہب للسعودی) جناب حسن علیہ السلام کے خطبات  
میں کہ آپ بعض ایام میں بعض مقامات پر فرماتے ہیں نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ہی ہیں خدا کا گروہ جو رستگار  
نیوالا ہے اور ہم ہی ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کے رشتہ دار اور اسکے پاک  
اور طیب اہل بیت اور ان دونوں میں سے ایک کہ جنکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے  
اور خدا کی کتاب کے دوسرے۔

ذی القربی کی تحقیق



ذی القربے سے پی پی ذوات مقدسہ مراد ہیں چنانچہ امام ابو الحسن علی بن احمد الواحدی بنی تفسیر میں  
 لکھتے ہیں عن ابن عباس قال نزلت هذه الآية قل لا اسألكم عليه اجراً الا المودة في القربى قولوا  
 من قرابتك هؤلاء الذين وجبت علينا مودتهم قال علي فاطمة وابناهما (اخرجه احمد وابن  
 ابی حاتم والطبرانی والحاكم والديلمی والتعلبی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب  
 یہ آیت نازل ہوئی جبکہ ترجمہ یہ ہے کہ کہہ دو یا رسول اللہ میں نے تم سے اسکی اجرت مقرر نہیں کی  
 کی مودت۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کہیں لوگ ہیں جنکی مودت کو خدا نے ہم پر واجب کیا ہے انہیں  
 فرمایا وہ فاطمہ اور علی اور انکے دونوں بیٹے ہیں۔

(۲) عن زاذان عن علي قال فينا اهل البيت في حجة آيت لا يحفظ حوثنا الا كل مؤمن ثم قرأ قل لا  
 اسألكم عليه اجراً الا المودة في القربى (اخرجه ابو الشيخ) مروی ہے زاذان سے کہ جناب امیر  
 علیہ السلام فرماتے تھے کہ سورہ حم یس کی اہل بیت کی شان کی نسبت ایک آیت ہو جبکہ مضمون یہ ہے  
 کہ ہم اہل بیت کی مودت کو محفوظ نہیں رکھے گا مگر ہر ایک دین پر آپ اس آیت کو پڑھا کہ یا رسول  
 اللہ میں نے تم سے اسکی اجرت مقرر نہیں کی مودت۔

## تنبیہ

چونکہ اس فصل میں جناب امیر علیہ السلام کی اولاد صالح کا بیان ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے  
 کہ اگر علیہم السلام کے مختصر حالات سے اس کتاب کو زینت دی جائے۔

## منحصر مونا امامت کا دوازوہ امام علیہم السلام میں

(۱) عز جابر بن سمرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال هذا الامر غریزاً یصر من علی ناداهم  
 اثنا عشر خليفة كلهم من قریش (اخرجه الشيخان وله طرق والفاظ ومنها لا یزال هذا الامر  
 صالحاً ومنها لا یزال هذا الامر ماضياً ورواهما احمد) ومنها لا یزال صالفاً ماضياً ولم اثنا  
 عشر رجلاً (اخرجه المسلم) ومنها عند ان هذا الامر لا ینقض حتى یقض له فيه اثنا عشر خليفة  
 ومنها عند لا یزال الامر غریزاً منیعاً الى اثنا عشر خليفة ومنها عند لا یزال الامر ماضياً  
 یقضه اثنا عشر خليفة جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے  
 کہ ہمیشہ یہ امر عزت والا رہے گا جب تک کہ مدد کریں گے بارہ خلیفہ جو سب قریش کے ہوں گے



یحنین یعنی بخاری اور مسلم نے تو اسی طرح اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ لیکن اس کے طریقے اور الفاظ  
 بہت سی ہیں۔ ان میں ایک روایت یہی ہے کہ آپؐ یہ فرمایا ہمیشہ یہ امر اچھا رہے گا۔ اور ایک حدیث  
 میں یہ ہے کہ ہمیشہ یہ امر جاری رہے گا کہ ان دونوں کے امام احمد نے روایت کیا اور ایک روایت مسلم نے  
 کی ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہے گا جبکہ تولیت اس کی بارہ خلیفے کریں گے۔ اور ایک روایت  
 مسلم کی اور ہے کہ یہ امر نہیں گزرے گا جب تک کہ جاری کریں گے اس کو بارہ خلیفے۔ اور ایک روایت  
 مسلم کی اور ہے کہ ہمیشہ سلام غزیر اور بلند رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفے گزر جائیں گے۔ اور نزاری  
 اس طرح پر روایت کیا ہے کہ ہمیشہ میری امت کا کام قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفے گزر جائیں گے  
 (۲) عن مسروق قال کنا مع عبد الله بن مسعود جالساً فی المسجد فأتاه رجل فقال یا بن مسعود هل جدکم  
 بنیکم کم یكون بعدک خلیفة قال نعم کعدۃ نقباء بنی اسرائیل راخرجه احمد فی المستند والبیہق  
 فی الکبیر فی مسند عبد الله بن مسعود مسروق کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن مسعود کے پاس مسجد میں بیٹھے  
 تھے کہ ایک آدمی اس کے پاس آیا پس کہنے لگا اے ابن مسعود آیا آپ لوگوں کو آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفے ہونگے کہنے لگے ہاں مثل بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد کے  
 (۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انا میزان العلم وعلى کفتاه والحسن والحسين  
 ریحیوطه وفاطمة علاقته والائمة من امتی عمودہ یوزن فیہ اعمال المحبین لنا والبعضین  
 لنا راخرجه الدلیلی ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کی ترازو  
 ہوں حسن و حسین اس ترازو کے پڑے ہیں علی اس کی زبان ہے فاطمہ اس کا علاقہ ہیں نور میری امت کے  
 امام اس کے عمود ہیں اور اس میں مجاہدے محبین اور مبغضین کے اعمال وزن کیے جاتے ہیں۔  
 (۴) عن سلمان قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا الحسن علی فخامہ وهو یقبل علیہ ویقبل  
 فاه ویقول انت سید ابن سید وانت امام ابن امام وانت حجة ابن حجة البیہق تہذیبنا سہم  
 قائمہ راخرجه فی المعاجز السید علی الہمدانی الشافعی واخطب خوارزمی المناقب سلمان  
 رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پرور میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ جناب  
 حسین علیہ السلام آپ کی ران پر بیٹھے ہیں اور حضور انکی آنکھوں اور منہ کو جوہر میں اور فرماتے تو  
 سید ہے وہ سید کا بیٹا ہے اور تو امام کا بیٹا امام ہے اور حجت کا بیٹا حجت ہے اور تو نوح جہن کا باپ  
 ہے نوح ان کا فاکم آل محمد صلعم ہے +



ولدالحسین مصومون (المودات) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی اور حسن اور حسین اور نو شخص اولاد حسین میں سے مصوم ہیں۔

## مناقب امام زین العابدین علیہ السلام

وہو علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام المعروف بزین العابدین ویقال لہ علی الاصفغر  
لیس للحسین عقب الا من زین العابدین وهو ابوالاٹمہ و سادات التابعین وامہ سلافہ  
بنت یزدجرد اخر ملوک فارس وکان یقال لوزین العابدین ابن الخیرین لقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
لعلکم امن عبادہ خیرتان فخرتہ من العرب قریش ومن العجم فارس (ابن خلکان) آپ کا نام  
نامی علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے آپ مشہور ہیں زین العابدین کے لقب سے۔ اور آپ کو  
علی اصغر بھی کہا جاتا ہے سوا امام زین العابدین کے حضرت حسین علیہ السلام کی زینہ اولاد باقی نہیں  
رہی آپ ابوالاٹمہ اور سید التابعین ہیں حضرت کی والدہ ماجدہ کا نام سلافہ بنت یزدجرد ہے یزدجرد  
پرنشایان فارس کا سلسلہ ختم ہوتا ہے آپ کو ابن الخیرین کہا جاتا ہے کیونکہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے بندوں میں سے دو گروہ بہتر ہیں پس میں نے عرب قریش کو اور عجم سے فارس  
کو منتخب کیا ہے۔

(۴) ولد یوم الخمیس فی المدینۃ خمس شعبان سنہ ثمان وثلاثین فی ایام جدہ علی بن ابیطالب  
قبل وفاتہ بسکین۔ وکنیتہ ابو محمد وابن الحسین ویلقب بزین العابدین وسجاد۔ وذوی  
الثقنات والزرک والامین وامہ ام ولد اسمہا غزالہ وقیل امرسلہ وقیل شاہ زمان (تذکرہ  
خواص الامۃ لسبط بن الجوزی) آپ کی ولادت مدینہ طیبہ میں پانچویں شعبان ۳۲ ہجری کو ابوبکر  
عبداللہ بن ابی طالب علیہ السلام کے عہد خلافت میں انکی وفات سے دربرس پہلے ہوئی۔ آپ کی کنیت ابو محمد  
اور ابن الحسین ہے اور لقب زین العابدین اور سجاد۔ اور ذوات الثقنات اور زرکی اور امین سے جناب کی والدہ  
ماجدہ ام ولد تھیں۔ جبکہ کہ نام مبارک غزالہ تھا بعض کہتے ہیں کہ ام سلمہ تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ  
شاہ زمان تھا۔

فہم فی الطبقات الحفاظ میں آپ کی کنیت ابو الحسن اور ابو محمد اور ابو عبد اللہ بھی لکھی ہے۔  
اور آپ کا سجاد لقب ہو نیکی وجہ تسمیہ کہ جناب محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ ان ابی علی  
ابن الحسین + ساذکواہ عن رجل فہو علیہ السلام لا یجد ولا قرع ایہ من کتاب اللہ عزوجل فیہا سجاد



الاسجد ولا فرغ صلوة مفروضۃ الاسجد ولا وفق اصلاح بین اثنین الاسجد وکان اثر السجود فی جمیع  
مواضع سجود کافسی السجود بذلک یعنی میرے والد علی بن الحسین علیہ السلام جب کہی خدا کی نعمت کا ذکر  
کیا کرتے تو سجدہ کرتے اور جب کہی کلام اللہ کی آیت پڑھتے کہ جس میں سجدہ آجاتا تو آپ سجدہ فرماتے اور  
جب فرضوں سے فارغ ہوتے تو سجدہ کرتے اور جب دو شخصوں کی صلح کراتے تو سجدہ کرتے۔ آپ کی تمام  
مواضع سجود میں سجدے کا نشان پائے جاتے تھے ایسے آپ کو سجاد کہا جاتا تھا۔ سیرہ سیر آپ کو ذری  
الثقات بھی کہا جاتا تھا۔

اور آپ کا لقب زین العابدین ہونے کی یہ وجہ ہے کہ آپ ایک رات نماز میں مصروف تھے کہ شیطان نے  
اثر دیا کی صورت بن کر چاہا کہ آپ کو عبادت الہی سے باز رکھے حضرت نے مطلق اس کی طرف التفات نہ کی  
یہاں تک کہ اوس نے حضرت کے پاس مبارک کی انگلی کو کاٹ لیا لیکن آپ نے نماز ترک نہ کی جب نماز سے فارغ ہوئے  
تو غیب سے آواز آئی انت زین العابدین (شواہد النبوة جامع) اور امام مالک کہتے ہیں سخی زین العابدین  
لکثرة عبادتہ یعنی جناب کا نام زین العابدین آپ کی کثرت عبادت کی وجہ سے ہوا ہے۔  
انکی ولادت کی نسبت اختلاف ہے بعض کے نزدیک سسہ میں اور بعض کے نزدیک سسہ میں اور بعض کے  
زودیک سسہ میں اور بعض کے نزدیک سسہ میں ہوئی۔

قال ابن سعد فی الطبقات وکلن علی بن الحسین من الطبقة الثانية من التابعین وکان ثقة  
صاموا کثیر الحدیث عالیا رفیعاً ورعاً عابداً اخافنا یعنی جناب علی بن حسین تابعین کے دو سر  
طبقہ میں سے تھے اور نہایت ثقہ امانت دار بہت سچے شیون والے بلند مرتبہ والے خدا سے ڈرنے والے  
عابد اور خائف تھے۔

وکان ابن عباس اذا قال مرحباً بالحبيب بن الحبيب رتن کر خواص الامراء اور ابن عباس  
حبابہ بن یحییٰ کہتے تو کہتے شاباش اے محبوب محبوب کے بیٹے۔

عن صالح بن حسان قال قال رجل لسعيد بن المسيب ما رأيت احدا ورع من فلان قال  
فضل رأيت علی بن الحسین قال لا قال ما رأيت احدا ورع منه وحلیۃ الامراء للحافظ ابی نعیم  
صالح بن حسان کہتا ہے کہ ایک آدمی نے سعید بن مسیب سے کہا کہ میں نے فلان سے نہیں  
کسی کو زیادہ متورع نہیں دیکھا۔ سعید نے جواب دیا کہ تو نے علی بن حسین کو بھی دیکھا۔ اس نے کہا  
نہیں۔ سعید نے کہا میں نے ان سے زیادہ کوئی متورع نہیں دیکھا۔

قال الذهبی والعلیہ مارأینا قرشیاً افضل منه ذہبی ورضیعیہ کہتے ہیں کہ سب سے کوئی قرشی ان سے



پھر ہمیں نبیوں کے سرور اور علی بن ابی طالب کے سرور پاک اماموں کے باب پر ہم وہاں سو آگے بڑھے ایک اور نخل چلا کر گھنٹو لگا یہ محمد بن خدا کے رسول اور علی بن خدا کی شمشیر حضرت جناب امیر کی طرف ملتفت ہو کر فرماتے لگے اذکار نام صحیحانی رکھو اسلئے اس قسم کی کہجورون کا نام صحیحانی رکھا گیا ہے۔

## ذوالاذن الوعی

۱) عن مکحول عن علی بن علی فی قولہ تعالیٰ وتعبها اذن واعیه قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعل اذنک یا علی

(راخو جہ الدلیلی) مکحول اس آیت کی تفسیر میں جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تیرے کان پر لگا سکویا رکھنے والا کان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا یا علی میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ یاد رکھنے والا کان تیرے کان بنادے۔

۲) عن بریدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ عز وجل امرنی ان اعدک لتعی

فانزلت وتعبها اذن واعیه (راخو جہ الدلیلی) بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سلم نے فرمایا یا علی مجھے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے تعلیم کروں تاکہ تو یاد رکھو پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل

فرمائی کہ یاد رکھیگا اسکویا رکھنے والا کان۔

## قاضی بن رسول اللہ

۱) عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الیمن قاضیا وانا حدیث السن فقلت یا رسول اللہ تعبتنی

الی قوم یكون بینہم احداث ولا علم لی بالقضاء قال ان اللہ عز وجل لیحدک لسانک وثبت قلبک

قال فما شککت فی قضائک ہاں اثین (راخو جہ احمد النساء والحاکم) جناب امیر فرماتے ہیں مجھ کو جناب سرور

انبیاء علیہ التحیۃ والتسلیم نے میں کی طرف قاضی کر کے بھیجا امیر اسن ابھی بہت چھوٹا تھا مینے عرض کیا یا رسول اللہ عرض

مجھے ایسی قوم میں قاضی بنا کر بھیجئے ہیں جن میں اکثر جھگڑے ہوا کرتے تھے اور مجھے قضا کا علم نہیں ہے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار تیری زبان کو ہدایت کرے گا اور تیرے دل کو ثابت رکھے گا جناب امیر فرماتے

ہیں اسکے بعد مجھے کبھی دو شخصوں کے جھگڑا فیصلہ کرنے میں شک پیدا نہیں ہوا۔

۲) عن حمید بن عبد اللہ بن زید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضاء قضائک علی

فاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمتما ہل البیت (راخو جہ احمد) حمید بن عبد

ابن زید المدنی سے روایت ہے کہ جناب رسالت آبا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جناب امیر کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا

گیا حضرت قانے تجھے ہر جگہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت میں حکمت عطا فرمائی ہے۔

۳) عن النس بن مالک مرضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تبین



عن الزهري قال رأيت احدا افضل وافقه من علي بن الحسين وكذا قال ابو حازم رحلية الابرار  
والمحافظ (الحفاظ) ابن شهاب الزهري رحمه الله عليه کہتے ہیں کہ جیسے علی بن حسین سے زیادہ افضل اور  
فقہ کوی نہیں دیکھا اور ابو حازم نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

قال ابن أبي شيبه اصح الاسانيد كلها الزهري عن علي بن الحسين عن ابيه عن علي (طبقات  
الحفاظ للذہبی) ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ تمام صحیح ترین وہ اسانید ہیں جو زہری جناب علی بن حسین  
سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں +  
قال مالك كان من اهل الفضل وطبقات الحفاظ) امام مالک کہتے ہیں کہ جناب امام زین العابدین  
اہل فضل میں سے ہے +

وفي رواية كان اهل المدينة يقولون ما فقدنا الصدقة المرحقة مات علي بن الحسين  
رحلية الابرار) اور ایک روایت میں کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے جب تک کہ جناب علی بن حسین زندہ رہے  
ہم سے پوشیدہ خیرات گم نہیں ہوئی +

قال ابن عائشة سمعت اهل المدينة يقولون ما فقدنا الصدقة المرحقة بعد موت علي بن  
الحسين قال ابن اسحاق كان ناس من اهل المدينة يعيشون لا يدركون من اين معاشهم وما ظلم  
فلما مات علي بن الحسين فقد واما كانوا يؤتون به ليلا الى منازلهم قال سفیان وكان  
يجعل جراب الخبز على ظهره في الليل يتصدق به فلما غسلوا جعلوا ينظرون الى سواد في  
في ظهره فقل ما هذا فقالوا كان يحمل جراب الدقيق ليلا على ظهره يعطيه فقراء اهل المدينة  
(صواعق محرقة) ابن عائشہ کہتا ہے کہ میں نے اہل مدینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہماری مخفی خیرات علی  
بن حسین کے مرنے سے جا رہی ہیں۔ ابن اسحاق کہتا ہے اہل مدینہ کے بعض آدمی اپنا اپنا کھانا پانی  
تھے لیکن انکو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کہاں سے پاتے ہیں۔ اور کون انکو پہنچاتا ہے۔ جب علی  
بن حسین فوت ہو گئے۔ تو رات کو انکا کھانا انکے مکانوں پر نہ آیا۔ سفیان کہتے ہیں کہ رات کو آپ  
رضی اللہ عنہ کا تھپلا اپنی پیٹ پر رکھ کر خیرات بانٹتے تھے۔ جب انکو غسل دینے لگے تو ایک سیاہ  
درغ ان کی پشت مبارک پر نظر آیا۔ پوچھا گیا یہ کیا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ آپ رات کو اٹنے کا  
تھپلا اٹھا کر فقراہل مدینہ کو دیتے پھرتے تھے +

قال البعثان عمر بن عمر لجا خطوا ما علي بن الحسين على اختلاف المذاهب مجموع عليه



لا یجوزی احد فی تدبیر ولا شک احد فی تقبیرہ وکان اهل الحجاز یقولون لم یزلت فی الدھر یرجعوا  
 الی اب قریب کلام لیس علیاً وکلمہ یصلح لثلاثہ لتکامل خصائص الخیر فہم یضون علی بن الحسین  
 ابن علی بن ابی طالب وعلی بن عبد اللہ بن جعفر وعلی بن عبد اللہ بن عباس رضوا علیہم الہ  
 عثمان عمرو بن بحر الجاحظ لکھتے ہیں باوجود اختلاف مذاہب جناب علی بن الحسین کی نسبت تمام لوگ متفق  
 ہیں اور کوئی شخص آپ کی بزرگی کے بارے میں شک نہیں رکھتا۔ اہل حجاز کہہ کرتے تھے کہ جیسے دنیا میں  
 کوئی تین آدمیوں جیسا نہیں دیکھا کہ بالکل اپنے دادا کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے اور ان تینوں  
 کا نام علی تھا اور ہر ایک ان تینوں میں سے بیاحت کامل ہونے خصائص خیر کے خلافت کی صلاحیت  
 رکھتا تھا۔ وہ ہیں یعنی علی بن حسین بن علی۔ اور علی بن عبد اللہ بن جعفر۔ اور علی بن عبد اللہ بن عباس  
 کان زین العابدین عظیم التجاوز والصفو والصفوحی انہ سبہ رجل فتغافل عنہ فقال لہ ابابک  
 اضنی فقال عنک عرض ریشالی فواللہ لک اخذ العفو وامر بالعرفہ وعرض عن الجاہلین  
 رصا حق محض جناب امام زین العابدین ثوبے تجاوز کر بولے اور غفلت کرنے والے اور گناہوں سے  
 درگزر کر مینوالے۔ بہانہ کہ ایک شخص نے آپ کو برا کہا آپ نے اس سے تغافل فرمایا۔ اس نے کہا آپ بڑے  
 بے پروا ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تجھ سے اعراض کرتا ہوں۔ اور اپنے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا۔ جبکہ  
 ترجمہ ہے عفو کو اختیار کر اور اپنے کام کا حکم دے اور جاہلوں سے نہ پیر لے +

عن حفص القرظی قال کان علی بن الحسین اذا توضأ اصفرا لونه فقیل لہ ذلک فقال الا اندرون  
 بین یدی من افاقت وحک انہ یصلی فی الیوم والليلة الف رکعة رصوا عن محرف حفص قرظی  
 کہتے ہیں کہ جناب امام علی بن حسین عا لسلام جبکہ وضو کرتے تو آبکارنگ مبارک زرد ہو جاتا۔ آپ کی خدمت  
 میں اس کی نسبت عرض کیا آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں اور یہی مروی  
 ہے کہ جناب ذر ان میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے +

عن ابی الفرج الاصبہانی قال وقع فی دار علی بن الحسین بحریق رہو ساجدا فقاتلوا النار النار  
 یا بن رسول اللہ فما رفع لاسہ حتی طغیت فقیل ما الذی الہالک عنها فقال الذل الاخری وقد کما  
 خواص الامتہ علامہ ابوالفرج الاصبہانی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے زمین آگ لگ گئی آپ ہوفت  
 سب سے زمین تھے لوگ آگ لگنے لگے حضرت نے سجدے سے سزا دیا یہاں تک کہ آگ بجھ گئی  
 لوگوں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ! کس چیز سے آگ سے فاقل کر دیا تھا آپ نے فرمایا آخرت کی  
 آگ ہے۔



قال القزنی جابر بن عبد الله بن الحسن بن فضال فقال ان فلان فایق فیک فقال فخرنا الیه فقام معه وهو  
 یظن انه یتنصر لنفسه فلما وصل قال له بافلان ان کان ما قلت حقا فنفرا الی فانی کان  
 افتراء فنفرا الی کذا (نزد کمره خواص کلامت) علامہ قزنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب  
 امام علی بن الحسن علیہ السلام سے جا کر بیان کیا کہ فلان آدمی آپ کی بدگوئی کر رہا ہے آپ نے فرمایا  
 اسکے پاس برے ساتھ چل رہے آپ کے ساتھ ہو لیا اسکو یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ مجھے اپنی برادر کے لیے  
 ساتھ لے چکے ہیں جب آپ اس آدمی کے پاس پہنچے تو فرمایا اسے فلان نے جو کچھ کہنے کے لیے کہا ہے  
 اگر سچ ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے بخشنے اور اگر جھوٹ ہے تو مجھے بھٹسنے +

اخرج ابو نعیم انه لما سجد هشام بن عبد الملك فی حیوة ابيه فاجتهد ان یتلمذ الحنفی فلم یکن  
 من الازدحام فصب منبر الی جانب زفره وحلّس یظن الی الناس وحوله جماعة من اعیان  
 اهل الشام فبینما هو كذلك اذا قبل زین العابد بن فلان انتہی الی الحنفی تخی لہ الناس حتی استلم  
 فقال رجل من اهل الشام لہشام من هذا قال لا اعرف فحانذان یثرب اهل الشام فی زین  
 العابد بن فقال الفرزدق انا اعرفہ ثم انشأ ماضیاً ابو نعیم حلیلاً لہ یارعیین لکتم من کحب  
 ہشام بن عبد المطلب انہ باپ کی زندگی میں حج کو مکہ کے لیے گیا۔ اس نے حجر الاسود کے پوسر کے  
 لیے نہایت زور مارا۔ لیکن لوگوں کے بیٹری وجہ سے اسکو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا۔ پس ایک کرسی پر  
 زمر کے قریب بیٹھ گیا اور لوگوں کی آمد و رفت دیکھنے لگا اسکے گرد اعیان اہل شام کی ایک جماعت  
 کھڑی تھی وہ ابھی اسی حال میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہان جناب ابام زین العابد بن علیہ السلام تشریف  
 لائے جب حجر الاسود کے پاس پہنچے تو لوگ منتشر ہو گئے یہاں تک کہ آپ نے حجر الاسود کو چومنا ہل  
 شام میں سے ایک آدمی نے ہشام بن عبد الملك کو چومنا کہ کون بزرگ ہیں جنکی کہ لوگ اسقدر تعظیم  
 کرتے ہیں ہشام اس خوف سے کہ سب اوپر لوگ امام زین العابدین کی جانب گردیدہ ہو جائیں کہ غری  
 لگائیں نہیں جاتا کہ یہ کون ہیں۔ ابو فراس فرزدق جو اس زمانہ میں شاعر تھا کہنے لگا میں  
 انکو عجوبی جانتا ہوں۔ اور اس نے فی البدیہہ یہ قصیدہ پڑھ کر سنا یا +

قصیدہ فرزدق







منجد از فضل الانبیاء

اسکی صد کے ملنے انبیاء کے فضل فرما کر ماری کرنا ہے

مشتق من رسول الله بیعتہ

اسکی وجود کی کہیل جناب رسول اللہ کے سحر وجود سے ہوئی ہے

هذا ابن فاطمہ از کنت جاہلہ

اگر تو اس کو یاد آفت ہے تو یہ حضرت فاطمہ کا بیٹا ہے

الله شرفہ قد ما وعظہ

خدا نے ازل سے اسکو شرف اور ہندگی عطا کی ہے

اللیثا ہوز من حین تعصبہ

جب تو اسکو غصہ میں لائے تو اس سے شیر کا سانس جھوٹا سا رہا

فلا یسرقک من هذا بضائک

نیرا یہ کہتا کہ تو اس سے نہ اسکو ضرر رسان نہیں

کتایب غیثات عم نفعہا

اسکو وہ فوائد فرماؤں غلات میں کہ انکا نفع عام ہے

سہل الخلق لا یخسر بواہر

وہ غایت نرم طبع ہے اسکو ختم نہیں کر آتا

حال ثقال قوام اذا قد حوا

تو تو بوجہ گاہہ اٹھایا ہوا اور کھائیکہ وہ قریب ہو کر رہا ہو

وفضل الله دلت له الامم

اللہ اسکی فضل سے دلتی ہیں تمام امتیں پانی برقی ہیں

طابت عناءہ والخیم الشیم

اسکی عناء خیر اور نوا اور حضرت سب پاک ابیدہ پر ہی ہیں

بجدہ انبیاء الله قد ختمہ

اسکا عدا محمد مام الامیاء ہے

جریدک لک فی لوحہ القلم

اسکی شرف اور بزرگی نے لکھ دیا کہ لوح پر جلیا ہے

والموت الیہ من حین یکتضم

اسکی قتل کے وقت موت آجاتی ہے

العزیز من انکروت العجم

تمام عرب و عجم پہنچتا ہے کہ تو نے کس شخص کا انکار کیا ہے

تستوفیان لا یعرہا عدم

اسے غفلت کیوں کی جائے اقل سے غریب مار دے گا

یونہی انسان حسن الخلق و الام

اسکی ذات کو وہ جزو حسن خلق اور خوش خلقی نے آہستہ کر دیا

حلو الشائل تخلو عند نعم

وہ غایت شیریں خصال ہو کر اسکی ہر چیز شیریں ہو جاتی ہے

نہ دان ماضی از دین یعنی فرمانبرداری شدن سے نجات یافتہ انون و رحمت کہ خیم یعنی خیمہ شیم جمع شیر خیمت سے است  
شیر سے لہو سبک سے اسر اسان سے بیعت من مضارع مجہول متہضام یعنی خیر شکستن سے غیث فریاد تر  
نہ تشوکت مضارع مستبکات یعنی یکیدن اللہ بعید مضارع عود یعنی فرو آمدن سے سہل یعنی آسان  
نہ خلقہ و نرم ہو کہ نختہ از حشہ یعنی رسیدن سے بواہر جمع بارہ یعنی ششاندگی سے قد حواضی  
مجہول مضارع کرانہ کردن و ام کسی مال سے خلو یعنی شیریں



قط الا في تشهده

وقت تشہد کے لائین کہا

ان الوعد میمون نقیته

نہین کرتا یہ مبارک نفس والا ہے

بلا احسانا نقشعت

ساتھ خلقت گنہگار نہیں دور ہو گیا ہے

عشر جہم دین و غضہم

یہ اگر وہ سچا کہی محبت دین ہے اور انکا بغض

ان عداہل البقی کانت ائمتہم

اگر پیر نگاروں کا شمار کیا جائے تو انکے امام ہیں

لا یستطیع جواد بعد غایتہم

جہاں پہنچیں مان کوئی جو اندر سحوت کر نہ لائین پہنچا

ہم الغیوث اذا ما ازمت ارمہم

وہ برہنہ ابراہیم حقیقت کی تکلیف لوگوں کو بگاڑ دیتی ہے

لا یفرض العسر لسطامن کفہم

انکوائتہ کی فراخی کو بغیر سجاد کو نقصان نہیں پہنچا تی

مقدم بعد ذکر اللہ ذکرہم

انکا ذکر خدا کے ذکر کے بعد مقدم ہے

لو لا التشہد کانت لاؤ لا نعہ

اگر تشہد نہ ہوتا تو اسکا لائین نعہ ہوتا

حب الفناء اریب حین یحارم

ابہا تو نچو لیے اسکے گہر کا صحن فراخ ہو دانا ہو جبکہ وہ قصد کرتا ہے

عنہا العنایۃ والاملاق والعدم

خلقت سو رنج اور گدائی اور افلاس

کفر و قربہم منی و معصم

کفر ہے اور انکا قرب نجات دین والا ہے اور نیکو دینی دستاویز ہے

او قیل من خیر اهل الارض قیلہم

اور اگر پوچھا جاوے کہ زمین پر کونسا لوگ ہیں ان افضل ہیں تو جواب دیا جاتا ہے کہ یہ ہیں

ولا یدانہم قوم وان کرمو

ان تک کوئی قوم نہیں پہنچ سکتی اگرچہ وہ شجاعت کرنیوالو ہوں

والاسد سلا الشری والباس محمدم

وہ شیر ہیں شیر کجبار کی جبکہ جنگ کا معرکہ گرم ہوتا ہے

سیان ذلک ان اثر و اوان عدا

یہ دونوں یعنی تنگی اور فراخی انکو شجر ابرہہ اگر دلا رہا ہو یا نہ ہو

فی کل بد و محن و کلم

ہر کام کے آغاز اور اختتام پر

۱۔ تشہد اشہد ان لا الہ الا اللہ یعنی جان منہ فلان میمون نقیب از کان برک نفس ۲۔ حب الفناء اریب حین یحارم یعنی فراخ ۳۔ عنہا العنایۃ والاملاق والعدم یعنی غفلت ۴۔ کفر و قربہم منی و معصم یعنی کفر و قربہم منی و معصم ۵۔ او قیل من خیر اهل الارض قیلہم یعنی انکو شجر ابرہہ اگر دلا رہا ہو یا نہ ہو ۶۔ ولا یدانہم قوم وان کرمو یعنی ان تک کوئی قوم نہیں پہنچ سکتی اگرچہ وہ شجاعت کرنیوالو ہوں ۷۔ والاسد سلا الشری والباس محمدم یعنی وہ شیر ہیں شیر کجبار کی جبکہ جنگ کا معرکہ گرم ہوتا ہے ۸۔ سیان ذلک ان اثر و اوان عدا یعنی یہ دونوں یعنی تنگی اور فراخی انکو شجر ابرہہ اگر دلا رہا ہو یا نہ ہو ۹۔ فی کل بد و محن و کلم یعنی ہر کام کے آغاز اور اختتام پر



یا بی لهم از یحیل الذم ساحتهم

انگو گھر کے صحن آرتے سزا دمت انکار کرتی ہے

ای الخلاق لیست رقابہ

وہ کون لگے مین کہ انکو غلاموں کے شمار میں نہیں

من یعرف الله يعرف اولیة ذی

جو شخص خدا کو جانتا ہے انکو جیسا جانتا ہے

خیر کریم و ایدک بالتدکھض

سختی انکی عادت سے اور انکے ہاتھ بچش میں خرچہ میں

اولیة هذا اوله

اسکے پیشوا ہونیکی وجہ یا اسکے صاحب بیت ہونیکی وجہ

والدین منیت هذا نالہ

اور دین ان کے ہاتھ سے امتوں کو پالیا ہے

فلما سمعها هشام غضب وحبس فرزوق وامر له زين العابدين باثني عشر ألف درهم وقال اعذا  
ولو كان عندنا اكثر لوصلناك به فقال امتدحته الله لا عطاء فقال زين العابدين انا اهل  
البيت اذا وهبنا شيئا لا نستعيدة فقبلها فرزوق (صواعق محرقه) جب ہشام نے اسے قصیدہ  
کوسنا تو غصہ میں آکر فرزوق کو قید کر دیا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے بارہ ہزار درہم فرزوق  
کو دینے کا حکم فرما کر کہلا بھیجا کہ اگر سہاگے پاس اس سوز زیادہ ہوتا تو اور زیادہ صلہ پہنچتے فرزوق نے  
کہا میں نے خدا کے لیے واپسی مدح کی ہے نہ عطا کے لیے جناب امام نے فرمایا ہم اہل بیت جب کسیکو  
کچھ دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے۔ فرزوق نے وہ درہم قبول کر لیے۔

عن الزهري قال حل عبد الملك بن مروان على بن الحسين مقيدا عن المدينة فأنقله حديد  
وكل به حنطة قال فاستاذنهم في وداعه فاذنوا فدخلت عليه القيود في رجله وغل في يديه  
وهو في قبة فبكيت وقلت وددت اني مكانك وانت سالم فقال يا زهرى اتظن ذلك  
يكسرني لو شئت لما كان وانه لتذكره في عذاب الله ثم اخرج رجليه من القيد وبيده من  
الغل ثم قال لا جرت على هذا يومين من المدينة قال فامضت الا اربع ليال الا وقد فقدت  
وقدم الموكلون الذين كانوا معي الى المدينة يطلبونه فما وجدوه فما وجدوه فالت بعضهم  
فقالوا اننا نراه انه لنازل ونحن له مترصد حتى طلع الفجر فلم نجد له ووجدنا حديدا وقال  
الزهري فقدمت بعد ذلك على عبد الملك فاسالني عنه فاخبرته فقال قد جاءني يوم فقد  
الاعوان فدخل على فقال ما انا وانت فقلت اقم عندي فقال لا احب شئ خرج فوالله لقد  
امتدح قلبه منه خيفة (صواعق محرقه) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عبد الملک  
سے عجم چون جیم عادت ہوئے اللہ کے جو انمردی سے ہضم خرچ کنندہ۔



ابن مروان کے حکم سے عاملوں نے امام زین العابدین کو قید کر دیا اور باؤن میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائیں۔ میں عاملوں سے اجازت لیکر امام کو لینے کے لیے گیا۔ جب میں ان کا یہ حال دیکھا تو مجھے سو نہ رہا گیا اور رونا لگا اور عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بجائے آپ کے اس قید میں ہوتا اور یہ حال آپ کا میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا امام نے فرمایا کہ اے زہری کیا تو یہ خیال کرتا ہو کہ میں اس قید سے تکلیف میں ہوں اگر میں چاہوں تو ابھی اس سے چھوٹ سکتا ہوں بندگان خدا کو کوئی قید سکتا ہے یہ صرف اس لیے ہے کہ ہم اس عذاب کو دیکھ کر ہر وقت عذاب آخرت کو یاد کرتے رہیں۔ یہ کہہ کر باؤن بیڑیوں سے نکال لیو کہ میں حیرت میں رہ گیا۔ فرمایا کہ ہم صرف دو منزل تک ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ چوتھی دن عبد الملک کے نوکر جو امام پر موکل تھے مدینہ میں پل لے کر آئے اور امام کو دیکھ کر لگے انکو کہ میں پتہ امام کا نہ ملا۔ میں نے ان میں سے ایک کو پوچھا کہ کیا ماجرا گذرا ہے اس نے بیان کیا کہ جب ہم ایک منزل میں فروکش ہوئے تو ہم رات بھر سب کے سب بیدار رہے صبح کو جب خیمہ میں گئے تو بجز بیڑیوں کے کچھ نہ دیکھا زہری کہتے ہیں کہ جب میں عبد الملک کو پاس گیا تو میں اس قصد کو اس سے نقل کیا۔ اس نے کہا کہ جب وقت میرے گماشتوں کے ہاتھوں سے کل گوا سیدن میری پاس تشریف لائے اور فرما گئے کہ میرے اوتیر درمیان کیا عداوت ہو کہ جبکہ بدلو میں تو ہم کو یہ تکلیف دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اب آپ میرے پاس قامت فرماؤ میں انکار کیا اور چلے گئے مجھ کو ان کے چہرے اس قدر خوف آیا کہ میرا تمام جسم خوف سے بہر گیا۔

منہال بن عمر کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں حج کے لیے گیا اور سجاد علیہ السلام کی قدیم سی سی مشرف ہوا امام کو پوچھا کہ خرمیہ بن کاہل الا صغریٰ کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا میں اس کو کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا ہوں فرمایا۔ اللہم اوتہ حرا لجدید۔ اللہم اوتہ حرا لجدید۔ جب میں لوٹ کر کوفہ میں آیا ان دنوں میں مختار ابن ابی عبیدہ بن جراح نے خروج کیا ہوا تھا میری اس سے دوستی تھی۔ ایک روز میں سوار ہو کر اسکے ملنے کو جا رہا تھا۔ جب اسکے مکان کے قریب پہنچا تو وہ سوار ہو چکا تھا میں بھی اسکے ساتھ ہوا ایک مقام پر پہنچ کر وہ ٹھہر گیا۔ اتنے میں خرمیہ کو لوگوں نے گرفتار کر کے حاضر کیا۔ مختار نے حکم دیا کہ فی الفور اسکے ہاتھ قطع کر ڈالو۔ جلاد نے اسکے ہاتھ کاٹ ڈالے پھر لکڑیوں کے انبار میں ڈال کر جلادیا۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو بے اختیار سجان اس پر پڑنے لگا۔ مختار نے مجھ سے اس کا سبب استفسار کیا میں نے اس سے حضرت سجاد علیہ السلام کی دعا کا قصہ بیان کیا۔ اس نے مجھ کو دوبارہ قسم دلا کر پوچھا میں نے کہا کہ کیا میں اس امر میں امام پر جھوٹ بول سکتا ہوں۔ مختار نے ہنسنے سے انکار کر



خدا کا شکر بجالایا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ کیا۔ تو راستہ میں میرا گھر پڑتا تھا جب میرا گھر  
نزدیک آگیا تو میرا سکو دعوت کے لیے کہا کہ لگا کہ اے منہاں آج تو نو مجھے سو امام کی دعا کی خبر بیان  
کی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج وہ میرے ماتھوں سے پوری ہوئی ہے مجھ کو چاہیے کہ میں آج اس کے  
شکر میں تمام دن روزہ رکھوں۔ یہ کہہ کر مجھ سے مرض ہو گیا (شواہد النبوة)

نقل ہے کہ جناب سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک روز محمد حنفیہ  
اسد عنہ حضرت سجاد کے پاس تشریف لائے اور کہا میں تمہارا چچا ہوں۔ اور عمر میں بھی آپ سے  
بڑا ہوں۔ آپ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر علیہ السلام کی تبرکات مجھ کو دیدیں۔ کیونکہ بعد حضرت  
امام حسین علیہ السلام کے امامت میرا حق ہے۔ جناب سجادؑ فرمایا کہ اس امر کا فیصلہ کر لیتا ہوں  
ہے کہ بعد شہید کر بلا علیہ التحیت والتنا کے امام برحق کون ہے۔ تشریف لائے ہم حجر الاسود  
سے پوچھ لیتے ہیں۔ دونوں صاحب حجر الاسود کے پاس تشریف لے گئے سجاد علیہ السلام کو اسما  
ماثورہ الہی کو پڑھ کر حجر الاسود کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اے حجر الاسود اس امر کا فیصلہ تیرے  
ہاتھ میں ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کے بعد کون امام برحق اور وصی اور جانشین رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ہے حجر الاسود حکم رب العزت بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے محمد بن حنفیہ امامت  
حضرت سجاد علیہ السلام کا حق ہے کل امور میں میں آپ پر انکا اتباع واجب (شواہد النبوة)

نقل ہے کہ جناب امام ایک روز اپنے خدمتگاروں کے ساتھ جانب صحر تشریف لیگئے۔ جب چاشت  
کے وقت کھانا حاضر کیا گیا۔ اسی وقت میں ایک ہرن آکر منہ کھڑا ہو گیا۔ حضرت فرمایا۔ میں علی  
ابن الحسین بن علی ہوں میری ماں فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ میں اے ہرن میرے ساتھ آکر  
کھانا کھالے۔ ہرن نے الفور حاضر ہو کر مودبانہ گوشہ بساط پر بیٹھ گیا۔ اور کھانا کھا کر چلا گیا  
حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ پہلو سکو بلائیں حضرت فرمایا میرا  
زہاری ہرگز اسکو نہ چھیڑنا۔ حاضرین نے کہا کہ کیا مجال ہو کہ حضور کی زہاری کو ہم چھیڑیں حضرت نے  
آواز دی وہ ہرن پہر آکر حاضر ہو گیا۔ ایک شخص نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھا وہ فی الفور بیٹھ گیا  
حضرت فرمایا متو میری زہاری کو کیوں چھیڑا اب وہ ہرگز تمہاری واپس نہیں آئیگا (شواہد النبوة)  
عمر سبع و خمسون منہا ستان مع جدہ علی بن ابی طالب ثم عشر مع عمہ الحسن ثم إحدى  
عشر مع امیہ الحسین علیہم السلام یقال سمہ الولید بن عبد الملائک و دفن بالبقیع عند عمہ  
الحسن و قویٰ شہادۃ (تذکرۃ خواص الامم) آپ کے عمر ستاون برس کی تھی دو برس



آپ اپنی جد امجد جناب علی علیہ السلام کی کنار عاطفت میں پرورش پائے گئے ہیں۔ اور دس برس اپنے چچا حسن علیہ السلام کے سامنے کیلئے رہے اور گیارہ سال اپنے والد بزرگوار جناب حسین علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو ولید بن عبد الملک نے زہر دوا یا تھا۔ آپ اپنے چچا جناب حسن علیہ السلام کے پہلو میں درمیان قبرستان بقیع مدفون ہیں ۹۴ھ یا ۹۵ھ میں آپ کی وفات واقع ہوئی ہے۔

قال ابن الصباغ المالکی المکی مات مسموماً وان الذی سمہ الولید بن عبد الملک ابن صباغ مالکی کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال زہر سے ہوا ہے اور یہ تحقیق ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دیا تھا۔  
وكان یخطب بالحناء والکتم وقیل بالسواد (تذکرہ خواص الامہ) اور آپ اپنی ریش مبارک کو حناء اور کتم سے خضاب کیا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وسمہ کیا کرتے تھے۔

توفي فی ثانی العشر محرم ۹۴ھ وكان عمره اذ ذاک سبعاً وثمانین سنة (تذکرہ خواص الامہ)  
آپ کا انتقال بارہویں محرم ۹۴ھ کو ہوا ہے اس وقت آپ کی عمر ستاون برس کی تھی۔  
واولاده خمسة عشر احد عشر ذکراً واربعة اناث۔ واشہرہم محمد المکنی بابی جعفر الملقب بالباقر۔ آپ کی پندرہ اولاد ہیں تین گیارہ مرد و چار عورتیں سب کے زیادہ تر مشہور امام محمد بن حسن ابو جعفر کہنیت اور باقر لقب ہے۔

## مناقب امام محمد باقر علیہ السلام

رہو ابو جعفر الباقر محمد بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب امام عبد اللہ بنت الحسن ابن الحسن بن علی وھو ہاشمی من ہاشمیین ونامہ الباقر من کثرہ بقرہ بقرہ السمی جہتہ ای فتحہا ووسعہا وقیل لغزارہ علمہ۔ قال الجوہری فی الصحاح البقرۃ التوسع فی العلم۔ قال وكان یقال ل محمد الباقر لتبقرة فی العلم ولسمی الشاکر والہادی (تذکرہ خواص الامہ) وفی صواعق محرقہ سمی بذلك من بقر الارض ای شقہا واثار غیبیاتہا و مکانہا فکذلک ہوا ظہر من غیبیات کفوز المعارف وحقائق الاحکام واللطائف ما لا یحصى الاعلی مستطیع او فاسل الطوبی والسریق ومن ثمہ قیل ہو باقر لعدم رجاعہ وشاہدہ ورافعہ وصفا قلبہ فکذلک علمہ وظهرت نفسہ وشرقت خلقہ وعمرت اوقاته بطاعة الله وله من الرسوخ فی مقامات العارفين ما تکل عند السنة الواصلین وله کلمات کثیرة فی السلوک والمعارف لا یحصى ہذا العجائب وکفاه شرفان بن المدینی روی عن جابر انہ قال له وهو صغیر۔ سول الله صلی الله علیہ وسلم







یسلم علیک فقیل له وکیف ذلک قال وکنت جالسا عند الحسین فی حجره ویلاعبه فقال یاجابر  
یولد له مولود اسمہ علی اذا کان یوم القیامۃ ینادی منادی لیقیم سید العابدین فیقوم  
ولده ثم یولد له ولد اسمہ محمد فاذ رکتہ یاجابر فقرأہ منی السلام یعنی باقر لغت میں بقدر  
الارض سو ماخوذ ہے یعنی زمین کو پہاڑ کر اسکی مخفیات کو ظاہر کرنے والا۔ جناب امام کو اسلئے باقر  
کہتے تھے کہ وہ نبی معارف اور حقائق احکام اور حکمت اور لطائف کے سرستہ خزانے ظاہر فرماتی  
تھے جو بصیرت کے اندر ہے اور فاسد طبیعت والے پر نہیں ظاہر ہوتے۔ اور اسوجہ سے یہی ان کو  
باقر کہا جاتا تھا کہ وہ علم کے باقر اور جامع اور شہور کر نیوالے اور اسکو بلند کرنے والے تھے جناب  
امام کا قلب صاف اور علم روشن اور نفس پاک۔ اور خلقت شریف تھی۔ انکی اوقات خدا کی  
طاعت سے معمور تھیں۔ اور عارفوں کی سیر و مقامات میں اسقدر رسوخ رکھتے تھے۔ کہ وصف کرنے  
والوں کی زبان اس سے قاصر ہے۔ سلوک اور معارف میں انکے اقوال نہایت کثیر ہیں۔ اس  
رسالہ میں ان کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ابن مدنی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں  
کہ جابر رضی اللہ عنہ امام باقر علیہ السلام سے کہتے لگے۔ در انکھا لیکو وہ ابی نہایت صغیر السن  
تھے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حاضرین نے پوچھا یہ کیوں کہ  
ہو سکتا ہے۔ جابر نے کہا کہ میں ایک روز سرور عالم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا  
اور حسین علیہ السلام انکی گود میں کہیل رہے تھے سرکار نے فرمایا کہ اے جابر حسین کا ایک لڑکا ہوگا  
جسکا نام علی رکھا جائے گا۔ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا کہ سید العابدین اٹھیں اسوقت  
امام حسین علیہ السلام کا وہ بیٹا اٹھے گا۔ پھر اسکا ایک بیٹا محمد ہوگا۔ اے جابر اگر تو اسوقت  
زندہ رہے تو اسکو سیرا سلام کہیو۔

قال المنادی فی طبقاتہ سنی باقر لانه بقرا العلم ای شقہ فحرف اصلہ ولد محمد باقر  
بالمدينة فی ثالث صفر سنہ قبل قتل جدہ الحسین ثلاث سنین۔ کنیتہ ابو جعفر۔  
القابہ الباقر۔ والشاکر۔ والهادی عبد الرؤف مناوی اپنی طبقات میں لکھتے ہیں کہ آپ  
کا نام باقر اسلئے رکھا گیا ہے کہ انہوں نے علم کو پہاڑا ہے۔ باقر مشتق ہے بقدرے جس  
کے معنی پہاڑ نے کہے ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام کے صغیر کی تفسیر تارخ کو اپنے جد امجد امام  
حسین علیہ السلام کی شہادت کے تین برس پہلے مدینہ شریف میں تولد ہوئے آپکی کنیت ابو  
جعفر اور القاب باقر اور شاکر۔ اور ہادی ہیں۔



قال ابن سعد محمد الباقر من الطبقة الثالثة من التابعين من اهل المدينة كان عالماً عابداً  
ثقة ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ امام محمد باقر تابعین اہل بیغہ کے تیسرے طبقہ میں سے تھے  
بڑے عالم اور عابد اور ثقہ تھے۔

روى عن ابيه وجديه الحسن والحسين وجابر وابن عمر وطائفة وعنه ابنه جعفر الصادق و  
عطاء وابن جريح وابو حنيفة وابو ذرعي والزهري وخلق وثقه الزهري وغيره ذكره  
النسائي في فقهه التابعين من اهل المدينة طبقات الحفاظ للذهبي) آپ کے اپنے والد  
اور اپنے اجداد امام حسن و حسین علیہم السلام اور جابر بن عبد اللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور  
دیگر ایک طائفہ صحابہ سے حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور آپ کے آپ کے بیٹے امام جعفر صادق  
اور عطاء اور ابن جریج اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو ذرعی اور زہری وغیرہ نے حدیث کو لیا ہے  
اور ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ حسین کے سب سے اول حدیث کو تدوین کیا ہے آپ کو حدیث میں  
ثقہ لکھا ہے اور امام نسائی نے اہل مدینہ کے فقہائے تابعین میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

قال ابو يوسف قلت لابي حنيفة لقديت محمد بن علي قال نعم وسالته يوماً فقلت اراد الله  
المعاصي فقال ابص الله فها قال ابو حنيفة فما رأيت جواباً انعم منه (تدک خواص الامم)  
قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا آپ نے جناب امام محمد باقر  
علی علیہ السلام سے ملاقات کی ہے وہ کہنے لگے ہاں میں اسنے ملاتا اور یہ پوچھا تھا آیا خدا تعالیٰ  
معاصی کا ارادہ کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا آیا اللہ تعالیٰ قر سے گناہ کر سکتا ہے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ  
علیہ کہتے ہیں میں نے اس سے کوئی شاندار جواب نہیں دیکھا۔

قال عطاء ما رأيت العلماء عند احد اصغر علماً منهم كعند ابي جعفر لقد رأيت الحكم عند كان  
مغلوباً (تدک خواص الامم) عطا کہتے ہیں علما کو ان سے علم کسی کی پاس اس قدر اپنے آپ کو چھوٹا  
سمجھتی ہوئے نہیں دیکھتا جس طرح سے کہ وہ اپنے آپ کو جناب امام ابو جعفر محمد باقر کی روبرو سمجھتی تھے۔  
میں نے حکم کو ان کے سامنے مغلوب پایا ہے۔

وقوفي سقوما كابية وهو علوي من جندابيه وامه ودفن ايضا في قبة الحسن توفي سنة  
ثمان وخسين (صواعق مخرقة) آپ ہی اپنے والد ماجد کی طرح سے سموم شہید ہوئے ہیں آپ  
جناب دو نون کعبون سے علوی تھے آپ ہی مزار قبیع میں جناب امام حسن علیہ السلام کے گنبد کے اندر  
مدفن ہوئے ہیں آپ کی وفات ۸۲۰ھ میں ہوئی۔ آپ نے اثنائے برس عمر باقی۔



قال الذهبی فی طبقاتہ مات سنۃ ۳۵۲ وھو ابن سنۃ فہی بنی طبقات میں ایک سنہ وفات ایک سو چودہ برس اور عمر تہتر برس لکھا ہے ۔

قال صاحب الارشاد لم یمض عن احد من علم الدین والسنن وعلم القرآن والسیر والفنون الاذ ما ظهر عن ابی جعفر (محمد الباقر علی ابائہ السلام) صاحب الشاؤ وکوتا ہے کہ جب قدر علم دین اور سنن اور علم قرآن اور سیر اور فنون اور غیرہ جناب ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے ظاہر ہوئی ہیں وہ کسی ایک سے ظاہر نہیں ہوئے ۔

عن زید بن ابی حازم قال کنت مع ابی جعفر محمد بن علی الباقر ثم ہذا زید بن علی اخوہ فقال ابو جعفر اما رأیت هذا لیخرجن بالکوفة ولیقتلن ولیطافن برأسہ فکان کما قال (صواعق محرقة) زید بن ابی حازم سے منقول ہے کہ میں امام ابو جعفر محمد علی الباقر علیہ السلام کی رحلت میں حاضر تھا کہ زید بن علی آپ کے چوٹے بہائی ہمارے پاس سے ہو کر گذرے جناب امام نے فرمایا ہر کورہ دیکھتے ہو کہ یہ کوفہ کی طرف جائیگا اور مارا جائیگا اور اسکا سر تمام شہر میں پھرایا جائیگا پس کیا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا ۔

## امام جعفر صادق علیہ السلام

ھو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ علی ابائہ السلام وروی عنہ ان ابی سمانی جعفر ابعلم علی اسم کھڑی الجنة کنیتہ ابو عبد اللہ وقیل ابو اسمعیل ویلقب بالصادق والصابر والفاضل والطاهر (تذکرہ خواص الامہ) آپ کا اسم مبارک جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ خود آپ روایت فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرا نام حنن کی ایک نذر کے نام پر جعفر رکھا ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور بعض کے نزدیک ابو اسمعیل ہے۔ صادق اور صابر اور فاضل اور طاہر آپ کے القاب ہیں ۔

ولد بالمدينة سنۃ ۳۵ وقیل سنۃ (طبقات المنادی) آپ سنۃ ۳۵ میں تولد ہوئے ہیں ۔

امہ فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وام القاسم اسم بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ولدنک کان یقول ولد فی ابوبکر مرتین (طبقات الحفاظ للذہبی وطبقات المتأکد) آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہے۔ اور قاسم کی ماں کا نام اسم بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہے اسی لیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فی



مجھے درود فرمایا ہے \*

روی عن ابيه والزهرى ونافع وابن المنكر وحنه الثورى وابن عيينة وشعبة ويحيى  
القطان ومالك وابنه موسى الكاظم (طبقات الحفاظ) آپ اپنے والد ماجد اور زہری اور نافع  
اور ابن المنکر سے حدیث کو اخذ کیا ہے اور آپ کے سفیان ثوری اور ابن عیینہ اور شعبہ اور یحییٰ القطان  
اور امام مالک اور آپ کے فرزند ارجمند جناب امام موسیٰ الکاظم نے حدیث کو روایت کیا ہے \*  
وفى الصواعق روى عنه جماعة من اعيان الائمة كحبي بن سعيد وابن جريح ومالك بن انس و  
الثورى وابن عيينة وابو حنيفة وابو ايوب السجستاني وقال ابو حاتم جعفر الصادق ثقة لا يسل  
عن مثله علام بن حجر صواعق محرقين كقصة من كذا اعيان الائمة من سلك جماعت مثل يحيى بن  
سعيد وابن جريح اور امام مالک بن انس اور امام سفیان ثوری اور ابوالخضر بن عیینہ اور امام ابو حنیفہ ابو ایوب  
السجستانی نے آپ سے حدیث کو اخذ کیا ہے اور ابو حاتم جعفر صادق ایسے ثقہ ہیں کہ دیگر  
شخصوں کی نسبت ہرگز نہیں پوچھا جاتا \*  
قال علماء السير قد اشتغل بالعبادة عن طلب الرياسة وذكر حافظ ابو نعیم في حلية الابرار عن

عمر بن المقدم قال كنت اذ انضرت الى جعفر بن محمد قلت انه من سلاله النبیین (صواعق  
محرقہ) تمام علماء سیر کا اتفاق ہے کہ آپ ہمیشہ ریاست کی طلب کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہو رہے ہیں  
حافظ ابو نعیم حلیۃ الابرار میں عمر ابن المقدم سے ناقل ہیں کہ وہ کہہ کرتے تھے کہ حبیب میں امام جعفر صادق  
علیہ السلام کو دیکھتا تو مجھے خیال ہوتا کہ یہ ابنیا کرام کے سلالہ ہیں۔

وسعى ببعد المنصور لما حج فلما حضر الساعى به لبثهد قال له اتخلف قال نعم فحلف يا الله  
العظيم فقال احلفه يا امير المؤمنين بما اراد فقال حلفه فقال له قل - برئت من حول الله  
وقوته - والتجأت الى حولي لقد فعل جعفر كذا وكذا فامتنع الرجل ثم حلف حتى مات  
مكانه فقال امير المؤمنين لجعفر لا بأس عليك انت المبرأ الساحة المأمون الغاية ثم انصرف فلحقه  
الربيع لجائنه حسنة وكسوة صنية (صواعق محرقہ) کہتے ہیں کہ جب منصور حج کرنے کو گیا تو کسی شخص نے  
اسکے پاس جناب امام کی نسبت ایک بہتان بیان کیا جب وہ بہتان دہرنے والا شہادت ادا کرنے کے  
لیے آپ کے سامنے حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا تو قسم کہا سکتا ہے اس نے کہا ہاں میں کہا سکتا ہوں  
اور خدا کے قسم کہائی۔ آپ نے منصور سے فرمایا یا امیر المؤمنین جس طرح سے ہم چاہتے ہیں اس طرح سے  
ہم اسکو قسم کہلا میں منصور نے کہا آپ اس طرح سے اسکو قسم کہلا میں۔ آپ نے اس شخص سے کہا نو ہر طرح



سے قسم کھا کہ میں خدا کی تو انائی سے پیرا ہو کر اپنی قوت اور توانائی کی طرہ پناہ پکڑتا ہوں بے شک جعفر  
 نے ایسا ویسا کیا ہے پہلو اس کے آدمی نے ایسی قسم کھانے سے انکار کیا پھر قسم کھائی اور اسی جگہ پر گیا  
 منصور نے آپ سے عرض کیا آپ بے غم رہیں اپکا ساحت شک سے پاک ہے اور آپ آخر کار امن و مابین  
 حبیب و یمن سے لوٹے تو آپ سے منصور کا غلام ربیع نامی عمدہ جائزہ اور بہاری کسوت لے کر ہوئے ملا۔  
 قتل بعض الطغاة مولاہ فلم یزل لیلة یصلی ثم دعا علیہ عند السحر فسمعت الاصوات یقولون  
 ولما بلغ قول الحكم بن عباس العلی صلی اللہ علیہ وسلم زید علی جند غنخلہ + ولم یزل یصلی  
 علی الجند یرسل + قال اللہم سلط علیہ کل یمن کلایک فاسترد الہم رصواعق  
 محرقة (روایت ہو کہ ایک نے بعض مبعوثوں میں سے آپ کو ایک غلام کو مار ڈالا۔ آپ تمام رات نماز پڑھتے  
 رہے صبح کے قریب اپنے دعا فرمائی اور اسکے عزیز کا آوازہ سنا۔ اور حبیب آپ کو حکم بن عباس کے  
 شعر کی خبر لگی کہ جب کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ تہنہ تمہارے زید کو درخت کے تنہ سے پہا نسی دیا ہے اور تہنہ  
 کسی ہی کو نہیں دیکھا کہ کسی درخت کے تنہ سے صلیب لگایا ہو یا تہنہ پھر سنو انہی کتون میں ایک کتا اسپر سطر کر پس اس کو شیر نے پھاڑ ڈالا  
 ومن مکاشفاتہ اراد بنو ہاشم مباہقہ محمد الملقب بالنفس الزکیة واخیه فی اوخر دولت  
 بنی امیہ وضعفہم وارسل جعفر لیبایعہما فامتنع فقال والله لیست لی ولا لہما۔ انہما  
 لصاحب القیاد الاصفر لیلعین بہا صبیانہم وعلما نھم وکان المنصور العباسی یومئذ  
 حاضرا وعلیہ قباء اصفر فاما نالت کلمۃ جعفر فعمل فیہ حتی ملکوا۔ وسبق جعفر الی فلک والد  
 الباقر فانه اخبر المنصور بملک الراض شرعھا وغریبھا وبطول مدتها۔ قال لہ المنصور مدۃ بنی  
 امیہ اطول ام مدتھا فقال مدتکم ولیلعین بہذا الملک صبیانکم کما بالاکرة فلما  
 الخلافۃ للمنصور تعجب من قول الباقر رصواعق محرقة آپ کے مکاشفات میں سے ہے کہ دولت  
 بنی امیہ کی آخری وقت میں جبکہ ان کو ضعف پیدا ہو گیا بنی ہاشم نے محمد الملقب بالنفس الزکیہ اور  
 اسکے بہائی سے بیعت کرنا چاہا۔ اور جناب امام جعفر کو بھی بیعت کی تکلیف دی اپنے بیعت سے  
 انکار فرما کر کہا واللہ بہ نہ میرے لیے ہے نہ ان دونوں کے لیے بلکہ زرد کپڑے والے کیواسطے ہے  
 اسکے بچے اور لڑکے اسکے ساتھ کہیں گے منصور عباسی ہوتے موجود تھا۔ اور زرد رنگ کے کپڑے  
 پہنے ہوئے تھا۔ پس آپ کے پیش گوئی کو بنی عباس میں ظہور کیا اور منصور سلطنت کا مالک ہو گیا۔ اور  
 آپ سے پہلے آپ کے والد ماجد امام محمد باقر نے منصور کو بادشاہ ہونے سے آگاہ کیا تھا۔ اور اسکی  
 سلطنت کو حدود شرقی اور غربی اور طول مدت سے خبر دی تھی منصور نے حضرت باقر سے پوچھا



تہا کہ نبی امیہ کی مدت سلطنت زیادہ ہوئی یا ہجری مدت سلطنت آپ کے بیان کیا تھا کہ تمہاری مدت سلطنت بہت زیادہ ہوگی اور تمہارے بال بچہ اس ملک کے ساتھ کہیں گے جس طرح سے کہ گیند کے ساتھ کہیلا جاتا ہے۔ جب منصور کو خلافت ملگئی تو جناب باقر علیہ السلام قول کو یاد کر کے تعجب کیا کرتا تھا +

اخرج البوالقاسم الطبري من طريق بن وهب قال سمعت الليث بن سعد يقول حججت ثلاثاً وعشروماًة فلما صليت في المسجد رقيت ابا قبيس فاذا رجل جالس يدعو فقال يا رب يا رب حتى انقطع نفسه ثم قال يا حي يا قيوم انقطع نفسه ثم قال الهى انى اشتى العنب فاطمته واللهم ان بردى قد خلقا فاكسنى - قال الليث والله ما استقم كلامه حتى نظرت الى سلة مملوكة وليس على الارض يومئذ عنب واذا بردين موضوعين لهما رملها في الدنيا فاراد ان ياكل فقلت انا شريكك فقال ولم تقل لك لانك دعوت وكنت امن - فقال تقدم وكل فقدمت واكلت عنباً لم اكل مثله قط ما كان به عجم فاكلت حتى شبعنا ولم تتغير الصلوة فقال لا تدخروا ولا تجعوا منه شيئاً ثم اخذ احد البردين ودفع الى الآخر فقلت انا غنى عنه فانزله باحدهما وارتنى بالآخرى ثم اخذ بردي به الخلقين ونزل وهما نبيان فلقيه رجل بالسعي نقياً اكسني بابن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما كسائ الله فاني عريان فدفنهما اليه فقلت له من هذا قال جعفر الصادق فطلبته بعد ذلك لاسمع منه شيئاً فلم اقدرا عليه (صواعق محرقه) البوالقاسم طبري اپنی تاریخ میں ابن درج کے طریق سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے لیث ابن سعد کو کہہ سنا ہے کہ میں سئلہ میں حج کرنے کو گیا۔ مین عصر کی نماز پڑھ کر جبل البقیس پر گیا۔ کہا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا دعا مانگ رہا ہے اور یارب یارب کہتا ہے یہاں تک کہ اسکی آواز منقطع ہوگئی پھر اس نے یا حی یا قیوم کہا یہاں تک کہ پھر اسکی آواز بند ہوگئی۔ پھر دعا کی کہ اے ہی میں انگور کی آرزو رکھتا ہوں تو مجھے انگور کہلا۔ اور میری دو نوچا دریں پرانی ہوگئی ہیں مجھے نیا لباس پہنا۔ لیث کہتا ہے والدہ ابھی انکی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ میں نے انگور کے بہری ہوئی ایک پٹاری دیکھی ان دونوں دنیا میں کہیں انگور کا پتہ ہی نہیں تھا۔ اور دونوں چارچین اسکے ساتھ دہری ہوئی تھیں کہ میں نے دنیا میں دایسی چادرین نہیں دیکھی تھیں پس وہ انگور کہانے لگے میں نے کہا میں ہی آپ کا شریک ہوں کہنے لگے کیوں میں نے کہا جب آپ دعا کرتے تھے تو میں کہتا تھا کہنے لگے اگے بڑھ آمین اگے بڑھ کہانے لگا میں نے ایسے لہذا انگور کسی نہیں کھا ہے اور ان میں دانہ نہیں تھا



ہم کہا کہ سیر ہو گئے اس ٹپاری کو دیکھا کہ ایسی ہی بھری ہوئی تھی آپ فرمایا اس سے ذخیرہ مست کر سید  
 نہ چپاؤ۔ پھر ایک چادر مجھ کو دی مینے کہا مجھے اسکی ضرورت نہیں آپ نے ایک کواڑہ لیا اور دوسری کا  
 نہ بند بنایا اور دونوں پر اپنی چادرین مانتھیں لیے ہوئے تھے اترے ایک آدمی ملا کہنے لگا یا بن  
 رسول اللہ آپ مجھے لباس پہنائیں تبصدق اسکے کہ خدا نے آپکو لباس پہنایا ہے کیونکہ میں رنگاہوں  
 اپنے دونوں چادرین اسکو دیدیں مینے اس سائل سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے کہا یہ امام جعفر صادق  
 علیہ السلام ہیں۔ اسکے بعد پرمینے آپکو بہت ڈھونڈا تا کہ میں آپ سے کوئی حدیث سنوں لیکن  
 مینے آپ کو نہ پایا۔

توفی سنہ اربع وثمانین ومائۃ مسموماً (صواعق محرقہ) آپ سنہ ہجری میں زہر سے فوت  
 ہوئے۔

قال ابن الصباغ المالکی مات جعفر الصادق سنہ فی شوال ولہ من ثمان وستون سنۃ  
 فقال انہ مات مسموماً فی ایام المنصور ودفن بالبقیع واولادہ سبعة وستۃ واشہرہم الکاظم  
 وس تصنیفانہ کتاب الجفر (تذکرہ خواص الامہ) ابن الصباغ المالکی الکلی کہتے ہیں کہ جناب امام  
 جعفر صادق سنہ شوال کے مہینے میں زہر سے فوت ہوئے اعلیٰ ارٹھ برس کی فہی منصور کی خلافت  
 کے دنوں میں آپکا انتقال ہوا۔ اور زرارہ بقیع میں دفن ہوئے آپ کی اولاد چہ یاسات تھے جن میں  
 سے زیادہ مشہور جناب امام کاظم ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں کتاب جفر والجامع ہے۔

## امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

هو موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابی طالب السلام ولد من سوی الکاظم  
 بالابواء سنہ امہ ام ولد يقال لها حمیدہ البربریہ کنیتہ ابو الحسن والقبابہ کثیرۃ الکاظم  
 والصابر والصالح والامین (تذکرہ خواص الامہ) آپکا نام موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین  
 بن علی ہے آپ کا تولد البوار ایک موضع کا نام ہے جو بامین کہہ اور مدینہ کے ہے جہاں جناب رسالت  
 مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مادر صہبان آمنہ خاتون کا مقدر طہر ہے۔ اور صاحب قاموس کے نزدیک ابوا  
 میں عبداللہ والد ماجد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے اور حضرت آمنہ خاتون کا فرار  
 دار اربعہ میں ہے۔ جو مکہ کے ایک گہر کا نام ہے (بعض کے نزدیک امام محمد باقر بھی البوامین ہی تولد  
 ہوئے ہیں) میں سنہ کو سہا ام ابی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جنکا اسم مبارک حمیدہ بربریتھا



آپ کی کنیت ابو الحسن ہے اور کاظم اور الصابر اور الصالح اور الامین آپ کے القاب ہیں۔

وكان يكنى بعبداً صالحاً لكثرة عبادته واجتهاده وقيامه الليل وكان اذا بلغه عن احد يؤذيه يبعث اليه بمال (طبقات الحفاظ للذی) بباعث كثر عبادت اور اجتهادات اور بیماری کے آپ کو عبد الصالح بھی کہتے تھے حیا آپ آگاہ ہو جاتے کہ کوئی آپ کی ایذا رسانی کے درپے ہے تو آپ کچھ مال اسکے پاس بھیجتے ہیں۔

فی فصول المهمة كان موسى الكاظم عبداً هلاً زمانه واعلمهم واستخاهم كفاً واكرمهم نفساً وكان يفتقد فقراً اهل المدينة فيحتل اليهم الدراهم والدنانير الى بيوتهم حملاً وكذلك النفقات ولا يعلمون من اي جهة صلحهم ذلك ولم يعلموا بذلك الا بعد موته فصول مهمة میں لکھا ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ عابد اور سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ سخی ہاتھ والے اور بزرگ فقر والے تھے آپ فقراء اہل مدینہ کے حال پر مہربانی فرماتے اور ان کے گھروں میں درسم و دنیا ر اور کھانا وغیرہ بھیجتے اور ان لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ کمان سے آتا ہے اور یہ راز ان پر امام کی وفات تک کھلا۔

وفي الصواعق وكان معروف عند اهل العراق بباب قضاء الحوائج عند الله عبداً هلاً زمانه واستخاهم علماء من حجر صواعق محرقين لکھتے ہیں کہ جناب کاظم علیہ السلام اہل عراق میں خدا کی طرف سے حاجتوں کے پورا ہونے کا دروازہ مشہور تھے اور اپنے زمانہ میں سب لوگوں سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ عابد تھے۔

(وايضاً فيه) ساله الرشيد كيف قلتم نحن ذرية رسول الله صلى الله عليه وآله وانتم ابناؤه على فتلا موسى ومن ذريته داود وسليمان الى ائمة قال عيسى وليس له اب ايضاً فمن حاجك من بعد ما جازك من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائكم الآية ولم يدع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عند مباہلہ النصارى غير علي وفاطمة والحسن والحسين فكان الحسن والحسين هما الابناء کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے آپ سے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کہلاتے ہیں۔ اور آپ تو علی کی اولاد ہیں۔ جناب امام موسیٰ کاظم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی کہ ابراہیم کی ذریت سو داؤد اور سلیمان تھے۔ بیان تک کہ حضرت عیسیٰ کے نام تک پہنچے اور فرمایا کہ عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا۔ اور دوسری یہ آیت پڑھی کہ پس جو کوئی تجھ سے جھگڑے اس کے بعد کہ جسکا تجھے علم آگیا ہے پس کہہ دے کہ اوہم پکارین اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو۔ آخر آیت تک



پڑھ کر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک نصاریٰ کے مقابلہ میں سوا علی اور فاطمہ اور حسین علیہم السلام کے دوسرے سیکو نہیں لے گئے۔ پس حسین آپ کے اپنا ٹھہرے۔

ومن بدیع کراماتہ ما حکا ابن الجوزی ورامہ مہزی وخیرہما عن شقیق البلیخی انہ خرج حاجاً سنہ تسع واربعین ومائۃ فراه بالفادسیۃ متفردا عن الناس فقال فی نفسہ هذا فتی من الصوفیۃ ان یكون کلا علی الناس فمضی الیہ فقال یا شقیق اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم فاراد ان یحالیہ فغاب عنہ عن عینیہ فمأراہ الا بواقصہ یصلہ واعضائہ تضطر ودموعہ تتجاوز۔ فجاء الیہ لیعتذر فحقف فی صلوٰتہ فقال لہ وانی غفار لمن تاب امن فلما نزلوا رمالہ راہ علی بئر سقطت رکوتہ فیہا فدعی فطخی الماء حتی اخذها وتوضأ وصلی اربع رکعات ثم مال الی کثیب رمل فطرح منہ فیہا وشرب فقال لہ اطعمنی من فضل ما رزقک اللہ تعالیٰ فقال یا شقیق ازترید لہ ترل انعم اللہ علیک ظاہرہ وباطنہ فاحسن ظنک بربک فناولینہا فشریت منہا فاذا سوتیق وسکر وما شربت واللہ الذ منہ ولا الطیب یحافہ ثبعت وربوت واقنت ایا ما لا اشتی شرابا ولا طعاما ثم لمارہ الا بمکۃ وهو بغلمان وغاشیۃ وامور علی خلاف ما کان علیہ بالطریق (صواعق محرقہ) آپ کی کرامات بدیعہ میں سے ایک وہ حکایت ہے جسکو ابن الجوزی اور رامہ مہزی رحمہما اللہ نے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ۱۲۹ھ ایک سوانچاس میں شقیق حج کرنے کو گئے اور فادسیہ میں جناب امام کاظم کو دیکھا کہ لوگوں سے جریدہ طور پر تشریف لیجا رہے ہیں شقیق اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ نوجوان صوفی یہ جاہتا ہے کہ لوگوں کا بار خاطر بنے آپ شقیق کے پاس سے ہو کر گزرے اور یہ آیت پڑھی کہ راے شقیق (تم پر بیز کرو بہت سگانون سے بعض گمان گناہ میں شقیق جاہل کہ کہیں ایک جگہ آپ کی معیت میں فروکش ہوں۔ لیکن آپ شقیق کی لگا ہوں سے پوشیدہ ہو گئے پھر آپ کو واقصہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ تمام اعضا کانپ رہے ہیں اور آنسو جاری ہیں شقیق آپکی خدمت میں عذر کرنے کے لیے حاضر ہوئے آپ نے اپنی نماز میں تخفیف فرما کر یہ آیت پڑھی کہ (میں بخشنے والا ہوں اسکو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا) جب رمالہ میں پہنچے تو شقیق نے پھر انکو دیکھا کہ ایک کوئین میں آپ کا لوٹا کر گیا ہے اور آپنے اوس لوٹے کو مارا اور کوئین میں باپی بلند ہو گیا یہاں تک کہ آپنے لوٹا پکڑ لیا۔ اور وضو فرمایا اور نماز کی چار رکعات پڑھیں پھر بیت کے ایک ٹیلے کی طرف متوجہ ہوئے اس کے ٹوڑی سی ریت لیکر لوٹے



میں ڈالی اور پینے لگے شقیق نے عرض کیا جو کچھ کہ آپ کو خدا نے کھلایا ہے آپ اسکا جو ٹھکانا مجھ کو عنایت فرمادیں آپ نے فرمایا نہیں اے شقیق اگر تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ ظاہر و باطن خدا تجھے اپنی نعمتیں عطا فرمایا کرے پس تو اپنے رب کی جانب اپنا گمان نیک رکھا کر پھر اپنے وہ لوٹا مجھے دیدیا مینے اس سے پیا تو وہ ستوار شکر سے بہرا ہوا پایا۔ مینے کہی ایسے لذیذ ستونہیں پیے تھے اور نہ اس سے زیادہ خوشبودار دیکھے تھے۔ پس میں سیر ہو گیا کئی دن تک مجھ کو ہر بہوک اور پیاس نہ لگی۔ مینے پھر راستے میں آپ کو نہ دیکھا جب مکہ میں پہونچا تو دیکھتا ہوں کہ آپ نوکروں اور خدمت گاروں کے درمیان سوار تشریف لیجاتے ہیں اور جن امور کو مینے راہ میں دیکھا تھا ان کے برخلاف بڑی نشان و شوکت سی آپ کی سواری جا رہی ہے۔

وكان موسى الهادي حبه اولاً ثم اطلقه لانه راقى علياً يقول له هل شئتم ان توليتم ان ففسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم فانته وعرف انه المراد فاطمه كذا لما قال له الرشيد حين رآه جالساً عند الكعبة انت الذي يباعد الناس سراً فقال انا امام القلوة وانت امام الحجوم ولما اجتمعاً امام الوجه الشريف علي صاحب الفضل الصلوة والسلام قال الرشيد السلام عليك يا بن عم فقال الكاظم السلام عليك يا ابت و كانت سبباً لامساكه وحمله الى بغداد فحبسه فلم يخرج من حبسه الا ميتاً مقيداً ودفن بجانب الغربي من بعد اذ رجوا عاقبة محرقه خليفه موسى الهادي نے پہلے آپ کو قید کیا تھا پھر چوڑ دیا کیونکہ اس نے ایک دفعہ جناب علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ اس سے فرما رہے ہیں تم اسی لمحے سے خلافت چاہتے تھے کہ تم لوگ زمین میں فساد اور قطع رحم کرو۔ موسیٰ الهادی نے خواب سے بیدار ہو کر معلوم کیا کہ اس سے مراد جناب امام ہیں پس آپ کو راستہ ہی میں رہا کر دیا۔ اور پھر جب آپ نے آپ کو کعبہ کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تو کہا آپ ہی لوگوں سے پوشیدہ بیعت لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں دونوں کا امام ہوں اور تو جسموں کا امام ہے جس روز کہ دونوں کا امام اور جسموں کا امام دونوں ملکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رو برو کھڑے ہونگے رشید حضرت سے عرض کرے گا اے ابن عم السلام علیک اور کاظم عرض کرے گا السلام علیک اے میرے باپ یہی آپ کی گرفتاری کا سبب ہوا اور وہ رشید آپ کو گرفتار کر کے بغداد میں لے آیا اور قید رکھا تا وقت انتقال آپ اس سوراخ میں ہو گئے۔ اور بغداد کی غزلی جانب مدفون ہو گئے۔

ولما حج الرشيد سعى به اليه قتل الاموال يحمل اليه من كل جانب حتى تئري صيغته بخلافه



کی حدیث میں بیان کر رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک آدمی آپ کو پیش آنکلا ابن عباس نے احادیث کے بیان میں توقف کیا۔ وہ شخص  
حضرت کی حدیث بیان کرنے لگا ابن عباس کھنکھلے اور شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتاؤ کون ہے اس نے  
اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہو پہچاؤ اور جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں  
میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اندونون کا لون کر ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونوں میرے ہوجائیں اور ان دونوں انگٹوں  
سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں ٹیم ہوجائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتے تھے وہ نکوکاروں کا پیشوا  
ہے اور بدکاروں کا قاتل ہر شخص کو جس نے اس کی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ جس نے اس کو چھوڑا ایک روز میں  
جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا کیسے  
اسے کچھ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے خدا گواہ رہو میں نے رسول کی مسجد میں سوال کیا  
تھا مجھے کسینہ کو پھینک دیا جناب میرے رکوع میں تھے سائل کو اپنے ذہن سے ہاتھ کی ہنگامی سے اشارہ کیا اس میں نقش دار  
انگوٹھی پڑی تھی سائل نے انگوٹھی انکی انگلی سے اتار لی یہ تمام ماجرا حضرت دیکھ رہے تھے جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے  
انہی نے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اٹھا کر کہا اے میری بہائی سو سٹانے تجھ سے استعاذ کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے  
سینے کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر میری زبان کی گرہ کھول ڈال تاکہ میری بات کو لوگ سمجھ سکیں اور میرے  
گھر کے لوگوں میں سے میری بہائی ماروں کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام  
میں میرا شریک بنا پس اے میرے پروردگار تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بہائی کی وجہ سے  
تیرے بازو کو قوی کریں گے اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے اور وہ لوگ ہماری نشانیوں کی وجہ سے تم کو تکلیف نہ  
سکین گے۔ اے میری محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں پس میری سینے کو کھول اور میرے کام کو آسان کر اور میرے  
گھر والوں میں سے میری وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت قوی کر۔

## خیر البشر

(۱) عن عقبہ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ وقد سقط حاجبہ

علی عینہ فالتا عن علی فرفع حاجبہ فقال ذاک من خیر البشر (بخاری)

احمد فی مستقیم) عقبہ بن سعد العوفی سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبد اللہ کے پاس گئے اور ان کے ابرو کے بال انکی  
انگوٹھ کے نیچے ڈھکے ہوئے تھے ہم نے جناب میر کی نسبت دریافت لیا وہ اپنی انگوٹھ کو ابرو کے بال اٹھا کر کہنے لگو  
وہ تو خیر البشر ہے۔

(۲) عن حذیفہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (بخاری)

ابن عمر (وہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی علیہ السلام خیر  
البشر میں جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔



الف دينار فقبض عليه انقذه لامره بالبصرة عيسى بن جعفر بن المنصور لم يسهل ثمر كتب اليه  
 الرشيد في دمه فاستعفى و اخبر انه لم يدع علي الرشيد ان لم يمكن يرسل من يسلمه والا خلى  
 سبيله فبلغ الرشيد كتابه فكتب للسك ابن شاهك بتسليمه وامره فيه فاجل له سما في طعامه  
 وقيل في رطب فتوعلك ومات بعد ثلاثة ايام وعمره خمسة وستون سنة (صواعق محرقه)  
 حرب خليفه هارون رشيد حج کرنے کو گیا تو جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کی نسبت کے رشید کو پاس شکایت کی  
 گئی کہ آپ کے پاس ہر طرف سوال آتا ہے اور آپ نے تیس ہزار دینار کی زمین خریدی ہے رشید نے اس پر  
 قبضہ کر لیا اور عیسی بن جعفر بن منصور کو حکم بھیجا کہ آپ کو قید کر دیا۔ ایک سال تک آپ قید میں رہے  
 پھر ان کے قتل کے لیے عیسی کو لکھا عیسی نے آپ کے قتل کرنے سے معافی چاہی اور یہ لکھ بھیجا کہ خلیفہ کسی  
 آدمی کو بھیج دین تاکہ میں امام کو اسکے سپرد کر دوں۔ اگر نہیں بھیجے گا تو میں انکو چوڑا کر دوں گا جب رشید  
 کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے لکھ بھیجا کہ امام کو سدی بن شاہک کے سپرد کر دے اور سدی کو جناب  
 امام کے قتل کر لیا حکم بھیج دیا اس نے آپ کے کہانے میں نہ ہر ملا دیا۔ کہتے ہیں کہ کھجورون میں آپ  
 کو زہر دیا گیا جس سے آپ لوٹ پوٹ ہوتے تھے تین دن کے بعد انتقال فرما گئے آپ کی عمر سو وقت بیسٹھ  
 برس کی تھی \*

د توفی فی خمس من شہر رجب سنہ ۱۳۱ واولادہ فی فضول المہمد سبعة وثلاثون واشہر ہم  
 علی الرضا آپکا انتقال پانچویں رجب سنہ ۱۳۱ کو ہوا۔ اور فضول مہمد کے مصنف نے ۷۳ اپنی اولاد  
 کے آدمی لکھے ہیں \*

ومن مصنفاتہ مسند الامام موسی بن جعفر کاظم رواہ ابو نعیم الاصفہانی صاحب حلیۃ  
 الابرار رکشف الظنون فی اسامی الکتب والفنون ایکی مشہور تصانیف میں ہر سند پر ایک کلمہ  
 ابو نعیم اصفہانی صاحب حلیۃ الابرار نے آپ کے روایت کیا ہے \*

## امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام

ولد علی بن موسی الرضا بالمدينة سنہ ۱۳۱ وقيل سنہ ۱۳۲ ولد يقال لها ام البنين و  
 اسمها روى كنيته ابو الحسن القابہ الرضا والصابر والزكى والولى رند كرم خواص الاع  
 جناب امام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والتسلیۃ ۱۳۲ یا ۱۳۳ کو مدینہ طیبہ میں تولد ہوئے آپ کی  
 والدہ ماجدہ ام الولد تھیں جنکو بعض نے ام البنین لکھا ہے۔ انکا اسم شریف اردی ہوتا



جناب امام کی کنیت ابو الحسن اور القاب ضا۔ اور صابر۔ اور زکی اور ولی ہیں \*

قال ابراهيم بن العباس ما رأيت اعلم منه كان المأمون يمتحنه بالسؤال عن كل امر فجيده الجواب الشافي وكان قليل النوم كثير الصوم لا يفوته صوم ثلاثة ايام من كل شهر وكان كثير الخير اكثر ما يكون في الليالي المظلمة وكان جلوسه الصيف على حصير في الشتاء على مسطح رتد كره خواص الامم ابراهيم بن عباس کہتا ہے کہ میں نے ان سے زیادہ کوئی عالم نہیں دیکھا مامون اکثر سوالات میں ان کا امتحان لیا کرتا تھا۔ اور آپ اسکو جواب شافی دیا کرتے تھے۔ آپ بہت کم سوتے تھے۔ اور روزے کثرت سے رکھا کرتے تھے۔ ہر مہینے کے تین دن کے روزے اپنے کبھی نہیں فوت کیے آپ اکثر اندھیری راتوں میں خیرات دیا کرتے تھے۔ اور گرمی کے دنوں میں چٹامی پر اور جاڑے کے دنوں میں کنبل پر بیٹھا کرتے تھے \*

وفي الصواعق هو ابنهم ذكرا واجلهم قدرا ومن ثم احله المأمون محل محجة وانكحة ابنته واشترکہ فی مملکتہ وفوض الیہ امر الخلافة فانه كتب بید کتابا سنہ احدى ومائتين با على الرضا ولی عهدہ واشهد علیہ جمعا کثیرا لکنہ توفي قبلہ فاسف علیہ کثیرا واخیر قبل موتہ بانہ یاکل عنبا اور مانا مسموما واز المأمون پرید دفنہ خلف الرشید ولم یستطع وكان في ذلك كله كما اخبر به (صواعق محرقة) صواعق محرقہ میں ہے کہ سب بات سوارز و ذکر کے روشن ہیں اور قدر میں سب برترین اسوجہ سے مامون نے اپنے سینہ میں انکو جگہ دی تھی اور اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ اور اپنی مملکت میں شریک بنایا تھا اور خلافت انکی طرف سپرد کر کے تھی۔ ہجری میں ایک جماعت کی گواہی سے آپکی ولی عہدی کا عہد نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا۔ لیکن آپ اس سے پہلے انتقال فرما گئے جس پر کہ مامون کو نہایت افسوس ہوا اپنے اپنی موت سے پہلے آگاہ کیا تھا کہ آپکو زہر دار انگور یا انار کھلا یا جالیگا مامون کا ارادہ تھا کہ مرنے کے بعد رشید کے پہلو میں خود دفن ہو لیکن یہ بات اسکو حاصل نہ ہوئی اور مامون کی جگہ پر جناب امام دفن ہوئے۔ یہ سب خبریں جناب امام نے اپنے انتقال سے پہلے بیان فرمائی تھیں \*

عن موسى بن عمران قال رأيت عليا الرضا في مسجد المدينة وهارون الرشيد يخطب قال تروني اياه ندفن في بيت واحد (تذکرہ خواص الامم) موسی بن عمران ناقل ہیں کہ میں نے جناب امام علی الرضا علیہ التحیۃ والتنا کو مدینہ کی مسجد میں دیکھا اسوقت ہارون رشید منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا اپنے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ میں اور یہ یعنی ہارون رشید ایک گہر میں دفن ہونگے \*



ومن موالیه معروف الکونین استاذ السری السقطی لانه اسلم علی یدہ رواہ الحاکم (معروف کرمی استاذ  
سمری سقطی رحمۃ اللہ علیہ جناب امام علیہ السلام کے غلاموں میں سے تھے کیونکہ وہ آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام  
ہو سکے تھے)۔

عن محمد بن عیسیٰ بن جریب قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فی مسجد الذی یبذل الحجاجہ فیہ  
ببلدنا فسلمت فوجدت عند طبعاً من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فناولنی منہ ثمانی تمرات فلما  
کان بعد عشرين يوماً قدم ابو الحسن علی الرضا من المدینۃ ونزل ذلک المسجد وهرع الناس للسلام علیک  
فمضیت نحو فاذا هو جالس فی موضع الذی رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جالساً فیہ وبین یدیه طبق  
من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فسلمت علیہ فاستدنانی وناولنی قبضۃ من ذلک التمر فاذا اعدتھا  
بعد ما ناولنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقلت لہ زدنی فقال لو زادک رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم لزدناک (رواہ الحاکم) محمد بن عیسیٰ بن جریب کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو خواب میں دیکھا کہ ہمارے شہر کی مسجد میں آپ فروکش ہوئے ہیں میں حضور کے سلام کے لیے حاضر  
ہوا ہوں اور سرکار کے سامنے مدینہ کی کھجورون کے بتون کا طبق رکھا ہوا ہے جس میں صیحانی کھجوریں  
ہیں اپنے مجھ کو ان میں سے آٹھ کھجوریں عطا فرمائی ہیں۔ جیسا اس خواب پر میں دن گزر گئے تو جناب  
امام ابو الحسن علی الرضا مدینہ سے تشریف لائے اور اسی مسجد میں اترے اور لوگ سلام کے لیے دوڑے  
میں ہی آپ کے پاس گیا دیکھا تو آپ اسی مقام پر تشریف رکھتے ہیں جس جگہ پر کہ میں نے جناب نبی صلی  
اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ اور مدینہ کی کھجور کے بتون کا طبق صیحانی کھجورون سے بھرا ہوا  
آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے میں سلام عرض کیا اپنے مجھے قریب بلا کر مٹھی بھر کر ان کھجورون میں سے  
عطا فرمائیں میں نے انکو شمار کیا تو اسی تعداد کے مطابق پائین جو مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سلم نے خواب میں عطا فرمائی تھیں۔ میں نے جناب امام علیہ السلام سے عرض کیا آپ مجھے زیادہ عطا  
کریں آپ نے فرمایا اگر تجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ عطا کریں گے تو ہم ہی زیادہ دینگے۔  
وفی الصواعق لما دخل نيسابور كما في نارنجها وشوقها وعليه مظلة لا يرى من وراءها تعرض  
له الحفظان ابو ذرعة الرازي ومحمد بن اسلم الطوسي معهما من طلبه العلم والحدیث ما  
لا یحصى فتضرعا الیہ ان یریسر وجہ ویروی لہم حدیثا عن اباہ فاستوقف البغلة وامر  
علمائہ ان یکشف المظلة واقربون تلك الخلائق بروية طلعت للبارک فكانت لہ ذواتان عدلتا  
علی عاتقه والناس بین صارخ وبالر ومترغ فی التراب مقبل الخافر بغلته فصاحت العلما



یا معاشر الناس انصتوا فانصتوا واستملى منه الحافظ المذکور ان فقال حدثنی ابی موسیٰ کاظم عن  
 ابیہ جعفر عن ابیہ محمد الباقر عن ابیہ زین العابدین عن ابیہ الحسین عن ابیہ علی بن ابیطالب  
 قال حدثنی جیبی وقرۃ عینی ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنی  
 جبریل قال سمعت رب الغرق سبحانہ یقول لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالها دخل حصنی ومن  
 عدلی۔ ثم ارخی الست و سار فعد اهل الحائر والدری لذي یکتبون ذانا فوا عشرين الفا وفي  
 رواية ان الحديث مر وی۔ الا یمان معرفة بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان۔ لعلهما واقعتان۔  
 وقال احمد لوقرات هذه الاسناد علی محنون لای من جنتہ صواعق محرقہ من علماء ابن حجر تارخ  
 نیسا پور سے ناقلین میں کہ جب جناب امام علی موسیٰ الرضا نیسا پور میں تشریف لیگئے تو زائرین کے ازدحام  
 سے چٹنا و شوار تھا۔ آپ ایک حجر پر سوار تھے اور آپ پر چھاتا لگتا ہوا تھا۔ جسکی وجہ سے لوگ آپ کو نہیں دیکھ  
 سکتے تھے ابو زر غمر اسی اور محمد بن مسلم طوسی اس زمانہ کے مشہور حافظان حدیث نو اگے بڑے باگ تہام  
 لی۔ طلبہ علم اور محدثین کی جماعت کثیران دونوں کے ہمراہ تھی جو شمار میں نہیں آسکتی تھی۔ دونوں بزرگوں  
 نے نہایت عجز سے عرض کی کہ حضور لوگوں کو اپنے جمال باکمال سے مشرف فرمائیں۔ اور اپنے آباء کرام کی  
 کوئی حدیث سنائیں۔ آپ نے حجر کو کھڑا کر دیا اور چٹری کو اتار دیا۔ آپ کی طلعت مبارک کو دیکھ کر خلقت کی  
 آنکھ کو ٹنڈک حاصل ہوئی۔ دو گیسو آپ کے کندھوں پر ٹنکے ہوئے تھے لوگ روتے اور جلاتے اور مٹی میں  
 لوٹتے۔ اور حجر کے پاؤں کو جو سستے تھے۔ علمائے پکار کر کہا اسے لوگو خاموش ہو جاؤ تمام لوگ خاموش ہو گئے  
 دو حافظان حدیث کی اہماس پر آپ نے فرمایا مجھ سے میرے باپ امام موسیٰ کاظم نے بیان کیا ہے۔ اور ان  
 سے انکے والد ماجد امام جعفر صادق نے کہا ہے۔ اور ان سے ان کے پدر بزرگوار امام محمد باقر نے روایت  
 کیا ہے اور ان سے انکے اب مکرم امام زین العابدین نے نقل کیا ہے۔ اور وہ اپنے باپ امام حسین سے ناقل  
 ہیں کہ اور اپنے والد مہربان جناب علی علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میری آنکھوں کی ٹنڈک  
 ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل نے آگاہ کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کل لا الہ  
 الا اللہ میرا حصن ہے اور جو میرے حصن میں داخل ہوا میرے عذاب سے محفوظ ہوا۔ یہاں جناب امام  
 نے پردہ چھوڑ دیا۔ اور تشریف لیگئے۔ جو لوگ کہ دعوات اور قلم لیکر اس حدیث کو لکھتے ہیں انکا شمار کیا گیا تو  
 انکی تعداد بیس ہزار کے قریب ہو چکی ہوگی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جناب امام نے اس حدیث کو بیان فرمایا تھا  
 کہ ایمان قلب کی معرفت حاصل ہونے اور زبان کے ساتھ اقرار کرنے اور ارکان کے ساتھ عمل کرنے کا  
 نام ہے۔ شاید یہ دونوں واقعات علیحدہ علیحدہ ہوئے ہوں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر



اس حدیث کو انہیں سند کے ساتھ پڑھ کر دیوانہ پر پوز کا جائے تو البتہ اسکی دیوانگی جاتی رہے گی۔ اور وہ  
تندرست ہو جائیگا۔

وكانت وفاته سنة في اخو صفرو وعمره خمس وخمسون ودفن بسنا ابا رستاق من اعمال طوس و  
اولاده خمسة واشهرهم جواد (صواعق) آپ کی وفات ۳۳۰ھ میں صفر کے تاربخون میں ہوئی ہے  
اس وقت آپکی عمر پچیس برس کی تھی۔ آپ فریسنہ آباد میں جو شہر جو طوس کا ایک گائون ہے دفن ہو  
ہیں آپکی پانچ اولاد تھیں جن میں زیادہ مشہور امام جواد علیہ السلام ہیں۔  
ومن مصنفاته مسند اهل البيت (كشف الظنون) آپ کی تصنیفات میں مشہور کتاب مسند اہل  
بیت ہے جس میں اہل بیت کے روایات کو جناب امام نے جمع فرمایا ہے۔

## امام جواد علیہ السلام

امہ ام الولد يقال لها سكينه المرسية وكنيته ابو جعفر لكنية جده محمد الباقر ولقبه - تقي  
والجواد والقانع والمرضى ولد بالمدينة تاسع عشر رمضان سنة ۱۹ (تذکرہ خواص الامہ) آپ کی  
والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جبکہ نام نامی سکنیہ المرسیہ تبار جناب امام کی کنیت آپکے جد امجد امام محمد باقر  
علیہ السلام کی کنیت پر ابو جعفر تھی آپکے شہر القاب تقی اور جواد ہیں اور القانع اور المرضی کے  
القاب بھی مشہور ہیں انیسویں رمضان ۱۹۰ھ کو مدینہ منورہ میں آپکا تولد ہوا۔

(وفي الصواعق) كان واقف والصبيان يلعبون في ازقة بغداد وهر المامون فقروا ووقف محمد  
وعمره تسع سنين فالتقى محبته في قلبه فقال له يا غلام ما منعك من الانصراف فقال له يا  
امير المؤمنين لم يكن بالطريق ضيق فاوسع ملك وليس لي جرم فاخشي الظن بك حسن ان  
تفر من كذب له فاعجبه كلامه وحسن صورته فقال ما اسمك واسم ابيك فقال محمد بن  
علي الرضا فترحم عليه وعلى ابيه وساق جواده وكان معه براءة للصيد فلما بعد عن العراق  
وارسل باز على دراجة فغاب عنه ثم عاد وفي منقاره سمكة وتعجب من ذلك غاية العجب و  
رجع فرأى الصبي على جالهم ومحمد عندهم فقروا الا محمد فذنا منه وقال يا محمد ما  
في يدك فقال يا امير المؤمنين ان الله خلقني بحرق قدرته سمكا صغيرا لتصيد بها براءة الملوك  
والخلفاء فيخبر بها سلاله اهل المصطفى عليه عليهم السلام فقال له انت ابن الرضا حقا  
واختان معه واحسن اليه وما بلغ في اكرامه ولم يزل مشفقا به مما ظهر له بعد ذلك



من فضل وعلمه وکمال عقله وظهور برہانہ مع صغر سنہ وعزم علی تزویج بنتہ ام الفضل وصمم  
 علی ذلک فمنعہ العباسیون من ذلک خوفاً من ان یعهد الیہ کما عہدوا لابیہ فذکر لہم انما اختارہ  
 لتمیزہ علی کافۃ اہل الفضل علماً ومعرفة وحلاً مع صغر سنہ فتنازعوا فی اقتضاف محمد بن لک ثمر  
 نواعداً علی ان یرسلوا الیہ من یجترہ فارسلوا الیہ یحیی بن اکثر وخواص الدولہ فامر المامون  
 بفرش حسن ل محمد فجلس علیہ فسالہ یحیی مسائل فاجابہ باحسن جواب فقتال لہ الخلیفۃ  
 حسنت یا ابا جعفر فازارت ان تسال یحیی ولو مسئلة واحدة فقال لہ ما تقول۔ رجل نظر الی  
 امرأة اول النهار حرماً ثم حلت لہ عند ارتفاع الشمس ثم حرمت علیہ عند الظهر ثم حلت لہ  
 لعصر ثم حرمت علیہ المغرب ثم حلت لہ العشاء ثم حرمت علیہ نصف اللیل ثم حلت لہ الفجر فقال  
 یحیی لا ادری فقال محمد امۃ نظرها اجنبی وهو حرام ثم اشتراها عند ارتفاع النهار واعتقها  
 لزمہ وتزوجها العصر وظاہر منها المغرب وكفر العشاء وطلقها رجعیاً نصف اللیل وراجعها الفجر  
 فعند ذلک قال المامون للعباسیین قد عرفتم ما تتکرون ثم زوجہ فی ذلک المجلس بنتہ ام الفضل  
 ثم توجه بہا الی المدینۃ فارسلت تشتکی منہ لابیہا انہ شری علیہا فارسل الیہا ابوہا انا لم  
 نزوجک لہ التحرم علیہ لالا فلا تعودی بمثلہ صواعق محرقہ میں ہے کہ ایک دن آپ بغداد کی گلی میں گھر  
 ہوئے تھے لڑکے کہیل ہے تھے مامون کی سواری آئی لڑکے بہاگ گئے آپ کمرے رہے سو قوت آپ کی  
 عمر نو برس کی تھی مامون نے حبیب جناب امام کو دیکھا۔ تو اسکے دل میں امام کی محبت پیدا ہو گئی اور آپ سے  
 پوچھنے لگا اے لڑکے تو کیوں نہیں بہاگ کیا۔ آپ نے جواب دیا یا امیر المؤمنین سہتہ تنگ نہیں تھا کہ میرے  
 ہٹ جانے سے تمہاری سواری کا سہتہ کشادہ ہو جاتا۔ اور میں مجرم نہیں تھا کہ آپ کے خوف سے بہاگ جاتا  
 اور تمہاری نسبت میرا گمان ہی نیک تھا۔ کہ بغیر حرم کے کسی کو نہیں بہاگائیں گے۔ مامون کو یہ کلام  
 نہایت پسند آیا۔ اور آپ کی صورت پہلی معلوم ہوئی۔ پوچھا تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے آپ نے فرمایا  
 محمد بن علی الرضا۔ مامون کو آپ پر اور آپ کے والد ماجد پر نہایت ترس آیا اور اپنی گھڑا بڑھا دیا۔ مامون ہر  
 وقت شکار کہیلنے کے لیے نکلتا تھا۔ اور اسکے ساتھ چند بازتے حبیب آبادی سے دور نکل گیا تو ایک باز  
 کو تیز چپوڑا وہ غائب ہو گیا جب لوٹ آیا تو اسکی چوچہ میں نئی سی ایک مچھلی تھی۔ مامون دیکھ کر نہایت  
 مستحجب ہوا اور وہاں سے لوٹا لڑکے کہیل ہے تھے۔ جناب امام کے سوا سب بہاگ گئے مامون نے  
 فریب ہو کر پوچھا یا محمد میرے ہاتھ میں کیا ہے آپ نے فرمایا یا امیر المؤمنین خدا تعالیٰ نے اپنے دربار کی قدرت  
 میں ایک نئی سی مچھلی پیدا کی ہے جسکو کہ بادشاہوں کے باز شکار کرتے ہیں اور اہل بیت مصطفیٰ صلی



صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اس سے خبر دیتے ہیں مامونؑ کہا بے شک آپ امام علی الرضا کے فرزند ہیں آپ کو  
اپنے ساتھ لے گیا اور نہایت تکریم سے پیش آ یا جس قدر کہ اسپر آپ کے علم و فضل اور کمال عقل اور خط و بیان کی حقیقت  
کہلتی گئی اس قدر وہ آپ کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتا گیا۔ آخر شش اس نے جناب امام سے اپنی بیٹی ام الفضل  
کے نکاح کرنے کا قصد کیا۔ بنی عباس اس خوف سے مانع ہوئے کہ ان کے باپ کی طرح سے کہیں انکو بھی  
ولیحد نہ بنایں۔ مامونؑ نے عباسیوں سے کہا میں نے باوجود اس صغر سنی کے تمام اہل فضل پر علم اور فضل اور  
حلم میں انکے ممتاز ہونے کی وجہ انکو اس کام کے لیے منتخب کیا ہے بنی عباس آپ کے ان اوصاف میں تنازع کرنے  
لگے اور ان لوگوں نے مقرر کیا کہ ہم ایسا یہ آدمی کو لائیں گے جو ان امور میں انکا امتحان کرے اس  
بات کو لیے انہوں نے اس زمانہ کے زبردست عالم اور بے نظیر مناظر بھی بن الکنم کو پیش کیا سب اراکیر  
دولت اس وقت جمع تھے خلیفہ نے جناب امام کے لیے ایک مکلف مسند بچپان کا حکم دیا جناب نے اس پر  
جلوس فرمایا بھیجے ان سو چند مسائل پوچھے آپ نے دلائل و واضح سے جواب دیے خلیفہ نے کہا یا اباجعفر  
آپ بہت ہی اچھی طرح سے انکے مسائل کا جواب دیا ہے۔ اگرچہ ایک ہی مسئلہ ہو مگر آپ مجھے سے ضرور  
پوچھیں آپ نے مجھے سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ صبح کو ایک مرد نے ایک عورت  
کی طرف دیکھا۔ اور وہ اس وقت اسپر حرام تھی۔ پھر آفتاب کے طلوع کے وقت وہ اسپر حلال ہو گئی۔ پھر ظہر کی وقت  
اسپر حرام ہو گئی اور عصر کے وقت پھر حلال ہو گئی پھر مغرب کے وقت حرام ہو گئی پھر عشا کو حلال ہو گئی اور آدھی  
رات کو حرام ہو گئی۔ پھر فجر کو حلال ہو گئی۔ یہ سب کچھ نے کہا میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا۔ جناب امام نے فرمایا  
صبح کو ایک اجنبی نے ایک کنیز کی طرف دیکھا وہ اس وقت اس مرد پر حرام تھی اور آفتاب کے طلوع کے وقت  
اسکو خرید لیا وہ اسپر حلال ہو گئی ظہر کے وقت اس نے اسکو آزاد کر دیا اور عصر کے وقت اس کو نکاح کیا۔ اور  
مغرب کے وقت ظنار کیا اور عشا کو کفار دیا۔ اور آدھی رات کو اسے طلاق رجعی دی اور فجر کو اس سے  
رجوع کیا یہ سنکر مامون نے بنی عباس سے کہا جن بات پر تم جھگڑتے تھے اب تم نے دیکھ لیا۔ پھر اسی مجلس  
میں جناب امام کے ساتھ اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح کر دیا۔ جناب امام مامون کی بیٹی کو لیکر مدینہ شریف  
چلے گئے وہاں سے اس نے اپنے باپ کے پاس شکایت کر بھیجی کہ جناب امام کنیزوں کے ساتھ خلا و ملا کر کھتر  
ہیں مامون نے جواب میں کہا یہ سچا کہ ہم نے تیرا نکاح اس نے اس لیے نہیں کیا کہ تو اپنے خدا کے حلال کو  
حرام کرے ہرگز ایسی باتیں نہیں کرے

دوفی من المحرم سنہ عشرين ومائتين ودفن فی مقابر قریش فی ظہر جلد الکاظم وعمرہ خمس

تھو ظہر باکسر گفتن مرد و زوجه خدا کو تو بنی محمد پست مادر منی و با بن گفتن بن بر حرام میشود مگر خداوند ہر حلال لے کر و نہ منتخب



عشرون سنة ويقال انه سم ايضاً (صواعق) آپ کا انتقال محرم ۲۲ کو ہوا۔ اور بغداد میں قبرستان قریش میں اپنے جد امجد امام موسی کاظم علیہ السلام کی پشت کے پیچہ دفن ہوئے پچیس برس آپ کے عمر باقی کہتے ہیں کہ آپ کو بھی زہر دیا گیا ہے۔

يقال ان ابا الفضل بنت المأمون سقته بأمر أبيها رتد كره خواص الامه سبط ابن الجوزي تذكره خواص الامين لکھتے ہیں کہ ام الفضل مامون کی بیٹی نے اپنے باپ کے حکم سے آپ کو زہر دیا۔

## الامام علی العسكري علیہ السلام

قال ابن الخشاب في تاريخه مواليد اهل البيت ولدا ابو الحسن علي الهادي بالمدينة في رجب سنة ۲۱۷ وامه ام ولد يقال لها سمانه المغربية وكنيته ابو الحسن والقابه الهادي والمتوكل والناصح والنقي والمرضي والفقير والامين والطيب تاريخ مواليد اهل بيت مين ابن الخشاب لکھتے ہیں کہ جناب امام ابو الحسن علی الهادی علیہ السلام کے والد باسعادت رجب ۲۱۷ میں ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا کہ اسم مبارک سمانہ مغربیہ تھا۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔ اور المتوکل۔ اور الناصح اور النقي اور المرتضى اور الفقيه اور الامين اور الطيب القاب ہیں۔

وسمى العسكري بذلك لاختصاصه من المدينة النبوية الى سر من رأى واسكنه بها وكانت تسمى لعسكر فعرف بالعسكري فكان وارث ابيه علماً وسجداً من ثم جاءه الاعرابي من اعراب الكوفة وقال اني من المتسكين بولاي جدك وقد ركني دين اثقلني حمله الم اقص لقصائه سواك فقال كم دينك قال عشرة الاف درهم فقال طب نفسك بقضائه انشاء الله تعالى ثم كتب له ورقة فيها ذلك المبلغ ديناً عليه وقال له ايتني بها في المجلس لعام وطالبني بها واغلظ في الطلب ففعل فاستلمه ثلاثة ايام فبلغ ذلك المتوكل فامر له بثلاثين الفا فلما وصلته اعطاها الاعرابي فقال يا بن رسول الله ان العشرة الاف لا اقصى اربى فابي ازيسر دمنه من الثلاثين شيئاً قول الاعرابي وهو يقول الله اعلم حيث يجعل رسالته ونقل بعض الحفاظ ان امرأة زعمت انها شريفة بحضرة المتوكل فسأل عن مجازة بذلك فدل على العسكري فجاء اجلسه معه على سريره فسأل مجازة بذلك فقال ان الله حرم اولاد الحسين على السباع فتلقى السباع فعرض عليها ذلك فاعترفت بكذبها ثم قيل للمتوكل الا تجوز في ذلك فيه فامر بثلاثة من السباع فجاء بها في صحن قصرة ثم دعاها فلما دخل بابها اعطت عليه والاسباع قد صمت الاسباع من زيرها لما شئ في الصحن يريد الدرجة مشيت اليه اسكنت فمست



ودارت حوله وهو یسبحها بکلمہ ثم رجعت فصعد المتوکل ووجدت معہ سائتہ ثم نزل فقہلت معہ الاول  
 حتی خرج فاتبع المتوکل بجائزۃ عظیمہ فقیل للمتوکل انفل کما فعل ابن عمک قال انزیدون قتلی <sup>عن</sup> رصوا  
 محرقہ آپ کا نام عسکری سوجہ ہی ہوا کہ آپ مدینہ منورہ سے سر من راہ میں جس سامہ گتہ میں لنگالے  
 گئے تھے اور سامہ کا دوسرا نام عسکری ہی ہے اس لیے آپ عسکری شہر ہوئے۔ آپ علم اور سخاوت میں  
 اپنے والد ماجد کے وارث تھے ایک دفعہ کوفہ کے اعراب میں سوا ایک اعرابی آپ کی خدمت میں آکر کہنے  
 لگا میں آپ کی جد امجد کی دوستی کے ساتھ متمسک ہوں اور فرض کے بوجہ سے وہ گیا ہوں میں آپ کے  
 سوا اسکے ادا ہونے کی سبیل نہیں جانتا آپ نے فرمایا تجھے کتنا فرض دینا ہے کہنے لگا دس ہزار درہم  
 آپ نے فرمایا تو غم نہ کھا انشاء اللہ ادا ہو جائیگا۔ آپ نے اسکو دس ہزار درہم کا تمسک لکھ دیا اور کہنا کہ  
 اس تمسک کو لیکر تو مجلس عام میں ہمارے پاس آئیو اور سخت تقاضا کیجیو۔ اس نے ویسا ہی کیا اس سے  
 میٹھی باتیں کر کے تین دن کا وعدہ کیا خلیفہ متوکل کو یہ معلوم ہوا۔ اس نے تیس ہزار درہم آپ کی  
 خدمت میں بھیجے آپ نے وہ سب اس اعرابی کو دیدیے اعرابی نے عرض کیا بائیں رسول اللہ میری بہن  
 درجہ کی آرزو دس ہزار درہم تھے میں ہزار آپ لے لیں آپ نے تیس ہزار میں سے ایک درہم کے بھی  
 واپس لینے سے انکار کیا۔ اعرابی حضرت کی خدمت سے یہ کہتا ہوا لوٹا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کو  
 مقام کو خوب پہچانتا ہے بعض حافظان اخبار بیان کرتے ہیں کہ متوکل کے سامنے ایک عورت نے  
 سیدانی ہونیکا دعویٰ کیا کہ متوکل نے کہا کوئی طریقہ ایسا ہے کہ جس سے اس عورت کے اس دعویٰ  
 میں آزمائش کیجائے لوگوں نے جناب امام علی عسکری کی طرف دلالت کی متوکل نے جناب امام کو  
 بلا کر اپنے تخت پر بٹھایا اور اس عورت کو دعویٰ سیادت میں امتحان کرنے سے پوچھا آپ نے فرمایا  
 کہ پروردگار نے درندوں پر حسین کی اولاد کا گوشت حرام کیا ہے تم درندوں کو اسکے پیچھے ڈال دو  
 یہ سنکر اس عورت نے اپنے جھوٹ کا اقرار کیا۔ لوگوں نے متوکل سے کہا تم انکا تجربہ کیوں نہیں کرتے متوکل نے  
 تیس درندے قصر کے صحن میں چڑوا دیے۔ پھر جناب امام کو بلوایا آپ کو اس میں داخل کر کے دروازہ  
 بند کر دیا اور خود چہرے پر چڑہ کر تماشا دیکھنے لگا جب درندوں نے دروازہ کے کھلنے کی آواز سنی  
 تو خاموش ہو گئے جب آپ صحن میں پہنچ کر سیڑھی پر چڑھنے لگے تو درندے آپ کی طرف بڑھے۔ اور  
 ٹھہر گئے۔ اور آپکو چھو کر گرد پہنے لگے آپ اپنی استیناں پر ملتے تھے پھر درندے کھٹنے ٹیک کر  
 میٹھ گئے۔ متوکل جناب امام کے ساتھ چہرے پر سے باتیں کرتا رہا اور اتر آیا پھر جناب صحن سے  
 باہر تشریف لے آئے متوکل نے آپ کے پاس گمان بہا صلہ بھیجا لوگوں نے متوکل سے کہا تو بھی ایسا



کر کے دکھا۔ جس طرح سے تیسری ابن عم نے کیا ہے متوکل کہنے لگا شاید تم میرے قتل کے خواہاں ہو۔  
 وثقی ابو الحسن علی الہادی ولہ من العمر اربعون سنہ یوم الاثنين لحسن لیل بقیت من جمادی الآخرۃ  
 سنۃ ودفن فی دارہ لبر من راہ یقال انہ مات مسموما واولادہ اربعة اشہر حسن الخالص -  
 (صواعق محرقہ) جناب امام ابو الحسن علی الہادی پر کے دن پچیسویں جمادی الآخر سنۃ کو فوت ہوئے  
 آپ کی عمر چالیس برس کی تھی اور سامرہ میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی ہی زہر سے  
 رحلت ہوئی ہے آپ کی چار اولادیں تھیں جن میں سے جناب امام حسن الخالص زیادہ تر مشہور ہوئے

## الامام حسن الخالص علیہ السلام

امہ ام ولد یقال لها سوسن وکنیتہ ابو محمد والقابہ الخالص السراج والعسکری لدیہ ثمان  
 لثمان خلون ربیع الآخر سنۃ (تذکرہ خواص کامر) آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جنکا کہ نام  
 سوسن تھا۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور آپ کے القاب الخالص اور السراج اور عسکری تھے۔ آپ آٹھویں  
 ربیع الآخر سنۃ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

وقع لہ لول معہ انہ راہ وهو صبی یبکی والصبيان يلعبون فظن انہ یقتصر علی ما فی اید یہم  
 فقال اشتري ما تلعب فقال يا قليل العقل ما للعب خلقنا فقال له فلما اذ خلقنا قال للعلم والعبادة  
 فقال له من اين لك ذلك قال من قول الله تعا انما خلقناكم عبثا وانكم اليها ترجعون  
 ثم سألہ ان يعظه فوعظه بأبیات ثم خرا الحسن مغشياً علیہ فلما افاق قال له ما تزل وانت  
 صغیر لا ذنب لك فقال اليك عني يا بهلول انی رأیت والدتی توقد النار بالحطب الکبار فلا  
 تقدیر الا بالصغار وانی اخشأن ان اكون من صغار حطب جهنم۔ ولما حبس قحط الناس لبر  
 من رای قحطاً شدیداً فامر الخلیفۃ المتمدین المتوکل بالخروج للاستسقاء ثلاثۃ ایام  
 فلم یبقوا فخرج النصارى ومعهم راهب کلما مد یدہ الی السماء هطلت ثم فی یوم الثانی  
 كذلك فشککہ بعض الجملۃ وارتد بعضهم فشق ذلك علی الخلیفۃ فامر بإحضار الحسن الخالص  
 فقال ادرك امته جلدك رسول الله صلى الله علیه وسلم قبل ان یهلك فقال الحسن یخرجون  
 غدا وازیل الشک انشاء الله تعا وحکم الخلیفۃ فی اطلاق اصحابہ من السجن فاطلقهم له  
 فلما خرج الناس للاستسقاء رفع الراهب یدہ مع النصارى غیمت السماء فامر الحسن بالقبض  
 علی یدہ فاذا فیہا عظم ادمی فاخذ من یدہ وقال استسقی فرفع یدہ فزال الغیم وطلعت الشمس



# ذوالقرنین

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان ملک فی الجنة کنز اولادہ

ذوقرینہا را خرجه احمد فی المناقب ابن ابی شیبہ والحکیم الترمذی والحاکم

فی المستدرک وابو نعیم فی المعرفة وسبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص کلامہ جناب امیر سے روایت ہو کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی تیرے لیے بہشت میں ایک خزانہ ہے اور تو ہسکا ذوالقرنین سے یعنی دونوں طرف کا مالک ہو  
قال الہروی فی تفسیر ذوقرینہا ای طریق فی الجنة ہر وہی ذوالقرنین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرنین سے یہاں  
جنت کو دونوں طرف مراد ہیں ۔

قال ابو عبیدہ ذوقرین ہذا کلمۃ ابو عبیدہ کہتا ہے ذوقرینہا میں ضمیر مؤنث غائب ہر ت کی طرف راجع ہے یعنی  
یا علی تم اس امت کو ذوالقرنین کہو ۔

(۲) عن المطلب بن عبد اللہ بن خطیب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم بحبی ذوقرینہا

اخى وابن عمی علی بن ابی طالب فانہ لا یحبہ الا مؤمن ولا یبغضہ الا منافق من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ

فقد ابغضنی (اخرجه احمد فی المناقب) مطلب بن عبد اللہ بن خطیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ جناب

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں تمہیں اس امت کو ذوالقرنین کی محبت کی وصیت کرتا ہوں ۔ یہ تحقیق اس سے محبت

نہیں کرے گا مگر مومن اور بعض نہیں کہے گا مگر منافق جسے کہ اس سے محبت کی مجاہد سے محبت کی جس نے اس کو بغض

کیا مجاہد کو بغض کیا ۔

(۳) عن ابی الطفیل ان ابن الکوی سأل علی بن ابی طالب عن ذی القرنین انبیاء کان ام ملکاً قال لم یکن

نبیاً ولا ملکاً ولکن کان عبداً صالحاً احبہ اللہ فاحبہ ونصرہ اللہ فنصرہ یغثہ اللہ الرقومہ فضرہ یو علی قرینہ

فمات ثم احیاه اللہ ليجہادہم ثم یغثہ اللہ الرقومہ فضرہ یو علی قرینہ الا خب فمات فاحیاه اللہ ليجہادہم

فلذلک سمی ذالقرنین وقال از قنیکم مثله راخرجه ابن حاتم فی مستندہ وابن المنذر ابن مردودہ وابن النجار

وابن عبد اللہ الحکم نقلت من کتاب العمال ابو الطفیل کہتے ہیں کہ خوارج کے پیش نماز ابن الکوی نے جناب امیر سے پوچھا

کہ ذوالقرنین نبی تھا یا بادشاہ آپ نے فرمایا نبی تھا بادشاہ ایک نیک بندہ تھا خدا نے اس سے محبت کی اور اس کو صاحب

محبت بنا دیا اور خدا نے اسے نصیحت کی اور اس کو نصیحت والا کر دیا ۔ پھر اس کو خدا نے اس کی قوم کی طرف بھیجا ان لوگوں نے

اس کی کنیسی پر چوٹ لگائی جس سے کہ اس کا انتقال ہو گیا پھر خدا تعالیٰ نے اس کو ان کے جہاد کے لیے زندہ کر کے اس قوم کی

طرف بھیجا انہوں نے اس کی دوسری کنیسی پر بارادہ کر گیا خدا اس کو پھر ان کے جہاد کی واسطے زندہ کیا ۔ اس لیے اس کا نام ذوال

القرنین ہوا ۔ اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا یہ تحقیق تم میں اس کی مثال موجود ہے ۔

(۴) عن سالم بن ابی الجعد قال سئل علی عن ذی القرنین انہی ہو فقال سمعت نبیک صلی اللہ علیہ وسلم



يعجب الناس من ذلك فقال الخليفة للحسن ما هذا يا ابا محمد فقال هذا اعظم نبي ظهر به هذا المراهب  
 من بعض القبور ما كشف عن عظم النبي تحت السماء الا هطلت بالمطر فامتحنوا ذلك العظم  
 فكان كما قال وزالت الشبهة عن الناس ورجع الحسن الى داره واقام غريزا مكرها وصلاحه  
 الخليفة فصل اليه كل وقت (صواعق محرقه) آپ ابھی لڑکے ہی تھے کہ آپ کو بہلول داناؤں دیکھا کہ  
 لڑکے کیل رہے ہیں اور آپ ان کے قریب کھڑے رہے ہیں بہلول کو خیال آیا کہ شاید آپ اس چیز کے لیے  
 روتے ہیں جس سے کہ لڑکے کیل رہے ہیں بہلول نے کہا میان صاحبزادی میں ایسی کیسے کی  
 چیز تمہیں ہی سولے دون آپ نے فرمایا کہ عقل ہم کیسے کے لیے نہیں پیدا ہوئے۔ بہلول  
 نے کہا پھر ہم کس چیز کے لیے پیدا ہوئے ہیں آپ نے فرمایا علم اور عبادت کے لیے بہلول نے کہا آپ نے  
 یہ بات کہاں سے حاصل کی ہے آپ نے کہا خدا کی پاک کے کلام مبارک کہ آیا تم یہ جانتے ہو کہ تم  
 بیکار پیدا ہوئے ہو اور تم ہماری طرف نہیں رجوع کرو گے۔ پھر بہلول نے آپ سے چند نصیحت کی تیر  
 پوچھیں آپ نے چند پند ائمہ شریعہ پر ہے۔ پھر جناب حسن علیہ السلام بیوٹ ہو کر بہلول پر گر گئے۔ جب بافاقہ  
 میں آئے تو اس نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا ہے۔ آپ ابھی بچے ہیں آپ نے تو ابھی کوئی خطا نہیں کیا آپ  
 نے فرمایا بہلول میرے پاس سے ہٹ جائیے اپنی والدہ کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا کہ موٹی لکڑیوں  
 کو آگ نہیں لگی جب تک کہ اس سے پہلے چوٹی چوٹی لکڑیاں نہیں جلائیں اس طرح سے ہی حجر  
 بھی ڈرے کہ کہیں میں ہی جہنم کی چوٹی لکڑی نہ بنجاؤں۔ اور جب آپ سامرہ میں قید ہو گئے تو گون  
 میں قحط شدید پڑ گیا۔ خلیفہ معتد بن متوکل نے لوگوں کو تین دن کی نماز ہتھقار کے وسط شہر سے باہر  
 نکلنے کا حکم دیا۔ لیکن مینہ نہ برس۔ عیسائیوں کا گروہ بھی شہر سے باہر نکلا ان میں ایک رابر تھا  
 جب اس نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے بارش ہونے لگی دوسرے روز بھی یہی سیطرح ہوا۔ بعض جاہلون  
 کو شک پیدا ہو گیا۔ اور دین سے لوٹنے لگے خلیفہ پر یہ بات نہایت شاق گذری حسن خالص علیہ  
 السلام کو بلا کر کہا اپنی جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت کی دستگیری فرما دین قبل اسکے  
 کہ ہلاک ہو جائے جناب امام نے فرمایا لوگوں کو چاہیے کل شہر سے باہر نکلیں انشا اللہ میں شک  
 زائل کر دوں گا۔ خلیفہ نے امام کے تمام صحاب کو قید خانہ سے نکال دینے کا حکم دیا وہ سب رہا کیے گئے  
 جب نماز ہتھقار کے لیے شہر سے باہر نکلے رابر نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے۔ بادل پیدا ہو گیا  
 جناب حسن نے رابر کے ہاتھ پکڑنے کا حکم دیا اس میں ایک آدمی کی بڑی پاکی گئی آپ نے وہ بڑی  
 اسکے ہاتھ سے لے لی اور کہا کہ بارش طلب کر اس نے ہاتھ اٹھایا اور کہل گیا آفتاب نکل آیا



لوگ اس بات سے نہایت متعجب تھے کہ خلیفہ نے جناب امام سے کہا یا اباجمہ یہ کیا چیز ہے۔ فرمایا یہ کسی نبی کے جسم مبارک کی ہڈی ہے۔ جو کسی قبر سے اس ارب کے ہاتھ لگ گئی ہے اور نبی کے جسم اطہر کی ہڈی کا یہ خاصہ ہے کہ جب آسمان کو برہنہ کر کے دکھائی جائے فوراً ابر پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا امتحان کیا گیا۔ ویسا ہی پایا گیا جیسے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا لوگوں کا شبہ برٹ کیا۔ جناب امام اپنے گھر کو تشریف لیگئے۔ اور نہایت عزت اور تکریم سے اقامت گزین رہے۔ اکثر بادشاہی انعامات انکی خدمت میں پہنچتے رہتے تھے۔

وفي فصول المهدي ولما ذاع خبر وفاته ارتجت سر من راي وقامت صيعة واحدة عطلت الاسواق وعالقت دكاكين وركب بنوها شتم القواد والكتاب القضاة والمعدلون وسائر الناس الخيانة فكانت سمن راي يومئذ شبيهة بالقيامة فلما فرغوا من تجهيزه بعث الخليفة الى عيسى بن المتوكل ليصل عليه صلى عليه دفن بالبیت الذي دفن فيه ابوه وكانت وفاته في يوم الجمعة لثمان خلون من شهر ربيع الاول سنة وعمر ثمان وعشرون سنة ويقال سم ايضا ولم يخلفه غيره لانه ابى القاسم محمد الحجة فصول المهدي من لکھا ہے کہ جب امام کے انتقال کی خبر مستہو ہوئی تمام سامرہ ہل گیا اور غوغا برپا ہو گیا بازاروں میں ہڑتال ہو گئی دکانیں بند ہو گئیں تمام بنی ہاشم اور قضاہ کا حکم دینے والے اور منشی اور قاضی اور عدالتی اور عامہ ظالموں انکے جنازے کو دھڑی سر من رائے اس دن قیامت کا منورہ تھا جب لوگ آپ کی تجہیز سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے اپنے بہائی عیسیٰ بن المتوکل کو نماز کے لیے بھیجا اس نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اسی گھر میں دفن کیا جس میں کہ آپ کے والد ماجد دفن ہوئے تھے۔ آپ نے ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ کو جمعہ کے دن ۳۶ سال و ۳۷ روز و ۳۷ گھنٹے کی عمر اس وقت اٹھائیس سال کی تھی کہتے ہیں کہ آپ کو یہی فرہ دیا گیا تھا۔ آپ کے پیچھے آپ کے فرزند ارجمند ابو القاسم محمد الحجة کے سوا۔ آپکی اور کوئی اولاد نہیں رہی

## الامام المہدی علیہ السلام

اسمہ محمد کنیتہ ابو القاسم لقبہ الحجة والمہدی والخلف الصالح والقائم والمنظر حصا الزمان۔ وعمرہ عند وفات ابیہ خمس سنین لکن اناء اللہ فیہا الحکمة ویعملی لقائم قبل لانه لست و غاب فلم یعرف این ذہب (صواعق محرقہ) علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کا نام مبارک محمد اور کنیت ابو القاسم ہے۔ یعنی امام اور کنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم



کے نام مبارک اور کنیت کے مطابق ہیں اور آپ کا لقب الحجۃ اور المہدی اور الخلف الصالح اور القائم اور المنتظر اور صاحب الزمان ہے۔ آپ کے والد کی وفات کی وقت آپ کی عمر پانچ برس کی تھی۔ لیکن خدا نے اس چوٹی سی عمر میں آپ کو حکمت عطا کی تھی اور اس لیے آپ کا نام قائم رکھا گیا کہ آپ پویشیدہ ہو گئے اور نہ معلوم ہوا کہ کہاں تشریف لے گئے۔

قال الشيخ ابو عبد الله محمد بن يوسف الكنجي الشافعي رحمه الله عليه في كتابه البيان في اخبار صاحب الزمان من الادلة على كون المهدي حيا باقيا بعد عيبتة الى الان وانه لا امتناع في بقاءه كبقاء عيسى بن مريم والخضر والياس من اولياء الله وبقاء الاعداء الدجال والابليس اللعين من اعداء الله تعالى وهو لا قد ثبت بقاءهم بالكتاب السنة شيخ ابو عبد الله محمد بن يوسف الكنجي الشافعي رحمه الله عليه في كتاب التبيين في اخبار صاحب الزمان من جہان پر کہ انہوں نے بعد غائب ہونے امام مہدی علیہ السلام کے اب تک انکے زندہ اور باقی ہونے پر دلائل لکھے ہیں ایک دلیل یہ بھی بیان کی ہے کہ مثل عیسیٰ بن مریم اور خضر اور الیاس کے جو خدا کے دوست ہیں اور اعداء دجال اور ابلیس لعین کی بقاء کے جو دشمنان خدا میں سے ہیں جناب مہدی علیہ السلام کے بقا میں بھی کوئی مانع نہیں اور ان لوگوں کا باقی ہونا کتاب سنت و ثبات پر۔

### احادیث مرویہ تعلق وجودنا الامیر علیہ السلام

(۱) عن عبد الله بن عيسى قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يخرج المهدي وعليه غمامة بيضاء من اهل هذا المهدي خليفة الله فاتجوه راخرجه ابو نعيم والسيوطي في عرف الوردی فی اخبار المہدی (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اسکے سر پر بلی سیاح کی ہوگی غریبے نذا کرنے والا نذا کرے گا کہ یہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے اسکا اتباع کرو۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدی منی وهو اجلی الوجہ افقی الاثف بملا الارض قسطا کما ملئت ظلما وجورا راخرجه الطبرانی وابدو ابو نعیم والدبلی (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بیان کیا ہے کہ مہدی مجھ میں سے ہے چمکتی ہوئی پیشانی اور اونچی ناک والا وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بہرہ دے گا جیسے کہ وہ ظلم اور جور سے بہرہ گیری ہوگی۔



(۳) عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليبعثن الله من عاتق رجل لا  
افرق الثنايا اجلى الجبهه ميلا قطا وعدلا راجحه ابو نعيم عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ  
سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تحقیق اللہ تعالیٰ سیری اولاد میں سے ایک  
ایسے آدمی کو پیدا کرے گا جس کے اگلے دانت کشادہ ہوں گے اور اس کی پیشانی چمکتی ہوگی وہ عدل  
اور انصاف سوزمین کو ہر دیگا۔

(۴) عن حذیفۃ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدي رجل من ولدی وجهه كالقمر الدری  
واللون لون عربي والجسم جسم سرائیلی علی خلق الامین خال کانہ کوکب دری بیلا الارض عا  
کما تملئت جورا یرضی بخلافته اهل السماء والارض والطیر فی الجور راجحه ابو نعیم والرفیاء  
فی مسندہ والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی (حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ایک آدمی ہوگا سیری اولاد میں سے اسکا چہرہ  
مثل چودہوین رات کے چاند کی چمکتا ہوگا اسکا رنگ عرب کے لوگوں کی مانند اور جسم سرائیلی قوم کے  
مشابہ ہوگا۔ اسکے داہنے رخسار پر ایک خال چمکتا ہوگا آسمان کے ستارہ کی طرح سے ہوگا زمین کو عدل  
سے ہر دیگا جس طرح کہ وہ ظلم سے بری ہوگی اسکی خلافت سوا آسمان اور زمین کے باقی ہوا کو  
پرنڈے خوش ہو جائیں گے۔

(۵) عن ابی سعید قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدي منا الذي یصلی عیسیٰ ابن  
مریم خلفہ راجحه الحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی  
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ہم  
میں سے ایسا شخص ہوگا کہ عیسیٰ ابن مریم اسکے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

(۶) عن ابن عباس ان النبی صلی الله عليه وسلم قال ان تهلک امتنا اولها وعیسیٰ بن مریم الخ  
والمہدی وسطها راجحه احمد فی مسندہ وابو نعیم فی عوالیہ وابن ماجہ (ابن عباس رضی اللہ  
عنہ سے روایت ہے کہ یہ تحقیق منجبر صادق صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ امت ہرگز  
ہلاک نہیں ہوگی کہ میں اسکے ارل ہوں اور آخر اسکے عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور مہدی علیہ السلام  
اسکے پیچ میں ہے۔

(۷) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد  
لطول الله تعالیٰ ذلک الیوم حتی یبعث الله فیه رجلا من اهل بیتي یواطی اسمہ واسم ابیہ اسمی



واسم ابی یملأ الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً وظلماً راجعاً احمد وابوداؤد وابونعیم  
 الترمذی قال حسن صحیح ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا ہے کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہے گا تو خدا تعالیٰ اس دن کو اس قدر  
 بڑھا دیگا کہ اس میں میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو پیدا کرے گا اسکا نام اور اسکے باپ کا نام  
 میرے نام اور میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بہرہ دے گا جس طرح  
 سے کہ وہ ظلم اور جور سے بہری ہوگی۔

(۸) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو لم يبق من الدنيا الا يوم لبيع الله فيه  
 رجلاً من عتقي يملأها عدلاً كما ملئت جوراً راجعاً احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ  
 وروایۃ احمد وابوداؤد والترمذی والدیلابی لا تذهب الدنيا حتى يملك رجل من اهل بيتي  
 يواطى اسمه اسمي جباب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے  
 کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہے گا۔ تو خدا تعالیٰ اسی ایک دن میں میری  
 عترت میں سے ایک آدمی کو پیدا کرے گا جو زمین کو عدل سے بہرہ دے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم سے بہری  
 ہوگی۔ اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل اور ابوداؤد اور ترمذی اور دیلمی نے یوں بیان کیا  
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ نہیں گزرے گی دنیا جب تک میرے اہل بیت میں  
 سے ایک آدمی اسکا مالک نہیں ہو جائے گا جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

(۹) عن ثابت بن قره ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لقلن الارض جوراً وظلماً فاذا ملئت  
 جوراً وظلماً لبيع الله رجلاً مني اسمه اسمي اسم ابیه اسم ابی فیملأ عدلاً وقسطاً كما ملئت  
 جوراً وظلماً فلا تمنع السماء غيثاً من قطرها ولا الارض شئاً من نباتها عیث فیكم سبعاً  
 او ثمانیا فان اکثرتم عاراً راجعاً الطبرانی والبخاری ثابت بن قره رضی اللہ عنہ سے منقول ہے  
 کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ زمین ظلم اور جور سے بہرہ دے گی اور جب ظلم  
 اور جور سے بہرہ دے گی تو پھر دو گارفعہ میں سے ایک آدمی کو برآگئیختم کرے گا اسکا نام میرے نام  
 اور اسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا وہ اسکو عدل و انصاف سے بہرہ دے گا جس  
 طرح سے کہ وہ ظلم اور جور سے بہری ہوگی لہذا انجو ایک قطرہ کو نازل ہونے سے اور زمین ایک  
 گھاس کے پتے کو اگنے سے نہیں روک سکے گی۔ وہ تم میں سات یا آٹھ برس بھرے گا۔ اگر اس سے  
 زیادہ دیر نہ ہوگی۔



(۱۰) عن ذر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تنهب الدنيا حتى يملكك العرب رجل من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي (اخرجه ابوداود) زر بن عبد الله رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تب تک نہیں جائے گی جب تک کہ عرب کا ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے نہ ہو جائیگا۔ جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

(۱۱) عن ابی سعید زالنہی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقولن الارض ظلما وعدوانا ثم يخرج من اهل بيتي رجلا يلاها قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وعدوانا وليقسم المال بالسوية ويجعل الله الغنى في قلوب هذه الامة فيملك سيعا وتسعا ولا خير في عيش الحيوة بعد المهدى (اخرجه ابن الحارث واحمد وابو نعيم والسيوطي) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تحقیق مجھ صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین ظلم اور سرکشی سے بھر جائیگی پہلے میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلا گا۔ جو اسے عدل و انصاف سے بھر دیگا جس طرح سے کہ وہ ظلم اور سرکشی سے بھری ہوگی۔ وہ مال کو لوگوں میں برابر تقسیم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو نگری کو اس امرت کو لوگوں کے دل میں بھر دیگا۔ وہ سات برس یا نو برس بادشاہ رہے گا۔ اور بعد مہدی کے زندگانی میں بہتری نہیں رہے گی

(۱۲) عن حامل الصدقة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليكون بعدى خلفاء وبعد الخلفاء امراء وبعد الامراء مملوك وبعد المملوك جبابرة ثم يخرج من اهل بيتي رجلا يلاها عدلا كما ملئت جورا (اخرجه الطبراني) حامل الصدقہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ اور خلفاء کے بعد امراء اور امراء کے بعد بادشاہ اور بادشاہوں کے بعد ظالم پہلے میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا جو عدل سے زمین کو بھر دیگا جس طرح کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

(۱۳) وانه لعنة الساعة قال مقاتل ومن تبعه من المفسرين ان هذه الآية نزلت في المهدي (صواعق مرقية) اور تحقیق وہ جانتے والا ہے قیامت کو۔ اس آیت کے شان نزول میں مقاتل اور اسکے پیرو مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی

(۱۴) عن كعب قال انما سمى المهدى لانه يهدي لامر قد خفي يستخرج التابوت من ارض يقال لها انطاكية (اخرجه نعيم بن حماد والسيوطي في عرفت الوردی) کو سب سے روایت ہے کہ انکا نام مہدی اس لیے رکھا جائیگا کہ وہ پوشیدہ امور کی طرف لوگوں کو ہدایت کریں گے تاہوت سکینہ کو انطاکیہ کی زمین سے نکالیں گے۔



(۱۵) عن سليمان بن عيسى قال بلغني انه على يد المهدي يظهر تابوت السكينة من بحيرة طبرية حتى يحمل فيوضع بين يدي عبيد المقدس فاذا نظر اليه اليهود اسلمت الاقلية منهم  
 راخرجه ابو نعيم بن حماد الكوفي والسيوطي في عرف الوردی) سليمان بن عيسى کہتا ہے کہ مجھے خبر ملے گی ہے کہ مہدی تابوت سکینہ کو بحیرہ طبریہ سے لکھا لکر اپنے سامنے بیت المقدس میں رکھیں گے  
 سے دیکھ کر بہت تھوڑے ہیودی اسلام لائیں گے \*

(۱۶) عن جعفر بن یسار الشامی قال يبلغ رد المهدي المظالم حتى كان تحت فصوص الانسان بشئ  
 انتزع حتى يردہ (راخرجه نعیم بن حماد والسیوطی) جعفر بن یسار الشامی کہتا ہے کہ مجھے خبر  
 ملے گی ہے کہ مہدی تمام مظالم کو لوٹاویں گے یہاں تک کہ ظالم شخص کے دانتوں کی خروں سے  
 لکھا لکر وہ چیز واپس دلائیے گئے \*

(۱۷) عن علی قال ويحيا للظالمات فان الله كنوز البیت من ذهب لا فضة ولكن بها وصال عرفوا  
 الله حتى معرفته وهم انصار المهدي اخر زمان (راخرجه نعیم الكوفي في كتاب لقات والسيوطي  
 فی عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ طالقین پر افسوس ہے۔ خدا کے فرمانے  
 ہیں نہ سونے کے اور نہ چاندی کے بلکہ وہ انسان ہیں جنکو خدا کی پوری معرفت حاصل ہے۔ اور  
 وہ مہدی آخر الزمان کے انصار ہیں \*

(۱۸) عن كعب قال قتادة - المهدي خير الناس اهل نصرته وبيعته من اهل كوفان واليمن  
 وابدا الشام على مقدسته جبريل وساقته ميكائيل - هبوط في الخلائق بطقى الله به الفتنه  
 العمياء واما من الارض ان المرأة تحج في خمسة نسوة ما معهن رجل لا تنقى شيئا الا الله تعالى  
 يعطي الارض زكوتها والسماء بركاتها راخرجه نعیم بن حماد والسیوطی فی عرف الوردی) -  
 کعب کہتا ہے کہ قتادہ کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر مہدی کے انصار اور اسکے ہاتھ پر بیعت  
 کرنے والے لوگ اہل کوفان اور یمن اور ابدال شام ہونگے جبریل انکے مقدمہ الجیش میں اور میکائیل  
 سب سے پچھلے فوج ساقہ میں تشریف رکھتے ہونگے۔ خدا سے پاک مہدی کی برکت سے اندھا دہند کے  
 فتنوں کو بٹھا دینگا۔ یہاں تک کہ زمین میں امن پیل جائیگا۔ کہ ایک عورت پانچ عورتوں کے ساتھ حج  
 کرنے کو نکلے گی کوئی مرد انکے ساتھ نہ ہوگا وہ سوا خدا کے کسی شے سے خوف نہ کھائیگی۔ زمین اپنی  
 زکوٰۃ ادا کرے گی۔ آسمان اپنی برکت نازل کرے گا \*

(۱۹) عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ قال یا وی الی المہدی امہ کما یا وی الخ



الی بفسوبها و میلا الارض عدلا کما ملئت جورا حتی یکون الناس علی امرهم الاول لا یوقط  
 ناما ولا یهریق دما راخرجه نعیم بن حماد الکوفی والسیوطی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سمری  
 ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہدی کی طرف لوگ اس طرح آکر مجتمع ہو جائیں گے  
 جس طرح سے شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کے قریب جمع ہو جاتی ہیں وہ زمین کو عدل سے یوں بہرہ دینا  
 جس طرح کہ وہ پہلے ظلم سے بہری ہوگی یہاں تک کہ سب لوگ اپنے پہلے امر پر متفق ہو جائیں گے۔ مہدی  
 نہ کسی سوتے کو جگائیں گے اور نہ کسی کا خون بہائیں گے +

### المہدی کا جناب سیدہ کی اولاد میں سے ہوگا

عن امرسلة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه يقول المهدى من عترتي من ولد فاطمة  
 راخرجه ابوداؤد والنسائي والبيهقي والديلي) جناب ام المؤمنین ام سارہ رضی اللہ عنہا سے  
 مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مہدی میری اولاد  
 کی اولاد سے ہوگا +

(۲) عن امرسلة قالت ذكرت عند رسول الله صلى الله عليه احق المهدى فقال نعم هو حق  
 وهو من ولد فاطمة رواه ابن المنأوى في الملاحم) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ذکر کیا کہ کیا مہدی کا  
 ہونا سچ ہے آپ نے فرمایا ہاں سچ ہے وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوگا

(۳) عن الزهري قال المهدى من ولد فاطمة وما الخلافة الا فيهم راخرجه نعیم بن حماد  
 الکوفی والسیوطی) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی جناب سیدہ کی اولاد سے ہوں گے  
 اور خلافت ان کے سوا نہیں ہے۔

(۴) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه وليح البيت وقال والله ما ادرى ادع خزائن  
 البيت وما فيه من السلام والمال اواقسمه في سبيل الله فقال له علي بن ابي طالب مضيا  
 امير المؤمنين فليست بصاحبه انما صاحبه مناشاب قریش يقسمه في سبيل الله في اخر  
 الزمان راخرجه نعیم بن حماد والسیوطی) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک روز بیت اللہ کے خزانہ  
 میں تشریف لے جا کر کہنے لگے میری سچی بہن نہیں آتا کہ بیت اللہ کے خزانے کا مال اور اسکے  
 ہتھیار لوگوں کو تقسیم کر دوں یا اسے طرح پر رکھا رہنے دوں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے



امیر المؤمنین جس طرح پوچھے اسی طرح پاسکور ہنسنے دو۔ آپ اسکی تقسیم کرنے کے لیے اہل بنین میں اسکی تقسیم کرنے کا اہل ایک نوجوان ہم اہل قریش میں سے آخر زمان میں پیدا ہوگا۔ وہ اسکو خدا کی راہ میں تقسیم کرے گا۔  
 عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تمضي الايام والليالي حتى يلي منا اهل البيت فتى فلم تلبسه الفتن ولم يلبسها فقال يا بن عباس بعجز عنها امضيختم ولا ينالها شبا نكم وهو امر الله يؤتيه من يشاء راخرجه ابن شبيب في مصنفه والسيوطي في عرف الوردی فی اخبار المهدي  
 ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دن اور رات کا سلسلہ تب تک نہیں گزرنے پاے گا جب تک کہ ہم اہل بیت میں سے ایک نوجوان نہیں آئیگا نہ تو نیتنے اس کے مشابہ ہونگے اور نہ وہ فتنوں سے مشابہ ہوگا۔ اے ابن عباس تمہارے بڑے ہیں اس سے چاہو آجائیں گے۔ اور تمہاری نوجوان اس سے نہیں بیٹھنے پائیں گے۔ یہ ایک امر تعالیٰ کا حکم ہے جسے چاہے عطا کرے۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ملك مومنان وكافران فالمؤمنان من القرنين وسليمان - والكافران نمرود وبحث نصر وسيلكوا خامس من اهل بيتي راخرجه ابن الجوزي في تاريخه والسيوطي في عرف الوردی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب سالت تآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومنوں سے اور کافروں سے درود آدمی تمام رکوز میں کے مالک ہوئے ہیں۔ مومنوں سے ذوالقرنین اور سلیمان علیہما السلام اور کافروں سے نمرود اور بحث نصر پانچواں ہم اہل بیت میں تمام رکوز میں کا مالک ہوگا۔

(۷) عن علي بن الهلالی المکی قال دخلت علی رسول الله صلى الله عليه وسلم في شكایة التي قبض فيها فاذا فاطمة عند رأسه فبكت حتى ارتفع صوتها فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفه اليها فقال جيتي فاطمة ما الذي يبكيك فقالت اخشي الضيعة من بعدك فقال جيتي اما علمت ان الله عز وجل اطعم الى اهل الارض اطلاعة فاختر منها اباك فبعثه بالرسالة فما طلع اطلاعة فاختر منها بعلك فادحى الى ان انكحك اياه يا فاطمة نحن اهل البيت قد اعطانا الله سبع خصال لم يعط احد قبلنا ولا يعطى احد بعدنا انا خاتم النبيين واکرمهم علی الله واکبر المخلوقين الى الله وانا ابوك ووصي خير الاوصياء واجبهما الى الله عز وجل وهو بعلك وشهيدنا خير الشهداء واجبهما الى الله وهو خمر بن عبد المطلب هو عم ابيك وعم بعلك ومان له جناحان اخضران بطير في الجنة مع الملكية حيث يشاء وهو ابن عم ابيك واخو بعلك



وضا سبطا هذه الامة وهما ابناك الحسين والحسين وهما سيدا شبابي طل الجنة وابوهما والداك خيرتهما ويا فاطمة والذى  
 بعثتني بالحق ان منكما مهدي هذه الامة اذا صارت الدنيا هرجا ومرجا وقطاهرت الفتن وقطعت  
 السبل واغار بعضهم على بعض فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك  
 منهما من يفتح حصون الضلالة وقلوب باغلقا يقوم بالدين في اخر الزمان كما قدمت به في اول الزمان  
 بملا الدنيا عدلا كما ملئت جورا يا فاطمة لا تحزن ولا تبكى فان الله عز وجل ارحم بك واروف  
 عليك مني ذلك بمكاني مني وموضعك في قلبي وزوجك هو اشراف اهل بيتي حسبا واكرمهم  
 منصبا وارحمهم بالرعية واعل لهم بالسوية وابصرهم بالقصيدة وقد سالت ربي عز وجل ان تكون  
 اول من يلحقني قال على فلما قبض النبي صلى الله عليه وسلم لم تبق فاطمة الا خمسة وسبعين يوما حتى  
 الحقتها الله تعالى بعد اخرجها الطبراني في الكبير ابو نعيم والسيوطي في عرفت الوردى ثم ابن السكيت  
 المكي في مروي ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں حضور کے پاس گیا جناب فاطمہ  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ہانے بیٹھی ہوئی تھیں حضرت کی حالت کو دیکھ کر روتے روتے جناب فاطمہ  
 کی گمگی بند ہو گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اٹھا کر انکی طرف دیکھا اور فرمایا میری پیاری فاطمہ  
 تم کیون روتی ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت  
 نے فرمایا میری پیاری کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پروردگار نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھا ان میں  
 سے تمہارے والد کو انتخاب کیا اور انکو مبعوث بالرسالہ کر کے بھیجا۔ پھر دوبارہ اہل زمین کو دیکھا تمہارے  
 شوہر کو منتخب کیا اور مجھے حکم دیا اور میں تمہارا نکاح ان سے کیا یا فاطمہ ہم اہل بیت کو خدا نے سات  
 ایسی باتیں عطا کی ہیں کہ نہ ہم سے پہلے کسی کو دی گئی ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دی جائیگی۔ میں خاتم النبیین  
 اور خدا کے نزدیک سب مخلوق سے محبوب اور مکرم ہوں اور میں تمہارا والد ہوں۔ اور ہمارا وصی  
 سب وصیوں سے بہتر اور خدا کے نزدیک ان سب سے محبوب تر ہے اور وہ تمہارا شوہر ہے اور ہمارا شعیب  
 سب شعیبوں سے افضل اور ان سب سے خدا کے نزدیک محبوب تر ہے وہ حمزہ بن عبد المطلب تمہارے  
 والد ماجد اور تمہارے شوہر کا چچا ہے۔ اور ہم اہل بیت میں سے ایک وہ ہے جس کے دو ستر ہیں اور  
 فرشتوں کے ساتھ جہان چاہتا ہے جنت میں اڑتا ہے پھر تمہارے والد کا ابن عم اور تمہارے  
 شوہر کا بھائی ہے اور اس امت کے سب باطنی ہم میں سے ہیں اور وہ دونوں تمہارے بیٹے حسن اور  
 حسین ہیں جو جو ان اہل جنت کو سردار ہیں۔ اور قسم ہے اس خدا کی جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ  
 بھیجا ہے انکو والدین اسے بہترین اور اسے خدا کی قسم ہے جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس



بقول ہو عبدنا حمہ اللہ فنصحہ وازنیہ کم لشیرہ (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) سالم بن ابی الجعد سرور ایت ہو کہ جناب  
امیر سوچ چکا گیا کہ ذی القرنین آیا نبی تھا آپ نے فرمایا میں نے تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سنا کہ وہ ایک بندہ تھا خدا نے  
اسے نصیحت کی وہ نصیحت پذیر ہو گیا۔ بیشک تم لوگوں میں اسکی نظیر موجود ہے۔

(۵) عن مجاہد قال قيل لابن عباس ما تقول في شأن علي بن ابي طالب فقال والله هو واحد الثقلين سبق  
بالشهادتين وصلى القبلتين وبايع البيعتين وهو ابو السبطين الحسن والحسين وهو مولائي ومولى الثقلين  
ومثله في الامه مثل ذی القرنین وردت علیہ الشمس مرتین (اخرجہ احطاب الخوارزمی) مجاہد رحمہ اللہ علیہ عبد اللہ  
ابن عباس رضی اللہ عنہ سرور ایت کرتے ہیں کہ ان کے سینہ پوچھا کہ تم علی کی شان میں کیا کہتے ہو جوابدہ یا اللہ وہ دو  
ثقلین یعنی دو بزرگ چیزوں میں سے ایک ہیں (یعنی قرآن اور اہل بیت) اور وہ سب سے اول شہادتین یعنی شہد  
ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ کے ادا کر نیوالے ہیں۔ انہوں نے دو قبلوں (یعنی بیت المقدس اور کعبہ)  
کی طرف نماز پڑھی ہو۔ اور دونو بیعتیں کی ہیں (یعنی بیعت اول بیعت عقبہ جو ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں ہوئی اور بیعت  
رضوان جو درخت کے نیچے حدیبیہ میں ہوئی) اور وہ باب ہیں سبطین کے جو حسن اور حسین ہیں اور وہ میرے اور تمام بزرگ  
والس کے مولا ہیں اور اس امر میں وہ مثل ذی القرنین کے ہیں اور انکے نیلے آفتاب کو دو دفعہ رحمت ہوئی ہے۔

**تنبیہ** قال مجاہد لدین الفیروز آبادی فی القاموس۔ ذوالقرنین اسکندر سرورعی لانہ دعاهم اللہ  
عز وجل فصریہ علی قرنہ فاحیاه اللہ تکا ثم دغاهم فصریہ علی قرنہ الاخر فاحیاه اللہ تکا و لانہ  
بلغ قطرے الارض والاضفیرتین لہ۔ والمنذر بن ماسما لاضفیرتین کانتا فی قرنہ رأسہ علی بن ابي طالب  
لقوله صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ازلک فی الجنة بیتا وروی کثیرا وانک لذو قرنہا۔ ای لذو طرفی الجنة و  
ملکها الاعظم ملک ملک الجنة کما سلك ذوالقرنین جميع الارض او ذوقرني الامه فاضمت وان لم  
یتقدم ذکرها او ذوجیلیہا للحسن والحسين او ذوشجائین فی قرنہ رأسہ احدہما من عمرو بن عبدود  
والثانیہ من ابن ملجم لجنہما اللہ ذوالقرنین اسکندر رومی کو کہتے ہیں اسوجہ سے کہ جب سکندر نے لوگوں کو اللہ  
تعالیٰ کی طرف دعوت کی تو انہوں نے اس کے سر کے ایک طرف تلوار ماری کہ وہ شہید ہو گئے پس اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کیا  
بعد اسکے پھر وہ لوگوں کو دعوت کرنے لگے تو ان لوگوں نے انکے سر کے دوسرے طرف تلوار ماری کہ وہ شہید ہو گئے پھر بعد اسکے  
دوبارہ اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کیا۔ یا ذوالقرنین اسوجہ سے کہتے ہیں کہ وہ زمین کے دونو طرف پہنچتے تھے یا اس سبب سے  
کہ انکے سر پر دو کاکلیں تھیں۔ اور منذر بن ماسما کو بھی ذوالقرنین کہتے ہیں جو شایان عراق میں سے تھا اس  
سبب سے کہ اسکے سر کے دونو طرف کاکلیں تھیں۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو بھی ذوالقرنین کہتے ہیں اس سبب سے  
کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے باب میں فرمایا ہے کہ یا علی تیرے لیے بہشت میں ایک گھر ہے یا خزانہ ہے



امت کا ہمدی بھی اندون میں پیدا ہوگا جبکہ دنیا میں جبکہ بکھڑے پیدا اور فتنے نمودار ہو جائیں گے  
 آمد و رفت کے رستہ رک جائیں گے ایک دوسرے کو لوگ لوٹنے لگیں گے نہ بڑا چوٹے پر رحم کھائیگا  
 اور نہ چوٹا بڑے کی توقیر کرے گا۔ پس ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ سکون یا نگیختہ کرے گا اور وہ گمراہی  
 کے تمام مضبوط قلعوں کو فتح کرے گا۔ اور بروہ جہالت میں لپٹے ہوئے دلوں کو گھولے گا۔ جیسے کہ میں نے  
 ابتداء امر میں دین کو قائم کیا ہے اور وہ آخر زمان میں اس کو قائم کرے گا۔ جس طرح کہ دنیا ظلم و  
 بھری ہوئی ہوگی وہ عدل سے بھر دے گا۔ یا فاطمہ نہ غم مت کر دست رکھو۔ خدا تم پر بہت مہربان ہے تمہارا  
 درجہ میرے نزدیک بلند ہے تم نے میرے دل میں جگہ پائی ہے تمہارا شوہر حسب میں میری سب  
 اہل بیت سے افضل ہے اور اس کا منصب ان کے منصب سے مکرم ہے اور وہ رعیت کو ساتھ لے کر  
 زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور اس کے زیادہ جہنگزوں کی تہ کو پہنچنے والا ہے۔ مینے خدا سے  
 التجا کی ہے کہ وہ سب سے پہلے تمہیں مجھ سے ملائیگا علی ابن ابی طالب نے کہا کہ جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام تجھ پر دن سے زیادہ زندہ نہیں  
 رہیں۔ خدا نے بہت جلدی انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا ہے

(۸) عن علی قال اذا نادى من السماء ان الحق في آل محمد صلى الله عليه وسلم فقد ذلك  
 يظهر المهدى على افواه الناس ويشربون حبه ولا يكون لصدر ذكر غير اخرج ابو نعیم و  
 السيوطی فی عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آسمان سے پکارنے والا  
 پکارے گا کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اس آواز کے قریب ہمدی ظاہر ہوگا لوگوں  
 کو اس کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ اس کے ذکر کے سوا کسی دوسرے کا ذکر انکی زبان پر نہ ہوگا

(۹) عن ابی جعفر قال ینادی منادی من السماء ان الحق في آل محمد صلى الله عليه وسلم  
 وینادی من الارض ان الحق في آل عيسى وقال العباس انما الصوت الاسفل  
 كلمة الشيطان والصوت الاعلى كلمة الله العليا اخرج ابو نعیم و السیوطی (ابو جعفر امام  
 محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب پکارنیوالا آسمان سے پکارے گا کہ حق آل محمد صلی  
 اللہ علیہ وسلم کا ہے تو ایک پکارنیوالا زمین سے پکارے گا کہ حق آل عیسیٰ کا ہے۔ عباس کہتا  
 ہے کہ صوت اسفل شیطان کی آواز صوت اعلى خدا کے برتری کی آواز ہوگی

(۱۰) عن مکیول عن علی قال قلت يا رسول الله انما المهدى ام من غيرنا يا رسول الله قال  
 بل منا يختم الله به كما ينافتح اخرج ابو نعیم بن الحجاج و ابو نعیم و السیوطی فی عرف الوردی



لکھو جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مہدی ہم میں سے ہوگا یا کہ ہمارے غیر میں سے حضرت فرمایا بلکہ ہم میں سے ہوگا۔ اللہ الصبح خاتمہ کرے گا جیسے کہ ہم سے آغاز کیا ہے۔

(۱۱) عن ابی ہریرۃ قال حدثنی خلیل ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتی ینخرج علیہم رجل من اہل بیتی فیضرب بصرہ حتی یرجعون الی الحق قلت وکرمیک قال خمساً واثنتین (اخرجه ابو یعلیٰ والسیوطی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے دوست جناب ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگوں پر ایک آدمی میرے اہل بیت کا نہیں برآمد ہوگا پس وہ انکو مارے گا۔ یہاں تک کہ وہ بے حق کی طرف رجوع کریں گے میں نے کہا وہ کتنے روز بادشاہی کریگا آپ نے فرمایا پانچ دن دو برس۔

(۱۲) عن سعید بن المسیب قال کنا عند ام سلمۃ فذاکونا المہدی فذالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد فاطمۃ (اخرجه ابن ماحق سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ہم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھے ہوئے مہدی کا ذکر کر رہے تھے جناب ام سلمہ نے فرمایا میں نے مجھ صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مہدی فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ (اخرجه ابوداؤد) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی میری آل اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۴) عن علی بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ المہدی من ولدک (اخرجه ابو نعیم) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا کہ مہدی تیری اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۵) عن قتادۃ قلت لسعید بن المسیب الحق المہدی قال نعم ہو حق قلت من ہو قال من قریش قال من ای قریش قال من بنی ہاشم قلت من ای بنی ہاشم قال من ولد عبد المطلب قلت من ای ولد عبد المطلب قال من اولاد فاطمۃ قلت من ای اولاد فاطمۃ قال حسبک الا ان (رواہ المناوی فی الملاحم) قما وہ کہتے ہیں کہ میں نے خیر التابعین سعید بن المسیب سے کہا کہ آیا مہدی کا ہونا حق ہے وہ کہنے لگے ہاں انکا ہونا حق ہے میں نے کہا وہ کس قوم میں سے ہونگے وہ کہنے لگے قریش میں سے میں نے کہا قریش کے کس گروہ میں سے وہ کہنے لگے بنی ہاشم میں سے میں نے کہا



کون سونی ہاشم بن سوروہ کہنے لگے عبد المطلب کی اولاد میں سے سینے کہا عبد المطلب کی کس اولاد میں سے وہ بولے فاطمہ کی اولاد میں سے سینے کہا فاطمہ کی کس اولاد میں سوروہ بولے اب تجھے اتنی بات ہی کافی ہے +

(۱۶) عن المش بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نحن بنو عبد المطلب سادات اهل الجنة انا وحمزة وعلي وجعفر والحسن والحسين والمهدي (راخو بن ساجہ والد بلی) انس بن مالک روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کو سردار ہیں۔ مین۔ اور حمزہ۔ اور علی۔ اور جعفر۔ اور حسن۔ اور حسین۔ اور مهدی۔

(۱۷) عن حذيفة قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر ما هو كائن ثم قال لو لم يبق من الدنيا الا يوم واحد لطول الله تعالى ذلك اليوم حتى يبعث فيه رجلا من ولد أبي اسماء اسمي فقام سلمان وقال يا رسول الله اي ولدك هو وقال من ولدي هذا وضرب بيده على الحسين (راخو بن ساجہ ابو نعیم فی عوالیہ) حذیفہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خطبہ پڑھا۔ اور جو بھونے والی باتیں تھیں ان کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن کے سوا باقی نہیں رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس قدر دراز کرے گا کہ اس میں میری اولاد میں سے ایک آدمی پیدا کریگا جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ سلمان نے کہڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے کس فرزند میں سے ہوگا۔ آپ نے فرمایا میرے اس فرزند میں سے ہوگا۔ اور ہاتھ مبارک حضرت حسین علیہ السلام پر رکھا۔

(۱۸) عن ابي هارون العبدی قال اتيت ابا سعيد الخدري فقلت له هل شهد بدرا فقال نعم فقلت الا تحدثني بشئ مما سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم في علي فقال يا بتي اخبرك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مرض مرضه ونقه ودخلت علي فاطمة تعودده وانا جالس عن يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما رأت ما برسول الله صلى الله عليه وسلم من الضعف خفتها العبرة حتى مدت دموعها علي خدوها فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يبكيك فاطمة قالت اخشى الصبيعة بك يا رسول الله فقال يا فاطمة ان الله تعالى اطعم علي اهل الارض اطلاعة فلما رأتهم اباك ثم اطعم ثانية فاختر منهم بطلك فاوحى الله الي فانكحت منك واتخذته وصيا ما علمت انك بكرامة الله اياك زوجتك اعلمهم علما واكثرهم حليما واقد مهمسما فضحك فاطمة واستبشرت فاراد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ينزل



مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ بحمدہ صلی اللہ علیہ وال محمد صلی اللہ علیہ فقال لها یا فاطمہ  
 لعلی ثمانیۃ اصرا س عینی مناقب ایمان باللہ ورسولہ وحکمتہ وزوجتہ وسبطاہ الحسن والحسین  
 وامرہ بالمعروف ونہیہ عن المنکر یا فاطمہ نحن اهل البيت اعطينا ست خصال لم یعطها احد  
 من الاولین ولا ید رکھا الاخرین غیرنا۔ نبینا خیر الانبیاء وهو ابوک ووصینا خیر الاوصیاء  
 وهو بعلک وشہیدنا خیر الشہداء وهو خمرۃ عم ابیک ومناسبطاہ ہذا الامۃ وهما ابناک و  
 منامہدی الامۃ الذی یصلی علی عیسیٰ خلفۃ ثم ضرب علی منکب الحسن فقال من ہذا مہدی  
 الامۃ (راخو جہ الدارقطنی) ابو ہارون العبیدی کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری کے پاس جا کر کہا آپ  
 جنگ بدر میں موجود تھے۔ وہ بولے ہاں میں موجود تھا میں نے کہا کیا تم مجھ سے کوئی حدیث بیان کر  
 سکتے ہو جو تم نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کے حق میں سنی ہے۔ وہ کہنے لگے ارے  
 میری بیٹی میں تجھ سے بیان کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الموت سے بیمار ہو  
 صغیف ہو گئے۔ تو جناب فاطمہؑ آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائیں۔ میں حضرت کی دہنی طرف  
 بیٹھا ہوا تھا جب جناب فاطمہ علیہا السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت صغیف کو دیکھا تو رونے  
 سے انہیں اچھو آگیا۔ اور خسارون پر آنسو ظاہر ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا  
 اے فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کے بعد میں اپنی تباہی سے  
 ڈرتی ہوں۔ حضرت اچھے فرمایا اے فاطمہ پروردگار زمین کے باشندوں پر اطماع پاکر تیرے باپ کو  
 چن لیا۔ پہر دوبارہ اطماع پاکر ان میں سے تیری خاوند کو برگزیدہ کیا۔ پہر خدا نے میری جانب وحی کی  
 اور میں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا۔ اور سب کو اپنا وصی بنایا۔ تو نہیں جانتی خدا کی مہربانیوں کو کہ خاص  
 تیرے حق میں کی ہیں۔ میں نے تیرا نکاح ایسے سے کیا ہے کہ علم میں سب سے زیادہ اور علم میں سب سے  
 اچھا اور صلہ میں سب سے مقدم ہے۔ پس جناب فاطمہ سنسٹپین اور خوش ہو گئیں۔ پہر آنحضرت نے  
 جاباکہ ان تمام مہربانیوں کے بیان کرنے سے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادا کی  
 آل کے نصیب کی ہیں۔ انکا اور دل بڑھائیں۔ پس آپ نے فرمایا اے فاطمہ علی کے آئندہ دانت یعنی سابق  
 ہیں۔ خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اور حکمت کا حاصل کرنا۔ اور اس کی زوجہ بکرمہ کا پاک ہونا۔  
 اور حسن و حسین کا اسکی اولاد میں سے ہونا۔ اسکا امر بالمعروف ونہی عن المنکر یا فاطمہ ہم اہل  
 بیت میں ہیں جو چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہم پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پہلے  
 بھی ان چیزوں کو نہیں حاصل کر سکیں گے۔ ہمارا نبی سب نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے



اور ہمارا وحی ربی صیون سے بہتر ہے۔ اور وہ تیرا خاوند ہے۔ اور ہمارا شہید کشت بہیدون سے بہتر ہے  
 اور وہ تیرے باب کا چچا ہے۔ اور اس امت کے سبط بھی ہم ہیں سے ہیں اور وہ تیرے دونوں بھائی  
 ہیں۔ اور اس امت کا مہدی ہی ہمیں ہیں سے ہے۔ کہ جسکے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے  
 پھر جناب حسین علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اس سے اس امت کا مہدی پیدا ہوگا۔  
 اگر جناب امیر علیہ السلام کی باقی اولاد امجاد کا حال کی تفصیل یا اجمال سے لکھا جائے تو یہ عجبالہ ہرگز  
 مستحکم نہیں ہو سکتا۔ علامہ جمال الدین احمد المعروف بابن عقبہ کی کتاب - عمدة الطالب فی انساب  
 آل ابي طالب کو مطالعہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔ کہ جناب امیر کی نسل میں کیسے کیسے چمکتے ستارے  
 پیدا ہوئے ہیں۔ جن کو کہ روز زمین پر ہدایت کی روشنی پہنچ رہی ہے۔

قَدْ تَمَّ الْبَابُ الثَّلَاثُ مِنْ رَحْرِ الْمَطَالِبِ فِي عَدِّ مَنَاقِبِ سَيِّدِ اللَّهِ الْغَاثِ  
 أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْبَابُ الرَّابِعُ



چوتھا باب جناب امیر علیہ السلام کے خصوصیات میں

المسما

بالعروة الوثقی فی خصائص المقتنی

جناب امیر علیہ السلام کی ولادت باسعاد

عن فاطمة بنت اسد ام علی قالت لما مضت اربعة اشهر من حملی علی ابن ابی طالب کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذ انظر الی یقول یا امی مالک قد تغیر لونک قلت اما جعلت انی حامل فقال محمد صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب ان کانت انثی فزوجنیها فقال ابو طالب ان کان ذکر فهو لک عبد وان کانت انثی فہی لک امہ فلما وضعتہ جعلتہ فی غشاوة فقال ابو طالب لا تفتحه حتی یاتی محمد فیاخذ حقہ فجاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفتح الغشاوة فاخرج منها غلاما حسنا فضلہ بید وسماء علیا وبرزق فی فیہ واصلہ امرہ ثم انہ القمہ لسانہ فما زال علی یصہر حتی نام فلما کان من الغد طلبنا لہ ظئیرا فابی ان یقبل ثوبا فلذعننا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فالقمہ لسانہ فنام فکان كذلك ما شاء اللہ (اخرجه الامام الفقیہ الحسین الکاکی فی کتابہ راحة الصلابة فی صحبة العصاة) جناب فاطمہ بنت اسد حضرت علی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کہتی ہیں کہ جب حضرت علی کو میرے پیٹ میں رہے ہوئے چار مہینے گزر چکے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اکثر ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے مجھے دیکھ کر فرمانے لگے امان جان تم روز بروز کیوں زرد پڑتی جاتی ہو میں نے عرض کیا آپ کو نہیں معلوم کہ میں حاملہ ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لڑکی پیدا ہو تو اس کے سیراز نکاح کر دینا۔ ابو طالب کہنے لگے اگر لڑکا پیدا ہوا تو وہ آپ کا غلام ہوگا اور اگر لڑکی ہوگی تو وہ آپ کی لونڈی ہوگی جب مجھے لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا ابو طالب کہنے لگے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائیں



انکو بت کہوں وہ اگر خود اپنے حق کو لے لین گے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کپڑے کو کھولا اور ایک خوبصورت لڑکا اس میں سر نکالا اور اپنے ہاتھ سے اسے غسل دیا اور علی اسکا نام رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا وہ لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کو چوسنے لگا اور چوستا چوستا سو گیا دوسرے روز ہم نے دو وہ بچہ بیواں عورت بلائی اس لڑکے نے اس عورت کا پستان موندھ میں نہ لیا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا حضرت نے اگر اپنی زبان مبارک کو اس کے منہ میں ڈالا وہ حضرت کی زبان مبارک کو چوستا چوستا بہر سو گیا اس طرح سے خدا نے جب تک کہ چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہی کو چوستا رہا \*

قال محمد بن طلحة الشافعي ولد في ليلة الاحد الثالث والعشرين من شهر رجب سنة تسعمائة وعشرين من التاريخ الفارسي المضاف الى اسكندرية اليوناني وكان ملك فارس يومئذ ابرويز بن هرهمز وولد بالكعبة البيت الحرام وكان مولده بعد ان تزوج رسول الله صلى الله عليه وسلم بخديجة بنت خويلد وكان عمر رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم ولادته ثمانيا وعشرين (المطالب السؤل) محمد بن طلحة شافعي رحمه الله عليه لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا تولد اتوار کی رات رجب کی تیسویں ۹۲ھ اسکندریہ کو ہوا ان دونوں ہرگز کامیاب پرویز فارس کا بادشاہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تین برس شاوی ہو نیلے بعد آپ عین خانہ کعبہ بیت اللہ شریف میں تولد ہوئے بسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک اٹھائیس برس کا تھا۔

عن علي بن الحسين قال كنا زوار الحسين وهناك نسوة كثيرة اذ اقبلت منهن امرأة فقلت من انت رحمك الله قالت انا زينة بنت العجلان من بنی ساعدة فقلت لها هل عندك عن شيء تحذني به قالت اي والله حدثنی عما رايت بنت عباد بن فضالة بن مالك بن العجلان الساعدي انها كانت ذات يوم في نساء من العرب اذ اقبل ابو طالب كئيبا حزينا فقلت ما شانك قال ان فاطمة بنت اسد في شدة من الخاض واخذ بيدها وجار بها الى الكعبة وقال اجلسي على اسم الله فطلقت طلقة واحدة فولدت غلاما مسرورا نظيفا منظفا لما ركحن وجهه فسماه عليا وحمله النبي صلى الله عليه وسلم حتى اتاه الى منزلها قال علي بن الحسين فوالله ما سمعت بشيء قط الا وهذا احسن منه راخبرني الفقيه ابن المغازلي الشافعي في المناقب جناب امام زين العابدين فرماتے ہیں کہ ہم کر بلا علی کی زیارت کر رہے تھے وہاں بہت سی عورتیں بھی موجود تھیں ان میں سے ایک عورت بڑ بڑ بڑا کرے پاس آئی ہم نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے بیان کیا میں قبیلہ بنی ساعدہ میں سے ہوں میرا نام زینہ بنت العجلان ہے ہم نے کہا اگر تجھے کوئی واقعہ



یاد ہو تو ہم سے بیان کہ وہ کہنے لگی مجھ سے عمارہ بنت عبادہ بنت الفضل بن مالک بن عجلان الساعدی کہتی تھی کہ میں ایک روز عرب کی عورتوں میں موجود تھی اتنے میں ابوطالب تشریف لائے انکو چہرہ سے آثار حزن نمایان تھے میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے وہ فرمانے لگے فاطمہ بنت اسد کو درد لگ رہی ہیں یہ بہر فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ پکڑ کر کعبہ میں لینگے اور کہا خدا کا نام لیکر یہیں بیٹھ جا ابھی وہ اچھی طرح بیٹھنے نہ پائی تھی کہ ایک پاک اور پاکیزہ خوش رو لڑکا اسکو پیدا ہوا اس حسن و جمال کا لڑکا جس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسکا نام ابوطالب نے علی رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور فاطمہ بنت اسد کے گلوں اٹھا کر گھر کو لے گئے جناب امام زین العابدین فرماتے ہیں و اللہ اعلم نے اس سے بہتر کبھی کوئی بات نہیں سنی ہے \*

### جناب امیر علیہ السلام کا غوش و سر عالم صلح میں بریت پانا

عن ابی الحجاج مجاہد بن جابر قال کان من نعمۃ اللہ علی علی و ما اراد اللہ بہ من الخیر ان قریشاً اصلاً ازمتہ شدیدۃ و کان ابوطالب ذاعیال کثیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعبد العباس و کان من ایسر بنی ہاشم یا عم ان اخاک اباطالب کثیر العیال و قد اصاب الناس ما نری فانطلق بنا الیہ فلنخفف من عیالہ اخذ من بنیہ جلاً فنکفلہما عنہ قال العباس نعم فانطلقا حتی اتیا اباطالب فقالا انا زید ان نخفف عنک من عیالک حتی ینکشف عن الناس ما ہم فیہ فقال لہما ابوطالب اذا ترکتما لی عقیلاً فاصنعما ما شئتما فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فضمہ الیہ و اخذ العباس جعفرًا فضمہ الیہ فلم یزل علی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بعثہ اللہ عز و جل نبیاً فاتبعہ و امن بہ و صدقہ رمطالب السؤل قال یا من النضرہ ابو الحجاج مجاہد بن جابر سے روایت ہے کہ جناب علی کے حق میں خدا کی نعمت تھی اور خدا نے انکے حق میں نیکی کا ارادہ کیا تھا کہ اہل مکہ کو دردناک قحط پیش آیا اور ابوطالب کثیر العیال تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے کہہ ان دونوں تمام نبی ہاشم میں بڑے مالدار تھے رجا کر کہا۔ اے عمو۔ ابوطالب بڑے عیالدار ہیں اور آپ کیلئے رہے ہیں کہ ہر وقت لوگوں کو کیا مصیبت پیش آرہی ہے تم ہمارے ساتھ ابوطالب کے پاس چلو تاکہ ہم انکا عیال بانٹ لیں انکا ایک لڑکا میں لے لوں اور ایک تم لے لو اور ہم ان دونوں کا تکفل حل کریں۔ عباس کہتے تھے بہت بہتر بات ہے۔ دونوں کو ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگے ہم آپ کو عیال کے بوجھ سے کسی قدر سبکدوش کرنا چاہتے ہیں تاوقتیکہ قحط لوگوں کے سر سے اٹھ جائے۔ ابوطالب نے



کہا اگر عقیل کو میرے لیے چوڑا اور جو چاہو سو کرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لیلیا اور عباس نے جعفر کو لے لیا علی ہمیشہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے رہے یہاں تک کہ پروردگار نے حضرت کو نبی مقرر کیا۔ جناب علی نے حضور کا اتباع کیا اور ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی ۔

## جناب امیر علیہ السلام کی سبقت اسلام

(۱) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول اول الناس من هذه الامة ورودا على الحوض اولها اسلاما علي بن ابي طالب (اخرجه ابن عبد البر في الاستيعاب) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ اس امت کا حوض پر پہلے وارد ہونے والا اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر هذه الامة بعدی اولها اسلاما علي بن ابي طالب (المستدرک) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء فرماتے تھے کہ میرے بعد اس امت کا بہتر اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۳) عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بيد علی فقال ان هذا اول من امن بي وهذا فاروق هذه الامة وهذا يعسوب المؤمنين وهذا اول من بصا فحق يوم القيمة وهذا صدیق اکبر (اخرجه الطبري والديلمي) سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت کا حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے یہ مومنوں کا یعسوب (یعنی امیر) ہے اور یہ سب سے پیشتر قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرنے والا ہے اور یہ صدیق اکبر ہے ۔

(۴) عن ابي ذر بن قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لعلی انت اول من امن بي و صدق (اخرجه الحاكم) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی سے فرما رہے تھے کہ تو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تو نے میری تصدیق کی ہے ۔

(۵) عن زيد بن ارقم قال اول من اسلم علي بن ابي طالب (اخرجه احمد والترمذی وصححه) زيد بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے علی بن ابی طالب ہیں ۔



۶۰) عن ابن عمر والنس بن مالک وجابر رضی اللہ عنہم قالوا بعث صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنين واسلم علیہم  
 الثلاثة اخرجہ البیہقی والترمذی ..... (والطبرانی) ابن عمر اور انس بن مالک اور جابر رضی اللہ عنہم  
 روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن علی اسلام لائے۔  
 (۷) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلت الملائكة علی وعلی علی سبع سنین  
 وذلك لانه ارفع شہادة ان لا اله الا الله الى السماء الا منی ومن علی بن ابی طالب اخرجہ الخوارزمی  
 ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھ پر اور علی پر سات  
 برس تک فرشتے درود بھیجتے رہے ہیں اسوجہ سے کہ پیغمبر کے اور علی کے آسمان کی طرف کسی کی لادالا  
 اس پر شہادت دینے کی آواز بلند نہیں ہوتی تھی۔

۶۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلى نك اول المسلمين  
 اسلما واول المؤمنين معي ايماناً واعلمهم بآيات الله واوفاهم بعهد الله واروفهم بالبرعة و  
 اقمهم صمد بالشقاق واعظمهم عند الله منزلةً راجحہ احمد) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں  
 بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم اسلام لانے میں سب مسلمانوں سے پیش  
 قدم اور پر ایمان لائے گی وجہ سے سب سے مقدم ہو اور تم ان سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے ہو  
 اور عقیقتاً پان سب سے زیادہ مہربان ہو اور ان سب سے پورا پورا تقسیم کرنے والے اور ان سب سے خدا کو  
 نزدیک بڑی منزلت والے ہو۔

۶۲) عن ابی سعید و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يا علي  
 سبع خصال لا يحاجك فيهن احد يوم القيامة انت اول المؤمنين بالله ايماناً واوفاهم بعهد الله  
 واروفهم بالبرعة واقمهم صمد بالسوء واعظمهم منزلة عند الله يوم القيامة  
 راجحہ الدیلمی عن ابی سعید الخدری والحاکم عن معاذ بن جبل ویلمی فردوس الاخبار بربیع سعید خدری  
 رضی اللہ عنہ سے اور حاکم مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر  
 الزمان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تجھ میں سات خصلتیں ایسی ہیں کہ قیامت کے روز ان میں  
 کوئی تجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تو خدا پر ایمان لانے میں سب مومنوں سے پہلا ہے اور خدا کے  
 عہد کو پورا کرنے میں ان سب سے برتر۔ اور رعیت پر مہربانی کرنے میں ان سب سے مہربان اور برابر۔  
 میں ان سب سے پورا تقسیم کرنے والا اور ان سب سے جگہ ورن کے فیصل کرنے میں زیادہ عالم والا۔  
 قیامت کے روز خدا کے پاس سب سے اچھے مرتبے والا ہے۔



اور تو اسکا ذوالقرنین پر بیٹھے بہشت اور اس کے ملک عظیم کے دونوں طرف کا مالک ہے اور تو کل بہشت کی سیر کر لگا جس طرح  
کے ذوالقرنین نے کل زمین کی سیر کی تھی یا یہ کہ آپ اس بہشت کے ذوالقرنین میں نہیں بیٹھ کر کی احادیث میں بہشت کی طرف  
راجع ہے اگرچہ اسکا ذکر پہلے نہیں آیا۔ یا اس سبب کہ آپ اس بہشت کے دو بزرگوں کے والدین یعنی امام حسن اور امام  
حسین علیہما السلام کے یا اس سبب کہ آپ کے سوا قدس کے دونوں طرف دو خیم لگے ہیں پہلا عمرو بن عبدوس اور دوسرا  
ابن یحییٰ ملعون ہے۔

## خاصف النعل

(۱) عن زر قال لما كان يوم الحديبية خرج الينا اناس من المشركين  
من رؤسائهم فقالوا قد خرج اليكم من انبائنا ورقابنا وانما خرجوا  
من خلد متنا فارددهم الينا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معشر قريش لتنبهن عن مخالفة امر  
الله اولي عاقبة عليكم من يضرب قايكم الذين قد امتحن الله قلوبهم للتقوى قال بعض اصحاب رسول  
الله صلى الله عليه وسلم من اولئك يا رسول الله قال منهم خاصف النعل وكان اصطحط عليا بفعله يخضعه  
راخرجه الترمذي ابو داود زر رضي الله عنه سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز ہماری پاس شترکین کچھ نہرئیں  
آئے اور کہنے لگے ہماری ٹوڈی اور غلام تمہاری پاس چلو آئے ہیں اور وہ ہماری خدمت کرنے سے بہانے ہیں وہ  
ہم کو واپس دیو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قریش کے لوگو تم خدا کے حکم کی مخالفت کرنے سے باز آ جاؤ  
ورنہ تمہارے ایسے لوگ بھیجے جاویں گے جو تمہاری گردن مارینگے خدا نے تقویٰ کے ساتھ انکے دلکا امتحان کر لیا ہے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا ایک ان میں سے  
جو تاسینے والا ہے حضو نے اپنا جوتا جناب امیر کو سینے کے لیے دیا ہوا تھا۔

(۲) عن علي قال ان سهيل بن عمرو قال للنبي صلى الله عليه وسلم فقال يا محمد ان قومنا ليقولوا قد  
الينا فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ذوى الغضب في وجهه ثم قال لتنبهن يا معشر قريش وليعاقبن  
عليكم رجلا منكم امتحن الله قلبه للايمان يضرب قايكم على الذين قيل يا رسول الله ابو بكر قال لا  
قيل عمر قال لا ولكن خاصف النعل ثم قال علي ما اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تكذبوا على  
فترى كذب علي مستعدا فليتبوا مقعدي في النار راخرجه احمد جناب امیر عبدالسلام روایت کرتے ہیں کہ سہیل  
ابن عمرو نے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا محمد ہماری قوم کے لوگ آپ کے ساتھ مل گئے ہیں آپ  
انکو سچین واپس دیں حضرت یہاں تک غصہ ہوئے کہ غضب کے آثار چہرہ اقدس پر نمایاں ہونے لگے پھر آپ نے فرمایا اے  
قریش کے لوگو تم متنبہ ہو جاؤ ورنہ خدا تعالیٰ تمہارا ایک ایسا آدمی بھیجے گا کہ جسکو خدا نے ایمان کے ساتھ پرکھ لیا  
ہے وہ دین پر تمہاری گردن مارے گا حضرت سے پوچھا گیا کہ وہ شخص ابو بکرؓ میں آپ نے فرمایا نہیں پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ



(۱۰) عن العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب هو يقول كفوا عن كبر علي بن ابي طالب فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في علي ثلاث خصال وددت لو ان لي واحدة منهن كل واحدة منهن احب الي مما طلعت عليه الشمس كنت انا وابوبكر وابوعبيدة بن الجراح وفقير من فقهاء رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم على كتف علي فقال يا علي انت اول المسلمين اسلا ما وانت اول المؤمنين ايماناً وانت مني بمنزلة هارون من موسى كذب يا علي من زعم انه يحبني ويبغضك (اخرجه الطبري وابن السمان) عباس بن عبد المطلب رضي الله عنه كثر من مينة عمر بن الخطاب رضي الله عنه كثر من مينة سناك لوكون سكره ہے تھے کہ جناب علی کی غیبت کرنے سے باز رہو مینے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی بن ابی طالب تین خصلتیں ہیں اگر ان تینوں میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک ان سب چیزوں سے بہتر تھی کہ جس پر آفتاب کا پرتو پڑا ہے میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن الجراح چند صحابہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے علی تو اسلام لائے ہیں سب مسلمانوں کا پیش قدم اور ایمان لانے میں سب مومنوں کا پیش رو ہے اور تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسے ہارون کا سو سے سو وہ بالکل جھوٹا ہے جو یہ زعم کرتا ہو۔ کہ مجھے دوست رکھتا ہو اور تجھے عداوت رکھے۔

(۱۱) عن سعد بن ابی وقاص و ابی سعید و امرئہ و اسماء بنت عمیس و جابر بن عبد اللہ قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت اول المسلمين اسلاماً (اخرجه الدیلمی) سعد بن ابی وقاص اور ابوسعید اور ام المؤمنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم سب مسلمانوں سے پہلے اسلام لائے ہو۔

(۱۲) عن معاذۃ العدویۃ قالت سمعت علیاً یقول علی المنیر منیر البصرۃ انا صدیق الاکبر امت قبل از یومین ابوبکر واسلمت قبل ان یسلم ابوبکر (اخرجه بن قتیبۃ فی المعازف) معاذۃ العدویۃ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ مینے جناب علیؑ السلام کو بصرہ کے منیر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لایا ہوں اور ان سے اول ایمان لایا ہوں۔

(۱۳) عن ابن عباس قال نظر علی فی وجہ الناس فقال انی لا خیر لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و وزیرہ و لقد علمتہ انی اولکم ایماناً باللہ عز وجل و برسولہ ثم دخلتم من بعدی فی الاسلام رسلاً رسلاً و انی لابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شریک فی نسبہ و ابو ولد و زوج سیدۃ



نساء اهل الجنة والیواقیت لابی عمر الزاهدی ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب علیؑ نے لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور وزیر ہوں تم بخوبی جانتو ہو میں تم سب کے خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں مقدم ہوں تم میرے بعد میں گروہ گروہ داخل اسلام ہوئے ہو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور نسب میں شریک ہوں میں انکے بچوں کا باپ ہوں میں تمام اہل حنبت کی عورتوں کی سرکار کا خاوند ہوں۔

(۱۴۷) عن لیلی الغفاریۃ قالت کنت امرأة اخرج مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وادادی الجرجی فلما کان یوم الجمل اقبلت مع علی فلما فرغ دخلت علی زینب عشیۃ فقلت حدیثی ہل سمعت من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی هذا الرجل شیئا قالت نعم دخلت علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو وعائشۃ علی فراش وعلیہما قطیفة قالت فاقعی علی کجلمۃ الاعرابی فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان هذا اول الناس ایمانا واول الناس لقاء بی واکثر الناس بی عھل عند الموت

(الیواقیت لابی عمر الزاهدی) لیلی غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ایسی عورت تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعیت میں غزوات میں جاپا کرتی تھی اور زخمیوں کے علاج کیا کرتی تھی جب جمل کا دن ہوا تو میں بھی جناب علیؑ کے ساتھ جنگ کو نکلی آپ جب اس جہگڑے سے فارغ ہوئے تو میں رات کو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئی میں نے ان کو کہا جو کچھ کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کو حق میں سنا ہو مجھ سے بیان کرو۔ کہنے لگیں میں ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گئی دیکھا کہ حضرت اور بی بی عائشہ ایک بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور دونوں پر ایک کپڑا پڑا ہوا ہے مجھ پر ابھی حلبہ اعرابی کی برابر بیکزری ہوگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تحقیق یہ شخص (یعنی علیؑ) ایمان لانے کی وجہ سے سب لوگوں سے اول ہے۔ اور سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے ملنے والا ہے۔ اور میری موت کے وقت سب آخر مجھ سے بات کرنے والا ہے۔

(۱۴۸) عن ابن عباس قال کان علی اول من اسلم بعد خدیجۃ وقال ابو عمر ہذا حدیث صحیح الاسناد لا مطعن فی رواتہ لاحد راخوہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علی جناب صدیق اکبرؓ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ابو عمر کہتا ہے کہ اس حدیث کی سب سندیں صحیح ہیں کسی شخص کو اسکی روایتوں میں طعن کی گنجائش نہیں۔

(۱۴۹) قال الثعلبی فی تفسیر قولہ تعالیٰ والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار۔ قد اتفقت



العلماء ان اول من آمن بعد خلد بختہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الذکور علی ابن  
ابی طالب ہو قول ابن عباس وسلمان والی آخر وجابر بن عبد اللہ الانصاری وزید بن ارقم  
خباب بن الارت ومحمد بن المنکدر وریبعتہ الرازی تعلیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں آیہ کریمہ والسابقون  
الاولون الخ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ تحقیق تمام علماء سے اسے سب سے اتفاق کیا ہے کہ بعد خلد بختہ رضی اللہ عنہما  
کے مردوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب علی سے پہلے ایمان لائے تھے میں یہاں ابن عباس اور  
سلمان اور ابو ذر اور جابر بن عبد اللہ انصاری اور زید بن ارقم اور خباب بن الارت ومحمد بن المنکدر  
اور ریبعتہ الرازی رضوان اللہ علیہم کا قول ہے۔

(۱۷) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السابق ثلاثہ  
فالسابق الی موسیٰ یوشع بن نون والسابق الی عیسیٰ صاحب الیاسین والسابق الی محمد صلی  
اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب (اخرجه الدیلمی) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے  
روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایمان میں سبقت کرنیوالے تین ہیں۔ پس  
حضرت موسیٰ کی طرف سبقت کرنیوالے یوشع بن نون ہیں اور حضرت عیسیٰ کی طرف صاحب الیاسین  
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف علی بن ابی طالب ہیں۔

(۱۸) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ السابقون الاولون من المهاجرین والانصار قال سبق یوشع  
ابن نون الی موسیٰ وسبق صاحب الیاسین الی عیسیٰ وسبق علی بن ابی طالب الی محمد بن  
عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجه الطبرانی والشیخان وابو بکر بن مرد وید) ابن عباس رضی اللہ عنہما  
السابقون الاولون کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کی طرف اور صاحب الیاسین  
نے حضرت عیسیٰ کی طرف اور علی بن ابی طالب نے جناب محمد بن عبد اللہ کی طرف سبقت کی ہے۔

(۱۹) عن ابن عباس وابی لیلیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ثلاثہ حبیب النجار  
مومن الیاسین الذی قال یا قوم اتبعوا المرسلین وخرقیل مومن الی فرعون الذی قال تقتلون  
رجلاً ان یقول ربی اللہ وعلی بن ابی طالب وهو افضلہم (اخرجه ابن البخاری عن ابن عباس  
واحمد عن ابی لیلیٰ) ابن البخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ  
علی ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے  
کہ صدیق تین ہیں حبیب النجار الیاسین یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری میں پر ایمان لانے والا  
جس نے کہہ کیا تھا ابے قوم کے لوگو رسولوں کا اتباع کرو۔ اور خرقیل فرعون کے گروہ سے ایمان



لانیوال جس نے یہ کہا تھا کہ اسے لوگوں میں سے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پالنے والا خدا ہی ہے اور  
علی بن ابی طالب اور وہ ان سب افضل ہیں۔

(۲۰) عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ من تطع الرسول فاولئک مع الذین انعم الله علیہم قال علیؑ یا رسول  
الله اهل نقدر علی ان نذورك فی الجنة کما ارونک فی الدنیا قال یا علی ان لكل نبی رفیقاً اول من  
اسلم من امتی فانزلت هذه الاية اولئک مع الذین انعم الله علیہم من النبیین والصدیقین  
والشهداء والصلحین وحسن اولئک رفیقاً فدعا رسول الله صلی الله علیہ وسلم علیاً فقال ان الله عز وجل  
قد انزل بیان ما سألت فجعلت رقیقی لانک اول من اسلم وانت صدیق الاکبر (تفسیر ابن الجحام) ابن  
ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کہ جن لوگوں نے خدا کے رسول کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ انکرماتہ  
میں جنہر کہ خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے، کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ جناب علی نے آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا ہم آپ کو جنت میں بھی دیکھ سکتے ہیں جس طرح سے کہ ہم حضور کو  
دنیا میں دیکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی ہر نبی کا ایک رفیق ہے کہ وہ سب اہل ملک سے  
پہلے اس نبی پر اسلام لاتا ہے۔ پس آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ انکے ساتھ ہیں جنہر کہ خدا نے نعمت نازل  
کی ہے یعنی نبیون اور صدیقون اور شہیدون اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ انکے اچھے رفیق  
ہونگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو بلا کر فرمایا۔ یا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل  
فرمایا ہے۔ اور تجھ کو میرا رفیق بتایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(اس) عن سعید بن عمرو بن حمزہ بن سعید بن العاص قال قلت لعبد الله بن عباس بن ربیعۃ یا عم  
الاشخبہ بنی عزیابی بکرو علی فان ابابکر رضی اللہ عنہ کان لہ السن والسابقۃ مع النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم ان الناس لکان صعوالی علی قال ی ابن اخی ان علیاً کان لہ ما شدت من مرض من قاطع فی  
العلم والبطۃ فی النسب قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصاہرتہ والسابقۃ فی الاسلام  
العلم بالقرآن والفقه فی السنۃ والتجدد فی الحرب الجوبالما عون (اخر جلد الذہبی) سعید بن  
عمرو ابن سعید بن العاص کہتا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس بن ربیعہ کو پوچھا کہ اے چچا کیا تم مجھے ابوبکر اور  
علی کے حالات سے خبر دار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہیں سال تھے اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ساتھ سلام میں سبقت بھی رکھتے تھے۔ پھر ایسی کیا بات تھی کہ لوگ جناب علی رضی اللہ عنہ کی  
پس سے تھکے۔ انہوں نے جواب دیا ای میری بیٹی ہے جو تو چاہتا ہے اسی کے مطابق علم و فضل میں علی رضی  
نیز و انت رہنموال تھا۔ نسب فراخ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت۔ اور حضرت کا داماد ہونا اور سلام میں



سبقت اور قرآن کا علم۔ اور سنت میں پوری آگاہی۔ اور جنگ میں بہادری اور سخاوت میں بخشش کہتے تھے  
 (۲۲) عن ابی ہارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت له هل شهدت بدرًا فقال نعم فقلت  
 الا تخدثنی بشئ منہا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبیرک ان رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضاً وثق فدخلت علیہ فاطمة تعوده وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خفتها العبرة حتی بدت دموعها علی  
 خدھا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راببک یا فاطمة قالت اخشی الضیقة یا رسول اللہ فقال  
 یا فاطمة ان اللہ اطلع علی اهل الارض طلائعاً فاختار منہا اباک ثم اطلع ثانیة فاختار منہم بعک  
 فاوحی لی فانکحتک وک وصیاً اما علم انک بکرامتہ اللہ ایاک زوجک اعلمہم علماً واکثرہم  
 حلماً واکدمہم سلماً فضحکوا واستبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یرید ہا من یرید الخیر  
 کلہ الذی قسمہ اللہ بمحمد وال محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمة لعلی ثمانیۃ اضر اس یعنی  
 مناقب ایمان باللہ ورسولہ وحکمتہ وروجتہ وسبطاہ الحسن والحسین وامرہ بالمعروف  
 ونہیہ عن المنکر یا فاطمة انا اهل البیت اعطینا سہباً لخصالہم یعطیہا احد من الاولین ولا  
 یدرکھا احد من الاخرین غیرنا نبینا خیر الانبیاء وهو ابوک ووصینا خیر الاوصیاء وهو  
 بعک وشہیدنا خیر الشہداء وهو خیر عم ابیک وما أسبطاہ ہذا الامۃ وہم البتاک و  
 صنامہک الامۃ الذی یصلی خلفہ عیسی ثم ضرب علی منکب الحسنین فقال من ہذا مہدی  
 الامۃ (خرجه الدارقطنی) ابو ہارون العبدی کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
 پاس چل کر کہا کیا تم بدر کے جنگ میں حاضر تھے کہنے لگے ہاں میں نے ان سے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے  
 کہ کچھ تم نے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جواب دیا۔ کہ میرے بیٹے میں نے  
 سنا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر نہایت ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کو لیے تشریف لائیں میری حضرت کے دائیں جانب  
 بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرت پر ضعف کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں رونے سے ان کی سبکی بند گئی ایساں تک  
 کہ ان کے رخسار پر آنسو جاری ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ آپ کیون روتی میں عرض کیا  
 کہ میں آپ کو بعد اپنے ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت نے فرمایا۔ یہ تحقیق پر درگازنے زن کے باشندے  
 کو اچھی طرح دیکھ کر تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کا انتخاب  
 کیا پھر تیری طرف سے بھی اور میں نے تیرا کام کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ



نے خاص تمہارے لیے کیا مہربانی کی ہے۔ تیرا خاوند سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور سلام لانے میں سب سے پیش قدم ہے۔ پس جناب فاطمہؑ کراہیں اور خوش ہو گئیں حضرت نے چاہا کہ انکو اور زیادہ اس خیر سے حصہ دین کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حصہ عطا فرمایا ہے۔ پس آپ نے فرمایا یا فاطمہ علی کے آئینہ تیز دانت ہیں یعنی مناقب ہیں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ اور اُس کے دانائی اور اسکا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چہ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکتے ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب وصیا سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے وہ حمزہ ہے جو تیرے باپ کا چچا ہے اور اس کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور ہمیں سے اس امت کا مہدی بھی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امام حسینؑ کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی اس سے ہوگا۔

(۲۳) عن ابی ایوب الانصاری قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ فانتہ فاطمۃ تعودہ فلما دأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الجھد والضعف استعبرت فبکت حتی سال لد مع علی خدیہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ ان لکرامۃ اللہ ایاک زوجتک من اقدمہم سلما واکثرہم علما واعظمہم حلما ان اللہ تعالیٰ اطلع علی اھل الارض اطلاعتہ فاختارنی منہم فبعثنی نبیا مرسلنا ثم اطلع اطلاعتہ فاختار بعلک فادھی اللہ الی ان ازوجہ ایاک واتخذہ وصیا (اخر جہ الدار قطنی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مریض ہو گئے حضرت فاطمہؑ عیادت کے لیے تشریف لائیں حضرت پر ضعف اور تکلیف کی شدت کو دیکھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ اُنکے رخسار مبارک پر قطرات اشک جاری ہو گئے یہ دیکھ کر حضرت نے افسوس کیا یا فاطمہ تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ سلام لانے میں وہ سب سے مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور سب سے زیادہ حلیم ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب سادیکہ کر مجھے انتخاب کیا اور نبی مرسل بنایا پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے وحی بھی مینے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔



(۲۴) عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قدم بنو بريدة فاطمة فلما ان دخلنا عليها ابصر اباهاد صمت عيناها قال ما يبكيك بابنتي قالت قلت الظم وكثرت الهم وشدة السقم قال لها اما والله ما عند الله خيرا مما ترغبين اليه يا فاطمة اما ترضين ان زوجك خيرا متي اقدمهم سلما واكثرهم علما واعظمهم حلما والله ابنيك سيد اشباب اهل الجنة (اخرجه البخاري في المناقب) بريدة رضي الله عنه سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے بريدہ! اٹھ ہمارے ساتھ چل کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیماری پر سی کرین جب ہم جناب فاطمہ کے پاس پہنچو وہ ہمیں دیکھ کر رونے لگیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ای میری بیٹی تم کیون روتی ہو۔ عرض کیا قات طعام اور کثرت غم اور شدت بیماری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم ہے کیا جو کچھ خدا کے پاس ہو اس سے بہتر نہیں ہے جسکی کہ تم تنہا کرتی ہو؟ یہ تحقیق تیرا شوہر میری تمام امیت سے بہتر اور ان سے اسلام لانے کی وجہ سے مقدم اور ان سے علم میں زیادہ اور ان سے علم میں بڑا ہے۔ اور تیرے دونوں فرزند اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

(۲۵) عن مغفل بن يسار قال وضعت النبي صلى الله عليه وآله ذات يوم فقال هل لك في فاطمة تعودها فقلت نعم فقام سوكتا على خدي دخلنا عليها فقال كيف بخدك قالت والله اشتد خذي واشتد فاقق فقال اما ترضين ان زوجك اقدم امتي سلما واكثرهم علما واعظمهم حلما (اخرجه احمد في المناقب) مغفل بن يسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہم فاطمہ کی عیادت کر لیے چلیں میں نے عرض کیا بہتر ہے۔ حضرت مجھ پر تکیہ لگا کر اوٹھے اور جناب فاطمہ کے پاس گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تمہاری یہ کیا حالت ہے عرض کیا واللہ مجھ پر غم کا غلبہ ہے اور فاقون نے ستایا ہے حضرت نے ارشاد کیا تم راضی نہیں ہوتے ہو کہ میں تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ میری تمام امت میں اسلام لانے میں مقدم ہے اور سب زیادہ علم والا اور سب زیادہ علم والا ہے۔

(۲۶) قال ابو حازم۔ ومحمد بن المنكدر وربيعة بن عبد الرحمن والكلبي على اول من اسلم (اخرجه ابن جرير الطبري في تاريخه) ابو حازم اور محمد بن المنكدر اور ربيعة بن عبد الرحمن اور كلبي رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جناب علی سب پہلے ایمان لائے ہیں۔

(۲۷) عن اسحاق قال كان اول ذكر آمن رسول الله صلى الله عليه وآله وصلى معه وصلى معه بما جاء من عند الله على بن ابي طالب (اخرجه ابن جرير الطبري في تاريخه) اسحق کہتے ہیں کہ پہلے جو شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام لیا وہ علی بن ابی طالب تھا۔



میں جو شخص کہے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے اور جس نے حضرت کے ساتھ ملازمت کی ہے اور جو چیز کہ وہ خدا کی طرف سے لائے تھے اسکی تصدیق کی ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں \*

(تشمیہ ایسب صدیقین اس اثر کے مؤلف ہیں جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سبقت اسلام کے بارہ میں مروی ہے۔ لیکن جانتا چاہیے کہ وہ حدیث ارفیہل احاد ہے چنانچہ امام فخر الدین الرازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں اما الخبر الذي تمسكوا به في اثبات ان اسلام النبي صلى الله عليه وسلم سابق على فهوم باب الاحاد) یعنی وہ حدیث کہ جس سے لوگ اس امر کا استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسلام جناب علی علیہ السلام کے اسلام سے سابق ہے وہ حدیث احاد میں سے ہے۔ اور حضرت علی کی سب سے سابق الاسلام ہونے پر قریباً اجماع ہو چکا ہے۔ علامہ ابن حجر صواعق محرقة میں لکھتے ہیں (قال ابن عباس والنس بن مالك وجماعة انه اول من اسلم ونقل بعضهم الاجماع عليه) یعنی ابن عباس اور النس بن مالک اور ایک گروہ صحابہ میں سے یہ کہتا ہے کہ جناب علی سب سے اول اسلام لائے ہیں۔ اور بعض اولوں سے نقل ہے کہ اسی بات پر اجماع ہو چکا ہے \*

علامہ ابن عبد البر الاستیعاب فی معرفۃ الصحاب میں لکھتے ہیں (عن سلمان وأبي ذر والمقداد وعمار وخباب وجابر وحذيفة وأبي سعيد وزيد بن ارقم رضي الله عنهم ان علي بن ابي طالب اول من اسلم) یعنی سلمان اور ابو ذر اور مقداد اور عمار بن یاسر اور جابر بن عبد اللہ اور حذیفہ اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب علی سب سے پہلے اسلام لائے ہیں \*

اس کے بعد عمار موصوف تحریر کرتے ہیں۔ (قال شهاب وحمادة وابن اسحاق اول من اسلم من الرجال علي بن ابي طالب) یعنی شہاب اور حمادہ اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مردوں میں سے پہلے جناب علی اسلام لائے ہیں \*

جناب امام ابو حنیفہ کوئی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی اعتقاد تھا چنانچہ علامہ مزہر اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں (قال سالم بن ابي الجعد قلت لابي حنيفة اكان ابا بكر اولهم اسلاما قال لا) یعنی سالم بن ابی الجعد کہتا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آیا سب صحابہ کرام میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لائے ہیں انھوں نے جواب دیا نہیں۔

اس کے بعد لکھتے ہیں (سئل محمد بن كعب القرظي عن اول من اسلم على ابي بكر قال سبحان الله على اولها اسلاما وانما شبه على الناس لان حلياً اخفى اسلامه من ابي طالب) یعنی محمد بن کعب القرظی سے کہنے سوال کیا کہ اول علی اسلام لائے ہیں یا ابوبکر انھوں نے جواب دیا سبحان ان دونین سے علی پہلے



اسلام لائے ہیں لیکن لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ کیونکہ جناب علی نے ابوطالب کے خوف سے اپنا اسلام ظاہر نہیں کیا تھا۔

اصل امر یہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے بخوف ابوطالب اپنے اسلام کا انہماک نہیں کیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر عالی کی وجہ سے رہا۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر جزیری رحمۃ اللہ علیہ اسرافغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں لکھتے ہیں: ثم ان علی بن ابی طالب بعد ذلك بیوم یعنی بعد اسلام خدیجہ و صلواتہا معہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجدہما یصلیان فقال یا محمد ما هذا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین اللہ الذی اصطفیٰ بنفسہ بعث بہ رسلاً فادعوا الی اللہ والی عبادتہ وکفر بالللات والعزى فقال امر لہما سمع بہ قبل الیوم قلت لقاہن امراحتی احدث اباطالب فکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یفتنی ہرے قبل ان یستعلن امرہ فقال لہ یا علی ان لم تسلما فاکتم فمکت علی تلک اللیلۃ ثم ان اللہ اوقع فی قلب علی الاسلام فاصبح غادیا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاءہ فقال ماذا عرضت علی یا محمد فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشهد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ و تکفر بالللات والعزى وتبوا من الانداد ففعل علی واسلم۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد آپ نے فرمایا یہ امر جل جلالہ کا دین ہے جو اس نے اپنی ذات کے لیے منتخب کیا ہے اور شیعوں کو اسکے لیے مبعوث کیا ہے۔ میں تجھے خدا کی اور اسکی عبادت کی طرف دعوت کرتا ہوں اور لات وغری سے روگردانی کے لیے کہتا ہوں جناب علی نے عرض کیا۔ یہ ایسی بات ہے کہ میں نے آج کے سوا کبھی نہیں سنی۔ میں اپنے کسی فعل میں مختار نہیں جب تک کہ ابوطالب سے پوچھوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ اس نے ہبید کو قبل اسکے کہ اسکے اعلان کا حکم ہوا تھا ہو جائے حضرت نے فرمایا اگر تم ایمان نہیں لاتے تو اس بات کو مخفی رکھو پس جناب علی پر ایک رات گذری اور خدا نے انکے دل میں اسلام کی محبت للقاء فرمائی تو دوسرے روز صبح کو حضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کل آپ نے مجھے کیا ارشاد کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس امر کی گواہی دے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور وہ اکیلے خدا ہے کوئی اسکا شریک نہیں لات وغری سے بیزار ہو جناب علی نے ولیا ہی کیا اور اسلام سے مشرف ہو گئے۔

علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں: قال مجاہد والصحیح فی امر ابی بکر رضی اللہ عنہما اول



من اظہار اسلام) یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے باب میں زیادہ تر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا ہے۔

لیکن اکثر احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے اول اظہار اسلام ہی جناب علی ہی نے کیا ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی اور علامہ جریر طبری وغیرہ رحمہم اللہ عقیق کندی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ر قال جئت فی الجاہلیۃ الی مسکة فنزلت علی العباس بن عبد المطلب فلما ارتفعت الشمس و حلقت فی السماء و انا انظر الی الکعبۃ فاقبل شاب فرمحا ببصرہ الی السماء ثم استقبل الکعبۃ فقام مسۃ قبلہا فلم یلبث حتی جاء غلام فقام بیمنہ حتی جاءت امرأۃ فقامت خلفہا فرکع الشاب فرکع الغلام و المرأة فرقع الشاب فرقع الغلام و المرأة فخر الشاب ساجدا فسمعہا معہ فقلت یا عباس امر عظیم فقال هل تدری من الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب هذا ابن اخی فقال هل تدری من هذا الغلام فقلت لا فقال علی بن ابی طالب بن عبد المطلب هذا ابن اخی دهل تدری من هذه المرأة التي خلفہا فقلت لا قال هذه خدیجۃ بنت خویلد زوجۃ ابن اخی هذا حدثنی ان ربہ رب السموت و الارض امرہ لهذا الدین هو علیہ ساعلی الارض کلہا احد علی هذا الدین غیر هؤلاء الثلاثة) یعنی ایام جاہلیت میں میں ایک وفد مکہ میں گیا اور جا کر حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس ٹھہرا۔ جب آفتاب بلند ہوا اور وسط آسمان سے ڈھلا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا اتنے میں ایک جوان نے آگے بڑھ کر آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھا اور قبلہ کی طرف بڑھا اور اس کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکا آیا اور اس جوان کے واسطے بازو پر کھڑا ہو گیا پھر ایک عورت آئی اور وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی پھر اس جوان نے رکوع کیا اور اس لڑکا اور عورت نے بھی اسکے ساتھ رکوع کیا پھر جوان نے رکوع سے سر اٹھایا ان دونوں نے بھی رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر اس نے سجدہ کیا ان دونوں نے بھی سجدہ کیا میں نے عباس کو کہا یہ ایک انوکھی بات ہے عباس کہنے لگے تو جانتا ہے کہ یہ نوجوان کون ہے میں نے کہا نہیں وہ کہنے لگے یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب کے بہائی کا بیٹا ہے۔ اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے میں نے کہا نہیں کہنے لگے یہ علی بن ابی طالب کے بہتیجا ہے اور یہ جانتے ہو کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا نہیں عباس کہنے لگے یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بی بی ہے اس نوجوان نے مجھے بتایا ہے کہ میرا پروردگار آسمان اور زمین کا پروردگار ہے یہی انکا دین ہے تمام زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا دین نہیں ہے۔







علامہ جریر طبری علیہ الرحمۃ نے اپنی تاریخ الرسل والملوک میں اس کے بعد ان الفاظ کو روایت کیا ہے ر قال  
العفیف بعد ما سلم ورسخ الاسلام فی قلبہ بالمیثنی کنت رابعاً یعنی اسلام لانے کے بعد جبکہ عقیف  
کے دل میں اسلام کا خوب رسوخ ہو گیا تو یہ کہا کرتے تھے کاش میں ان تینوں کے ساتھ چوتھا ہوتا۔ پس  
جناب عباس کے قول کو کہ ما علی الارض کلھا احد علی هذا الدین غیر هؤلاء الثلاثة (ثابت ہوتا  
ہے کہ ہنوز جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام نہیں لائے تھے کہ جناب علی کا اسلام لانا عباس اور عقیف کنز  
رضی اللہ عنہ پر ظاہر ہو چکا تھا۔ اور لفظ هؤلاء الثلاثة کی قید سے اور عقیف کو یہ کہنے سے کہ کاش اگر تیر  
اس وقت اسلام لانا تو میں اس وقت اسلام کا چوتھا رکن ہوتا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب ابوبکر ابھی  
مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے ورنہ حضرت عباس وولاء الثلاثة کی قید نہ لگاتے اور عقیف کنت  
رابعاً نہ کہتے بلکہ کنت خامساً کہتے۔ پس قیاس میں نہیں کرنا کہ یہ راز حضرت عباس کو معلوم ہو گیا ہو  
اور اب طالب سے مخفی رہا ہو۔

بعض از جناب علی علیہ السلام کی سبقت اسلام کو تسلیم کر کے یہ کہا ہے کہ انکا اسلام نسبت اسلام مشائخ  
قریش افضل نہیں سمجھا جاسکتا۔ کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو وقت جناب علی ہنوز بالغ  
نہیں ہوئے تھے چنانچہ خود انکا قول ہے اے سبقتکم الاسلام طراً غلاماً ما بلغت اوان حلی  
یعنی میں نے تم پر ایسی حالت میں اسلام لانیمین سبقت کی ہے کہ میری سب سے بڑی عمر تین تین۔ میں ابھی لکڑ  
کی حالت میں تھا۔ ابھی حد احتلام تک نہیں پہنچا تھا پس ایک کم سن لڑکے کا اسلام مشائخ قریش کے  
اسلام فائق نہیں ہو سکتا۔  
اسکا جواب دو طرح ہو سکتا ہے

## جناب امیر کی عمر اسلام لانے کے وقت

(الف) بعض کے نزدیک مشرف باسلام ہونے کے وقت جناب علی پندرہ یا سولہ برس کے تھے لیکن سب  
زیادہ معتبر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ اس وقت تیرہ سال کے تھے۔ اور ابو عمر تابعی نے  
بھی اسی کو صحیح مانا ہے (دیکھو استیعاب) اس سے زیادہ تر ثبوت محمد بن حنفیہ کی روایت سے ملتا ہے  
کہ وہ جناب امیر کی عمر (۱۵ سال) کی بیان کرتے ہیں (استیعاب) معروف نے بھی جناب ابوجعفر محمد  
بن علی الرضا علیہ النجۃ والثناء سے حضرت امیر کی عمر اتنی ہی روایت کی ہے اور مطالب السؤل کمال الدین  
محمد بن طلحہ الشافعی نے بھی اسی کو صحیح مانا ہے۔



پس جبکہ تندرستی کے بعد بلا خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۲۳) سال تک اس دار فانی میں رونق افروز رہے اور حضرت کے انتقال کے بعد جناب امیر (۲۹) ساڑھے اوتیس برس زندہ رہے ہیں پس  
 $(۶۵) - (۲۳ + ۲۹) = ۱۲$  رہے یعنی پینتھ سال تئیس اور ساڑھے اوتیس لگانے کے بعد  
 ٹھیک ساڑھے بارہ برس باقی رہے۔

اس صریح ظاہر ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایسے وقت میں اسلام لائے ہیں جبکہ انکی عمر بلوغ کے  
 قریب پہنچ چکی تھی اور ان کی عقل خداداد میں بختگی آگئی تھی۔ نہ یہ کہ بالکل طفولیت کے عالم میں تھے  
 (ب) اگر یہی تسلیم کیا جائے کہ جناب علی علیہ السلام لائیکے وقت بالغ نہیں تھے تو اسپر کوئی شرعی  
 دلیل موجود نہیں ہے کہ قبل از بلوغ ایک لڑکے عاقل ہوشیار ہونہار۔ بختہ مغزو کی الطبع کا اسلام  
 قبول نہ کیا جائے \*

اسیوجہ سے جناب امام عظیم ابوحنیفہ کو فی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عاقل لڑکے کا اسلام اگرچہ وہ بالغ نہوا  
 ہو۔ مقبول ہو قال الشيخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی فی مسندہ حدثنا اسمعیل بن ادریس قال حدثنی  
 ابی عن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیاً  
 الی الاسلام وهو ابن تسع سنین او یقول دون التسع ولم یعبد الا وثان قط لصغره انتہی قال فلو لم  
 یکن الاسلام مقبولا عند ما دعاه الیہ وکذا دعا شرمہ عن اطفال الصحابة الی الاسلام وقبلہ منهم  
 کما یظهر عن کتب الاثنی عشر بایع عبد اللہ بن الزبیر وعبد اللہ بن جعفر وجعفر بن الزبیر وهم  
 ابناء سبع سنین۔ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند جس کا نام سند ابوحنیفہ ہے، میں لکھتے  
 ہیں کہ اسمعیل بن ادریس نے مجھے روایت کی ہے اور اس نے اپنے والد سے سنا ہے کہ کتنا عجیبے حسر  
 بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو  
 اسلام کی دعوت کی اور وہ نو برس یا اس سے بھی کم تھے اور انہوں نے بچپن سے مطلق تبون کی پرستش  
 نہیں کی تھی۔ اسکے بعد شیخ قاسم بن قطلوبغا کہتے ہیں۔ اگر لڑکے صغیر السن کا اسلام مقبول نہوتا  
 تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو کبھی اسلام کی جانب مدعو نہ کرتے۔ اس طرح سے حضرت نے صحابہ کے اکثر  
 الخصال کو اسلام کی طرف مدعو کر کے انکا اسلام قبول کیا تھا۔ چنانچہ کتب احادیث سے بخوبی ظاہر ہے علیہ  
 ابن زبیر اور عبد اللہ بن جعفر اور جعفر بن زبیر نے حضرت کی بیعت کی اور انکا سن سات سات برس کا تھا  
 حافظ ابو نعیم اور ابن عساکر اور طبرانی علیہم الرحمۃ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت  
 کرتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایع الحسن والحسین وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن جعفر



ہم صغار لم یعقلوا ولم یبلغوا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسن و حسین اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر کی بیعت قبول فرمائی ورنہ انھیں وہ کم سن ہی پوری تین ہندیں رکھتے تھے اور ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے تھے۔

اسکے سوا یہ امر بھی جناب امیر کی فضیلت کا کافی ثبوت ہے کہ وہ ایسے سن میں اسلام لائے ہیں کہ حیرت میں لڑکوں کی طبیعت اکثر لہو و لعب کی طرف مائل ہوتی ہے توحید کے غور و غوض کا سمجھنا اور منشا نبوت کے مطابق عمل کرنا۔ اور محاد کی حقیقت تک پہنچنا انکے عقول سے باہر ہوتا ہے۔ پس ایسے سن و سال میں جناب امیر کا اسلام لانا صاف اس امر پر دلالت ہے کہ آپ عہد طفولیت ہی میں عقل خدا داد کے وسیلے سے ایسے اسرار ہم کی تہ کو پہنچ گئے تھے جسکو سمجھنے سے بڑی بڑی مشائخ قریش کی عقلیں ذلک متین۔

### جناب امیر کا ہرگز بتوں کی پرستش نہ کرنا

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثة ما کفر اباہم قط مومن الیاسین و علی بن ابی طالب و اسیۃ امراۃ فرعون راخرجه ابن عدی و ابن عساکر و السیوطی فی الدلائل المنثور جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ تین شخصوں نے ہرگز خدا سے کفر نہیں کیا ہے مومن الیاسین (یعنی حضرت یوشع پر ایمان لایا والا) اور علی بن ابی طالب اور فرعون کی بیوی اسیہ۔

عن الحسن بن مدایق قال لا یعبد الاوثان قط لصغرہ و من ثم یقال کرم اللہ وجہہ دون غیرہ من الصحابة راخرجه ابن سعد فی الطبقات و ابن عبد البر فی الاستیعاب و شیخ قاسم بن قطلوبغا الخفہ فی مسئلہ المشہورۃ بمسند ابی حنیفہ) حسن بن مداینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے بچپن سے ہرگز بتوں کی پرستش نہیں کی کیونکہ سے انکو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے یعنی خدا نے انکے سونہ کو بزرگ کیا تھا کہ وہ بتوں کے آگے نہیں جھکے۔ اور یہ لقب انکے سوا اور اصحاب کے حق میں نہیں بولا جاتا (نزل الامار علامہ بدخشانی)

### جناب امیر کا سب سے پہلے حضرت کے تہمت نہ کرنا

(۱) عن ابن عباس انہ قال لعلی اربع خصال لیس لہا حد غیرہا اول عربی و عجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو الذی لواءہ معہ فی کل زحف و هو الذی صبر بنفسہ معہ یوم المہاجر و هو الذی غسلہ و ادخلہ قبرہ راخرجه الترمذی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علی بن ابی طالب جیسا کہ انکو



سوا کسی دوسرے میں نہیں۔ ہر ایک عربی اور عجمی سے پہلے حضرت کو ساتھ نماز میں شریک ہو اور وہ ایسی شخص  
ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک جنگ میں حضرت کا علم ان کے پاس تھا اور انہوں نے سختی کے دن اپنی  
جان سے حضرت کے ساتھ صبر کیا۔ اور انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲) عن النس قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين وصلى معه على يوم الثلاثاء واخرجه  
البغوي في معجمه النس رضي الله عنه کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کے دن مبعوث ہو  
اور منگل کے دن جناب علی نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی۔

(۳) عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلت خدیجۃ یوم الاثنين وصلى على يوم الثلاثاء  
قبل ان یصلی معنا احد من الناس (اخرجه احمد في مناقب) ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہو  
کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جناب ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
نے پیر کے روز نماز پڑھی ہے اور حضرت علی علیہ السلام منگل کے روز نماز پڑھی ہے قبل اسکے کہ لوگوں میں سے  
کوئی شخص ہمارے ساتھ نماز میں شرکت کرتا۔

عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت غداة الاثنين وصلت خدیجۃ یوم الاثنين فی  
اخر النهار وصلى على يوم الثلاثاء فمكث على یصلی مستخفياً سبع سنين واشهر قبل ان یصلی معنا  
احد (اخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مسانید ابی رافع) ابورافع سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے  
تھے کہ پیر کی صبح کو ہمیں نبوت عطا ہوئی اور خدیجہ نے اسی روز کو بچپے وقت میں نماز پڑھی اور علی نے منگل کے روز نماز پڑھی علی نے  
سات سال اور کئی مہینے پوشیدہ نماز پڑھی قبل اسکے کہ کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھتا۔

(۵) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نزلت على للنبي يوم الاثنين وصلى على  
يوم الثلاثاء (اخرجه الطبرانی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
کہ ہم پیر کے روز نبوت نازل ہوئی اور منگل کے روز علی نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

(۶) عن حبه العرف قال سمعت علياً يقول انا اول من اسلم وصلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم (اخرجه  
احمد والنسائی) حبہ عرفی سے روایت ہو کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں وہ  
پہلا شخص ہوں جو اسلام لایا ہے اور جس نے حضرت کے ساتھ پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۷) عن زيد بن ارقم قال اول من صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم على (اخرجه النسائی) زید  
بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر نے سب سے پہلے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

(۸) عن عباد بن عبد الله قال قال علي انا عبد الله واخو رسول الله وانا صديق الاكبر لا يقول



ذلك بعد الاكاذب صليت قبل الناس سبع سنين (اخرجه احمد في المناقب السناني في الخصائص  
وحافظ ابو زيد عثمان بن ابي شيبة في سنته و ابن عاصم في السنة والحاكم في المستدرک و ابو نعیم  
في الحلیة والعقيلي) عبادة بن عباس ع رواته هو که جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے  
رسل کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں میرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جبریل کہنے والا میں نے سب  
سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے ۔

(۹) عن ابن عباس وجابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلت الملائكة على وعلى علي  
سبع سنين قبل الناس وذلك بانه كان يصلي ولا يصلي مغناغيتا (اخرجه الديلمي) ابن عباس  
اور جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سات برس تک ملائکہ  
مجھ پر اور علی پر درود پڑھتے تھے اور یہ سوجھ بے تھا کہ علی میرے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم دونوں  
کے بغیر کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں تھا ۔

(۱۰) عن علي قال عبد الله قبل ان يعبد احد من هذه الامة سبع سنين (اخرجه الخليلي)  
من رياض النضرة في فضائل البشارة لمحب المطبري جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے  
تھے کہ میں نے خدا کی بندگی سات برس قبل اسکے کی ہے کہ اس امر میں سے کوئی خدا کی بندگی کرتا ۔  
(۱۱) عن مجاهد عن ابن عباس قال نزلت هذه الآية واقبلوا الصلوة اتوا الزكوة واركعوا مع الراكعين في  
رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى خاصة وهما اول من صلا ودك (اخرجه الطبراني في الخصائص  
وفقيه بن المغازلي في المناقب وحافظ ابو نعیم في الحلیة) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ کہ (قامم کرو تم نماز کو اور دو تم زکوٰۃ کو اور جھک دو تم جھکنے والوں کے ساتھ) خاص کر جناب  
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ انہیں دونوں صاحب  
نے پہلے نماز پڑھی ہے ۔

(۱۱) عن عفيف الكندي قال جئت في الجاهلية الى مكة فنزلت على لعل بن عبد المطلب فلما  
ارتفعت الشمس حلقت في السماء وانا انظر الى الكعبة اقبل شاب فرمى ببصره الى السماء ثم استقبل  
الكعبة فقام مستقبلا فلما رليت حتى جاء غلام فقام عن يمينه فلم يلبث حتى جاءت امرأة  
فقامت خلفهما فرمى الشاب فرمى الغلام والمرأة فرمى الشاب والمرأة فخر الشاب  
ساجدا فوجد معه فقلت يا عباس امر عظيم فقال هل تدري من هذا الشاب فقلت لا فقال  
محمد بن عبد الله بن عبد المطلب هذا ابن اخي هل تدري من هذا الغلام فقلت لا فقال علي



ابن ابی طالب بن عبدالمطلب هذا بن اخی۔ هل تدري من هذه المرأة التي خلفها ما نقلت لا قال هذا  
 خديجة بنت خويلد زوجة ابن اخی هذا حدثني ان ربه رب السموات والارض امره لهذا الدين هو  
 عليه الله ما على الارض احد على الدين غير هؤلاء الثلاثة راخرجه احمد والنسائي وزاد جرير  
 الطبري قال عفيف بعد ما اسلم ورسخ الاسلام في قلبه بالميتني كنت رابعا وزاد احمد قال عفيف  
 لو كان الله يزرقني الاسلام يومئذ فاكون ثانيا مع علي بن ابی طالب عفيف كندی رضی اللہ عنہ کہتے  
 ہیں کہ ایک دفعہ میں ایام جاہلیت میں مکہ میں گیا اور عباس بن عبدالمطلب کے پاس فروکش ہوا جب آفتاب  
 نے بلند ہو کر گھبراؤا زمین کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک جوان نے آکر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا  
 اور بڑھ کر کعبہ کی طرف موند کر کے کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک لڑکا آیا اور جوان کے دامن  
 بازو کی طرف کھڑا ہو گیا پھر کچھ دیر نہیں گزری ہوئی کہ ایک عورت آکر انکے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ پس جب اس  
 نوجوان نے رکوع کیا تو اس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ اور جب اس جوان نے سر اٹھایا تو ان  
 دونوں نے بھی سر اٹھایا۔ پھر اس جوان نے سجدہ کیا تو ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ پس عباس کے  
 کہنا یہ ایک انوکھی بات ہے وہ کہنے لگے تو جانتا ہے یہ جوان کون کر میںے کہا میں نہیں جانتا اس نے  
 کہا یہ محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب میرا بیٹا ہے۔ اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے میںے  
 کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب میرے بہائی کا بیٹا ہے اور یہ بھی تجھ  
 معلوم ہے کہ یہ عورت کون ہے میںے کہا مجھے نہیں معلوم کہنے لگے یہ خدیجہ بنت خویلد ہے میری بیٹی  
 کی بی بی۔ اس جوان نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میرا خدا آسمانوں اور زمین کا خدا ہے صرف اسی بات پر انکو  
 دین کا مدار ہے تمام روز زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں۔ علامہ جریر الطبري  
 نے ان الفاظ کو اور زیادہ روایت کیا ہے کہ جب عفيف رضی اللہ عنہ اسلام سے شرف ہو گئے اور اسلام  
 انکے دل میں خوب راسخ ہو گیا تو وہ کہا کرتے تھے کاش میں ان تین شخصوں کے ساتھ چوتھا ہوتا۔ اور  
 امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں عفيف رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ الفاظ اور زیادہ روایت  
 کیے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر اس روز خدا تعالیٰ مجھے اسلام نصیب کرتا تو میں جناب علی علیہ السلام سے  
 دوسرے درجہ پر ہوتا۔

(۱۲) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال ان اول شيء علمته من رسول الله صلى الله عليه وآله  
 قدمت مكة في عمرة لي فارتدت فاعلى العباس بن عبدالمطلب فانتدبنا اليه وهو جالس في الكعبة  
 من ثم جلسنا اليه في بيتنا نحن عند اذنا قبل رجل من باب الصفا فقلوه ختم ولله وفرة جعدة



علی انصاف اذنیہ اقنی الاف براق الثنا ادعج العینین کث اللحیة دقیق المسربہ شثن الکفین حسن الوجہ  
 معہ غلام وامرأة قد سرت محاسنها حتی قصدا انخوا لکجر فاستلم ثم استلم الغلام المرأة ثم طاف بالبيت سبعا  
 والغلام والمرأة یطوفان معہ فقلنا یا ابا الفضل هذا الدین لم یکن نعرفہ فیکما وشی حدث فقال  
 هذا ابن اخي محمد بن عبد الله والغلام علی بن ابی طالب والمرأة امرأة خدیجة بنت خویلد و  
 الله ما علی وجه الارض احد یعبد الله لهذا الدین الا هؤلاء الثلاثة راخرجه احمد فی المناقب و  
 الطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد الله بن مسعود (عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کہ جو پہلی بات میں  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہے یہ کہ ایک دفعہ میں ایک کام کے لیے اپنے چچوں کے ساتھ مکہ میں گیا  
 پس ہم عباس بن عبد المطلب کے پاس گئے وہ کعبہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی وہاں ان کے پاس  
 بیٹھ گئے اتنے میں باب صفا سے ایک مرغ و سپید رنگ کا آدمی آیا اور اس کے رخسار کے گوشہ بیلے بال  
 کا لون کی نصف گدی تک تھی اس کی ناک نہایت ادنیٰ تھی۔ اس کے دانت بہت سفید تھے اس کی آنکھیں بڑی بڑی  
 اور نہایت سیاہ تھیں۔ اس کی دائرہ بہت گہنی تھی۔ اس کی سیلی نہایت پتلی تھی ہاتھوں پر گھٹی پڑی ہوئی  
 تھی وہ نہایت خوبصورت تھا اس کے ساتھ ایک لڑکا اور بی بی تھی جس نے کہ اپنا مونہ چھپا یا ہوا تھا۔ اس  
 جوان نے بڑے حرج و مرج کا بوسہ لیا اور اس لڑکے اور بی بی سے بھی اسکو چوما پر وہ جوان سات مرتبہ  
 بیت اللہ کے گرد پھرا اور اس کے ساتھ وہ لڑکا اور بی بی بھی گرد پھریں ہم نے عباس سے کہا یا ابا الفضل ہم نے  
 تو یہ طریقہ تم میں کبھی نہیں دیکھا شاید کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے وہ کہنے لگے یہ میرے بہائی کا بیٹا  
 محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ہے اور یہ لڑکا علی بن ابی طالب ہے یہ بی بی خدیجہ بنت خویلد اس جوان  
 کی بیوی ہے و اسے ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا ساری زمین پر اس دین والا نہیں ہے۔

(۱۵) اخرجہ ابن اسحاق فی سیرتہ وابن السمان ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم کان اذا حضرت الصلوة  
 خرج الی شعاب مکة وخرج معہ علی بن ابی طالب مستخفیا من عمد ابی طالب من جمیع اعمامہ و سایر قومه فصليا  
 الصلوة فیہا فاذا امسیا رجعا فمکثا کذلک ما شاء الله ان یکثرا ثم ان ابا طالب عبر علیہما یوما فوجد  
 یصلیان فقال لرسول الله صلی الله علیہ وسلم یا بنی اخي ما هذا الدین اراک تدین قال یا عم هذا دین الله  
 و دین ملائکته و دین رسلہ و دین انبیاء ابراهیم و بعثنی الله برسولا الی العباد و انت یا عم الحق  
 من بدلت له النصیحة و دعوتہ الی الهدی و الحق من اجابنی لیه و اعاننی علیہ فقال ابو طالب یا بنی  
 اخي انی والله لا استطیع ان افارق دین ابائی و ما کانوا علیہ و لکن الله لا یخلص الیک شیئ تکرمہ  
 ما بقیت و ذکر و انت قال لعلی یا بنی ما هذا الدین الذی انت علیہ قال یا ابت امنت برسول الله



صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بمآجاء به وقتک و صلیت معہ اتبعہ فقال اما انہ لم یدعک الا الی الخیر  
 فالنعمہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیرت میں اور ابن اسمان قدس اللہ سرہ الغزیری لکھتے ہیں کہ جب نماز کا وقت  
 ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو ساتھ لیکر اپنے چچا ابوطالب اور دیگر اعمام اور قوم سے مخفی  
 مکہ کے پہاڑوں کی غاروں میں تشریف لیجاتے اور نماز پڑھتے اور رات کو وہاں سے واپس آتے جب تک  
 کہ پروردگار کا ارادہ تھا اسی بات پر نہیں رہے ایک روز حضرت کے ساتھ جناب علی نماز پڑھ رہے تھے  
 کہ ابوطالب آپہنچے اور انکو نماز پڑھتے دیکھ کر کہنے لگے اے میرے بھتیجے یہ کونسا دین ہے کہ جس پر تم  
 عمل کر رہے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان یہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں  
 اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے اور مجھ کو خدا نے اس دین کے لیے لوگوں کی طرف بھیجا ہے  
 چچا جان آپ زیادہ تر خدا پر اس شخص سے جسکو کہ میں نصیحت کروں اور ہدایت کی طرف بلاؤں اور  
 آپ میری بات کو ماننے اور میری مدد کرنے کے زیادہ تر مستحق ہیں۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے مجھ  
 سے نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دوں۔ لیکن خدا کی قسم ہے تمکو کسی قسم کی برائی  
 نہیں پہنچ سکے گی جب تک کہ میں زندہ ہوں اکثر رواۃ نے یہی ذکر کیا ہے کہ ابوطالب نے جناب علی سے  
 پوچھا اے میرے بیٹے یہ کونسا طریقہ ہے کہ جس پر تم عمل کر رہے ہو۔ جناب علی نے جواب دیا کہ میں خدا کے  
 رسول پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ کہ وہ لائے ہیں میں نے اسکی تصدیق کی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ  
 میں نے انکے ساتھ نماز پڑھی ہے اور میں نے انکا اتباع کیا ہے۔ پس ابوطالب نے اسے کہا تم انکی بات ضرور  
 مانو کیونکہ وہ تمکو سوائے نیک بات کے اور کچھ نہیں بتائیں گے ۴

(۱۲) عن حبیۃ العرف قال رأیت علیاً ضحک علی المنبر لمارہ ضحک ضحکا اکثر منہ حتی بدت نواجذہ  
 ثم قال قول ابیطالب ظہر علینا ابوطالب وانا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلیات بیطن نخلۃ  
 قال ماذا تصنعان یا بنی اخی فدعاه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام فقال ما بالذی تصنعان  
 من باس ولكن والله لا تغلوا استی ابدل وضحک تعجباً من قول ابیہ ثم قال اللهم لا اعرف لك  
 عبد من هذه الامة عبدك قتلی غیر نیک ثلاث مرار۔ لقد صلیت قبل ان یصلی الناس سبع سنین  
 حبہ عربی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے جناب امیر کو منبر پر بیٹھتے ہوئے دیکھا کہ کبھی اس سے زیادہ منہ  
 ہو کر نہیں دیکھا یہاں تک کہ سننے میں انکی دھڑکن ظاہر ہو گئی میں نے ابوطالب کا قول بیان کیا۔ کہ ایک  
 دفعہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک نخلستان کے اندر نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ ابوطالب آپہنچے  
 اور کہنے لگے اے میرے بھتیجے تم یہ کیا کر رہے ہو حضرت نے انہیں سلام کی طرف دعوت فرمائی۔ ابوطالب



کہنے لگے اس بات میں جو کچھ کہہ رہے ہو کچھ خوف نہیں ہے لیکن واللہ لوگوں کے سامنے میرے چوڑ  
کبھی اونچے نہیں ہونگے جناب امیر کو اپنے والد کی بات سنانے کے بعد بھی آئی تھی۔ پھر فرمایا۔ اے  
پور دگار تو گواہ ہے کہ اس است کا کوئی تیرا بندہ سوائے نبی کے نہیں جانتا کہ جس نے میرے سوا مجھ سے  
پہلے میری عبادت کی ہو۔ بے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

## جناب امیر کا حضرت دوش اقدس پر سوار ہو کر بتوں کو ٹوڑنا

(۱) عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم اجلس فاصعد علی منکب فذہبت لافض بہ فرای منی ضعفاً فنزل وجلس لی بنی اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فقال اصعد علی منکب فصعدت علی منکبہ قال فنہض بی قال فیتغیل الی  
انی لو شئت لزلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر او فحاس فجعلت ازاولہ  
عن یمنہ وشمالہ ومن یدین یدینہ ومن خلفہ حتی اذا استمكنت منه قال لی رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم اقلنا بہ فقلنا فت بہ فتکسر کما تنکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم لمتیق حتی تواریا بالیہود خشیہ ان یلقانا احد من الناس راخرجه احمد فی  
المناقب والمستند۔ والدعا فی الخصاص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ ایک دفعہ میں حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ میں گیا مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا بیٹہ جا میں بیٹہ  
گیا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے حرمین لٹنے لگا حضرت نے میری ناتوانی کو دیکھ کر فرمایا بیٹہ جا  
آپ اتر پڑے اور اس خدا کے نبی نے مجھے کہا میرے کندھے پر چڑھ میں دوش اقدس پر سوار ہوا اور  
آپ مجھ کو لیکر اٹھے اسوقت مجھ پر گمان ہو سکتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ  
جاؤں۔ یہاں تک کہ بیت اللہ پر چڑھ گیا اس پر کانسہ یا کتانے کی مورت تھی میں نے اسے دانے بائیں  
آگے پیچھے سے ہلانے لگا اسوقت کہ میں نے اس پر قابو پا لیا مجھے حضرت نے فرمایا اے بیٹہ کعبہ  
میں سے پھینک دیا وہ مورت کا پنجہ کی طرح سے ٹوٹ گئی پھر میں اتر آیا اور جناب امیر علیہ السلام  
علیہ وسلم کے ساتھ دوش کر گھر میں چپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہمیں نہ دیکھے۔

## جناب امیر کا کعبہ کے بتوں کو ٹوڑنا

واخرجه الحاکمی وقال بعد قوله فصعدت علی الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



اکبر و کان من نحاس موتد با و تاد و من حديد الى الارض فقال رسول الله صلى الله عليه وآله فلما  
 ازل اعاليحه حتى استمكنت منه فقال لي اقد فقه فقد فقه - ثم ذكر باقي الحديث ابو الخیر الحاکمی محدث  
 میں جناب امیر کے اس قول کے بعد کہ جب میں کعبہ پر چڑھ گیا اس طرح سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر نے  
 کہا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر شاوک کیا کہ ان میں سے بڑے بہت کو پسینہ دے وہ تانبے کی سیخوں  
 سے جکڑا ہوا اور لوہے سے زمین میں گڑا ہوا تھا مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جنبش دو میں اس  
 کو ہلاتا رہا یہاں تک کہ میں اس پر قابو پا گیا پھر حضرت نے فرمایا اسے پسینہ دے دینے اسے پسینہ دیا پھر جناب امیر  
 نے باقی حدیث کو روایت کیا ۔

(۲) عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مكة يوم الفتح وحول ثمان مائة وستون صنما لقيائل  
 العرب لكل قوم صنم فجعل يطعنهما ويقول جاء الحق وزهق الباطل فینکب الصنم بوجهه حتى القاهما  
 جميعا وبقي صنم خراعة فوق الکعبة وكان من قوارير صفر فقال يا علي ارم به فحملہ النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم حتى صعد فرمى به فکسر (تفسیر النیسابوری فی قوله تعاجد الحق وزهق الباطل) عبد البر  
 مسعودی روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز جب حضرت کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے گرد و مین سو ساٹھ بت قابل عجب کے دیکھے گئے تھے ہر ایک  
 قبیلہ کا صاحب گائے چڑا ہوا تھا حضرت چٹری کے ساتھ انکو تھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے کہ حق آگیا اور باطل  
 ہوا گویا پس موند کے بل رہتے گرتے تھے یہاں تک کہ سب بت گرا دیے صرف کعبہ کی جہت پر بنی خراہ کا ایک بت باقی رہ گیا  
 جو صیقیل کہے جاتا تھا اور وہ پہلے ہو چکا تھا پھر بنایا ہوا تھا حضرت جناب امیر کو کنہی پڑا تھا کہ فرمایا یا علی اسکو پسینہ دے وہ جناب امیر نے خبر کرکے پسینہ دیا  
 اور ٹوٹ گیا ۔

### جناب امیر کا شہر میں ہجرت کی بستر مبارک پر سونا

(۱) عن عمرو بن ميمون قال اني لجالس الى ابن عباس اذا اتاه رهط يبعون في علي بن ابي طالب فد  
 عليهم ابن عباس وقال لما هاجرت رسول الله صلى الله عليه وسلم لبس علي ثوبه ونام علي فراشه وكان المشركون  
 يؤذون رسول الله صلى الله عليه وسلم فصاح ابو بكر يا بني الله فقال له علي ان رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم قد انطلق نحو بئر ميمون فادركه فانطلق ابو بكر حتى لحق رسول الله صلى الله عليه وسلم وبات  
 والكفار يرمون عليا بالحجارة وهو قد لف رأسه في الثوب الى الصبح (اخرجه احمد والنسائي)  
 عمر بن ميمون سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند لوگ انکے پاس آکر  
 جناب امیر علیہ السلام کی غیبت کرنے لگے ابن عباس انکی طرف لوٹ پڑے اور کہا جب آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اختیار کی حضرت علی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھبراؤ لیا اور حضرت کے بستر پر



## الصداق

عن عبد بن عباس في قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا هم الصادقين <sup>قائ</sup> قال مع كل من سئل الصادقين

راخرجه الثعلبي في تفسيره وابو نعيم في حلية الاولياء والسيدوطي في تفسيره الدر المنثور وسبط بن الجوزي في تذكرة خواص الامم وابو بكر ابن عمر وبيروني بن عساكو عن ابي جعفر عبد الله بن عباس رضي الله عنه سرور ايت هو كره ايت جسا كره ترجمه یہ ہے کہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لا کر ہو اللہ سرور اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ یعنی جنہا بغلی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام صادقین کو سرور میں ہیں \*

## المؤمن

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا اهل بيت اول

المسلمين اسلاما وانت اول المؤمنين ايماناً اخرجهم ابن موديه جابر بن عبد الله رضي الله عنه سرور ايت هو كره جناب سالت ابا جابر رضي الله عنه وسلم فرماتے تھے اے علی تو سب مسلمانوں کو اسلام لانے کے رو سے پہلا ہے اور تو سب مومنوں کو ایمان لانے کے رو سے مقدم ہے \*

## الانزع البطين

عن ابي يعقوب الانصاري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله

قل يا اهل ان الله كما قد غفلك ولولدك ولا هلك ولشيعةك فابشر فاما الانزع البطين راخرجه الديلمي في فردوس الاخبار ابو يعقوب الانصاري رضي الله عنه روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تحقیق خدا تعالیٰ نے تجھے بخشید یا ہے اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل اور اور تیرے شیعوں کو۔ پس تو لوگوں کو اس کی خوشخبری بیان کر۔ تحقیق تو انزع اور بطين ہے \*

(تبدیل) عن ابي سعيد التيمي قال كنا نبيع الثياب على عواقنا ونحن غلمان في السوق فاذا رأينا علياً قد

اقبل قلنا رزرك اشكم قال علي ما تقولون قال نقول عظيم البطن قال اجل اعلاه علم واسفله طعام راالرياض النظره في فضائل النبي محمد بن الطبري ابو حنيفة يمين كتاب ہے کہ ہم بازار میں کپڑے کا بیچہ اپنے کندھے پر اٹھائے ہو کچھ رہے تھے اور ابھی ہم لڑکے تھے کہ ناگاہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا ہم آپس میں کہنے لگو کہ جناب امیر (بزرگ اشکم) میں جناب امیر نے کہا تم کیا کہہ رہے تھے عرض کیا ہم نے حضور کو عظیم البطن کہا سو آپ نے فرمایا ان ایسا ہی ہے اور پر اسکے علم ہے اور نیچے اسکے طعام ہے \*

## العابد

عن حارثة بن سعد بن ابي وقاص عن ابي قال كان لعلی بیت فی المسجد کان یعبد فیہ

کما کان لرسول الله صلى الله عليه وآله راخرجه الخوارزمي حارثة بن سعد بن ابي وقاص اپنے والد ماجد سرور ایت کرتا ہے کہ جناب امیر کے لیے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں حجرہ بنا ہوا تھا جس میں حجہ عباد کیا کرتے تھے \*



سوتہ۔ مرثیہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اگر حضرت کو پکا اجنباب علی نے  
 ان کو کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری دونوں کھپڑوں کی طرف اشارت لے گئے ہیں آپ وہاں اسے جا ملین  
 ابو بکر رضی اللہ عنہ وہاں حضرت سے جا ملے اور جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیٹر پر سو رہے تھے اور انہیں ہر پرہیزگاری  
 تھے اور وہ اپنے سر کو عجب تک چادر میں چھپا کر رہے تھے۔

(۲) عن اسامة بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله العباس ان عليا قد سبقك بالحجرة  
 (اخرجه الطبراني في الكبير) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اپنے چچا عباس سے فرمایا کہ یہ تحقیق علیؑ نے مجھ سے پہلے ہجرت کی ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال لما اراد رسول الله صلى الله عليه وآله ان يهاجرا الى المدينة خلفت علي بن  
 ابى طالب لقضاء ديونه ورد الودائع التي كانت عنده وامرته ابنة ابي لهب ان ينام على فراشه قال و  
 تسبح بردي هذا الحنجرى لا خضر فتم فيه فانه لن يخلص اليك شئ تكره منه احد ولا يصيبك  
 ميكرة والقوم قالوا حطوا بالدار قال فادعوا الى الله المجير انيل وميكائيل اني قد اخيت بينكما و  
 جعلت عمرا حل كما اطول من عمر الاجنح فابكما يؤثر صاحبه بالنيات فاختاروا له الحياة فاوحى  
 الله اليهما فلا كنتم مثل علي بن ابى طالب اخيت بينه وبين محمد صلى الله عليه وآله فبات علي فرأى  
 يفديه بنفسه ويؤثره بالحياة اهبطا الى الارض فاحفظا من عدوه فتركوا جبريل عند راسه  
 والميكائيل عند قدميه والملائكة تتأذى بمن خرج من مثلك يا بن ابى طالب الله باهى بك و  
 الملائكة ثم توجه رسول الله صلى الله عليه وآله الى المدينة فابزأ الله تعالى عليه في شأن علي  
 ومن الناس من لبس نفسا ابتغاء مرضات الله والله رؤوف بالعباد قال ابن عباس من لبس  
 نفسه ابتغاء مرضات علي بن ابى طالب - وعن ابن عباس انشد علي شعرا في تلك الليلة -  
 وقيت نفسي خيرا من وطئ الحصا + ومن طاف بالبيت العتيق وبالحج + رسول الخلق  
 اذ مكروبه + فنجاه ذو الطول لكره من المكر + وبات رسول الله في الغار امننا + موافق  
 حفظ الاله وفي ستر + وبات اراعيهم متى ينشرونني + وقد وطئت نفسي على القتل والاسر +  
 اخرج ابو اسحاق الثعلبي في تفسيره ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سرور کائنات صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ارادہ کیا جناب علیؑ کو اپنے قرض ادا  
 کرنے کے لیے اور لوگوں کی امانتیں سپرد کر نیکی واسطے اپنے پیچھے مدینہ میں چھوڑا اور اپنے بستر  
 پر سو نیکے پر حکم دیا اور فرمایا کہ یہ ہماری سبز رنگ حضری چادر کو اور مکر سور ہو ہر گز نمین کوئی امر مکروہ



ان لوگوں کے ہاتھ نہیں پہنچے گا۔ کفار تمام گھر کو گھیرے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل اور میکائیل کو فرمایا میرے  
 نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ اور تم دونوں میں سے ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی تم میں  
 سے کون ایسا ہو کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دے دے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا۔ خدا  
 کا حکم ہوا تم دونوں علی کی مثل ہو گئے۔ یعنی اسکو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا  
 ہے۔ دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرنا چاہتا ہے  
 اور اپنی زندگی کو اپنا فدا کرتا ہے تم دونوں زمین پر جا کر اسکو اسکے دشمنوں سے بچاؤ۔ جبریل جناب علی  
 کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اترے اور تمام رات انکی حفاظت کرتے رہے انکے سوا اور  
 فرشتے کہتے تھے واہ واہ اے علی بن ابی طالب! تیرا کوئی مثل نہیں خدا اور اسکے فرشتے تجھے فخر کرتے  
 ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف متوجہ تھے کہ جناب علی علیہ السلام کی شان میں حضرت پر  
 یہ آیت نازل ہوئی رکون ہے جو بیچے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے اور اللہ اپنے بند و نپر مہربان ہے  
 ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ شخص جس نے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے بچاؤ علی بن ابی طالب میں اور  
 ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب علی نے اس بات میں چند اشعار تصنیف فرمائے (نگاہ رکھا میں نے اپنی  
 جان سے بہتر اس شخص کو جسے سنگریزوں کو روندنا۔ اور جس نے کہانہ کعبہ اور حجر اسود کا طواف کیا۔ خلق خدا  
 کے رسول جیسا نے قوم نے مکر کیا۔ پس خدا بڑے بزرگ کو انکو مکر سے بچایا۔ اور اس پر رسول خدا انعام میں شب  
 باش ہوئے۔ خدا کی نگہبانی اور حفظ اور پردے میں۔ اور سینے رات کو ایسی حالت میں گزارا۔ کہ میں  
 دیکھ رہا تھا کہ وہ (یعنی کفار) مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ اور بے شک میرا نفس قتل ہونے پر اوقید  
 ہونے پر قائم رہا +

(۴) عن ابی رافع قال وخلفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الیہ باہلہ وامرۃ ان یؤدی عنہما ما تہ  
 ووصایا من کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوصی الیہ وکان یؤتمن علیہ من مال فادی علی امانتہ کلھا  
 وامرۃ ان یضطجع علی فراشہ لیلۃ تخرج وقال ان قرینا لم یفقدونی ما راؤک فاضطجع علی علی  
 فراشہ وکان قرینہ یظرون الی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیرون علیا فیظنونہ النبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم حتی اذا اصبحوا راو علیا فقلوا لخرج محمد صلی اللہ علیہ وسلم یخرج علیہ فخبہم  
 اللہ بذلک عن طلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین راوا علیا وامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا ان یلحقہ  
 بالمدينة فخرج فی طلبہ بعد ما خرج الیہ اہلہ بمئی اللیل ویکمن النہار حتی قدم المدينة فلما بلغ النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم قدومہ قال ادعونی علیا قبل یا رسول اللہ لا یقدر ان یشی فانہ النبی صلی



اللہ علیہ السلام راہ اعتنقہ و بکی رحمتہ علیہ را بقدمینہ من الورم و کانتا تقصیران دما فقل النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم فی ید ید و مسہ بہما رجلیہ و دعا لہ بالعافیہ فلم تفتکھا حتی استشهد علیہ السلام را خوجہ  
 ابن اثیر الجوزی فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ابو رافع کہتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے علی علیہ السلام کو اسیلے مدینہ میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا آپ اپنے اہل کو ساتھ لیکر اور حضرت کے  
 پاس کی امانتیں اور وصیتیں لوگوں کو سپرد کر کے مدینہ کو چلے آئیں کیونکہ مشرکین حضرت کو اس میں جانتر  
 تھے اور اپنی امانت اور وصیت آپ کے سپرد کیا کرتے تھے علی علیہ السلام نے وہ تمام حضرت کی امانتیں  
 ادا کیں حضرت نے ہجرت کی رات کو انہیں اپنے بستر مبارک پر سونے کے لیے ارشاد کیا۔ اور فرمایا  
 کہ حرب قریش تمہیں دیکھیں گے تو ہیکو گم شدہ نہیں خیال کرینگے جناب علی ارشاد نبوی کے موافق  
 بستر اقدس پر سو رہے قریش اس بستر چنبا علی کو لیٹا ہوا دیکھ کر اور ان کو پیچھے جدا سمجھ کر تمام شرب ان پر  
 پتھر پینکتے رہے صبح کی وقت جناب علی کو دیکھ کر کہنے لگے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکل گئے ہوتے تو  
 علی ہی انکے ہمراہ ہوتے اسوجہ سے پروردگار نے قریش کو حضرت کے طلب کرنے سے باز رکھا حضرت نے  
 جناب علی کو ارشاد کیا ہوا تھا کہ مدینہ میں ہم سے آملین انہوں نے اول اپنے تمام اہل کو روانہ مدینہ کیا پھر  
 آپ روانہ ہوئے رات کو چلتے تھے اور دن کو چپ رہتے تھے یہاں تک کہ مدینہ شریف میں پہنچے  
 جب حضرت کو ان کے پہنچنے کی خبر ملی تو فرمایا کہ علی کو ہمارے پاس لاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ حاضر  
 ہونے سے معذور ہیں حضرت خود بدولت تشریف لے گئے اور ان سے بغلیں ہوئے اور انکی حالت دیکھ کر  
 رحمت سے آبدیدہ ہوئے اور انکے قدموں کو دیکھا کہ ورم کر آئے ہیں۔ اور ان سے خون ٹپک رہا  
 ہے حضرت نے اپنے دونوں ہاتھوں کو لعاب دہن سے تر کر کے انکے پاؤں پر ملا اور غافیت کی  
 دعا مانگی جناب علی اچھے ہوئے پھر کبھی وقت شہادت تک پاؤں کے دیکھنے کی انکو شکایت نہ ہوئی۔  
 (۵) عن محمد بن کعب القرظی قال قام علی عن فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدنوا القوم منه  
 فعرفوه فقالوا لہ این صاحبک قال ادری اور قیبا کنت علیہ امرتہم بالخروج فانه روضہ  
 وضربہ و اخرجہن الی المسجد فخبسوه ساعۃ ثم ترکوه را خوجہ بن جریر الطبری فی تاریخہ محمد بن کعب  
 القرظی کہتے ہیں کہ حرب علی علیہ السلام جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اقدس سے اٹھے اور  
 قریش نے نزدیک ہو کر انکو پچا پان ان سے پوچھا کہ تمہارے دوست کمان میں جناب علی نے جواب دیا میں  
 نہیں جانتا کمان میں کیا میں اپنے نگہبان تھا متھے انکو چلے جانے کے لیے کہا وہ چلے گئے قریش نے  
 جناب علی کو مارا اور بڑا ہلاک کیا اور کعبہ میں انکو نکال لائے ایک گھنٹہ تک قید رکھ کر چھوڑ دیا۔







ہوں ماہن عمر نے کہا خدا تجھ سے بغض ہے ۔

رسول عن نافع بن عمر رضي الله عنه قال اما علي فابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم واشار بيده فقال  
هذا بيته ترون راخرجه البخاري نافع بن عمر رضي الله عنه سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہنے لگے کہ علیؑ  
پس وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا یہ ان کا گھر ہے جس  
متم دیکھ رہے ہو۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے درمیان میں ہے۔

جناب امیر کے دروازہ کے سوا تمام صحابہ کے دروازے منجھدی ہیں پس بند ہو جانے

(۱) عن زید بن ارقم والبراء بن عازب قال لفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ابواباً وعتة في المسجد فقال يومئذ ما سددوا هذه الابواب الا باب علي قال فتكلم في ذلك اناس قال فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله واثنى عليه قال اما بعد فاني قد امرت بسدد هذه الابواب غير باب علي فقال فيه اني والله ما سددت شيئاً ولا فقتته ولكني امرت بثنئ فاتبعتهم راخرجه احد النساء وَاَحْكَامُ) زید بن ارقم اور برادر بن عازب رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحن میں سے چند نفر کی آمد و رفت کے لیے مسجد میں دروازے تھے ایک روز حضرت نے حکم دیا کہ اعلیٰ کے دروازے کے سوار کے دروازے بند کر دو بعض لوگ اس میں کچھ گفتگو کرنے لگے حضرت نے کڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ علی کے دروازے کے سوار کے دروازے بند کیے جائیں اور اسی خطبہ میں حضرت نے ارشاد کیا و اللہ یمنی کسی کے دروازے کو بند نہیں کیا اور نہ کہولاء لیکن جو کچھ حکم ہوا ہے میں وہی کیا ہے ۔

(۲) عن سمیل بن صالح عن ابیہ از عہد بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لقد اوتی علی بن ابی طالب  
ثلثا لوان کون اوتیتھا احب الی ان اعطی حمرا نعم۔ جو ار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہ فی المسجد  
والراۃ یوم خیبر۔ و زوجتا بنت فاطمہ (راخر جہ احمد) سمیل بن صالح اپنے والد سے ناقل ہیں کہ عمر  
بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جناب علیؑ کو ایسی تین باتیں حاصل ہیں کہ اگر وہ مجھے حاصل ہو تیر  
تو مجھے کس شے پر شرم دے اور تیر زیادہ محبوب ہو تیر۔ مسجد میں جناب رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم کی  
سہاگلی۔ اور خیبر کے روز علمدار ہونا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کا زوج ہونا۔

(٣) ابى هريرة عن عمر بن الخطاب قال لعن اعطى على ثلاث خصال لان يكون لى واحدة منها  
احب الي من ان اعطى حمرا النعم فسئل ما هى قال فزوجته ابنته فاطمة وسكنه فى المسجد لا يحل لى فيه



ما تَجِلْ لَهُ وَالرَّايَةُ يَوْمَ خَيْبَرَ (اخرجہ ابن السمان) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک یاد بجا بی تو میرے نزدیک وہ سرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ پیاری ہوئی پوچھا گیا وہ کون سی باتیں ہیں کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کا زوج ہونا اور مسجد میں رہائش کرنا کہ انکو وہ امر جائز ہے جو مجھ کو جائز نہیں۔ اور خیر کے روز علماء ہونا۔

(۴) عن ابن عمر قال كنا نقول خيرا الناس ابو بكر ثم عمر ولقد اعطى علي بن ابي طالب ثلاثا فخصا لان يكون لي واحدة منهم احب الي من حمرا النعم زوجة رسول الله صلى الله عليه وسلم ابنته وولدت له وسد الابواب الابابه في المسجد واعطاه الراية يوم خيبر (اخرجہ احمد) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابو بکر اور عمر ہیں اور جناب علی کو ایسی تین باتیں دی گئی کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوئی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب نہی حضرت کی بیٹی کا زوج ہونا انسان سے اولاد کا ہونا اور مسجد کے انکے دروازے کے سوا احب کے دروازوں کا بند ہونا۔ اور خیر کے روز علماء ہونا۔

(۵) عن سعد بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليدل ابواب الشارعة وترك باب علي (اخرجہ احمد) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب صحابہ کی آمد و رفت کے دروازے بند کر دیے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کا دروازہ چھوڑ دیا تھا (۶) عن سعيد بن ابي وقاص قال كانت لعلي بن ابي طالب لعتك لاحد كان بيته في المسجد اعطاه الراية يوم خيبر وسد الابواب الابواب علي (اخرجہ احمد) ابوالحسن فقہ المغازی) سید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام کے ایسے فضائل ہیں کہ دوسرے کو حاصل ہونے پر انکا گھر مسجد میں تھا خیر کے روز انکو علم دیا گیا تھا اور انکے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کر دیے تھے

(۷) عن سعد بن ابي وقاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليدل ابواب الشارعة وترك باب علي فانا والعباس نقا يا رسول الله سعد بن ابوبکر و تركت باب علي فقال ما انا سعد بها ولكن الله سد بها (اخرجہ احمد والنسائي والطبراني) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا اور جناب علی کا دروازہ چھوڑ دیا عباس رضی اللہ عنہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ کے دروازے بند کر دیے۔ اور علی کا دروازہ چھوڑ دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے بند کیے لیکن خدا نے انکو بند کیا ہے۔



(۸) عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم امر بسد الابواب كلها فسد الابواب على راحه  
احمد والنسائي والطبراني والترمذي ولفقيه بن المغازلي (وفي رواية اخرى امر بسد الابواب  
المسجد غير باب علي فكان يدخل المسجد وهو جنب ليس لطريق غيره) ابن عباس رضي الله عنه سئل  
ہے کہ یہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کر دیا اور وہ بند کیے گئے  
مگر علی کا دروازہ۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کر دیا حکم  
دیا سوا علی کے دروازے کے اور وہ مسجد میں سواتے جاتے تھے بجا التیکہ وہ جنب میں ہوا کرتے تھے اور مسجد کے  
سوا ان کے گھر کا دروازہ ہتھ نہیں تھا۔

(۹) عن الحریب بن مالک قال اتيت مكة فقلت سعد بن ابی وقاص فقلت هل سمعت لعلی  
منقبۃ قال کنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فی المسجد فنودی فینا لیخرج من فی المسجد الا  
ال رسول الله صلى الله عليه وسلم وال علی فخرجنا فلما اصبح اقامه عمره فقال یا رسول الله اخرجت  
اصحابک واعمامک واسکت هذا الغلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما انا امرت بالخروج  
ولا باسکان هذا الغلام ان هو امر به راحه النسائي (حرب بن مالک کتبہ میں کہ میں نے جابر سے  
بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے پوچھا آیا آپ نے جناب علی کی کوئی منقبت سنی ہے۔ کہنے لگو  
ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں رہا کرتے تھے ایک رات ہم لوگوں کو لپکار کر کہا گیا جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی کی آل کے سوا سب مسجد سے نکل جائیں صبح کو حضرت کے چچا آکر کہنے  
لگے۔ یا رسول اللہ اپنے آپنے چچا اور اپنے صحابہ کو مسجد سے نکال دیا ہے۔ اور اس لڑکے کو رکھ لیا  
ہے حضرت نے فرمایا۔ میں نے تمہارے نکل جانے اور اس لڑکے کے رکھنے کے لیے حکم نہیں دیا بلکہ خدا  
نے دیا ہے۔)

(۱۰) عن جابر بن سمرق قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سدوا ابواب المسجد الابواب علی فقال  
رجل انزل لی قدر ما اخرج منه وادخل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما ومرت الذک فقال  
فقد ر رأسی فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما ومرت الذک فأنصرف کانه باکیا حزینا فقال  
رسول الله صلى الله عليه وسلم سدوا ابواب کلها غیر باب علی فرما مر فیہ وهو جنب راحه  
الطبرانی (جابر بن سمرق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سوا علی  
کے دروازہ کے مسجد کے سب دروازے بند کر دو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مجھے صرف اتنی جگہ عطا  
فرمائی کہ جس سے میں آ جا سکوں حضرت نے فرمایا میں حکم نہیں دیا گیا۔ پھر وہ شخص التجا کرنے لگا کہ مجھے



صرف اتنی جگہ دی جائے کہ جس میں سو میرا سر نکل سکے حضرت نے فرمایا ہمیں اسکا حکم ہی نہیں ہر وہ شخص و ماہوا اور  
انہایت غمگین واپس ہو گیا پھر آپ نے فرمایا علی کے دروازے کے سوا سب سوازی بند کرو واپس کہی ۵۰ اس دروازے  
سے گذرتے اور جنب میں ہوا کرتے \*

(۱۱) عن علاء بن عزالہ قال سألت عبد اللہ بن عمر عن علی و عثمان فقال اما علی فلا تستل عنه احدا  
وانظر الی منزلتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد سدا بوابنا فی المسجد واقرباہ و اما عثمان فانه اذن نبیا  
عظیما یوم النقیۃ الجمعان ففزع اللہ واذهب فیکم ذنبا صغیرا فقتلتموہ (اخرجہ النسائی) علاء بن غزاکم  
ہم کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جناب علی علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل کی نسبت پوچھا  
وہ کہنے لگے علی کی نسبت کسی سورت پوچھا اور انکی منزلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھ لے کہ  
ہمارے سب کے دروازے مسجد میں سے بند کر دیے اور انکا دروازہ برقرار رکھا۔ اور حضرت عثمان نے جس دروازے  
کہ دونوں گروہ اکٹھے ہوئے ایک بہاری گناہ کیا پھر خدا نے انہیں بخش دیا اور تمہارا ایک چوٹا سا گناہ کیا اور تم  
نے انکو مار ڈالا \*

(۱۲) عن ام المؤمنین ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدکم حرام علی کل حائض  
من النساء وجنب من الرجال الا علی محمد و اہل بیت علی وفاطمة والحسن والحسین (اخرجہ البیہقی  
والطبرانی فی الکبیر) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
فرماتے تھے کہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنب مرد پر حرام ہے مگر محمدی اور اسکی اہل بیت علی اور فاطمہ اور حسن  
اور حسین پر \*

(۱۳) عن عثمان بن عبد اللہ القروسی من حدیث طویل قال خلب علی فی اول یوم یوہ فیہ عثمان فقال  
فیہا انا شد کما اللہ هل تعلمون کان یدخل المسجد غیرہ جنبا قالوا اللہم لا (اخرجہ ابن صاکر) عثمان  
بن عبد اللہ قروسی ایک حدیث طویل کے درمیان بیان کرتے ہیں کہ جس دن عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئی  
اس دن جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں قسم دیکر لوگوں سے پوچھا کہ آیا تم میرے بغیر کسی آدمی کو  
جانتے ہو جو جنب کی حالت میں مسجد کے درمیان جاسکتا تھا سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں جاسکتا تھا

(۱۴) عن ناصح بن عبد اللہ الذہلی صلی اللہ علیہ وسلم امر بکلا ابواب کلھا غیر باب علی فقال العباس  
یا رسول اللہ اترک لی قد سما اذ دخل انا وحلی فقال ما امرت بشئ من ذلک فسدھا (اخرجہ الطبرانی  
ناصح بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے دروازے کے سوا سب کے دروازوں  
کو بند کرنے کا امر کیا عباس نے کہا یا رسول اللہ آپ میرے لیے صرف اتنی جگہ چھوڑ دیں کہ جہاں میں اکیلا



وخل ہو سکون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکا مجھ کو حکم نہیں ہے پس مسجد وازہ بند کر دیے ۔  
 (۱۵) عن علی قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدي فقال ان موسى سال ربه ان يعطيه مسجد بهارون  
 وانا سالت ربي ان يعطيه مسجد بك ثم ارسل الى ابى بكر ان تسد بابك قال سمعنا وطاعة فسد باب بهارون  
 ارسل العباس بمثل ذلك ثم ارسل الى العباس بمثل ذلك ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما انا  
 سد دت ابوا بكم وفتحت باب علي ولكن الله فتح باب علي وبيد ابوا بكم ما خرجوا لالزار في مسند جناب  
 امير عليہ السلام سر وایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا  
 مانگی تھی کہ وہ انکی مسجد کو ہارون کے ساتھ پاک کرے میں نے بھی خدا سے طلب کیا ہے کہ میری مسجد کو تجھ سے  
 پاک کرے پیر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دے بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کرین انہوں نے سمعنا و طاعة کہہ کر حکم کی  
 تعمیل کی پیر سیطاح سے عمر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا پیر اسی طرح سے عباس رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا پیر جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کیے اور نہ علی کا دروازہ کھولا ہے  
 مگر خدا نے تمہارے دروازے بند کیے ہیں ۔

(۱۶) عن عمر بن سہیل قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم انطلق فمرهم ان يسدوا ابوابهم  
 فانطلقت فقلت لهم ففعلوا الا حمزة فقلت يا رسول الله قد فعلوا والا حمزة فقال رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم قل لخمزة فليحول باب به فقلت لخمزة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يا امرئ ان تحول بابك فحول  
 فرجعت اليه هو قال ارجع الى بيتك راخرجه البزار (عمر بن سہیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں  
 کہ مجھے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جا کر لوگوں کو کہہ دے تاکہ اپنے اپنے دروازے بند کر دیں  
 میں نے جا کر کہہ دیا انہوں نے بند کر دیے مگر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بند نہ کیا میں نے اگر عرض کیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ  
 کے سوا سب نے بند کر دیے آپ نے فرمایا جا کر حمزہ کو کہو کہ البتہ اپنے دروازے کو پیر دے میں نے ان سے  
 جا کر کہا انہوں نے بھی اپنا دروازہ پیر لیا میں حضرت کی خدمت میں لٹ آیا آپ نماز پڑھ رہے تھے  
 بعد فراغت کے آپ نے فرمایا جا اپنے گھر واپس ہو جا ۔

(۱۷) عن حبة العرف قال لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بسد الابواب التي في المسجد شق عليهم  
 قال حبة كافي لا تقض الى حمزة بن عبد المطلب هو تحت قطيفة حمراء وعليها تدرقان ويقول اخرجت  
 عمك ابابكر وعمر والعباس واسكنت ابن عمك فعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قد شق عليهم  
 فنودي للصلاة جامعة فصعد المنبر فلم يسمع من رسول الله صلى الله عليه وسلم خطبة كان ابلغ منها تمجيدا وتوحيدا  
 فلما فرغ قال ايها الناس ما انا سددتها ولا انا فتحتها ولا انا اخرجتكم واسكنته ولكن والله هو امر



ثم قرء والنجم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى علمه شديدا لقول  
 (ابو بكر بن مردويه) حمزة بنى رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حبیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں  
 کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر انکا بند کیا جانا نہایت شاق گذرا جب کہتے ہیں اتناک میری  
 آنکھوں میں ہے کہ میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سرخ تنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور انکی آنکھیں آنسوؤں  
 ڈبڈبا رہی ہیں اور حضرت سے عرض کر رہے ہیں کہ اپنے اپنے چچا اور ابو بکر اور عمر اور عباس کو مسجد سے  
 نکال دیا ہے اور اپنے چچا زاد بھائی کو رہنے دیا ہے حضرت کو معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں پر دروازوں کا  
 بند کیا جانا شاق گذرا ہے حضرت نے نماز جماعت کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ  
 ارشاد کیا کہ تجبید و تحید میں ویسا خطبہ کہی نہیں سنا گیا تھا حمد و ثناء ماری کے بعد فرمایا اے لوگو میں نے  
 ان دروازوں کو بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے اور نہ تم کو نکالا ہے۔ اور نہ اسکو یعنی علی کو رکھا ہے۔  
 پھر اپنے سورہ والنجم پڑھا کہ قسم ہے ستار کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہیں بٹکا اور  
 نہیں بولتا ہے اپنی خواہش سے مگر جبکہ اسکی طرف وحی بھی جاتی ہے سخت قوتوں والا اسکو سکھاتا ہے  
 (۱۸) عن حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ قال لما قدم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ  
 لم یکن لہم بیوت وکان بیتون فی المسجد فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یتیتوا فی المسجد فخلوا  
 ثمان القوم بنوا بیوت حول المسجد فجعلوا ابوابہا الی المسجد ثمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الیہم مہاذ  
 ابن جبل فنادی بانیکر فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأمر ان تسد بابک الذی فی المسجد وتخرج  
 منه فقال سمعاً وطاعة ثم ارسل الی حمزہ فسد بابہ وقال سمعاً وطاعة للہ ولرسولہ وعلی متردد لا یدری  
 اھو فین یقما و فین یخرج وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد بنی لہ فی المسجد بیتا بین ابیاتہ فقال لہ  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکن طاهراً و مطہراً فبلغ حمزہ ففعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی فقال یا  
 محمد اخر جینا و تمسک غلمان بنی عبد المطلب فقال لہ کان الامر لی ما جعلت دونکم من احد  
 واللہ ما اعطاک ایاہ الا اللہ وانک لعلی بحیر من اھلہ و رسولہم اخبرہ فقیہ ابو الحسن ابن المغازلی  
 و ابو بکر بن مردویہ) حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حبیب بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 وسلم کے صحابہ مدینہ میں آئے چونکہ رات کو سونے کے لیے ان کے گھر نہیں تھے اس لیے مسجد میں ہی سو  
 رہا کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم مسجد میں مت سویا کرو کیونکہ تم جنب ہو جاتے ہو  
 پھر صحابہ نے مسجد کے ارد گرد اپنے گھر بنا لیے اور انکے دروازے مسجد میں رکھے حضرت نے معاذ بن جبل  
 کو ان کی طرف بھیجا انہوں نے ابو بکر سے جا کر کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو فرمایا ہے کہ اپنا دروازہ مسجد



## الزائد

عن قبیصہ قال ما رأیت ازہد الناس من علی بن ابی طالب رجع الاحباب فی مناقب الاھل

عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ

## کاسر الاصنام

فدھبت لافھض بہ فرای منی ضعفا وجلس علی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اصعد علی منکبی فصعد علی منکبہ قال یحییٰ الوضعت لکلت افق السماء حتی صعد علی البیت وعلیہ تمثال صفراء ونحاس فجعلت ازاوہ عن یمینہ وشمالہ ومن یمن یدہ ومن خلفہ حتی اذا استمکنک منہ قال لمرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقدف بہ فقد فت بہ فتکسر کما تکسر القواریر ثم نزلت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا باللیث خشیتہ ان یلقا نا احد من الناس لا یرجیہ احد فی المناقب الحاکم فی المستدرک لعلہ جناب امیر علیہ السلام فرما تو میں ایک دفعہ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں گئے حضرت نے مجھے فرمایا بیٹھ جا اور آپ میرے کندھے پر ہوں میں اٹھنے لگا حضرت نے میرا ضعف دیکھ کر فرمایا تو میرے کندھے پر سوار ہو میں دوڑا اقدس پر سوار ہوا تو گویا یہ خیال ہو سکتا تھا کہ میں جا ہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چہت پر چڑھ گیا چہت پر ایک مورت پتیل یا لوہے کی تھی میں اسے لگے پیچھے اٹھنے بائیں سر ملانے لگا یہاں تک کہ میں اسے اکھاڑ لیا حضرت نے مجھے فرمایا ہینکدے میں اسے ہینکد یا وہ بٹ شیشہ کی طرح سے چور چور ہو گیا۔ پھر میں اتر آیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میں بہاگ کر گھر میں چہت گئے تاکہ ہیکو کوئی نہ دیکھے۔

## الثانی

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی خسا

ہو احب الی من الدنیا وما فیہا۔ اما واحدة فهو تکانی بدین بدعہ وجل حتی یفرغ من الخبث

واما الثانیة فلو امل الحمد بید آدم ومن ولادہ تحتہ واما الثالثہ فواقف علی عقر حوضی یستقی من عرف من اوق

واما الرابعہ فسا ترعوقی ومسلمی الی ربی عز وجل واما الخامسہ فلست اخش علیہ ان یتوجع لانا بعد لک

ولا کافر بعد ایمان لا یرجیہ احد ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما تو

تھے علی میں ایسی پانچ باتیں ہیں کہ ہمارے نزدیک دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں۔ اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجبور ہو کر گناہ

رہ گیا یہاں تک کہ وہ حساب سے فزع ہو جائیگا۔ دوم یہ کہ لو اگر اللہ اس کے ہاتھ میں ہوگا آدم و آدم کی اولاد سب اس کے نیچے

ہوگی۔ سوم یہ کہ وہ میرے حوض کے پیچھے کھڑا ہوگا اور جسکو میری امت میں سے ہو چکا ہوگا اسے پلایگا جہاں میرے کہ

وہ میرے ستر کا ڈھلنے والا اور جسکو میرے خدا کی طرف سے ہو کر نوالا ہے نیچے کہ میں اسکی نسبت ہرگز عاف نہیں کہ وہ



میں سو بند کر لو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سمعنا وطاعة کہہ کر حکم کی تعمیل کی۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس مجاہد کو بھیجا انہوں نے بھی سمعنا وطاعة کہہ کر دروازہ بند کر لیا جناب علی علیہ السلام متروک تھے اور انکو معلوم نہیں تھا کہ آیا میں ہی رہتا ہوں یا کہ نکالاجاتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا گھر مسجد کے درمیان اپنے گھروں کے پیچ میں بنوایا ہوا تھا۔ فرمایا یا علی تم مسجد میں پاک اور پاک کر نیوالے ہو کر یہ بات حمزہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہمکو تو نکال لیتے ہیں اور نبی عبدالمطلب کے لوٹن کو رہنے کا حکم دیتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ کہہ میں نے کیا ہے حکم کے مطابق کیا ہے جو تمہارا کسی کے لیے نہیں تھا۔ خدا کی قسم ہے کہ یہ مرتبہ خدا کے سوا اور کسی نے اسکو نہیں دیا اور اللہ اور اللہ کے رسول کی جانب نیکوترین ہو +

(۱۹) عن عبد بن ثابت قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المسجد فقال ان الله اوحى الى نبيه موسى ان ابن لي مسجد ظاهر لا يسكره الا موسى وهارون وابنا هارون ان الله اوحى الى ان ابن لي مسجد اظهر لا يسكره الا انا وعلي وابنا علي (اخرجه بن الغازی) عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیج کر ارشاد کیا تھا کہ میرے لیے پاک مسجد بنا جس میں موسیٰ اور ہارون اور ہارون کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے اسی طرح سے خدا تعالیٰ نے مجھے وحی بھیج کر فرمایا ہے کہ میرے لیے پاک مسجد بنا جس میں میرے اور علی اور علی کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے۔

تفسیر علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس باب کی نسبت ایک دل چسپ بحث لکھی ہے۔ جو مختصراً درج ہے +

جاء في سدا ابواب التي حول المسجد احاديث منها حديث سعد بن ابی وقاص اخرجها احمد والنسائي واسناده قوى ورواية الطبراني في الاوسط ورجالها ثقات وحديث (زيد بن ارقم) اخرجها احمد والنسائي ورجالها ثقات وحديث ابن عباس اخرجها احمد والنسائي ورجالها ثقات وحديث جابر بن سمرة اخرجها الطبراني وحديث بن عمر اخرجها احمد واسناده حسن واخرج النسائي من طريق العلاء بن عمار ورجالهم رجال الصحيح الا غرا وقد وثقه يحيى بن معين وغير هذه الاحاديث بقوى بعضها بعضا وكل طريق صالح للاحتجاج فضلا عن مجموعها وقد اورد ابن الجوزي هذا الحديث في الموضوعات واخرج عن سعد بن ابی وقاص وزيد بن ارقم وابن عمر مقتصر على بعض طرفه عنهم واهله







صلاحیت رکھتا ہے۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے اور سعد بن ابی وقاص اور زید بن ارقم  
 اور ابن عمر سے اسکو لیکر اسکے بعض طریقوں پر اسکا اقتصار کیا ہے۔ اور ان لوگوں کی باتوں سے اس میں سقم  
 پیدا کیا ہے جن لوگوں نے اس حدیث کے بعض ادیون میں کلام کیا ہے لیکن اس امر سے ہماری بات میں رخنہ  
 پیدا نہیں ہو سکتا جب کہ ہم نے اس حدیث کو بہت سے طریقوں سے ثابت کر دیا ہے۔ ابن جوزی نے ایک اور حجت  
 بیان کی ہے کہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کے مخالف ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کی نسبت وارد ہے۔  
 ابن جوزی کو خیال پیدا ہوا ہے کہ اس حدیث کو بمقابلہ اس صحیح حدیث کہ جو حضرت ابوبکرؓ کی شان میں وارد  
 ہے رافضیوں نے وضع کیا ہے۔ لیکن ابن جوزی نے بڑی بہاری غلطی کی ہے۔ اور اس نے تعارض کے  
 دوہم سے صحیح حدیثوں کے رد کرنے کا مسلک اختیار کیا ہے۔ باوجودیکہ جمع بین القضیتین ممکن ہے چنانچہ  
 بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اہل کوفہ کی روایتوں میں  
 ان کا جمع وارد ہے۔ اور ان دونوں کے جمع کرنے کے لیے وہ حدیث ہے جو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے  
 مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سوا اور یا غنی تیرے سوا کسی کو جنب کی حالت  
 میں مسجد سے عبور کرنا جائز نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ علی علیہ السلام کا دروازہ مسجد میں تھا اور اس دروازے  
 کے سوا انکے گھر کا اور کوئی دروازہ نہیں تھا اسی لیے حضرت نے اس دروازے کے بند کرنے کا حکم  
 نہیں دیا تھا۔ اور اسی کی مؤید ہے وہ حدیث جس کو کہ قاضی سحیل نے کتاب احکام القرآن میں مطلب  
 بن عبد اللہ بن حنظل کے طریقے سے روایت کیا ہے کہ حضرت نے کسی کو علی کے سوا جنب کی حالت میں مسجد  
 سے گزرنے کی اجازت نہیں دی تھی اور دونوں حدیثوں کے جمع کا باحصل یہ ہے کہ دروازوں کے بند کرنے  
 کا وہ دفعہ حکم ہوا تھا پہلی دفعہ میں جناب علی علیہ السلام اور دوسری دفعہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ  
 کیسے گئے۔ لیکن یہ بات ہودت پوری ہو سکتی ہے کہ جناب علیؓ کے قصہ میں حقیقی دروازہ اور جناب ابوبکرؓ  
 کے قصہ میں مجازی دروازہ یعنی خوضہ مراد لیا جائے۔ چنانچہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں اسکی تصریح موجود  
 ہے جب پہلی دفعہ دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا تو صحابہ نے دروازے بند کر دیے اور خوضہ یعنی  
 درتھے مسجد کی طرف بنائے تاکہ نماز کا وقت دیکھ کر مسجد میں آجائیں لیکن جناب علیؓ کا دروازہ آمد و رفت  
 کے لیے بدستور کھلا رہا بعد میں ان دیکھنے کے بند کرنے کا حکم ہو گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خوضہ یعنی  
 دریچہ کے سوا سب صحابہ کے درتھے بند کیے گئے۔ پس یہی ایک طریقہ لا باس فیہ ان دونوں حدیثوں  
 کے جمع میں ہے اور اسی طریقہ کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کا جو جعفر الطحاوی نے مشکل الآثار میں اور  
 ابوبکر کلاباذی نے معانی الآثار میں جمع کیا ہے کہ صاف اسکی تصریح کی ہے کہ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ



کا خوف تھا اور دروازہ مسجد کی جانب ہی علیحدہ تھا۔ اور جناب علی کا دروازہ مسجد کی طرف ہی دوسری طرف نہیں تھا۔

## جناب امیر کے سوا کوئی شخص جنب کی حالت میں مسجد میں نہیں آ سکتا تھا

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی لا یجل لأحد من جنب فی هذا المسجد غیری وغیرک (اخرجه البزار) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کے فرمانے تھے کہ با علی میرے اور میرے سوا بحالت جنب اس مسجد میں کسی کو آنا جائز نہیں ہے۔

(۲) عن ابن عباس صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابواب المسجد غیر باب علی کان یدخل المسجد و هو جنب و هو طریقہ و لیس له طریق غیرہ (اخرجه احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سے سب صحابہ کو دروازے بند کر دیے تھے بجز جناب امیر کے دروازے کے اور وہ مسجد میں بحالت جنب داخل ہوا کرتے تھے اور وہ انکار ہستہ تھا سوا اس کے اور کوئی انکار ہستہ نہیں تھا۔

(۳) عن مطلب بن عبد اللہ بن جندب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما بذقن لأحد زینب فی المسجد و هو جنب لا لعلی لانیسۃ کان فی المسجد (اخرجه اسمعیل القاضی فی احکام القرآن) مطلب بن عبد اللہ بن جندب اموی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو بحالت جنب مسجد میں سے ہونے گھسنے کا اذن نہیں دیا تھا مگر علی کہہ ذلکا گھر مسجد ہی میں تھا۔

(۴) عن ام المومنین ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی هذا حرام علی کل حائض من النساء وجنب من الرجال الا علی محمد و اهل بیتہ علی وفاطمة والحسن والحید (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ یہ میری مسجد ہر حائض عورت اور منی مرد پر حرام ہے مگر محمد اور اسکے اہل بیت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر۔

(۵) عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب لعلی اعط علی ثلاث خصال لان یکن لی واحدۃ منہن احب الی من ان اعط حرم النعم فسل علی قال تزوجہ ابنتہ فاطمہ و ابنتہ ابی بکناء المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لا یجل لغيرہ والراۃ یوم خیبر (اخرجه احمد و ابویعلی و الحاکم فی المستدرک) ابوسعید رضی اللہ عنہ نقل ہیں کہ عمر بن الخطاب نے علی سے ارشاد کیا کرتے تھے کہ علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں







(۹) عن ابی رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب فقال ان اللہ عز وجل امر موسیٰ ہارون ان یتوا القوم صیاتیہ  
وامرہما ان لا یتیتا فی مسجد ہما جنب ولا یقرہوا فیہ النساء الا ہارون وذریئہ ولا یجمل لحد ان یقرہ  
النساء فی مسجدی ہذا ولا یتیتا فیہ الاعلیٰ وذریئہ (اخرجہ ابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور) ابو  
رافع سے منقول ہے کہ حضرت نے خطبہ میں ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون کو حکم دیا اپنی قوم کے لیے گھر بناؤ مسجد  
میں کوئی جنب نہ رہے نہ پادری اور ہمیں عورتوں سے صحبت نہ کریں سوا ہارون اور اس کی ذریعت کو اور کسی حلال نہیں کہ  
میری اس مسجد میں رہے اور عورت سے صحبت کرے سوا جناب علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کی  
ذریعت کے ۔

### حضرت کا بعض صحابہ کو فرمانا کہ سینے تک نہ بنیں لیکن لا اور علی کو نہیں داخل کیا مگر حد

(۱) عن ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ قوم جاؤں فدخل  
علی فلما دخل خرجوا تلاموا فقالوا واللہ انما اخرجنا وادخلہ فرجعوا فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انا اذ دخلتہ  
واخرجتکم بل اللہ ادخلہ واخرجکم (اخرجہ النسائی) ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ہم  
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور چند لوگ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
سلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے ان کے  
آتے ہی وہ لوگ حضرت کے پاس سواٹھ گئے وہ باہم ملاست کر لڑ لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہلکا لگا دیا ہے  
اور علی کو اپنے پاس کہا ہے جب وہ لوگ حضرت کے پاس لوٹ کر آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد  
فرمایا سینے مہین نہیں لگا لا اور علی کو داخل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو داخل کیا ہے اور تم کو نکالا ہے۔  
(۲) عن الحوب بن مالک قال اتیت مکة فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت هل سمعت اعلیٰ منقبۃ  
قال کذا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فنودی فینا ایلة لیخرج من فی المسجد الا ال رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وال علی فخرجنا فلما اصبح اتاہ عہ فقال یا رسول اللہ وخرجت احبابک  
واعمامک واسکت هذا الغلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا امرت بل اخرجکم والباسکنا هذا  
الغلام ولکن اللہ هو امرہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) حرب بن مالک کہتے ہیں کہ میں مکہ میں سعد  
بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ جناب علی کے بارگاہ میں نے بھی کوئی منقبت  
سنی ہے کہنے لگے ہم مسجد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے ایک رات ہم میں مناجات  
کی گئی کہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل علی کے سوا کسی سے نکل جائیں صبح جناب



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چچا تشریف لائے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ اپنے اپنے اعمام اور اصحاب کو مسجد نکال دیا ہے اور اس لڑکے کو رکھ لیا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے نکالنے اور اس کے رکھنے کے لیے نہیں حکم دیا بلکہ خدا نے حکم دیا ہے ۛ

(۳) عن حبة العرف قال لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بسد الابواب التي في المسجد فتوق عليهم قال حبة كافي لا نظر الى حمزة بن عبد المطلب رضي الله عنه تحت قطيفة حمراء وعيدنا نذر فان واما يقول اخرجت عمك و ابا بكر وعمر والعباس واسكنت بن عمك فاعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم انهم قد شق عليهم فنودي جامعة للصلوة فصعد المنبر فلم يسمع من رسول الله صلى الله عليه وسلم خطبة ابلغ منها تحجيدا وتوحيدا فلما فرغ قال ايها الناس ما انا سددتها ولا انا فتحتها ولا انا اخرجتكم واسكنته فخرقوا والنجم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى ان هو الا وحى يوحى را اخرجت ابا بكر بن مردويه) حبة عری کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کر دیا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر یہ بات نہایت شاق گذری حبة کہتے ہیں ابا بکر میری آنکھوں میں کہ جناب حمزہ سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور ورہے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ اپنے اپنے چچا کو اور ابو بکر اور عمر کو اور عباس کو نکال دیا ہے اور اپنے ابن عم کو رکھا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ امر ان لوگوں پر شاق گذرا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جامع کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تحجید و توحید میں اس کے بلیغ تر خطبہ کہی نہیں سنا گیا تھا حمد و ثناء کے بار بتالے کے بعد فرمایا اے لوگو میں نے دروازے بند نہیں کیے اور نہ تم کو نکالا ہے اور نہ اسکو رکھا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم کی یہ آیتیں پڑھیں خبکما ترجمہ یہ ہے قسم ہے ستار کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہ ہٹکا اور نہیں ہوتا ہے اپنی خوشنوش کے مگر جبکہ اسکی طرف وحی بھی جاتی ہے سخت قوت والا اسکو سکھاتا ہے ۛ

(۴) عن سعد بن ابی وقاص وكان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد قال فنودي فينا ليخرج من في المسجد الا رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى فخرجنا باجمعنا انا و عم فقال يا رسول الله اخرجت اعمامك واصحابك واسكنت هذا الغلام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل امر موسى ان يبني مسجدا طاهرا لا يكرهه الا هو وهارون وابنا هارون وان الله قد امر ان ابني مسجدا لا يكرهه الا انا وعلى والحسن والحسين سددوا هذا الابواب الابواب على قبل



ان ينزل العذاب فخرج الناس مبادرين وخرج حمزة بجر قطيفة له حمراء وعيناها تذر فان وبكى ويقول  
يا رسول الله اخرجت عمك واسكنت ابن عمك فقال صلى الله عليه ما انا اخرجتك ولا انا اسكنته  
لكن الله عز وجل اسكنه واخرجه ابو سعد في شرف النبوة سعد بن ابوقحاص هو منقول ہے (کہ وہ ہی حضرت  
کی صحبت میں مسجد میں جا کرتے تھے) ایک ان کو دیکھا کہ حکم دیا گیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی  
کے سوا سب لوگ مسجد نکلی جائیں صبح کو حضرت کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ  
حضور نے اپنے اصحاب اور اعمام کو نکال کر اس لڑکے (یعنی علی) کو رکھ لیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا  
نے موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ ایک یا ایک مسجد تعمیر کرے اس میں بنجر موسیٰ اور ہارون اور بنی ہارون کوئی رہنمائی اس طرح  
سے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک مسجد بنائوں جس میں میرے اور علی اور حسنین کے سوا کوئی نہ رہے تم لوگ عذاب کے  
نازل ہونے سے پیشتر اپنے دروازے بند کر دو۔ لوگ دوڑ کر دروازے بند کرنے میں مشغول ہو گئے حمزہ وہاں سے اپنا سرخ کپڑا  
اٹھاتے ہوئے آنکھوں میں آنسو ڈھال رہے تھے باہر نکلتے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو نکال کر اپنے بھائی کو رکھ  
لیا ہے حضرت نے فرمایا نہ میں نے تم کو نکال دیا ہے اور نہ تم کو رکھ لیا ہے بلکہ خدا نے اس کو رکھا ہے \*

(۵) عن علی قال اخذ رسول الله صلى الله عليه بیدی فقال ان موسیٰ سال ربہ ان يطهر مسجدہ  
بہارون وانا سالت ربی ان يطهر مسجدی بک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع ثم قال  
سمعا وطاعة فسد بابہ ثم ارسل المعمر بمثل ذلك ثم ارسل العباس بمثل ذلك ثم قال رسول الله  
صلى الله عليه ما انا سددت ابوابکم وفتحت باب علی ولكن فتح باب علی وسد بابکم واخرجه  
الذہار في مسند الوصای فی الاکتفاء بفضائل الاربعة الخلفاء جناب مروی ہے کہ حضرت میرا ہاتھ پکڑ کر  
ارشاد کیا کہ موسیٰ نے اپنے خدا سے درخواست کی تھی کہ وہ موسیٰ کی مسجد کو ہارون کے وسیلہ سے پاک کرے اور میری مسجد  
رب کے التجا کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تجھ سے پاک کرے پھر حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند  
کر لے انہوں نے سمعاً وطاعة لکھ کر دروازہ بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ اور عباسؓ رضی اللہ عنہما کو بھی یہی کہلا بھیجا اس کو  
بعد حضرت نے ارشاد کیا کہ میں نے تمہاری دروازی بند نہیں کی ہے میں احمد نے علی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے۔ مگر خدا  
نے علی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے اور تمہاری دروازی بند کی ہے میں \*

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه لعلی ان موسیٰ سال ربہ ان يطهر مسجدہ  
بہارون وذریئہ وانی سالت الله ان يطهر مسجدی لك ولذریئک من بعدک ثم ارسل الی ابی بکر ان  
سد بابک فاسترجع وقال سمعا وطاعة فسد بابہ ثم ارسل عمر بن الخطاب بمثل ذلك ثم قال ما انا سددت  
ابوابکم ولا فتحت باب علی ولكن الله سد ابوابکم وفتح باب علی واخرجه ابو نعیم فی فضائل الصحابة



ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت جناب امیر سوار شاو کیا کہ موسیٰ خدا سے التجا کی تھی کہ اسکی مسجد کو مارون اور اسکی ذریت کو ذریعہ سے پاک کرے اور سنی بھی خدا سے درخواست کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تیرے پیرو اور تیری ذریت کو لیے پاک کر دے ہر حضرت نے ابو بکرؓ کو کھلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کرے انہوں نے سمجھا طاعت کمر دروازہ بند کر لیا ہر حضرت عمرؓ کو بھی ایسا ہی کھلا بھیجا۔ ہر حضرت نے منبر پر چڑھ کر فرمایا میں نے تمہاری دروازہ نہیں بند کیے اور نہ علیؓ کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے بلکہ خدا نے ایسا ہی فرمایا ہے

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر علیؓ کو اپنی اہل بیت کے خصوصیت دینا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال اخا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فجاہ علی تد مع عینہ قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخیت بین اصحابک ولم توافخ بینی و بین احد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخ فی الدنیا والاخرہ (اخرجہ الدارقطنی) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھیجا چارہ قائم کیا جناب امیرؓ سے ہوتے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب میں بہائی بندی کا رشتہ جوڑا ہے اور مجھے کسی کا بہائی نہیں بنا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دنیا اور آخرت میں میرا بہائی ہے۔

(۲) عن ابن عمر قال اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ حتی بقی علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان اکون اخاک قال بلی یا رسول اللہ رضیت قال فانت اخ فی الدنیا والاخرہ (اخرجہ الخلی) وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم اپنے اصحاب میں بھیجا چارہ بنا یا علیؓ باقی رہ گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علیؓ کیا تو رضی نہیں کہ میں تیرا بہائی بنوں جناب امیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں رضی ہوں فرمایا تو دنیا و آخرت میں میرا بہائی ہے۔

(۳) عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخی بین الصحابة فبقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر و اخی بین ابی بکر و عمر و قال لعلی انت اخی (اخرجہ احمد فی مسند) سعید بن مسیب نے اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ تحقیق سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان بھیجا چارہ قائم کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود نبات اقدس اور ابو بکر و عمر اور علیؓ باقی رہ گئے حضرت نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا بہائی بنایا اور جناب علیؓ سے فرمایا تو میرا بہائی ہے۔

(۴) زید بن عبد اللہ بن ابی وقی قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد فقال این فلان و این فلان فہمل ینظر فی وجہ الصحابة و ینفقد ہم و یبعث الیہم حتی توافوا عنده



فاخی بینہم فقال له علی بن ابیطالب لقد هبت روحی یا رسول الله حین رأیتک فعلت بأصحابک ما فعلت  
 غیرہ فقال رسول الله صلی اللہ علیہ والہی بذلتی بلحق نبیاً ما اخوتک الا لنفسی انت منی بمنزلہ ہارون  
 من موسی وانت اخي ووارثی فقال یا رسول الله ما اراث منک قال ما وراث الانبیاء قبلی قال وما ورفی  
 قال کتاب الله وسنن انبیائہ وانت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة ابنتی والحسن والحسین وانت رفیقی  
 ثم تلا رسول الله صلی اللہ علیہ اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجه احمد فی المسند والمناقب والمنقہ فی  
 کنز العمال زید بن عبد الصمد بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سمر وایت ہو کہ میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 پاس مسجد میں گیا آپ ہر شخص کی نسبت استفسار فرماتے تھے فلان شخص کہاں ہے اور فلان شخص کہاں ہے  
 آپ اپنے صحابہ کو تلاش کرتے تھے اور جو شخص کہ موجود نہیں تھا اسے بلواتے تھے یہاں تک کہ تمام صحابہ حضرت  
 کے حضور میں جمع ہو گئے پھر آپ نے ان میں بہایا چارہ قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب علی علیہ السلام  
 نے عرض کیا یا رسول اللہ میری جان تو لکل گئی تھی جبکہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے صحابہ کے  
 ساتھ جو کچھ کہنا تھا کیا۔ حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے  
 تجھے اپنی ذات کے لیے سب سے پیچھے چھوڑا ہوا تھا تو مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ ہارون موسیٰ سے اور میرا بہا  
 اور وارث ہے پس علی نے کہا یا رسول اللہ میں کیا چیز حضور سے میراث میں لو لگا فرمایا جو کچھ اگلے نبیوں نے  
 لیا ہے جناب علی نے عرض کیا اگلے نبیوں نے کیا چیز میراث میں لی تھی فرمایا خدا کی کتاب اور نبیوں کی سنتیں  
 تو بہشت میں میرے ساتھ میری قبر میں ہوگا۔ میری بیٹی فاطمہ اور حسن اور حسین کے ساتھ تو میرا رفیق ہے  
 پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہ بہای آمنے سامنے تختوں پر ہونگے۔

(۵) عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال دخلت علی رسول الله صلی اللہ علیہ فقال انی موالخ بیکم  
 کما اخي الله بین الملائکة ثم قال لعلی انت اخي ورفیقی ثم تلا هذه الاية اخوانا علی سرر متقابلین  
 (اخرجه ابوبکر بن مردويه) زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضرت فرما رہے تھے میں تم میں برابر کی قائم کر نیوالا ہوں پھر جناب علی علیہ  
 السلام سے فرمایا تو میرا بہا سنی اور رفیق ہے پھر آپ نے اس آیت کو ارشاد کیا کہ بہای آمنے سامنے تختوں پر ہونگے  
 (۶) عن رافع ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت اخي وانا اخوک (اخرجه  
 الطبرانی فی الکبیر) ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق جناب علی علیہ السلام  
 سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا بہا سنی ہے اور میں میرا بہا سنی  
 (۷) عن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اخي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بین



## الحجیب

(۱) عن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اساتذہ

لی الخلیل اکملنا اتخذا ابراہیم خلیلا وازقصری فی الجنة وقصر ابراہیم فی الجنة

مقابلہ وقرع علی بن قصری وقصر ابراہیم فیالہ حجیب بن خلیلین راخرجہ الحاکم والدیلی خذیفہ  
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدائے مجہور اپنا خلیل بنایا ہے جس کو حضرت ابراہیم  
علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا میرا اور حضرت ابراہیم کا قصر حبشہ میں آئے سائے ہوگا اور علی کا قصر مبارک قصر بن کے  
درمیان میں ہوگا پس مبارک ہو اسکے لیے جس کا حجیب دو خلیلوں کے درمیان میں ہو۔

(۲) عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیمۃ ضرب

مقبۃ من مرجان حمراء عن یمان العرش وضرب لایراہیم من یاقوتہ مخضر اعن لیسار العرش وضرب فیما بینہما علی

قبۃ من لؤلؤ بیضاء فما ظنکم بحجیب بن الخلیلین راخرجہ الحاکم سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جہان

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کو زبرچہ کے لیے جہان سرخ کا خیمہ لگایا جائیگا عرش کے دو منظر

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے سبز یاقوت کا قبة عرش کے بائیں جانب لگایا جائیگا اور ان دونوں کے درمیان

علی کے لیے سفید موتی کا قبة بنایا جائیگا پس اس حجیب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہو جو کہ دو خلیلوں کے درمیان میں ہو

قال ابو عبد اللہ القاری ما رأیت اقرب من علی قلب القرآن فی عہد رسول اللہ

## القاری

اللہ علیہ وسلم (مجمع الاحیاء فی مناقب الاصحاب) قاری ابو عبد اللہ سلمی کہتے ہیں کہ میں نے

جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا انہوں نے جناب سالماہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخندہ

میں پورا قرآن پڑھ لیا تھا۔

عن ابی الحسن المہلبی قال لما قتل علی بن ابی طالب عمر بن عبد الوہب رضی اللہ عنہ

## بھیضۃ البلد

عمرہ وقال من ذی الذی جترأ علیہ فقالوا علی بن ابی طالب فقال کانت منیۃ علی

یلا کفو کریم ما سمعت نافع من لہذا فان شات ہ لوکان ذاتل عمرہ غیر قائلہ + لکنت ابی علیہ اخر الا بید + لکن

قائلہ من لا ظہیر لہ من کان یدعی قد یمایضۃ البلد (طالب السؤل) ابو الحسن مدائنی سے روایت ہو کہ جب

جناب علی بن ابی طالب نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا اور اس کی ہمشیرہ عمرہ کو اس کے قتل کی خبر لگی وہ پوچھنے لگی کہ اس پر کون

اقدام کیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب نے کہنے لگی اس کی موت کفو کریم کے ہاتھ سے واقع ہوئی ہے مگر اس کے

زیادہ فخر والا زمانہ میں نہیں سنا میری رشتہ کما مہ اگر عمرہ کا قاتل اسکے سوا کوئی اور ہوتا تو میں اب تک اس پر فخر

رہتی لیکن اس کا قاتل وہ ہے کہ جس کا مثل کوئی دوسرا نہیں وہ ہمیشہ بھڑیضۃ البلد پکارا جاتا رہے۔

تنبیہ بھڑیضۃ البلد کے معنی لغت میں مین (واحدہ الذی یجتمہ الیہ ولقبیل قول) یعنی وہ فرد الافراد کے جملے



المہاجرین والانصار کان یواخی بین الرجل ونظیرہ ثم اخذ سید علی فقال هذا اخي قال  
 خذ يفة فرسول الله صلى الله عليه وسلم سيد المرسلين وامام المتقين ورسول رب العالمين  
 الذي ليس له شبيه ولا نظير وعلى اخوه (اخرجه احمد في المناقب وابو بكر بن مردويه) خذ يفة  
 اليمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کے درمیان  
 رشتہ اخوت ملے تھے تو ہر ایک صحابی کو اسکی نظیر کے ساتھ اسکا بہایا چارہ قرار دیتے تھے۔ پھر علیؑ  
 کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرا بہائی ہے خذ یفة رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید  
 المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین میں انکی شبیہ و نظیر کوئی نہیں علی علیہ السلام انکے  
 بہائی ہیں ۛ

(۸) عن ابن عباس قال لما اخي رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اصحابه من المهاجرين  
 والانصار وهو انه صلى الله عليه وسلم اخي بين ابوبكر وعمر واخي بين عثمان بن عفان و  
 عبد الرحمن بن عوف واخي بين طلحة والزبير واخي بين ابي ذر الغفاري والمقداد رضی  
 الله تعالى عنهم ولم يواخ بين علي وبين احد منهم فخرج على مضض حتى اتى جد ولا  
 من الارض وتوسد راعه ونام فيه فاسف عليه الريح التراب فطلبه النبي صلى الله عليه وسلم  
 فوجده على تلك الحالة فوكله برجله وقال له قم فما صلحت ان تكون ابا تراب غضبت حين  
 حين اخيت بين المهاجرين والانصار ولما واخ بينك وبين احد منهم اما ترضى ان  
 تكون منى بمنزلة هارون من موسى لا انه لا نبي بعدي الا من احبك فقد جف بالك من و  
 الايمان ومن ابغضك اما ته الله مغبة الجاهلية وحوسب الاسلام راخرجه الطبراني و  
 المسيو في جمع الجوامع والمنق في كثر الحال ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب  
 آبا صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا نامنا اس طرح پر قائم کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی  
 اللہ عنہ کا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اور طلحہ کو زبیر کا اور ابو ذر غفاری کو  
 مقداد کا بہائی قرار دیا اور علی کو سیکا بہائی نہ بنایا جناب علی نہایت غصہ ہو کر لکل گئے اور زمین پر گر گئے  
 اور اپنی کلائی کا تکیہ کر کے سو گئے ہوا سے مٹی اڑ کر انکے بدن پر پڑ گئی حضرت نے انکو تلاش کیا اور  
 ایسی حالت میں پایا حضرت نے انکو اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا اٹھ بچہ کو بچہ ابو تراب بننے کے کچھ صلاحیت  
 نہیں ہے کیا تو خدا سے گویا جیکہ میں نے صبح کے درمیان اخوت کو قائم کیا اور تجھ کو سیکا بہائی نہ بنایا کیا تو  
 رضی نہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہو جیسکہ ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے جو شخص کہ تجھے دوست رکھے گا



وہ اسن اور ایمان میں گہرا رہیگا۔ اور جو تجھے دشمن بن گئے گا خدا اسکو کفار کی موت سے ماریگا۔

(۹) عن انس رضی اللہ عنہ قال لما کان یوم المباحلۃ اخى النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین المهاجرین والانصار وعلی واقف یراک وبعیرت مکانہ ولم یواخر بیدہ وبن احد فانصرف علی باکی العین فافتقدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما فعل ابو الحسن قالوا انصرف باکی العین قال یا بلال اذهب فاتی بنفسی بلال الی علی وعلی قد دخل منزله باکی العین فقالت فاطمة ما یمیکک کا ابکی اللہ عینک قال یا فاطمة اخى النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحاب المهاجرین والانصار وانا واقف یرانی وبعیرت مکانی ولم یواخر بیدی وبن احد قالت لا یخزنات اللہ لعلہ انما اخرتک لنفسی فقال بلال یا علی اخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ ما یمیکک یا ابا الحسن فقال اخیت بین المهاجرین وبن الانصار وانا واقف تراقی وتعرف مکانی ولم یواخر بیدی وبن احد قال انما اخرتک لنفسی لا یرک ان تکن اخا نبیک قال بلی یا رسول اللہ فآخذہ بیدہ فارقاہ المنین فقال اللہم ان هذا منی وانا منہ الا انہ منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا ان من کنت موکاه فغلی موکاه قال فانصرف علی قبر العین فاتبعہ عمر بن الخطاب فقال یا ابا الحسن اصبت موکای وموکا کل مو من راخر جہا ابو الحسن فقیہ ابن المغالہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سبیلہ کے روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بیابا چارہ قائم کیا علی کثرت سے ہوئے تھے حضرت انکو دیکھ رہے تھے اپنے انکے ساتھ کسی کو شریک اخوت نکھیا جناب رونے ہوئے گھر کو چلے گئے جب حضرت نے انکو نہ کھیا تو فرمایا ابو الحسن کیا کر رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا وہ روتے ہوئے لوٹ گئے ہیں حضرت نے بلال سے فرمایا اے بلال جا کر انہیں بلال و بلال انکے بلانے کے لیے گئے جناب علی اسوقت تک گھر میں داخل ہو چکے تھے جناب سیدہ انہیں روتا ہوا دیکھ کر کہا خدا تمہیں نہ رلائے تم کیوں روتے ہو جناب علی کہنے لگے آج حضرت نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت جوڑا ہے اور مجھے حضرت دیکھ رہے تھے لیکن مجھے کسی کا بہائی نہ بنایا جناب فاطمہ نے جواب دیا آپ انگلیں نہون شاید حضرت نے تمہیں اپنی ذات مقدس کے بہائی بنانے کے لیے پیچھے رکھا ہو۔ اتنے میں بلال نے پکار کر کہا یا علی حضرت کے پاس تشریف لے چلے جناب علی حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا ابا الحسن تم کیوں روتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بیابا چارہ دیکھا جوڑا ہے لیکن مجھے کسی کا بہائی نہیں بنایا فرمایا۔ یا علی میں نے تمکو اپنی ذات کے لیے پیچھے رہنے دیا تھا۔ آیا تم اپنے نبی کے بہائی بننے سے خوش نہیں جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خوش ہوں۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں منیر پر چڑھایا۔ اور فرمایا بار النبی میرا ہے میں اسکا ہوں یہ مجھے بمنزلہ ہارون کے



ہے سو سے جبکہ کہین مولا ہوں اسکا علی مولا ہے اس کہتے ہیں کہ جناب علی نہایت ٹنڈی آنکھوں سے گم  
کو داپس ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکے پیچھے اور کہنے لگے اے ابو الحسن آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ میرے  
اور ہر مومن کے مولا بن گئے ہیں \*

(۱۰) عن ابن عباس ان علیاً کان یقول فی حبیب النبی صلی اللہ علیہ اذان مات او قتل انقلبتم علی  
اعقابکم واللہ لا ینقلب علی عقابنا بعد اذ ہدانا اللہ واللہ لئن مات او قتل ان انقلبتم علی  
اعقابکم لا قتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت او اقتل واللہ انی لا خوف وولیعہ ووارثہ وایں عمرہ من اخی  
بیدی ویدینہ (اخرجہ احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روای ہے کہ جناب علی علیہ السلام آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی ہے کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت  
فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم اپنی اڑیوں کے بل پہر جاؤ گے (خدا کی قسم ہے بعد اسکے کہ خدا نے ہم کو ہدایت  
فرمائی ہے اپنے اڑیوں کے بل پر نہ نین پرینگے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں  
اور تم اپنی اڑیوں پر پہرنا چاہو تو میں تم سے جہاد کروں گا جس بات پر کہ حضرت جہاد کیا ہے واللہ میں جناب رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہائی اور وارث اور ابن عم ہوں اور وہ شخص ہوں جسکے ساتھ حضرت نے اپنی برادری  
کا رشتہ ملا یا ہے \*

(۱۱) عن عمر بن عبد اللہ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخا بین الناس وترك علیما حتی یقی  
اخرہم لا یری لہ اخا فقال یا رسول اللہ اخیت بین الناس وتركنی قال ولم ترائی ترکک انما ترکک  
لنفسی انت اخی وانا اخوک فانی اذا کرک قل انا عبد اللہ واکور رسولہ لا یدعیہا بعدک الا کذاب  
(اخرجہ احمد) عمر ابن عبد اللہ نے باپ سے روایت کرتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان  
رشتہ برادری قائم کیا علی سے کہ پیچھے رہ گئے انکا بہائی بٹا ہوا کوئی نظر نہیں آتا تھا حضرت عرض کرتے  
لگے یا رسول اللہ آپ کے رشتہ اخوت ملا دیا ہے اور مجھے یوں ہی چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا تو جانتا ہے کہ میں نے  
تجھے کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ ہم نے صرف اپنے ذات کے لیے چھوڑ رکھا ہے۔ تو میرا بہائی ہے اور میں تیرا بہائی  
ہوں۔ ہم تجھے بتاتے ہیں یوں کہا کر میں خدا کا بندہ اور اسکے رسول کا بہائی ہوں۔ تیرے سوا اگر کوئی یہ بات  
کہے گا تو وہ جھوٹا ہے۔

(۱۲) عن یعلی بن مرثد قال اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین المسلمین وجعل خلف علیا حتی یقی اخرہم و  
لین معہ اخ فقال لہ اخیت بین المسلمین وتركنی فقال انما ترکک لنفسی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ وانا اخوک انت  
مفی بمنزلہ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی وانت معی فی قصری بنی



الجنة مع ابنتي فاطمة وانت اخي ورفيقي ثم تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم اخوانا علي سرور متقابلين ثم قال له النبي صلى الله عليه وسلم ان ذاكرتك احد فقل انا عبد الله و اخو رسول الله ولا يدعها بعدى الا كذا مفتررا اخرجه جمال الدين المحدث حنا روضه الاحباب في الاربعين (۱) یعنی بن مرہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ نے مسلمانوں میں اخوت کا رشتہ قائم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ کو پیچھے جوڑتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ سب آخر گئے اور ان کا بہائی بننے کے لیے کوئی باقی نہ رہا جناب علیؑ نے عرض کیا حضورؐ مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بہائی قرار دیدیا ہے اور مجھے جوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا میں نے تجھے اپنی ذات کے لیے جوڑا ہے تو دنیا و آخرت میں میرا بہائی ہو اور میں تیرا بہائی ہوں تو مجھ سے ہاروں کی جگہ پر ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے تو میری سادہ میری گھر سے میں جنت میں ہو گا تو میرا بہائی اور رفیق ہے یہ حضرت نے اس آیت کو ارشاد فرمایا کہ بہائی بہائی ایسا منے سامنے کے تختوں پر ہو گویا میں تجھے کہتا ہوں کہ اگر تجھ سے کوئی پوچھے تو یہ کیوں اس کا بندہ اور اس کے رسول کا بہائی ہوں تیرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہے گا مگر کہ وہ جھوٹ کہنے والا ٹھہرے گا۔

(۱۳) عن عباد بن عبد الله قال قال علي انا عبد الله و اخو رسول الله و انا صديق الاكبر لا يقول ذلك بعدك الا كاتب صلوات قبل الناس سبع سنين اخرجه احمد في المناقب والنسائي في الخصائص و الحافظ ابو زيد عثمان بن ابی شبيب في سننه و الحاكم في المستدرک و الحافظ ابو نعيم في الحلية و العقيلي و عباد بن عبد الله سے روایت ہے کہ جناب امیر علیؑ سلام فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بہائی اور صدیق اکبر ہوں میری سوا یہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹا کاذب میں نے سب پہلے سات برس نماز پڑھی۔

(۱۴) عن ابی الطفیل قال لما جعل امر الثوری بن علی عثمان و طلحة و الزبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعید بن ابی وقاص اوسعید بن زید فقال علی صل فیكما حدی رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و بیئنه اذا اخي بین المسلمین قالوا اللهم لا راستیعاً عبد السلام ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی لیے جناب علیؑ اور عثمان اور طلحہ و زبیر اور عبد الرحمن بن عوف اور سعید بن ابی وقاص یا سعید بن زید کے درمیان مشورت کرنے کے لیے جوڑ دیا جناب امیرؑ نے فرمایا میرے سوا کوئی تم میں ایسا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کے درمیان رشتہ برادری قائم کیا ہو سب کہیں گے خدا گواہ ہے نہیں۔

(۱۵) عن علی قال طلبنی النبی صلی الله علیه وسلم فوجدنی فی حائط قائماً فقبضنی برجله و قال قم لوالدک لارضیک انت اخي و ابو ولدی تقاتل علی سنتی من مات علی عہدی فہو فی



کنز الجنة ومن مات على عهدك فقد قضى نحبہ من مات علی حبک بعد موتک ختم الله بآلامن و  
 الايمان ما طلعت الشمس وما غربت راخو جہ فی المناقب مروی ہے جناب امیر علیہ السلام سے کہ جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلاش کیا اور ایک دیوار کے نیچے ٹوکھا پایا اپنے اپنے پاس مبارک سے  
 مجھے ہلا کر فرمایا اللہ ہم تجھے رضی کرین تو میرا بہائی اور میرے بچوں کا باپ ہے تو میری سنت پر پڑے گا  
 جو میرے عہد پر لگا وہ جنت کا خزانہ میں ہوگا۔ اور جو تیرے عہد پر لگا اسکی آرزو پوری ہوگئی جو شخص  
 تیری محبت پر تیرے بعد لگا خدا تعالیٰ اسکا خاتمہ امن اور ایمان میں کرے گا جنت تک کہ آفتاب نہ نکلتا اور  
 چپتا رہے گا۔

(۱۶) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم ما أشهدك قد بلغت  
 هذا الخي وابن عمي وصهره وابو ولدي اللهم كعب من عبادك في النار راخو جہ بن الجنادی ابن  
 عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے پروردگار  
 تو گواہ رہو کہ میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ میرا بہائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اور  
 میرے پروردگار جو شخص کہ اس سے دشمنی کرے اسے آگ میں افندہ کر کے گرا۔

(۱۷) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت اخي ورفيقي في الجنة يا علي سبع  
 الوضوء وان شق عليك ولا تاكل الصدقة ولا تترحمك على الخيل ولا تجالس اصحاب النجوم  
 راخو جہ الخطیب جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے  
 ارشاد کیا یا علی تو میرا بہائی اور جنت میں میرا رفیق ہے یا علی وضو اچھی طرح سے کر لو اگرچہ تجھ پر  
 شاق گذرے اور خیرات نہ کما یا اور گدھے کو گھوڑے پر نہ چڑھا یا اور نخبو سیون کے ساتھ مت بیہوش۔

(۱۸) عن ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي خيرا خوتي  
 علي وخيرا عمي حمزة راخو جہ الدبلی جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
 کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب بہائیوں سے علی اور حمزہ  
 حمزہ بہترین۔

(۱۹) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خيرا خوتي علي وخيرا عمي  
 حمزة وذكر علي عبادة راخو جہ الطبرانی وابن مردويه ابن عباس رضي الله عنه سے روایت ہے کہ سرور  
 کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میرے سب بہائیوں میں بہتر علی ہیں اور سب چچوں میں  
 بہتر حمزہ ہیں اور علی کا ذکر عبارت ہے۔



(۲۰) عن مطلب بن عبد الله بن خطيب عن ابي رافع قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس اوصيكم بحب ذي القرنين اخي داود بن عمي علي بن ابي طالب فانه لا يحبه الا مؤمن راحوه احمد في المناقب) مطلب بن عبد الله بن خطيب اپنے والد ماجد سونا قل بن کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے لوگو! میں تمہیں اس استے ذوالقرنین کی محبت کو ایسے وصیت کرتا ہوں وہ میرا بہائی اور ابن عم علی ابن ابی طالب ہے۔ پس تحقیق اس سے محبت نہیں کریگا مگر مؤمن ۔

(۲۱) عن محمد بن یزید الہمدانی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخي بين المسلمين ثم قال يا علي انت اخي بمنزلة هارون من موسى غير انه لا نبي بعدي اما علمت يا علي ان اول من يدعي يوم القيامة بي - اقوم بين يمين العرش فاكسى حلة خضر ادم من حلة الجنة الاواني اخبرك يا علي ان امتي اول الادم يحاسبون يوم القيامة ثمرات اول من يدعي لك بقلبتك ومنزلتك عندك فيدفع اليك لوائى وهو لواء الحمد تسير بين السماء والارض جميع خلق الله يستظلون بظل لوائى وطوله مسير النور سنة لسنانه يا قوته حمراء له ثلاث ذوائب من نور ذوائبه في المشرق وذوابة في المغرب والثالثة وسط الدنيا مكتوب عليه ثلاثة اسطر الاول بسم الله الرحمن الرحيم الثاني الحمد لله رب العالمين الثالث لا اله الا الله محمد رسول الله طول كل سطر الف مئة وعرضه الف سنة ونسبه الحسن عن عبيدك والحسين عن ليلى حتى تقف بينى وبين ابراهيم في ظل العرش ثم تكسى حلة خضر ادم من الجنة ثم ينادى مناد من تحت العرش نعم الاب ابراهيم ونعم الاخ اخوك على الشرى اعلیٰ نلتكس اذا اكتسبت وتدعى ذاد عيت راحوه عبد الله بن احمد في زوائد المناقب) محمد بن یزید الہمدانی کہے ہوں کہ جناب رسالتا ب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں رشتہ اخوت قائم کر کے علی سے کہا یا علی تم میرے بہائی ہارون کی جگہ پر ہو سو سے پیغمبر اسکے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے یا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ قیامت میں سب سے اول میں ملایا جاؤں گا۔ اور عرش کے واسطے بازو پر کٹا کر کیا جاؤں گا۔ اور مجھے جنت کے طوں میں سے سب سے پہلے لپٹا کر بنائی جائے گی۔ یا علی میں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ قیامت کے روز سب امتوں سے پہلے میری است حساب دو گی۔ پھر سب سے پہلے تو میری قرابت کی وجہ سے ملایا جاؤں گا۔ اور تجھے میرا علم یعنی لواء الحمد دیا جائیگا۔ تو دونوں صفوں کے بیچ بیچ بیٹھے گا۔ آدم اور ساری دنیا میرے علم کے سایہ میں پناہ گزین ہوں گے۔ اسکی لمبائی ہزار سالہ راہ کی ہوگی۔ اسکی بھال سرخ یا قوت سے بنی ہوگی اسکی تین گیسوں کے ہونگے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں۔ اور ایک دنیا کے بیچ بیچ میں۔ سب سے تین سطرین لکھی ہوئی ہوں گی ایک بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دوسری الحمد لله رب العالمین



تیسری لالہ الہ اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر سطر کا طول و عرض نہر سالہ راہ کا ہوگا۔ حسن تحریر و اپنے ہاتھ اور حسین بامین ہاتھ ہونگے یہاں تک کہ نو میرے اور ابراہیم کے درمیان سایہ عرش کے نیچے اگر شہیرے گاہ اور بچے جنت کی سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ اور منادی عرش کے نیچے سے ندا کریگا کیا اچھا باب ہو تیرا ابراہیم اور کیا اچھا بہائی ہے تیرا علی بشارت ہو تجھے اسے علی کہ جب مجھ کو لباس پہنا یا جائیگا تو تجھے ہی پہنا یا جائیگا۔ اور جب میں بلا یا جائیگا تو تو ہی بلا یا جائیگا۔

(۲۲) عن جابر عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت مکتوباً علی باب الجنة لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و علی اخو رسول اللہ قبل ان یخلق السموات بالفیئنة راخرجه فی المناقب والدلیلی فی فردوس الاخبار جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے زمین و آسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پیشتر جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں محمد اسکے رسول میں۔ علی اسکے رسول کے بہائی میں۔

(۲۳) عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت علیاً و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انا اخو المصطفیٰ لاشک فی نسبی + نہ ریت و سبطا ہما ولدی + جدی وجد رسول اللہ منقرہ + وفاطہ زوجی لا قول ذی قند + صدقتہ و حبیبہ الناس فی ہم + من الضلالة والاسراء والنکد + قال فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال صدقت یا علی رقت من مطالب السؤل لمحمد بن طلحہ الشافعی) مروی ہے جابر بن عبد اللہ سے کہ میں نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سن رہے تھے کہ میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بہائی ہوں میری نسب میں کسی طرح شبہ نہیں ہے۔ میں نے ان کے پاس پرورش پائی ہے۔ انکے دونوں نور میں سے میں نے میرا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا ایک ہے۔ اور جناب فاطمہ علیہا السلام میری زوجہ ہے یہ قول دروغ نہیں ہے۔ میں نے اس وقت حضرت صلعم کی تصدیق کی ہے کہ تمام لوگ گمراہ اور شرک اور انکار کی وجہ سے مشرک بن گئے تھے حضرت نے یہ شکر قسم فرمایا اور کہا یا علی تم سچ کہتے ہو۔

(۲۴) عن ربیعہ بن ناجد از رجلا قال لعلی یا امیر المؤمنین لمررت ابن عمک دون عمک قال لما تلت فانذر عشیرتک الاقرین دعائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا علی ان اللہ امرت ان انذر عشیرتک الاقرین فاصبر لنا صاعاً من الطعام واجعل علیہ رجل شاة واملاء بنا عساً من لبن ثم اجمع لی بنی عبد المطلب و ابلغهم ما امرت بہ ففعلت ما امرت بہ ثم دعوتهم لہ و هم یومئذ



اربعون رجا فيهم اعمامه ابو طالب حمزة وعباس وابو لهب فلما اجتمعوا اليه دعاني بالطعام الذي  
صنعت له فجلست به فلما وضعتہ تناول رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال خذوا بهم الله فاكل  
القوم حتى مالهم لبثي حاجة وما ادرى الاموضع ايديهم والحمد لله الذي نفسى بيدي وان كان الرجل  
الواحد منهم لم ياكل ما قدمت بجميعهم ثم قال اسق القوم فجلست بذلك العس فشربوا حتى  
راوا وبقي الشراب كانه لم يشرب فقال يا بنى عبد المطلب اني بعثت اليكم خاصة والى الناس عامة  
وقد رايتهم من هذه الاية ما قد رايتهم فايكم يبالي عنى على ان يكون اخي وصاحبي فلم يفهم اليه احد  
قال فقلت اليه وكنت اصغر القوم سنا قال اجلس ثم قال ذلك ثلاث مرات كل ذلك اقوم اليه  
فهو يقول اجلس حتى كان في الثالثة فضرب بيدي ثم قال انت اخي وصاحبي وذيري  
فبذل لك ورثت ابن عمي وبن عمي راخرجه احمد في المسند وفي المناقب والنسائي في الخصائص  
ابن اسحاق في سيرته وابن جرير في تاريخه وابن ابى حاتم وابو بكر بن مردويه باختلاف بسير  
ربيع بن ناجد ناقل من كذا كذا شخص في جناب امير سے پوچھا یا امیر المؤمنین آپ نے اپنے چچا کے سوا اپنے چچا  
بہائی کا کس طرح ورثہ پا پایا ہے جناب امیر نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو  
فرجنا بے سالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ باعلی مجھے رشتہ داروں کے ڈرانے کے  
لیے حکم دیا گیا ہے تم ایک برتن میں طعام تیار کر کے اسپر بکری کے پائے رکھ دو اور ایک ظرف میں دودھ  
بیردو اور تمام بنی عبد المطلب کو بلالو کہ میں ان سے گفتگو کروں اور خدا کا حکم انکو پہنچا دوں۔ میں نے حسب  
ارشاد کہنا تیار کیا اور بنی عبد المطلب کو بلالایا ان دنوں وہ کل چالیس آدمی تھے جن میں حضرت کے  
چاروں چچا ابو طالب حمزہ عباس ابولہب بھی شامل تھو جب وہ حاضر ہوئے حضرت نے اس طعام سے  
قدرے تناول فرما کر ان سے کہا نے کے لیے ارشاد کیا۔ تمام لوگ کہا کر سیر ہو گئے میں نے دیکھا کہ انہوں نے  
طعام صرف سیر کر لیا ہے۔ جس مقام پر کہ انہوں نے اپنا ہاتھ ڈالا تھا۔ باقی طعام ویسا ہی دھرا  
ہوا ہے۔ اس ذات کی قسم ہے کہ جبکہ قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ان میں سے ایک آدمی اس  
تمام کہانے کو کہا سکتا تھا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو دودھ پلاؤ میں نے ان کو  
دودھ پلایا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئے۔ دودھ ویسا ہی موجود تھا گویا کہ کہنے نہ پایا ہو پھر حضرت نے انکو  
مخاطب کر کے ارشاد کیا اے بنی عبد المطلب میں تمہاری طرف خاص طور پر اور دوسرے لوگوں کی  
طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں۔ تم نے میرا یہ معجزہ دیکھا ہے۔ پس تم میں سے کوئی ہے کہ میری صحبت  
کرنے اور میرا بہائی اور دوست بن کر کوئی شخص ان لوگوں میں سے حضرت کی صحبت کے لیے نہ ارشاد



میں اس وقت ان تمام لوگوں کو کم عمر تھا بیت کے لیے اٹھ کھڑا ہوا حضرت نے مجھے فرمایا بیٹہ جا میں بیٹہ گیا  
حضرت نے دوبارہ اور سہ بارہ ان کو ہی ارشاد کیا میں ہی ہر ایک دفعہ اٹھتا رہا۔ تیسری بار حضرت نے  
میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا ہائی اور دوست اور وزیر ہے۔ (۱) سلیے بیٹے اپنے چچا کے سوا اپنے  
ابن عم کا ورثہ حاصل کیا ہے۔

(تفسیر) یہ موافقات ہی جناب امیر علیہ السلام کے فضل ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ موافقات مساوات کی  
دلیل ہے۔ لیکن مساوات منصب نبوت میں محال ہے۔ پس لامحالہ مساوات فی العمل سمجھی جاسکتی ہے  
اور مساوات فی العمل نتیجہ کثرت ثواب ہے۔ اور کثرت ثواب برہان فضیلت ہے۔

(انت منی بمنزلة هارون من موسى)

## ان صحابہ کرام کے اسماء جن سے کتب حدیث روایت ہوئی ہے

وقد صنف القاضي أبو القاسم علي بن الحسن بن علي التنوخي كتاباً سماه ذكر الروايات من نسخة ثلاثين  
ورقة حقيقة حليها تاريخ الرواية سنة خمس وأربعين وأربعمائة وروى التنوخي حديث انت مني بمنزلة  
هارون من موسى عن عمر بن الخطاب عن علي وسعد بن أبي وقاص وعبد الله بن مسعود وعبد الله  
ابن عباس وجابر بن عبد الله الأنصاري - وأبي هريرة - وأبي سعيد الخدري - وجابر بن سمرة -  
ومالك بن الحويرث - والبراء بن عازب - وزيد بن أرقم - وأبي رافع مولى رسول الله صلى الله عليه  
عليه وسلم - وعبد الله بن أبي أوفى - وأخيه زيد بن أبي أوفى - وأبي سرجة - وحذيفة بن أسيد  
فارس بن مالك - وأبي بريدة الأسلمي - وأبي أيوب الأنصاري - وعقيل بن أبي طالب وحبيش بن  
جنادة السلولي - ومعاوية بن أبي سفيان - وأمسلة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم - واسمار بنت  
عميس وسعيد بن المسيب - ومحمد بن علي بن الحسين وحبيب بن أبي ثابت - وفاطمة بنت علي  
وشرحبيل بن سعد يعني قاضي أبو القاسم علي بن الحسن بن علي التنوخي في: جابر بن عبد الله بن

أبي نعيم ابن مذكاة وفیات الاعیان بن کتبہ میں ابو القاسم بن علی التنوخی لکان ادیباً فاضلاً  
وذكر الخطيب في تاريخه وعاد في شيوخه الذين روى عنهم انه سمع في ان بابن مكي بن قال  
الخطيب كذا عن سمعته يقول ولد بالبصرة في النصف من شعبان سنة سبعين و  
ثلثمائة وقد قبلت شهادته عند الحكم في حدائته ولم يزل على ذلك مقبولا الى اخر عمره و  
كان متحفظا في الشهادة عفا طاعده وقافي الحديث -



اس حدیث کے متعلق ایک تیس ورق کا رسالہ لکھا ہے جس میں اس حدیث کو عمر بن الخطاب اور حبیب علی اور عبد  
ابن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس وغیرہ المورعنی المدعوم سے روایت کیا ہے۔

## اس حدیث کا متواتر ہونا

- (۱) قال ابن حجر فی الصواعق المحرقة واهلہ ان هذا الحديث متواتر فانه ورد من حديث عائشة و  
ابن مسعود وابن عباس وابن عمر وعبد اللہ بن زمعة وابی بن کبیر وعلی وحفصة حافظ ابن حجر صواعق  
محرقة میں لکھتے ہیں کہ آگاہ ہو کہ یہ حدیث متواتر ہے کیونکہ یہ حدیث ام المومنین عائشة اور ابن مسعود اور ابن  
عباس اور ابن عمر اور عبد اللہ بن زبیر اور ابو سعید اور علی اور حفصة رضی اللہ عنہم سے روایت ہوئی ہے
- (۲) قال الحافظ بن عبد البر فی الاستیعاب فی معرفة الاصحاب روى قوله صلى الله عليه وآله لعلى انت  
منى بمنزلة هارون من موسى جماعة من الصحابة وهو من اثبت الاخبار ورواها عن النبي  
صلى الله عليه وسلم سعد بن ابی وقاص وطريق حديث سعد فيه كثرة جلد وقد ذكر بن خزيمة وغيره  
ورواه ابن عباس في ابوسعيد الخدري وام سلمة واسماء بنت عميس وجابر بن عبد الله وجماعة بطول  
ذكرهم حافظ ابن عبد البر كتاب الاستيعاب في معرفة الاصحاب میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
سے انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ کی حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ نہایت  
ثابت شدہ ترین اخبار اور صحیح ترین روایات میں سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ... سعد بن ابی  
وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور سعد رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بہت طریقوں سے  
روایت ہوئی ہے جس کا ذکر ابن خزيمة وغیرہ نے کیا ہے اور سعد کے سوا ابن عباس اور ابو سعید خدری اور  
ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبد اللہ اور ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن کا ذکر باعث طول  
(۳) روى قوله صلى الله عليه وسلم انت منى بمنزلة هارون من موسى جماعة من الصحابة وهو من  
اثبت الاخبار ورواها عن النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن ابی وقاص ابن عباس في ابوسعيد  
الخدري وجابر بن عبد الله وام سلمة واسماء بنت عميس وجماعة بطول ذكرهم وذكره ابو الحجاج جمال  
الدين يوسف بن عبد الرحمن بن الزكي المزي في تهذيب الكمال في احوال الرجال في احوال الحجاج يوسف بن عبد  
الرحمن بن الزكي المزي تهذيب الكمال في احوال الرجال میں لکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے حدیث انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث  
نہایت ثابت شدہ تراویث میں سے ہے اور نہایت صحیح حدیث ہے اس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ



پانچ لوگ اگر جمع ہوں اور اسکے کہنے کو ہر طرح سے مانیں۔

## المہدی

عن حذیفہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ولوعلیا تجدد

ہادیامہدی یا اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب حذیفہ رضی اللہ عنہ سورت

ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم علی کو اپنا خلیفہ بناؤ گے تو تم اسے ہادی اور مہدی پانچ لوگ

## طود النہی

عن ربیع بن خراش قال استاذن عبد اللہ بن عباس علی معاویہ وقد تخلقت

عند بطون قریش وسعید بن العاص جالس عزیمینہ فنظر الیہ معاویہ مقبلا

قال یا سعید لا لقین علی بن عباس مسائل یعنی مجوابیہا قال لسعید لیس مثل ابن عباس یعنی مسائلك

فلما جلس قال معاویہ ما تقول فی علی قال رحم اللہ ابا الحسن کما وانہ علم الہدک وکھف الوری وطود

النہی ومحل الحی ومنہ النہی ومنہی لحلم للزلفی ونور اسفر فی ظلم الدجی۔ وداعیا الی الحجۃ العظمی

ومستسکا بالعرۃ الوثقی واکرم من شہد النجوى بعد محمد المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وکان صاحب

القبلیتین۔ وابو السبطین۔ زوجہ خیر النساء فما یفوقہ احد لم تر عینا مثله ولم اسمع سمعا مثله فمن

بیغضہ فعلیہ لعنہ رب العباد الی یوم التناد (ذخائر العقبی وینابیغ) وخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند

عبد اللہ بن عباس ربیع بن خراش سورت ہوا کہ عبد اللہ بن عباس معاویہ کے گھنے گوئی اور داخل ہو کر اذین لگا

معاویہ کے پاس قریش کے قبائل کو لوگ بیٹھے ہوئے تھے سعید بن العاص بھی اسکے راستے طرف بیٹھا ہوا تھا اسکی طرف متوجہ

ہو کر کہنے لگا میں ابن عباس سے ایسی باتیں پوچھوں گا کہ جسکے جواب میں وہ عاجز رہ جائیگی سعید کہنے لگا ابن عباس

تیرے جیسے شخص کے سوالات سے عاجز نہیں ہو سکتے جب ابن عباس معاویہ کی محفل میں پہنچا تو معاویہ نے اسے پوچھا

تم علی کے حق میں کیا کہتے ہو ابن عباس نے کہا خدا ابو الحسن پر رحم کرے واللہ وہ ہدایت کے نشان تھے اور خلقت

کے لپشت و پناہ تھے اور عقل کے پہاڑ تھے اور دانائی کے محل تھے اور بخشش کے خزانہ تھے۔ اور انتہائی علم کی

جگہ تھے جنہذا کی قربت کو لئے ہو۔ اور وہ ایک نئے تھے جو بات کی تار کی میں چمکتا تھا۔ اور وہ بزرگ حجت کی طرف

بلائیوالے تھے۔ اور رسد حکم کے ساتھ خپل مارنیوالے تھے۔ اور بعد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شورہ

دینے والے سے زیادہ بزرگ تھے۔ اور وہ دونوں قبیلوں کے صاحب تھے۔ اور وہ سبطین کے باپ تھے۔ انکی زوجہ خیر النساء

تھیں۔ پس کوئی شخص ان پر فوق نہیں لیجا سکتا۔ میری دونوں آنکھوں نے انکی مثل نہیں دیکھا اور میرے دونوں

کانوں نے انکی مثل نہیں سنا۔ پس جو شخص ان سے دشمنی رکھے اس پر بدون کو خدا کی پشکار ہو قیامت تک۔

## دابۃ الحجۃ

عن عمر ابن جموح از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمرا بن الخطاب ہل اریک

دابۃ الحجۃ تاكل الطعام وتشرب الشراب تمشی فی الاسواق قال ہذا دابۃ



وسلم سے سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس اور ابوسعید خدری اور جابر بن عبد اللہ اور ام المؤمنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے خبر کا ذکر کرنا باعث طوالت ہے  
 (۴) قال الحافظ محمد بن یوسف الکبیری الشافعی فی کفایة الطالب هذا حدیث متفق علی صحیحہ رواہ  
 الاثمة الاعلام الحافظ کابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری فی صحیحہ ومسلم بن الحجاج فی صحیحہ  
 وابوداؤد فی سننہ وابو عیسیٰ الترمذی فی جامعہ وابو عبد الرحمن النسائی فی سننہ وابن سبکتہ  
 فی سننہ واتفق الجميع علی صحیحہ وصار ذلك اجماعاً منهم قال الحائما النیشابوری هذا حدیث  
 دخل فی حدیث التواتر حافظ محمد بن یوسف الکبیری الشافعی کفایة الطالب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ایسی  
 ہے کہ جسکی صحت پر ائمہ اعلام اور حافظان حدیث موافق کیا ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری  
 نے صحیح بخاری میں اور مسلم نے صحیح مسلم میں اور ابوداؤد نے سنن میں اور ابوعیسیٰ ترمذی نے جامع الصحیح  
 میں اور ابو عبد الرحمن النسائی نے سنن میں اور ابن ماجہ نے سنن میں روایت کیا ہے اور ان تمام  
 ائمہ حدیث نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ اس حدیث کی صحت  
 پر اجماع ہو گیا ہے حاکم نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب مستدرک کا قول ہے کہ یہ حدیث در تواتر کو پہنچ  
 چکی ہے \*

(۴) قال السيوطی فی الاذهار المتناثرة فی الاحادیث المتواترة حدیث اما ترضی ان تكون منی  
 بمنزلة هارون من موسى اخو جده احمد بن حنبل وعبد الخدری واسماء بنت عمیس والطبرانی عن  
 امرئسلة وابن عباس حبشه ابن جنادة وابن عمر وهلی جابر بن سمرة والبلاد ابن عازب وزید ابن  
 ارقم رضی اللہ عنہم وهکذا ذکره المتقی فی منتخب قطف الاذهار - وقال محمد صدق عالم فی المعارج  
 العلی وهذا حدیث متواتر عند السيوطی حافظ جلال الدین ابی بکر السيوطی کتاب الاذهار المتناثرة  
 فی الاحادیث المتواترة میں لکھتے ہیں کہ حدیث اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى کو امام  
 احمد بن حنبل نے ابوسعید خدری اور اسماء بنت عمیس اور طبرانی نے ام سلمہ اور ابن عباس اور حبشہ  
 ابن جنادة اور ابن عمر اور جابر بن عمر اور یار بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا  
 ہے اور متقی رحمۃ اللہ علیہ نے منتخب قطف الاذهار میں بھی اس طرح سے ذکر کیا ہے اور محمد صدر عالم  
 کتاب المعارج العلی میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سیوطی کے نزدیک متواتر ہے -

(۵) وقال مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فی ازالة الخفاء من المتواتر حدیث انت منی بمنزلة  
 هارون من موسى روى الحسن سعد بن ابی وقاص واسماء بنت عمیس علی بن ابی طالب رضی اللہ



ابن عباس وغیرہم مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی از آلہ النہاجین لکھتے ہیں کہ حدیث انت منی منزلة ہارون من موسیٰ تو اترات میں سے ہے اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن عباس وغیرہ نے روایت کیا ہے \*

(۷) وقال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحارانی فی المنہاج ازہد الحدیث صحیحہ بلا ریب ثبت فی الصحیحین وغیرہما شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحارانی المنہاج میں لکھتے ہیں کہ یہ تحقیق یہ حدیث صحیحہ ہے بے شک صحیحین میں درج ہے \*

### اسمائی مخرجین حدیث نزالت

اخرج البخاری ومسلم والترمذی والنسائی (عن سعد بن ابی وقاص) والبخاری (عن ابی سعید الخدری) واحمد (عن کلثم) والعقیلی (عن ابن عباس) والطبرانی (عن اسماء بنت عمیس) وام سلمہ وحفصہ ابن جنادہ وابن عمر وابن عباس وجابر بن سمرة والبراء بن عازب وزید بن ارقم ومالك بن الحویرث والخطیب (عن عمر) رفعوا عنہم از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی ما ترضی ان تكون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ (مفتاح النجاء لمرزا محمد معتمد خازن البدخشان) یعنی امام بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے (سعد بن ابی وقاص سے) اور بخاری نے (ابو سعید خدری سے) اور امام احمد بن حنبل ان دونوں سے اور عقیلی نے (ابن عباس سے) اور طبرانی نے (اسماء بنت عمیس اور ام سلمہ اور حبشی بن جنادہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور جابر بن سمرة اور البراء بن عازب اور زید بن ارقم اور مالک بن الحویرث) سے اور خطیب بغدادی نے (عمر بن الخطاب) سے روایت کیا ہے کہ یہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ کیا تو رضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون علیہ السلام کا جناب موسیٰ علیہ السلام سے تھا \*

اب ہم ان ائمہ حدیث کے نام کی فہرست سلسلہ وار

دیتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کی

مخریج کی ہے

✽



ابہم ان ائمہ حدیث کی نام کی فہرست سلسلہ وار دیتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے

مختصر مشہور نام	پورا نام	مختصر نام مشہور	نام پورا
ابن اسحاق	محمد بن اسحاق صاحب سیرۃ	ابو یعلیٰ	حافظ احمد بن علی ابو یعلیٰ الموصلی صاحب سند
ابوداؤد طیالسی	محمد بن سلیمان بن داؤد طیالسی حاکم	ابن جریر	حافظ محمد بن جریر الطبری صاحب تاریخ الرسل والملوک والتفسیر
محمد بن کاتب	محمد بن سعد بن منیع الزہری کاتب الواقدی	ابو عوانہ	حافظ یعقوب بن اسحاق ابو عوانہ الاسفہانی الشافعی صاحب صحیح تلمیذ مسلم
الواقدی	صاحب الطبقات الکبیر	ابو الشیخ	ابو محمد عبد اللہ بن جعفر بن حبان الاصبہانی المعروف بابی الشیخ
ابن ابی شیبہ	عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العسبی صاحب نذاذ بخاری و مسلم	الطبرانی	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی صاحب معجم طائفة
احمد	امام احمد بن حنبل صاحب مسند و مناقب	المخلص النعمانی	حافظ ابو علی الحسن بن عرفہ بن برید العبدی المخلص النعمانی
بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری صاحب جامع الصحیح	ابو الیث	حافظ ابوالیث نصر بن محمد اسمعقندی الحنفی
ابن عرفہ	حافظ ابو علی الحسن بن عرفہ بن برید العبدی	حاکم	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بالحاکم النیابری صاحب المستدرک
مسلم	امام مسلم بن الحجاج قشیری صاحب جامع الصحیح	ابو سعید	ابو سعید عبد الملک ابن ابی عثمان محمد بن ابراہیم الحنفی صاحب شرف النبوة
ابن ماجہ	حافظ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوينی صاحب السنن	ابو بکر الشیرازی	احمد بن عبد الرحمن ابو بکر الشیرازی صاحب کتاب الالقاب
ابن حبان	ابو حاتم محمد بن حبان التمیمی صاحب الصحیح	ابن مردودہ	ابو بکر احمد بن موسی بن مردودہ الاصبہانی صاحب المناقب
ترمذی	حافظ ابو عیسیٰ بن سورة الترمذی صاحب جامع الصحیح	ابو نعیم	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب طلیۃ الاولیاء و المعرفۃ
عبد اللہ بن احمد	حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل صاحب ذوالید فی المسند	ابن اسمان	حافظ اسماعیل بن علی بن محمد بن زعفران
ابن ابی خنیسہ	حافظ احمد بن ابی خنیسہ زہیری ابن حرب		
بخاری	حافظ احمد بن عمر بن عبد الخالق البخاری صاحب السنن تلمیذ بخاری		
نسائی	حافظ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی صاحب السنن		



مختصر نام مشهور	پورا نام	مختصر نام مشهور	پورا نام
	بابن السمان الرازي	ابن اثير	ابو السعادات المبارك بن ابى الكرم محمد بن محمد عبد الكريم الشيباني المعروف بابن الاثير الجزري صاحب جامع الاصول
التنوخى	حافظ ابى القاسم على بن الحسن بن على بن ابي		
خطيب	حافظ ابو بكر احمد بن على بن ثابت الخطيب		
	صاحب التاريخ	الصالحاني	حافظ سعد الدين ابو حامد محمود بن محمد بن حسين بن يحيى الصالحاني
ابن عبد البر	حافظ ابو عمر يوسف بن عبد الله المعروف بابن عبد البر النمري القرطبي صاحب الاستيعاب	الرازي	امام فخر الدين الرازي صاحب تفسير كبير
ابن المغازلي	حافظ ابو الحسن على بن محمد بن طيب الجلبالي المعروف بابن المغازلي الشافعي صاحب المناقب	ابن اثير	ابو الحسن على بن محمد بن عبد الكريم المعروف بابن الاثير الجزري صاحب اسد الغاية
الدليلى	حافظ بشير بن شمر دار الدليلى صاحب فردوس الاخبار	البلنسى	ابو الربيع سليمان بن سالم البلنسى
بغوى	امام محيى السنه حسين بن مسعود الفرار بنغوى صاحب مثير السنه وصايع السنه	ابن النجار	حافظ محمد بن محمود بن الحسن بن محمد بن عبد الله بن النجار صاحب تاريخ بنى
العبدى	حافظ رزين بن معاوية العبدى صاحب الجمع بين الصحاح السنه	ابن طلحه	الشيخ كمال الدين ابو سالم محمد بن طلحه الشافعي صاحب مطالب السؤل
العاصمى	حافظ محمد احمد بن محمد بن على العاصمى صاحب زين الفتنه	سبط ابن الجوزى	حافظ شمس الدين ابو مظفر يوسف بن قزلى بن عبد الله البغدادي سبط ابن الجوزى صاحب تذكرة خواص الامم
السلامى	حافظ عمر بن محمد بن خضر الاردبيلي المعروف بالسلامى صاحب سيرة	ابو يوسف الكنجي	حافظ ابو عبد الله محمد بن يوسف الكنجي الشافعي صاحب كفاية الطالب
ابن عساكر	حافظ ابو القاسم على بن الحسن بن بطة المعروف بابن عساكر صاحب تاريخ	النودى	امام يحيى بن شرف النودى شارح سلم وصاحب تهذيب الاسمار واللغات
السلفى	حافظ ابو طاهر احمد بن محمد بن احمد بن ابراهيم السلفى الاصبهاني	محب الطبرى	حافظ ابو عباس محمد بن احمد بن عبد الله بن محمد الملكى الشافعى الطبرى صاحب الرياض النضرة
الخوارزمى خطيب خوارزم	حافظ ابو المؤيد الموفق بن احمد بن محمد الملكى الشافعى خطيب خوارزم	الحمويى	الشيخ صدر الدين ابو المجامع ابراهيم بن



مختصر نام مشهور	پورا نام	مختصر نام مشهور	پورا نام
	الموید محمد بن عبد السمیع بن علی بن محمد محمودی حسنا	الدولت آبادی	ملک العلماء قاضی شہاب الدین بن شمس الدین الزاوی ثم الدولت آبادی صاحب بدایت السعد
	فرید السطین		
ابن سید الناس	محدث ابو الفتح محمد بن محمد المعروف بابن سید الناس صاحب عیون الاثر	ابن حجر عسقلانی	الحافظ احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر عسقلانی صاحب تہذیب التہذیب
ابن فہیم	حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر المعروف بابن فہیم الجوزی الخبلی صاحب زوائد المعاد	ابن الصباغ	الحافظ نور الدین علی بن محمد المعروف بابن الصباغ المالکی المالکی صاحب فضول مہمہ
عبد السمیع	امام عبد السمیع بن سعد بن علی الہمنی الیافعی صاحب ہرۃ الجنان	السیوطی	الحافظ جلال الدین ابوبکر عبد الرحمن السیوطی القاضی حسین بن محمد بن محمد بن الدیار بکری صاحب تاریخ خمیس
ابن کثیر	حافظ اسمعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر صاحب تاریخ	ابن حجر مکی	الحافظ احمد بن محمد بن علی بن حجر البیتھی المالکی صاحب صواعق محرقہ
علامہ الادب السنی	الشیخ احمد بن محمد بن احمد الملقب بعباء الدولۃ السمنانی صاحب العروۃ الوثقی	المتقی	الحافظ علی ابن حسام الدین المتقی صاحب کنز العمال
الخطیب دلی الدین	الحافظ ولی الدین ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب صاحب مشکوٰۃ المصابیح	جمال الدین محمد	الحافظ عطی الدین بن فضل الدین المعروف بجمال الدین المحدث الشیرازی صاحب وصیۃ الاحباب
المرزی	الحافظ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن المرزی شافعی صاحب کتاب تحفۃ الاشراف	الساوی	الشیخ محمد بن عبد الرؤف بن تاج العارفین الساوی صاحب کتاب المیسر فی شرح جامع الصغیر
الزرنی	الحافظ محمد یوسف الزرنی صاحب نظم در السطین	عیدروس	الشیخ عبد السمیع بن عیدروس صاحب کتاب عقد نبوی و غیر مصنفوی
سید الہمدانی	العارف الربانی السید علی الہمدانی صاحب حاشیۃ الفکر		
ابن شمسہ	حافظ محمد بن محمد بن محمود صاحب الدین ابوالولید الخلبی المعروف بابن شمسہ صاحب وضع المناظر فی علم الاول والآخر	ابن بکثیر	الشیخ احمد بن الفضل بن محمد بکثیر المالکی صاحب کتاب رسد المال
عبد الرحیم العراقي	الحافظ ابو زرعا احمد بن عبد الرحیم العراقي صاحب الفیۃ المحدث و شرح التقریب	محبوب عالم	المولوی محمد صفی الدین جعفر الملقب بحبوب عالم
		السبختی	سیر محمد سید محمد خان البختانی صاحب تزل الابرار



مختصر شہوت نام	پورا نام	مختصر شہوت نام	پورا نام
شاہ ولی اللہ محدث	مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم محدث	عبد الغفر صاحب	پورا نام
الدہلوی	الدہلوی صاحب ازالہ الخفا	شیخ احمد دحلان	محدث الحرم الشیخ احمد بن ربیع بن احمد
العجیلی	الشیخ احمد بن عبد القادر عجیلی صاحب کتاب	دحلان الشافعی صاحب سیرۃ النبوة	
	وخیرۃ المال	السید محمد موسیٰ بن حسن الشبلنجی صاحب	الشبلنجی
	المولوی رشید الدین خان الدہلوی تلمیذ شاہ	کتاب نور الالبصار	

## احديث کے بعض طرق کا بیان

(۱) عن مالك قال خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب غزوة تبوك فقال يا رسول الله اتخلفني في النساء والصبيان فقال اما ترضي ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبوة بعدى (۱) اخرجہ احمد فی المسند والبخاری ومسلم والترمذی وابوداؤد والطیالسی فی مسنده والنسائی فی الخصائص وابن عرفة ومحمد بن سعد کاتب الواقدی فی طبقات الکبیر ابو نعیم فی فضائل الصحابة والطبرانی فی المعجم الصغیر والبعوی فی مصابیح السنة وابن المتعازلی فی المناقب وابن الاثیر الجوزی فی جامع الاصول والنووی فی تہذیب الاسماء سعد بن راک ضی السیئة سے روایت ہو کہ جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم غزوة تبوک میں جناب امیر کو اپنے پیچھے چھوڑنا چاہا یا جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑنا چاہتے ہیں حضرت نے ارشاد کیا کیا تو رضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزل ہارون کے ہو موسیٰ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔

(۲) عن سعد بن ابی وقاص ان معاوية امره فقال له ما يمنعك ان تشب ابا تراب فقال اما ذكرت ثلثا قال هي رسول الله صلى الله عليه وسلم فلن اسب له فان يكون لي واحد منهم احب الي من حمل النغم سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلفه في بعض مغازيه فقال له علي يا رسول الله خلفتني مع النساء والصبيان فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اما ترضي ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبوة بعدى وسمعه يقول يوم خيبر لا عطين الراية غدا ارجو ان يحب الله ورسوله فتناولنا فقال عوا عليا فاقى به ارمدا فبصق في عينيه ودفع الراية اليه ففتح الله عليه ولما تلت هذه الآية ندع ابائنا وابنائكم وبنائنا وبنائكم وانفسنا وانفسكم فذاع رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا رحمتنا وحسنا فقال لهم هؤلاء اهل بيتي راخرجه احمد ومسلم والترمذی والنسائی سعد بن ابی وقاص سے روایت ہو کہ



المنع سے روایت ہے کہ معاویہؓ نے ان کو کہا کہ آپ ابو تراب پر سب کیوں نہیں کرتے۔ سعد نے کہا کیا میں نے تم کو  
 ان تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جن کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں ہرگز اپنے سر پر نہیں  
 کر سکتا۔ کیونکہ ان میں سے اگر ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ پوشم والے اونٹ کو  
 بہتر نہی مینے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے دراصل لیکہ اپنے ان کو بعض غزوات میں  
 اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ حضرت سے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑ  
 جائے ہیں حضرت نے فرمایا کیا تو رضی نہیں کہ توجہ سے بمنزلہ ہارون کے ہوسے سے لیکن نبی میرے بعد  
 نہیں ہے۔ و نیز میں نے خیبر کے روز حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کل ہم اپنا علم ایسے شخص کو دینگے  
 کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کہتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول سے پیار کرتے ہیں۔ سعد کہنے  
 لگے پس ہم نے گردن اٹھا کر دیکھا اور حضرت نے فرمایا علی کہاں ہے اس کو میرے پاس آؤ جب حاضر ہوئے  
 انکی آنکھوں میں اشوب تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی آنکھوں میں اپنا لعاب دھن لگایا اور علم انکے  
 حوالہ کیا اور خدا نے انکو فتح دی۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے محمد جب گھڑنے والوں سے آؤ بلاتو  
 ہم اپنے بیٹے اور ہمتار کی سیے اور اپنی عورتیں اور ہمتاری جان اور ہمتاری جان کو حضرت  
 نے جناب علی اور فاطمہ اور حسنین کو بلا بھیجا اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔

رسالة محمد بن المنکدر قال سعيد بن المسيب اخبرني ابراهيم سعد انه سمع اباہ سعدا وهو يقول قال النبي  
 صلی اللہ علیہ وسلم اعلمی ان ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبوة بعدی قال سعيد  
 فلم ارض حتى استسعد فقلت ثم حدث به ابنك قال وما هو يا بن اخي فقلت هل سمعت من النبي صلی  
 اللہ علیہ وسلم يقول لعلي كذا او كذا قال نعم واشار الى اذنيه وقال سمعت من رسول الله صلی الله عليه  
 وسلم والا فاصمتا راخرجه النساء في الخصاص محمد بن المنکدر سعيد بن المسيب ناقل ہے کہ مجھ سے ابراہیم  
 بن سعد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو  
 فرماتے تھے کہ کیا تو رضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسکہ ہارون کی ہو سے سے لیکن نبوت  
 میرے بعد نہیں ہے۔ سعيد بن المسيب کہنے لگے مجھ سے ابراہیم کے کہنے پر اطمینان نہ ہوا اور خود جا کر  
 سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تیرے بیٹے نے ایک بات بیان کی ہے سعد نے کہا وہ کیا بات ہے میں نے  
 کہا کیا تم نے سنا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے حق میں اس طرح سے ارشاد  
 کیا ہے سعد اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے میں نے ان سے یہ حدیث حضرت کو فرمائی ہے جو  
 سنا ہو ورنہ یہ دونوں میرے ہوجائیں



(۴) عن ابی سعید قال غزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوة تبوک وخلف فی اہلہ علیاً فقال بعض ما منعہ ان یمخرجه بہ الا انہ کمرہ صحبۃ فبلغ ذلک علیاً فذکرہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا بن ابی طالب ما ترضی ان تنزل منی بمنزلہ ہارون من موسی راخرجه محمد بن سعد کاتب الواقدی فی کتابہ الطبقات الکبیرہ و ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کو مدینہ میں چوڑ کر غزوة تبوک کو تشریف لیجئے بعض لوگ کہنے لگے حضرت انکی صحبت سرکارہ تھو اسلیئے ان کو چوڑ چلے میں جناب امیر نے سکر اس بات کو حضرت کو بیان کیا حضرت نے فرمایا اے ابن ابی طالب کیا تو رضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسکہ ہارون کا موسی سے۔

(۵) عن البراء بن عازب وزید بن ارقم رضی اللہ عنہما قالما کان عند غزوة جیش العشرۃ وہی تبوک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انہ لا بد من ان اقیما و تقیمہ فخلفہ فلما فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غازیاً قال ناس ما خلفہ الا بشئ کھم منہ فبلغ ذلک علیاً فاتبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتی الیہ فقال لہ ماجلدک یا علی قال یا رسول اللہ الا انی سمعت ناساً یزعمون انک انما خلقتنی لبشی الا کرہت منی فتصلحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال یا علی اما ترضی ان تكون منی بمنزلہ ہارون من موسی غیر انک لست بنبی قال بلی یا رسول اللہ قال فانه کذلک راخرجه محمد بن سعد کاتب الواقدی فی کتابہ الطبقات الکبیرہ برابر بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوة جیش العشرۃ کہ جسے تبوک بھی کہتے ہیں تشریف لے چلے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ یا ہم بیان تمہارے یا تم تمہارے پس حضرت انکو پیچھے چوڑ گئے جب حضرت وہان سے تشریف لے گئے بعض لوگ کہنے لگے حضرت کو کوئی بات انکی بری معلوم ہوئی ہے جس کی وجہ سے انکو پیچھے چوڑ گئے میں جب جناب امیر نے یہ بات سنی حضرت کے پیچھے ہوئے یہاں تک حضور کو جانے حضرت نے فرمایا یا علی تم کیوں آئے ہو عرض کیا یا رسول اللہ میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ کو میری کوئی بات بری معلوم ہوئی ہے جسکی وجہ سے آپ مجھے چوڑ کر تشریف لیجئے ہیں۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس کر فرمانے لگے کیا تو رضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسکہ ہارون کا موسی سے مگر یہ کہ تو نبی نہیں ہے حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس یہ ایسی ہی بات ہے۔

(۶) عن علی بن ابی طالب صلی اللہ علیہ وسلم قال خلقتک لان تكون خلیفۃ قلت لخلف عنک یا رسول اللہ قال انک ترضی ان تكون منی بمنزلہ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدک راخرجه الطبرانی فی الاوسط



والتقنی فی کثر العال) جناب امیر علیہ السلام سرمدی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ہم نے تجھے سید  
اپنے پیچھے چھوڑا ہے تاکہ تو ہمارا خلیفہ ہو مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے پیچھے رہوں گا۔ حضرت  
نے فرمایا کیا تو رضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ ایسا ہو جیسکہ ہارون کا موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے  
(۷) عن جابر قال غزا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لعلي اخلفني في اهلي فقال يا رسول الله يقول  
الناس خذل ابن عمه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى  
الا انه لا نبى بعدك راخو جہ ابن المغازلی فی المناقب) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میرے اہل کے ساتھ میرے پیچھے ٹھیرو جناب امیر نے عرض کیا یا رسول  
اللہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نے اپنے ابن عم کو چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا کیا تو رضی نہیں ہے کہ تم میرا  
محب سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے

(۸) عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال لما اراد ان يغزو غزاة له فدخلها فامر ان يتخلف علي  
المدينة فقال لا تخلف بعدك ابد فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فمزم علي لما تخلف قبل ان  
اتكلم قال فبكيت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يبكيك يا علي قلت يا رسول الله خصال غير  
واحد تقول قرئش ما اسرع ما تخلف عن ابن عمه وخذله ويكيني خصلة اخرى كنت اريد ان اعرض  
للجهاد في سبيل الله فكنت اريد ان اعرض للاجر ويكيني خصلة اخرى كنت اريد ان اعرض بفضل  
الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما قولك تقول قرئش ما اسرع ما تخلف عن ابن عمه وخذله فان  
لثي اسوة قد قالوا ساحر وكاهن وكذاب واما قولك اعرض للاجر ما ترضى ان تكون مني بمنزلة  
هارون من موسى الا انه لا نبى بعدك واما قولك اعرض بفضل الله هذا ابها من قتل جاثم  
من اليمن فبعه واستمتع به انت واطاعة حقى يا ايها الله من فضله فان المدينة لا تصلح الا بي اوبك  
راخو جہ الحاکم فی المستدرک وقال هذا حديث صحيح الاسناد والبرار وابوبکر العاقولي في موافقة  
وابن مردويه وراهم بن عبد الله الوصافي البيني في الاكتفا في فضائل الاربعة الخلفاء) جناب امیر  
علیہ السلام سے روایت ہو کہ جب جناب سالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزا کرنے کا ارادہ کیا تو جعفر  
کو بلا کر ماہینہ منہ میں پیچھے رہنے کا حکم دیا جعفر نے عرض کیا میں کہی حضور کے پیچھے نہیں رہوں گا پھر  
حضرت نے مجھے بلایا اور پیشتر اسکے کہ پیش ہوں حضرت نے مجھے قسم دیکر اپنے پیچھے رہنے کی بابت ارشاد کیا  
کیا پس میں رہنے لگا حضرت نے فرمایا تم کیوں دلو تم عرض کیا ایک بات نہیں جسکے لیے روتا ہوں۔

لے سو خصلتو مقدم استجب علیہ اہل ہجرت ہر مقدار سے مدد ملے یا جہاں سے مدد ملے



کل قریش کے لوگ کہیں گے حضرت اپنے ابن عم سے کس قدر جلدی بنی رہا ہو کر اسکو چھوڑ دیا۔ دوسرا سیلے روتا ہوں کہ  
سیرا ارادہ فی سبیل اللہ جہاد کرنے کا تھا۔

میں چاہتا تھا کہ مجھے اجر حاصل ہو اور اس وجہ سے یہی روتا ہوں کہ میری خواہش تھی کہ خدا کی مہربانی سے مجھے  
غنیمت میں سے حصہ ملے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا یہ جو تم کہتے ہو کہ قریش یہ کہیں گے کہ  
حضرت اپنے ابن عم سے کس قدر جلدی بنی رہا ہو کر اسکو چھوڑ گئے ہیں پس اس میں میرے لیے ایک میری منت  
معتد ہے کہ مجھ کو لوگ ساحر اور کاذب کہتے ہیں اور یہ جو تم کہتے ہو کہ میں باجر کے ملنے کی آرزو کرتا ہوں پس کیا تو رضی نہیں  
کہ میری منزلت مجھ کو ایسی ہو جیسی ہارون کی موسیٰ کو مگر نبی میری بعد نہیں ہو اور جو تم کہتے ہو کہ مجھے خدا کی مہربانی سے غنیمت ہو  
حصہ ملے گا پس یہ سب جو تم کہتے ہو جو ہمارے پاس ہیں سے انکو میں تم انکو پیچو اور فاطمہ رحمہاں اس کے فائدہ اٹھاؤ جہاں تک کہ خدا  
کی مہربانی سے تمہیں غنیمت ہو حصہ ملے کیونکہ مدینہ میرے یا تیرے سوا نہیں رہ سکتا۔

(۹) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اعلم ان انت مني بمنزلة هارون من موسى الا ان لا نبی بعدی وخلفه في اهله (اخرجه بن المغازي في المناقب) عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ کے بعد نہیں ہے مگر  
نبی میرے بعد نہیں ہے آپ نے انکو اپنے اہل میں اپنا خلیفہ بنا کر پیچ چھوڑا۔

(۱۰) عن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وآله قال لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى الا  
انه لا نبی بعدك (اخرجه بن المغازي) انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
جناب امیر سے فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے۔  
(تفسیر) حسب قدر احادیث کہ صدر میں لکھی گئی ہیں وہ سب موقع نبوک کے متعلق ہیں۔ لیکن تخص سے  
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے احادیث کو موقع نبوک کے سوا اور چند مواقع میں بھی ارشاد کیا ہے چنانچہ  
جناب امام جعفر الصادق علیہ السلام روایت فرماتے ہیں عن جعفر الصادق عن ابائہ علیہم السلام قال  
ان النبي صلى الله عليه وآله قال لعلي في عشرة مواضع انت مني بمنزلة هارون من موسى (اخرجه الشيخ  
المطهر في المودة القربى) یعنی امام محسن ناطق جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبا سے کرام علیہم السلام  
سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے اس مقام پر  
یوں ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

از کچھ چند مقام ورج ذیل میں۔

از کچھ موقع ولادت حسنین علیہما السلام



الجنة واشبار الى على (اخرجه الطبراني في الكبير) عمرو بن جموح سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہیں جنت کا چار پارہ دیکھا مین جو کھانا کھاتا ہے اور پانی پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے پھر فرمایا یہ ہے جنت کا چار پارہ اور جناب علی کی طرف اشارہ کیا۔

**ایلیا** عن علی قال لما اخذت الراية يوم خيبر قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم امض بها فخير معك والنصر امامك والرعب مبعوث في صدور القوم واعلم يا علي انهم يجدون في كتبهم ازل الذي يدعونهم اسمهم ايليا فاذا القيتهم فقل انا على فافهم بخد كون انشاء الله تعالى فقال علي فضيت بها حتى اتيت الحصن فقال لي حبر من احبارهم من انت فقلت له انا على بن ابي طالب فقال قد علوتم وما انزل علي موسى افكارا خوجه ابن مردويه في المناقب) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب سیر کے روز مینو علم کو ہاتھ میں لیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا جاؤ حبر بن تمہاری ساتھ ہے اور فتح تمہارے لگائے ہو تمہارا رعب قوم کے دلوں میں بکھرا ہوا ہے امیر علی جان لو کہ یہودی اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ جو شخص کہ انکو ہلاک کریگا اسکا نام ایلیا ہوگا۔ جب تو ان سے ملے تو کہو کہ میں علی ہوں۔ خدا نے چاہا تو وہ شکست کھا جائیگا جناب امیر کہتے ہیں کہ جب میں قلعہ کے قریب پہنچا علماء یہود میں سے ایک عالم نے مجھ سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے میں نے کہا علی ابن ابی طالب وہ یہودی عالم کہنے لگا۔ بیشک تم غالب ہو گئے موسیٰ علیہ السلام پر جو بڑا نبی ہیں مازل کیا گیا۔

## قیاب عین الفتنہ

۱۱ عن ذر بن حبیش انه سمع عليا يقول انا قباب عين الفتنة لولا انا ما قتل اهل النهر ان لولا انا اختى ان تتركوا العمل لا خير لكم الا الذي قضى الله عز وجل على لسان نبيكم لمن قاتلهم مبصر الصلواتهم عارفا بالهدى الذي نحن عليه (اخرجه الطبراني في معجمه) جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو یہ نہروانی نہ مار جاتے۔ اگر مجھ کو اسکا خوف نہ ہو کہ تم کام چور بیٹھو گے البتہ میں تم کو اس سے خبردار کرتا جو کچھ اللہ عز وجل نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری کیا ہے اس شخص کی نسبت جو انکی نماز کو دیکھنے والا ہے اور اس ہدایت کا عارف ہو کہ جس پر ہم ہیں۔

**امیر النخل** ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي انت بعثوا المؤمنين والمال بعثوا المنافقين ومن ههنا قبل لما امير النخل (حيوة الحيوان للدامري في ترجمة يعقوب) تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو ارشاد فرمایا کہ تم مومنوں کے یعسوب ہو اور مال و دولت منافقوں کا یعسوب یعنی بادشاہ ہے و میری حیوة الحيوان میں لکھا ہے کہ یعسوب جو حضرت امیر کو امیر النخل کہا جاتا ہے۔

**ذوالبرق** ذوالبرق علی بن ابی طالب لقبه بالعباس يوم خيبر رمز فقام من اللغز في البرق (محدث)



(۱) عن جابر بن عبد الله قال لما ولدت فاطمة الحسن قالت لعلی سمعہ فقال ما کنت لا سبق باسمہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما کنت لا سبق باسمہ ربی عز وجل فاحی اللہ  
 عز وجل الرحیم بانیل انہ قد ولد الحمد ولد فاطمہ وھنہ وقل لہ ان علیا منک بمنزلہ ہارون  
 من موسیٰ فسمہ باسم بن ہارون فھبط جبریل فھناہ من اللہ عز وجل ثم قال ان اللہ تعالیٰ ذکرہ  
 امرک ان تسمیہ باسم بن ہارون فقال فما کان اسم بن ہارون فقال شبر فقال صلی اللہ علیہ وسلم لسانی  
 حری فقال فسمہ الحسن (اخرجه الملا فی کتابہ وسیلۃ المتعبدین فی متابعتہ سید المرسلین جابر بن  
 عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب حسن پیدا ہوئے جناب سیدہ نے حضرت علی سے کہا اڑکا نام  
 رکھو جناب علی نے فرمایا میں اس کے نام رکھنے میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رسالت نہیں کر  
 سکتا بہر جا کہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے فرمایا میں اس کی نام رکھنے میں اپنے پروردگار پر  
 سبقت نہیں کر سکتا پس پروردگار نے جناب جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں  
 لڑکا ہوا ہے انکو جا کر تثنیت دو اور کہو یہ تحقیق علی تم سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے پس اس کے  
 بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھو۔ پس جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر رسم مبارک با واد  
 کی اور کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ آپ اس کا نام ہارون کے بیٹے کا نام پر رکھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے پوچھا ہارون کے بیٹے کا کیا نام تھا جبریل نے کہا شبر حضرت نے فرمایا میری زبان عربی ہے جبریل  
 نے کہا پس آپ اس کا نام حسن رکھیں۔  
 (ب) موقع السدا و ابواب مسجد

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ان موسیٰ سال ربہ ان یطہر مسجد لھارون  
 وذریئہ وانی سالت اللہ ان یطہر مسجدی لک ولذریئک من بعدک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد  
 بابک فاسترحم وقال سمعاً وطاعة فسد بابہ ثم االی عمر کذلک ثم صعد المنبر فقال ما انا سددت  
 ابوابکم ولا فتحت باب علی ولكن اللہ سدا ابوابکم وفتح باب علی (اخرجه ابو نعیم فی الحلیۃ) ابن  
 عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے ارشاد کیا کہ حضرت ابو  
 علیہ السلام نے پروردگار سے دعا کی تھی کہ انکی مسجد کو ہارون اور اسکی ذریعت کے لیے پاک کرے اور میری  
 خدا سے دعا کی ہے کہ میری مسجد کو تیرے اور میری اولاد کے لیے میرے بعد پاک کرے بہر حضرت نے  
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر دے اور لوٹ جا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر  
 کو دروازہ بند کر دیا۔ بہر حضرت عمرؓ کی طرف بھی ایسا ہی کہلا بھیجا۔ بہر سنبر چڑھ کر فرمایا نہ اپنے گھر کے



نوار بند کیے ہیں اور نہ علی کا دروازہ کھولا ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے تمہاری دروازے بند کیے اور حبیب علیہ السلام  
۱ دروازہ کھولا ہے ۔

(۲) عن جابر بن عبد الله انه قال جاءنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن مضطجعون في المسجد فقام  
عسديك فطلب قال اترقدون في المسجد واجلفنا واجل على معنا فقال النبي صلى الله عليه وسلم تعال  
اعلى نه يحل لك في المسجد ما يحل لي الا ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا الذنوب  
والذي نفسي بيده لئن اذعن حوضي يوم القيامة تذود عنه رجلا كما يزد البعير الضال عن  
الماء ببصار لك من عوبيه كاني انظر الى قدامك من حوضي راخرجه الخوازمي في المناقب جابر  
ابن عبد الله کہتے ہیں ہم مسجد میں سو رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے انکے ہاتھ میں  
کھجور کی چٹری تھی فرمائے لگے کیا تم مسجد میں اذگاہ ہے ہو ہم اٹھ کر بہا گے اور علیؑ بھی ہمارے ساتھ  
بہا گے حضرت نے فرمایا اسے علیؑ اور آؤ تجھے مسجد میں وہ امر جائز ہے جو کچھ مجھے جائز ہے کیا اور نبی  
ہنیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسکہ ہارون کی موسیٰ سے سوا نبوت کے قسم ہے اس فرات کی  
جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تو میرے حوض سے لوگوں کو اس طرح سے ہانکے گا جس طرح  
سے بہنکا ہوا اونٹ پانی سے نہکا دیا جاتا ہے تیری ہاتھ میں عوج کا عصا ہوگا میری انگھون میں پیر رہا  
ہے تیرا مقام میرے حوض سے ۔

(ج) موقع عقد موافقات

(۳) عن زيد بن ابي اوفى قال لما اخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اصحابه فقال علي لقد ذهب ربي  
وانقطع ظهري حين رأيتك فعلت باصحابك ما فعلت بخيري فان كان هذا من سخط علي فلك العتبي  
والكرامة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي بعثني بالحق ما اخرتك الا لنفسى وانت مني بمنزلة  
هارون من موسى غير انه لا نبى بعدي وانت اخي ووارثي قال وما ارث منك يا رسول الله قال ما ورثت  
الا نبيا من قبلي قال وما ورثت الا نبيا من قبلك قال كتاب الله وسنة نبينهم وانت معي في قصري في  
الجنة مع فاطمة ابنتي وانت اخي ورفيقي راخرجه احمد في المسند والمتقى في كثر العمال والخطيب  
ابو الشيخ والصالحاني والترمذي زيد بن ابي اوفى عنی الامام سے روایت ہے کہ حبیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان بے بیجا چارہ بنایا علی کہنے لگے میری جان نہکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی جب  
میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب میں رشتہ انوث قائم کر رہے ہیں اگر یہ امر مجھ پر کسی  
تجربہ کار کی دھمکی کی وجہ سے تو اچھا جیسے آپ کی رضا ہے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے



نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے مجھے حق ساتھ مبعوث کیا ہے۔ تم نے تجھے پیچھے نہیں چھوڑا  
 تھا مگر خاص اپنی برائی کے لیے اور تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو سے سے۔ مگر نبی میرے بعد نہیں تو میرا  
 جہانمیں اور وارث جناب علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حضور سے کیا ورثہ حاصل کروں گا حضرت نے  
 ارشاد کیا مجھ سے پہلے انبیاء نے جو ورثہ کیا ہے جناب علیؑ نے عرض کیا آپ سے پہلے انبیاء نے کیا ورثہ  
 پایا ہے فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تو جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں میری بیٹی فاطمہ  
 کی سمیت میں ہوگا اور تو میرا بہائی اور رفیق ہے۔

(د) موقع فتح خیبر۔

عن جابر بن عبد الله قال قال علي بن ابي طالب بفتح خير قال له النبي صلى الله عليه وسلم لولا ان  
 تقول فيك طائفة من امتي ما قالت النصارى في عيسى ابن مريم لقلت فيك مقال لا تقرأ على  
 من المسلمين الا اخذوا الثواب من تحت رجلك فضل ظهورك ليستشفون بهما ولكن حسبك  
 ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى غير انه لا نبي بعدي وانت تدرى ذمتي وتستر عورتك وتقاتل علي  
 على سنتي وانت غدا في الآخرة اقرب الخلق مني وانت على الخوض خليفتي وان شيعتك على  
 منابر من نور مبيضة وجوههم محجولي اشفع لهم ويكونون في الجنة جيران لان حركك حربي  
 وسلمك سلمى وسريتك سريتي وارض ولدك ولدي وانت تقضى ديني وانت تنجز عهدي وان الحق  
 على لسانك وفي قلبك ومعك وبين يديك ونصرتك بينك الايمان مخالط لحكمك ودمك كما خالط  
 الحمي ودمي لا يرد علي الخوض من بعض لك ويغيب عنه محب لك فخر علي ساجدا وقال الحمد لله الذي  
 من علي بالاسلام وعلمني القرآن وجبني الى خير البرية واعز الخليفة واكرم اهل السموات والارض  
 على ربه وخاتم النبیین وسيد المرسلين وصفوة الله في جميع الاولين والآخرين واحسانا  
 من الله وتفضلا منه علي فقال النبي صلى الله عليه وسلم لولا انت يا علي ما عرف المومنون من  
 بعدى لقد جعل الله عز وجل نسل كل نبي من صلبه وجعل نسل من صلبك يا علي انت اعز الخلق  
 واكرمهم علي واعزهم عندي ومحبت اكرم من يرد علي الخوض من امتي (اخرجه بن المغازلي  
 في المناقب والحوارزمي عن علي والملا في وسيلة المتعبدين ومحمد بن يوسف الكنجي في كفاية  
 الطالب وابراهيم بن عبد الله اليمني الوصافي الشافعي في الاكفاري فضائل الاربعة الخلفاء  
 وابن اسبوع الاندلسي في كتاب الشفا وابوسعدي في شرف النبوة جابر بن عبد الله رضي الله  
 عنه روايت يرويها جناب علي خير في فتحه والبر شريف لا ذكر ان حضرت علي عليه السلام في



اشیاء و کما اگر میری است تیرے حق میں وہی بات نہ کہنے لگ جائیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں نص کر  
 کہہ رہے ہیں تو میں تیری نسبت ایسی بات بیان کرتا کہ نہ گذرتا تو مسلمانوں کے کسی مجھ پر پگر کہ تیرے پاؤں  
 کی مٹی اٹھا لیتے اور تیرے وضو کے پانی کو لیکر اس سے شفا جاپتے۔ لیکن تیرے حق میں اتنی بات ہی  
 کافی ہے کہ تو مجھ سے بہتر ہمارے دن کے ہے موسیٰ سے سوا اسکے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے۔ تو میری  
 ذمہ داری کو پورا کرے گا اور میرے ننگا پن ڈھانپے گا۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لڑے گا۔ اور  
 توکل قیامت میں سب خلقت کو میرے نزدیک ہوگا اور تو جو صن پر میرا خلیفہ ہوگا۔ اور تیرے شیعہ نور  
 کے منبروں پر سفید موندہ والے مجھے گھیرے ہوئے ہونگے میں انکی شفاعت کروں گا وہ جنت میں میرے  
 ہمساہ ہونگے۔ کیونکہ تیرے ساتھ لڑنا میری ساتھ لڑنا ہے اور تیرے ساتھ صلح کرنا میرے ساتھ صلح کرنا  
 ہے۔ اور تیرے ارادے ہیں۔ اور تیری اولاد میری اولاد ہے۔ تو میرے فرض کو ادا کرے گا اور میرے  
 وعدوں کو پورا کرے گا۔ حق تیری زبان اور تیرے دل میں اور تیرے ساتھ اور تیرے سامنے اور تیری  
 آنکھوں کے آگے ہے۔ ایمان تیرے گوشت اور خون میں ایسا ملا ہوا ہے جیسے کہ میرے گوشت اور خون  
 میں ملا ہوا ہے۔ جو صن پر تیرا دشمن وار دہنیں ہوگا۔ اور تیرا محب پس کے غائب نہیں ہوگا۔ جناب امیر سید  
 میں گر گئے اور کہنے لگے شکریہ ہے۔ اس ذات کا جس نے مجھ پر اسلام سے احسان رکھا ہے اور قرآن  
 مجھ کو سکھایا ہے اور مجھ کو تمام خلائق کے بہتر اور تمام مخلیق سے زیادہ عزت والے اور سب باشندگان  
 آسمان و زمین سے خدا کے نزدیک زیادہ بزرگی والے خاتم النبیین اور سید مرسلان برگزیدہ اولین  
 اور آخرین کا دوست بنایا ہے خدا کا نہایت احسان اور فضل ہے مجھ پر پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا اگر یا علی تو نہ ہوتا تو مومنوں کی شناخت نہ ہو سکتی بختیق خدا تعالیٰ نے ہر ایک نبی کی  
 نسل اسی کی صلیب سے بڑھائی ہے اور میری نسل تیری صلیب سے بڑھائی ہے پس تو میرے پاس سب  
 خلقت کی زندگی تر اور عزیز تر ہے۔ تیرا محب سبامت جو جو صن پر میرے پاس آنے والے ہیں  
 بزرگ تر ہے۔

(۸) موقع عشاء خاتم در نماز

(۱) عن عبادة بن الربيع قال سئل عن عبد الله بن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قيل رجل معتمدا بما جعل بن عباس لا يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا والرجل يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابن عباس سالتك بالله من انت قال فكشف العمامة عن وجهه قال ايها الناس من رهنى فقد رهني ومن لم يرهنى فانا جند في جند الله



البدری ابوذر الغفاری سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہاتین والافعتا ورأیت بہاتین والافعتا یقول  
 علی قائد الدرة وقاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم یوما من الايام صلوة الظهر فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد شیئا فرفع السائل  
 یدہ الی السماء قال اللہم اشهد انی سالت فی مسجد نبیک فلم یعطنی احد شیئا فکان علی راکعا فاد  
 الیہ یخضر الیمنی وكان یختم فیہا فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم من خصرہ وذلك یعین النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم وهو یصلی فلما فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلواتہ رفع رأسہ الی السماء وقال  
 اللہم ان اخي موسى سالك فقال رب اشرح لی صدرك ویر لی امری واحلل عقدی من لسانی یفقر  
 قولي واجعل لی وزیرا من اهل ہارون اخي شدہ بہ ازری واشركہ فی امری فانزلت علیہ انا  
 ناطقا سنشد بہ عضدک باخیک ونجعل لک سلطانا فلا یصلون الیک الا بالیوم **یا محمد**  
 بیئتک وصفتک اللہم فاشرح لی صدرك ویر لی امری واجعل لی وزیرا من اهل علیا اخي شد  
 بہ ازری قال ابوذر فما استتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاءہ حتی نزل علیہ جبریل من عند اللہ  
 فقال یا محمد اقرأ قال ما اقرأ قال اقرأ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون  
 الصلوة ویؤتون الزکوۃ وهم راکعون رانحوجہ الثعلبی فی تفسیرہ المسمی بکشف البیان فی  
 تفسیر القرآن وکمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی فی مطالب السؤل وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ  
 خواص الامۃ ومحمد بن الزبیدی فی نظم درر السمطين وابن الصباغ الماکی فی الفصول المهمہ  
 والامام فخر الدین الرازی فی تفسیر الکبیر **عباس بن الربیع** سمری روایت ہو کہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ  
 عنہ چاہے زرم کے کنارے پر بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ ایک شخص  
 ایک آدمی عمار پوچھ آیا نکلا ابن عباس حدیث کے بیان کرنے سے رک گئے وہ شخص حدیث بیان کرنے لگا  
 ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ  
 کھول دیا اور کہنے لگا جس نے مجھے پہچانا ہو اور جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں جنید بن جنادہ  
 البدری ابوذر غفاری ہوں۔ میں نے آنحضرت سے ان اپنے دونوں کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ  
 دو نو بہرے ہو جائیں اور ان دونوں کانوں سے دیکھا ہے ورنہ دونوں ٹہم ہو جائیں۔ آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم جناب علی کی شان میں فرماتے تھے وہ نکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے  
 فتحمد ہوا جس نے اسکی مدد کی اور چوڑا گایا وہ شخص میرے اسکو چوڑا رہا میں ایک روز جناب سالت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا کہ



اسے کچھ دیا سائل آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے خدا گواہ رہو میں نے تیرے رسول کی سچی بات سنا لی  
 کیا تھا مجھے کس قدر کچھ نہیں دیا جناب امیر کو عین جسے سائل کی طرف اپنے واسطے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ  
 کیا اس میں ہلکوتھی تھی سائل نے بڑبڑاتا دلی یہ سارا ماجرا حضرت کے مواجہدین ہوا حضرت نماز سے فارغ  
 ہو کر دعا کرنے لگے الہی میرے بہائی ہوسی نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے  
 سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا میری زبان کی گرہ کو دکڑا کر تاکہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے  
 گھر کے لوگوں سے میرے بہائی ہارون کو میرا وزیر بنا اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے  
 کام میں میرا شریک بنا پس الہی تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بہائی کی وجہ سے میرے  
 بازو کو قوی کرینگے اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے کہ وہ لوگ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے الہی میں  
 محمد تیرا بندہ ہوں۔ الہی پس میرے ہی سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا اور میرے  
 گھر والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کثرت  
 ہمیں کہ ابھی حضرت نے اپنی دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبریل علیہ السلام خدا کے پاس سے تشریف  
 لاکر کہنے لگے اے محمد پڑھ حضرت نے فرمایا کیا پڑھوں جبریل نے کہا پڑھ بھرا اسکے نہیں کہ تمہارا  
 رفیق اللہ اور ہر کار رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے  
 ہیں وہ آٹھ ایک وہ رکوع میں ہیں ۛ

(۳) عن اسماء بنت عمیس قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقول اللهم اني اسالك  
 بما سالك اخي موسى ان تشرح لي صدري وان تيسر لي امري وان تغل عقدة من لساني يفقهوا قولي  
 وجعل لي ذرية من اهلي عليا اخي شله با زري واشركه في امري كي ينحك كثيرا وندكره كثيرا  
 انك كنت بنا بصيرا راخرجه الخطيب بن عساكر في تاريخه ابو ابن مردويه في المناقب ومحمد  
 صدر عالم في المعارج العلي اسماء بنت عميس رضي الله عنها في رواية هي في معنى جناب رسالتك  
 صلى الله عليه وسلم كوفراتي هو في سنن ابي داود في اسرار من اس دعاك ساتھ كه جسك ساتھ تجھے  
 میرے بہائی ہوسے نے پکارتا تھا پکارتا ہوں کہ تو میرے سینہ کو فراخ کر اور میرے کام کو آسان بنا  
 اور میری زبان کی گرہ کھول تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے اہل سے میرے بہائی علی کو میرا  
 وزیر بنا اور اسکے ساتھ میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک بنا تاکہ ہم قری  
 تسبیح اور تیرا ذکر کثرت سے کریں اور تو ہمیں دیکھتا ہے۔

(۴) عن موسى الجعفي قال دخلت على فاطمة بنت علي فقال رفيقي ابو محمد كملك فقالت



ست وثمانون سنة قال ما سمعت من ابيك شيئا قالت حذني اسماء بنت عميس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 قال لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي راخو جده الامام احمد بن حنبل في المناقب  
 والنسائي في الخصائص الخطيب في تاريخه موسى بن جعفر بن ابي طالب ميمون كمين فاطمة بنت علي كندرت ميمون كمين  
 رفيق ابو جعفر من ان سے عرض کرنے لگا آپ کا سزاو سال کیا ہے وہ فرماتے لگین ستاسی برس کل ہے  
 وہ کہنے لگا آپ اپنے اپنے والد ماجد سے کوئی بات سنی ہے فرماتے لگین مجھ سے اسماء بنت عمیس روایت کرتی  
 تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی علیہ السلام سے ارشاد فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے  
 ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے \*

(۴۷) عن اسماء بنت عميس قالت هي ط جبريل علي النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا محمد ان ربك فقير  
 السلام ويقول لك علي منك بمنزلة هارون من موسى راخو جده الامام علي بن موسى ط في فافي مسند  
 اهل البيت اسماء بنت عميس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت  
 جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نازل ہو کر فرمایا کہ یا محمد آپکا پروردگار آپ پر سلام کہتا ہے اور کہتا  
 ہے کہ علی تم سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے \*

(۵) موقوف تقاضا عقیل و جعفر جناب علی رضی اللہ عنہم

عن عقيل بن ابي طالب قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عقيل والله اني لاحبك لخصلتين  
 لفرأيتك ولحب ابا طالب اياك وامانت يا جعفر فان خلقك شبيه خلقه وامانت يا علي فانت  
 مني بمنزلة هارون من موسى غير انه لا نبي بعدي راخو جده ابن عساكر في تاريخه وابو بكر بن محمد الطبري  
 في جرد من حديثه وابراهيم بن عبد الله الوصابي في الاكتفاء في فضائل الاربعة الخلفاء عقيل بن جعفر  
 طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے عقیل  
 میں دو باتوں کی وجہ سے تجھ سے محبت رکھتا ہوں یا کہ تو میری قرابت کے سبب جو میرے ساتھ ہے  
 دوسرے ابو طالب کی محبت کے باعث جو خاص تیرے ساتھ تھی اور اسے جعفر تیرا خلق میرے خلق  
 کے مشابہ ہے اسی لیے علی پس تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بجز اسکے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے

(۶) ابو جعفر ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم

عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب ان من ذكروا علي فافي سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول  
 في علي فاني خصال لا تترك واحدة منهن احب الي مما طلعت عليه الشمس كنت انا و ابو بكر و ابو جعفر  
 ابن الجراح و نفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم و النوح صلى الله عليه وسلم متكى على علي حتى حارب



مید علی بن ابی طالب کہ قال انت یا علی اول المؤمنین ایمانا واولهم اسلاما ثم قال انت منی بمنزلة هارون  
 من موسی وکذب علی من زعم انه یحیی و یغضک راخرجہ الحسن بن بدر فیما رواہ الخلفاء والحاکم  
 فی الکفی والشیرازی فی الالقاء ابن النجار والمتقی فی کتالعمال (وابن السمان والموانقة ومحب الطبری فی  
 المناہج المنصورة فی فضائل العشرة ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب  
 رضی اللہ عنہ کہنے لگے علی کے ذکر سے باز رہو۔ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے  
 کہ علی میں ایسی تین باتیں ہیں۔ کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب ان چیزوں سے کہ جن  
 پر آفتاب طلوع ہوتا ہے میں سکو بہتر سمجھتا۔ میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رضی  
 اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور حضرت جناب امیر کے سینہ کے ساتھ تکیہ  
 لگائے ہوئے تھے کہ حضرت نے علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا کہ اسے علی نوسب مومنوں  
 سے ایمان لانے میں پہلا ہے اور سب مسلمانوں سے اسلام لانے میں مقدم ہے اور تو مجھ سے بمنزلہ ہارون  
 کے ہر موسیٰ سے اس نے مجھ پر جو بولاب جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے در انحالیکہ تجھ  
 سے بغض رکھتا ہو۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله منی بمنزلة هارون من موسی الا انی  
 نبی بعدک راخرجہ الخطیب المتقی فی کتالعمال (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت  
 مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہر موسیٰ سے۔  
 (ح) جناب ام المؤمنین ام سلمہ کے گھر کا موقع۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله منی بمنزلة هارون من موسی الا انی نبی بعدک  
 ودمہ دمی وھو منی بمنزلة هارون من موسی الا انی نبی بعدی راخرجہ الحافظ ابو جعفر العقیلی  
 والدیلی فی فردوس الاخبار (ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ام المؤمنین ام سلمہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ام سلمہ یہ علی بن ابی طالب ہے اسکا گوشت میرا گوشت  
 ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے نبی نہیں ہے  
 (ط) انس رضی اللہ عنہ کے مہاجر کا موقع۔

عن انس بن مالك قال بينما انا عند رسول الله صلى الله عليه وآله فقال صلى الله عليه وآله ان يدخل  
 سيد المسلمين وامير المؤمنين وخير الوحيين والى الناس بالبين اذ طام على فقال رسول الله  
 صلى الله عليه وآله والى قال فجلس بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله فاحضر رسول الله صلى الله عليه وآله



یسر العرق من جهة وجهه ويسر به وجهه على ويسر العرق من وجهه على ويسر به وجهه فقال له على  
 يا رسول الله انزل في شيء قال اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي انت اخي  
 ووزيري وخير من اخلف بعدك تقص ديني وتجن موعدي وتبين لهدى ما اختلفوا فيه من بعدك و  
 تعلمهم من تاويل القرآن ما لم يعلموا وتجاهد هم على التاويل كما جاهدتم على التاويل راخرجه  
 ابو بكر بن مردويه في المناقب) الشيخ بن مالك رضي الله عنه سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ ابھی اس وقت سید المسلمین اور امیر  
 المؤمنین اور خیر الوصیین اور نبیوں کے پاس سب لوگوں کا بہتر داخل ہو گا ناگاہ علی تشریف لائے حضرت  
 نے فرمایا میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ انہیں کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے  
 بیٹھ گئے۔ حضرت اپنی پیشانی اور چہرہ اقدس کا عرق لیکر انکے سونہ کو اور انکی پیشانی اور سونہ کا  
 عرق لیکر اپنے چہرہ کو ملنے لگے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی آیت میرے حق میں نازل  
 ہوئی ہے حضرت نے ارشاد کیا کیا تو رضی نہیں کہ تو مجھ سے بہتر ہارون کے ہومو سے سے مگر نبی  
 میرے بعد نہیں ہے تو میرا بھائی اور وزیر ہے اور جن لوگوں کو میں اپنے پیچھے چھوڑ جانے والا  
 ہوں ان سب سے بہتر ہے تو میرے قرص کو ادا کرے گا۔ اور میرے وعدوں کو پورا کرے گا۔ اور  
 میرے بعد جس میں لوگوں کو اختلاف پیدا ہو جائیگا تو انکو بیان کرے گا۔ اور قرآن کے معنی جو انکو  
 نہیں معلوم ہیں تو انکو سمجھائے گا اور قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑے گا جس طرح سے کہ میں قرآن  
 کی تشریل پر لڑا ہوں ۛ

(ی) مدینہ کی کھجور و زکاکا پکارنا۔

عن جابر بن عبد الله قال سمعت علي بن ابي طالب يقول لجماعة من الصحابة اتدرون لم سمى الصبيحاني صبحا  
 قلنا اللهم لا قال خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فمشى في طرقات المدينة  
 اذ مر بنا بنخل من غلها فصاحت نخلة باخرى هذا النبي المصطفى وهذا علي المرتضى ثم جرتنا فصاحت  
 ثمانية بئانه هذا موسى واخوه هارون ثم جرتناها فصاحت رابعة بخامسها هذا نوح وهذا  
 ابراهيم ثم جرتناها فصاحت سادسة بسابعة هذا محمد سيد البين وهذا علي سيد الوصيين  
 فتبسم النبي صلى الله عليه وسلم ثم قال انما سمى نخل المدينة صبحا نيا لان صاحب بفضلي وفضلك  
 راخرجه الخوارزمي في المناقب والسيد السمرودي في خلاصة الوفا يا خبار دار المصطفى ومحمد  
 ابن يوسف الكنجي الشافعي) جابر بن عبد الله رضي الله عنه سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو فرمایا تو میرے



سنایا کہ صحابہ سے کہہ ہے تھے کیا تم کو معلوم ہے کہ صیحانی کجورون کا نام کیوں صیحانی رکھا گیا ہے۔ وہ غم کرنے لگے بخدا ہمیں نہیں معلوم ہے۔ جناب میرے فرمایا ایک دفعہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سعیت میں مدینہ کے باہر کے رستوں میں جابریا تھا ہم ایک کجورون کے جہنڈ کے پاس سو ہو کر گزرے ایک کجور کے درخت نے دوسرے سے کہا یہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں پھر ہم وہاں سو آگے بڑھے ایک دوسری کجور کے درخت سے تیسرے سے کہا یہ موسیٰ ہیں اور یہ ان کے بہائی بارون ہیں پھر ہم وہاں سے بھی آگے بڑھے چوتھی نے پانچویں سے کہا یہ نوح ہے اور یہ ابراہیم ہے پھر ہم وہاں سے بھی آگے بڑھے۔ چھٹی نے ساتویں سے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کو سردار ہیں اور یہ علی علیہ السلام وصیوں کے سردار ہیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنگر سنس بڑے پھر حضرت ~~محمد~~ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ ہے کہ ان کجورون کو صیحانی یعنی پکارنے والی کجورین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ میری اور تیری فضیلت پر پکارتی ہیں۔

(تفسیر) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خذبا لقلوب ديار المحبوب میں لکھتے ہیں۔ و یکے از انواع ترم صیحانی است کہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ ثبوت رسیده کہ روزی حضرت رسالت پنا صلی اللہ علیہ وسلم دست در دست علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہما در بعضی از باطین مدینہ میگذشت ناگہ از میان نخل آواز برآمد کہ ہذا محمد سید الانبیاء و ہذا علی سید الاولیاء۔

(۱) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعلي اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انك انتي بعد ولو كان لكنت (الطيفات الكبرى) جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ کیا تو رضی نہیں ہے کہ ہو تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر یہ کہ نبی میرے بعد نہیں اور اگر ہوتا تو البتہ تو ہی ہوتا۔

(۲) عن سعيد بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى (اخرجه احمد) سعيد بن زيد سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

(۳) عن مالك بن الحويرث قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعلي اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انك انتي بعد (اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد المسند والطبرانی في الكبير) مالک ابن الحویرث سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کیا تو ماضی نہیں کہ تیرا رتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں۔



فیروز آبادی علیہ الرحمۃ قاسوس مین کہتا ہے کہ ذوالبرقہ جناب علی بن ابی طالب کا خطاب ہے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جنین کے روز آپ کو یہ لقب دیا تھا۔

وہ فی المنتخب البرقۃ بالفتح و ہشت و لقب علی بن ابی طالب کہ در روز جنین عباس رضی اللہ عنہ ایشان را بدان آواز کرد۔

## مشیل عیسیٰ

عن علی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم از فیک مثلاً من عیسیٰ احبہ قوم فہلکوا فیہ و ابغضہ قوم فہلکوا فیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنا فقو اما یرضون

لہ مثلاً من عیسیٰ فانزلت ہذا الایۃ ولما ضرب بن مریم مثلاً اذا قومک منه یصدون راخرجہ الذار و ابی یعلی و الحاکم و النظاری جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہد سوار شاد کیا کہ یا علی تو عیسیٰ کی مانند ہے کہ ایک قوم نے ان سے بیانتا کہ محبت کی کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئے۔ اور ایک قوم نے اسے بغض رکھا بیانتا کہ وہ ہمیں ہلاک ہو گئے پھر آپ نے ارشاد کیا کیا منافق رضی نہیں کہ وہ عیسیٰ کی مانند ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔ اور حبیب کناوت لائمر مریم کے بیٹے کو تب ہی تیری قوم لگتی ہے اس سے چلائے۔

## القم

عن عبد المطلب بن ربیعۃ بن الحارث قال اجتمع ربیعۃ بن الحارث و العباس بن عبد المطلب قالا للمطلب بن ربیعۃ و الفضل بن عباس انتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقولا یا رسول اللہ قد بلغنا ما تری من السن فأحبنا ان نتزوج وانت یا رسول اللہ ابراہیم و اوصام و لیس عند ابونا ما یصدق ان عننا فاستقنا علی الصداقۃ فلتودی الیک ما یودی الیہما و نصیب ما کان فیہما من ہرق فیہما فی ذلک اذا جاء علی بن ابی طالب قال لنا لا تفعلوا واللہ لا یستعمل منکم احد اہل الصداقۃ فقال لہ ربیعۃ ہذا من حدک و قد نلت صہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یخسک علیہ فالقی علیہ ثم اضبط ثم قال انا انوار الحسن القم و اللہ لا یرخ مقامی ہذا حتی یجمع الیکما انما کما یجواب بابتیما بہ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رجعا قالا ذہبنا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول اللہ انت ابراہیم و اوصل الناس و قد بلغنا النکاح فنجئنا التو من اعلی بعض ہذا الصداقۃ فتودی لیک ما یودی للناس نصیبکم یصبون فسکت علیہ ثم ان الصداقۃ لا ینبی لال محمد انما اوساخ الناس راخرجہ ابوداؤد و النسائی و الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسند ربیعۃ ابن الحارث عبد المطلب بن ربیعۃ بن حارث ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میرا والد ربیعہ اور عباس بن عبد المطلب سے اور فضل بن عباس سے کہنے لگو تم دونو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جا کر عرض کرو کہ یا رسول اللہ ہم جو ان ہو گئے ہیں ہم لکاح کرنا چاہتے ہیں آپ لوگوں سے زیادہ سخی اور قربانت والوں کے لیو



(۴۷) عن جثی بن جنادة السلولی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انت منی بمنزلة هارون من  
 موسی الا انه لا نبی بعدی (اخرجه الطبرانی) حبشی بن جنادة السلولی رضی الله عنه سے روایت ہو کہ جناب  
 سرور کائنات صلی الله علیه وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسیٰ سے  
 (۴۸) عن ابی سرحیة وزید بن ارقم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت منی بمنزلة هارون من  
 موسی الا انه لا نبی بعدی (اخرجه زید بن ارقم) معاذ بن ابی بکر بن جمیع بین الصحاح الستة فی الخزم  
 الثالث فی ثلثة الاجزاء فی باب مناقب علی (ابو سرحیہ اور زید بن ارقم رضی الله عنہ سے روایت ہو کہ یہ  
 تحقیق جناب رسول الله صلی الله علیه وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ  
 مگر نبی میرے بعد نہیں ہے \*

(۴۹) عن بکر بن احمد القحطری حدثنا فاطمة بنت علی بن موسیٰ الرضا حدثتني فاطمة بنت محمد بن یحییٰ ام کلثوم  
 بنات موسیٰ بن جعفر قلن حدثتنا فاطمة بنت جعفر بن محمد الصادق حدثتني فاطمة بنت علی  
 بن الحسین حدثتني فاطمة وسکينة ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمة بنت النبی  
 صلی الله علیه وسلم عن فاطمة بنت النبی صلی الله علیه وسلم ورضی عنہا قالت انیتم قول رسول الله  
 صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه وقوله صلی الله علیه وسلم انت منی  
 بمنزلة هارون من موسیٰ رکذا (اخرجه المحافظ الکبیر ابو موسیٰ المدینی فی کتابہ المسلسل  
 بالاسماء وقال هذا الحديث مسلسل من وجه وهو ان کل واحدة من الفوارم تروی عن  
 لها فجو رواته خمس بنات اخ کلوا حاة منهم عن عمتها (اخرجه شمس الدین بن محمد الجرجانی  
 فی اسنی المطالب) بکر بن احمد القصری سے روایت ہو کہ ہم سے جناب فاطمہ بنت علی بن موسیٰ الرضا  
 بیان کرتی تھیں کہ مجھ سے فاطمہ اسنہ بن اور ام کلثوم جناب موسیٰ بن جعفر کی بیٹیاں ذکر کرتی تھیں  
 کہ ان سے فاطمہ بنت جعفر بن الصادق نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ بنت محمد بن علی نے بیان اور  
 ان سے فاطمہ بنت علی بن الحسین نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ اور سکینہ جناب حسین علیہ السلام  
 کی صاحبزادیوں نے روایت کیا اور ان سے جناب کلثوم بنت فاطمہ بنت محمد صلی الله علیه وسلم  
 نے بیان کیا کہ جناب فاطمہ بنت محمد صلی الله علیه وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں غدیر خم کے روز جناب  
 رسالت آپ صلی الله علیه وسلم کا فرمان بھول گیا کہ جبکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے۔ نیز  
 حضرت کا ارشاد کہ یا علی کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے \*

اس حدیث کو حافظ ابو موسیٰ المدینی نے کتاب مسلسل بالاسماء میں روایت کیا ہے اور کتاب ہے



کہ ایک وجہ سے یہ حدیث سلسل ہے کیونکہ اس حدیث کو ہر ایک فاطمہ نام محسنوں نے اپنی پہنچی صاحبہ سے روایت کیا ہے یہ روایت پانچ ہمارے بھائیوں کی ہے اپنی پہنچین سے ۔

(۷) عن عامر بن واثلة سمعت علياً يوم الشكر يقول تشد تكمة بالله هل فيكم واحد واحد وحده الله قبل قالوا اللهم لا قال تشد تكمة بالله هل فيكم واحد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انت انت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي غیری قالوا اللهم لا راخرجه الخوارزمی فی المناقب ابو الطیفیل عامر بن واثلة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے شوری کے روز جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرماتے تھے میں تمکو قسم دیتا ہوں آیا تم لوگوں میں میرے سوا کوئی ہے کہ جس نے خدا کی توحید کا مجھ سے پہلے اقرار کیا ہو سب نے کہا بخدا کوئی نہیں جناب امیر نے کہا میں تمکو خدا کی قسم دیکر بوجہتا ہوں کہ میرے سوا کوئی ایسا تم میں ہے جسکو حضرت نے کہا ہو کہ توحید سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے سب نے کہا بخدا کوئی نہیں ۔

(۸) عن قیس بن حازم قال جاء رجل الى معاوية سأل عن مسألة فقال سل عنها علي بن ابي طالب وهو اعلم فقال ارید جوابك فقال وبيحك لقد كرهت رجلاً كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغزوه بالعلم غزواً ولقد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انت مني بمنزلة هارون من موسى ولقد كان عمر بن الخطاب اذا اشكل عليه شيء اخذ منه راخرجه احمد في المناقب وابن المغازلي في المناقب فقيه ابو الليث نصر بن محمد السمرقندی فی کتاب المجالی مع عبد الطبری فی الرایض النضره فی فضائل العشرة والسيد السمرقندی فی حواہیا العقیدین وابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة قیس بن حازم نقل ہے کہ ایک آدمی نے معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا معاویہ کہنے لگا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے پوچھ سائل کہنے لگا میں تجھ سے ہی جواب چاہتا ہوں معاویہ نے کہا تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے ایسے آدمی کو حقیر سمجھا ہے کہ جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ علم کے ساتھ بہرا ہے پورا بہرنا اور ارشاد کیا ہے کہ توحید سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور جب کہی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کہ انی تہی تو ان سے علم حاصل کیا کرتے تھے ۔

(۹) عن ابن جابر قال قلت لعلي بن الحسين عليه السلام يا سيدي ان ابی حدث عن ابی حميفة وهيب بن الخيران ابائكم بعد المنبر قال خذ هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر رضي الله عنهما فقال ابن ندب بلك يا حكيم حدثني سعيد بن المسيب ان النبي صلى الله عليه وسلم قال انت مني بمنزلة هارون من موسى ان المؤمن يهضم نفسه راخرجه الخطيب في تاريخ بغداد في ترجمة طريف بن عبد الله المعلى



ابن حبیہ نقل ہے کہ میں نے جناب علی بن الحسین سجاد علیہ السلام سے عرض کیا یا سیدی مجھ سے میرے باپ کے بیان کیا کہ ابی حمیفہ وہب بن النخیر روایت کرتے تھے کہ آپ کے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا تھا کہ بعد بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت میں سب سے بہتر ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں جناب سجاد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے عقل والے ہم تجھے کہان لیجائیں ہم سے سعید بن مسیب روایت کیا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ توحہ سے بہتر ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ بے شک ہون کسر نفس کیا کرتا ہے۔

(۱۰) عن الخدوج بن یزید الحللی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخي بين المسلمين ثم قال يا علي انت اخي بمنزلة هارون من موسى غير انه لا بنية لعلك راخرجه عبد الله بن احمد في وائد المناقب) مخدوج ابن يزيد الحللي سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے ہم رشتہ اخوت ملایا اور جناب علی سے ارشاد کیا یا علی تو میرا بھائی ہے اور مجھ سے بہتر ہارون کے ہے موسیٰ سے لکن بنی میرے بعد نہیں ہے \*

### حدیث یا علی انت منی وانا منک

(۱) عن ابی ہریرۃ قال لما قصد صاحب لواء المشركين يوم احد رسول الله صلى الله عليه وسلم فداك على نفسه وحمل على صاحب اللواء فقتله فذل جبريل فقال يا محمد ان هذه لحي المواساة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي مني وانا منه فقال جبريل انا منكما راخرجه احمد والطبراني في الكبير) الوراق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب احد کے روز مشرکوں کے علمدار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا جناب امیر نے حضرت پر اپنی جان کو فدا کر کے اس علمدار پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا جبریل علیہ السلام نے کہ ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہ اسکے لیے صلہ ہونا چاہیے آپ نے فرمایا علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں جبریل علیہ السلام نے فرمایا میں تم دونوں کا ہوں \*

(تفسیر) قال الزهري رحمه الله عليه انما قال جبريل ان هذه لحي المواساة لان الناس فروا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم احد (تذكرة خواص الامة) یعنی زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ اسکے لیے صلہ چاہیے یا علیے تھا کہ احد کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تھے \*

(۲) عن حبیث بن جفادہ کان قد شهد حجة الوداع قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول



ذلك اليوم على منى وانا منه ولا يفرض ديني سواه راخرجه النساء والترشيح وابن ماجة والبخاري وابن  
عاصم وابن قتيبة والضياع والباورمي والطبراني حبشي بن جنانة سے کہ وہ حجۃ الوداع میں ہی حاضر تھے  
روایت ہو کہ میرے اسی وز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں  
اور سوا اسکے کوئی میرے فرض کو ادا نہیں کرے گا۔

(تفسیر) احمدیث کے شان ورو کی نسبت علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامم میں لکھتے ہیں  
وقبل لما قاله يوم نزل عليه وانذر عشيرته الاقربين يعني علي منى وانا منه کی حدیث کو آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اس فرمایا تھا جس حدیث کہ آیت کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تھی۔  
لیکن کتب حدیث کی سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اکثر مواقع میں احمدیث کو جناب امیر کی نسبت فرمایا  
فرمایا ہے کہ علی منی سے اور کہیں انت منی کے الفاظ مبارک سے۔

(۳) عن النبی بن مالک قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم براءة مع ابی بکر رضی الله عنه ثم جاءه  
فقال لا ينبغي لاحد ان يسلّم عني الا رجل هو مني وانا منه فدعا عليا فاعطاه اياها راخرجه  
الترمذی) السنن بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر  
رضی اللہ عنہ کو برات دیکر مکہ والوں کی طرف ارسال کیا پھر اپنے بلالیا اور فرمایا مجھ سے وہ اس حدیث کو لیجا  
سکتا ہے جو میرا ہو پھر جناب علی کو سورہ برات دیکر روانہ کیا۔

(۴) عن عبد الله بن عمر عن علي قال اهدى لنبي صلی الله علیه وسلم فتوموز فجل يقشر الموزة ويحلقها  
في خفي وقال له قائل يا رسول الله انك تحب عليا فقال في نعمي او ما علمت ان عليا مني وانا منه  
راخرجه الخوارزمي في المناقب) عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کیلہ کا خوشہ تھخہ میں آیا حضرت کیلے چیل چھیکر میرے مونہ میں ڈالنے لگو  
ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ آپ علی کو دوست رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا شاید تو نہیں جانتا  
کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں

(۵) عن علي قال صدقنا من مكة اخا نيت حمزة تزاوي ياعم ياعم فتناولها علي فقال لها فاطمة دونك  
اينة عمك فحملتها فاختصم فيها علي وجعفر وزيد فقال علي انا اخذها وهي اينة عمي قال جعفر  
اينة عمي وخالتها تحبني وقال زيد اينة اخي فقضى بها رسول الله صلی الله علیه وسلم للحاق القاد قال  
للخالة بنتها الام وقال لعل انت مني وانا منك وقال لجعفر اشبهت خيلتي وخلقى وقال لزيد انت  
مولانا راخرجه النساء في الخلاصة) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ عیب ہم کو سے چلے



ناگاہ جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اے چچا اے چچا پکارنے لگیں علی نے اٹھ کر جناب فاطمہ کے حوالہ کیا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس بیٹھا حضرت سیدہ نے اسے اپنے پاس اونٹ پر بیٹھا لیا۔ جناب علی اور جعفر اور زید رضی اللہ عنہم میں جھگڑا ہونے لگا جناب علی کہنے لگے میں نے اسکو بکڑا ہے وہ میرے چچا کی بیٹی ہے جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے چچا کی بیٹی ہے اور اسکی خالہ میرے نکاح میں ہے زید کہنے لگے میرے بہائی کی بیٹی ہے حضرت نے اسکا فیصلہ کیا اور اسکو اسکی خالہ کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ خالہ بمنزلہ مان کے ہوتی ہے اور جناب علی سے فرمایا تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں اور جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا تیری خلقت اور تیرا خلق میری مانند ہے اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا تو ہمارا دوست ہے۔

(۶) عن محمد بن اسامہ بن زید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امانت یا علی فحقیق وابو ولدی انت منی وانا منک راخرجه البغوی واحمد والطبرانی والحاکم محمد بن اسامہ بن زید اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن یا علی تو پس میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اور تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۷) عن برید بن الاسدی قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع خالد بن الولید وبعث علیا علی جیش اخر و قال ارلقتما فغلی وان تفرقتما فکل واحد منكما علیحدہ فلقینا بنی زید من اهل الین وظهر المسلمون علی المشرکین فقاتلنا المقاتلة وسبینا الذریۃ فاصطفی علی جاریۃ لنفسہ منہن فکتب بذلک خالد بن الولید الی الامینی صلی اللہ علیہ وسلم و امرنی ان اتال منہ فدفعتم الکتاب الیہ ونلت من علی فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت هذا مکان العائد بعثتني مع رجل والنزمتني بطاعتہ فبلغت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقعن یا برید۔ فی علی فان علیا منی وانا منہ وهو ولیکم بعدی راخرجه احمد والنسائی بریدہ سلمی روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن ولید کے ساتھ یمن کی طرف روانہ کیا اور ایک دوسرے لشکر پر جناب امیر علیہ السلام کو امیر بنا کر ارسال کیا۔ اور فرمایا کہ اگر دونوں لشکر باہم مل جائیں تو علی امیر سمجھے جاویں اور اگر جدا جدا رہیں تو تم دونوں میں سے ہر ایک جدا جدا امیر ہوگا۔ پس ہمارے دونوں لشکر یمن کے قبیلہ بنی زید کے قریب ملے اور مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کے ساتھ لڑائی میں فتح حاصل کی سمجھنے انکے بال بچوں کو امیر کر لیا جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لیے ان میں سے ایک نوٹدی کو منتخب کیا خالد بن ولید نے اس حقیقت کو حضرت کی طرف لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس خط کے ساتھ حضرت کی خدمت میں پہنچ کر زبانی بھی اس بات کو عرض کروں میں نے وہ خط حضرت کو





دیا اور زبانی ہی کہہ سنایا حضرت کا چہرہ غصہ کی وجہ کی وجہ سے تغیر ہو گیا مینے کہا میں حضور کے غصہ و خدا  
کی پہاؤ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کے ساتھ روانہ فرمایا تھا اور اسکی اطاعت کو مجھ پر لازم کیا تھا جو  
مجھ کو اس نے کہا مینے اسکو پہونچا دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا ربیدہ تم علی کے پیچھے  
ست پر و علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے ۔

(۸) عن عمران بن حصین قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم جيشا واستعمل علي بن ابي طالب  
فمضى في السرية فأصاب جارية فأنكرها عليه وتعاقدا ربعة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم  
فقالوا اذ القينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فنتكوا اليه اخبرناه ما صنع وكان المسلمون اذ انزلهم  
من سفر بدوا برسول الله صلى الله عليه وسلم فسلموا عليه فمنا نصر فوال رحمة الله فلما قدمت  
السرية فسلموا على النبي صلى الله عليه وسلم فقام احد الاربعة فقال يا رسول الله الم ترون عليا  
صنع كذا او كذا فاعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قام الثاني فقال مثل ذلك ثم  
قال الثالث فقال مثل مقالته ثم قال الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم  
الله عليه وسلم والغضب يعرف في وجهه فقال ما تريدون من علي ما تريدون من علي ان عليا  
مفي وانا منه وهو ولي كل مؤمن من بعدك راخرجه احد النساء والحاكم عمران بن حصين  
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر جناب علی کو امیر بنا کر روانہ کیا  
جب جناب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے ایک کنیز غنیمت میں انکے ہاتھ لگی حضرت امیر نے اس میں اپنا  
تصرف کر لیا لوگوں کو یہ بات ناگوار ہوئی ان میں سے حضرت کے چار صحابیوں نے باہم عہد کیا کہ جب  
ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچیں گے تو حضرت سے اس بات کی شکایت کریں گے  
صحابہ کا یہ طریق تھا کہ جب سفر سے آتے تو حضرت کو سلام کے لیے پہلے حضرت کے حضور میں حاضر ہوتے  
پھر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف رجوع کرتے سب دنور وہ فوج کا دستہ بھی سلام کے لیے حاضر خدمت ہوا  
ان چاروں میں سے ایک نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ جناب علی نے ایسا دیا کیا ہے حضرت نے  
اس سے مونہ پھیر لیا ۔ پھر دوسرے نے اٹھ کر یہی بیان کیا اپنے اس سے بھی اعراض فرمایا پھر تیسرے  
نے بھی یہی بیان کیا پھر چوتھے نے بھی انہیں تینوں کی سی ہی حضرت ان کی طرف لوٹ بیٹھے اور غضب  
کے آثار چہرہ اقدس سے نمایاں ہو رہے تھے فرمایا تم علی سے کیا چاہتے ہو تم علی سے کیا چاہتے ہو  
تحقیق علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد میرا ایک و من کا ولی ہے ۔

(۹) عن عمر بن العاص قال قدمت من غزوة ذات السلاسل وكنت اظن ان ليس احد احب



رسول الله صلى الله عليه وسلم منى فقلت يا رسول الله اى الناس احب اليك قال عائشة قلت انى لست  
اسالك عن النساء قال ابوها قلت اى الناس احب اليك بعد ابى بكر قال حفصة قلت لست اسالك  
عن النساء قال فابوها قلت يا رسول الله فابى علي فالتفت الى اصحابه فقال انظروا الى هذا يسألني  
عن النفس راخرجه بن النجاشي عمر بن عاص سے روایت ہے کہ حب میں غزوہ ذات السلاسل سے واپس آیا  
مجھے گمان تھا کہ حضرت کو مجھ سے زیادہ کوئی عزیز نہ ہوگا مینے عرض کیا یا رسول اللہ تمام لوگوں میں  
سے حضور کو کون زیادہ پیارا ہے فرمایا عائشہ سنیو عرض کیا میں عورتوں کی نسبت نہیں پوچھتا  
ہوں فرمایا اسکا باپ مینے پھر پوچھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد کون عزیز ہے فرمایا حفصہ مینے گزارش  
کیا کہ عورتوں کی نسبت میں نہیں پوچھتا فرمایا اسکا باپ مینے کہا یا رسول اللہ علی کہاں رہے حضرت  
نے صحابہ کبریٰ التفات فرما کر ارشاد کیا دیکھو یہ مجھے میری جان کی نسبت پوچھتا ہے۔

(۶) اخرج الدارقطني ان علياً يوم الشورى حجة على اهلها فقال له ما تشدكم يا الله هل فيكم  
احداً قرب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم في الرحمه من جله صلى الله عليه وسلم نفسه نفسه ابناؤه  
غيره فقالوا اللهم لا وارقطني رحمة الله عليه روايت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے شوری کے دن  
اہل شوری محبت قائم کرنے کے لیے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کوئی تم میں ہے کہ رحم میں جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نزدیک رشتہ دار ہو۔ اور میرے سوا کس شخص کے نفس کو حضرت نے اپنا  
نفس اور اسکے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنایا ہے۔ سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں۔

(۷) عن ام المؤمنين عائشة قالت يا رسول الله من خير الناس بعدك قال ابو بكر قالت ثم من قال  
ثم عمر قالت فاطمة الا نقول في علي شيئاً قال علي نفسي (اخرجه التظري في خصائص العلوي)  
ام المؤمنين عائشہ صدیقہ فخرت مری ہو کہ مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد سب لوگوں میں کون بہتر ہے حضرت نے فرمایا ابو بکر  
پھر عرض کیا کیا ان کے بعد کون ہو آپ نے فرمایا عمر جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور علی کے حق میں کچھ ارشاد نہیں  
فرماتے حضرت نے فرمایا وہ تو میری جان ہے۔

(تشیہ) امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے (ثبت بالآخبار الصحیحہ  
ان المراد من قوله تعالى وانفسنا هو علي ومعلوم انه يمتنع ان يكون نفس علي هو نفس محمد صلى  
الله عليه وسلم بعينه فلا بد ان يكون المراد هو المساواة بين النفسين وهذا يفيد ان كل ما حصل  
لمحمد صلى الله عليه وسلم من الفضائل والمناقب قد حصل مثله لعلی ما وراء صفة النبوة ثم لا شك  
ان محمداً صلى الله عليه وسلم افضل الخلق في سائر الفضائل فلا كان علیاً متساوياً في تلك الصفات





و جب ان یکن افضل الخلق یعنی اخبار صحیحہ سے ثابت ہو کہ آیت مبارکہ میں النفسا سے جناب علی مراد ہیں۔  
اور یہ بات معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ نفس جناب علی نہیں ہو سکتا۔ پس بالضرور  
بیان مساوۃ سے مراد ہے اور اس بات سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ذات باریکات میں تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اس میں  
شک نہیں کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام فضائل میں تمام خلقت سے افضل تھے۔ جبکہ ان صفات  
میں جناب علی حضرت کے مساوی تھے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑے گی کہ جناب علی بعد رسول آہی افضل  
البشر ہیں۔

## جناب امیر کا نظیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

عن الن بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من بنى الا وله نظير في امة فعل نظير  
(اخرجه الخلفاء الدیلمی) الن بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا ہے کہ ہر نبی کی نظیر اسکی امت میں ہوتی رہی ہے پس علی میری نظیر ہے۔

## جناب امیر کا نظیر جناب سید ہونا

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده لو كان تقول فيك طوائف  
من امتي ما قالت النصارى في عيسى بن مريم لقلت فيك اليوم مقالاً لا تم بأحد من المسلمين الا  
اخذ الزاب من اثر قد ميك بطلبون فيه البركة راخرجه الديلمی نے فرمادوس اخبار جناب علی  
علیہ السلام فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت  
میں میری جان ہے اگر میری امت کے لوگ میرے حق میں ایسی بات نہ کہ گزیر کہ جو نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے  
حق میں کہہ رہے ہیں تو البتہ آج میں میرے حق میں ایک بات کہتا کہ تو کسی مسلمان کے پاس سے ہو کر  
ن گذر تا کہ وہ تیرے پاؤں کی مٹی لیس کر اس میں اپنے لیے برکت طلب نہ کرتا۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيك مثل عيسى ابغضته اليهود حتى بغتوا  
امه واحبته النصارى حتى نزلوه بالمنازل التي ليس له (اخرجه احمد والنسائی) جناب امیر علیہ  
السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی تم عیسیٰ کی مثل ہو کہ  
یہودیوں نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ انکی والدہ ماجدہ پر بہتان دہر دیا۔ اور نصاریٰ نے ان



محبت کی یہ بات کہ انکار تہہ ایسا بڑا یا جوان کے لیے نہیں تھا

## جناب امیر فضائل میں نبی علیہم السلام کی مانت رہونا

(۱) عن ابی الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان ينظر الی یا ادم فی علمہ والی نوح فی فحشہ والی ابراہیم فی حملہ والی یحییٰ بن زکریا فی زہدہ والی موسیٰ بن عمران فی بطنہ فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجه احمد ابو الخیر القزوینی) والیہم فی فضائل الصحابة (ابو عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو اور فہم میں حضرت نوح کو اور حکم میں جناب ابراہیم کو اور زہد میں حضرت یحییٰ بن زکریا کو اور حلاوت میں حضرت موسیٰ بن عمران کو دیکھنا چاہتا ہو تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔)

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اراد ان ينظر الی ادم فی علمہ والی ابراہیم فی حملہ والی نوح فی حکمہ والی یوسف فی جمالہ فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجه الملا فی سیرتہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو اور حکم میں حضرت ابراہیم کو اور جمال میں حضرت یوسف کو دیکھنا چاہے وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

(۳) عن الحارث الاعور صاحبہ ایتہ علی قال بلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جمع من اصحابہ فقال اریکم ادم فی علمہ ونوحا فی فحشہ و ابراہیم فی حکمتہ فلم یکن باصرہ من ان طلع علی فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ اقست رجلا ثلثۃ من الرجل یخبر عنہ لہذا الرجل من ہو یا رسول اللہ قال لتی صلی اللہ علیہ وسلم الا تعرفہ یا ابا بکر قال اللہ ورسولہ اعلم قال ابو الحسن علی بن ابی طالب قال ابو بکر یخبر بحدیث یا ابا الحسن (اخرجه ابو بکر بن مردویہ) حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علم دار ناقل ہیں کہ ہم کو خبر ملے گی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز تھے کہ ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا شخص دکھاؤں گا کہ اپنے علم میں وہ جناب آدم اور فہم میں جناب نوح اور حکمت میں جناب ابراہیم ہے کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ فضائل میں تین نبیوں کے مساوی قیاس کیا جاسکتا ہے وہ کون ہے حضرت نے فرمایا اے ابو بکر کیا تم سکو نہیں جانتے حضرت ابو بکر نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول



جانتے والے میں فرمایا وہ ابو الحسن علی بن ابی طالب ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے شاباش ہے ابو الحسن ترا مثل  
کہاں ہے \*

(تنبیہ) محدث کوفیل میں فخر الاسلام امام فخر الدین از می علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں هذا الحديث يدل على ان عليا  
كان مساويا لهؤلاء الانبياء في هذا الصفات ولا شك ان هؤلاء الانبياء كانوا افضل من سائر الصحابة  
والمساوي للافضل افضل فوجيان يكون علي افضل منهم رابعين في اصول الدين) یعنی یہ حدیث  
وال ہے کہ جناب علی ان صفات میں انبیاء کے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے اور کسی قسم کا شک نہیں کیا  
جاسکتا کہ یہ انبیاء تمام صحابہ سے افضل اور مساوی للافضل افضل ہو کر رہا ہے اس لیے جناب بھی ان سے افضل  
تھے \*

## جناب امیر کا غنیمت میں مثل حضرت کے حصہ پانا

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم لعل يوم غزوة تبوك املقضى ان يكون لك من الايام  
مثل مالي ذلك من الغنم مثل مالي (راخرجه الخلعى نقلت من رياض النضرة) روایت ہے انس رضی اللہ  
عنہ سے کہ غزوہ تبوک کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کیا تم رضی نہیں کہ تمہیں  
وہیابی اجر ملے جو مجھے ملا ہے اور غنیمت میں ہی تمہارا حصہ مثل میرے حصے کی ہو۔

روى الشيخ في فضائل العشرة انه صلى الله عليه وسلم جلس في المسجد فقام غنائم تبوك فدفن لكل واحد  
سهما ودفن علي سهاين فقام زائدة بن الاكوع وقال يا رسول الله اوحى نزل من السماء ام احمر من نفسك  
فقال صلى الله عليه وسلم انشأ كما لله هل رأيت في رأس ميمنتكم صاحب الفرس الاغر الجبل والعمامة  
الخضراء لها ذواتان مخا تان علي كنفه بيده حربة قد حمل بها علي الميمنة فازالها وحمل  
بها علي الميسرة فازالها وحمل علي القلب فازاله قالوا نعم قد رأيت اذ لك قال هو جبرائيل قال لي ان  
ادفع سهمي لعل فقال زائدة جنداهم سهم رسيه الخليليه في ترجمه غزوة تبوك (علامہ مخشری فضائل  
عشرہ مبشرہ میں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی غنیمت کو تقسیم فرماتے تھے تو ہر ایک شخص کو اپنے ایک حصہ یا  
دو حصے کے زائد میں لاکھوں کے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کس حکم سے دی ہو میں یا اپنی طرف سے عطا فرمایا  
میں حضرت ارشاد کیا میں تم کو خدا کی قسم دیکر بوجہ ہوں کہ تم نے اپنی فوج میں سے ہر ایک سبز جامہ باندھتے ہو اور کہہ کیا تمہارا  
حکے دوش پر سے گذرے ہوئے گیسو لگا رہے تھے اور ہاتھ میں ایک حربہ لیے ہوئے تھے اور گفتگو کرتے

امیر کی فوج کو اپنے حملوں سے پرانہ ذکر رہتا لوگوں نے عرض کیا بے شک ہم نے دیکھا تھا



صلہ رحم عمل میں لانیوالے ہیں ہماری والدہ ہماری طرف سے مہر ادا کرنے کی تقدیر نہیں کہتے حضور کا وعال کوہ مقرر  
 فرما دین تاکہ جس طرح سے دوسرے وعال ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کیا کریں اور ہمیں ہی اس سے فائدہ حاصل ہو جائے گا  
 یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جناب امیر شریف آئے اور ہم سے فرمانے لگے تم حضرت کے پاس مت جاؤ والدہ حضرت  
 تمہیں سے ایک کوہی زکوٰۃ پر وعال نہیں مقرر فرماؤں گا یہ میرے پسند کا ہے آپ یہ بات حسد کی وجہ سے کہتے ہیں آپ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی سے مشرف ہو گئے تو ہم نے حسد کیا جناب امیر نے پسند اپنی روادار مبارک  
 زمین پر بچھا دی اور لیٹ گئی اور کہنے لگے میں ابو حسن شیرزہون بخدا میں اس مقام سے اس وقت تک نہیں  
 ملو گا جب تک کہ تمہارے دونوں لڑکے حضرت کے پاس سے تمہاری بات کا جواب لیکر واپس نہ آئیں جب وہ  
 واپس آئے تو بیان کرنے لگے کہ ہم نے حضرت کی خدمت میں جا کر عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ آپ سب لوگوں سے  
 زیادہ سخی اور رشتہ داروں کو حق میں صلہ رحم عمل میں لانیوالے ہیں ہم جوان ہو گئے ہیں اور نکاح کرنا چاہتے  
 ہیں ہم حضور کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور کو صدقات پر وعال مقرر فرما دین تاکہ جس طرح  
 سے لوگ ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کریں اور جو فائدہ ان کو ملتا ہے ہم کو بھی ملے حضرت تھوڑی دیر کے لیے خاموش  
 ہو گئے پھر فرمانے لگے آل محمد کو صدقات کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ لوگوں کے ہاتھ کی میل ہے ۛ

قَدَّمَ الْبَابَ الْأَوَّلَ مِنْ رَحْرِ الْمَطَالِبِ فِي عَدِّ مَنَاقِبِ  
 اَسَدِ اللَّهِ الْغَالِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي  
 طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْبَابُ الثَّانِي  
 إِنِشَاءُ اللَّهِ تَعَالَى



وہ میر علی علیہ السلام تھے جنہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میرا حصہ بھی علی علیہ السلام کو دیدینا زادہ کہنے لگا بدرک  
ہوا جیسے حصہ پانیوالے کو ۛ

## جناب امیر کا ہاتھ عدوین حضرت کے ہاتھ کی مثل ہونا

عن حبشی بن جنادۃ قال کنت جالساً عند ابی بکر فقال من کانت له عندہ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقوم فقام رجل فقال یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدنی بثلاث حثیات من تمر قال فقال ارسلوه الی علی فقال یا ابا الحسن ان هذا یزعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدنی بثلاث حثیات من تمر فاحتھا له قال فاحتھا له قال ابوبکر عد وھا فوجدوا فی کل حذیۃ ستین تمرًا لا تزید واحدۃ علی الآخر فقال ابوبکر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی اللیلۃ المہجۃ ونحن خارجون من الغار نرید المدینۃ یا ابا بکر کفی وکف علی فی العد سوار راخرجه ابن السمان نقلت من ریاض النضرۃ) حبشی بن جنادہ کہتا ہے کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے جس شخص کے ساتھ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو اس کو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے ایک شخص نے کترے ہو کر بیان کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے حضرت نے تین لب بہر کر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا حضرت ابوبکر نے کہا اس کو جناب علی علیہ السلام کے پاس لے جاؤ اور عرض کرو یا ابا الحسن اس شخص کا زعم ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین لب بہر کر کھجور دن کا وعدہ کیا تھا۔ آپ اس کو کھجور دن کے تین لب بہر کر دیدین جناب تاثیر نے وہ کھجوریں اس کو دیدیں حضرت ابوبکر نے کہا ہر ایک لب کے چارے شمار کرو۔ ہر ایک میں ساٹھ ساٹھ چارے تھے کسی میں ایک کھجور بھی زیادہ نہیں تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ اور اللہ کا رسول سچا ہے۔ ہم ہجرت کی رات غار سے نکل چکے تھے کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا یا ابوبکر میرا ہاتھ اور علی کا ہاتھ تعداد میں برابر ہے ۛ

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا شجرہ احد سے ہونا

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وعلی من شجرۃ واحدۃ ایسا آدمی یا اشجار شقی (اخرجه الطبرانی والذہبی والحاکم وابوبکر بن مردويه والخوازمی وابن حجر) حضرت نے فرمایا رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں



اور علی ایک شجرہ سے ہیں اور دوسرے لوگ متفرق شجرہ میں ہیں +

(۲) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا علی الناس من اشجار  
شتی وانا وانت من شجرة واحدة ثم قرأ وجات من اعناب وذرع وخیل صنوان و غیر صنوان یقفہ بلم  
واحد (الخروجہ بن مرد وہو صحیح علی راوی الحاکم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب بائیں  
سے فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ متفرق شجرہ میں ہیں اور میں اور تو یا علی ایک شجرہ سے ہیں پھر حضرت تو  
اس آیت کو پڑھا اور باغ انگوروں سے اور کہتیاں اور کھجوریں ایک جڑ میں کی اور بن علی جڑ میں بیٹے  
ایک تہائی میں ایک کھجور پلائی جاتی ہیں ایک باہی سے +

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وعلی من شجرة واحدة والناس من  
اشجار (الخروجہ الحاکم) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
میں اور علی ایک شجرہ سے ہیں اور دوسرے لوگ متفرق شجرہ میں ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشبهت خلقی وخلقی وانت من شجرة التي انا  
بخطیب فی فضائل الصحابة) جناب بائیں علیہ السلام کے شقیل ہو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
ارشاد کیا تیرا خلق اور تیری خلقت میرے مشابہ ہے اور تو ایسے شجرہ سے ہے جس سے کہ میں ہوں

(۴) عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق الانبیاء من اشجار  
شتی وخلقنی وعلیاً من شجرة واحدة فاننا اصلها وعلی فرعها وفاطمة لقاحها والحسن والحسین  
ثمرها فمن تعلق من انصانها نجسا ومن زلغ عنها هوی ولوان عبد عبد اللہ بن الصفا والمرقة  
الثق عام ثم لم یدرک محبتنا اکبہ اللہ علی منخویہ فی النار ثم تلا قل لا اسألكم علیہ اجرا الا المودة  
فی القربی (الخروجہ الطبرانی) ابوالامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ التقیۃ والثناء  
ارشاد فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ انبیاء کو متفرق شجرہ میں سے پیدا کیا ہے اور مجھ کو اور علی کو ایک  
شجرہ سے بنایا ہے پس میں اسکی جڑ ہوں اور علی اسکی شاخ ہے اور فاطمہ اسکا بیٹہ ہیں اور حسن اور  
حسین اسکے پھل ہیں پس جس شخص نے اسکی شاخ کو پکڑا وہ نجات پائے اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ نرگول  
گر پڑا اور اگر کوئی بندہ ہزار برس صفا و مروہ کے درمیان خدا کی عبادت کیے اور پھر ہماری محبت کو حاصل  
نکرسے تو اللہ تعالیٰ اسے ناک کھیل آگ میں گرائیگا۔ پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا کہ اللہ سے یا محمد بنی

۱۰ نخل را بوسے گشتی دہند ۱۱ منتخب ۱۲ نفع میل کردن از حق و شک نمود

۱۳ کہ ہوے از بالا فرو افتادان ۱۴



ہوں میں تم سے اس پر کچھ دوری مگر قرابتیوں کی دوستی ہے

(۶) عن ابی النہدی المکی قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعرفات وعلی تجاہداً وعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی وقال ادن منی فدا علی منہ فقال خمسک فی خمسین کفک فی کفۃ یا علی خلقتک انا وانت من شجرۃ انا اصلہا و انت فرعہا والحسن والحسین اعضاؤا فمن تعلق بغصن منها ادخل اللہ الجنۃ یا علی لو ان امتی صاموا حتی یكونوا کالحنایا وصلوا حتی یكونوا کالذاتار ثم ابغضوا لک لکبھما اللہ تبارک وتعالی علی وجوہہم فی النار (اخرجه عبد اللہ ابن احمد بن حنبل وابو نعیم وابن المغازی فی المناقب الطبرانی وابن عساکر) ابو الزبیر مکی کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کوہ عرفات پر رونق آوا تھے جناب امیر حضرت کے سامنے آ رہے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اشارہ سے اپنے پاس بلا یا حبیبہ حضور میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد کیا اپنا پنجہ میرے پنجہ میں ڈال یا علی میں اور تو ایک شجرہ سے پیدا ہو میں میں اصل ہوں اور تو اسکی فرع ہے حسن و حسین اسکی شاخیں ہیں جس کسی نے اسکی شاخ کو پکڑا خدا نے اسے جنت میں داخل کیا یا علی اگر میری ہمت کو لوگ اس قدر فور سے رکھیں کہ مثل کمان کا تھک ہو جائیں اور یہاں تک نماز پڑھیں کہ مثل تار کی باریک ہو جائیں پھر اگر تجھ سے بغض رکھیں تو خدا تعالیٰ انکو موتہ کے بل ووزخ کی آگ میں گرائیگا

(۷) عن عاصم بن حمزہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلقنی وعلیاً من شجرۃ انا اصلہا وعلی فرعہا والحسن والحسین ثمرہا والشیعتورقہا فہل یخرج من الطیب الا الطیب انا مدینۃ العلم وعلی بابہا من اراد العلم فلیات الباب (اخرجه الخطیب فی تاریخہ ومحمد یوسف الکلبی الشافعی فی کفایۃ الطالب) عاصم بن حمزہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ جو تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اور علی کو ایک شجرہ سے پیدا کیا ہے میں اسکی اصل علی اسکی فرع ہے حسن و حسین اسکے ثمر ہیں ہمارے شیعوں اسکے پتے ہیں کیا پاک سے پاک کے سوا کچھ اور پیدا ہو سکتا ہے؟ میں علم کا شہر چون علی اسکا دروازہ ہے جو شخص کہ علم کے شہر تک پہنچنا چاہتا ہے اسکو چاہیے کہ دروازہ کے پاس آئے

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا ایک نور سے ہونا**

(۸) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد من قبل ان



یخلق ابونا آدم بالفی عام فلما خلق آدم صرنا فی صلیبه ثم نقلنا من کرام الاصلاب الی مطهرات الارحام  
حتی صرنا فی صلب عبد المطلب ثم انقسمنا نصفین فصرت فی صلب عبد الله وصار علی فی صلب  
طالب اختار فی بالنبوة واختار علیاً بالشیعۃ والعلم والفصاحة وانتق لنا اسمن من اسمائہ فاعلم  
محمود وانا محمد والله الاعلی وهذا علی راخرجه ابن السبوع الاندلسی فی کتابہ الشفاء والصالحا  
والکلاعی وسید محمد جعفر مکی وابراہیم وصابی جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ شافع روز خزا صلی  
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میں اور علی حضرت آدم سے دو ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں جب  
آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور انکے صلب میں چلا گیا پھر وہ بزرگ پشتون سے پاک ارحام میں منتقل  
ہوا تا یہاں تک کہ عبد المطلب کی صلب میں پہنچا پھر وہ نور دو ٹکڑے ہو گیا میرا نور عبد اللہ کی صلب میں  
اور علی کا نور ابوطالب کی صلب میں چلا گیا۔ پس خدا تعالیٰ نے مجھ کو نبوت کے ساتھ اور علی کو شجاعت  
اور علم اور فصاحت کے ساتھ انتخاب فرما کر اپنے اسماء مبارک سے ہمارے لیے دو نام مشتق کیے پس اللہ تعالیٰ  
محبوب ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور علی ہے ۔

(۲) عن الحسن بن علی عن ابیہ علیہما السلام قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کنت انا و  
علی نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ من قبل ان یخلق آدم بأربعۃ عشر الف عام فلما خلق اللہ تعالیٰ آدم  
سلك ذلک النور فی صلیبه فلم یزل اللہ تعالیٰ ینقلبه من صلب الی صلب حتی اقرع فی صلب  
عبد المطلب فقسمہ نصفین قسماً فی صلب عبد اللہ وقسماً فی صلب ابی طالب فعلی منی وانا منہ کما  
لحمی وحمہ دعی فمن احبه فنجی احبه ومن ابغضه فلبغضه ابغضه راخرجه بن مردویہ والخوارزمی  
وشہاب الدین احمد والمطرنزی والعاظمی جناب امام حسین علیہ السلام اپنے والد ماجد جناب امیر  
علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جناب آدم  
علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے جب خدا تعالیٰ  
نے آدم کو مخلوق کیا تو وہ نور اسکی صلب میں چلا گیا پھر پورے عالم اس نور کو ہمیشہ ایک صلب کے دو ٹکڑے  
صلب میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ عبد المطلب کی صلب میں وہ نور جاگزین ہوا پھر خدا نے اسکے دو ٹکڑے  
کر دیے ایک حصہ عبد اللہ کی صلب کو اور ایک ابوطالب کی صلب کو تقسیم کیا۔ پس علی مجھ سے ہے اور  
میں علی سے ہوں اسکا گوشت میرا گوشت ہے اور اسکا خون میرا خون ہے جس نے اس سے محبت کی پس  
اس نے میری محبت کی وجہ سے اس سے محبت کی اور جس نے اس کو بغض کیا پس میرے بغض کی وجہ سے  
اس نے بغض رکھا ۔



(۳) عن سلمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت انا وعلی بن ابی طالب یدعی الله تعالی قبل ان یخلق ادم بأربعة آلاف عام فلما خلق ادم قسم ذلك النور جزین فجوز انا وجوز علی را حوجہ احمد فی المناقب وعبد الله بن احمد بن حنبل والحوارزمی وابن عساکر والحموینی ومحب الطبری وابن المغازلی عنه وعن ابی ذر الغفاری رضی الله عنه) وفی روایت الدیلمی خلقت انا وعلی من نور واحد قبل ان یخلق ادم بأربعة آلاف عام فلما خلق الله تعالی ادم رکب فی ذلك النور فی صلبه فلم یزل فی شیء واحد حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوة وفی علی الخلافة وفی روایت ابی الفتح محمد بن علی بن ابراهیم النظری فی خصائص العلوئیة عن سلمان قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول خلقت انا وعلی من نور عن یمین العرش تسبیح الله ونقد منه من قبل ان یخلق الله عز وجل ادم بأربع عشرة آلاف سنة فلما خلق الله ادم نقلنا الی اصحاب الرجال وارجام النساء الطاهرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب فتمتاً بنصفین فجعل النصف فی صلب عبد الله وجعل النصف فی صلب ابيطال فجعلت من ذلك النصف وخلق علی من النصف الآخر واشتق لنا من اسمائه اسمی والله محمود وانا محمد والله الاعلی وابی علی والله فاطمة وابنتی فاطمة والله محسن وابناء الحسن والحسین فكان اسمی فی الرسالة وكان اسمه فی الخلافة والشجاعة فانا رسول الله وعلی سیف الله سلمان رضی الله عنه سے روایت ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے خدا نے آدم کو پیدا کر کے اس نور کو دو جزوؤں میں تقسیم کیا پس ایک جزو تو میں ہوں اور ایک خبر علی ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور ان کے فرزند رحمہ اللہ اور احطاب خوارزمی ادابن عساکر اور حموینی اور محب طبری نے سلمان سے اور فقیہ ابن المغازلی نے سلمان اور ابو ذر غفاری سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور وہابی نے فردوس الاخبار میں حضرت سلمان سے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی صلب میں ملا دیا پس ہمیشہ ایک ہی چیز میں ہم باہم اکٹھے رہتے چلے آئے ہیں یہاں تک کہ ہم عبد المطلب کی صلب میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پس مجھ میں نبوت اور علی میں خلافت ہے اور ابو الفتح محمد بن علی بن ابرہیم النظری فی خصائص العلوئیہ میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدم سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی عرش کے داہنے طرف ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں ہم خدا کی تسبیح اور تقدیس کیا کرتے تھے جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو ہم کو مردوں کی پاک پشتوں



سے عورتوں کی پاک رحمتوں کی طرف منتقل فرمایا یہاں تک کہ ہم منتقل ہو کر عبدالمطلب کی صلب تک پہنچنے پر  
 ہموں کو دو حصوں پر منقسم کر دیا ایک حصہ عبدالمطلب کی صلب میں اور ایک حصہ ابوطالب کی صلب میں تقسیم کر دیا مگر  
 ایک حصہ سر اور علی کو دوسرے حصہ سے بنایا اور سہارے لیے اپنے اسمار حسنہ میں سے نام مشتق کیے  
 پس اسمہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اسمہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور میرا بہای علی ہے اور اسمہ تعالیٰ فاطمہ  
 ہے اور میری بیٹی فاطمہ ہے اسمہ محسن ہے اور میرے دونوں بیٹے حسن و حسین ہیں پس میرا نام پیغمبری  
 میں اور علی کا نام خلافت اور شجاعت میں درج کیا۔ میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں اور علی علیہ السلام  
 اسمہ تعالیٰ کی تلوار ہے +

(۴۷) عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عز وجل انزل قطعة من نور  
 فاسکفها فی صلب آدم فاسکفها حتی قدما جزین جزءا فی صلب عبد اللہ وجزءا فی صلب بیطالب  
 فاخرجنی نبیا و اخرج علیا وصیا ر اخرجہ فقیہ ابن المغازلی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے نور کا ایک ٹکڑا نازل فرمایا  
 اور اس کو جناب آدم کی صلب میں ٹھیرا یا پھر اس کو آگے چلایا یہاں تک کہ اس کی دو جزوین بنائیں ایک جزو  
 کو عبد اللہ کی صلب میں اور ایک جزو کو ابوطالب کی صلب میں رکھا پس مجھ کو نبی اور علی کو وصی بنا کر  
 (۴۸) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ تعالیٰ  
 تضییعا من نور قبل یخلق الدنیا باریعین الف عام فجعلہ امام العرش حتی کان اول مبعثی  
 فتشق منه نصفان فخلق منه نبيکم فالنصف الاخر علی بن ابی طالب ر اخرجہ الخطیب البغدادی  
 فی تاریخہ و محمد بن یوسف الکلبی الشافعی فی کفاية الطالب الزرندی و شهاب الدین احمد و  
 الحموی عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی خلقت انا و انت من  
 نور اللہ تعالیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ السلام ارشاد  
 فرماتے تھے کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار برس پہلے خدا تعالیٰ نے ایک نور کی چھری پیدا کر کے  
 عرش کے سامنے گاڑی یہاں تک کہ میری پیدائش کا آغاز ہوا۔ اس سے ادھی کو توڑ کر تمہاری نبی کو  
 پیدا کیا اور دوسرا ادھی ٹکڑے سے علی بن ابی طالب کو بنایا +  
 حموی ابن عباس سے نقل ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سر فرماتے  
 ہوئے سنا ہے کہ میں اور تو خدا کے نور سے پیدا ہوئے میں +

(۴۹) عن الشیخ عبد القادر الجیلانی رحمہ اللہ علیہ و فروغی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی



صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لما خلق اللہ تعالیٰ ابا البشر ونفخ فیہ من روحہ التفت ادم بمیدنة العرش فاذا  
 نور خمسة اشباح سجدا وركعا قال ادم يا رب هل خلقت احدا من طين قبلی قال لا يا ادم قال فمن  
 هؤلاء الخمسة الذين اراهم فی هیتی وصورتی قال هؤلاء خمسة من ولدك ولا مما خلقتك هؤلاء  
 خمسة شققت لهم خمسة اسماء من اسمائ لولا هم ما خلقت الجنة والنار والا العرش ولا الكرسي  
 ولا السماء ولا الارض ولا الملائكة ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وهذا محمد وانا العالی وهذا  
 علی وانا الفاطر وهذا فاطمة وانا الاحسان وهذا الحسن وانا المحسن وهذا الحسين الیت بعزتی  
 انه لا یتنی بمثقال حبة من خردل من بغض احد هم الا ادخلنه ناری ولا ابالی بآدم هؤلاء اصفو  
 بهما نجيهم وبهما هلكهم فاذا كان لك حاجة فبهما تولى فوالله انی فوالله انی فوالله انی فوالله انی  
 عن سفينة النجاة من تعلق بهما نجي ومن حاد عنها هلك فمن كان له الى الله حاجة فليسال  
 بنا اهل البيت راخرجه ابو القاسم عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم الرافعی وابراهيم بن  
 الحموینی شيخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ محدث کے اسناد کو ابو ہریرہ تک پہنچاتے ہیں کہ انہوں  
 نے جناب ربالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابوشامہ  
 علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسکے جسم میں اپنے روح کو پونکنا جناب آدم عرش کے داہنے بازو کی طرف  
 لگاوا تھا کہ دیکھا کہ اس میں پانچ ترن پاکی کے جسموں کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے۔ آدم نے عرض کیا  
 اے میرے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ سے پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے رب العزت نے فرمایا نہیں آدم  
 نے عرض کیا پس یہ کون اشخاص میں کہ جن کو میں اپنی ہیئت اور صورت میں دیکھ رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ  
 نے فرمایا یہ تیری اولاد میں سے پانچ شخص میں اور جس چیز سے مینے تجھے پیدا کیا ہے یہ اس سے نہیں ہیں  
 انکے لیے مینے اپنے ناموں سے پانچ نام مشتق کیے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت دوزخ عرش  
 کرسی آسمان زمین فرشتے انسان جن وغیرہ اشعار کو نہ پیدا کرتا پس میں محمود ہوں اور یہ محمد ہے اور  
 میں عالی ہوں یہ علی ہے۔ میں فاطر ہوں یہ فاطمہ ہے میں احسان ہوں یہ حسن ہے میں محسن ہوں  
 یہ حسین ہے۔ مجھ اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ کے برابر بھی ازکا بغض لیکر میرے  
 پاس آئے گا تو میں اسی شخص کو ضرور دوزخ میں دھکیلوں گا اور مجھے اسکی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ اے  
 آدم یہ میرے برگزیدہ ہیں میں انکی وجہ سے بہت سے لوگوں کو نجات بخشوں گا اور انکی وجہ سے بہت سے  
 لوگوں کو ہلاک کروں گا۔ جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو انکی ذات کے ساتھ میری جناب میں  
 وسیلہ پڑا کر۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم نجات کی کشتی ہیں جس نے اس



گشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ پس جس کی  
 کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی منظور ہو اس کو چاہیے کہ ہم اہل بیت کو درگاہ الہی میں وسیلہ لائے  
 (۷) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد سبح  
 الله عز وجل في مدينة العرش قبل خلق الدنيا ولقد سكن ادم الجنة ونحن في صلبه ولقد ركب  
 نوح السفينة ونحن في صلبه ولقد قذت ابراهيم في النار ونحن في صلبه فلم نزل يقلبنا الله عز وجل  
 وجل من اصلااب طاهر حتى انتهى بنا الى صلب عبد المطلب فجعل ذلك النور بنصفين فجعلنا  
 في صلب عبد الله وجعل علياً في صلب ابي طالب جعل في النبیق والرهالة وجعل في علی الفروسیة  
 والفصاحة واشتقنا اسمائنا من اسمائه فرب العرش محمد وانا محمد وهو الاعلی وهذا علی  
 راخو به ابو حاتم و ابو محمد احمد بن علی العاصمی فی زین الفقی فی شرح سورہ هل اتی انس بن  
 مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں اور علی ایک نور سے  
 پیدا ہوئے ہیں ہم خلقت کی پیدائش سے پہلے عرش کے داہنے بازو کی طرف خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے  
 جب خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں سکونت کرنیکا حکم دیا تو ہم انکی صلب میں موجود  
 تھے۔ پس جب حضرت نوح علیہ السلام گشتی میں سوار ہوئے تو ہم اسوقت ہی انکی پشت میں موجود تھے جب  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو ہم انکی پشت میں موجود تھے۔ پس طرح سے ہم کو پروردگار  
 ایک پشت سے دوسری پاک پشت کی طرف منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم کو عبد المطلب کی صلب کی طرف منتقل  
 کر کے اس نور کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ مجھے عبد اللہ کی صلب میں اور علی کو ابوطالب کی صلب میں  
 منتقل کر دیا۔ مجھ کو نبوت اور رسالت سے اور علی کو شہرہ ارمی اور فصاحت و ممتاز فرمایا۔ اور ہمارے اپنے  
 اسماء حسنہ میں سے دو نام مشتق فرمائے پس عرش کا پروردگار محمود ہے اور میں محمد ہوں اور وہ اعلیٰ  
 ہے اور یہ علی ہے \*

## جناب سرور کائنات اور جناب علی کا جسم طہر ایک خاک پاک و بنا ہر

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل مولود یولد فھو فی سدرۃ  
 من الذریۃ التي خلق منها وانا علی ابن ابی طالب خلقنا من تربۃ واحدة (راخو به العاصمی) النور  
 بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور دنیا و دین علی الف الف التحیۃ و الثناء فرماتے تھے کہ جو بچہ  
 کہ تولد ہوتا ہے اسکی ناف میں خاص اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس کے کہ وہ پیدا کیا جاتا ہے۔ لیکن میں



اور علی ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں \*

## جناب امیر کے نور سے فرشتوں کا پیدا ہونا

عن عثمان بن عفان قال قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه ان الله تعالى خلق ملائكة من نور وجه علي بن ابي طالب واخرجوه ابوالمؤيد موفق بن احمد بن ابي سعيد اسحاق المعروف بابن خوارزم في المناقب جناب عثمان بن عفان رضي الله عنه حضرت عمر بن الخطاب رضي الله عنه سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے اپنے فرشتوں کو علی بن ابی طالب کو سونے کے نور سے پیدا کیا ہے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کو قربانی میں شریک کرنا

قال ابن اسحاق في سيرة حدثني عبد الله بن نجيم از رسول الله صلى الله عليه وسلم كان بعث عليا اليه من خراج فلقية بمكة وقد احرم فدخل علي فاطمة فوجدوها قد حلت وتهايات فقال مالك يا بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نخل بعمره فحللنا قال نعم اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما فرغ من الخبر عن سفره قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انطلق فطف بالبيت وحل كما حل احبابك قال يا رسول الله اني قلت حين احرمت اللهم اني احل بما احل به نبيك وعبدك ورسولك قال فعل معك من هدي قال لا فاشركه رسول الله صلى الله عليه وسلم في هديه وثبت علي احرامه مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى فرغ من الحج ومنح رسول الله صلى الله عليه وسلم عنهما ابن اسحاق سيرة النبوة من لکھتے ہیں کہ مجبور علیہ بن نجیم نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کو بخیران کی طرف بھیجا ہوا تھا جب وہ وہاں پہنچے تو ان کو حرام باندھے ہوئے ملے مگر میں حضرت سے ملاقات کی اور جناب سیدہ کو دیکھا کہ احرام سونگھنے کی تیاری کر رہی ہیں جناب امیر نے کہا اے رسول خدا کی مٹی آپ کیوں احرام کوٹھکتی ہے جناب سیدہ نے فرمایا کہ ہم کو حضرت نے عمرہ کے احرام کے کوٹھنے کا حکم دیا ہے اس لیے ہم نے احرام کوٹھ دیا ہے جناب امیر نے حضرت کی پس تشریف لیگے جب سفر کے حالات حضرت سے عرض کر چکے تو حضرت نے فرمایا جاؤ طواف کر کے اپنی دوستوں کی طرح سو تم بھی احرام کوٹھ لو جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا احرام باندھنے کی وقت دعا کی تھی کہ اے پروردگار جس فریضہ میں تیرا نبی اور تیرا بندہ اور تیرا رسول اپنا احرام کوٹھے گا میں بھی اپنی فریضہ میں اپنا احرام کوٹھوں تو لگا حضرت نے فرمایا کیا تیرے پاس قربانی کے یو کوئی چیز ہے عرض کیا نہیں ہے حضرت نے جناب امیر کو اپنی قربانی میں شریک بنایا اور جناب امیر بدستور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے رہے یہ سن کر کہ حضرت نے حج سے فارغ ہو کر جناب امیر کی طرف ہی قربانی کی \*



(۱) عن جابر قال غر رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثا وستين بدنة واعطاه عليا المنهر ففح ما غير منها واشتركة فهدية ثم اهر من كل بدنة ببضعة فجعلت في قدر فطجحت فاكلوا من لحمها وشربا من مرقها  
 (راخرجه المسلم) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیا علیہ السلام نے اپنے خاص دست مبارک سے  
 شیشہ اونٹ قربانی کیے انکے علاوہ جبکہ قربانی کے لیے باقی اونٹ رہ گئے انکی قربانی کے لیے  
 جناب امیر کو بچا دیا اور انکو قربانی میں شریک کیا پھر ایک اونٹ سے تھوڑے سے ٹکڑہ کاٹنے کا  
 حکم دیا۔ پس وہ ایک ہندیا میں پکوا کر دو ٹون صاحبوں نے کھایا اور اسکا شور پایا۔

(۲) عن علي قال امرت رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اقوم على بدنة وان اصدق بلحمها وجلودها  
 وان لا اعطى الجزار منها شيئا فقال نحن نعطيه من عندنا (راخرجه المسلم) جناب امیر علیہ السلام کہتے  
 ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے اونٹ کی قربانی کے لیے حکم دیا اور فرمایا کہ اسکے تمام  
 گوشت اور پوست خیرات کروے اور قصاب کو اس میں سے کوئی شے نہ بجائے جناب امیر علیہ السلام فرماتے  
 ہیں کہ ہم قصاب کو اپنی طرف سے دیتے ہیں۔

## جناب امیر کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہمیشہ قربانی کرنا

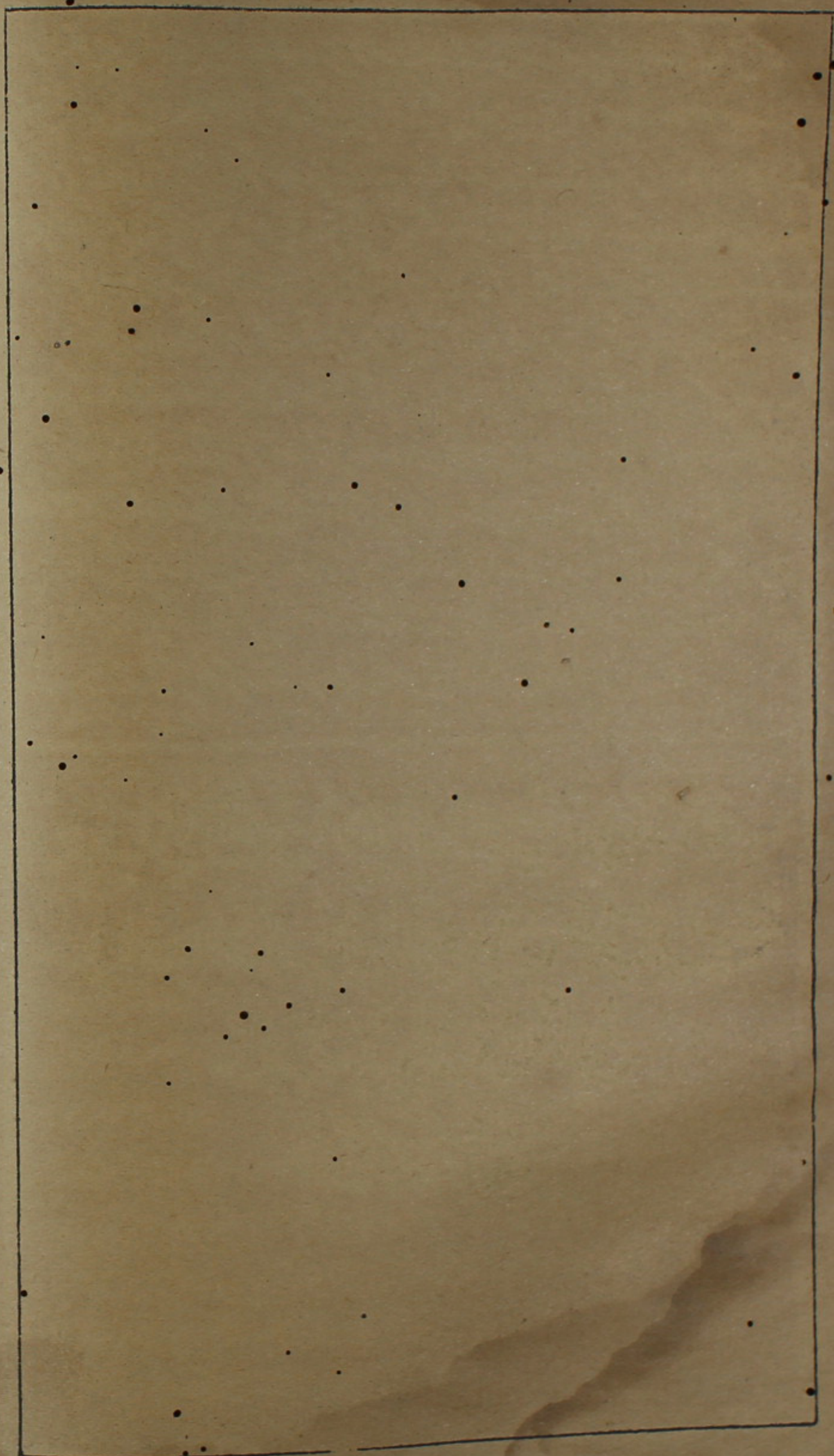
عن علي قال امرت رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اضحى عنه ابدا فكان يضحي عنه الى ان استشهد بكنتان  
 الملقين (راخرجه احمد والترمذي) جناب امیر علیہ السلام سرور ہی ہے کہ مجھے جناب رسول اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس جناب امیر اپنی شہادت تک حضرت کی جانب  
 سے دو جگہ سینڈ ہے قربانی کیا کرتے تھے۔

(تفسیر) احديث کو تحت میں محمد بن شہاب الزہری جنہوں نے سب سے اول حکم عمرو بن عبد الغفر نے حدیث  
 کو مدون کیا ہے کہ ہم میں انما خض علیا بذلک دون اقدربہ و اہلہ لقربہ منہ فکانہ لیسے اللہ علیہ وسلم فضل  
 بنفسہ (تذکرہ خواص الامم لمسبطین الحوزی) یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اقارب  
 اور اہل کے سوا جناب امیر کو اس قربانی کے لیے بوجہ انکی قرابت قریب کے مخصوص فرمایا ہے۔ گویا کہ جناب  
 امیر کا قربانی کرنا خود حضرت کا قربانی کرنا تھا۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا قبضہ انہیں کی مشیت پر ہونا

عن ابي خدر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما سري بي عرفت بملك جالس علي سريري من نور احلك







رجلیہ فی المشرق والاخری فی المغرب بین یدیه لوح ینظر فیہ والدنیا کلہا بین عینیہ والخلق بین  
 رکبتیہ وید تلخ المشرق والمغرب فقلت یا جبریل من هذا قال هذا عزرائیل تقدم فسلم علیہ فقلت  
 وسلمت علیہ فقالی وحلیک السلام یا احمد ما فعل ابن عمک علی فقلت اتعرف ابن عمی علی قال وکیف  
 لا اعرفہ وقد وکلنی اللہ بقبض ارواح الخلائق ما خلا روحک وروح بن عمک علی بن ابی طالب  
 کما مبشیتہ (اخرجه الملا فی سیرتہ) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرماتے تھے کہ شب معراج میں ہم نے ایک پرشتہ نور کی کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا اور اسکے آگے ایک  
 لوح تھی جس میں وہ دیکھ رہا تھا۔ تمام دنیا اسکے سامنے اور خلائق اسکے زانووں میں تھی اسکا ہاتھ  
 مشرق سے مغرب تک پہنچتا تھا مجھے حبیریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے جواب دیا یہ عزرائیل ہے  
 آپ بڑھ کر سلام کریں میں نے بڑھ کر سلام کیا اس پر جواب سلام دیکر کہا یا احمد کچھ چنانا دبا ہی علی بن ابی طالب کیا کر رہے ہیں ہم کو کہا کیا  
 تم علی بن ابی طالب کو پہچانتے ہو کہنے لگا میں کیوں نہیں پہچانتا خدا نے مجھے خلائق کے ارواح قبض کرنے  
 پر مہوکل فرمایا ہے بجز آپ کے اور ابن عم کے ارواح کے کیونکہ وہ آپ دونوں کے ارادہ پر موقوف ہے۔

### انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کو اپنی ہر ایک دعا میں شریک کرنا

(۱) عن عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ قال قلت لعلی بن ابی طالب خبرنی بأفضل مترلتک  
 من رسول اللہ صلی اللہ علیہ قال نبینا انا نائم عندہ وهو یصلی فلما فرغ من صلوٰتہ قال یا علی  
 ما سألت اللہ عز وجل من الخیر الا سألتک مثله وما استعذت اللہ من الشر الا استعذت لک  
 مثله (اخرجه المحاملی فی اعالیہ) عبد اللہ بن الحارث سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے  
 کہا کہ آپ مجھے اپنی بہترین مترلت سے خبر دار کریں جو آپ کی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
 تھی فرمایا میں ایک دفعہ سوایا ہوا تھا حضرت میرے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے  
 مجھ سے فرمایا یا علی ہم نے کوئی ایسی نیکی خدا سے طلب نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لیے طلب نہ کی ہو اور  
 اور کسی شر سے اپنے لیے خدا سے پناہ نہیں مانگی ویسی ہی تیرے لیے نہ مانگی ہو۔

(۲) عن علی قال وجعت وجعا شدیداً فأتیت النبی صلی اللہ علیہ فاقامنی فی مکانہ وقام  
 یصلی والقی علی طرف ثوبہ ثم قال قم یا علی فقد برئت الیاس علیک وما دعوت اللہ لنفسی  
 شیئاً الا دعوت لک مثله وما دعوت الا قد استجب الی الا انہ قیل لا نبی بعدک (اخرجه  
 النسائی فی الخصائص وابن عاصم وابن جریر وصحیح ابن شاہین فی السنہ) جناب امیر علیہ السلام



فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے درو شدید لاحق ہوا۔ میں حضرت کے حضور میں گیا۔ مجھے حضرت بہا کر نماز کو کھڑے ہو گئے اور فارغ ہو کر اپنے کپڑے کا کونا مج پر جھاڑ دیا اور فرمایا یا علی اٹھ کھڑا ہو۔ یہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے آپ مجھے کسی قسم کا خوف باقی نہیں ہے۔ میں تو اپنے لیے کوئی دعا نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے نیسے نہ کی ہو اور میں نے کوئی دعا نہیں مانگی کہ وہ مقبول نہ ہو۔ مگر یہ بات کسی کسی کر تیرے بعد نبی نہیں ہوگا

(۳) عن سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث عن جده عن علی قال مررت فعاد فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل علی وانا مضطجع فأتکلی الی جنبی فلما رأی قد ضعفت سجدت سجدة وثوبه وقام الی المسجد یصل فلما قضی صلوته جاز فرجع الثوب عنی وقال قم یا علی قد برأت فقلت وقد برأت کما لم اشتک شیئاً قبل ذلک فقال ما سالت ربی شیئاً فی صلوتی الا اعطانی ومسالت لفسنی شیئاً الا قد سالتک ان ترزقہ العشاء فی الخصاص وایونعم فی فضا ئل الصحابة سلیمان بن عبد اللہ ابن الحارث اپنے جد امجد سے اور وہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے میں لیٹا ہوا تھا آپ میرے پہلو کے ساتھ ٹکیہ لگا کر بیٹھ گئے جب آپ میری ناتوانی کا ملاحظہ فرمایا اپنا کپڑا مجھے اڑا دیا اور نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے نماز سے فارغ ہو کر پھر تشریف لائے اور مجھ سے کپڑا اٹھا کر فرمایا یا علی اٹھ کھڑا ہو یہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے میں اٹھ کھڑا ہوا بے شک تندرست ہو گیا گویا کہ میں بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔ پھر اپنے ارشاد کیا کہ میں نے اپنے خدا سے نماز میں کوئی چیز طلب نہیں کی کہ وہ مجھ کو نہ دی گئی ہو۔ اور میں نے اپنی ذات کے لیے کوئی دعا نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لیے نہ ہو۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت جناب امیر کے حال پر

عن ابی اسیم بن عبیدہ بن رفاعہ بن رافع الانصاری عن ابیہ عن جده قال اقبلنا من بدر ففقدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنادت الرفقاء بعضها بعضاً انیکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوققوا حتی جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ علی بن ابی طالب فقالوا یا رسول اللہ قد نالنا قال ان ابی احسن وحید مفصاً فی بطنہ فتخلفت علیہ (اخرجه بن عبد البر فی الاستیعاب) ابی اسیم بن عبیدہ بن رفاعہ بن رافع الانصاری اپنے باپ کے اور وہ اسکے دادا سے روایت کرتا ہے کہ جب ہم بدر سے آئے تو ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے رفیقان راہ ایک دوسرے کو پکار کر پوچھنے لگے کہ آیا تم لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اسی آتما میں



حضرت جناب علی کے ساتھ تشریف لائے ہننے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو ہنسنے تلاش کیا تھا۔ فرمایا ابو الحسن کے پرٹ میں پیش ہو رہی تھی ہم اس لیے ان کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ کے وقت بایر سو اکوئی حضرت سیرات نہیں کر سکتا تھا**

عن امرسله قالت رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا غضب لم یجتزئ احد ان یکلہ الا علی راخرجه الطبرانی فی الاوسط والحاکم صحیحہ جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضب میں ہوتے تو سو جناب امیر کے کسی کی جرات نہیں تھی کہ حضرت سے بات کر سکتا۔

**جناب امیر کی منزل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک**

(۱) عن علی قال کنت اذا سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدائی راخرجه الترمذی والنسائی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ میں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو حضرت مجھے عطا فرماتے اور جب میں چپ رہتا تو حضرت ابتدا فرماتے۔

(۲) عن علی قال کان لی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخلان مدخل باللیل ومدخل بالنهار فکنت اذا دخلت باللیل تنحنی لی راخرجه النسائی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو دفعہ حاضر ہونے کے وقت مقرر تھے ایک دفعہ رات میں اور ایک دفعہ دن میں جب کبھی میں رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تو حضرت کھانسن دیتے۔

(۳) عن علی قال کانت لی منزلة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لاحد من من الخواص فکنت انتہ کل یوم فاقول السلام علیک یا بنی اللہ فان تنحنی انصرف الی اہلی والا دخلت علیہ راخرجه النسائی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا مرتبہ تھا کہ تمام خلایق میں سے کسی کا نہ تھا۔ میں ہر صبح حاضر خدمت ہو کر یا بنی اللہ السلام علیکم کہا کرتا تھا اگر حضرت کھانسن دیتے تو میں اس چلا آتا ورنہ حاضر خدمت ہو جاتا۔

(۴) عن الثعلبی قال ان ابا بکر نظر الی علی فقال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرأتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعظہم منزلة عنہا فلینظر الی علی بن ابی طالب راخرجه



ابن السمان (شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السلام کو کمر بٹور کر کے کہا کہ جس شخص کی خوشنوی ہو کہ ایسے آدمی کو دیکھ کر جو ہم سب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ قرابت اور بلند مرتبہ رکھنے والا ہو تو وہ علی کو دیکھ لے +

### (حدیث علی منی بمنزلہ الراس من جسد)

(۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي مني بمنزلة الرأس من جسدي (اخرجہ الخطیب) برابر بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے ایسا ہے جیسکہ سر میرے جسم سے۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي مني مثل رأس من بدني (اخرجہ الخطیب) تاریخ بن ابوبکر بن مردوبہ فی فوائدہ والدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے مثل میرے سر کی ہے بدن سے +

### جناب امیر کا بمنزلہ حضرت کے خدا سے ہونا

عن الشعبي قال جاء ابو بكر وعلي يزوران قبالني صلى الله عليه بعد وفاته ليلة ايام قال علي تقدم يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر رضي الله عنه ما كنت اتقدم رجلا سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول علي مني كما تزلني من ربي رنقله محب الطبري في رياض المنصور في فضائل الخضر شعبی رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قبر اہل بیت کی زیارت کے لیے تشریف لائے جناب علی علیہ السلام نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ آگے بڑھیں حضرت ابو بکر نے کہا میں ہرگز ایسے شخص پر قدم نہیں کر سکتا جسکی شان میں میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ میری خدا سے +

جناب امیر کے سوا آنحضرت کے نام پہنا اور اسکے ساتھ کی کنیت کو شامل کرنا جائز نہیں (۱) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يولد لك ابن قد خلقت له اسمي وكنيتي (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تجھے ایک بیٹا پیدا ہوگا



جسکے لیے میرا نام اور میری کنیت جائز ہوگی \*

(۲) عن محمد بن الحنفیة عن ابيه علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وآله ان ولدك غلام فسمه باسمه  
وكنه بكني وهو لك رخصه دون غيرك راخرجه الذهبي في التلخيص محمد بن حنفيا بنی والد ماجد جناب امیر سے  
ناقل ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تجھے لڑکا پیدا ہو تو میرے نام پر نام اور میری  
کنیت پر کنیت رکھنا اور لوگوں کے سوا اسکی تہمین اخصدت ہو \*

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کے مرنے سے فرما لیا

عن سمر بن جندب رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله لم يعجبه فقال الحسن فسمع عليا  
يوما وهو يقول ها حصره فقال يا ابا الحسن لبيك قد اخذنا قال من فيك قال فخرج رسول الله صلى  
الله عليه وسلم الى خيبر فمات سيف الاسيف على راخرجه حب الطبري في رياض النضرة) سمر بن جندب  
رضي الله عنه سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن کی فال پہلی معلوم ہوا کرتی تھی  
دفعہ حضرت نے جناب امیر علیہ السلام سے سنا (وہ گمیر لیا) حضرت نے فرمایا مان ہم نے یا ابا الحسن تیرے مرنے  
سے فال لی ہے سمر بن جندب کہتے ہیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کو تشریف لے گئے وہاں  
جناب امیر ہی کی تلوار کے سوا کسی کی تلوار نہ چلی \*

## جناب امیر کی جزم کی وجہ سے حاطب بن ابی بلتعہ کا خط دستیاب ہونا

نقل الامام ابو الحسن الواحد في كتابه المسمى باسباب النزول في سبب نزول قوله تعالى يا ايها الذين امنوا  
لا تتخذوا عداوى وعدوكم واولياء تلقون اليهم بالموثة قال ان مولاة لعمر بن صيف بن هشام بن  
عبد مناف قدمت من مكة الى المدينة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يجتهد لقصد فتح مكة فلما  
جاءت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها اسلمة جئت قالت لا قال فلما جاء بك قالت انتم  
الاهل والعشيرة وقد احتجت حاجة شديدة فقد مت عليكم تعطوني فتكسوني فحث رسول الله  
صلى الله عليه وسلم بني عبد المطلب بن عبد مناف فكسوها وحملوها واعطوها فانصرفت فانزل  
جبريل فاخبره ان حاطب بن ابی بلتعہ قد كتب كتابا الى اهل مكة يقول فيه من حاطب بن ابی  
بلتعہ الى اهل مكة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يريدكم فخذوا حذرکم وان دفع الكتاب الى  
الطعينة المذكورة واعطاها عشرة دنانير على ان توصل الكتاب الى اهل مكة فلما اخبر جبريل



النبی صلی اللہ علیہ بذلک اختار رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیا فبعت معہ التبریر والمقداد وقال لہم  
 انطلقوا الی روضۃ فان فیہا طعینۃ معہا کتاب من حاطب الی المشرکین فخذوا منہا واخلوا سبیلہا  
 فان لم تجدوا البکم فاضربوا عنقہا فخرجوا حتی ادركوها فی ذلک المكان فقالوا این الکتاب  
 فخلعت باللہ ما معہا کتاب ففتشوا مداخلہا فلم يجدوا کتابا فھما بالرجوع وتركوها فقال علی  
 واللہ ما کذبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسل سیفہ وحزم علیہا وقال اخرجی الکتاب والاد  
 اللہ لا ضربن عنقک وھم علی ذلک فلما رآته الجود اخرجت الکتاب من ذواتہا قد خبتہ فی  
 عفاصہا فاحذ الکتاب منہا واخلو سبیلہا وعادوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ فاحذ الکتاب  
 فوجہا علی اخبرہ بہ جابریل فاستخرج علی بقوۃ غمرہ وتضمیم اقدامہ وحزمہ ومثانئہ واعتباطہ  
 ذلک الکتاب مطالب السؤل امام ابوالحسن واحدی کتاب سباب النزل من اس آیت کریمہ کہ  
 راوی وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت کیڑو اور دوستی سے ان سے مت ملو  
 اکی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن صفی بن ہشام بن عبد مناف کی ایک لونڈی وہ کہہ  
 مدینہ میں آئی۔ ان دنوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی فتح کی تیاری کر رہے تھے جب وہ لونڈی  
 جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچی حضرت نے اس سے پوچھا کیا تو مسلمان بن کر  
 آئی ہے کہنے لگی نہیں حضرت نے فرمایا پھر کیوں آئی ہے۔ عرض کرنے لگی آپ میرے اہل اور میرا کنبہ  
 ہمیں مجھے ایک سخت ضرورت پیش آئی ہے جسکے لیے یہاں آئی ہوں آپ مجھے کچھ دین اور کچھ پہنایا  
 حضرت نے بنی عبد المطلب اور بنی عبد مناف کو آمادہ کیا اونہوں نے اسکو کپڑا روپیہ دیا وہ لیکر مکہ کو واپس  
 چلی اسکے جانے کے بعد حضرت جبریل نازل ہوئے اور فرمایا کہ حاطب بن ابی بلتہ نے مکہ والوں کی طرف ایک  
 خط اس مضمون کا لکھا ہے کہ حضرت تمہاری طرف آئیکہ قصدر کہتے ہیں تم اپنا بچاؤ کرو۔ اور وہ خط  
 طعینہ کو دیا اور آپ کو دس دینار اس خط کے پہنچانے کی اجرت دیے ہیں جب جبریل نے حضرت سے یہ  
 بیان کیا۔ آپ نے اس کام کے لیے جناب امیر کو منتخب فرمایا اور ان کے رکاب سعادت میں زیر اور مقداد  
 کو روانہ کیا اور فرمایا کہ فلان روضہ میں طعینہ شیری ہوئی ہے اسکے پاس حاطب بن ابی بلتہ کا خط ہے  
 جو مشرکین مکہ کی طرف اس نے لکھا ہے تم وہ خط اس سے لو اور اسے چوڑ دو۔ اگر نہ دے تو اسے مار  
 ڈالو۔ تینوں صاحبوں نے اسکا پیچھا کیا۔ اور اسی مقام پر اسکو جالیا جہان کا حضرت نے بتہ دیا تھا اس  
 سے کہنے لگے حاطب کا خط کہاں ہے اس نے بجاٹ انکار کیا۔ تینوں صاحبوں نے اسکی تلاشی  
 لی لیکن جب وہ خط دستیاب نہ ہوا۔ تو انہوں نے اسے چوڑ دیا اور واپسی کا قصد کیا جناب امیر نے



فرمایا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے جھوٹ نہیں بیان فرمایا اور تم لو انکا لکڑی ہو کر بولے خط لکال  
 دھور نہ ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے جب اپنے اسکے قتل کا مصمم غزم کر لیا اور اس نے جناب امیر کی ہٹ کو دیکھا  
 تو خط چوٹی کے موافق میں سے لکا لکڑی جناب امیر کے حوالہ کیا۔ وہ خط لیکر حضرت کی خدمت میں آئے حضرت  
 نے اس خط کو پڑھا اور حضرت جبریل کے فرمانے کے مطابق پایا۔ محمد بن طلحہ الشافعی اس روایت کیا کہ قتل کر کے  
 لکھتے ہیں کہ جناب امیر ہی کے غزم مصمم اور مشانت اور احتیاط سے طوطی کا خط ملاور نہ کہی نہ ملتا۔

## جناب امیر کا اپنے گھر کی چوٹ جبریل کے پروں کے آواز کو سننا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وقد ذکر عندہ علی قال انکم لتدن کرون رجلا کان یسمع وطی جبریل  
 فوق بیتہ (الخروج احمد فی المناقب والمسند) ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس چند آدمی جناب امیر  
 کا ذکر کر رہے تھے ابن عباس کہنے لگے تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو جو جبریل کے آنے کی آواز اپنے  
 گھر کی چوٹ پر سے سنا کرتا تھا۔

## فرشتوں کا جناب امیر کو سلام کرنا

عن علی قال لما کان لیلة یوم بدر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یسقی لنا من الماء فاحجم  
 الناس فقام علی فاحضن قریة اتی بیدرا بیدل القمر مظلمة فاحمدوا فیہا فاحی اللہ عز وجل الی  
 جبریل ومیکائیل واسرافیل تاہبوا النصر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحزبہ فہبطوا من السماء مطم  
 دونی یل ہل من یہم فلما حازوا بالیوم سلوا علیہ اکوایا وتبجیل (الخروج احمد فی مسند)  
 جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ بدر کے روز میرے در عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی ہے جو ہمیں  
 پانی پلائے لوگ پانی کی تلاش کر کے لوٹ آئے جناب امیر علیہ السلام اپنی مشکیزہ کو نعل میں لیکر ایک اندھے  
 کمرے کنوئین پر تشریف لے گئے جب ہمیں خبر خدا تعالیٰ نے جبریل ومیکائیل کو حکم دیا کہ جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم امدانکے گروہ کی مدد کو دوڑو وہ دونوں آسمان سے اترے جس نے اترنے میں ان کے  
 پروں کی آواز کو سنا خوف زدہ ہو گیا جب کوئین کے قریب ہو کر گزرے جناب امیر کو ملنے دڑنے اور  
 اکرام و بزرگی کا سلام عرض کیا۔

## جناب امیر کے لیے فرشتہ کا لاسیف الاذوالفقر والافتی الا علی یکانا



(۱) عن ابی جعفر محمد بن علی قال نادى ملك من السماء یوم بدر یقال له رضوان لاسیف الاذوالفقار  
ولا فتی الاعلی راخو جہ الحسن بن العرفہ العبدک (نقلت من ریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ المحب الطبری)  
جناب امام ابو جعفر محمد باقر بن علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ بدر کے روز ایک فرشتہ جس کا  
نام رضوان ہے آسمان سے پکار کر کہا نہیں ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار اور نہیں ہے علی کے سوا کوئی  
بہادر ۔

(۲) وقال ابن اسحاق فی سیرۃ فی هذا الیوم ای بدر حاجت یریحہ فہم علی ہاتفا یقول لاسیف  
الاذوالفقار ولا فتی الاعلی (نقلت من کفایت الطالب لیوسف الکنجی) ابن اسحاق اپنی کتاب سیرت  
میں لکھتے ہیں کہ بدر کے روز ایک ہوا کے چلنے سے جناب امیر نے سنا کہ ہاتھ کھڑا ہے ذوالفقار کے  
سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں ۔

(۳) وذكر احمد فی الفضائل انہم سمعوا تکبیرا من السماء فی ذلک الیوم ای خیر وقائل یقول  
لاسیف الاذوالفقار ولا فتی الاعلی فاستاذن حسان بن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان  
یئشد شعرا فاذن له فقال ہ جبریل نادى معلنا فالنقر لیس منجلی + والمسلمون قد اھدقوا  
حول النبی المرسل + لاسیف الاذوالفقار + ولا فتی الاعلی رتد کمرہ خواص الامہ)  
امام احمد فضائل میں ذکر کرتے ہیں کہ صحابہ نے خیر کے روز آسمان سے ایک تکبیر کی آواز سنی کہ ایک کہنو  
والا کہہ رہا ہے نہیں ہے ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار ۔ اور علی کے سوا کوئی بہادر ۔ حسان بن  
ثابت رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں شعر کہنے کا اذن طلب کیا  
حضرت نے اذن دیا انہوں نے یہ شعر کہے جبریل نے آواز بلند کیا + غبار ابھی کھلا نہیں تھا ۔  
مسلمان انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرو تیر چلا رہے تھے ۔ کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور  
علی کے سوا کوئی بہادر نہیں ۔

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما قتل علی طلحہ بن ابی طلحہ حامل لواء المشرکین صلح  
صالح من السماء لاسیف الاذوالفقار ولا فتی الاعلی رتد کمرہ خواص الامہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے  
ہیں کہ جب حد کے روز جناب امیر نے مشرکوں کے علما طلحہ بن ابی طلحہ کو قتل کیا ایک چلانے والی  
نے چلا کر کہا ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں ۔

(تفسیر) قال سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ فان قبل قد ضعفو الفظ لاسیف  
الاذوالفقار قلنا ذکرہ ان الواقعة کانت یوم احد ونحن نقول انها کانت فی یوم خیبر کذا ذکر



احمد فی المناقب ولا کلام فی یوم احد قالوا فی اسناد رواۃ بن عباس عیسیٰ بن مهران تکلموا فیہ وقالوا  
 کان شیعیاً اما یوم خیبر فلم یطعن فیہ احد من العلماء وقیل ذلک کان یوم بدر والاویٰ احمد علامہ  
 سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ لاسیف الاذوالفقار کی حد کی بعض  
 لوگوں نے تضعیف کی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اسکو احد کے دن کا واقعہ بیان کیا ہے مگر  
 ہمارے نزدیک یہ خیبر کے دن کا واقعہ ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل نے المناقب میں بھی اسکا ذکر کیا ہے  
 اور احد کے دن میں ہم کلام نہیں کرتے کیونکہ محدثین کہتے ہیں کہ ابن عباس کی حدیث کے اسناد میں  
 ایک راوی عیسیٰ بن مهران ہے جسکی نسبت لوگوں نے کلام کیا ہے کہ وہ شیعی تھا۔ لیکن خیبر کے دن  
 کے واقعہ کی نسبت علماء دین کے سینہ طعن نہیں کیا۔ اور یہی روایت ہے کہ یہ بدر کے روز کا واقعہ  
 ہے مگر پہلی بات یعنی خیبر کے روز کا واقعہ ہونا زیادہ صحیح ہے۔

(تشیہ) قال یوسف الکنجی لثاغی کان السیف لمنبہ بن الحجاج السہمی کان مع ابنہ العاص  
 بن منبہ یوم بدر فقتله علی وجاہ بالسیف الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعطاه علیاً وقتل  
 دونہ یوم احد۔ وروی ان بلقیس ہدت الی سلیمان سبعا سیاف کان ذو الفقار منہا۔ و  
 قد جاء فی بعض الروایات من علی قال جاء جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان صنفاً بالیر  
 معفر فی حدید فابعت علیاً فاوقفہ وخذ الحدید قال علی دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وبعثنی الیہ فذهبت فذقت الصنم واخذت الحدید فجلت بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستخرج  
 منہ السیفین فسمی احدهما ذا الفقار والاخر مخدماً فقلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعطانی  
 مخدماً ثم اعطانی بعد ذلک ذا الفقار وانا قاتل دونہ یوم احد علامہ یوسف الکنجی لثاغی علیہ  
 الرحمۃ کفایت الطالب میں لکھتے ہیں کہ ذو الفقار منبہ بن الحجاج السہمی کی تلوار تھی بدر کے روز اسکے  
 بیٹے عاص بن منبہ کے پاس تھی جب جناب امیر نے اسکو قتل کیا اسکی تلوار لیکر حضرت کے پاس آئے  
 حضرت نے وہ تلوار جناب امیر کو عطا فرمائی۔ آپ نے احد کے روز اسی کے ساتھ جنگ کیا۔  
 اور ایک روایت میں ہے کہ بلقیس نے جناب سلیمان علیہ السلام کو سات تلواریں تحفہ میں دی تھیں ذو  
 الفقار انہیں میں سے تھی۔

اور بعض روایتوں میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے آکر بیان کیا کہ میں میں ایک بت ہو جو لوہے میں پوشیدہ ہے۔ علی کو وہاں بیجد وادہ کو  
 اکھاڑ کر اسکا لوہا لے لو۔ جناب امیر کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسالت آبا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر میں



میں بھیجا سینے ہاگر اس بت کو اکٹھا اور اسکا لومہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا حضرت نے اس سے دو تلواریں بنائیں ایک کا نام ذوالفقار رکھا اور دوسری کا نام مخدوم رکھا حضرت نے ذوالفقار کو باندھ لیا اور مجھے مخدوم عطا کی پہر آپ ذوالفقار بھی مجھے دیدی تینے احد کے روز اسی سے جنگ کیا ۔

(۴) عن عبد الله بن مسعود انه قال ازجبرائيل اني اذى الفقار من الجنة فقال يا رسول الله ان الله يقدر لك السلام ويقول يا محمد اني لا ارى ذال الفقار لاحد من بنى ادم تستحق اساكه الا يكون لابنه غنا وهو يصير بامر الله فضعه في يد من هو اهل له لما رسته الحروب وقطعها مات الكفرة والمعادين المساوقين عليك فقال يا جبريل من هو قال هو علي فناول رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا رزقه الرماض عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل جنت سے ذوالفقار لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شرف لائے اور کہا خدا کے تعالیٰ بعد سلام کے فرماتا ہے کہ ہم نبی آدم سے اس تلوار کے بکڑے والا کسی کو نہیں پاتے ۔ مگر وہ شخص کہ وہ تیرا ولی ہو ۔ اور یہ تلوار تیرے حکم میں رہے گی پس جب کو فن حرب میں پوری مہارت حاصل ہو اور تیرے دشمن کفار کا سر کاٹ سکے اسکو دیدی حضرت نے کہا اے جبریل وہ کون ہے جبریل کہنے لگے وہ علی ہے حضرت نے ذوالفقار علی کو دیدی ۔

(۵) عن ابن عباس قال لما رجع علي بعد فتح خيبر معه ذوالفقار فقال يا فاطمة رأيت ذال الفقار فانا لله فتح به خيبر قال فضحك فقال علي يا فاطمة اتعرفين فضل ذى الفقار فقالت انى عرفتها قبل ان تعرف فتعجب علي من قولها ثم مضى الى النبي صلى الله عليه وسلم فاخبره فحماه النبي صلى الله عليه وسلم الى فاطمة فقال اخبريني يا فاطمة حتى اسمعها من لسانك فاخبرته فقال من اين لك هذا فقالت حين عرج بك الى المسجد قال الله جبريل اطلع محمد اهل منزله في الجنة وبما اعدت له فيها ولامته من النعيم فدخلت الجنة وقال لك جبريل كل من ثمار الجنة وكنت حينئذ عند شجرة تفاح احمر وفي اصلها ذوالفقار مخزون مكتوب عليه لا سيف الا ذوالفقار لا فتى الا على وزوجته زهراء فحينئذ عرفت فضل ذى الفقار فناولت من تلك الشجرة تفاحة واحدة فاكلت نصفها والنصف الثاني اهدته لامي خديجة حملتها اليها فاكلته فسللت منك ومن امي واية ذلك انك كلما جلست عندك تقول كلما جلست عندك كاني اجلس في اصل شجرة التفاح لان رائحك تشبه رائحتها في طيب نفحها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صدقت وقبل عينيها رعن زهراء الرضا للشيخ الامام تاج الاسلام سليمان بن داود السقيني ابن عباس کہتے ہیں کہ جب خیر سے جناب امیر لوٹے ذوالفقار ہاتھ میں تھی جناب سیدہ سو کہنے لگی یا فاطمہ آپنے ذوالفقار کے جوہر یکے کے خدائے اسکے فریاد خیر کو فتح کیا پس جناب سیدہ ہنس پڑیں حضرت امیر کے فرمایا یا فاطمہ



# باب دوم

جناب امیر کی شان کے متعلق قرآن مجید کی آیتیں

موسوم بہ

النَّصْرُ الْجَلِيُّ فَمَا نَزَلَ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فِي عِلِّيٍّ

مقدمہ

(۱) عن ابن عباس قال ما أنزل يا أيها الذين آمنوا - الأعلى اميرها وشريفها ولقد عاتب الله اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم وما ذكر عليا الا بخير راخرجه احمد والطبرانی وابن ابی حاتم وابن عبد البر في الاستيعاب علامہ ابن حجر في الصواعق) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یا ایہا الذین آمنوا کے خطاب کے مخاطب فرمایا ہے علی اس خطاب کے امیر اور شریف ہیں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بعض مقام میں عتاب کیا ہے مگر علی کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا ہے۔

(۲) عن حذيفة رضي الله عنه قال ما نزلت يا أيها الذين آمنوا الا كان على لبها و لبأبها راخرجه ابوبكر بن مردويه) حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں - یا ایہا الذین آمنوا نازل نہیں ہوا کہ مگر علی اس کے لب لباب تھو۔

(۳) عن ابن عباس قال ما نزل في احد من كتاب الله ما نزل في علي راخرجه ابن عساکر وابن مردويه) وابن حجر في الصواعق المحرقة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی کتاب میں جس قدر آیتیں جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس قدر کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں۔

(۴) عن علي قال نزل القرآن ارباعا - فربع فينا - فربع في عدونا - فربع سيرة نال - فربع فرائض واحكام ولنا كرائم القرآن راخرجه ابوبكر بن مردويه) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے



کیا تمکو ذوالفقار کی فضیلت کی آگاہی ہے جناب سیدہ نے فرمایا میں تمہارے جانتے سے پہلے اسکو جانتی ہوں جناب  
امیر حضرت سیدہ کی بابت سب سے پہلے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر جناب سیدہ کا قول نقل کیا  
حضرت نے جناب سیدہ سے اگر فرمایا یا فاطمہ میں تمہارے سے مولدہ کو اس بات کو سننا چاہتا ہوں کہ یہ بات تم کو کون  
سے معلوم ہے جناب سیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب جناب آسمان پر تشریف لے گئے پروردگار نے جبریل  
سے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں اس مقام پر لیجاؤ جو انکے لیے اور انکی بہت کے لیے جنت کی  
نعمتوں سے بجا لگایا ہو ایک جنت میں لیگو جبریل نے عرض کیا ثمرات جنت میں سو آپ کچھ تناول فرماؤں اسوقت آپ ایک سرخ  
سیب کے درخت کو نیچے تشریف رکھتے تھے اور اسکی جڑ کے نیچے ذوالفقار دبی ہوئی تھی اسپر لکھا ہوا تھا ذوالفقار کے  
سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں اسکی زبردست راہ میں پس اسوقت سو میں اسکی فضیلت کو جانتی  
ہوں پہر آپ نے اس درخت کے سیب میں سے آدھا ٹکڑا کھایا اور آدھا میری والدہ خدیجہ کے لیے رکھ لیا جب میری والدہ  
نے وہ ٹکڑا کھایا اور میں جناب سے انکے بطن اقدس میں قرار پا گئی اسکی نشانی یہ ہے کہ جب آپ میرے پاس بیٹھتے  
تو فرماتے ہیں کہ گویا ہم اسی سیب کے درخت کے پاس بیٹھ رہے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ تیری خوشبو اسی درخت کی خوشبو کی مانند ہے  
جناب سرور انبیا علیہ السلام والہ الثناء نے ارشاد کیا تم سب کہتی ہو اور جناب سیدہ کی آنکھوں کو حضرت نے چوم لیا

### جناب امیر کا حضرت کے دوش اقدس پر سوار ہونا

عن علی قال انطلقت انا والنبي صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبة فقال لی رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم اجلس وصعد علی منکبی فذلہبت لانیض بہ فرای منی ضعفا فزل وجلس لی نبی اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم وقال صعد علی منکبی فصعدت علی منکیبہ قال فنہض فی قال فیتخیل الی انی لو شئت  
لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر النحاس فجعلت انا وولد عن یمینہ وعن  
شمالہ ومن بین یدیه ومن خلفہ حتی اذا استمكنت منه قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقلد  
بہ فقد فت بہ فتکسر کما تنکسر القواریر ثم زلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنتبع  
حتى توارینا بالمیدوت خشیة ان یلقانا احد من الناس راخرجه احمد والنسائی والحاکم جناب امیر  
علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک نعمت مجتہد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گیا مجھ سے حضرت نے  
فرمایا بیٹھ جا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے جب میں اٹھنے لگا حضرت نے میرے ضعف کو دیکھا اور میرے  
کندھے سے اتر کر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے کندھے پر سوار کیا اور کھڑے ہو گئے اسوقت میری نسبت خیال  
کیا جاسکتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں۔ یہاں تک کہ میں بیت امیر کی  
جنت پرچہ گیا اسپر تانبے پتیل کے ایک مورت تھی میں اسکو دائیں بائیں آگے پیچھے سے ہلانے لگا پتا



کہ سینے اسپر قابو پایا حضرت نے مجھے فرمایا اے پہنک دو میں نے اے پہنک یا وہ شیشہ کی طرح سے چور  
چور ہو گئی زمین چہرے پر سوار آیا اور حضرت کے ساتھ دوڑ کر گھر میں چھپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہلکونہ دیکھ لے

### جناب امیر کا ایمان میں اسخ ہونا

عن ابن عباس ان علیاً کان یقول فی حقیقۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل یقول افان مات او  
قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا ینقلب علی اعقابہ بنا بعدا فہذا نأ اللہ ولئن مات او قتل لا نقبل  
علی ما قاتل علی حتی اسوت انی لاخو و ولیہ و ابن عمہ و وارثہ و من اتق بہ منی راخرجہ احمد النکاشی  
ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات  
ہی میں فرمایا کرتے تھے کہ خدا تمہارے فرماتا ہے کہ اگر میرا رسول مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں  
پر ہر جاؤ گے۔ واللہ جبکہ یہ کہو خدا نے ہدایت کی ہے ہم ہرگز اپنی ایڑیوں پر نہیں ہرینگے۔ اگر رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو جس امر پر انہوں نے جہاد کیا ہے میں بھی  
اسی جہاد کروں گا۔ یہاں تک کہ میں بھی مر جاؤں۔ واللہ میں اسکا بھائی اور ولی اور ابن عم اور وارث ہوں  
مجھ سے انکا کون حق دار زیادہ ہے۔

### جناب امیر کے ایمان کی ٹنڈک کا جبریل کو دل کو پہنچنا

عن عمر بن عبد الغفرین ان قوماً بنقہوا علی بن ابی طالب فبضع المذبر محمد اللہ واثق علیہ صلی  
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر علیاً و فضلہ و سابقہ ثم قال حدثنی عمار بن مالک الغفاری  
عن ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی اذا ناہ  
جبریل فنا جاہ فقبم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکاً فلما سری عنہ قلت یا بی انت وامی یا  
رسول اللہ ما اضحکک فقال اخبرنی جبریل انہ مر بعلی و هو یرعی ذؤالہ و ہونا ثم قد ابدی  
بعض جسدہ قال فرددت علیہ ثوبہ فوجدت برداً ایمانہ قد وصل الی قلبی راخرجہ النخا زہدی  
نقل سنن کبیرہ عمر بن عبد الغفرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند لوگ بیٹھے ہوئے جناب امیر کی شان میں برا کہہ  
رہے تھے۔ عمر بن عبد الغفرین نے منبر پر چڑھ کر خدا کی صفات و ثناء کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوة کر  
بعد جناب امیر کے فضائل اور سابق الاسلام ہونے کا ذکر کر کے منہ بیان کیا اور عسراق بن مالک  
(ذؤود) بفتح الذال من الابل من التلافیۃ الی اللہ



الغفاری ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے کہ ام المؤمنین فرماتی تھیں ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف رکھتے تھے کہ ناگهان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لاکر حضرت سے سرگوشی کرنے لگے۔ جب سرگوشی کر چکے حضرت ہنسنے لگے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیون ہنستے ہیں ارشاد فرمایا کہ جبریل نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا ایک چراگاہ میں گزرا وہاں علی اپنے اونٹ چراتے ہوئے سو گئے تھے ان کا سینہ کھلا ہوا تھا میں نے انہیں کپڑا لوٹ دیا انکے ایمان کی ٹنڈک میرے دل کو محسوس ہوئی۔

## جناب امیر کے ایمان کا زمین و آسمان گہباری ہونا

عن ابی القاسم محمود الفخشری عن رجالہ قال جلد رجالان العثمین بن الخطاب فقال ما تری فی طلاق الامة فقام المخلقة فیہا اصلع فقال ما تری فی طلاق الامة فقال لاحدہما جئناک وانت امیر المؤمنین ہناک عن طلاق الامة فحبت الوجل فسالتہ فقال عمر یلک اترعی من هذا هذا علی بن ابی طالب اشہد علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعته وهو یقول لو ان السموات السبع والارضین السبع وضعت فی کفة ووضع ایمان علی فی کفة لرجح ایمان علی راخرجه بن السمان والحافظ السلفی والفضائلی والدلیلی والخوارزمی ابو القاسم محمود الفخشری اپنے رجال سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخص جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کنیز کی طلاق کے مسئلہ کو پوچھنے کے لیے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر جس محلہ میں کہ جناب علی رونق افروز تھے تشریف لے گئے اور ان سے پوچھنے لگے آپ کنیز کی طلاق کی نسبت کیا حکم دیں میں نے ان میں سے ایک شخص حضرت عمر سے کہنے لگا۔ آپ امیر المؤمنین ہیں ہم آپ سے مسئلہ پوچھنے کو آئے تھے آپ اسے پوچھنے کو آئے ہیں حضرت عمر کہنے لگے افسوس ہو تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ علی بن ابی طالب ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمانے ہوئے سنا ہے کہ اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین کے طبقے ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور علی کا ایمان ایک پلہ میں رکھا جائے تو علی کا ایمان ہی بھاری رہیگا

## جناب امیر کا خدا کی ذات میں نہایت سخت ہونا

(۱) عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علیاً فحشوش فی ذاتہ عز وجل (اخرجه ابو عمر) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ و



السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق علی خدا کی ذات میں نہایت سخت ہو۔

عن یزید بن طلحة بن یزید بن ركانة قال لما اقبل علی من الیمن لیلقة رسول الله صلی الله علیه وسلم بركة تعجل الرسول الله صلی الله علیه وسلم واستخلف علی جندہ الذین معه رجلا من اصحابہ ففعل ذلك الرجل فکسى کل رجل من القوم حلة من الزبال الذی کان مع علی فلما د فی جیشہ خرج لیلقیاءهم فاذا علیهم الحلل قال ویلک ما هذا قال کسوت القوم لیتحملوا به اذا قدموا فی الناس قال ویلک انزع قبل ان تنتهی به الرسول الله صلی الله علیه وسلم قال فانزع الحلل من الناس فزدها فی البن قال واظهر الجیش شکواه بما صنع بهم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایها الناس لا تشکوا علیا فوالله انه لا خسر فی ذات الله وفی سبیل الله رسیم ابن اسحاق) یزید بن طلحة بن یزید بن ركانة مروی ہو کہ جناب امیر مہجرت کے ساتھ وہیں ہو کر کہ میں حضرت کو حضور میں آ رہے تھے تو جناب امیر نے فوج میں سے ایک شخص کو افسر مقرر فرما کر آپ پرست حضرت کے حضور میں تشریف لیگے جناب امیر کو تشریف لیجا نیکو بعد اس شخص نے جناب امیر کے گوشہ خانہ میں سے فوج کے ہر ایک آدمی کو کپڑے نکال دیے جب فوج مکہ کو قریب پہنچی جناب امیر ان کے ملنے کو تشریف لائے لوگوں کو گوشہ خانہ کے کپڑے پہنے ہو دیکھ کر اس سے پوچھا ان لوگوں نے کپڑے کہاں سے پہنے ہیں اس نے کہا میں نے فوج کو کپڑے کیلئے پہنا دیے ہیں کہ میں لوگوں سے عزت کے ساتھ مل جاؤں اور نہ کہا فوسے حضرت کو حضور میں پہنچنے سے پہلے ان لوگوں کو کپڑے وہیں کر کے اس شخص نے ویسا ہی کیا اور لوگوں کو کپڑے پہن کر گوشہ خانہ میں واپس کر دیے فوج کے لوگوں نے حضرت کو سامنے اس بات کی شکایت بیان کی حضرت نے فرمایا اے لوگو علی کا شکوہ مت کرو وہ خدا کی ذات میں اور خدا کے راہ میں بہت سخت ہے \*

(۳) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال اشتکی الناس علیا فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم خطیباً فقال لا تشکوا علیا فوالله انه لا خیر فی ذات الله عز وجل راخو جہا احمد والحاکم والضیاء والدیلی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند آدمی جناب علی علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خطبہ میں بیان فرمایا حضرت علی کی شکایت مت کرو وادارہ خدا کی ذات میں نہایت سخت ہو \*

(تفسیر) الاخیثین تصغیر الخشن افضل التفصیل من خشن خشونة وفی الاساس فلان خشن فی دینہ اذا کان متشدداً فیہ والمعنی انه شدیدا لمصلحہ التشدد فی امور الدینیة والتصغیر للتعظیم) اخیشین الخشن کی تفسیر ہے جو باب خشن خشونة کی افضل التفصیل کا صیغہ ہے۔ اساس البلاغہ میں علامہ زکریا لکھتے ہیں فلان شخص اپنے دین میں خشونت والا ہے۔ زیادت ہو وقت کسی جاتی ہے جبکہ وہ دین میں نہایت تشدد وال ہوا اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ امور دین میں نہایت سخت اور مضبوط ہے



اور تصغیر کا صیغہ اس مقام میں تعظیم کے لیے مستعمل ہوا ہے ۔

## جناب امیر کا خدا کی ذات بابرکات میں دیوانہ ہونا

عن کعب بن عجرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسبوا عليا فانه ممسوس في ذات الله راخرجه ابو نعيم في حلية الاولياء كعب بن عجرة کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو برا مت کہو ورنہ اس شخص پر وہ ذات الہی میں دیوانہ ہے ۔

عن ابی ہریرۃ وزید بن خالد رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانه ممسوسا في ذات الله تعالیٰ (راخرجه الدیلمی) ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کو برا مت کہو ورنہ تو خدا کی ذات میں دیوانہ ہے ۔  
(تفسیر) ممسوس مجنون و فی الاس ممسوس الذی مس بہ الجن یعنی ممسوس کے سننے مجنون کہہ میں اساس البلاغۃ میں علامہ زحشری لکھتے ہیں کہ ممسوس وہ شخص ہے جس کو کہ پری کا سایہ ہو گیا ہو ۔

## جناب امیر کے گشت اور خواتین میں بیان کا مخلوط ہونا

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم ففتح خیر لولا ان تقول فیک من امتی ما قالت النصارى فی عیسی بن مریم لقلت الیوم فیک مقالا لا تمز علی ملا من المسلمین الا اخذوا تراب رجلیک وفضل طهورک یشتشفون بہ ولكن نصیبک ان تكون منی وانا منك ترثنی وارثات انت منی بمنزلة هارون من موس الا انه لا نبی بعک انت قودی دینی و تقاتل علی سنتی وانت فی الآخرة اقرب الناس منی و انک غدا علی الحوض خلیفۃ تذود عنه المنافقین وانت اول من یرد علی الحوض وانت اول من دخل الجنة من امتی بحربک حربی و سلمک سلمی و سرتک سری علا نیتک علا نیتی و سریرۃ صدک سریرۃ صدی وانت باب علی وان ولدک ولدی و لحک لحی و دمک دمی وان الحق علی لسانک و فی قلبک و بین عینیک و الا یمان فخالط لحک و دمک کما خالط لحی و دمی وان الله عز وجل امرنی ان یشترک انک و عترتک فی الجنة و عدلک فی النار کا یرد علی الحوض مبغض لک و لا یغیب عنک حب لک قال علی فخرت لله سبحانہ ساجدا و حمدتہ علی ما انعم بہ علی من الاسلام و قراءة القرآن راخرجه الخوارزمی جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جس نے میرے خیر کو ختم کیا مجھ سے جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اگر میری امت میرے حق میں ایسی بات کہی جو نصرت



جناب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے حق میں کہتے ہیں تو البتہ میں ایک ایسی بات تیرے حق میں کہوں کہ نگذریں  
 تو بزرگانِ اسلام پر کہ مگر تیرے پاؤں کی مٹی نہ اٹھائیں اور تیرے وضو کا پانی نہ لیں اور اس سے شفا کے  
 طلبگار نہ ہوں۔ لیکن تیرا حصہ یہی ہے کہ تو سیر ہے اور میں تیرا ہوں تو مجھ سے درخت پائے اور میں تجھ سے درخت  
 پاؤں اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسو کہ ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہوگا تو میرے قرض کو ادا کر لے  
 والا ہے۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لڑنے والا ہے۔ آخرت میں تو سب میرے زیادہ قریب ہوگا۔ کل  
 قیامت کے روز تو میرے حوض پر میرا خلیفہ ہوگا۔ تو منافقوں کو حوض سے ہٹا دے گا۔ اور تو سب ادا حوض  
 پر وارد ہوگا۔ تو میرے ساتھ سب میری ہستی پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ تیری لٹائی میری لٹائی تیری  
 صلح میری صلح ہے تیرا بید میرا بید تیرا اعلان میرا اعلان ہے تیرے دل کا بید میرے دل کا بید ہے  
 تو میرے غلہ کا ورژہ ہے۔ تیرا خون میرا خون ہے تیرا گوشت میرا گوشت تیرا بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ سچ تیرے  
 ساتھ ہے اور سچ تیری زبان پر اور تیرے دشمن اور تیرے دونوں انکھوں کے درمیان ہے۔ ایمان تیرے  
 گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں بچتے بشارت دوں کہ تو اور تیری عورت  
 جنت میں ہونگے۔ تیرا دشمن روزخ میں ہوگا۔ حوض پر تیرا دشمن نہیں وارد ہو سکے گا۔ اور تیرا دوست  
 اس سے کہی غائب نہیں ہوگا۔ جناب علی کہتے ہیں میں یہ بشارت منکر خدا کے سجدہ میں کر گیا اور اسلام  
 اور قرآن کی نعمت جو خدا نے مجھے عطا کی ہے اسکا شکر بجالانے لگا۔

### جناب امیر کے دو لکھ خزانے ایمان کے ساتھ امتحان کیا ہوا تھا

(۱) عن ربیع بن فراس قال حدثنا علی بن ابی حمزہ قال لما کان یوم الحدیدۃ خرج الینا ناس من المشرکین  
 فیہم سہیل بن عمرو فقال یا رسول اللہ خرج الیک ناس من ابائنا و اخواننا و قاربنا لیس فیہم فقہ  
 فی الدین فارددہم الینا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر قریش لتنتہن اولیبعات اللہ علیکم  
 من یضرب عناکم علی الدین قد امتحن اللہ قلبہ علی الایمان قالوا من ہو یا رسول اللہ قال ہو  
 خاصف النعل و کان اعطے علیاً نعلہ یخسفھا قال فما التفت الینا علی فقال ان رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم قال من کذب علی متعلدا فلیتبوأ مقعدہ فی النار (اخبرہ الترمذی) ربیع بن فراس روایت  
 کرتا ہے کہ جناب امیر نے حبشہ میں جسے بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز قریش کے چند مشرک ہماری پاس آئے سہیل  
 ابن ابی ان میں تھا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ہمارے لڑکے اور لہجائی  
 اور غلام جبکو دین کی کچھ سمجھ نہیں اس کے پاس چلے آئے ہیں آپ انہیں ہمدی طہت واپس کر دین حضرت



فرمانے لگے اے قریش کے لوگو تم اس کے باز رہو ورنہ خدا تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تمہاری گردن کاٹے گا خدا نے ایمان کے ساتھ اس کے دل کا امتحان کر لیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے فرمایا جو تا سینے والا ہے۔ حضرت نے اپنا جوتا علی کو سینے کے لیے دیا تھا۔ پھر جناب امیر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماؤ گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ مجھ پر دست جہوٹ بولے اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈ لے ۛ

(۲) عن علی قال جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اناس من قریش فقالوا یا محمد انا حیرانک وحلفائک و ان اناس من عبیدنا قد اتوک لیس فیہم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فرغوا من ضیاعنا و اموالنا فارددہم الینا فقال لا بی بکرماتقول فقال صدقوا انہم کحیرانک وحلفائک ثم قال لعمرہ اتقول فقال صدقوا انہم کحیرانک وحلفائک فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ بالایمان فلیضربکم علی الدین قال ابو بکر انا ہو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ہو یا رسول اللہ قال لا ولكن هو الذی یخلفنا و کان اعطی حلیا نعلہ یخسفہا راخرجه النساء فی الخصاص من جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ کفار قریش کے جہڑ آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا محمد ہم آپ کے ہم سایہ اور ہم عہد ہیں جناب کی خدمت میں ہمارے غلام چلے آئے ہیں جنکو نہ دین کی رغبت ہو نہ فقہ کی خواہش ہے بھرا سکے نہیں کہ وہ ہماری کہیتی اور مال سے بھاگ کر آئے ہیں آپ انکو ہمیں واپس دیدیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس میں کیا کہتے ہو وہ عرض کرنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں آپ کے ہم سایہ اور ہم عہد ہیں پھر حضرت نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس میں کیا کہتے ہو وہ بھی عرض کرنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ آپ کے ہم سایہ اور ہم عہد ہیں حضرت کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ فرمانے لگے اے قریش کی جماعت خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ دین پر تمہیں قتل کرے گا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ میں ہوں فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں ہوں فرمایا نہیں لیکن وہ شخص ہے جو جوتا سیتا ہے اور حضرت نے علیؑ کو جوتا سینے کے لیے دیا ہوا تھا وہ حضرت کا جوتا ہی ہے تھے ۛ

جناب امیر کے دل کو خدا تعالیٰ کا ہر پت کرنا اور زبان کو ثابت کرنا



(۱) عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الہین وانا شاب حدیث السن فقلبت یا رسول اللہ انت تبعنی الی قوم یمون بینہم احداث وانا شاب حدیث السن قال ان اللہ سیدہا من قلبک وثبت لسانک قال فما شککت فی قضاء بین اثنتین (راخرجه احمد والنسائی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں ابھی نوجوان چھوٹی عمر کا تھا کہ رسول عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میں کنیظرت قاضی بنا کر روانہ فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے ایسی قوم میں بھیجتے ہیں ان میں واقعات پیدا ہونگے میں ابھی نوجوان کم عمر ہوں قضا کی بارکیوں کو نہیں جانتا حضرت نے فرمایا پروردگار تیرے دل کو ہدایت کرے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا جناب امیر کہتے ہیں۔ تب مجھے وادسیوں کے قضیہ فیصل کرنے میں کبھی شک پیدا نہیں ہوا۔

(۲) عن علی ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بعثہ ببراءة قال یا رسول اللہ انی لست بالسن ولا بالخطیب قال لا بد لی ازاذهب بھا انا وتذهب بھا انت قال فان کان لا بد فاذهب بھا انا قال انطلق فان اللہ سیدہ لسانک ویثبت قلبک قال ثم وضع یدہ علی فیہ (راخرجه احمد) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جبکہ مجھے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سورہ برات ویکڑ بھیجنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ میں زبان آور ہوں اور نہ خطیب حضرت نے فرمایا یا مجھے یہ سورہ لیک جانا پڑے گا یا تمہیں اسکے سوا چارہ نہیں میں نے عرض کیا جبکہ ایسی ہی ناچاری ہے تو جانیے یہ حاضر ہوں فرمایا جاؤ خدا تمہاری زبان کو درست رکھے گا اور دل کو ہدایت کرے گا۔ پھر حضرت نے اپنا دست مبارک میرے سونہ پر رکھا

### جناب امیر کا ہنر کعبہ کے ہونا

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل علی فی ہذا الامة کمثل الکعبۃ المنظمۃ الیہا عبادۃ والحدیج الیہا فریضۃ (راخرجه ابن المغازی فی المناقب) ابو ذر غفاری کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ علی مثل کعبہ کے ہے کہ اسکی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے اور اسکا چھوڑنا عیب ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت بمنزلۃ الکعبۃ تعوی ولا تاتی فان اتاک ہولاء القوم فسلمک ہذا الامر فاقبل منهم وازلھم یا توک فلا تاتھم حق یا توک (راخرجه الدیلمی فی فہرست الاخبار وراخرجه ابن الاثیر حن علی فی اسد الغابہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تو ہنر کعبہ کے ہے چاہیے کہ لوگ تیرے پاس آئیں نہ کہ تو لوگوں کے پاس چلے پس اگر یہ قوم تیرے پاس آکر غلافت کو تیرے سپرد کریں تو تو ان سے قبول کر یا اور اگر نہ آئیں تو تو ان کے پاس مت جاؤ یہاں تک کہ خود وہ تیرے پاس آئیں۔



## جناب امیر کا مثل قل ہوا اللہ کے ہونا

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل علی فی الناس مثل قل ہو اللہ فی القرآن (اخرجه الدیلمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کی مثال لوگوں کے درمیان ایسی ہے جیسو کہ قل ہو اللہ قرآن میں ہے۔

## جناب امیر کا لوگوں کے لیے باب خطر ہونا

عن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب خطۃ من دخلہ کان مؤمنًا ومن يخرج کان کافرًا (اخرجه الدارقطنی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی باب خطر ہے (یعنی گناہوں کے کفارہ کا دروازہ ہے) جو شخص اس میں داخل ہوا وہ مؤمن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

## جناب امیر کی ایک ضرب کا تمام ارے کے اعمال سحر افضل ہونا

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمبارزۃ علی بن ابی طالب لعمرو بن عبدود یوم الخندق صریحہ علی افضل من عمل امتی الی یوم القیمہ (اخرجه الدیلمی فی فردوس الخیر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز عمرو بن عبدود کو ساتھ جناب امیر کے مقابلہ کرنے کی نصیحت فرمایا تمام ان اعمال سحر کہ قیامت تک میری ہمت کو لوگ کرتے رہیں گے علی کی یہ ایک ضرب افضل ہے۔

(۲) عن شہر بن حکیم عن اسیان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خندق لمبارزۃ علی لعمرو بن عبدود افضل اعمال امتی الی یوم القیامۃ (اخرجه المحاکم) شہر بن حکیم اپنے والد سے نقل ہیں کہ خندق کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کا عمرو بن عبدود سے مقابلہ کرنا تمام ان اعمال سحر کہ قیامت تک میری ہمت کے لوگ کریں گے۔ افضل ہے۔

## جنگ میں جناب امیر کے چپے پر است میں جبریل میکائیل کا ہونا

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر لا عطا ین الرایۃ لرجل



عجباً للہ ورسولہ وحبیبہ اللہ ورسولہ کرا غیر ذلک یفتی اللہ علیہ جبریل عن یمنہ و میکائیل عن یسارہ فبات  
الناس متشوقین فلما اصبحت قال ابن علی قالوا یا رسول اللہ ما یبصر قال ابیوفی بظلالی بہ فقال  
النبی صلی اللہ علیہ ادن منی فدا منہ فقتل فی عینہ و مسجھا بیدہ فقام علی من بین یدہ کانه لہ ید  
راخرجه المتقی فی کثر العمال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خیر کے روز آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا  
رسول اسے دوست رکھتے ہیں وہ حمایہ کرنے والا ہے بہاگنے والا نہیں خدا اس کو فخر دے گا جبریل کے  
وہنے اور میکائیل کے بائیں ہوگا۔ لوگ رات کو ہتھیاق میں سو رہے جب صبح ہوئی حضرت نے فرمایا علی  
کمان میں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انکی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ جب  
وہ حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا میرے قریب آؤ وہ حضرت کے پاس گئے حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی  
آنکھوں میں لگایا اور اپنے ہاتھوں سے انکو چھوا علی او شہ کثرے ہوئے گویا کہ انکی آنکھیں دکھتی ہی نہ  
تھیں \*

(۲) عن عمر بن حبشی انه قال حین قتل علی خطبنا الحسن فقال لقد فارقکم رجل ما سبقہ الاول  
ولا یدرکہ الاخرون کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ یبعثہ بالسرۃ وجبریل عن یمنہ و میکائیل عن یسارہ  
لا یصرف حتی یفتی علیہ راخرجه احمد والنسائی والد ذکوان جبریل فی نارینہ عمر بن حبشی ناقل ہے  
کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے جناب امام حسن علیہ السلام بہکو خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے  
اور فرمایا آج تم سے الیا آؤ گی جدا ہو گیا ہے کہ اس سے نہ پہلے لوگ سبقت لے گئے ہیں اور نہ پچھلے لوگ  
اس تک پہنچ سکینگے جب سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرج کے ساتھ روانہ فرماتے تو جبریل انکے داہنے ہاتھ  
کی طرف اور میکائیل انکے بائیں ہاتھ کی طرف ہوتے اور وہ فتح کے بغیر نہیں اترتے تھے۔

(۳) عن عثمان بن عبد اللہ القروشی قال قال علی فی اثناء خطبہ یوم بویع عثمان لواحد  
والانصار انشدکم اللہ هل تعلمون انی کنت اذ اقاتلت عن یمین النبی صلی اللہ علیہ قاتلت الملائکۃ  
عن شمالہ قالوا اللہ نعم راخرجه ابن عساکر فی تاریخہ عثمان بن عبد اللہ القروشی ناقل ہے کہ جس روز عثمان  
رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اس روز جناب علی علیہ السلام کے درمیان و ما جبرین اور انصار سے بیان فرمایا یا تمہیں  
معلوم ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ کٹر امیر کو جنگ کیا کرتا تھا تو فرشتے  
حضرت کے بائیں طرف ہوا کرتے تھے سب سے کبھی خدا گواہ ہے سچ ہے \*



کہ قرآن مجید چار حصوں میں نازل ہوا ہے پس اسکا ایک ٹیچ ہماری شان میں۔ اور ایک ربیع ہمارے دشمنوں کے حق میں ہے۔ اور ایک ربیع میں قصص اور امثال ہیں۔ اور ایک ربیع میں فرائض اور احکام ہیں۔ اور ہماری شان میں قرآن مجید کی بزرگ آیتیں ہیں۔

(۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت فی علی ثلاثمائة اية راخرجه ابن عساکر ابن نجاشی

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

(۶) عن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ قال نزل فی علی سبعون اية راخرجه ابو بکر بن مردويه

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے حق میں ستر آیتیں اتری ہیں۔

## آیات

{۱} انما یرید اللہ لیدنہب عنکم الرجز اهل البیت ویطہرکم تطہیرا رسولہ اخر  
ترجمہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو انکو گہر والو اور پاک کرے مگو خوب  
پاک کرنا۔

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ فرطہ رجل من شعر  
اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم  
جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیدنہب عنکم الرجز اهل البیت ویطہرکم تطہیرا  
لاخرجه احمد والمسلم والترمذی وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم والسیوطی  
فی الدر المنثور جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں ایک روز جناب  
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ایک سبائہ بالون کی کلیم منقش اور ٹپ ہے ہوئے باہر تشریف لائے  
پس جناب امام حسن بن علی آئے حضرت نے انکو اس میں داخل کر لیا۔ پھر جناب امام حسین آئے انکو  
ہی اپنے داخل کر لیا۔ پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں حضرت نے انکو بھی لے لیا پھر جناب علی رضی  
تشریف لائے اپنے انکو بھی ہمیں لے لیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ  
دور لیجائے تم سے نجاست کو اسے گہر والو اور پاک کرے مگو خوب پاک کرنا۔

(۲) عن ام المؤمنین ام سلمة قالت ان هذه الآية انما یرید اللہ لیدنہب عنکم الرجز اهل  
البیت ویطہرکم تطہیرا۔ نزلت فی بیتی وانا جالسة عند الباب فی البیت رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم وعلی فاطمة وحسن وحسين فخللهم بكساء وقال اللہم هؤلاء اهل



## جناب امیر کا کسی جنگ سے بغیر فتح کے نہ پھرنا

عن الحسن انه قال حين قتل على قتلتهم والله رجلا قلیلة نزل فیها القرآن وفيها فقه عیسی بن مریم  
وفیها قتل یوشع بن نون فتی موسی والله ما سبقه احد کان قبله کان رسول الله صلی الله علیه وسلم  
یبعثه بالسریة وجابریل عن یسینہ وسیکائیل عن شمالہ لا ینصرف حتی یفتی علیہ (اخرجه الدوالقی)  
جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پاگئے جناب امام حسن علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا و اللہ تم نے ایک  
ایسے آدمی کو ایسی رات میں قتل کیا ہے کہ جس رات میں قرآن شریف نازل ہوا ہے اور جس میں جناب  
عیسی علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور جس میں جناب موسی علیہ السلام کا نوح جان یوشع بن  
نون مارا گیا ہے گویا سپر سبقت نہیں لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کو فوج کے ساتھ بھیجتے  
تھے حیران کے داہنے طرف اور یساکائیل اسکی بائیں طرف ہوا کرتے تھے وہ بغیر فتح کے نہیں واپس آتا تھا

## جناب امیر کا دنیا و آخرت میں حضرت کا علمدار ہونا

(۱) عن الحسن قال کسرت ید علی یوم احد فسقط اللوار من ین یدیه فقال رسول الله صلی الله  
علیہ وسلم فی ید الیس فانہ صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجه الحضری والخوارزمی)  
جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب احد کے روز علی کا ہاتھ زخمی ہو گیا اور علم انکے ہاتھ سے گر گیا آن  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اسکے بائیں ہاتھ میں پکڑا دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے  
(۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم یا علی انت تغسل جنتی وتودی  
دینی وتوارینی فی حفرتی وتغی ید متی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجه الدیلمی)  
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم ہمارے  
جسم اطہر کو غسل دو گے اور ہمارے قرص کو ادا کرو گے اور ہمارے قبر میں رکھو گے اور جو ہمارے ہمارے ذمہ  
ہے اسکو پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں ہمارے علمدار ہو۔

## حضرت امیر کا کل غزوات میں نبوک کے سوا حضرت کا علمدار ہونا

(۱) عن ابن عباس قال لعلی ربع خصال لیس کلا غیرہ هو اول عرب وعجمی صلی مع رسول الله صلی  
الله علیہ وسلم وهو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وهو الذی صبر معہ یوم فجعہ غیرہ وهو الذی



غسلہ وادخلہ فی القبر (اخرجه الترمذی وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام میں چار صفتیں ایسی ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں وہ سب عرب اور عجم کے باشندوں سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ آنحضرت کا علم ہر ایک غزوہ میں انکے پاس تھا۔ اور وہ ایسے شخص ہیں کہ جس روز حضرت کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبر کیے رہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲) عن ثعلبة بن ابی مالک قال کان سعد بن عبادہ حاضراً رآہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الموطن کلھا فاذا کان وقت القتال اخذنا علی راخرجه ابن الاثیر الجزری فی اسد الغابہ) ثعلبہ بن مالک سے روایت ہے کہ ہر ایک غزوہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے جب لڑائی کا وقت ہوتا تھا تو جناب علی علیہ السلام کو اٹھالیتے تھے۔

(۳) عن ابن عباس قال کان علی اخذنا رآہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدراً والمشاہد کلھا (اخرجه احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر اور تمام گزشتہ میں جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے۔

## خیبر کے روز آنحضرت کا جناب امیر کو علم دینا

اخرج احمد البخاری والمسلم عن سهل بن سعد واحمد والنسائی والبخاری عن ابن عباس (والطبرانی عن علی بن عمر) والنسائی وابو حاتم (عن ابی ہریرۃ) والبخاری والمسلم وابو حاتم (عن سلمۃ ابن الاکوع) والنسائی والطبرانی (عن عمران بن حصین وابی لیلی) واحمد والنسائی (عن ہبیرۃ بن مریم) واحمد والنسائی والترمذی (عن سعد) واحمد (عن ابی سعید الخدری) و ابن اسحاق (عن سلمۃ) والنسائی عن عبد اللہ بن بريدة) باختلاف یسیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر لا عطین الراية غداً ارجل یفتی اللہ علیہ حب اللہ ورسولہ فبات الناس لیلۃ کون لیلۃ صما یوم یعطیها فلما اصبح فلما اصبح الناس غداً علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلہم یرجوا ان یعطیها فقال ابن علی بن ابی طالب فقال ہو یا رسول اللہ لیتک عینہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق فی عینہ ودعا لہ خیرا حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاه الراية ففتح اللہ علیہ امام احمد اور بخاری اور مسلم نے (سهل بن سعد سے) اور احمد اور نسائی اور بخاری نے



نے (ابن عباس) سے اور طبرانی نے (جناب امیر اور ابن عمر) سے اور نسائی اور ابوجاتم نے (ابو ہریرہ) سے اور  
بخاری اور مسلم اور ابوجاتم نے (سلمہ بن الاکوع) سے اور نسائی اور طبرانی نے (عمران بن حصین اور ابولیلی) سے  
اور احمد اور نسائی نے (ہبیرہ ابن مریم) سے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے (سعد) سے اور احمد نے (ابو  
سعید خدری) سے۔ اور ابن اسحاق نے (سلمہ) سے اور نسائی نے (عبداللہ بن ربیعہ) سے تھوڑے سے اختلاف  
کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ تحقیق خیبر کے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل تم  
ایسے شخص کو علم دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے فتح دیگا۔ وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ لوگ  
تمام رات بچیاں کرتے رہے کہ دیکھیے علم کس کو عطا ہوتا ہے صبح لوگ حضرت کے پاس گئے ہر ایک شخص علم  
کے عطا ہونیکا امیدوار تھا حضرت نے فرمایا علی کمان میں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انکی آنکھیں  
دکھ رہی ہیں آپ نے فرمایا اسکے پاس آدمی بھیجو۔ پس وہ آگئے حضرت نے انکی آنکھوں میں اپنا لعاب دھین  
لگایا اور انکے لیے دعا فرمائی وہ ایسے ہو گئے کہ گوانکی آنکھوں میں دودھ تھا ہی نہیں۔ پھر آپ نے علم ان کے  
سپر دیا۔

(۱) عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا عطين الراية غدا رجلا يفتح الله على  
يديه قال فبات الناس يدوكون ليلته حماد بن عطاء قال ابنه علي بن ابي طالب قال لو شئت لكانت  
يا رسول الله قال فارسلوا اليه فلما جاء رجوتني عيني وعالمه فابراحتي لم يكن به وجه واعطاء الراية  
فقال علي انا لهما حتى يكونوا مثلنا قال انفذ علي رسالا حتى تنزل بساحتهم ثم ادعهم الى الاسلام  
واخبرهم بالبيعة عليهم من حق الله فيه فوالله لان يهدي الله بك رجلا واحد خير لك من ان يكون  
لك حملا النعماء اخرج احمد والبخاري والمسلم باختلاف بعض الالفاظ سهل بن سعد عن النبي صلى الله  
عليه وسلم انه قال يا ايها الناس اني قد بعثت فيكم رجلا قد بعثت فيكم رجلا قد بعثت فيكم رجلا قد بعثت فيكم رجلا  
عرض کیا یا رسول اللہ انکی آنکھیں دکھ رہی ہیں آپ نے فرمایا انکے لیے آدمی بھیجو وہ آئے حضرت نے انکی  
آنکھوں پر اپنا لعاب دھین لگایا اور انکے لیے دعا خیر کی وہ اچھے ہو گئے۔ گویا کہ ان کو درد نہیں تھا آپ نے  
ان کو علم دیا۔ علی کہتے تھے یا رسول اللہ آیا میں ان سے جنگ کروں جیسا کہ وہ ہمارے جیسے ہوا میر  
حضرت نے فرمایا مسجد پر جاؤ یہاں تک کہ تم انکے سید ان میں جاؤ پونچو۔ اور جو کچھ خدا کا حق ہو  
ہے اس کو انہیں خیر دار کرو واللہ اگر میری وجہ سے خدا ایک آدمی کو ہدایت دیدے تو میرے لیے سزا  
پیشم والے اوٹ سے بہتر ہے۔



(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا دفن الراۃ الیوم رجلاً یحب اللہ ورسولہ و یحبہ اللہ ورسولہ فمطاول القوم فقال ابن علی فقالوا لایستکی عینہ فدعاہ فبرز فی یدہ و مسح بہا عین علی ثم دفع الیہ الراۃ ففتحہ اللہ علیہ (اخرجه النسائی و ابو حاتم) البوریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم آج علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں پس قوم نے ہاتھ بڑھائے حضرت نے فرمایا علی کہ ان لوگوں نے عرض کیا انکی آنکھیں دکھتی ہیں حضرت نے انکو بلوایا اپنی ہاتھوں پر لعاب دہن کو ملکہ علی کی آنکھ کو لگا یا پھر انکو علم دیا اللہ نے انہیں فتح عطا کی ۔

(۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر لا عطین هذا الراۃ رجلاً یحب اللہ ورسولہ و یحبہ اللہ ورسولہ یفتحہ اللہ علیہ قال عمر رضی اللہ عنہ فما احببت الامارۃ الیوم من فتارفت فندع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فاعطاه ایاہا وقال امش ولا تلتفت فار علی شیئاً ثم وقف ولم یلتفت فصرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علی ما اقاتل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یثبذ الی اللہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ فاذا فعلت فکونوا منہم و لا الہ الا اللہ حسابہ علی اللہ عز وجل (اخرجه النسائی) البوریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا کہ البتہ ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے فتح دیگا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس روز کے سوا میں نے کبھی امارت کی آرزو نہیں کی سینے نگاہ بہر کر دیکھا پس حضرت نے علی کو بلوایا اور علم انکو دیدیا اور فرمایا جاو اور دست لوٹو۔ علی توڑی دوڑ جا کر ٹھیر گئے مگر لوٹے نہیں حضرت کو بازا بلند کہنے لگے یا رسول اللہ میں کس بات پر ان سے جنگ کرو حضرت نے فرمایا ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر گواہی دیں جب ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہوں نے اپنا خون اور مال بچا لیا مگر خدا کو حساب دینا ان پر باقی رہے گا ۔

(۴) عن سلمۃ بن الاکحش قال خرجنا بخیر وکان عی عامہ یرتجن بالقوم واللہ لوکا اللہ ما اہتدینا + ولا تصدقنا ولا صالینا + ونحن عن فضلک ما استخینا + فثبت الی اقدام اذلاقینا وانزلت سکتۃ علینا + فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من هذا فقالوا عامر فقال غفر اللہ لک یا عامر وما استغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل خصہ الا استشهد قال عمر رضی اللہ عنہ حنیار و اللہ لو متعتنا بعامر۔ فلما قد منا خیر خرج مرحب بنظر بسیفہ وهو یقول ع قد علمت



خیرانی مرحب + شاکی السلاح بطل محروب + نزل عامر - فقال - قد علمت خیرانی عامر + شاکی السلاح  
 بطل معاصر + فاختلعا ضربتا فوقع سيف مرحب فی فرس عامر فذهب لیثقل له فوقع سيفه علی  
 نفسه فقطع کحل فکان فیما نفسه واذا نفر من اصحاب رسول الله صلی الله علیه و آله یقولون بطل  
 عمل عامر قتل نفسه فأتیت رسول الله صلی الله علیه و آله وانا ابکی فقلت یا رسول الله ابطال عمل عامر  
 فقال رسول الله صلی الله علیه و آله من قال قلت ناس من اصحابک فقال بل له اجس مرتین ثمار سلنی رسول  
 الله صلی الله علیه و آله العلی فالقیته وهو ارمده فقال لا عطاءین الرأیة الیوم رجلاً یحب الله ورسوله  
 وحب الله ورسوله فنجت به اقوده وهو ارمده حتی اتیت به النبی صلی الله علیه و آله فبصق فی عینیه  
 فبرء واعطاه الرأیة وخرج مرحب فقال قد علمت خیرانی مرحب - شاکی السلاح بطل محروب + اذا  
 اللیوث اقبلت تلعب + واجمعت عن صولته المحجب + خلعت حمای ابدلاً لا تقرب + اطعن احیاناً  
 وحيناً اضرب + ارغلب الدهر فانی اغلب والقرن عندی بالدماء مخضب - فقال علی - انا الذی  
 سمعتنی امی حیدر + کلیث غابات کرمه المنظره + ضرغام اجام ولیث فتوره + عبل الذراعین شتد  
 القصره ~~اکلیک~~ ~~بکلی~~ ~~السند~~ + اضربکم ضرباً یمین الفقره + واترك القرن بقاع حذر  
 اضرب بالسيف رقاب الکفره + ضرب غلام ما جلد خورده + من یترك الحق یقوم صغره + اقتل  
 منهم سبعة وعشره + فکلمهم اهل فسوق فجرم + قال فضربه فغلق راس مرحب فقتله وکان  
 الفتر علی یلده علی بن ابی طالب راخرجه ابو حاتم سلمه بن الاکوع رضی الله عنه سے روایت ہو کہ ہم  
 خیر کو جانے لگے میرا چچا عامر قوم میں خر کہہ رہا تھا - اگر تم کو خدا ہدایت نہ کرے نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز  
 پڑھتے - ہم تیرے فضل سے بے پرواہ نہیں - پس جب ہم دشمنوں کے ملیں تو تو ہمارے قاتل ثابت رکھ - او  
 تو میری تسلی نازل کر - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون کون نے عرض کیا یہ عامر ہے - حضرت نے  
 فرمایا اے عامر اللہ تجھے بخشے - حضرت کہی کسی کو خصوصیت سے دعائیں دیتے تھے کہ وہ شہید نہیں ہو  
 جاتا تھا عرضی اللہ عز نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ عامر کے ساتھ ہمیں بھی دعائیں شریک کرتے تو کیا اچھا  
 ہوتا - جب ہم خیر میں پہنچے مرحب لنگر اپنی تلوار اچھلنے لگا وہ انکا بادشاہ تھا اور یہ خر کہہ رہا  
 تھا - خیر جاتا ہے ~~چراغ~~ ~~چراغ~~ ہون - تیز ہتھیاروں والا بہادر تجربہ کار ہون - عامر رضی اللہ عنہ اسکے  
 مقابلہ پر گئے اور یہ خر کہنے لگے - خیر جاتا ہے میں عامر ہون - تیز ہتھیاروں والا بہادر ہلاکت  
 کی جگہ میں - بے اندیشہ گھسنے والا ہون - دونوں نے وار کیے مرحب کی چوٹ عامر کے گٹھ کے کوگی  
 وہ ان کو گرانے لگا انکی اپنی تلوار انکو لگ گئی جس سے انکی شاہ رگ کٹ گئی یہی سانس باقی تھے



جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحاب کہنے لگے عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ اس نے خود آپ کو ہلاک کیا ہے میں روتا ہوا حضرت کے پاس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے۔ حضرت فرمانے لگے کون کہتا ہے۔ میں نے کہا حضور کے صحاب کہتے ہیں۔ آپ نے ارشاد کیا بلکہ اس کے لیے دودھ کی شہادت کا اجر ہے۔ پھر حضرت نے مجھے علی علیہ السلام پر بھیجا میں ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کی آنکھوں کے پاس لایا انکی آنکھیں دکھ رہی تھیں آنحضرت نے فرمایا البتہ ہم آج علم ایسے آدمی کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول کو محبت رکھتا ہو اور اللہ اور اس کے رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ میں انکو لیکر آیا وہ آشوب چشم کہتے تھے یہاں تک کہ میں انکو اپنے ہمراہ حضرت کے پاس لیکر آیا۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگایا وہ اچھے ہو گئی حضرت نے انکو عالم دیا۔ مرحب نکلا۔ رجز کہنے لگا خیر جاتا ہے میں مرحب ہوں۔ تیز ہتیاروں والا بہادر تجربہ کار ہو۔ حبش میرے سر کے مین واسے ہیں لگا کر شعلہ مارتی ہیں اور ہٹ جاتی ہیں حملے سے مرحب کے کہ حاجب بادشاہ کا۔ ظاہر ہوا کہ خوف کی جگہ میں کوئی نزدیک نہیں ہٹ سکتا۔ کبھی میں نیزہ مارتا ہوں۔ اور کبھی تلوار لگاتا ہوں اگر زمانہ مغلوب بھی ہو جائے تو بھی میں غالب رہوں۔ اور ہمہ سر سے نزدیک خون میں رنگا ہوا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں وہ ہوں کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ عیب پیشہ کا شیرازوں حضور اللہ العالیٰ شجاعت کے پیشہ کا شیرازہ درندہ کشمیر۔ قوی بازو اور سخت گردن والا میں تلوار کے بڑے پیمانے سے تمہیں ناپتا ہوں تم کو ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کے مہرہ ایک ایک ہو جائیں گے۔ میں سخت زمین میں نیزے کو گاڑتا ہوں۔ تلوار سے کافروں کی گردن مارتا ہوں۔ نوجوان قوم کے بزرگ زورمند کی ضرب سے اس شخص کے لیے جو حق کو چور کر دلت کو قائم کرتا ہے۔ میں ان میں سے سات یا دس آدمی قتل کروں گا۔ کہ وہ سب فاسق و فاجر ہیں۔ پھر جناب امیر نے مرحب پر ایک ایسا وار کیا کہ مرحب کا سر کٹ کر گر گیا اور فتح جیتا امیر کے ہاتھ پر رہی۔

(۵) عن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ قال لما کان یوم خیبر اخذ ابو بکر اللوات فلما کان من الغد اخذہ عمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا دفن لوائی الی رجل لہ یرجم حتی یفقه اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم اللوات فی الغداة ثم دعا باللوات فدعا علیا وھو یشکی عینہ فسمھا ثم دفع الیہ اللوات ففقه (لسد الغایہ) عبد اللہ ابن مسعود عن ابیہ قال لیسے والد سے ناقل ہیں کہ خیبر کے روز حضرت ابو بکر علیہ السلام نے پھر دو سو آدمی علم لیکر گئے۔ پھر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا میں اپنا علم ایک ایسے شخص کو دوں گا جو خیر فتح کے نہیں لوتے گا۔ پھر حضرت نے اشراق کی نماز پڑھی اور علم شگایا اور علی کو بلوایا انکی آنکھیں دکھ رہی تھیں حضرت نے ان پر ہاتھ پیرا پھر جناب علی علیہ السلام کو علم دیا۔ اور خیر انہوں نے فتح کیا۔



(۶) عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابیہ انہ قال لعلی وکان یسیر معہ از الناس قد انکروا منک انک تخرج فی البرد فی البلاد وتخرج فی الحر فی الحشو والثوب لغلظ قال اولئکن معنای بخیر بر قال فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر وعقدا لہ الراۃ فرجع فبعث عمر وعقدا لہ الراۃ فرجع بالناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عطاء لہ الراۃ رجلاً یحب اللہ ورسولہ وحبہ اللہ ورسولہ کما رلیس یفہر وارسل الی وانا ارمہ فقلت انی ارمہ فقتل فی عینی وقال اللہم اکفہ اذی الحر والبرد فما وجدت حراً بعد ذلک ولا برداً راخرجه احمد والنسائی عبد الرحمن بن ابی لیلی اپنے والد سے نقل ہیں کہ وہ سفر میں جناب امیر علیہ السلام کے ہمراہ تھے جناب امیر سے کہنے لگے۔ لوگ آپ کی بات کو برا جانتے ہیں۔ ..... کہ آپ جاڑے میں باریک کپڑا اور گرمی میں بھرتی کا اور سوتا کپڑا پہنتے ہیں جناب امیر فرماتے لگے کیا تم خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم انکے ساتھ دیا اور وہ لوٹ آئے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم انکے ساتھ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آئے پھر حضرت نے فرمایا البتہ ہم علم ایسے آدمی کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ مجھے آدمی بھیج کر بلایا میری آنکھیں دکھ رہی تھیں میں نے عرض کیا مجھے آشوب ہے آپ میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اے پروردگار گرمی اور سردی کی ایندھے اے بچا کیوں پس مجھے اسکے بعد گرمی نے ستایا نہ سردی نے ۔

(۷) عن ابی بردہ قال حاضرنا خیرہ اخذ اللواد ابو بکر فلم یفتحہ لہ ثم اخذہ عمر من الغد فانصرف فلم یفتحہ لہ واصاب الناس یومئذ شدۃ وجہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی دافع لوائی غدالی رجل یحب اللہ ورسولہ وحبہ اللہ ورسولہ لا یرجع حق یفتحہ اللہ لہ وتبنا طیبۃ انفسنا ان الفتح غدائنا۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلۃ الغدۃ ثم قام قائماً ودعا باللواد والناس علی مصافحہم فاما انسان لہ مترلہ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وهو یرجوان یکون صاحباً للواد فدعا علی ابن ابی طالب وهو ارمہ فقتل فی عینیہ ومسح عنہ ودفع الیہ اللواد ففتحہ اللہ علیہ قال انا فین تطاول لہا راخرجه احمد والنسائی والبخاری وابن جریر الطبری) ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی دوسرے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی۔ اس روز لوگوں کو سخت تکلیف پیش آئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کل اپنا علم ایک ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت رکھتے ہیں وہ بغیر فتح کے نہیں لوٹے گا۔ ہم رات کو خوشدل ہو کر سو گئے کہ کل فتح ہوگی۔ جب صبح



ہوئی اور حضرت اشراق کی نماز پڑھ کر سر و قد کھڑے ہو گئے اور علم طلب کیا لوگ صف باندھے کھڑے تھے ہم  
میں سے کوئی آدمی نہ تھا کہ جسکی کچھ بھی حضرت کے پاس منزلت تھی کہ وہ صاحب علم ہونکی آرزو نہ رکھتا ہو۔ پس  
حضرت نے علی بن ابی طالب کو بلوایا انکی آنکھوں میں آشوب تھا حضرت نے ہاتھ پیرا اور علم انکے سر پر  
فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے انکو فتح دی ابورہ کہتے ہیں کہ میں بھی انہیں لوگوں میں سے تھا جنہوں نے علم کی  
طرف ہاتھ نہ پڑھایا تھا ۔

(۸) عن بريدة الأسلمی قال لما كان يوم خيبر نزل رسول الله صلى الله عليه وآله بحضرة اهل خيبر فاعطى  
عمر لواء فنهض معه من نهض من الناس فلقوا اهل خيبر فانكشف عمر واصحابه فرجعوا الى رسول الله  
صلى الله عليه وآله فقال رسول الله صلى الله عليه وآله لا عطين اللواء رجلا يحبنا الله ورسوله ويحب الله و  
رسوله فلما كان العدة تباكر ابو بكر فدل عا رسول الله صلى الله عليه وآله عليا وهو ارمد فتقل في عينيه و  
اعطاه اللواء ونهض معه من الناس من نهض فلقوا اهل خيبر فاذا مرحب يرتجى وهو يقول  
قد علمت خيبر الى مرحب الا فاختلف هو وعلى ضربين فضربه على هامته حتى عض منها البيض و  
انتهى الى رأسه وسمع اهل العسكر صوت ضربه فما تمام اقر الناس مع علي حتى فقه الله عليه راخرجه  
احمد والنسائي) بريدة الأسلمی عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان خيبر کے  
سامنے جاتے تھے حضرت نے عمر رضی اللہ عنہ کو علم دیا انکے ساتھ جن لوگوں نے اٹھنا تھا وہ اٹھے پس اہل خيبر سے  
آئے حضرت عمر کے دوست براگندہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے حضرت نے فرمایا البتہ ہم  
علم ایسے ایک آدمی کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے محبت  
رکھتے ہیں جب دوسرا روز ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ٹہرے۔ حضرت نے جناب علی کو بلوایا انکی آنکھوں میں  
آشوب تھا حضرت نے انکی آنکھوں میں اپنا لعاب دھن لگا کر علم انکو دیدیا۔ اور جس نے انکے ساتھ اٹھنا تھا  
اٹھ کھڑا ہوا۔ پس اہل خيبر آئے مرحب جسز کہ رہا تھا مکہ خيبر جاتا ہے میں مرحب ہوں اسکو اور جناب  
علی کے درمیان وار چلی جناب امیر نے اسکے سر پر تلوار ماری کہ خود کو کاٹ کر اسکے سر میں بٹھو گئی تمام اہل لشکر  
نے جناب امیر کی ضرب کے آواز کو سنا۔ ابھی آپ کی ضرب پوری ہی نہ ہونے پائی تھی کہ لوگوں نے حمد کیا اور  
اللہ تعالیٰ نے جناب امیر کو فتح دی ۔

(۹) عن عمران بن حصين قال ان النبي صلى الله عليه وآله اعطى الراية رجلا يحب الله ورسوله ويحب  
الله ورسوله فدل عا عليا وهو ارمد فقه الله عليه راخرجه النسائي) عمران بن حصين رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ ہم علم ایسا دے گا کہ آدمی کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو



محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرنے میں بہر اپنے علی کو بلوایا وہ آشوب چشم سے تھے اللہ  
نے انکو فتحدی \*

(۱۰) عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الراية وهدى ثمر قال من ياخذها بحقها  
فجار فلان فقال انا فقال امض على رسلك ثم قال والذي كبرم وجهه محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا اعطين  
هذه الراية رجلا يفتح الله عليه فاعطاه ففتح الله عليه خيبر وفدك (اخرجه احمد في المسند)  
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو پکڑ کر بلایا بہر ارشاد  
کیا کون ہے جو اس علم کو پکڑے اس کے حق پکڑنے کا پس فلان شخص آیا اور کہنے لگا۔ میں  
حضرت نے فرمایا اپنے رستہ پر چلا جا۔ بہر ارشاد کیا قسم ہے اس فیات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ  
کو بزرگ کیا ہے میں یہ علم ایک ایسے آدمی کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اسے فتح دیگا۔ پس علی کو بلایا اور علم انکو  
دیا اللہ تعالیٰ نے خيبر اور فدک پر انکو فتحدی \*

(۱۱) عن سلمة قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله ابا بكر الصديق بالراية الى بعض حصون خيبر  
فقاتل ولم يكن فتحه ~~وخرج محمد بن عمرو~~ ثم بعث الغد عمر بن الخطاب فقاتل ثم رجع ولم يكن له فتح وقد جهد  
فقال رسول الله صلى الله عليه وآله لا اعطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يفتح  
الله على يدك كرا ليس بفارس قد عار رسول الله صلى الله عليه وآله عليا وهو اريد فقتل في عينيه قال خن  
هذه الراية فامض بها حتى يفتح الله عليك قال فخرج والله بها يهرول هرولة وانا خلفه اتبع اثره  
حتى ركن رايته في رضم من حجاره تحت الحصن فاطلع عليه يهودي من راس الحصن فقال من انت  
فقال انا علي بن ابي طالب قال والله قد علوتم ما نزل على موسى بانك قال فما رجع حتى فتح الله عليه  
يداه (اخرجه ابن اسحاق) سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق  
رضی اللہ عنہ کو خيبر کے بعض قلعوں کی طرف روانہ کیا وہ جا کر وہاں لڑے باوجودیکہ انہوں نہایت کوشش  
کی فتح نہ ہوئی۔ پھر حضرت نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ بھی وہاں جا کر لڑے اور نہایت کوشش کی  
فتح نہ ہونے سے وہ بھی واپس آ گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل ہم علم ایک ایسے آدمی کو دوں گا  
جو اللہ اور اللہ کے رسول کو پیار کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں اور اسکے ہاتھ  
سے اللہ فتح دیگا وہ حملہ کرنے والا ہے بہا گئے وال نہیں پس حضرت نے علی کو بلوایا انکو آشوب چشم تھا حضرت  
نے انکی آنکھوں میں اپنا لعاب دھن لگایا اور فرمایا اس علم کو لیکر جاؤ وہ علم لیکر روانہ ہوئے یہاں تک  
کہ اللہ نے انکو فتح دی سلمہ کہتے ہیں واللہ وہ علم لیکر دوڑتے ہوئے نکلے میں انکے پیچھے پیچھے جا رہا تھا



انہوں نے اپنا علم سخت پھرانی ترین قلعہ کو پھر کاڑ دیا قلعہ کے اوپر سے ایک یہودی نے چڑھ کر کہا تو کون ہے جناب اسیر  
نے جواب دیا میں علی بن ابی طالب ہوں وہ کہنے لگا واسع تم غالب آؤ گے موسیٰ علیہ السلام پر چھوٹ نازل نہیں  
ہوا سلمہ کہتے ہیں پس جناب اسیر فتح کے ہونے تک واپس ہوئے ۔

(۱۲) عن علی ماریدات عینی منذ مسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تفل عینی یوم خیبر حین اعطائے  
الرأیۃ (اخرجه احمد و ابو یعلی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خیبر کے روز جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے مجھے علم عطا کیا اور میرے مونہ پر ہاتھ پیرا اور میری آنکھوں میں اپنے دہن لعاب لگایا تب ہی میری  
آنکھیں نہیں دکھیں ۔

(۱۳) عن عمر بن مہیون قال انی لجالس عند ابن عباس اذا قام تسعة رهط فقالوا اما ان تقوم معنا  
واما ان تخلون بھولاء وھو یومئذ صحیحہ قبل ان یعی قال انا اقوم معکم فتحدثوا ولا ادری ما قالوا  
فجاء ینفض ثوبہ ویقول اف وقت یقعون فی رجل لہ غر وقھوا فی رجل قال لہ لایج صلی اللہ علیہ وسلم  
لاعطین الرأیۃ غدا رجلا لا یخیرہ اللہ ابل فاستشرت من استشرت فقال ابن علی قالوا ھو  
فی الرجا یطحن قال وما کان احد کم یطحن من قبلہ فدعاہ وھو ارمد ہما کان ان یمصر ففتفت  
فی عینیہ ثم ھذا الرأیۃ ثلثا فدفعا الیہ (اخرجه احمد و النسائی و ابن جریر) عمر بن مہیون سے  
مروی ہے میں ایک روز عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند آدمی آئے اسے ابن عباس  
سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے ہمارے ساتھ چلو یا انکو تخلیہ میں بات کرنے کی اجازت آند لون ابن عباس سخت  
تھے انکی آنکھیں نہیں گئی تھیں ابن عباس کہنے لگے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد اسکے انکے  
ساتھ جا کے کچھ باتیں کریں۔ میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کہا حسیا بن عباس بہر کر آئے تو میں نے  
دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں۔ اور ان اور لف ان لوگوں پر کہتے ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے  
بڑے ہیں کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اور ایسے شخص کو برا کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اسکے باب میں فرمایا ہے میں اپنا علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ کو اور اسکے رسول کو دوست  
رکھتا ہے پس جس نے اسکی طرف جہانگشا تھا جہاں کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہنا  
ہے لوگوں نے عرض کیا وہ چکی پس ہے میں ابن عباس کہتے ہیں کہ ان سے پیشتر کوئی چکی نہیں پیتا  
تھا پس حضرت نے انکو بلوایا انکی آنکھوں میں آشوب تھا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے حضرت نے اپنا  
لعاب دہن انکی آنکھوں پر لگایا بعد اسکے علم کو تین دفعہ صبیٹیں دیکر انکو دیدیا ۔

قال نقل

(۱۴) عن ہبیر بن مرید قال خرج الینا الحسن بن علی علیہ السلام وعلیہ عمامۃ یمودا رجلا ینقل علی



بیٹی وحامتی اذہب عنہم الرجس و طهرہم تطہیرا فقلت وانا معہم یا رسول اللہ قال انک علی الخیر (اخرجه المسلم والترمذی وصحیہ والدولابی والبیہقی وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصحیہ وابن مردودہ والسیوطی فی الدر المنثور) امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ تحقیق یہ آیت کہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دو لیجائے تم سے نجاست کو اسے گہر والو اور پاک کرتے مکو خوب پاک کرنا) میرے گہر میں نازل ہوئی ہے میں دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی اور گہر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام تھے حضرت نے انکو چادر اڑھا کر فرمایا۔ اسی میرے پروردگار میرے اہل بیت اور میرے مددگار ہیں ان سے نجاست کو دور کر اور ان کو پاک کر خوب پاک کرنا۔ پس سینے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انکو ساتھ ہوں فرمایا تم بہتری پر ہو۔

(۳) عن عمر بن ابی سلمۃ قال نزلت ہذا آیۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما یرید اللہ لیدہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا فی بیت ام سلمۃ وانا فی بیت ام سلمۃ فدعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ وعلیاً وحسناً وحسیناً وحللہم بکساء ثم قال اللہم ہؤلاء اہل بیٹی فانہب عنہم الرجس و طهرہم تطہیرا و قالت ام سلمۃ انا معہم یا رسول اللہ قال انت علی مکانک انت علی الخیر (اخرجه احمد والترمذی وابن جریر والطبرانی وابن مردودہ والسیوطی فی الدر المنثور) عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اسے گہر والو اور پاک کرتے مکو خوب پاک کرنا) امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گہر میں نازل ہوئی ہے اور میں بھی انہیں کے گہر میں تھا کہ حضرت نے جناب فاطمہ اور علی اور حسنین علیہم السلام کو بلوا کر انپر چادر ڈال دی پھر دعا کی اسے سیر پروردگار یہ میرا بیت ہیں ان سے نجاست کو دور کر اور پاک کر انکو خوب پاک کرنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے اور تو بھی نیکی پر ہے۔

(۴) عن وثالثۃ بن الاسقع قال اتیت فاطمۃ ثم اسألہا عن علی فقالت توجہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلست انتظرہ واذ ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اقبل ومعه علی والحسن والحسین فاخذہم کلواحد منهم حتی دخل الحجۃ فجلس الحسن علی فخذہ الیسری واجلس علیاً وفاطمۃ بین یدیه ثم القی علیہم الکساء ثم قرأ انما یرید اللہ لیدہب



کان فیکم بالامسجل ما سبق الاولون کایدک بالآخرین از رسول اللہ ﷺ قال لا عطين الراية غدا رجلا يحب الله  
 ورسوله فقاتل جبريل عريضا وميكائيل عريضا ثم قال لا يرد الراية حتى يفتح الله (اخرجه النسائي) بهذين برهم نائل من جناب  
 شهيد حسن بل السلام بآب بن ابراهيم لائى اكلو سر سياه حمامه تفرمانى لگو کل کے دن جم لوگون میں ایسا شخص موجود تھا جس پر تو  
 پہلے لوگ سبقت لگے ہوں اور پھر پھر لوگ اس تک پہنچ سکیں گے تحقیق جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کل ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اس کے  
 رسول کو دوست کہتا ہو جبریل سکودائے طرف اور میکائیل سکے بائیں طرف الی میں تو ہاں پھر فرمایا کہ جیکے فتح نہ ہو وہ علم ہمیں دینگا  
 (۱۷) عن سعد قال كنت جالسا فتنصوا على ابي ابي طالب قلت لقد سمعت رسول الله صلى الله عليه يقول ان خصا لا ثلثا لان يكون الى احد  
 منهم احب الى من حمل النغم يفتح الله منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى وسمعه يقول لا عطين الراية غدا رجلا يحب  
 الله ورسوله وسمعه يوم من كنت كوه ففعل مولا (اخرجه النسائي) سعد بن ابوقاص عن النبي صلى الله عليه وسلم ان من ميثما هو اتها كجند لوگ  
 جناب ابوبکر کے حق میں بری باتیں کر رہے تھے میں نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی بن ابی طالب میں ہیں اگر انہوں  
 سے ایجابات ہی مجھ پر حاصل ہوتی تو میری نزدیک سیرج شیم والے اونٹ سے بہتر نہی میں جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مجھ سے بہتر  
 ہوں گے ہے موسیٰ و مگر یہ کہ نبی میری بعد نہیں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ کل ہم علم ایسے ایک آدمی کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول کو  
 کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول اس کے پیار کرنے میں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے \*  
 (۱۸) عن سعد بن ابی وقاص قال ما ينعك ان تستأبنا رب فقال ما ذكرت ثلثا فاقه رسول الله صلى الله عليه وسلم وتركه في بعض مغازاته  
 له على رسول الله خلفه من النساء والصبيان فقال لرسوله صلى الله عليه وسلم اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى وسمعه  
 يقول يوم خيبر لا عطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله قال قتلونا فقال ادعوا عليا فاقى به ارمدا فنصق  
 في عينيه ودفع الراية اليه ففتح الله عليه لما نزلت ندع ابنا لنا وابنا لكم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال  
 اللهم هؤلاء اهل بيتي (اخرجه احمد والمسلم والترمذي والنسائي) سعد بن ابوقاص عن النبي صلى الله عليه وسلم ان من ميثما هو اتها كجند لوگ  
 سعد بن ابی وقاص کے حق میں بری باتیں کر رہے تھے میں نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی بن ابی طالب میں ہیں اگر انہوں  
 سے ایجابات ہی مجھ پر حاصل ہوتی تو میری نزدیک سیرج شیم والے اونٹ سے بہتر نہی میں جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مجھ سے بہتر  
 ہوں گے ہے موسیٰ و مگر یہ کہ نبی میری بعد نہیں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ کل ہم علم ایسے ایک آدمی کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول کو  
 کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول اس کے پیار کرنے میں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے \*  
 (۱۹) عن سعد بن ابی وقاص قال ما ينعك ان تستأبنا رب فقال ما ذكرت ثلثا فاقه رسول الله صلى الله عليه وسلم وتركه في بعض مغازاته  
 له على رسول الله خلفه من النساء والصبيان فقال لرسوله صلى الله عليه وسلم اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى وسمعه  
 يقول يوم خيبر لا عطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله قال قتلونا فقال ادعوا عليا فاقى به ارمدا فنصق  
 في عينيه ودفع الراية اليه ففتح الله عليه لما نزلت ندع ابنا لنا وابنا لكم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال  
 اللهم هؤلاء اهل بيتي (اخرجه احمد والمسلم والترمذي والنسائي) سعد بن ابوقاص عن النبي صلى الله عليه وسلم ان من ميثما هو اتها كجند لوگ  
 سعد بن ابی وقاص کے حق میں بری باتیں کر رہے تھے میں نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی بن ابی طالب میں ہیں اگر انہوں  
 سے ایجابات ہی مجھ پر حاصل ہوتی تو میری نزدیک سیرج شیم والے اونٹ سے بہتر نہی میں جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مجھ سے بہتر  
 ہوں گے ہے موسیٰ و مگر یہ کہ نبی میری بعد نہیں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ کل ہم علم ایسے ایک آدمی کو دینگے جو اللہ اور اس کے رسول کو  
 کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول اس کے پیار کرنے میں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے \*  
 (۲۰) عن سعد بن ابی وقاص قال ما ينعك ان تستأبنا رب فقال ما ذكرت ثلثا فاقه رسول الله صلى الله عليه وسلم وتركه في بعض مغازاته  
 له على رسول الله خلفه من النساء والصبيان فقال لرسوله صلى الله عليه وسلم اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى وسمعه  
 يقول يوم خيبر لا عطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله قال قتلونا فقال ادعوا عليا فاقى به ارمدا فنصق  
 في عينيه ودفع الراية اليه ففتح الله عليه لما نزلت ندع ابنا لنا وابنا لكم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال  
 اللهم هؤلاء اهل بيتي (اخرجه احمد والمسلم والترمذي والنسائي) سعد بن ابوقاص عن النبي صلى الله عليه وسلم ان من ميثما هو اتها كجند لوگ



کہتے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر وہ مجھے دیجائیں تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ کے ملنے سے بہتر تین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی مسجد میں خیر کثیر اور علم کا دیا جانا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا۔

(۱۸) عن ابی ہریرۃ ان عمر بن الخطاب قال لقد اعطی علی ثلاث خصال لان یكون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم فستل ماہی قال زوجہ ابنتہ فاطمہ و سکناہ فی المسجد یجل لہ ما لا یجل لی والمراتۃ یوم خیبر (راخر جہ بن السمان) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بات بھی دی گئی ہوتی تو میرے لیے سرخ پشم والے اونٹ سے بھی بہتر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا اور انکو مسجد میں ہائیر دینا کہ انکے لیے وہ امر جائز ہے جو مجھے نہیں (یعنی جنب کی حالت میں مسجد کے اندر جانا) اور خیر کے روز کا علم دیا جانا۔

(۱۹) عن ابن عمر قال کنا نقول خیر الناس ابو بکر ثم عمر ولقد اعطی علی بن ابی طالب ثلاث خصال لا یكون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ و ولدت لہ و سجدت لہ ابواب الکبابہ واعطاء المرأتہ یوم خیبر (راخر جہ احمد فی المناقب) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابو بکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام ایسی تین باتیں ملی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی ملجائی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بھی بہتر ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا۔ اور انکے دروازہ کے سوا سب کے دروازہ بند کرنا اور خیر کے روز انکو علم دیا جانا۔

(۲۰) عن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ۷ وکان علی ارمدا العین یتغنی - دواء فلما لیجد مداویا - شفاہ رسول اللہ بقلۃ - و بورك مر قیا و بورك راقیا - و قال ساعطی المرأتہ الیوم فارسا - فذاک الحب للرسول مواتیا - بحالہ واکالہ حبہ - فینقذ ہاتیک الحصون التوالیا - فخص بھادون البریۃ کلھا علیا وسماء الوصی المواخیا (عینی شرح البخاری) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں ۷ علی کو آشوب چشم تھا اور دوا تلاش کرتے تھے پس جبکہ کوئی دوا کرنے والا نہ پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنے لعاب دہن سے شفا دی۔ اور مبارک کتھا فسون کیا گیا ہوا۔ اور مبارک تھا فسون کرنے والا۔ اور فرمایا میں ابھی آج کے دن علم اس شہسوار کو دوں گا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے اور موافقت کرنے والا ہے۔ وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اسے دوست رکھتا ہے پس



فتح کرے گا بیان سب قلعوں کو جو لگا تار ہیں پس مخصوص کیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خلقت کے سوا علی کو۔ اور انکا نام وصی اور اخی رکھا۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کو سورہ براءت کے ساتھ مکہ میں بھیجنا

(۱) عن سعد قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله ابابكر يدبر امة حتى اذا كان ببعض الطريق ارسل عليا فاخذن هامة ثم سار بها فوجد ابو بكر في نفسه فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤدى عنى الا انا ورجل منى راخرجه النساءى عن سعد بن ابى وقاص رضى الله تعالى عنه كتهى بين كجناب رسول الله صلى الله عليه وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ براءت کے ساتھ مکہ کو روانہ کیا ابھی وہ تھوڑی دور نہیں گئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو انکے پیچھے روانہ کیا وہ ان سے سورہ براءت لیکر مکہ کو چلی گئی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ملال گذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد کیا مجھ سے کوئی دوسرا دامنین کر سکتا میں آدمی جو میرا ہو۔

(۲) عن انس قال بعث النبي صلى الله عليه وآله براءة مع ابى بكر ثم دعاه فقال لا ينبغي ان يبلغ هذا الرجل من اهل ذى القعدة واعطاه اياها راخرجه النساءى النضر رضى الله عنه سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ براءت دیکر مکہ کو بھیجا پھر انکو بلال لیا اور فرمایا میرے گھر کے آدمی کے سوا یہ سورہ کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

(۳) عن علي بن ابي طالب قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله براءة الى اهل مكة مع ابى بكر ثم اتبعه اعلی فقال له اخذن هذا الكتاب فامض به الى اهل مكة فليحتته واخذت الكتاب منه قال فانصرف ابو بكر وهو مكتئب قال يا رسول الله انزل فى شئ قال لا الا انى امرت ان ابغضه انا ورجل من اهل بيتى راخرجه النساءى جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ براءت دیکر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ پھر علی کو انکے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کاغذ لے لیا وہ غمگین ہو کر لوٹ آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے فرمایا نہیں مجھو حکم ہوا ہے کہ میں اس سورت کو خود پہنچاؤں یا میرے گھر کا کوئی آدمی پہنچا لے۔

(۴) عن ابن عباس قال بعث رسول الله صلى الله عليه وآله ابابكر بسورة التوبة وبعث عليا خلفه فاخذها منه وقال لا يدركك رجل من اهل بيتى هو منى وانا منه راخرجه احمد والنسائى ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ براءت دیکر روانہ کیا انکے پیچھے



جناب علی کو روانہ کیا انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سورت کو لے لیا۔ حضرت نے فرمایا اس کو کوئی نہیں لے سکتا مگر وہ آدمی کہ میرے گھر کا ہو اور وہ میرا ہو اور میں اس کا ہوں۔

(۵) عن ابی سعید الخدری وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر رضی اللہ عنہ مع براءۃ فلما بلغ صحنان سمع بقاء ناقہ علی فعرہ فانہ فقال ما شانی قال خیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی ببراءۃ فلما رجنا انطلق ابوبکر رضی اللہ عنہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ مالی قال خیر انت صاحبی فی الغار وانه لا یبلغ غیری اور رجل منی یعنی علیاً (اخرجه احمد والنسائی) ابوسعید

اور ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ سرور و جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دیکر مکہ کی طرف روانہ فرمایا۔ حرب و صحنان تک پہنچے تو جناب علی علیہ السلام کے ناقہ کی آواز کو سنا حضرت علی کو پہچان کر ان کے قریب گئے اور پوچھا مجھے کیا ارشاد ہوا ہے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا خیر ہے۔ حضرت نے پچھلے نبیؐ کی برات لی جانے کے واسطے حکم دیا ہے۔ پس جب ہم لوٹ کر سرکار کے حضور میں حاضر ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے کیا کوئی حکم ہوا ہے حضرت نے فرمایا تم میرے رفیق غار ہو۔ سوا اسکے کوئی اور بات نہیں کہ میرے سوا یا میرے گھر کے آدمی کے سوا اس کو کوئی دوسرا نہیں پہنچا سکتا تھا۔

(۶) عن علی قال لما نزلت عشر آیات من براءۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا ابابکر فبعثہ بہا لیمقرہا علی اهل مکة ثم دعانی فقال لی ادرك ابابکر فخذ ما لقیته فخذ الكتاب فاذهب به الی اهل مکة فامرہ علیہم فلحقته بالحقۃ فلخذت الكتاب منه ورجع ابوبکر فقال یا رسول اللہ ازل فی شیء قال لا وکن جبریل جانی فقال لیودی عنک آت انت اور رجل منک (اخرجه احمد والنسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب سورہ برات کی دس آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہ سورت دیکر مکہ والوں کی طرف روانہ کیا۔ کہ وہ جا کر سورہ برات ان کو سنائیں بہر حضرت نے مجھے بلوا کر ارشاد کیا جاؤ ابوبکر جہان پر ہوں ان سے کاغذ لیکر مکہ والوں کو تم جا کر یہ سورت سنناؤ میرے ان سے جھڑپیں جا ملا اور ان سے خط لے لیا ابوبکر جب واپس آئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن جبریل علیہ السلام نے اگر مجھ سے کہا ہے کہ آپ کی جانب سے ہرگز کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا مگر یا تو خود آپ یا کہ وہ آدمی جو آپ کا ہو۔

(۷) عن علی ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث ببراءۃ قال افی لست باللسن ولا بالخطیب قال ما بدلی ان اذهب بہا انا او یدہب بہا انت قال فان کان ولا بد فاذهب انا قال انطلق فان اللہ لیسد لسانک ویهدی قلبک قال ثم وضع یدہ علی فیہ (اخرجه احمد) جناب امیر علیہ السلام سے



روایت ہے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کو سورہ برات کو ساتھ روانہ کیا مینے عرض کیا نہ تو میں نہ ہوں  
 اور ہوں اور نہ مقرر فرمایا پھر اسکے چارہ نہیں اس حدیث کو یاسین لیجائوں یا تم لیجائو علی نے عرض کیا جبکہ چارہ  
 نہیں تو میں ہی لیجائوں حضرت نے فرمایا یا ابوالہریرہ تمہاری زبان کو سیدھا کر دیکھا اور تمہارے دلوں کو  
 برات کر دیکھا پھر حضرت نے اپنا ہاتھ انکے دہنیے میرے منہ پر رکھا ۛ

(شمسیہ) قال الزہری رحمۃ اللہ علیہ از النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا ان یقرء بایادہ ثلاثا لان حادث  
 العرب ان لا یجولوا العہود والمواثیق الا بسید القوم او زعمہ او رجل من اہل بیتہ یقوم مقامہ کاخ  
 او ابن عم فمأجراہم علی عادیہم رتد کرہ لخواص الامہ و ریاض النضرہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں  
 کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ برات دیکر اسیلے جناب اسیر کو مکہ کی طرف بھیجا۔ کیونکہ  
 عرب کی عادت ہے کہ عہد اور مواثیق قبیلہ کے سردار یا اسکے شریک یا اسکے گہر کے آدمی کے سوا جو اسکا  
 قائم مقام ہو سکے مثل بہائی کو یا ابن عم کو نہیں تو پس حضرت نے ہی انہیں کی عادت کو موافق اپنے  
 ابن عم کو برات دیکر بھیجا ۛ

### حضرت فرمایا مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں یا علی ۛ

(۱) عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا مندول یودی حنی الا  
 انا وعلی راخوہ احمد والترمذی والنسائی والبخاری وابن ابی عاصم وابن قاتم والضیاء والبیہقی  
 والطبرانی وابن ماجہ وابن ابی قتیبۃ والحافظ الدمشقی حبشی بن جنادۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں  
 یا علی۔ علیہ السلام ۛ

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا مندول یودی حنی الا انا  
 وعلی راخوہ الدلیلی) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا علی میرا ہے میں علی کا ہوں مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں یا علی۔

### جناب امیر کا حضرت کی طرف سوا ہاتھوں کا ادا کرنا

(۱) عن ابی رافع فی حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فخلقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی خلقا یخرج الیہ  
 باہلہ وامرہ ان یؤدی عنہ امانتہ ووصایا من کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یومض الیہ وکان یؤمن علیہ



من مالها فادى عليه امانته كلها (اخرجه ابن الاثير في اسد الغابه) ابو رافع رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بارگاہ کی نسبت روایت کرتے ہیں کہ حضرت آنحضرت نے انکو بغیر علی کو اپنے پیچھے چھوڑ کر کہا کہ اپنے اہل کے ساتھ مدینہ کو آئیں اور امر کیا کہ جن لوگوں نے اپنی امانتیں اور وصیتیں حضرت کے پاس کہی ہوئی تھیں انکو انکے مالکوں کو سب ادا کر آئے ۔

## جناب امیر کا حضرت کے قرضوں کو ادا کرنا

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یقضى ديني (اخرجه الزوار) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی میرے قرض کو ادا کرے گا ۔

(۲) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يا علي انت تغسل جثتي وتودي ديني وتواريني في حفرتي وتقي بذا متي وانت صاحب لوائي في الدنيا والاخرة (اخرجه الدليلي) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم میری غسل دو گے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مہین قبر میں رکھو گے اور میرے ذمہ کو پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے علمدار ہو۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علي بنجد وعدتي ويقضى ديني (اخرجه الدليلي) ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میرے وعدوں کو پورا کرے گا اور وہ میرے قرض کو ادا کرے گا ۔

## جناب امیر کا حضرت کے وعدوں کو پورا کرنا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علي بنجد وعدتي ويقضى ديني (اخرجه الدليلي) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی میرے وعدوں کو پورا کریگا اور میرے قرض کو ادا کریگا۔

(۲) عن حبشي بن جنادة قال كنت جالسا عند اب بكر فقال من كانت له علة عند رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فليقوم فقام رجل فقال يا خليفة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وعدني بثلاث حثيات من امر فقال ارسلوا الي علي فقال يا ابا الحسن ان هذا يزعم ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وعدني بثلاث حثيات من فاحثها له فاحثها له (اخرجه بن السمان) حبشي بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے



کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ کہنے لگے جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہوا اسکو چاہیے کہ کھڑا ہو کر بیان کرے ایک شخص نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ حضرت نے مجھ سے تین لب تہر کر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابوبکر کہنے لگے جناب علی کو بلا لاؤ حب وہ تشریف لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یا ابا الحسن یہ شخص خیال کرتا ہے کہ جناب رسالت ملی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لب تہر کر کھجور کے دینے کا وعدہ کیا تھا آپ اس کو زمین جناب امیر علیہ السلام نے اس کو یلین لب تہر کر دینے کا وعدہ کیا تھا۔

## جناب امیر کا منجانب اللہ حضرت کی تائید کے لیے مخصوص ہونا

(۱) عن ابی الحمزہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی الی السماء نظرت المیزان العرش الایمن فرأیت کتاباً فہمتہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بہ راخرجہ الملائکۃ فی سیرتہ وقاضی عیاض فی الشفا ابو حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شب معراج میں جب آسمانوں پر ہمارا گزرتا ہوا عرش مجید کی ذہنی سابق پر لکھا ہوا پایا جس کے معنی ہمیں سمجھ میں آئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں انکی تائید اور نصرت کے لیے علی پیدا کیے گئے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا بطائر فی فیہ موزۃ خضراء فالقاہا فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخذھا فقبلھا ثم کسرھا فاذا فی جو فہا دودۃ خضراء مکتوب فیہا بالاصفر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نصرتہ بعلی راخرجہ نعیم وسمعی وصاحب ترہہ المجالس ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہان ایک طاٹر آیا اور اس کے ہونٹوں میں ایک سبز بادام تھا اس طاٹر نے وہ بادام حضرت کی گود میں ڈال دیا حضرت نے اسکو لیکر چوبابہر اسکو توڑا اسکے پچھلے سے ایک سبز رنگ کا کپڑا نکلا جس پر درخط سے لکھا ہوا تھا نہیں ہے کوئی معبود مگر خدا تعالیٰ اور محمد اسکے رسول ہیں اور ہم نے انکی مدد علی کے ساتھ مخصوص کی ہے۔

(۳) عن ابی ہریرۃ فی قولہ تعالیٰ والذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب علی العرش لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد عبید ورسولی ایدتہ بعلی بن ابی طالب راخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ والمعانی والمسیوطی فی الدر المنثور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تفسیر میں قول اللہ کے کہ اس نے تیری تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں کے ساتھ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے کہ نہیں معبود سوا اللہ کے دراتھا لیکہ وہ واحد ہے کوئی اسکا شریک نہیں محمد میرا بندہ



ہے اور میرا رسول جو نبی علی بن ابی طالب کے ساتھ اسکی تائید کی ہے ۔

## جناب امیر کا حضرت کی طرف سے صلح حدیبیہ کے روز کا تب صلحنامہ

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان کاتب کتاب الصلح یوم الحدیبیۃ علی بن ابی طالب راخرجہ احمد  
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے عہد نامہ کے کاتب جناب امیر علیہ السلام تھے  
(۲) قال عبد الرزاق قال معمر سالت عنہ الزہری فضحک وقال هو علی ولو سالت هؤلاء لقالوا هو عثمان  
یعنی بنو أمیۃ (ریاض المضرہ) عبد الرزاق اپنی کتاب مصنف میں لکھتے ہیں کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے  
ہیں کہ میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا صلح حدیبیہ کی کتابت کس نے کی ہے وہ ہنس کر کہنے لگے جناب علی  
علیہ السلام تھے اگر تم ان لوگوں سے پوچھو گے تو وہ یہی کہیں گے کہ حضرت عثمان رضی اللہ  
عنہ تھے ۔

(۳) عن علقمہ بن اسحاق قال قلت لعلی الجعل بدینک وبنی اکلہ الا کبایذ حکما قال انی کنت کاتب رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ فکتبت هذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ فقال سہیل  
ابن عمرو لو علمنا انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما قاتلناہ اجمعاً فقلت هو واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وان رخم انک لا واللہ لا احوھا فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ ارنی مکانھا فاریتہ فحھاھا وقال ما لک  
مثلاھا سناتہا مضطھدا (راخرجہ النسائی) علقمہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ  
السلام سے عرض کیا آپ اپنے اور حکمرانوں کے بیٹے (یعنی ہندہ ماورعادیہ کہ جس نے جناب سید الشہداء حضرت  
رضی اللہ عنہ کا حکم چاہا تھا) کے درمیان حکم مقرر کرتے ہیں جناب امیر نے ارشاد کیا کہ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صلحنامہ کے لکھنے پر مامور ہوا جب میں نے لکھا کہ یہ وہ امر ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ہے سہیل بن عمرو کہنے لگا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم ان سے لڑائی  
نہ کرتے ہم اسے مٹا دو میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ بہ تحقیق اللہ کے رسول ہیں میرے ناک پر مٹی ڈالوں گا اور اللہ  
میں نہیں مٹو گا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی ہمیں بتاؤ وہ کونسا مقام ہے میں نے حضرت کو وہ مقام  
بتا دیا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لکھا گیا تھا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا  
اور فرمایا عنقریب میرے لیے یہی ایسا ہی ہو ینواللہ ہے اور تو ہی مغلوب ہو کر ایسا ہی کرے گا۔

حضرت کا جناب امیر کو مسی قبا کے بنا کر کہنے کے لیے مخصوص فرمانا



عن جابر بن سمرق رضی اللہ عنہ قال لما سأل اهل قباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسئلی لہم مسجد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقم بعضکم فیرکی الناقة فقام ابو بکر رضی اللہ عنہ فركبها فلم تنبعث فرجع فقعد فقام عمر رضی اللہ عنہ فركبها فلم تنبعث فرجع فقعد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صحابہ لیقم بعضکم فیرکی الناقة فقام علی فلما وضع رجلہ فی غرنا لورکاب قنیت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اریخ زمامہا و ابنوا علی مدارہا فانہا مامورہ راخرجه الطبرانی فی الکبیر خلاصۃ الوفا للہم ہودی و حدی بالقلوب الشیخ عبد الحق محدث الدہلوی جابر بن سمرق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبا کے رہنے والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد کی بنیاد ڈالنے کے لیے ہتھکڑی اپنے ارشاد کیا تم میں سے کوئی شخص اس ناقہ پر سوار ہو۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ناقہ پر سوار ہوئے مگر اونٹنی نہ اٹھی۔ پس وہ واپس آکر بیٹھ گئے۔ بعدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اونٹنی نے حرکت نہ کی وہ بھی چلے آئے اور بیٹھ گئے۔ تب حضرت نے پھر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس ناقہ پر سوار ہو۔ اس مرتبہ جناب علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور رکاب میں پاؤں ڈالا ہی تھا۔ کہ اونٹنی کود کر کھڑی ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا اسکی باگ چوڑو دے یا سور ہے یعنی جہاں تک کہ خدا کا حکم ہوگا اور جہاں تک کہ یہ دورہ کر لگی وہاں تک جا کر وہ۔

## حضرت کا جناب پشیر کو لوگوں کی تہدید کے لیے مخصوص فرمانا

(۱) عن المطلب بن عبد اللہ بن خطیب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو قد ثقیف حین جادہ مسلمین تنہیں اولایعین علیکم رجلا مثل نقسی فلیضربن اعناقکم ولیسیدین ذاریکم ولیاخذن اموالکم قال عمر فواللہ ما تمنیت الا مارة الا یومئذ فجلت انضبت صدری رجاء ان یقول ہو هذا قال فالتفت الی علی فاخذن سیدہ وقال ہو هذا راخرجه عبد الرزاق وابو عمر۔ وابن السمان) مطلب بن عبد اللہ بن خطیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حبیب بن ثقیف کو قاصد سپردگی کے لیے آئے حضرت نے ان سے فرمایا تم باز آ جاؤ ورنہ تمہارا ایک محبوب آدمی بے گینتہ کیا جائیگا وہ تمہاری گردن کاٹ ڈالیگا اور تمہارے بچوں کو نوٹھی اور غلام بنا لیگا اور تمہارا مال لوٹ لیگا عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے اس دن کے سوا کبھی اسیر ہونے کی خواہش نہیں کی اس اسیر پر میں نے اپنا سینہ ابھارا کہ شاید حضرت فرمادیں کہ وہ یہ شخص ہے لیکن حضرت جناب علی رضی اللہ عنہ سے متوجہ ہوئے اور انکا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے وہ یہ شخص ہے۔



(۲) عن زيد بن نفع قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لئن لم يبعث الله نبياً من قبلي لم يكن من قبلي نبي ففهم امره يقتل المقاتلة ويسبى لذرية قال فقال ابو ذر فمأرا عني الا بركت عمر في حجرتي من خلفي فقال من تراه يعني من تعني قال لا اعنيك ولكن خالص النعل يعني علياً راحوجه احمد في المناقب) زيد بن نفع سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ہے کہ بنو ولیدہ باز رہیں ورنہ میں ان پر ایک ایسا آدمی بھیج دوں گا جو میری جان کی مانند ہے ان میں میرا حکم جاری کرے گا اور ان کے بچوں کو لوٹ دی اور غلام بنائے گا اور جسے اللہ عنہ کہتے تھے کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی ازار بند کے پاس پیچھے محسوس ہوئی حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا ہماری مراد تمہیں نہیں بلکہ جو تمہارے والے یعنی علی علیہ السلام سے ہے +

(۳) عن منصور بن رجب بن فراس قال حدثنا علي بالرحبة قال لما كان يوم الحديبية خرج لنا ناس من المشركين منهم سهيل بن عمرو فقالوا يا رسول الله خرج اليك ناس من ابنائنا واخواننا وارقابنا فارددهم الينا فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا معشر قريش لئن لم يبعث الله عليكم رجلاً من بغير رقابكم بالسيف على الدين قدامتكم الله قلبه على الايمان فقالوا من هو يا رسول الله قال هو خالص النعل وكان اعطى علياً نعله يخصفها قال فالتفت اليها علي فقال اوما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم من كذب على متعمداً فليتبى أمقعده في النار قال احمد او الجنة في النار راحوجه احمد) النسائي وقال الترمذي حسن صحيح منصور بن رجب بن فراس سے روایت ہو کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم سے حربین بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز چند مشرک ہمارے پاس آئے ان میں سہیل بن عمرو بھی تھا وہ لوگ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے بیٹوں اور غلاموں اور عباؤوں میں چند شخص خاص آپ کی خدمت میں چلے آئے ہیں آپ انہیں ہمارے پاس لوٹا دیں حضرت نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم باؤ اور نہ خدا تمہارے تمپر ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر بتوار سے تمہاری گردن گائیگا یہ تحقیق خدا تعالیٰ نے ایمان پر اس کے دلکا امتحان کر لیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے حضرت نے فرمایا وہ جو تاسینے والا ہے اور حضرت علی کو جو تاسینے کے لیے دیا ہوا تھا پر جناب امیر ہماری طرف منوجہ ہو کر کہنے لگے کیا سینے حضرت کو فرماتے ہو؟ نہیں سنا کہ جو شخص مجھ پر دانتہ جوڑے بولے وہ اپنا سر کا نہ دوڑخ میں ڈھونڈے۔ امام احمد سے روایت ہو کہ وہ دوڑخ میں دھکیلا جائیگا۔

(۴) عن علي قال جاء اناس من قريش فقالوا يا محمد انا جيرانك وحلفاءك وان ناساً من عبيدنا قد اتواك ليس فيهم رغبة في الدين انا فروا من حنينا عنا فارددهم الينا فقال لابي بكر ما تقول فقال



عنکم الرجس اهل البیت ويطهرکم تطهیرا راخرجه احمد وابو حاتم والحاکم وصحیحہ والبیہقی  
والدیلی وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر والسیوطی فی الدر المنثور) واثم بن الاسقع  
رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی تلاش میں جناب فاطمہ علیہا السلام کی خدمت  
میں گیا۔ وہ فرمانے لگیں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لے گئے ہیں میں ان  
کو انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔ ناگهان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر اور حسین علیہم السلام کا ہاتھ  
پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حجرے میں داخل ہو گئے اور بیٹھ گئے حسن علیہ السلام کو دہنے زانو  
پر اور حسین علیہ السلام کو بائیں زانو پر اور جناب امیر اور حضرت سیدہ کو اپنے سامنے بٹھا لیا انہر چادر  
ڈالکر اس آیت کو پڑھا کہ رہنمائی چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے تجارت کو لے گھر والو اور پاک کر دو  
مکو خوب پاک کرنا۔

(۵) عن سعد قال لما نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذه الآية ادخل علیا وفاطمة  
وابنہما تحت ثوبہ ثم قال اللهم هؤلاء اہلی واهل بیتی راخرجه ابن جریر۔ وابن مردویہ  
والحاکم۔ والسیوطی فی الدر المنثور) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
پر جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت عائشہ اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹوں کو اپنی چادر اڑھا کر فرمایا اچھو  
میرے پروردگار یہ ہی میرے اہل اور میرے گھر کے لوگ ہیں۔

(۶) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال لما دخل علی بفاطمہ جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین صباحا  
الی بابھا یقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الصلوۃ رحمۃ اللہ۔ انما یرید اللہ لیلہ عنکم  
الرجس اهل البیت ويطهرکم تطهیرا انما یخرجکم من جادکم وسلم لمن سالمکم راخرجه ابن مردویہ  
والسیوطی فی الدر المنثور) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب جناب امیر کا نکاح جناب سیدہ سے  
ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روز تک برابر صبح کو جناب سیدہ کے دروازہ پر تشریف لاکر فرماتے  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نماز کا وقت ہو خدا تم پر رحم کرے رہنمائی چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے  
تم سے تجارت کو لے گھر والو اور پاک کر دو مکو خوب پاک کرنا۔ میں جنگ کرنی والا ہوں اس سے جو تم سے جنگ  
کرے اور صلح کرنی والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے۔

(۷) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرہا بفاطمہ ستۃ اشھار اذا خرج  
الی صلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا اهل البیت انما یرید اللہ لیلہ عنکم الرجس اهل البیت و  
یطهرکم تطهیرا راخرجه احمد والترمذی وابن ابی شیبہ وحسنہ ابن المنذر وصحیحہ والحاکم و



صدقوا انهم لخير انك وحلفاءك ثم قال لعمر ما تقول تصدقوا انهم لخير انك وحلفاءك فتغير وجه رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم ثم قال يا معشر قریش والله لیبغضن الله علیکم رجلاً قد امتحن الله قلبه بالإیمان  
 فلیضربنکم علی الدین قال ابو بکر انما هو یا رسول الله قال لا قال عمر انما هو یا رسول الله قال لا قال  
 ولكن هو الذی یخسف النعل وکان اعطى علیاً نعل یخسفها راحیة النساء وابدواؤد) جناب  
 امیر علیہ السلام سرورایت ہو کہ قریش کے چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرنے لگے یا محمد  
 ہم آپ کے ہم سایہ اور ہم عہد میں ہمارے غلام آپ کی خدمت میں آگئے ہیں جبکہ اسود دین میں کچھ بھی  
 عزت نہیں وہ ہمارے کہینوں سے بہا گئے ہیں آپ ہمیں واپس مدین حضرت نے ابو بکر رضی اللہ عنہ  
 سے فرمایا تم اس کی بابت کیا کہتے ہو وہ کہنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں یہ حضور کے ہم سایہ اور ہم عہد میں  
 ہیں حضرت نے جناب عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم کیا کہتے ہو وہ ہی کہنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں یہ لوگ حضور  
 کے ہم سایہ اور ہم عہد میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا پھر آپ نے  
 فرمایا اے قریش کے لوگو تم باز آؤ واللہ تم پر خدا ایسے ایک آدمی کو بھیجے گا کہ جس کے دلوں خدا نے ایمان کو  
 ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ تمہیں دین کے لیے قتل کرے گا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول  
 اللہ کیا وہ شخص میں ہوں یا اپنے فرمایا نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں  
 ولیکن وہ جو تا سینے والے اور علی کو جو تا سینے کے لیے دیا ہوا تھا ۔

(۵) عن ابی ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لئن تبعتن بنو وليعة او بنو وكيعة او وليعة او وليعة  
 علیکم رجلاً کفتم فیقتل المقاتلة ویسبوا لذننہ فمأرا عفی الا بردکف عمر فی حجرتی من خلف  
 فقال من تعنی قال فاصف النعل وعلی یخسف نعلاً راحیة النساء) ابو بکر رضی اللہ عنہ  
 سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہیے کہ بنو ولیعہ یا بنو وکیعہ باز رہیں ورنہ انہر ایک  
 ایسا آدمی بھیجا جائیگا کہ وہ میری جان جیسا ہے وہ ان سے لڑے گا اور ان کے بچوں کو نوڈے غلام  
 بنائیگا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی پیچھے سے میرے ازار ہند کے پاس مجھ پر  
 ہوئی وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد کہتے ہیں فرمایا جو تا سینے والی سے اور علی  
 جو تا سی رہے تھے ۔

جناب امیر علیہ السلام کے نسبت مشکوٰۃ و عتیق میں

(ایسیابی کی کتاب کے باب ۱۳- آیت ۲۰) میں ہے کہ بابل کا ہے آباد و نخواستہ شد و پشت در پشت



گاہے سمور نخواستہ گردید و راہ نجار بنیمہ نخواستہ زوینے بابل کا شہر ایسا برباد و ویران ہو گا کہ عرب کے لوگ دہان  
خیمہ ستادہ نہ کریں گے۔

یہ پیشین گوئی جناب امیر علیہ السلام سے پوری ہوئی پھر روضۃ الصفا و دیگر کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ جناب  
امیر علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ معاویہ کی لڑائی کے لیے صفین کو تشریف لے چلے تو حبشہ سے  
کوچ فرما کر بابل پہنچے اس وقت آپ کی فوج نے عرض کیا کہ نماز عصر قریب ہو اگر آپ فرما دیں تو ہم اپنے خیمہ  
بیان پر ستادہ کریں حضرت نے فرمایا بیان خیمہ ستادہ مت کرو یہ خدا کا غضب ہے اس جگہ پر روانہ  
ہو جاؤ۔

محمد خاندان روضۃ الصفا میں لکھتے ہیں۔ روز چہارم طبل حیل کو فتہ از مخیدہ کوچ کر دند و چون بجمالی مدینہ  
بابل رسیدند امیر المومنین علی فرمود کہ ابن شہرست کہ بکرات ثمرات سمور و دروس گشتہ باید کہ چہار  
پایان را بتجلیل بنماید کہ نماز دیگر برخارج این دیار بگذاریم و خلالتی در سیر مسارعت ننمودہ چون از مدینہ  
بابل بیرون رفتند از مراکب فرود آمد و اقتدار با ہم المسلمین کردہ باداے صلوة عصر قیام نمودند انشی کلام  
پیشین بیان نبی کا نوشتہ جناب امیر علیہ السلام سے پورا ہوا کہ بابل میں عرب اپنا خیمہ ستادہ نہ کریں گے  
چنانچہ اسی غرض کے لیے اس مقام پر جناب امیر علیہ السلام کے واسطے حضرت یوشع بن نون کی طرح سے  
روشنی ہی واقع ہوا چنانچہ مطالبہ رسول میں علامہ کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی علیہ الرحمۃ اور علامہ  
یوسف کنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں و بعد النبی حین اراد ان یعبأ الفراة بابل

واشتغل کثیر من اصحابہ بتعبید و ابھم و صلی علی مہ طائفۃ من اصحابہ العصر وفات الجمہور  
فتکلموا فی ذلک فلما سمع سال اللہ عزوجل فی ردھا ليجتمع کافة اصحابہ علی الصلوة فاجابه اللہ  
تعالی و ردھا و کانت کما لھا وقت العصر فلما اقم غایت و سمع لھا وجیب شدید ہال الناس  
واکثروا التسیب والتھلیل والاستغفار (انہی کلاہما) یعنی ایک دفعہ اور یہی روشنی سے روکا گیا  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام کے لیے واقع ہوا جبکہ وہ فرات کے کنارے بابل سے عبور کر رہے  
تھے انکے اکثر دوست اپنی اپنی بار برداریوں کو فرات کے کنارے میں مشغول تھے جناب امیر علیہ السلام نے  
عصر کی نماز اپنے وقت کا پڑھ لی۔ لیکن اکثر لوگ نماز سے رہ گئے۔ لوگوں نے اسکا چرچا کیا جب جناب امیر  
نے سنا خدا تعالیٰ سے دعا کی تاکہ سب لوگ عصر کی نماز اپنے وقت پہنچا کر سکین خدا تعالیٰ نے آپ کی  
دعا کو قبول فرمایا اور آفتاب کو لوٹا دیا اور شمس عصر کا وقت ہو گیا جیسے کہ پہلے تھا۔ تمام قوم نے عصر  
کی نماز پڑھی جب انہوں نے سلام پیرا۔ آفتاب غروب ہو گیا اور اسکے غروب ہونے سے ایک صحت

سورۃ  
یوسف  
حور  
علی  
سورۃ  
یوسف  
سورۃ  
یوسف



آواز سنا گیا تمام لوگوں کے کلیجے دل گھوا اور سب پر تہلیل اور استغفار کثرت سے پڑھنے لگے۔

## جناب امیر کا حق امت محمدیہ پر

(۱) عن عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق علي بن الحسين حق الوالد علي المولد (اخرجه الحاكم) عمار بن ياسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں پر علی کا حق ایسا ہے جیسکہ باپ کا بیٹو پر۔

(۲) عن جابر بن عبد الله و أبي ايوب الانصاري رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق علي هذه الامة كحق الوالد علي ولد (اخرجه الترمذي) جابر بن عبد الله اور ابو ايوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کا اس امت پر حق ایسا ہے جیسے کہ والد کا بیٹے پر۔

## خدا اور جبریل کا جناب امیر سے راضی ہونا

(۱) عن ابي رافع ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث علياً وبعثاً فلما قدم قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يا رافع و جبريل عنك راضون (اخرجه الطبراني في المعجم الكبير في مسانيد ابي رافع) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو ایک فوج میں روانہ کیا جب وہ ان کے تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول اور جبریل تجھے راضی ہوئے۔ (۲) عن عمر بن الخطاب قال توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو عنه راض (اخرجه البخاري) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے وہ جناب امیر سے ہمیشہ خوش رہے۔

## جناب امیر علیہ السلام کا محبوب خدا ہونا

(۱) عن سفينة قال اهدت امرأتان من الانصار الى رسول الله صلى الله عليه وسلم طيرين بين رغيقتين فقلت اليه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم استني يا حب خلقك اليك والى رسولك فاذا بالباب علي فدخل فاكل معه (اخرجه احمد في المساقبة الطبراني في معجم الكبير في مسند سفينة) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری عورت دو



مرغ روٹیوں پر رکھ کر بطور ہیکل لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار جو شخص کہ سب خلقت سے میرے اور تیرے رسول کے نزدیک بہت پیارا ہو اسے میرے پاس بھیج دے ناگہان دروازہ کھول کر جناب امیر داخل ہوئے اور حضرت کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے۔

(۲) عن النبی بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان عندہ طائر فقال اللهم انتنی باحب خلقک الیک یا کل معی من هذا الطائر فجاء ابو بکر فزده ثم جاء عمر فزده ثم جاء علی فاذن له (اخرجه النسائی فی الخصائص الطبرانی فی الکبیر فی مسانید النبی بن مالک) النبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرغ لپکا ہوا تھا حضرت نے فرمایا اے میرے رب جو شخص کہ سب خلقت سے تجھے زیادہ محبوب ہے اسے میرے پاس بھیج دے کہ وہ میرے ساتھ اس مرغ کے کھانے میں شریک ہو دے اور بکر رضی اللہ عنہ اس کے حضرت نے انکو لوٹا دیا پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے حضرت نے انکو بھی لوٹا دیا پھر جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت تھے انہیں داخل ہونے کا اذن دیا۔

(۳) عن محمد بن عمر بن علی قال حدثنی ابي عن جده علي قال احدثني رسول الله صلى الله عليه وسلم طيرا يقال له السبأري فوضع بين يديه وكان النبی بن مالک یحبه فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یداه الی اللہ فقال اللهم انتنی باحب خلقک الیک یا کل معی من هذا الطائر قال النبی فجاء علی فا ستاذن فقال له النبی ان رسول الله صلى الله عليه وسلم علي حاجة ثم اعد رسول الله صلى الله عليه وسلم الدعاء فجاء علي فزده النبی فرفع ثم دعا الثالث فجاءه فادخله فلما رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما جئتك يا علي قال هذه الخرت لك كرات يرد في النبی انه يزعم انك علي حاجة قال يا النبی ما حملك علي ما صنعت قال سمعت دعائك فاحببت ان يكون في رجل من قومي فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل قد يحب قومه فاكل معه ثم خرج علي فقال النبی فقلت يا ابا الحسن استغفر لي فان لي اليك ذنب وان لي اليك بشارة فاخبرته بما كان من دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحمد الله واستغفر لي ورفعه عنی (اخرجه ابو حاتم) محمد بن عمر بن علی اپنے باپ کے اور وہ اسکے دادا سے نقل ہے کہ کوئی شخص حضرت کے پاس ایک مرغ حبشہ لپکا کر مدیر لایا حبیب حضور کے سامنے رکھا گیا حضرت نے ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا کی کہ اسے پروردگار جو شخص کہ تجھے تمام خلقت سے محبوب ہو اسے میرے پاس بھیج دے تاکہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ النبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ناگہان جناب علی تشریف لائے اور اندر آئیں کا اذن طلب کیا انہوں نے انکو لوٹا دیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صرف کارہین پر دو بار حضرت نے دعا کی اور علی تشریف لائے النبی نے پھر انکو واپس کر دیا حضرت نے پھر دعا کی اور علی تشریف لائے النبی رضی اللہ عنہ نے انکو اندر جانے دیا۔







انکھوں میں لگا یا وہ بالکل اچھی ہو گئیں گو یا کہ درد تھا ہی نہیں بہر حضرت نے انکو علم دیا علی نے عرض کیا یا رسول  
اللہ میں ان سے لڑوں تاکہ وہ ہمارے جیسے مسلمان ہو جائیں حضرت نے فرمایا سید چلے جاؤ یہاں تک کہ تم انکو  
سیدان میں جا آؤ پھر انکو اسلام کی دعوت کرو اور جو کچھ کہ انہر خدا کا حق و حبیب اس سے انکو اطلاع دو پس وہ  
اگر تیرے ذریعے سے خدا ایک آدمی کو بھی ہدایت کرے تو تیرے لیے ستر لکھ تھم والے اونٹ سے بہتر ہے۔  
(تحفہ) پس احدث صدر سے ثابت ہوا کہ جناب امیر محبوب خدا تعالیٰ تھے اور محبت میں عبارت ہو کثرت  
ثواب سے چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ شرح منہاج میں لکھتے ہیں۔ و محبت اللہ تعالیٰ عبیدہ ممکنہ من طاعة  
وعصمة و توفيقه و تيسير الطافه و هدايه و افاضه برحمته عليه هلا مباد بها و انما غايتها فكشف الحجب عن  
قلبه حتى يراه بصيرة فيكون كما قال في الحديث الصحيح لا يزال العبد يتقرب الى بالنوافل حتى يحبه فانا  
احبته كنت سمع الذي يسمع به وبصر الذي يبصر به اس عبارت صوف ظاہر ہے کہ بندہ کے ساتھ  
خدا تعالیٰ کی محبت کرنے سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بند کو عبادت پر قادر کرتا ہے اور عصمت کی  
تشریف سے مشرف فرماتا ہے اور امتثال امر کی توفیق دیتا ہے اور اپنے الطاف اس کے حق میں سہل کر دیتا  
ہے اور راہ نواب کی ہدایت فرماتا ہے۔ اور اپنی رحمت کو اس پر افاضہ فرماتا ہے یہ تمام امور مبادی محبت  
انہی ہیں اور اس محبت کی غایت یہ ہے کہ اس کے دل کے پردے کو ہل دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بصیرت  
سے اپنے معبود کو دیکھتا ہے چنانچہ حدیث صحیحہ میں وارد ہے کہ حب میرا بندہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا  
ہے تو میں اسکو دوست بناتا ہوں اور حب میں اسکو دوست بناتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں کہ وہ  
ان سے سنتا ہے اور سہلی انکھ بن جاتا ہوں کہ وہ اس کو دیکھتا ہے۔

## جناب امیر کا محبوب رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہونا

(۱) عن حمید بن عمر التیمی قال دخلت مع عمتی علی ام المؤمنین عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فسالته ای  
الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت من النساء فاطمة ومن الرجال زوجہا راحلہ  
(الترمذی) حمید بن عمر التیمی کہتے ہیں کہ میں اپنی بہن کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی  
خدمت میں گیا سینے ان سے پوچھا لوگوں میں سے کون زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب  
تھا کہنے لگیں عورتوں میں سے فاطمہ اور مردوں میں انکا شوہر۔

(۲) عن عمرو قال قلت لعائشة رضی اللہ عنہا من کان احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
قالت علی فقلت ای ثقی کان سبب خروجک علیہ قالت لمرزوج ابوک امک قلت ذلک من قدر اللہ



قالت وكان ذلك مرقداً لله (اخرجه المتفق في كثر العمال) عروہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ سب لوگوں سے کون حضرت کا پیارا تھا فرمایا علیؑ میں نے کہا ہر انہر آپ کی چڑھائی کا کیا ہوتا فرمائیے لیکن تیرے باپ کے تیری مان سے کیوں شادی کی تھی میں نے کہا یہ خدا کی تقدیر تھی فرمائیے لیکن یہ وہ بھی خدا کی تقدیر تھی۔

(۳) عن مجمع قال دخلت مع امی علی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا عن سرھا یوم الجمل فقالت کان قد مرا من اللہ وسالتهما عن علی قالت سالت عن احب الناس الى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ الطبیب فی الریاض النضرہ مجمع رضی اللہ عنہما نقل ہے کہ میں نے اپنی والدہ کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور جنگ جمل کی وجہ پوچھی فرمائیے لیکن یہ خدا کی تقدیر تھی۔ پھر میں نے جناب امیر کی نسبت پوچھا فرمائیے لیکن تو نے ایسے شخص کی نسبت پوچھا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا۔

(۴) عن النعمان بن بشیر قال استاذن ابو بکر رضی اللہ عنہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع صوت عائشہ رضی اللہ عنہا عالمیاً وہی تقول واللہ لقد علمت ان علیاً احب الیک من ابی فاهوی ابو بکر رضی اللہ عنہ لیلطما وقال یا بنت فلانة اراک ترفعین صوتک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامسک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخرج ابو بکر رضی اللہ عنہ مغضباً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف رأیتنی انفذتک من الرجل فما استاذن ابو بکر رضی اللہ عنہ بعد ذلك وقد اخطأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادخلانی فی السلم کما ادخلتما فی الحرب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد فعلنا ر اخرجہ النسائی فی الخصائص) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور حاضر ہو نیکی اجازت چاہی۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو چلائے ہوئے سنا کہ حضرت سے کہہ رہی ہیں خدا کی قسم میں نے میں جانتی ہوں میرے باپ سے آپ کو علیؑ سوا عزیز ہیں۔ حضرت ابو بکر نے بڑبڑا کر فرمایا کہ انکو طمانچہ لگائیں اور کہنے لگے اے فلانہ کی بیٹی حضرت پر چلائی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کو بکریا ابو بکرؓ کو کر نکل گئے۔ حضرت نے ام المؤمنین عائشہ سے فرمایا کیوں کہنے اس آدمی سے بچنے لگیا بچا یا۔ ہر اسکے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر اجازت مانگی اور حضرت ام المؤمنینؓ سے صلہ ہو چکی تھی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب آپ مجھ کو صلہ میں بھی شامل کریں جس طرح سے کہ میں آپ کے جہگڑے میں دخیل ہوا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ کو صلہ میں بھی شامل کر لیا ہے۔



(۶) عن بريدك قال كان احب للنساء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة ومن الرجال علي راخرجه الترمذي  
بريد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب عورتوں سے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری تھیں اور  
سب مردوں سے جناب علیؑ۔

(۷) عن معاوية بن ثعلبة قال جاء رجل الى ابي ذر وهو في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا  
ابا ذر انا اخبرني بلحب الناس اليك فاني اعرف از احب الناس اليك اجبهم الى رسول الله صلى الله  
عليه وسلم قال اي رب الكعبة اجبهم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم هو ذاك الشيخ وأشار الى علي  
راخرجه صاحب الطبري في الرياض) معاوية بن ثعلبة ناقل ہیں کہ ایک شخص نے حضرت کی مسجد ابوذر رضی اللہ  
عنہ سے پوچھا کہ ان سے ابذر کیا آپ مجھے نہیں بتا سکتے کہ سب لوگوں سے آپ کو کون زیادہ پیارا ہے کیونکہ  
میں جانتا ہوں کہ جو سب سے کمزور یا وہ غریب ہوگا وہی سب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غریب ہوگا۔ ابوذر  
کہنے لگے حضرت کو سب سے زیادہ غریب رب کعبہ پیش ہے۔ اور اشارہ جناب امیر کبریٰؑ کیا ہے۔

(۸) عن ابن عباس رضي الله عنه قال ان عليا دخل على النبي صلى الله عليه وسلم فقام اليه وقبل ما بين  
عينيه فقال العباس اتحب هذا يا رسول الله فقال يا عم والله الله اشد حبا مني ان الله جعل  
ذرية كل نبي في صلبه وجعل ذريتي في صلبه (راخرجه ابو الخيزر الحاکمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے ایک دفعہ جناب امیر علیؑ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے حضرت  
انکے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور انکو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول  
اللہ کیا آپ کو یہ پیاری ہیں حضرت نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لیے مجھے یہ نہایت پیارے ہیں پروردگار  
نے ہر ایک نبی کی اولاد اسی کی صلب سے پیدا کی ہے اور میری اولاد اسکی صلب سے پیدا کی ہے۔

(۹) عن ام عطية قالت بعث النبي صلى الله عليه وسلم جليسا وامر عليا عليه السلام فمعت رسول الله صلى  
الله عليه وسلم وهو رافع يديه يقول اللهم لا تقتني حتى تربني عليا راخرجه الترمذي) ام عطية رضی اللہ عنہا  
سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔ میں نے یہی سنا کہ حضرت  
اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے اے جیبت تک کہ تو مجھے علیؑ کو نہ کہائے تب تک مجھے موت مارے۔

(۱۰) عن ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها قالت لما حضر رسول الله صلى الله عليه وسلم الموت قال  
ادعوا لي جيبتي فدعوت له ابا بكر فظفر اليه ثم وضع رأسه فقال ادعوا لي جيبتي فدعوت له عمر  
فظفر اليه ثم مع رأسه فقال ادعوا لي جيبتي فقلت ويلكم ادعوا لعلي فوالله ما يريد غير  
فلما راه اخرج الثوب الذي كان عليه فمد يده فدخل فيه فلم يجتذبه حتى قبض ويده عليه (راخرجه الترمذي)



جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب آگیا حضرت نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاوا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھا پتا سرا قدس بالین پر رکھ دیا اور فرمایا میرے محبوب کو بلاؤ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلاوا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بھی دیکھا اور دیکھا کہ سرا قدس بالین پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں سے کہا افسوس ہر تپیر علی کو بلاؤ واللہ حضرت ان کے سوا کسی دوسرے کو نہیں طلب کرتی جب حضرت نے انکو دیکھا اس کچھ چوکھڑا ہوئے اٹھا دیا اور جناب علی علیہ السلام کو اس کے اندر لے لیا حضرت کے انتقال فرمانے تک آپ انکو اپنے سینہ سے لگا کر ہوئے تھے۔

(۱۱) عن عکرمۃ قال لما زوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ قال لھا امرت ان لا انکح احد اهل الی (اخرجه عبد الرزاق فی جامعہ) عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح کیا تو ان سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا تھا تیرا نکاح اس سے کروں جو سب میرے اہل سے مجھے محبوب ہے۔

(۱۲) عن اسماء بنت زید عن ابیہ قال اجتمع علی وجعفر وزید بن حارثۃ فقال جعفر انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علی انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال زید انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانطلقوا بنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلنسالہ قال واستاذنوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا عندہ قال اخرج فانظر من هؤلاء فخرجت فصارت فقلت هذا جعفر وعلی وزید بن حارثۃ یستاذنون قال ایذن لہم فدخلوا فقالوا یا رسول اللہ جئناک نسالک من احب الناس لیک قال فاطمۃ قالوا انما نسالک عن الرجال قال اما انت یا جعفر فلیشبہ خلقک بخلقک وخلقک بخلقی واما انت یا زید من شجرة فاما انت علی فمختنی وابوولک واحب للقوم الی (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) اسماء بنت زید اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ ایک مقام پر جناب علی اور زید بن حارثہ اور جعفر بن ابیطالب اور علی علیہ السلام مجتمع تھے جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تم سے حضرت کو پیارا ہوں زید بن حارثہ کہنے لگے میں تم سے حضرت کو پیارا ہوں علی علیہ السلام کہنے لگے میں زیادہ عزیز ہوں۔ باہم یہ مشورہ ہوا کہ چلو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں۔ دروازہ پر آکر اذن طلب کیا میں اس وقت حاضر خدمت تھا مجھ سے ارشاد ہوا باہر دیکھو کون لوگ ہیں میں نے عرض کیا جعفر اور زید اور علی ہیں اجازت چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا آئے دو جب وہ حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کون زیادہ پیارا ہے فرمایا فاطمہ انہوں نے عرض کیا ہم سب کو تو ان کی نسبت



نہیں پوچھتے بلکہ مردوں کی نسبت عرض کرتے ہیں حضرت نے فرمایا اسے جعفر بن ابی طالب اور خلعت میری مشابہ  
ہے اور اسے زید تو میرے شجرہ میں سے ہے اور اسے علی تو میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ اور رب کے زیادہ  
مجھے پیارا ہے ۔

## شب معراج میں جناب امیر کی آواز سے خدا پاک کا حضرت کے ساتھ کلام ہونا

عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسئل بای لغت خاطبتک ربک لیلۃ المعراج  
فقال خاطبتنی ربی بلغت علی فقلت یا رب خا طبتنی انت ام علی فقال یا احمد انا شیء لیس کلا شیء ولا انا  
بالناس ولا واصف بالاشیاء خلقتک من نوری و خلقت علیا من نورک فا طلعت علی سرائر قلبک فلم  
اجد فی قلبک احب من علی بن ابی طالب فخاطبتک بلسانہ کما یطمئن قلبک راخرجه الخوارزمی فی  
المناقب) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ لوگوں  
نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا  
فرمایا علی کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا کہ علی فرمایا  
احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور میں لوگوں جیسا نہیں  
اوردہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے  
میں تیرے دل کے بہید پر واقف ہوں کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اسی کی  
آواز سے تیرے ساتھ ہم کلام ہوا تا کہ تیرے دل کو تسلی رہے ۔

(۲) عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وقد سئل بای لغت خاطبتک ربک  
لیلۃ المعراج قال خاطبتنی بلسان علی فقلت یا رب خا طبتنی ام علی فقال یا احمد انا شیء لیس کلا شیء  
ولا اوصف بالاشیاء خلقتک من نوری و خلقت علیا من نورک ا طلعت علی سرائر قلبک ولم  
اجد فی قلبک احب من علی فخاطبتک بلسانہ کما یطمئن قلبک راخرجه الخوارزمی فی المناقب)  
حضرت علی سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا لوگوں نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ  
کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا فرمایا علی کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا کہ علی فرمایا احمد میں  
ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور میں لوگوں جیسا نہیں اوردہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے  
نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے دل کو بہید پر واقف ہوں کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں  
اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہم کلام ہوا تا کہ تیرے دل کو تسلی رہے ۔



ابن مردويه والسيوطي في الدر المنثور) الش بن مالك رضي الله عنه سے روایت ہو کہ تحقیق چاہیے  
تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر صبح کی نماز کی وقت گزرتے رہے  
اور فرماتے رہے۔ احوال بیت نماز کا وقت ہر نہیں جاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو  
اے گمراہ والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا۔

(۸) عن ابی الحسن قال صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم تسعة اشهر فكان اذا اصابني  
علي باب فاطمة وهو يقول اهل البيت يحكم الله انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و  
يطهركم تطهيرا اخرج الطبراني وفي رواية بن جرير وابن مردويه ثمانية اشهر هكذا  
اخرج السيوطي في الدر المنثور ابو الحسن رضي الله عنه ناقل بن كثر بن نويرة عن ابی الحسن  
ما يصلي الله عليه وسلم في خدرة بركت من ربنا صبح ہوتی تو حضرت جناب فاطمہ علیہا السلام کو دروازے  
پر تشریف لیجا کر فرماتے احوال بیت خدا تم پر رحم کرے نہیں جاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست  
کو اے گمراہ والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا۔

(۹) عن ابن عباس قال شهدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم تسعة اشهر ياتي كل يوم باب علي بن  
ابي طالب عند وقت كل صلاة فيقول السلام عليكم ورحمة الله وبركاته اهل البيت انما يريد  
الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا اخرج ابن مردويه والسيوطي في  
الدر المنثور ابن عباس رضي الله عنه سے مروی ہے کہ ہم نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے  
رہے کہ آپ ہر روز ہر ایک نماز کی وقت جناب امیر کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے السلام علیکم ورحمة اللہ  
وبرکاتہ احوال بیت نہیں جاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گمراہ والو اور پاک کرے تمکو  
خوب پاک کرنا۔

(۱۰) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قوله تعالیٰ انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس  
اهل البيت ويطهركم تطهيرا قال انها نزلت في خمسة النبي صلى الله عليه وسلم وعلي وفاطمة  
والحسن والحسين عليهم السلام اخرج احمد والطبراني وعبد بن جرير وغيرهم  
عن النبي صلى الله عليه وسلم بلفظ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآيات نزلت في خمسة  
في وفي علي والحسين وفاطمة كذا في الصواعق المحرقة وهذا الحديث حسن على  
رأى اكثر العلماء قال البيهقي في تزل الا برار وايضا اخرج السيوطي في تفسيره الدر المنثور  
ابو سعيد خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آیت تطہیر پنج تن پاک یعنی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم



## جناب امیر کی ذات پر پروگار کا سبب بات کرنا

(۱) عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صفا المهاجرين والانصار صفين واخذ بيد علي فرب بين الصفين فضحك فقال له رجل من ابي نبي ضحكك يا رسول الله فذلك ابي واهي قال هبط جبريل بان الله باها بالمهاجرين والانصار على هل السموت وباهي بي وبك حملة العرش يا علي انما القاسم في فضائل العباس ابن عباس رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ یہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مهاجرین اور انصار کی دو صفیں بنائیں اور علی کا ہاتھ پکڑ کر ان دونوں صفوں میں سے ہو کر گذرے اور تبسم فرمایا ایک شخص نے عرض کیا میرے مان باپ آپ پر خدا ہوں آپ کس وجہ سے جلتے ہیں حضرت نے فرمایا جبریل فرما کر بیان کیا ہے کہ امہ تعالیٰ مهاجرین اور انصار کی وجہ سے اہل آسمان پر سبب بات کرتا ہے۔ اور اسے علی پیر کے ساتھ سلطان عرش بھی سبب بات یعنی فخر کرتے ہیں۔

(۲) عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليها السلام قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم عشية غره فقال ان الله عز وجل باهي بكم وغفر لكم عامه ولعلي خاصة واني رسول الله خير محاب لقرايتي از السعيد كل السعيد من احب عليا في حيوة وبعد مماته وان الشقى كل الشقى من ابغض عليا في حيوة وبعد مماته راخرجه الطبراني واحمد والديلي عن ابن عمر جناب سیدنا فاطمة الزهراء علیہا التحیة والتنا فرماتی ہیں کہ محبوب بال عالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام عرفہ کی رات کو باہر نکل کر فرمانے لگے کہ یہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر نازل کرتا ہے اور تم کو عام طور پر بخش دیا ہے اور علی کو خاص بخشا ہے میں خدا کا رسول ہوں میں اپنے قریبیوں کو وحشت دلاؤ والا نہیں ہے بیشک نیک بخت اور پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے انکی زندگی میں اور انکے مرنے کے بعد ان کو محبت رکھتا ہے اور بد بخت اور پورا بد بخت وہی ہے جو علی سے انکی زندگی میں اور انکے مرنے کے بعد ان سے بغض رکھتا ہے۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل باهي بكم وغفر لكم عامه ولعلي خاصة واني رسول الله اليكم غير محاب لقومي هذا جبريل يخبرني ان السعيد كل السعيد من احب عليا في حيوة وبعد مماته راخرجه الديلي ابن عمر رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر فخر کرتا ہے اور تم کو بخش دیا ہے عام طور پر اور علی کو خاص طور سے میں خدا کا رسول ہوں میں اپنی قریبیوں کو وحشت دلاؤ والا نہیں ہے بالتحقیق پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے انکی زندگی میں اور انکی موت کے بعد ان کو محبت رکھتا ہے۔







گم کرو۔ پوچھو مجھ سے عرش کے ستونوں کا حال کہ میں ان کے تمام کو چون سے واقف ہوں حاضرین میں سے ایک شخص کہنے لگا جبکہ آپ نے یہ دعوے کیا ہے تو آپ مجھے بتائیں جبریل اس وقت کہاں ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے تھوڑی دیر تک سر جھکا کر اسرار میں تفکر کیا پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ میں نے ساتوں آسمان کی سیر کی لیکن جبریل کو کہیں نہیں پایا میں گمان کرتا ہوں کہ اے سائل تو ہی جبریل ہے۔ سائل نے کہا شاہ شراے ابن ابیطالب تیرا مثل کوئی نہیں تیرا رب اور فرشتے تجھ پر مباحث کرتے ہیں۔

## جناب امیر کی مودت کا عبادت ہونا

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علی وصہبہ لامتہ ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق ومودتہ عبادۃ (راخو حبالہ دلیلی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے۔ اور اس بات کو کہ جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میری اہت پر ظاہر کرنے والا ہے اسکی محبت ایمان اور اسکا بغض نفاق اور اسکی دوستی عبادت ہے۔

## جناب امیر کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہونا

(تفسیر) اخراج الطبرانی والحاکم وابن المغازلی عن ابن مسعود و عمران بن حصین (وابن عساکر عن ابی بکر الصدیق و عثمان بن عفان و معاذ بن جبل و جابر بن عبد اللہ والنس و ثوبان و ام المؤمنین عائشہ) والحاکم (عزانی یعلی) والذہبی عن ابی ہریرہ و الجندی و ابن السمان عن ام المؤمنین عائشہ ان النبی قال النظر الی وجہ عبادۃ نزل الابرار میں علامہ بخشی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ طبرانی اور حاکم اور ابن المغازلی (ابن مسعود اور عمران بن حصین سے) اور ابن عساکر (ابو بکر صدیق اور عثمان بن عفان اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور انس اور ثوبان اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے اور حاکم (ابن یعلی) سے اور ذہبی (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے اور بخندی اور ابن السمان (ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رأیت ابا بکر یکنز النظر الی وجہ علی فقلت یا ابنت انی رأیتک تکنز النظر الی وجہ علی فقال یا بنت نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (راخو حبالہ دلیلی) ابن السمان (جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ



جناب علی علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے تھے مینے کہا اباجان میں دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا اے بیٹی مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۲) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان اذا دخل علینا علی وابی عندنا لا یمل النظر الیہ فقلت یا ابت انی رأیت قد تكثر النظرات الی علی فقال یا بنت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی علی عبادۃ (راخرجه النجندی) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب جناب علی علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہمارے پاس ہمارا والد ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوتے۔ تو وہ جناب علی کے چہرہ سے اپنی نگاہ نہ ہٹاتے۔ مینے ان سے کہا اے اباجان کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کو کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا اے میری بیٹی مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔

(۳) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (راخرجه الطبرانی و ابو الحسن المغازی و حاکم اسنادہ حسن) عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سورت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۴) عن معاذۃ الخفاریۃ قالت کان لی انس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرج معہ فی الاسفار و اقوم علی المرضی و اداوی البحر حی فدخلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت عائشہ و علی خارج مرعند فسمعتہ یقول یا عائشہ ازہلنا احبا لرجال الی واکرمہم علی فاعرفی لہ حقہ واکرمی مثواہ فلما ان جری بینہما و بین علی ما جہرا رجعت عائشہ الی المدینۃ فدخلت علیہا فقلت لہا یا ام المؤمنین کیف قلبک الیوم بعد ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لک ما قال قالت یا معاذۃ کیف یکون قلبی لرجل کان اذا دخل علینا و ابی عندی لا یمل من النظر الیہ فقلت یا ابت انک لتدین النظر الی علی فقال یا بنتی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (راخرجه النجندی) معاذہ عفار یہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت انس تھی میں اکثر سفر میں حضرت کے ساتھ رہا کرتی تھی اور رمضان کی بیمار داری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھی ایک دفعہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی آپ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں رونق افروز تھے علی حضرت کے پاس سوخت موجود نہیں تھے مینے سنا کہ حضرت بی بی عائشہ سے فرما رہے ہیں کہ یا عائشہ یہ شخص سب لوگوں سے مجھے پیارا ہے اور



زیادہ تو مکرم ہے اسکے حق کو پہچانیو۔ اور اسکی عزت کیجیو۔ جب بحر اسی جبل میں جو کہ جناب امیر اور ام المومنین کے درمیان گزرتا تھا گزر چکا اور وہ مدینہ میں واپس آگئیں میں ان کی خدمت میں گئی اور میں نے ان سے کہا یا ام المومنین آج آپ کے دل کی کیا حالت ہے۔ بعد اسکے کہ آپ سن چکی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ جناب امیر کی نسبت کیا کچھ فرمایا تھا۔ ام المومنین فرمائی لگین اسے معاذہ میری دل کی حالت ایسے شخص کے لیے کیا ہوتی کہ جب کبھی وہ ہمارے پاس تشریف لاتے اور میرے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس ہوتے اور میرے والد انکے چہرے سے نگاہ نہ پھرتے میں نے ان سے کہا کہ آپ ہمیشہ علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھتے رہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے فرمانے لگے میں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(۵) عن جابر بن عبد اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عبد الرحمن بن حصین رضی اللہ عنہ فأنہ مر ببنی فاتیہ فأتاہ علی وحدثہ معاذ و ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما فاقبل عمران یجد النظر الی علی فقال لہ معاذ لم تجد النظر الیہ یا عمران فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ قال معاذ انا سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو ہریرۃ انا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجه صحیح الطبری فی الریاض) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ عمران بن حصین بیمار ہیں جاؤ انکی بیماری زبسی کرو۔ میں انکو پاس گیا پس انکے پاس جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے عمران کے پاس معاذ بن جبل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے ہوئے تھے عمران کو کہ جناب امیر کی طرف تیز نگاہ سے دیکھنے لگے معاذ نے ان سے کہا تم کیوں انکی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہو عمران کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے معاذ نے کہا میں نے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ابو ہریرہ کہنے لگے میں نے بھی حضرت سے سنا ہے۔

(۶) عن ابی بکر الصدیق انہ قیل لہ وقد ادام النظر الی وجہ علی مالک تقدم النظر الیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجه الحاکم) جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ جناب علی علیہ السلام کی طرف اکثر دیکھتے رہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے وہ کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے (۷) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجه الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے



کہ علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہو۔

## جس نے جناب امیر کو چہوڑا اس نے آنحضرت صلعم کو چہوڑا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ من فارق علیاً فقد فارقنی ومن فارقنی فارقہ اللہ عزوجل (اخرجه الخوارزمی والدیلی) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو چہوڑا مجھ کو چہوڑا جس نے مجھ کو چہوڑا اسے خدا چہوڑا (۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیاً فقد فارقنی ومن فارقنی فارق اللہ عزوجل (اخرجه احمد والدیلی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے علی کو چہوڑا اس نے مجھ کو چہوڑا جس نے مجھ کو چہوڑا اس نے خدا کو چہوڑا۔

## جناب امیر سے دشمنی کرنے والے سے خدا دشمنی کرتا ہے

عن ابی رافع مولی لعائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاد اللہ من عاد علیاً (اخرجه ابن ابی رافع جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ خدا دشمنی کرتا ہے اس شخص سے جو علی سے دشمنی کرتا ہے۔

## جس نے جناب امیر کی شان گھٹائی اس نے حضرت کی شان گھٹائی

عن بريدة الاسلمی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ينقص علیاً فقد ينقصنی (اخرجه الدیلی فی فردوس الاخبار) بريدة اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کی شان گھٹائی اس نے میری شان گھٹائی۔

## جس نے جناب امیر سے حسد کیا اس نے حضرت سے حسد کیا

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حسد علیاً فقد حسدنی ومن حسدنی فقد کفر (اخرجه ابویکون ہر دو یہ) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔



جس نے جناب امیر کی طاعت کی اس نے حضرت کی طاعت کی

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیاً فقد اطاعنی ومن عصاه فقد عصانی (اخرجہ الحاکم ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہیں نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی جس نے علی کی اطاعت کی میری اطاعت کی اور جس نے انکی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

جس نے جناب امیر کی مدد کی اسے سزا دی دوکرتا ہے

عن عمر بن شراحیل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصر من نصر علیا اللہم اکرم من اکرم علیا اللہم اخذل من خذل علیا راخرجه الدلیلی (عمر بن شراحیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار جو علی کو مدد دے اسے مدد دیجیو اور جو اسے بزرگی دے اسے بزرگی رکھیو اور جو علی کو چھوڑے اسے چھوڑ دیجیو)

جس نے جناب امیرِ عرب جنگ کی اس نے حضرت کے جنگ کی

اخرج احمد الطبرانی والحاكم عن ابي هريرة قال نظر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى علي والحسن والحسين وفاطمة انما حارب لمن حاربكم وسلم لمن سالمكم وعند الترمذي عن زيد بن ارقم ما حارب  
من حاربهم وسلم لمن سالمهم ومحب الطبري في الرياض عن ابى الصديق رضي الله عنه امام احمد بن  
حنبل اور طبراني اور حاكم رحمته الله عليهم ابو هريره رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے جناب امیر اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کر کے ارشاد کیا کہ میں لڑنے والا  
ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ  
علیہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اس طرح پر اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے میں  
جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے۔  
محب طبری نے ریاض النضر فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت  
کیا ہے ۔



## جناب امیر کا بغض علامت نفاق ہونا

عن ام سلمة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحبك الا مؤمن ولا يبغضك الا منافق (اخرجه النسائي) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے کہ تجھے نہیں دوست رکھیں گے مگر مومن اور نہیں دشمن رکھے گا مگر منافق ۔

(۲) عن زر بن حبیش عن علي قال والله الذي فلق الحبة وبرء النسمة انه لعهد للنبي صلى الله عليه وسلم الى ان لا يحبني الا مؤمن ولا يبغضني الا منافق (اخرجه احمد والمسلم والنسائي وقال الترمذي حسن صحيح) زر بن حبیش سے روایت ہو کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ قسم ہے اس فرات کی کہ وہ ان کو پہاڑ کر درخت پیدا کرتا ہے اور آدمی کو ظاہر کرتا ہے مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ مجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق ۔

(۳) عن الحارث الهمداني قال رأيت عليا علي المنابر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال قضي قضاء الله عز وجل على لسان نبيكم نبي الامي صلى الله عليه وسلم ان لا يحبني الا مؤمن ولا يبغضني الا منافق (اخرجه ابن الفارس) حارث ہمدانی روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر دیکھا خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمانے لگے کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ نے تمہارے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کیا تھا کہ مجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق ۔

(۴) عن مطلب بن عبد الله بن حنظلة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اوصيكم بحبيبي قريظا اخي وابن عمي علي بن ابي طالب فانه لا يحبه الا مؤمن ولا يبغضه الا منافق من احبه فقد احبني ومن ابغضه فقد ابغضني (اخرجه احمد في المناقب) مطلب بن عبد الله بن حنظلة اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا میں تم کو اس است کے ذوالقرنین اپنے بہائی اور ابن عم علی بن ابی طالب کی محبت کی بابت وصیت کرتا ہوں اس سے نہیں محبت کریگا مگر مومن اور اس سے نہیں بغض کریگا مگر منافق جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے اس سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا ۔

(۵) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال ما كنا نعرف المنافقين الا يبغضهم عليا (اخرجه احمد في المناقب) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم منافقوں کی شناخت علی علیہ السلام کے ساتھ ان کے بغض سے کر سکتے تھے ۔



(۶) عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال نحن معشر الانصار کنا نعرف المنافقین بغضہم علیا (راخو جہ الترمذی)  
ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہم انصار لوگ منافقوں کو بہ سبب انکے بغض کے جناب امیر علیہ السلام کے  
ساتھ شناخت کیا کرتے تھے۔

(۷) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال ما کنا نعرف المنافقین علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بتکذ  
بتکذ ہم اللہ ورسولہ والتخلف عن الصلوۃ وبغضہم علی بن ابی طالب (راخو جہ ابن شاذان) ابو ذر  
غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں منافقوں کو تین باتوں سے  
پہچان کرتے تھے اول خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے سے اور دوم نماز سے باز رہنے  
سے تیسرے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ انکے بغض کہنے سے۔

(۸) عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ قال سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد ہم رحلاً  
لبیت علیاً وهو یقول انی لا ظنک من المنافقین (راخو جہ الخوارزمی) عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے  
ہیں میں نے جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے جناب امیر کے حق میں کسی شخص کو برا کہتے  
ہوئے سن پاتا تھا وہ اس کو کہہ رہے تھے کہ میرا گمان ہے تو منافقوں میں سے ہے۔

(۹) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہک ايمان و یفصلک نفاق اول من بدخل الجہک  
اول من بدخل النار یفصلک (راخو جہ بن خالوہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے ارشاد فرماتے تھے کہ تیری محبت ایمان ہے اور تیرا بغض نفاق ہے اور جنت میں  
تیرا محبوب سب سے اول داخل ہوگا اور دوزخ میں تیرا بغض کہنے والا سب سے اول داخل ہوگا۔

(۱۰) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغضک من الرجال الا منافق ومن حملتہ امہ وہی  
حائض ولا یغضک من النساء الا السلقی وہی لقی تخیض من دبرها قیل جادت امرؤة علی فقال  
انی ابغضک قفانت اذ اسلقلق قالت ومن سلقق قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحدث  
وقلت یا رسول اللہ ما السلقق قال لقی تخیض من دبرها قالت صد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا  
واللہ احیض من دبری ولا علم لابوای (راخو جہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ سرور عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے تھے کہ یا علی تجھ سے کوئی مرد دشمنی نہیں کریگا مگر منافق یا وہ آدمی کہ جبکی  
والدہ حیض میں حاملہ ہوگی ہواہر عورتوں میں سے وہ عورت تجھ سے بغض کہے گی جو سلقق ہوگی یعنی  
عورت کہ جبکی دبر سے حیض جاری ہوتا ہوگا۔ روایت ہو کہ ایک عورت جناب امیر کی خدمت میں آکر کہنے لگی  
میں آپ سے بغض کہتی ہوں اور جناب امیر نے اس سے فرمایا یا علی تو سلقق ہے وہ کہنے لگی سلقق کے



کہتے ہیں جناب امیر نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنا کر عرض کیا یا رسول اللہ سنا تو  
 کہے کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنا تو وہ عورت جو در کی راہ سے حالضہ ہوتی ہو وہ کہنے لگو  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے میں در کی راہ سے حالضہ ہوتی ہوں اور میرے مان باپ کو  
 ہی اسکی خبر نہیں ہے

(۱۱) عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علی وھدی و مبین لامتی  
 ما ارسلت بہ من بعدی حبایمان و بغضہ نفاق و النفل الیہ عبادۃ (اخرجه الدیلمی) ابو ذر غفاری رضی  
 اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرا  
 تحفہ ہے اور جسکے لیے میں بھیجا گیا ہوں میرے بعد اسے بیان کرنا والا ہے اسکی محبت ایمان اور اسکا  
 بغض نفاق ہے اور اسکی طرف نظر کرنا عبادت ہے

(تفسیر) علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں کہتے ہیں وردت طائفۃ  
 من الصحابة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق یعنی  
 صحابہ میں سے ایک طائفہ نے اسحدیث کو روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب  
 امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ نہیں محبت کر لگا تجھ سے مگر مومن اور نہیں بغض رکھے گا تجھ سے  
 مگر منافق ہے

## جس نے جناب امیر کو ایذا دی اس نے حضرت کو ایذا دی

(۱) عن عمر بن شاسر الاسلمی وکان من اصحاب الحدیث قال خرجت مع علی بن ابی طالب فخرجنا  
 فی سفری حتی وجدنا فی نفسی علیہ فلما قدمت اظهرت شکایتی فی المسجد حتی بلغ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم فی ناس من اصحابہ فلما رانی قال یا عمر و اللہ لقد اذیتنی قلت اعوذ باللہ من ان  
 اذیک یا رسول اللہ فقال بلی من اذی علیاً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ راخرجه  
 احمد وابن عبد البر فی الاستیعاب) عمر بن شاسر الاسلمی جو اصحاب حدیث میں سے تھے روایت  
 کرتے ہیں کہ میں جناب امیر کی رکاب سعادت میں میں کو گیا مجھ کو سفر میں ان سے کچھ رنج ہو چکا جب میں  
 مدینہ میں واپس آیا تو مسجد میں بیٹھ کر شکایت کرنے لگا اتنے میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 صحابہ کے ساتھ تشریف لائے مجھ کو دیکھ کر فرمایا اے عمر و اللہ تو نے مجھ کو رنج دیا ہے میں نے عرض کیا  
 یا رسول اللہ خدا کی پناہ ہے اگر میں آپ کو رنج دوں فرمایا ہاں جس نے علی کو ایذا دی مجھ کو ایذا دی



اور جناب علیؑ اور حضرت سیدہ اور حسنین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔  
 ابن جریر نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے جسکی الفاظ یہ ہیں کہ  
 ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ شخصوں  
 کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی میرے اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنین کے (یہ حدیث اکثر علماء کے نزدیک  
 حسن ہے)

(۱۱) عن الحسن بن علی قال نحن اهل بیت الذی قال اللہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیدھب  
 عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا (اخرجه بن سعد وابن ابی حاتم والطبرانی  
 وابن مردويه والسیوطی فی الدر المنثور) جناب حسن بن علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ  
 اہل بیت ہم لوگ ہیں جسکے حق میں آیت تطہیر نازل ہوئی ہے۔

{۲} فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبہل  
 فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین ترجمہ ہے محمد کہ جب گڑنے والوں سو آؤ بلا دین ہم اپنے بیٹے  
 اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو بہر دعا  
 کریں اللہ کی پس لعنت ڈالیں جو بھوٹوں پر۔

(۱) عن سعد بن ابی قاص قال لما نزلت هذه الآية فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم  
 وانفسنا وانفسکم ثم نبہل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم علیا وفاطمة وحسنا وحسینا فقال اللهم اهل بیتی راخرجه احمد والمسلمة والنساء  
 والنسائی فی الخصائص) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کہ راہی  
 محمد کہ جب گڑنے والوں سو آؤ بلا دین ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری  
 عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو بہر دعا کریں اللہ کی پس لعنت ڈالیں جو بھوٹوں پر  
 نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنین کو بلا کر کہا اے میرے پرورگار  
 یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ قال انفسنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیؑ وابنائنا الحسن والحسین  
 ونسائنا فاطمة (اخرجه الحاکم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علیؑ اور ابنائنا سے حسن اور حسین اور نسائنا سے جناب سیدہ مراد ہیں  
 (۳) عن ابن عباس قال از رطما من نجران قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا



جس کو مجھے ایذا دی اس کے خدا کو ایذا دی ۔

(۴) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من اذا علیاً فقد اذانی راتھ  
ابو یعلی الذیاب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی ۔

(۳) عن عروہ بن الزہیر ان رجلاً وقع فی علی بن محضر من عمر وقال له عمر اتعرف حنا هذا القبر هذا محمد  
ابن عبد الله بن عبد المطلب صلی الله علیہ وسلم وعلی بن ابی طالب بن عبد المطلب لا تدن کو علیاً الا  
بالخیر ان تنقصته اذیت صاحب هذا القبر (اخرجه احمد فی المناقب) عروہ بن الزہیر رضی اللہ عنہ  
سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص جناب علی علیہ السلام کو برا کہنے لگا حضرت عمرؓ  
کہنے لگے اس قبر کے صاحب کو جانتا ہے یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ  
علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ہیں علی کا بخیر نیکی کے ذکر کرت کرو اگر تو نے انکی شان گستاخی تو تو اس  
قبر کے صاحب کو ایذا دیگا ۔

(۴) عن مصعب بن ابی وقاص قال كنت انا ورجالان فی المسجد فتناولنا علیاً فا قبل رسول الله صلی  
الله علیہ وسلم غضبان اعرف فی وجهه الغضب فقلنا نخوذ بالله من غضب رسول الله صلی الله علیہ  
فلم فقال لی ولکم من اذی علیاً فقد اذانی (اخرجه بن السبع فی الشفاء) مصعب بن ابی وقاص رضی  
اللہ عنہ ماقول ہیں کہ ایک دفعہ میں دو آدمیوں کے ساتھ مسجد میں تھا وہ دونوں جناب امیر علیہ السلام سے لپٹ پڑے  
اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں تشریف لائے اور خفگی کے آثار چہرہ اقدس میں منشاہدہ  
ہو رہے تھے ہم نے کہا خدا تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے  
فرمایا مجھے بھی اور تمہیں بھی جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی ۔

(۵) والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغير ما اکتسبوا فقد اخطوا و بهتانا واقام مبیناً عن مقاتل  
ابن سلیمان قال انه نزلت فی علی و ذکر ان نفراً من المنافقین یؤذونہ و یکذبون علیہ جو لوگ کہ اذیت دیتے  
ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کسی قصود کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر ۔ مقاتل بن سلیمان  
رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ چند آدمی منافقین میں  
سے جناب امیر کو ایذا دیا کرتے تھے اور انکو جھٹلایا کرتے تھے ۔

جس نے جناب امیر پر رب کی اس نے حضرت پر سب کی



(۱) عن ام المؤمنین ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سب عليا فقد سبني  
 راحله احمد والحاكم صحیحہ جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

(۲) عن ابی عبد اللہ الجہلی قال دخلت علی ام المؤمنین ام سلمة فقالت لی السب رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم فقلت معاذ اللہ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبني راحله  
 احمد والنسائی والحاكم ابو عبد اللہ الجہلی کہتا ہے کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا  
 مجھ سے فرمانے لگے کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا کرتا ہے میں نے عرض کیا معاذ اللہ  
 فرمانے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبني و  
 من سبني فقد سب اللہ ومن سب اللہ ادخلہ اللہ النار ولہ عذاب مہین راحله الدیلمی ابن عباس  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے علی کو برا کہا مجھے برا  
 کہا جس نے مجھے برا کہا خدا کو برا کہا جس نے خدا کو برا کہا خدا اسکو دوزخ میں ڈالے گا اسکے لیے سخت عذاب  
 والا عذاب ہے۔

(۴) عن ابی ہریرۃ وزید بن خالد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانه کان موسیٰ  
 فی ذات (راحله الدیلمی) ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی کو برا مت کہو وہ خدا کی ذات میں دیوانہ ہے۔

(۵) عن جعفر بن ابی بکر بن خالد قال رأیت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بالمدينة فقال ذکرنی انکم  
 لتسبون علیا فقلت قد فعلنا قال لعلاک سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت معاذ اللہ قال  
 لا تسبہ فلو وضع المنشار علی مفرقی علی ان اسب علیا ما اسبہ بعد ما سمعت رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم الترغیب فی مولاتہ والترہیب عن معاداتہ (راحله النسائی) جعفر بن ابی بکر بن خالد کہتا  
 ہے کہ میں نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا مجھے کہنے لگے کہ میرے پاس لوگوں نے ذکر کیا  
 ہے کہ تو جناب امیر علیہ السلام کو برا کہا کرتا ہے میں نے کہا ہاں میں نے برا کہا ہے پس وہ کہنے لگے تو نے جو حق  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا ہے میں نے کہا معاذ اللہ یہ فعل تو مجھ سے سرگزشت ہے ہمارے سعد کہنے لگے تو علی کو  
 برا مت کہنا اگر میرے سر پر پارہ چلا جائے تاکہ میں جناب امیر علیہ السلام کو برا کہوں تو یہی میں ہرگز ان کو  
 برا نہیں کہوں گا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کی دشمنی کی بابت دسنا اور علی کی دوستی کی بابت



عقبت و لا انا من لیس ہے \*

(۵) عن سعد بن جیران عبد اللہ بن عباس مر بعد ما سجد بصر کا مجلس میں مجالس قریش میں لیسوں  
 علیاً فہم فہم فقال لسعد بن جیران رد فی الیہم فرد کا حتی وقف علیہم فقال ایکما الساب اللہ  
 فقالوا سبحان اللہ ما فینا احد سب اللہ تعالیٰ من سب اللہ فقد اشرك فقال ایکما الساب للرسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سبحان اللہ ما فینا احد سب رسول اللہ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> من سب رسول اللہ فقد کفر فقال ایکما  
 الساب لعلی فقالوا ما هذا فقد کان منہ شیء فقال اشہد باللہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم یقول من سب علیاً فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ فقد کبہ اللہ علی  
 منخریہ فی النار ثم ولی عنہم وقال یا بنی ماذا رأیتہم صنعوا قال فقلت لہ یا ابنت سے نظر وا  
 الیک یا عین محمدیہ - نظر التیوس الی شفاہ الجارز - فقال زدنی فذاک ابوک فقلت سے حذر  
 العیون نواکیر ابصارہم - نظر الذلیل الی الغزیر القاهر - فقال زدنی فذاک ابوک فقلت  
 لیس عندی مزید فقال عندی مزید سے احیاءہم عار علی امواتہم - والمبتون مسبتہم للغایر الخ  
 احمد فی المناقب) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ناہیا ہو کر  
 کے بعد قریش کی ایک مجلس پر سے گزرے وہ لوگ جناب امیر علیہ السلام کو برا کہہ رہے تھے عبد اللہ بن  
 عباس نے منکر سعید بن جبیر سے کہا مجھے لو مارا کر انکے پاس لیچل وہ ان کو اس مجلس میں لے گیا ابن عباس  
 انکے سر پر کپڑے ہو کر فرمانے لگے تم کون ہو خدا تعالیٰ کو برا کہنے والے وہ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا  
 نہیں ہے جو کہ خدا تعالیٰ کو برا کہتا ہو جس نے خدا کو برا کہا اس نے شر کر کیا۔ پس ابن عباس کہنے لگے  
 تم کون ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں  
 ہے جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا ہو جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا  
 اس نے کفر کیا۔ پس ابن عباس کہنے لگے تم کون ہو علی کو برا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے یہ کیا  
 بات ہے انہیں کا تو ذکر تھا۔ ابن عباس کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا مجھے یا کہا جس نے مجھے برا کہا اس نے خدا تعالیٰ  
 کو برا کہا جس نے خدا تعالیٰ کو برا کہا بے شک خدا تعالیٰ اس کو ناک کی تہنوں کے بل آگ میں اوندھا کر اٹھائے گا  
 یہ کہہ کر ابن عباس سے لوٹ پڑے اور مجھ سے فرمانے لگے اے میرے بیٹے تو نے دیکھا ہو گا وہ کیا کر رہے  
 تھے۔ میں نے کہا ابا جان اوزیہ شمرؓ رہا ہے وہ تیری طرف سے انکھین لال کر کے دیکھتے تھے  
 جیسے بیدہ قصاب کی چہری کو دیکھتے ہیں۔ ابن عباس فرمانے لگے یہ بوڑھا باب تجھ پر قرآن ہو







(۲) عن العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب قد سمع رجلاً سب علياً وهو يقول له اني لا ظنك من المنافقين فقال كفوا عن ذكر علي الا بخير فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في علي ثلاث خصال وددت اوان لي واحدة منهن احب الي مما طلعت عليه الشمس وذاك اني كنت انا وابوبكر و ابو عبدة بن الجراح و نفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ ضرب النبي صلى الله عليه وسلم علياً على كتفه على وقال يا علي انت اول المسلمين اسلاماً اول المؤمنين ايماناً وانت مني بمنزلة هارون من موسى كذب من زعم انه يحنى وهو يعضك يا علي من احبك فقد احبني ومن احبني فقد احبه الله تعالى ومن احبه الله تعالى ادخله الجنة ومن ابغضك فقد اغضبني ومن ابغضني فقد ابغضه الله تعالى ومن ابغضه الله تعالى ادخله النار (الخوارزمي) جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کسی کو انہوں نے جناب امیر کی شان میں برا کہتے ہوئے سن پایا تھا۔ اور آپ اسکو کہہ رہے تھے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو منافقوں میں سے ہے ہر حضرت عمر کہنے لگے سونیلی کے علی کا ذکر کرتا کیا کرو میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ عزیز تھی کہ جبیر آفتاب طلوع کرتا ہے میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما اور دیگر چند صحابہ حاضر تھے کہ حضرت نے علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا یا علی تم اسلام لانے کی وجہ سے سب مسلمانوں سے اول اور ایمان لانے میں سب مومنوں سے مقدم ہو۔ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہووے سے جو ہوتا ہے وہ شخص کہ گمان کرتا ہے میری محبت کا اور تم سے عداوت رکھتا ہے یا علی جو تم سے محبت رکھتا ہے مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے خدا اس سے محبت رکھتا ہے اور جس سے خدا محبت رکھتا ہے اسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جو تم سے بغض رکھتا ہے مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے خدا اس سے بغض رکھتا ہے اور جس سے خدا بغض رکھتا ہے اسے دوزخ میں داخل کرتا ہے ۔

## جناب امیر کے ساتھ بغض کہنے کی ترہیب

(۱) عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليها السلام قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم عشية عرفة فقال ان الله عز وجل باهى بكم وغفر لكم عامه ولعلی خاصة انی رسول الله فیکم غیر محاب لقرابتی از السعید کل السعید من احب علیاً فی حیوۃ وبعد موتہ وان الشقی کل



کلی الشقی من ابغض علیاً فی حیوۃ وبعد موته (اخرجه احمد والطبرانی والدیلمی عن ابن عمر) جناب سیدۃ  
النساء فاطمۃ الزہراء علیہا التحیۃ والثنا سے روایت ہو کہ عزنہ کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہرے سوتے ہوئے تھے  
لاکڑی فرما کر لگے کہ پروردگار عالم تم پر مبارکات اور فخر کرتا ہے اور تم کو غلام طور سے بخشہ پاتا ہے اور علی کو خاص طور  
سے بخشا ہے بے شک تم میں میں خدا کا رسول ہوں میں اپنی قریبیوں کو وحشت دلا سکتا ہوں والا نہیں۔ یہ تحقیق  
نیک بخت وہی شخص ہے جو حضرت علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے اسکی زندگی میں اور اسکے مرنے کے  
بعد اور بے شک پورا بد بخت وہی شخص ہے جو علی کو دشمن رکھتا ہے اسکی زندگی میں اور مرنے کے بعد  
(۲) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب حسنة لا تضر معھا  
سینۃ وبغضہ سیدۃ لا تنفع معھا حسنة (اخرجه الدیلمی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کی محبت ایک ایسی نیکی ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے  
کوئی برائی ضرر نہیں دیتی اور انکا بغض ایک ایسی برائی ہے جسکے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی  
(۳) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی طوبی لمن احبک وصدق فیک الویل  
لمن ابغضک وکذب فیک (اخرجه الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا خوشی ہوا اسکے لیے جو تجھے دوست رکھے اور تیری تصدیق  
کرے اور افسوس ہوا اسکے لیے جو تجھ سے بغض کہے اور تیری تکذیب کرے۔

(۴) عن معاویہ بن جیدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مات وفي قلبہ بغض علی فلیت  
یہودیا او نصرانیا (اخرجه الدیلمی) معاویہ بن جیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب سرور عالم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مر گیا اور سکا دل بغض علی سے بھرا ہوا ہے وہ البتہ یہودی ہو کر یا نصرانی  
ہو کر مرا۔

(۵) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذب من زعم انہ امن بی وما جئت  
به وهو یبغض علیاً فهو کاذب لیس بمؤمن (اخرجه الخوارزمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہتا ہے کہ وہ مجھ پر ایمان لایا ہے  
اور جو چیز کہ میں لایا ہوں اسپر یقین رکھتا ہے وہ علی سے بغض رکھتا ہے وہ جوڑا ہے مؤمن  
نہیں ہے۔

(۶) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با علی لو ان امتی ابغضوک لکبھم  
اللہ علی مناخرھم النار (اخرجه الدیلمی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ



وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علی اگر میری ہمت تجھ سے بغض کہے گی تو اللہ تعالیٰ اسے ناک کے تھنوں کے بل آگ  
میں اوندھا کر پھینک دے گا۔

(۷) عن سعید بن ذریع قال قال علی فی الرحۃ اللہ کہ یا اللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
غدر یرحم بقول اللہ ولی انا ولی المؤمنین ومن کنت ولیہ فہذا ولیہ اللہم وال من واکلہ وعاد من  
عادہ وانصر من نصرہ وابغض من ابغضہ (اخرجہ النسائی) سعید بن ذریع سے روایت ہے کہ جناب امیر  
علیہ السلام نے رحیمین ان لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جنہوں نے غدر یرحم کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
سے یہ سنا ہو تو بیان کرے کہ امیر اولی ہے اور میں مومنون کا ولی ہوں اس کا یہ (یعنی علی) ولی ہے  
اسے میرے پروردگار دوست رکھے اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھے اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد  
دے اسے جو اسے مدد دے اور بغض رکھے اسے جو اسے بغض رکھے۔

(۸) عن عبد اللہ بن بربیع قال حدثنی ابی قال لم یکن من الناس ابغض الی من علی حتی احببت رجال  
ولا احببتہ الا علی بغض علی فبعث ذاک الرجل علی خیل فصحبته وما صحبتہ الا علی بغض علی فاضا  
سبیا فکذب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یبعث الیہ من یحسہ فبعث الیہ علیا و فی السبی وصیفہ فضل  
من السبی حین حمس صارت فی الخمس ثم صارت فی اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صارت فی  
ال علی فانا نا ورأسہ یقطر فقلنا ما ہذا فقال اما تروا الوصیفۃ صارت فی الخمس ثم صارت فی  
اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صارت فی ال علی فوقت علیہا فکتب بعتی مضافا لکتابہ  
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مصداقا لما قال فی علی فلما اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقرع کتابہ فجعلت اقول  
علیہ صدق فامسک بیدی وقال اتبغض علیا فقلت نعم فقال لی لا تبغضہ وان کنت تحبہ فازدہ  
حبا فوالذی نفسی بیدہ لاضیی ال علی فی الخمس فضل من وصیفہ فما کان احد بعد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم احب الی من علی قال عبد اللہ ہوا بن بربیع واللہ ما کان فی الحدیث بینی و بین  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر ابی (اخرجہ النسائی) عبد اللہ بن بربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے لوگوں  
میں سے کسی کا اتنا بغض نہیں تھا جس قدر کہ جناب امیر کا۔ یہاں تک کہ میں ایک آدمی کو سیوہ سے پکڑ  
کرنے لگا کہ وہ جناب امیر سے بغض رکھتا تھا۔ وہ آدمی ایک دفعہ ایک گروہ پہنچا گیا۔ میں نے جناب امیر کے  
بغض کی وجہ سے اس کی رفاقت اختیار کی اس نے لڑکر اس گروہ کو اسیر کر لیا اور حضرت کی خدمت میں  
لکھ بھیجا کہ کوئی آدمی بھیجا جا کہ خمس مال کا اسکے حوالہ کیا جائے حضرت نے جناب امیر کو خمس لینے کو  
لیے ہمارے پاس بھیجا۔ قیدیوں میں ایک کنیز تھی جو سب قیدیوں میں افضل تھی حرب پانچواں حصہ



چہاٹا گیا تو وہ کنیز جنس میں آگئی اور جنس سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آئی اور اہل بیت کے حصہ میں سے علی کی آل کے حصہ میں آئی ایک روز جناب علی ہماری پاس تشریف لائے ان کے سر کے بالوں سے قطرہ ٹپک رہے تھے ہم نے پوچھا آپ کے غسل کرنے کی کیا وجہ ہے فرمانے لگے میں نے نہیں دیکھا کہ کنیز جنس میں آگئی اور جنس سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آئی اور اہل بیت کے حصہ سے علی کی آل کے حصہ میں آئی ہے۔ میں نے اس سے صحبت کی ہے پس اس شخص نے یہ تمام واقعہ لکھ کر مجھے تصدیق کے لیے حضرت کے پاس بھیجا جب حضرت کے پاس پہنچا اور خط حضور کو دیا۔ اور آپ نے اس خط کو پڑھا میں نے اسکی تصدیق کی آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا تو علی سے بغض رکھتا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا تم بغض مت رکھو بلکہ اگر تو اسکو دوست رکھتا ہے تو اور بھی زیادہ دوست رکھو قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جنس میں علی کی آل کا حصہ کنیز سے بدرجہا افضل ہے بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے جناب امیر سے کوئی زیادہ تر عزیز نہیں تھا۔

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بجز میرے والد بزرگوار کے اور کوئی دوسرا نہیں۔

## جناب امیر کی تولد کے بغیر انسان جنت کی بوہنیں سوگندہ سکتا

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لو ان عبد الله عز وجل مثل ما قام نوح و كان له مثل احد ذنباً فانفقته في سبيل الله و سد في عسرة حتى يحج الف حج على قد ميه ثم قتل بين الصفا والمروة مظلوماً ثم لم يوالك يا غلى لم تشم رائحة الجنة ولم يدخلها (اخرجه الديلمي) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر کوئی خدا کا بندہ خدا کے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں قیام فرما کر کرے اور احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے پھر اسکی عمر اس قدر دراز ہو کہ پانچ سو سال تک ہزار حج کرے۔ اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے۔ پھر اگر یا علی تجھے دوست نہ کہتا ہو تو وہ جنت کی بوہنیں سوگندہ سکتے گا۔ اور نہ اس میں داخل ہو سکے گا۔

## جناب امیر علیہ السلام کی محبت کی فضیلت

(۱) عن ام المؤمنين ام سلمة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله من احب علياً فقد احبني ومن احبني فقد احب الله ومن بغض علياً فقد بغضني ومن بغضني فقد بغض الله (اخرجه)



الدیلی) والطبرانی فی الکبیر عن ابی رافع) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سائر  
 تآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی خدا سے  
 محبت کی جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے  
 بغض رکھا۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب یا کل الذنوب کما تأکل النار  
 الحطب (اخرجه الدیلی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ہے کہ علی بن ابی طالب کی محبت گناہوں کو اس طرح سے کھا جاتی ہے جس طرح سے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی  
 ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب یا کل الذنوب کما تأکل النار  
 بیاض انی افترضت محبت علی بن ابی طالب علی خلقہ فبلغهم ذلک عنی (اخرجه الدیلی) ابن عمر رضی  
 اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبریل میرے پاس اس کے درخت کا ایک سبز پتہ  
 لیکر آئے اس پر سفیدی سے لکھا ہوا تھا سینے جناب علی بن ابی طالب کی محبت کو اپنی خلقت پر فرض کر  
 دیا ہے یہ بات انکو پہونچا دو۔

(۴) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب حسنة لا یضر معها سیئة  
 وبغضه سیئة لا تنفع معها حسنة (اخرجه الدیلی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی برائی ضرر نہیں پہونچا سکتی  
 اور اس کا بغض ایک ایسی برائی ہے جس کے ساتھ کوئی نیکی نفع نہیں پہونچا سکتی۔

(۵) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی طوبی لمن احبک وصدق فیک وویل  
 لمن ابغضک وکذب فیک (اخرجه الدیلی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام فرماتے تھے یا علی خوشی ہو اسکے لیے جو تجھے محبت رکھو اور تیری تصدیق کرے۔ اور افسوس ہو اگر  
 جو تجھے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے۔

(۶) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صحیفة المؤمن حب علی بن  
 ابی طالب (اخرجه الدیلی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ  
 مومن کے نامہ اعمال کا عنوان علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔

(۷) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علی ومبین لامتی ما ارسلت بہ



من بعدك - جہ ایمان و بغض و نفاق والنظر الیہ عبادة (اخرجه الدیلمی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے اور جسکے لیے میں بھیجا گیا ہوں میرے بعد میری امت کو وہ بات بیان کرنے والا ہے اسکی محبت ایمان ہے اور اسکا بغض نفاق ہے اور اس کی طرف دیکھنا عیادت ہے ۔

(۸) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لو اجتمع الناس علی حب علی بن ابی طالب لما خلق الله عز وجل النار (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ علی کی محبت پر مجتمع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا ۔

(۹) عن فاطمة بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام قالت خرج رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عشية عرفة فقال ان الله عز وجل باہی بکم وغفر لکم عامة ولعلی خاصة وانی رسول الله غیر ہاب لقومی ولا محاب لقرابی هذا جبریل اخبرنی ان السعيد کل السعيد من احب علیا فی حیوۃ وبعد موتہ وان الشقی کل الشقی من ابغض علیا فی حیوۃ وبعد موتہ (اخرجه احمد والطبرانی والدیلمی عن ابن عمر) جناب فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام سے مروی ہے کہ عرفہ کی رات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لا کر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہابات کرتا ہے اور تمکو عام طور سے بخش دیتا ہے ۔ اور علی کو خاص طور سے بخشا ہے ۔ میں خدا کا رسول ہوں اپنی قوم کو ڈرائیوالا اور اپنے رشتہ داروں کو دشت دلانے والا نہیں جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ پورا نیک وہی ہے جو علی سے انکی زندگی اور انکی موت کے بعد محبت رکھو اور پورا شقی وہی ہے جو انکی زندگی اور انکی موت کے بعد ان سے بغض رکھے ۔

(۱۰) عن عمار بن یاسر قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی یا علی ان الله عز وجل قد زینک بزینة لم یزین العباد احب الله منها - الزهد فی الدنیا لا تنال الدنیا فیک شیء وذهب لك حب المساکین رضوانك اماما ورضیت لهم اتباعا فطوبی لمن احبك وصدق فیک وویل لمن ابغضك وكذب فیک فاما الذین احبوك وصدقوك فھم حیرانك فی دارك ورفقاءك فی قصرک واما الذین ابغضوك وكذبوا علیك فھو علی الله ان یوفقھم موقف الكذابین یوم القیة (اخرجه الطبرانی فی الکبیر والحاکم والخطیب الدیلمی فی فردوس الاخیار وابن الجوزی فی اسد الغابہ) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے تھے یا علی پروردگار نے تجھے ایسی زینت سے ارستہ کیا ہے کہ تمام بندوں کو اس سے بہتر زینت سے ارستہ نہیں کیا ۔ وہ زینت فی الدنیا ہے ۔ پس تجھے ایسا بنایا ہے کہ دنیا تجھ تک کسی بات میں نہیں پہنچ سکیگی







اور سکینوں کی محبت تجھے عطا کی ہے وہ تجھے اپنا امام پاکر خوش ہو گئے ہیں اور تو انکو اپنا پیرو بنا کر خوش ہو گیا ہے  
اس شخص کو خوشی حاصل ہو جو تجھ سے محبت کرے اور تیری تصدیق کرے اور اس پر افسوس ہے جو تیرا بغض کرے کہ اور  
تیری تکذیب کرے۔ پس وہ لوگ جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور تیری تصدیق کرتے ہیں اور حجت میں تیرے ہمسا  
اور تیرے قاضی تیرے رفیق ہونگے۔ اور جو لوگ تجھ سے بغض رکھتے ہیں اور تیری تکذیب کرتے ہیں پس خدا  
تعالیٰ حق رکھتا ہے کہ انکو قیامت کے روز جہنم کی جگہ میں کھڑا کرے۔

(۱۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احب ان يستقسط بالقضيب الاحمر الذي  
غرسه الله في الجنة عدن فليتمسك بحبل علي ابن ابي طالب راخرجه احمد في المناقب والديلمی فی فروع  
الاحبار) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص  
اس شاخ سرخ کو جسے خدا نے جنت عدن میں لگایا ہے اپنے ہاتھ میں لینے کی آرزو رکھتا ہو چاہیے کہ علی بن  
کی محبت سے تمسک ہو۔

(۱۲) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلیٰ من احبني فليحبك فان العبد لا ينال ولا  
الاحب علی بن ابی طالب راخرجه الديلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین  
صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ جو مجھے دوست رکھنا چاہتا ہو اس کو چاہیے  
کہ تجھے دوست رکھے کیونکہ کوئی بندہ میری دوستی تک نہیں پہنچ سکتا مگر علی بن ابی طالب علیہ السلام  
کی محبت سے۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا اعلیٰ انت سيد الدنيا والاخرة من احبك  
فقد احبني وحببك حبيب الله طوبى لمن احبك ومن ابغضك فقد ابغضني وبغضك بغض الله  
الویل لمن ابغضك بعدك راخرجه احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ  
والسلام فرماتے تھے یا اعلیٰ تو دنیا و آخرت کا سردار ہے جس نے تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست  
کا دوست ہو خوشی ہو اسکے لیے جو تجھے دوست رکھو اور جس نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا  
تیرا بغض رکھنے والا خدا کے ساتھ بغض رکھنے والا ہے افسوس ہے اس پر جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے

(۱۴) عن ام المؤمنين ام سلمة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلیٰ لا يحبك  
الا مؤمن ولا يبغضك الا منافق وكان علي يقول والذي فلق الحبة وبرد النسمة انه لعهد النبي  
الاهی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق راخرجه احمد والمسلم والنسائی  
وقال الترمذی حسن صحیح جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ



جناب امیر سے فرماتے تھے کہ نہیں دوست کہہ گا تجھے مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض کہے گا مگر منافق جناب امیر  
 علیہ السلام فرمایا کرتے تھے قسم ہے اس ذات کی جو دانے کو بہاڑتا ہے اور انسان کو ظاہر کرتا ہے البتہ مجھ سے  
 بنی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا تھا کہ مجھے نہیں دوسرے رکھو گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض کہے گا  
 مگر منافق +

(۱۵) عن محمد بن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سيجعل لهم  
 الرحمن ودا انہ قال لا یبقی مومن الا فی قلبہ ود لعلی بن ابی طالب (اخرجه الثعلبی فی تفسیرہ و ذکر النقاش  
 انہا نزلت فی علی) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے شان نزول میں کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان  
 لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں عنقریب ان کے لئے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ دوستی کرے گا (فرماتے ہیں کوئی مومن ایسا  
 نہیں رہے گا جس کے دل میں جناب امیر علیہ السلام کی دوستی نہ ہو۔ نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت  
 جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے +

(۱۶) عن عبد اللہ بن ظالم قال جاد رجل المسعید بن زید فقال انی احببت علیا حباً لہما حب شیئاً  
 قط قال نعم ما رأیت احببت لہما من اهل الجنة (اخرجه احمد) عبد اللہ بن ظالم ناقل ہیں کہ ایک شخص  
 نے سعید بن زید سے اگر کہا کہ میں علی سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ کسی چیز سے مجھے ایسی محبت نہیں ہوئی  
 سعید کہنے لگے کیا اچھی بات تجھے سوچی ہے کہ توحبت کے لوگوں میں سے ایک آدمی سے محبت کرتا ہو  
 (۱۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احببت ہذین واباہما وامہما کان معی  
 فی درجتی یوم القیمۃ (اخرجه احمد والترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں یعنی حسین علیہما السلام کو اور ان دونوں کے والد  
 اور والدہ کو دوست رکھے گا وہ قیامت کے روز میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(۱۸) عن ابی بردۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن جلوس عند ذات یوم والذی نفسی بیدہ  
 لا یزال قدم عن قدم یوم القیمۃ حتی یسأل اللہ تعالیٰ الرجل عن عمرہ فیما افناہ وعن جلدہ فیما ابلاہ  
 وعن مالہ ممکسبہ فیم انفقہ وعن حبنا اهل البیت فقال لہ عمرہ ما ایتہ حبکم فوضع یدہ  
 علی راس علی وهو جالس المجانبہ وقال ایتہ حبی حب ہذا من بعدک (اخرجه الدیلمی) ابو بردہ رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت  
 کے روز کوئی شخص قدم سے قدم نہیں اٹھا سکیگا جب تک کہ اس کے چار باتوں کی نسبت نہیں پوچھا



جائز گا اول اسکی عمر سے کہ اسنے کس بات میں صرف کی ہے پیر اسکے جسم سے کہ کس امر میں اسنے اسکو آزما یا ہے اور اسکے مال سے کہ کس طرح سے اسنے اسے حاصل کیا اور کہاں پر اسکو خرچ کیا اور ہم اہل بیت کی محبت سے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی محبت کی کیا نشانی ہے علی حضرت کے ایک طرف پر بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے انکے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہماری محبت کی نشانی اسکے ساتھ ہمارے بعد محبت رکھنا ہے +

(۱۹) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعلي من احبك فقد حلف بالامن والايمان ومن ابغضك امانه الله ميتة جاهلية (اخرجه الخوارزمي) عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا جو شخص کہ تجھ سے محبت کرے لگاؤ وہ ہمیں اور اپنا دین گمراہ ہمارے گنا اور جو شخص کہ تجھ سے بغض کرے گا اللہ تعالیٰ اسکو کفر کی موت سے ہار لے گا۔

(۲۰) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية قل لا ايسالكم عليه حبرا الا المودة في القربى قالوا يا رسول الله من هؤلاء الذين امرنا الله بمودتهم قال علي وفاطمة وابناهما (اخرجه البغوي في تفسيره) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حبیب یہ آیت نازل ہوئی کہ رکھو یامحمد میں نہیں تم سے ناگتا ہوں اس تبلیغ رسالت پر کچھ اجرت مگر رشتہ والوں کی دوستی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون میں جن کی مودت کو لیے خدا نے اسکو امر فرمایا ہے حضرت نے فرمایا وہ علی وفاطمہ اور ان دونوں کے دونوں بیٹے ہیں +

(۲۱) عن مالك قال طلع علينا رسول الله صلى الله عليه وآله ذات يوم متبسما يضحك فقام اليه عبد الله بن عوف فقال بابي انت وامى يا رسول الله ما الذى اضحكك فقال بشارة ابنتى من عند الله فى ابن عمى واخى وابنتى ان الله تعالى لما زوج فاطمة امره رضوان فخر شجرة طوبى فملت رقابنا يعنى صكنا صكا بعد مهيئنا اهل البيت ثم انشاء من تحتها ملكة من نور فاخذ كل رقابا فاذ استوت القيمة باهلها ناحت الملكة الخلائق فلا يلقون محبا لنا اهل البيت الا اعطوه رقابيه برات من النار فسادراخى وابن عمى فكاك رقاب الناس من النار (اخرجه الخوارزمي) مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہوئے ہم ہمارے پاس تشریف لائے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کیوں سنتے ہیں فرمایا میرے ابن عم اور بھائی اور بھتیجی کی نسبت خدا کی طرف سے مجھے بشارت آئی ہے۔ کہ جب پروردگار عالم نے فاطمہ کا نکاح کیا رضوان کو حکم دیا اس نے طوبی کے درخت کو ہلایا اس سے رقعے یعنی نجات کے پروانے ہم اہل بیت کے محبوبان کی تعداد کو بڑھوا دیں گے پھر نور کے فرشتے پیدا کیے۔ انہوں نے وہ رقعے لیے۔ جب قیامت



اپنے لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی وہ فرشتے خلقت کو پکارینگے۔ اور ہم اہل بیت کے محبوبوں سے یوں ہی پکارے گئے  
بلکہ وہ نجات کے پروانے ان کو دینگے جن میں دوزخ سے نجات پانے کی براءت درج ہوگی پس میرا ابن عم اور بہائی  
اگل سے لوگوں کی گردن چڑانے کا باعث ہوا ہے۔

(۲۲۱) عن سیما قال له رجل ما أشد حبك لعلی فقال سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول من أحب علیا  
فقد أحبنی ومن البغض علیا فقد اعدضنی (اخرجہ الخوارزمی) سلمان رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے کہا آپ  
جناب امیر سے نہایت پیار کرتے ہیں کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے  
تھے جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا۔

(۲۲۳) عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم خلق الله تعالیٰ من نور وجه علی ابن ابی طالب  
سبعین الف ملکہ یستغفرون له ولحبیہ الی یوم القیامة (اخرجہ الخوارزمی) انس رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے علی کے سونہ کے نور سے ستر ہزار فرشتے  
پیدا کیے ہیں جو قیامت تک علی اور علی کے محبوبوں کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

(۲۲۴) عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم اولی من اتخذ علیا علیا اخا من اهل  
السموات اسرافیل ثم میکائیل ثم جبرائیل واول من احبته من اهل الجنة حملة العرش ثم الرضا  
خازن الجنة ثم ملک الموت یرحم علی عجبی علی کما یرحم علی الانبیاء (اخرجہ صاحب المواقیت)  
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اہل آسمان کے  
جس نے اول علی کو بہائی بنایا ہے وہ اسرافیل ہیں پھر میکائیل پھر جبرائیل ہیں اور اہل جنت میں سے  
جس نے اول ان سے محبت کی ہے وہ حاملان عرش ہیں پھر رضوان خازن جنت اور پھر ملک الموت علی  
کے محبوب پر وہ اس طرح سے رحم کرتا ہے جس طرح سے کہ انبیاء پر۔

(۲۲۵) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم وقد رأیتہ فی النوم یا انس ما حملک  
علی ان لا تؤدی ما سمعت منی فی علی حتی ادرکتک العقوبة ولولا استغفار علی لک ما شمت راحة  
الجنة ابد او لکوا بشر فی بقیة عمرک ان اولیاء علی وحبیبہم السابقون الاولون الی الجنة وہم حیران  
الله واولیاء اللہ حمزة وجعفر والحسن والحسین واما علی فهو الصدیق اکبر لا یخشی یوم القیامة  
من احبه (اخرجہ الخوارزمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی  
اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے ارشاد کیا اے انس تجھے کس بات نے برا لگتی ہے کیا ہے کہ تو نے  
جو مجھ سے علی کی نسبت سنا لوگوں کو نہیں سنانا وقتیکہ تجھے عذاب الہی پہنچے اگر علی تیرے لیے



معرفت نہ کرتے تو تو کبھی جنت کی بوزہ سوگھتا۔ لیکن اب اپنی باقی عمر میں لوگوں کو بشارت بیان کرتا رہیو۔ کہ  
 علیؑ سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہمساگی میں رہیں گے اور خدا کے  
 ولی حمزہ اور جعفر اور حسن اور حسینؑ میں علیؑ تو صدیق اکبر ہیں جو شخص کہ ان سے محبت رکھیں گا وہ قیامت کے  
 روز زمین خائف ہوگا۔

(۲۶) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احب عليا قبل الله صلواته وصيامه و  
 قيامه واستجاب دعاه الا ومن احب عليا اعطاه الله بكل عرقا بدنه مدينة في الجنة الا من احب ال  
 محمد امن من حساب الميزان والصراط الا ومن مات على ال محمد فانا كفيله بالجنة مع  
 الانبياء الا ومن ابغض ال محمد جاء يوم القيامة مكتوباً بين عينيه انس من رحمة الله (اخرجه  
 الخوارزمي في المتأقب) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سر در انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے  
 جس نے علی سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس سے نماز اور روزہ اور عبادت قبول کرتا ہے اور اس کی دعا مستجاب  
 ہوتی ہے جس نے علی سے محبت کی خدا اس کے بدن کے ہر ایک قطرہ کے عوض جنت میں اسے ایک شہر  
 عطا کرتا ہے جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو دوست رکھتا ہے وہ حساب اور میزان سے  
 اور صراط سے امن میں ہے جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی محبت پر بر گیا اس کا میں ضمان  
 ہوں کہ انبیاء کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے بغض رکھتا ہے  
 وہ قیامت کو روز اس طرح سے حاضر کیا جائیگا کہ اس کی پیشانی پر خدا کی رحمت سے ناسیدی کی آیت  
 لکھی ہوگی ہوگی۔

(۲۷) عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قل لمن احب عليا  
 تهيأ للدخول الجنة (اخرجه الدليلي) عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علی سے محبت رکھتا ہو اسے کدو جنت میں داخل ہونیکے لیے آمادہ ہوگا  
 (۲۸) عن أبي برزة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عهد الى عهدها في علي فقلت يا  
 رب بينه لي فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علياً راية الهدى ومنار الايمان وامام الاولياء و  
 نور لمن اطاعني وهو كلة التي الزمتها المتقين من احبه فقد احبني ومن ابغضه فقد ابغضني  
 (اخرجه يوسف الكنجي) ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ  
 تحقیق علی کی نسبت خدا نے مجھ سے ایک عہد کیا میں نے عرض کیا یا رب وہ مجھ سے بیان فرما چہ درو گار نے  
 فرمایا سن میں نے عرض کیا یا رب میں سن رہا ہوں فرمایا علی مہایت کا علم اور ایمان کی نشانی اور ولیوں کا



امام ہے اور نور ہے اسکے لیے جو بیری اطاعت کرتا ہے اور وہ ایک کلمہ ہے جسکو کہ متقیوں نے لازم گردان لیا ہے جس نے اس سے محبت کی محبت کی اور جس نے کہ اس سے بغض رکھا محبت سے بغض رکھا۔

(۲۹) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد علی الخوض رایۃ علی امیر المؤمنین دامام العصر المجلیں فاقوم واخذ بیدہ فی بیض وجہہ ووجہ اصحابہ فاقول ما خلفتمونی فی الثقلین من بعدک فیقولون صدقنا الاکبر وتبعنا الاصغر ونصرناه وقاتلناہ فاقول رو دارو اء امر وایین فلیثربون شریۃ لا یظماؤن بعدھا ابدا ووجہ امامہم کالشمس الطالعة ووجوہہم کالقمر لیلة البدر او کاضواء نجم فی السماء راخر جہان یوسف الکنیۃ الشافعی فی کفاۃ الطالب ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حرب عرض کوثر پر امیر المؤمنین امام العصر المجلیں کا علم ہو چرگا میں ہکا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو جاؤں گا اس کا چہرہ اور اسکے اصحاب کا چہرہ نور سے باق ہوگا میں ان سے پوچھوں گا تمہیں میرے بعد ان دو بیماری چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے وہ کہیں گے بڑی چیز کی ہنسنے تصدیق کی اور چھوٹی چیز کی پیروی کی اور اس کی مدد کی اور اسکے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ میں ان سے کہوں گا جاؤ پیو اور بلاؤ وہ ایسا شربت پین گے کہ جس کے بعد انکو ہر پیاس نہیں لگے گی۔ انکے امام کا سونہ مثل سورج کے چمکتا ہوگا اور انکے موندہ چودہویں رات کے چاند کی طرح سے ہو گا یا آسمان کے نورانی ستاروں جیسے ہونگے۔

(۳۰) عن ابی سعید الخدری قال اقبلت ذات یوم قاصدا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی یا ابا سعید فقلت لبیک یا رسول اللہ قال ان اللہ عموذا تحت العرش یضئ لاهل الجنة کما تضئ الشمس لاهل الدنیا لانیالہ الاعلی وحبوہ راخر جہ ابوبکر بن مردیہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کر کے گیا حضرت نے مجھ سے فرمایا اے ابا سعید میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں فرمایا عرش کے نیچے خدا ایک ستون ہے جو اہل جنت کے لوگوں پر اس طرح سے چمکتا ہے جس طرح سے آفتاب اہل دنیا پر اس کے قریب کوئی نہیں جاسکے گا مگر علی یا اسکے محبوب۔

(۳۱) عن ابی ہریرۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الفجر ثم قال اتدرون بما ہبط جبریل ثم قال ہبط جبریل فقال یا محمد ان اللہ غرس قضیباً فی الجنة ثلثۃ من یا قوتہ حماد وثلثۃ من زید جلد خضراء وثلثۃ من لؤلؤة رطبۃ ضرب علیہا طاقات جعل بین الطاقا غرفا وجعل فی کل غرة شجرة وجعل حملها الحور العین واجری علیہ عین السلام ثم امسأفق.



رجل من القوم فقال يا رسول الله لمن ذلك القضيبي فقال من احب ان يستمسك بذلك القضيبي  
 فليحسب علي بن ابي طالب (اخرجه ابن المغازلي) ابو هريره رضي الله عنه كہتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر ارشاد کیا ابا تم کو معلوم ہے کہ جبریل کیا خبر  
 میرے پاس لائے ہیں پہر خود ہی ارشاد فرمایا کہ جبریل یہ خبر لائے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے شاخین حبش میں  
 لگائی ہیں تین سرخ یا قوت کی اور تین سبز زمرہ کی اور تین تازے موتی کی اور انہر طاق لگائے ہیں اور  
 ہر ایک طاق میں غرنے بنائے ہیں اور ہر ایک عرفہ میں ایک درخت لگایا اور انکے پہلے حور عین ہیں اور  
 ان درختوں کو سلامتی کے چشمہ کا پانی دیا ہے۔ یہ فرما کر حضرت خاموش ہو گئے۔ ایک شخص کو دپڑا اور  
 عرض کرنے لگا وہ شاخ کس کے لیے ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس شاخ کو پکڑنا چاہتا ہے  
 اسکو چاہیے کہ علی بن ابی طالب سے محبت کرے۔

(۳۲) عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اسرى الى السماء الرابعة فاذا  
 انا بملك جالس على منبر من نور والملائكة تتحدق به فقلت يا جبريل من هذا الملك قال ادن  
 منه وسلم عليه فدنوت منه وسلمت عليه فاذا بانخي وابن عمي علي فقلت يا جبريل سبقتنني عليا  
 الى السماء الرابعة فقال لي يا محمد لا ولكن الملائكة شكت جها لعل يخلق الله هذا الملك من  
 نور على صورة علي فالملائكة تزور في كل ليلة جمعة ويوم جمعة سبعين مرة ليسبحون ويقدمون  
 الله ويهدون ثوابه لحبيبي علي (اخرجه عبد الله بن يوسف البخاري الشافعي) النسخ رضي الله عنه  
 سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب ہم چوتھے آسمان پر  
 تشریف لے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ نور کے منبر پر بیٹھا ہوا ہے اور تمام فرشتے اس کے  
 گرد حلقہ زن ہیں ہم نے جبریل سے کہا یہ فرشتہ کون ہے جبریل کہنے لگے آپ اس کے پاس جا کر سلام  
 کریں ہم اس کے پاس گئے اور سلام کیا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارا بہائی اور ابن عم علی ہے۔ ہم نے  
 جبریل سے کہا کیا تم سے پہلے علی کو چوتھے آسمان پر لے آئے ہو جبریل کہنے لگے یا محمد نہیں۔ مگر  
 فرشتوں نے علی کی محبت سے خشکات کی تھی پس خدا تعالیٰ نے نور سے اس فرشتہ کو علی کی صورت پر  
 پیدا کیا پس ہر شب جمعہ اور روز جمعہ کو فرشتہ ستر و فہر کی زیارت کرتے ہیں اور خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں  
 اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کا ثواب علی کے محبوب کو پہنچاتے ہیں

جناب امیر علیہ السلام کے شیعوں کے فضائل



(۱) عن جابر بن عبد الله قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل على فقال النبي صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ان هذا وشيعته فهم فائزون يوم القيامة ونزلت ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية (اخرجه بن عساكر والحوارزمي والسيوطي في الدر المنثور) جابر بن عبد الله رضي الله عنه سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے کہ جناب امیر علیہ السلام شریف لائے اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ اور اسکے شیعہ پس وہی قیامت کے روز حجت کے رفیع درجوں تک پہنچنے والے ہیں اور اسی حالت میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے اچھے ہیں ۔

(۲) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلیٰ هوانت وشيعتك يوم القيامة راضين مرضيين (اخرجه ابن مردويه وابونعيم في الحلية والديلمی في فردوس الاخبار والسيوطی في الدر المنثور) ابن عباس رضي الله عنه سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تحقیق جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کام کیے ہیں اچھے وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ وہ لوگ تم ہو اور تمہارے شیعہ ہیں قیامت کے روز خوش اور خوشنود کیے گئے ۔

(۳) عن علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم الم تسمع قول الله تعالى ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية انت وشيعتك وموعدكم وموعدكم الحوض اذا جئت الامم يوم القيامة تدعون غرا لمجملين (اخرجه بن مردويه والحوارزمي في المناقب والسيوطي في الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھ سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی کیا تو نے خدا تعالیٰ کے فرمانے کو نہیں سنا ہے کہ تحقیق وہ لوگ ایمان لائے اور کام کیے ہیں اچھے وہی لوگ ہیں سب خلقت سے بہتر۔ وہ لوگ تم اور تمہارے شیعہ ہیں۔ میرا اور تمہارا وعدہ گاہ حوض کوثر ہے جب قیامت کو روز تمام گروہ حاضر ہوں گے تو تم سفید موندہ اور نورانی ہاتھ اور پاؤں والے پکارے جاؤ گے

(۴) عن عبد الله قال بينا انا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وجميع المهاجرين والانصار انما كان في السرية اذا قبل على نثني وهو متغضب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي قال اذاني بنو عمك فقال يا علي اما ترون انك معي في الجنة والحسن والحسين وذريتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف



ذریاتنا و اشباغنا عن ایماننا و شماننا را خرجه احمد فی المناقب و ابو سعید شرف النبوة و محب  
الطبری فی الریاض النضرة فی فضائل العشرة (عبدالله رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک روز میں جناب  
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا تمام مہاجر و انصار یہی موجود تھے سوا ان  
لوگوں کے جو تشریف لے گئے تھے۔ اتنے میں جناب امیر پیادہ پا آئے ہوئے نظر آئے انکے چہرے سے غضب  
کے آثار نمایان تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اسے غضب دلایا ہے اس نے مجھے  
غضب دلایا ہے جب جناب امیر اگر بیٹھ گئے حضرت نے ان سے پوچھا یا علی تمہیں کیا ہوا ہے جناب  
علی نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کے نبی اعمام نے مجھے تکلیف دی ہے حضرت نے فرمایا یا علی کیا  
تو رضی نہیں کہ تو میری ساتھ جنت میں چلے اور حسین اور ہماری ذریت ہمارے پس پشت اور ہمارے  
شیعہ ہمارے دلہنے بائیں ہوں ۛ

(۵) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل الجنة من هذه الامة سبعون الفا  
لا حساب عليهم ثم التفت الى علي فقال هؤلاء شيعةك يا علي وانت امامهم را خرجه الشيخ  
الحرم الحافظ محمد بن يوسف بن الحسن الرزدي المدني الانصاري في در السمطين في  
فضائل علي والقبول والحسين (عبدالله بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ جناب سرور انبیاء علیہ  
التحية والثناء نے ارشاد کیا کہ اس امت کو ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے پھر حضرت  
امیر کی طرف ملتفت ہو کر فرماتے لگے وہ تیرے شیعہ ہیں اور تو انکے آگے ہوگا۔

(۶) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ان الله قد غفر لك ولذريتك ولولدك  
ولاهلك واشيعتك ولحبي شيعةك فابشر وانك الانزع البطين را خرجه الديلمي في فردوس  
الاجبار جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا  
علی تجھے خدا تعالیٰ نے تجھے اور تیری ذریت کو اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے شیعوں  
کو اور تیرے شیعوں کے دوستوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع اور بطنین ہے۔

(۷) عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت خلدني الاخرة  
اقرب الخلق مني وانت علي الخوض خليفتي وان شيعةك على منابر من نور مبيضة وجوههم  
مولى الله لهم ويكفون في الجنة جبراني را خرجه ابن المغازلي في المناقب والخوازمي عن  
علي والملافي وسيلة المتعبدين الى متابعة سيد المرسلين ومحمد بن يوسف الكنجي الشافعي في  
كفاية الطالب و ابراهيم بن عبد الله الوصافي اليمني الشافعي في الاكثافي فضائل الاربعة



الخلفاء وابن اسبوع الاندلسی فی الشفاء و ابو سعید عبد الملک بن محمد بن ابراہیم الخزرجی فی  
 شرح الذبیح) جابر بن عبد امیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
 جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تم کل قیامت کو سب خلقت کو زیادہ میرے قریب اور حوض پر میرے خلیفہ ہو  
 اور تمہارے شیعہ نور کے منبروں پر سفید سونہ والے میرے ارد گرد ہونگے میں انکی شفاعت کروں گا وہ جنت  
 میں میرے ہم سایہ ہونگے ۔

(۸) عن ابی رافع قال از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت و شیعتک تروون علی الحوض  
 رواہ مرسلین مبیضۃ وجوہہم وان اعداءک یروون علی ظلماً مقحین راخرجه الطبرانی  
 فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع ابراہیم) ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر سے ارشاد کیا کہ تو اور تیرے شیعہ حوض کو سیراب ہونگے پورا سیراب ہونا تمہارا  
 سونہ نورانی سفید ہونگے اور تمہارے دشمن پیاس کو سیراٹھائے ہوئے ہونگے ۔

(۹) عن ابی رافع از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی ان اول اربعۃ یدخلون الجنة انا وانت  
 والحسن والحسین وذریاتنا خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن اباننا وشمائلنا  
 راخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر) ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق سرور دین پناہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے جناب پر تھے علیہ السلام سے فرمایا کہ جو چار شخص کہ رب کے اول جنت میں داخل ہونگے وہ  
 میں اور تو اور حسن اور حسین میں اور ہماری ذریت ہمارے پس پشت اور ہمارے ازواج انکے پس پشت  
 اور ہمارے شیعہ ہمارے دہنے بائیں ہونگے ۔

(۱۰) عن ام سلمۃ قالت از فاطمۃ انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہا علی فرفع رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم الیہا رأسہ قال البشیرا علی انت و شیعتک فی الجنة راخرجه فخر الاسلام نجمل الدین  
 ابوبکر بن محمد بن حسین السبکی المریدی فی مناقب الصحابہ) ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا  
 سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام جناب امیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف  
 لائیں حضرت نے انکی طرف سر اقدس اٹھا کر ارشاد کیا یا علی خوش ہو تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہونگے

### تنبیہ

ان احادیث کے سوا اور بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن میں شیعہ گروہ کا ذکر آیا ہے ۔ امامیہ مذہب کے عالم  
 مدعی ہیں کہ جس گروہ کے فضائل کے متعلق یہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ ہمہراہی گروہ اکتاف عالم ہیں  
 اس نام سے پکارا جاتا ہے ۔ اور علماء اہل سنت و جماعت و عویداء میں کہ وہ شیعہ اولی ہم ہیں چنانچہ



بندہ ایسا دکھاوین جو مردہ کو زندہ کرے اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور  
بنائے اور پہرہ ان میں پہونکے اور وہ اڑ جائیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے  
پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بتحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ جو کہ کہتے ہیں کہ  
مسیح ابن مریم خدا ہے۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے۔ پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے اسکے بعد  
کہ تجھ سے کلام اگیا ہے پس کہہ دو اؤ بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمہاری بیٹی اور اپنی عورتیں اور تمہاری  
عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جو ٹوٹن پر  
پیر اپنے نصاریٰ کے گروہ سے ارشاد کیا اگر تم اسلام کے متقاد نہیں ہو گے تو خدا تعالیٰ نے  
مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں۔ پہر ان لوگوں نے دوسرے روز کا وعدہ کیا۔ جب صبح ہوئی  
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی اور حسنین اور جناب سیدہ علیہم السلام کو ساتھ لیکر  
تشریف لائے۔ سقف نوان سو کہا و انہ میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ دعا مانگیں  
کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو خدا تعالیٰ اسکو اسکی جگہ سے ٹلا دیگا۔ تم ان سے مباہلہ مت کرو  
ورنہ زمین پر کوی نصرائی باقی نہیں رہے گا۔ پس انکا سقف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر عرض  
کرنے لگا ہم مباہلہ نہیں کرتے +

(۴) اخرج الدارقطنی ان علیاً یوم الشوری اجتمع علی اہلہا فقال لہم انشدکم باللہ ہل  
فیکم احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحمۃ منی ومن جملہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نفسہ وانباہ انباہ غیرہ قالوا اللہم لا دارقطنی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتی  
ہیں کہ مشورت کے روز اہل شوری سے آپ نے تکرار کرتے وقت فرمایا کہ میں تمکو خدا کی قسم دیکر  
پوچھتا ہوں کہ کوئی تم میں میرے سوا ایسا شخص موجود ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ مجھ سے زیادہ قرابت رکھتا ہو اور کس کی جان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان  
اور کس کے بیٹوں کو اپنے بیٹے قرار دیا ہے۔ سب نے کہا خدا کی قسم ہے کوئی نہیں +  
(۵) قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودة فی القربی (حم) ترجمہ اپنی قوم سے کہہ دو تو  
اے محمد کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلہ کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت۔  
را۱ عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودة فی  
القربی قالوا یا رسول اللہ من ہذا الذین امرنا اللہ تعالیٰ بمودتہم قال علی وفاطمة  
وابناہما راخرجه احمد وابن ابی حاتم والطبرانی والبخاری عن مقاتل والکلبی و



حافظ ابن حجر صوفی محرقہ میں کہتے ہیں وشیعة اهل البيت هم اهل السنة والجماعة لانهم الدين احبوا  
 هم كما امرهم الله ورسوله واما غيرهم فاعدا لهم في الحقيقة يعني اهل سنت وجماعت ہی شیعہ اہل بیت  
 ہیں کیونکہ یہی لوگ خدا اور اس کے رسول کے حکم کے موافق اہل بیت سے محبت کہتے ہیں اور اہل سنت کو سوا  
 دوسرے لوگ فی الحقیقت اہل بیت کے دشمن ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بھی ایک  
 رسالہ میں جو فرقہ امامیہ کے جواب میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ اہل سنت میگویند مائیم شیعہ اولیٰ احادیث  
 کہ در فضل شیعہ وارد اند مورد آن مائیم نہروافض \*

اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ جس شیعہ گروہ نے فضائل میں یہ حدیثیں وارد ہیں انکا کیا عقیدہ تھا کیونکہ کتب  
 سیر اور تاریخ اور رجال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین میں جناب امیر علیہ السلام کی ذات یا  
 برکات کی نسبت علی العموم لوگوں کے ساتھ ہر تہے جسکے معتقدات میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔  
 (۱) ایک گروہ جنگ نہروان کا بقیہ اسیر گرو نواح بصرہ میں آباد تھا۔ وہ جناب امیر علیہ السلام کو معاف  
 اللہ مسلمان تک بھی نہیں جانتا تھا یہ گروہ ابتداء میں حوریہ کے نام سے مشہور تھا آخر میں خواج  
 اور مارقین کے نام سے معروف ہوا۔ \*

(۲) دوسرا گروہ شام کے نو مسلمانوں کا تھا جو امیر معاویہ اور آل مروان کا طرف دار تھا یہ گروہ جناب  
 امیر علیہ السلام کو مسلمان تو سمجھتے تھے۔ لیکن ان کا شان اقدس میں برسر محراب و منبر سب و شتم کرتے  
 تھے۔ آخر محققین اسلام نے انکو نواصب کا خطاب دیا۔

(۳) تیسرا گروہ جناب امیر کو منجملہ صحابہ کے ایک صحابی سمجھتا تھا مگر جناب امیر کی کسی قسم کی تقدیم  
 کا قائل نہیں تھا یہاں تک کہ انکو امیر معاویہ کے مساوی سمجھتا تھا۔ زمانہ نے اس گروہ کا جلد ترخاۃ  
 کر دیا کہ اسکا نام تک مشہور نہ ہوا۔ \*

(۴) چوتھا گروہ جناب امیر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد در دیگر اصحاب سے افضل جانتا تھا  
 یہی گروہ اہل سنت و جماعت کے نام سے مشہور ہوا۔ اور اسی واد عظمیٰ دنیا بہرین فروغ  
 پایا۔ \*

(۵) پانچواں گروہ جناب امیر کو شیخین رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی  
 افضل اور اعلیٰ سمجھتا تھا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی کے قائل تھے اور ائمہ اربعین امام مالک

لہ قال ابو عمر وقف جماعة في علي وعثمان فلم يفضلوا واحدا منها علي صا تبه منهم مالك

بن النضر ويحيى بن سعيد القطان راستيعاب



اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک تھا اسی گروہ کے قریب قریب ایک اور گروہ تھا جو ان دونوں صاحبوں کے  
مفاضلہ میں متوقف تھا۔

(۶) چنانچہ گروہ جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب صحابہ سے افضل اور اعلیٰ سمجھتا تھا اور  
فضلہم علیٰ ترتیب الخلفاء کا قائل نہیں تھا۔ اور شیخین رضی اللہ عنہما کی بھی تعظیم کرتا تھا۔ اور حضرت عثمان شہید  
بے دیت رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی ہمدردی رکھتا تھا۔ یہ لوگ تفضیلیہ اور شیعہ اولیٰ کلمات جاتے تھے۔

(۷) ساتواں گروہ شیخین کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تقیص کرتا تھا۔ چونکہ ابتدائی سے اہل سنت  
کی جماعت کثیر اطراف بلاد میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ ساتویں قسم کا گروہ اقل قلیل دنیا میں آباد تھا۔ بوجہ مخالف  
نہی کے اہل سنت اس ساتویں گروہ کو انکے چرانے کے وسطوں کو فرضی کہنے لگ گئے۔

شیخ نورا الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تیسرے القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں حدیث  
شعبۃ حدیثی ثابت قال سمعت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہٖ وسلم قال لا یجوز لکلامی (مطلانی میگوید عدی بن ثابت ثقتہ است قاضی شیعہ و امام مسجد ایشان  
بودہ در کوفہ و شعبہ کہ از مشائخ کبار اہل حدیث است و اور امیر المومنین فی الحدیث کفۃ انداز دی بروایت حدیث  
خاروہ از نیجا معلوم میشود کہ مذہب شیعہ و اعتقاد ہائے ایشان در زمان سابق باین خرابی و رسوائی کہ متاخر  
وارند نبودہ است چنانچہ کفۃ اند کہ در آنوقت اعتقاد اینہا زیادہ برین نبودہ کہ امیر المومنین علی را بیشتر دوست  
میداشتند نسبت بآئمہ دیگر و افضلیت باین ترتیب را کہ اہل سنت مقرر کردہ اند معتقد نبودہ اند انتہی کلام  
شیخ نورا الحق کا لکھنا بالکل مطابق واقع ہے کیونکہ علماء اہل سنت بوجہ تفرقہ بندی کے شیخین کے سب کرنے  
والوں سے مطلق اخذ حدیث نہیں کرتے تھے بلکہ خوارج سے بوجہ انکی دیانت ظاہری کے روایت کا لینا پسند کرتے  
تھے چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی تدریب الراوی فی شرح تقریب النوادی میں لکھتے ہیں قال ابو داود  
لیس فی اہل الاہواء اصح حدیثا من الخوارج اور خطابیہ یعنی روافض کی گواہی تک قبول نہیں کرتے  
تھے چنانچہ امام نووی منہاج شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں قال اما من الثانی رضی اللہ عنہما قبل منہاجۃ  
اہل الاہواء الا الخطابیۃ من الرافضۃ

پس ثابت ہوا کہ وہ چنانچہ گروہ جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الناس  
سمجھتا تھا وہی شیعہ اولیٰ کا گروہ تھا جن سے علماء اہل سنت بھی اخذ حدیث میں مضائقہ نہیں کرتے تھے  
تھانہ المحدثین شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں و نیز باید دانست کہ شیعہ  
اولیٰ کہ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ اند در زمان سابق البقیہ بقلب بودند و چون غلامہ روافض و زیدیان م



اسماعیلیہ باین لقب خود را ملقب کردند و مصدر قبا کھ و مشرور اعتقاد می و علمی گردیدند خوفا عن التباس الحق  
عن الباطل فرقہ سنیہ و تفضیلیہ این لقب را بر خود نہ پسندیدند و خود را باہل سنت و جماعت ملقب کردند  
لیکن یہ کہنا کہ اہل سنت ابتدا میں شیعہ کے نام سے مشہور تھے محض ادعا ہے جب کا کوئی ثبوت نہیں ملتا  
اگر اہل سنت ابتدا میں شیعہ مشہور ہوتے تو زید یہ فرقہ کے خروج سے حوالہ سنت کے پہلے گذر چکا ہرین  
ان میں سے کوئی نہ کوئی اس نام سے مشہور ہونا چاہیے تھا۔ حالانکہ وہی لوگ شیعہ کہلائے جاتے تھے  
جو جناب امیر کے فضل الصاحب ہونے کے قائل تھے۔ ماسوا اسکے اگر اہل سنت ابتدا میں شیعہ مشہور ہوتے  
تو زید یہ و اسماعیلیہ بوجہ صورت کے کہی اس نام کو اپنے لیے مطلق گوارا نہ کرتے کوئی اور نام پسند  
کرتے۔ علاوہ برین متاخرین اہل سنت ان شیعیان اولی کو اعتقاد و تفصیل کے باعث سہمیشہ بدعتی  
کہتے چلے آئے ہیں اگر اہل سنت ہی اسی گروہ میں شامل ہوتے تو وہ بیچارے مبتدع کیوں قرار دیے  
جاتے۔ چنانچہ حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں ترجمہ ابان بن تغلب لکھتے ہیں ابان بن تغلب الکوفی  
شیعی لکنہ صدوق وقد وثقه احمد وابن مبعین وابو حاتم وقال کان غالباً وقال الجوزجانی  
ذائع مجاہد فلقاتل ان يقول کیف ساغ توثيق مبتدع و حد الثقة العدالة والاتقان فكيف يكون

لہ جوزجانی خود تو متعصب خارجی ہیں لیکن ابان ابن تغلب کو بوجہ شیعیت کے زائع اور مجاہد ٹھہراتے ہیں  
لسان النیران میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں ومن ينبغي ان يتوقف في قبول قوله في الجرح  
من كان بينه وبين من جرحه عداقة سببها الاختلاف في الاعتقاد فان الحاذق اذا تأمل تلب  
إلى اسحاق الجوزجاني لاهل الكوفة رأى العجيب ذلك لشدة الخرافة في النصب وشهرة  
أبلغها بالتشيع فتراها في جرح من ذكره بلسان ذلق وعبارة طلق حتى انه اخذ بدين مثل  
الاعمش وابو نعيم وعبد الله بن موسى اساطين الحديث واركان الرواية الخ

میں پر مذہب ہے کہ جرح کرنے والے کی جرح کو جو اس نے کسی شخص کے حق میں اختلاف اعتقاد کی  
عداوت کی وجہ سے کی ہو قبول کرنے میں تامل کرنا چاہیے چنانچہ اگر کوئی دانا ابو اسحاق جوزجانی  
کی مکتہ چینی کو جو اس نے اہل کوفہ کے نسبت کی ہے تامل کرے۔ تو ایک عجیب معاملہ دیکھ گا۔ کہ  
کوفہ کے لوگوں میں سے اس نے جس کی سیکا ذکر کیا ہے اسکی جرم کرنے میں کس قدر زبان کے تیزی  
کو کام میں لایا ہے یہاں تک کہ اعمش اور ابو نعیم اور عبد اللہ بن موسیٰ جیسے اساطین حدیث  
اور ارکان روایت کو بھی نرم کر ڈالا ہے۔



عدا من هو صواب بدعت وجوابہ از البدعت علی ضربین صغریٰ کغلو التشیع او کالتشیع بلا غلو فلا  
 تحرق فهذا کثیر من التابعین و تابعیہم مع الدین والورع والصدق فلو ذهب حدیث ہوا لدن  
 جملة من اثار النبوة وهذا مفسد بینه ثم بدعت الکبریٰ کالرفض الکامل والغلو فیہ والخطا علی ابی  
 بکر وعمر والدعا الى ذلك فهذا النوع لا یجزم بہ ولا کرامتہ فیہ یعنی ابان بن تغلب کونہ کاباشندہ شیعہ  
 تھا لیکن صادق تھا یہم کہتے ہیں کہ اسکا صدق ہمارے لیے ہے اور اسکی بدعت اسکے لیے ہے۔ امام احمد  
 ابن حنبل اور ابن سعید اور ابو حاتم نے اسکو ثقہ مانا ہے اور کہا ہے کہ وہ تشیع میں غلو کرنے والا تھا۔  
 جوزجانی ناصبی کہتا ہے وہ حق سو پیرا ہوا۔ اور بدگو تھا۔ قائل کہہ سکتا ہے کہ بدعتی کی ثقاہت کیونکہ  
 مالی جابستہ ہے۔ فقہ کے لیے عدالت اور اتقان لازم ہے۔ پس جو شخص کہ بدعتی ہو کیونکہ عادل ہو سکتا  
 ہے اسکا جواب یہ ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت صغریٰ جیسکہ تشیع میں غلو کرنا یا شیعیت  
 بلا غلو کے پس یہ نا ملائم نہیں ہے کیونکہ ایسی شیعیت تابعین اور تبع تابعین میں دین اور ورع اور صدق  
 کے ساتھ بکثرت پای جاتی تھی اگر ان کی احادیث سے ہاتھ کھینچ لیا جائے۔ تو تمام آثار نبویہ ہاتھ سے جا  
 رہنے کا اندیشہ ہے جس سے ایک ظاہری فساد پیدا ہو جائے گا۔ دوسری بدعت کبریٰ ہے جسے کہ  
 پورا رفض اور اس میں غلو کرنا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے مرتبہ سے گرانما ایسی قسم کی حاجت نہیں  
 ہے اور نہ اس میں کوئی خوبی ہے۔

اس عبارت سے چند امور ہوتا ہوتے ہیں۔

اول۔ اے کہ تشیع بلا غلو (یعنی جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ نسبت دوسرے صحابہ کے زیادہ محبت رکھنا)  
 یا غلو تشیع (یعنی جناب امیر کو شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینا جسکی تصریح حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری  
 شرح صحیح بخاری میں کی ہے والتشیع محبة علی وتقديمه علی الصحابة فمن قدس علی ابی بکر وعمر فما  
 غال فی التشیع) یہ دونوں اہل سنت کے نزدیک بدعت صغریٰ ہیں۔

دوم۔ یہ کہ تشیع بلا غلو کثرت سے تابعین اور تبع تابعین میں پایا جاتا تھا۔

سوم۔ یہ کہ اگر ان شیخان اولیٰ کی روایتوں سے دست کشی کی جائے تو آثار نبویہ کے ہاتھ سے جا  
 رہنے کا احتمال ہے۔

چہارم۔ یہ کہ اہل سنت نے صاحبان بدعت کبریٰ یعنی روافض سے اخذ حدیث نہیں کیا اور نہ انکی  
 روایات کو مستند مانا ہے۔

اب سکو دیکھنا چاہیے کہ غلو تشیع (یعنی شیخین پر جناب امیر کو فضیلت دینی جسکو متاخرین نے بدعت



صغریٰ قرار دیا ہے پہلی کتاب تک اصلیت ہے۔

بدعت کو معنی میں امر محدث فی الدین جسکا مآخذ کتاب و سنت اور آثار صحابہ سے نہ ہو۔ ورنہ کبریت کلمہ تخریج  
من افواهہم ان یقولون الا کذباً جناب امیر کی فضیلت کا ثبوت احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے ملتا ہے  
سب سے قطع نظر کہ ہم اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جو ائمہ حدیث کو نزدیک اثبات الاخبار صحیح الا احادیث خبر  
متواتر حدیث متفق علیہ ارشاد انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ ہے جس کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ  
المناہج شرح مسلم شریف میں لکھتے ہیں وفيہ اثبات فضیلة لعلی کا تعرض فیہ لکونہ افضل من غیرہ او مثله  
لین فیہ الدلالة لا اختلاف) یعنی اس حدیث سے جناب امیر کی فضیلت کا اثبات ہے جس میں تعرض  
نہیں کیا جاسکتا۔ باعث انکے فضل ہونے کے اپنے غیر سے یا اپنے مثل اصحاب سے اور اس سے اعلیٰ خلافت پر  
استدلال نہیں ہو سکتا۔

حضرت اگر نہیں ہو سکتا نہ ہو ہمارا مطلب تو ثبوت فضیلت ہے سو وہ آپ کی تقریر ثابت ہے۔

عن ابن جبر قال قلت لعلی بن الحسین یا سیدنا ان ابی حدث عن ابی جحیفۃ وھب الخیر ان ابابک سعد  
المنبر قال خیر ھذا الامۃ بعد نبیہا ابو بکر وعمر فقال ابن مذھب بک یا حکیم حدثنی سعید بن  
المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ قال انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ ان المؤمن یحضم نفسه  
راخو جہ الخیط فی نار یخ بعد فی ترجمہ طریف بن عبد اللہ الموصلی ابن جبر کہتا ہے میں نے جناب امام بن  
العابدین سے عرض کیا یا مسیدی مجھ سے وہب بن الخیر بیان کرتا تھا کہ آپ کے والد ماجد جناب امیر نے منبر پر چڑھ کر ارشاد کیا تھا  
کہ بعد نبی کریم صلو اللہ علیہ وسلم کے اس امت میں سب سے بہتر ابو بکر اور عمر ہیں جناب امام نے فرمایا اے عقل و الیٰ تجھے ہم کسان کی جائز  
ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا ہے کہ حضرت نو فرمایا ہے کیا علی تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کی موسیٰ سے ہے۔ مومن ہمیشہ  
اپنی کسب نفسی کیا کرتا ہے

صلاح بن مہدی القبطی علم شامی فی آثار الحق علی ابار المشائخ میں لکھتے ہیں والعجب من المحدثین تمام  
یخرجون بقل قول شریک القاضی وقد قبل عند معاویۃ حلیم فقال لیس بحلیم من سفہ الحق و  
حارب علیاً وبقولہ قد قبل لہ الا تزور اخاک فلا نا فقال لیس باخ من اذراء علی وعمار و  
تراہم ینکحون فی وکیم واخر ابہ من تلك الدرجة الرفیعة دینا ودرعا یقولون یتشیع ویتشیع  
انما هو مثل ذلک ما ذکرک من شریک۔ فازکان التشیع انما هو ذلک القدر۔ فلعمری ما یسع  
منصفاً الخرمع عنہ وازاد المحدثون وسائر من سہی نفسه بالسنۃ رد بل عہم فابتدعوا فی  
الحانب لاخو ووضعوا ما رفع اللہ ورفعوا ما وضع اللہ انتہی کلامہ یعنی محدثین سے تعجب ہے کہ وہ



قاضی شریک کی بات پر ایسا کی ہی باتوں پر حرج کرنے لگا تو بہن چنانچہ ایک دفعہ اسکے پاس فر کر گیا کہ میرا  
 معاویہ حلیم ہیں۔ اس نے جواب دیا جو شخص کہ سپہ اس پر بیوقوف بن جائے اور علی کے ساتھ جنگ کر وہ حلیم نہیں  
 ہو سکتا۔ اسی طرح سے اور ایک دفعہ اس سے کہا گیا تو اپنے فلاں نے بہائی کی زیارت کو کیوں نہیں گیا۔ اس  
 نے کہا جو شخص کہ علی اور عمار پر عیب ہے وہ ہرگز میرا بہائی نہیں ہے۔ کبھی تو دیکھو گا کہ وہی محدثین ہیں جسے کہیم  
 اور اسکے امثال کو باوجود دین اور ورع میں ان کے ہر قدر رفیع الدرجات ہونیکے شیعہ کہنے لگتے ہیں۔ اور  
 انکا شیعہ پن صرف اتنا ہی ہے جتنا کہ ہم نے قاضی شریک کا بیان کیا ہے اور اگر شیعہ پن سید کا نام ہے جو کہ  
 ہم نے ذکر کیا ہے۔ تو مجھے اپنی جوانی کی قسم ہے۔ کہ بہر کوئی منصف مزاج اس سے نہیں بچ سکیگا اہل حدیث و  
 نیز وہ لوگ جو اپنی جان کو اہل سنت کہلاتے ہیں ان لوگوں کو بدعتی ٹھیرانے کا ارادہ کرتے ہیں اور خود دوسری  
 طرف بدعت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور جس بنیاد کو کہ خدا نے گرا پایا ہے اسکو بناتے ہیں اور جسکو بنایا ہے  
 اس کو گراتے ہیں \*

ان مباحث سے یہ تو ہکٹو ثابت ہو گیا ہے کہ مذہب تفضیل کثرت سے طبقہ تابعین اور تبع تابعین میں رائج تھا  
 اب ہکٹو توڑی دیر کے لیے نگاہ اٹھا کر انکے اوپر کے طبقہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھنا چاہی  
 کہ یہ غلو تشیع کوئی صاحب ان میں بھی رکھتا تھا یا نہیں اگر بعض صحابہ کے قائل نظر آئیں تو ایسا اعتقاد  
 جو خیر القرون قرنی ثلث الذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم میں پایا جاتا ہو اسکو بدعت قرار دینا خود بدعت ٹھیرے گا۔  
 حافظ ابن عبد البر النمزی القریطی المالکی رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں بصدد ترجمہ جناب امیر  
 علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں روی عن سلمان وابی ذر والمقداد وخباب وجابر وابی سعید وزید بن ارقم  
 ان علی بن ابی طالب اول من اسلم وفضلہ ہوا علی غیرہ یعنی سلمان اور ابو ذر اور مقداد اور جناب ابی  
 جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو  
 سب سے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ بزرگوار انکو یعنی جناب امیر کو انکے غیر فضیلت و مبارکتی تھے۔ (حفظ  
 ابن عبد البر کے سوا حافظ ابی المجاہد یوسف بن الزکی بن عبد الرحمان بن یوسف النمزی الکلبی الشافعی نے  
 بھی اس حدیث کو کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں نقل کیا ہے \*

انکے ماسوا عبد اللہ بن سلم بن قتیبہ نے کتاب العارفین میں جہان پرشیعان علی کا ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے۔  
 واسما الغالیۃ من الشیعۃ ابو الطفیل صاحب رایت المختار وکان اخر من رای رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم۔ والمختار۔ وابو عبد اللہ الجلی ووزارہ بن اعین وجابر النخعی یعنی شیعہ میں غلو کرنے  
 والوں کے یہ نام ہیں۔ ابو الطفیل مختار کا علم ہے جو شخص حضرت علی علیہ السلام کے سب سے پہلے والوں سے



بچے فوت ہوا ہے اور مختار بن ابوعبیدہ ثقفی۔ اور ابوعبد اللہ الجذلی۔ اور زوارہ بن اعین۔ اور جابر الجعفی  
 ابوالطفیل رضی اللہ عنہ مذہب کی نسبت علامہ ابن عبد البر الاستیسیاب فی سترۃ الاصححاب میں لکھتے ہیں  
 وكان ابوالطفیل عامر بن واثلة یثیع فی علی و یفضل و یثی علی الشیخین ابی بکر و عمر رضی اللہ  
 عنہما و یرحم علی عثمان رضی اللہ عنہ یعنی ابوالطفیل عامر بن واثلہ جناب امیر کی شان میں عقدا و شیعیت  
 رکھتے تھے اور شیخین یعنی حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی مدح اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید  
 بے دیت کے ساتھ ہمدی کیا کرتے تھے۔

ان صحابہ کبار کے سوا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ثابت ہوتا ہے چنانچہ حافظ خطیب تاریخ بغداد  
 میں ترجمہ قاضی شریک لکھتے ہیں۔ دخل شریک علی المہدی فقال له المہدی ما تقول فی علی بن ابی  
 طالب قال ما قال فیہ جلالہ العباس وعبد اللہ قال وما قال فیہ قال اما العباس فمات و علی عنہ  
 افضل الصحابة وقد کان یری کبراء المهاجرین یسألون عما یزل علیہم من النوافل وهو ما احتج  
 الی احد حتی لحق باللہ عز وجل و اما عبد اللہ فانه کان یضرب بین یدیه بصفین و کان فی  
 حروبه رأسا متبعاً و قائداً مطاعاً فلو كانت امة علی جورکان اول من یقعد عنها ابوک لعلمہ  
 بلین اللہ و فقہ فی احکام فسکت المہدی و لم یض بعد ہذا المجلس الا قلیل حتی غرل شریک  
 (رحمۃ اللہ علیہ) یعنی قاضی شریک ایک دفعہ مہدی عباسی کی پاس کیا مہدی نے اسے کہا تو علی کے حق میں کیا کہتا ہے شریک نے کہا جو بات  
 میری دواد حضرت عباس اور علیہ بن عباس انکو حق میں کہتے ہیں بات میں کہتا ہوں مہدی نے کہہ کر لگا وہ کیا کہتے ہیں شریک  
 نے کہا عباس کا مرنا ہی عقدا تھا کہ علیؑ سب صحابہ افضل میں کیونکہ حضرت عباسؓ دیکھا کرتے تھے کہ اگر مہاجرین کو عبادت میں جو  
 کچھ تکلیف پیش آتی تھیں جناب علیؑ سے بچا کرتے تھے اور جناب امیرؓ کو اپنی وفات کی وقت تک کبھی کسی بات میں صحابہ سے بوجھنے کی  
 ضرورت نہیں پیش آئی مگر عبد اللہ بن عباسؓ تمام حروب میں جناب امیرؓ کے تابع اور انکی فوج کے سردار تھے اگر جناب علیؑ کی امامت مظلوم ہوتی تو  
 سب پہلے عبد اللہ بن عباسؓ ہی بایست اپنی علم دین اور فہم فی احکام کے انکی شرکت کو کنارہ کش ہو جا مہدی یہ سنکر خاموش ہو گیا اس  
 گفتگو پر نہایت ہی تھوڑی مدت گزرنے پر انکی مہدی نے شریک کو قہنہ کے عہدہ سے معزول کر دیا۔

خدا کا شکر ہے کہ جس عقدا پر یہ کامو متبع اور اہل لہو اقرار دیا جاتا ہے اس میں حضرت عباسؓ عم رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم اور حضرت سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور مقداد بن اسود اور خیاب بن الارت اور جابر بن  
 عبد اللہ الانصاری اور ابوسعید خدری اور زید بن ارقم اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ الکسانی اللیثی رضی  
 اللہ عنہم و رضوانہ ہمارے پیشوا ہیں بابی انت و امی لنعم ما قلت یا رسول اللہ اصحابی کا لفظ ہم باہم  
 اقتدیتما ہتدیتما +



ولنعمر ما قال امامنا ابو عبد الله بن ادریس الشافعی لمطلبی رحمة الله عليه ۛ اذا نحن فضلنا  
 عليا فاننا ۛ روافض ۛ بالتفضيل عند ذوالجھل ۛ وفضل ابی بکر اذا ما ذكرتہ ۛ رسیت  
 نصب عند ذکر الفضل ۛ فلا زلت ذارفض وفضل کلہما ۛ بحبیہما حق او سلفی الرمل ۛ  
 وايضا قال ۛ ولو كان الرفض حبال محمد ۛ فليشهادا للثقلان انی روافض ۛ وقال البيهقي  
 واما قال الشافعی لك حين نسب الخوارج الى الرفض حسدا وبغيا ۛ صواعق محرقة علامان حجر  
 کیا اچھا فرمایا ہے ہمارے امام عظیم سیدنا مولانا حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی مطلبی رحمة الله عليه نے کہ جب ہم جناب  
 علی علیہ السلام کو فضیلت و برتری میں کہ ہم بیوقوفوں کے نزدیک رافضی تھے اسے جانتے ہیں اور جب ہم حضرت ابو بکر کے فضل  
 کو بیان کرتے ہیں تو ہم ناصبی قرار دیے جاتے ہیں ۛ میں مرے ایک ان دونوں صاحبوں کی محبت میں ہمیشہ رافضی  
 اور ناصبی ہوں ۛ اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رخص ہے تو جن انس گواہ رہیں میں رافضی ہوں یہی  
 رحمة الله عليه کہتے ہیں کہ جناب امام شافعی نے یہ شعار ہوق تصنیف کیے تھے جبکہ خوارج حسدا و بغی سے انکو  
 رافضی کہتا تھا ۛ

اب ہم ان شیعہ بزرگواروں کے نام کی ایک فہرست مختصر مدینہ ناظرین کرتے ہیں کہ جنکو ایک طرف سے تو متبع  
 قرار دیا جاتا ہے اور دوسری طرف سے ان سے اخذ حدیث کیا جاتا ہے ۛ حافظ عبد الرحیم العراقي شرح الفیہ  
 الحدیث میں لکھتے ہیں و کتابہما من الشیعۃ یعنی صحیح مسلم شریف شیعہ کی روایتوں سے مالا مال ہے  
 سیوطی علیہ الرحمۃ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں بخاری اور مسلم کے راویوں کے بیان میں بکثرت  
 ہیں اردت ان اسرد اسماء من روی بالتشیع من اخرج لهم البخاری والمسلم او احدهما ۛ وہم اسمیل  
 ابن ابان ۛ واسمعیل بن زکریا الخلقانی ۛ وجبرین عبد الحمید ۛ وابان بن تغلب الکوفی ۛ و  
 خالد بن مخلد القطوانی ۛ وسعید بن فیروز ۛ وابو الجحاری ۛ وسعید بن عمرو بن اشعر ۛ و  
 سعید بن عمیر ۛ وعباد بن العوام ۛ وعباد بن یعقوب ۛ وعبد الله بن عیسیٰ بن عبد الرحمن  
 بن ابی لیلی ۛ وعبد المزیق بن ہمام صاحب المصنف ۛ وعبد الملك بن اعین ۛ وعبد الله بن  
 موسیٰ الجیسر ۛ وعدی بن ثابت الانصاری ۛ وعلي بن الجعد ۛ وعلي بن الحاشم بن البرید  
 بوفضل بن دکن ۛ وفضل بن مرزوق الکوفی ۛ وفطر بن خلیفہ ۛ ومحمد بن حجارہ الکوفی ۛ و  
 محمد بن فضیل بن غزوان ۛ ومالك بن اسمعیل ۛ وابو غسان یحییٰ بن الجزار ہولاء رموا  
 بالتشیع انتہی ارادہ کرنا ہوں میں کہ شمار کروں نام ان لوگوں کے جو کہ تشیع کے ساتھ مستوب ہو میں  
 اور احادیث اخذ کیے ہیں ان سے امام بخاری اور مسلم نے یا ایک نے اندونوں میں ۛ اور وہ اسمعیل بن ابان



اور اسمعیل بن زکریا خلقانی۔ اور جریر بن عبد الحمید الحلی۔

عبد اسد بن مسلم بن قتیبہ الدینوری نے المعارف میں بھی ایک فہرست دی ہے وہ ہوندا۔ الشیخ۔ الحرث الاعور۔  
وصعصع بن صوحان۔ والاصبع بن بنانہ۔ وعطیة العوفی۔ وطاوس۔ والاعمش۔ والہوہاق السبعی۔ ابو  
صادق۔ وسلم بن کلیل۔ والحکم بن عتیبہ۔ وسالم بن ابی الجعد۔ وابراہیم وحبہ بن جوبن۔ وحسب بن ثابت  
ومضور بن معتمر۔ وسفیان الثوری۔ شعبہ بن الحجاج۔ وفطر بن خلیفہ۔ والحسن بن صالح بن حمی۔ وشریک قاضی  
والہو اسرائیل۔ ومحمد بن فضیل۔ ودکیع۔ وحمید الرواسی۔ وزید بن الخباب۔ والفضل بن دکین۔ ولمسعودی  
اصغر۔ وعبد اسد بن موسی۔ وجریر بن عبد الحمید۔ وعبد اسد بن داؤد۔ وشہیم۔ وسلمان التیمی۔ وعون  
الاعرابی۔ وعبقر الصبیعی۔ وکیح بن سعید القطان۔ وابن لہیعہ۔ وہشام بن عمارہ۔ والمغیرہ صاحب  
ابراہیم۔ ومعروف بن خربوذ۔ وعبد الرزاق۔ ومعر۔ وعلی بن الجعد۔

انکے سوا اکثر اور بھی ایسے حدیث انہیں شیعیان علی کی قطار میں شمار کیے جاتے تھے چنانچہ ابن خلدکان  
وفیات الاعیان میں ترجمہ امام نسائی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ الامام ابو عبد الرحمن بن شعبہ النسائی  
خرج الی دمشق ودخل فسنل عن معاویہ وما روی من فضائلہ فقال ما اعرف له فضیلة الا  
واشبع الله بطنہ وكان یتشیع فما زالوا یدفعون فی خصیتہ حتی خرجوا من المسجد یعنی امام ابو  
عبد الرحمن بن شعبہ النسائی صاحب بن کبیر دمشق میں گئے لوگوں نے ان سے امیر معاویہ کے فضائل  
کے متعلق سوال کیا۔ امام نسائی نے جواب دیا کہ مجھے انکے فضائل کے متعلق کوئی حدیث سوا اس حدیث  
کے خدا اسکے پیٹ کو نہ بہے۔ یاد نہیں ہے۔ دمشق کے لوگوں نے امام نسائی کے خصیوں پر لائین مار  
کر انکو مسجد سے نکال دیا کیونکہ وہ شیعہ بن بیان کر رہے تھے۔

حافظ دہسی تذکرۃ الحفاظ میں مصنف مستدرک علی الصحیحین ابو عبد الحاکم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ قال  
ابن طاہر سالت ابا اسمعیل الانصاری عن الحاکم فقال ثقۃ فی الحدیث رافضی نجیث ثم قال ابن طاہر  
کان شدیداً لتعصب للشیعۃ فی الباطن وکان یتظاهر للسنن فی التقدیمر والخلافۃ وکان منخرفاً  
عن معاویہ والہ متظاہر بذلك ولا یعتقد منہ قلت اما الخرافۃ عن خصوم علی فظاہر واما امر  
الشیخین فمظہر لہما بكل حال فہو شیعی۔ اقصی اتی یعنی ابن طاہر ناقل ہیں کہ میں نے ابو اسمعیل انصار  
سے حاکم کی نسبت استفسار کیا وہ کہنے لگا حاکم حدیث میں ثقہ ہے رافضی خبیث ہے پھر ابن طاہر  
کہتا ہے کہ حاکم شیعہ مذہب میں سخت متعصب تھا اور تقدیم اور خلافت میں اپنے آپ کو اہل  
السنن ظاہر کرتا تھا معاویہ اور اسکی اولاد سے منجھوت تھا اور اسکیا اظہار کرتا تھا اور اس میں عذر نہیں



کرتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ دشمنان علی سے اسکا انحراف تو ظاہر ہے لیکن شیخین کی ہر حال میں تعظیم کرتا  
تھا ایسے اسکو شیعہ کہنا چاہیے نہ رضی ۛ

بعض اصحاب خیال کریں گے کہ مولف نے اپنا مذہب نہیں بتایا۔ کہ وہ حضرات اہل سنت کا نام لیوا ہے  
یا امامیہ صاحبان جناب اس عقیدت رکھنے والا ہے۔ ایسے یہ خاکسار جو اپنا مسلک کہتا ہے۔ ہدیہ ناظرین  
کرتا ہے ۛ

(۱) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام صحابہ سے فضل اور اعلیٰ تھے۔  
(۲) جناب امیر علیہ السلام اور اہل بیت کے بعد بلاشبہ حضرت شیخین تمام صحابہ سے فضل تھے۔  
(۳) عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک صاحب حق خلافت تھا۔ اگر استحقاق خلافت کی نسبت دیکھا جائے  
تو استحقاق خلافت میں حیث النبوة کسی کو بھی حاصل نہیں تھا۔ کیونکہ خلافت فی النبوة امر محال ہے  
باقی رہ گئی خلافت فی البقاء اصلاح امت تو عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو اسکا استحقاق حاصل تھا  
جسکو حاصل ہوگئی وہی خلیفہ ہوگیا ۛ

خلافت امر منصوص نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو اس قدر جگڑے کیون پیش آتے اور انصار سنا امیر اور منکم امیر  
کیون کہتے آیا مہاجر اس نص کو نہ پیش کرتے ۛ

اب اس کے بعد یہ بحث پیش آتی ہے کہ پس خلافت کس کا حق تھا۔ جو قوت کہ ہم یہ بحث کرنے لگیں پہلے ہم  
کو یہ فیصلہ کر لینا چاہیے کہ خلافت کے استحقاق کا فیصلہ کرنے کے واسطے قوانین کیا ہیں جو مختلف  
اصول اختلاف کے ہیں ان میں سے کون سا اصول کی بنا پر ہم یہ فیصلہ کر رہے ہیں آیا انتخاب کی بنا پر  
یا وراثت کے اصول پر ۛ

وراثت کا اصول عموماً ہمارے دلوں میں جاگزیں ہے اور سیکونڈ گاہ میں کم کر فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوتے  
ہیں۔ لیکن وراثت کے اصول کے لحاظ سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی خلافت کا حق نہ حضرت  
ابوبکر کو حاصل تھا نہ حضرت امیر کو۔ سب سے پہلے حضرت امام حسن اور ان کے بعد امام حسین کا حق تھا ان کے بعد  
انکی اولاد کا۔

بلاشبہ عرب کے لیے یہی سب سے بہتر اصول تھا اگر اسکو اختیار کیا جاتا۔ مگر اندرونی اور بیرونی چاقیوں  
نے جبکہ ہم عقرب ذکر کرینگے کسی کو اسکی طرف ملتفت ہونے دیا۔ اسوال کے عرب میں اسوقت  
سیاست مدن کا جو طریقہ تھا وہ اس سے بالکل مختلف تھا۔ نہ پورا جمہوری تھا نہ پورا شخصی۔ نہ پورا  
انتخابی نہ پورا موروثی ۛ



الحاکم والدیلی والطبری عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی قوم سے کہہ دو تو اے محمد کہ میں تم سے اس آیت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت (لوگوں نے عرض کیا کہ جن لوگوں کی محبت کو لیے خدا نے ہمیں حکم کیا ہے وہ کون ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی اور فاطمہ اور ان دونوں کے بیٹے)۔

(۲) عن زاذان عن علی قال فینا اهل البيت في حرم ایت لا یحفظ مودتنا الا کل مؤمن ثم قرأ - قل لا اسألكم علیہ اجرا الا المودة فی القربی (اخرجه ابو الشیخ) زاذان جناب امیر علیہ السلام سے دعایت کرتے ہیں کہ ایک فدا اپنے فرمایا۔ ہم اہل بیت کی شان کے متعلق سورہ حم میں ایک آیت ہے۔ نہیں نگاہ رکھے گا ہماری دوستی کو مگر ہر ایک مؤمن۔ پھر اپنے اس آیت کو پڑھا کہ میں تم سے اے محمد کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت)

{۴} وقفوہم انہم مسئوولون (سورہ الصفات) ترجمہ اور کٹر اکروان کو تحقیق ان سے پوچھنا ہے۔

(۱) عن ابی سعید و ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قوله تعالی وقفوہم انہم مسئوولون یوم القیمة عن ولایت علی (اخرجه الامام الواحک فی تفسیرہ۔ و ابو بکر بن مردویہ۔ واللہ فی فردوس الاخبار) ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کریمہ کے متعلق کہ اور کٹر اکروان کو تحقیق ان سے پوچھنا ہے قیامت کو دن علی کی ولایت سے۔

{۵} انما انت منذر و لکل قوم ہاد (سورہ رعد) ترجمہ اسکے سوا نہیں کہ تو اے محمد ڈرائیو والا ہے اور ہر قوم کے لیے ایک راہ دکھانیو والا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما المنذر و علی ہاد و اشار بید الی علی و قال بک یتھتک المہتدون (اخرجه الثعلبی فی تفسیرہ و الحافظ ابو نعیم فی کتابہ منازل من القرآن فی علی و ابو بکر بن مردویہ) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں ڈرائیو والا ہوں اور علی ہادی ہیں اور آپ نے جناب علی کی طرف دست مبارک سے اشارہ فرمایا اور کہا یا علی ہدایت پانے والے تجھ سے ہدایت پاؤں گے۔

(۲) عن ابی ہریرۃ الاسلمی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما انما منذر و وضع



حضرت ابوبکر کے انتخاب کی بنا جس واقعہ سے ہوئی اس میں خاص اصول انتخاب غیرہ کامرعی نہیں کہا گیا۔ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر لال کو چند ساعتیں نہیں گزری تھیں اور صحابہ کبار تجویز و کھنیں کا فکر کر رہے  
تھے کہ انکے پاس خبر آئی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اس غرض سے جمع ہوئے ہیں کہ اپنے میں سے ایک شخص کو  
امیر اور خلیفہ بنالین۔ درحقیقت مدینہ میں منافقانہ بیج جو پہلے سے عبداللہ بن ابی کے چالوں سے بویا ہوا تھا سر  
نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار کے ایک خفیف سزا ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تمہارا ہی غیر دان کو  
بلا کر اور شہر میں لبا کر پڑا رہا ہے (لائف اوف محمد مولفہ سر ولیم سیور صفحہ ۳۰۸) وہ ہوقت  
قومی مساوات اور رقیبانہ حقوق کے پردہ میں بار آور ہوا اور اس نے انصار کو جلدی اس امر پر ابھیگھنٹہ کیا کہ  
خلافت قریش کے ہاتھ میں نہ جاتی رہے چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندے ہی تھے انکو مہاجرین ایسے کہ والوں  
کے زیر حکومت رہنا کسی قدر ناگوار معلوم ہوتا تھا اور انکو یہ خیال تھا کہ ان وطن سے بہا گئے ہوئے لوگوں  
کو اپنے پاس کہا ہے اور انکی اعانت کی ہے ہماری انبر احسان میں یہ ہمارے زیر طاعت ہوتے چاہیے  
نہ کہ ہم انکے تابع فرمان بن جائیں۔ وہ خدا کے رسول کی ذات باریکات ہی ایسی تھی جسکی غلامی ہم دل و جان سے  
کرتے تھے اب انکی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگوں پر حکمرانی کا کوئی استحقاق نہیں ہے نہایت الامر ہم ایک  
کو اپنے میں سے اپنا جہاگانہ امیر بنالین۔ چنانچہ سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت کر  
لیے نامزد بھی کر لیا تھا۔ عرضکہ قبول مردیم سیور وقت نہایت نازک ہو گیا تھا اور اسلام کا آئندہ اتفاق  
سعر من خطر میں تھا ویکہ کتاب انلس اوف ارلی خلافت صفحہ ۲

حضرت ابوبکر اور عمر پر سنکر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑی حضرت ابوعبیدہ رستہ میں انکے ساتھ ہوئے۔  
تینوں صحابہ انصار کے مجمع میں جا پہنچے اور وقت کے بعد انکو اپنے ارادہ سے باز رکھنے میں کامیاب  
ہوئے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضرت عمر یا ابوعبیدہ میں جو ہوقت حاضر ہیں ایک  
کو منتخب کر لو۔ حضرت عمر نے عجلت کر کے کہا یا انصار میں کوئی برگشتہ نہ ہو جائے اور فتنہ برپا نہ ہو جائے  
حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور جناب نے بنی خزرج کو برگشتہ کرنے کی پھر بھی کوشش کی مگر بنی اوس کے  
جو انصار میں سے دوسرا گروہ تھا بیعت کر لینے پر کامیاب نہ ہو سکا (ویکہ لائف اوف محمد مولفہ سر ولیم سیور  
صفحہ ۳۰۵) حضرت علی علیہ السلام ہوقت موجود نہیں تھے۔ اور نہ ان سے اسے لینے کی مہلت ملی جیسے  
حضرت ابوبکر وہاں سے لوٹے تو ہر عالم صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہو چکے تھے۔ اسلئے شرکت جنازہ سے محروم  
رہے جبکہ کہ قلع انکو تادمات العمر باقی رہا۔

یہ حالت تو اندرونی سلام کی تھی۔ اب باہر کجالت عرب میں جو شرت و زنا و لجاجت پیدا ہوا تھا۔ ایک طرف



عرب کے یہود و نصاریٰ مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اس کی اشاعت کے ابتداء ہی سے مباحم تھے۔ دوسری طرف مدینہ نبوت پر سر پر فاش تھی۔ چنانچہ جن کی تنبیہ کے لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہرہ داری اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ خود مسلمانوں میں بھی بعض قبائل اسلام سے رگڑ مٹ ہو گئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے۔ بعض مولفہ القلوب اور منافق تذبذب کے بہنور میں گرفتار تھے صرف وہی مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ اور جن کے دل پر خدا نے سکینہ اتار رکھا تھا۔ انکی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہیں تھی۔ جن میں بعض مہاجر اور بعض انصار تھے۔ جبکہ ان تھوڑے لوگوں میں بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہا تھا۔ اگر عجلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت واقع نہ ہو جاتی اور مہاجر و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اول مہاجر اور انصار ہی میں تلوار چل جانے کا احتمال تھا جس کو اسلام کا آئندہ اتفاق ہی ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابوبکر سقیفہ نبی ساعدہ میں نہ پہنچ جاتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی انتظار میں بیٹھے رہتے۔ یا سقیفہ نبی ساعدہ میں پہنچ کر بیعت کو تھوڑی دیر کے لیے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ امرت محمدیہ میں پیدا ہو جاتا۔ ہر جسکی صلاح اگر غیر ممکن نہ ہوتی تو دشوار ضرور ہی ہو جاتی۔

اسکے ماسوا اگر ایسے شور و شناک وقت میں جناب امیر کے دست مبارک پر بیعت واقع ہو جاتی تو اکثر نبی امیر جو ابتداء ہی سے جناب امیر سے جلتے رہتے تھے کیونکہ انکے ہاتھوں سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ولید جیسے اسوی سردار غزوات میں مارے جا چکے تھے ضرور بگڑ جاتے اور اسلام میں تفرقہ ڈال دیتے۔ پہلا نبی امیر کو اپنے خویش واقارب کے قاتل کے ہاتھ پر بیعت کر لینا کب گوارا ہو سکتا تھا۔

اگر اس نازک وقت میں اسلام میں کوئی اندرونی جھگڑا چل اوروں میں جیسا ہوا ہو جاتا تو بیرونی دشمنان دین اور مردان عرب اور مدعیان نبوت کا وضعیہ تو درکنار۔ صحابہ کو خانہ جنگیوں سے دم بہر کی فرصت نہ ملتی یہی خاص مصلحت تھی جو صحابہ کو جناب امیر کی بیعت سے مانع آئی۔

ان واقعات محققہ سے چشم پوشی کر کے جو کچھ جسکے جی میں آئے سو کہے۔ نہ وہ بزرگوار خاص تھے۔ اور نہ کسی کا حق چھیننا چاہتے تھے۔ جو کچھ انہوں نے کیا وہی مقتضای وقت تھا۔ انکی نیت بالکل نیک تھی۔ اسی نیک نیتی کے باعث خدا نے انکو وعدا اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما علیہم فیہما فرمایا تھا۔ چونکہ بعض مولفہ القلوب اور منافقین کے خویش واقارب سے ذوالفقار یدری ابھی تک شک نہیں ہوئی تھی اس لیے بظہر حفظ مقدم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر کو چھوڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا اور اسی احتیاط کو مد نظر رکھ کر حضرت امیر نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کرنے کا کام مجلس شوریہ کے سپرد کیا۔



جبکہ تمام لوگ سیرت شیخین کے گردیدہ ہو چکے تھے اس لیے صحابہ شوری یہ چاہتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام ہی اتباع سیرت شیخین رضی اللہ عنہما کا اقرار کر لیں تاکہ جناب امیر کی صحبت بالاجماع عمل میں آجائے اور کوئی فتنہ برپا نہ ہو چونکہ جناب امیر شیخین رضی اللہ عنہما کو اکثر امور شریعت میں غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بقاضا البشریت اللہ سے سرزد ہو جایا کرتی تھیں چنانچہ جنگی نسبت اکثر جناب عمر رضی اللہ عنہ لولا علی لصلواتہ عمر اور اعوذ باللہ من معصلة لیس فیہا ابو الحسن اور لا ابقا فی اللہ بعدک یا علی فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے جناب امیر نے سیرت شیخین کے اتباع کا اقرار نہ کیا۔ اور بخون وقوع فساد امر خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر منتقل ہو گیا۔

لیکن اس میں کسی طرح کا شک نہیں کہ حضرت امیر سیدہ اپنی خلافت کو خواتین سے تھوڑا سا نکلی ہو اس پر اس غرض سے کہ ان کو دنیوی سلطنت حاصل ہو جائے۔ بلکہ ان کی منشاء یہ تھی کہ امور خلافت میں کوئی کوتاہی جو بقاضا البشریت اکثر خلفاء سے ظہور میں آتی رہی ہے۔ احیانا بھی وقوع میں نہ آئے۔

(۳) بے شک ترتیب خلافت اجماعی ہے۔ لیکن فضلم علی ترتیب الخلافة اجماعی نہیں چنانچہ حافظ ابن عبد البر شیعاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں واختلف السلف ایضا فی تفضیل علی و ابی بکر یعنی سلف کا جناب امیر اور حضرت ابوبکر کی باہم فضیلت میں بھی اختلاف تھا۔

فضلم علی ترتیب الخلافة پر محدثین نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے اتفاق کر لیا ہے چنانچہ حافظ موصوف اسی مقام کے نزدیک لکھتا ہے قال ابو عمرو وقف جماعة من اهل السنة فی علی عثمان فلم یقف لواحد منهما علی صاحبہ منهم مالک بن انس و یحیی بن سعید القطان و اما اختلاف فی السلف فی تفضیل علی و ابی بکر فقد ذکر بن خثیمہ فی کتابہ من ذلك ما فیہ کفاية۔ و اهل السنة الیوم علی ما ذکرنا ان من تقلید ابی بکر فی الفضل علی عمر و تقدیم علی عثمان و تقدیم عثمان علی علی و علی و الامة اهل الحديث من زمن احمد بن حنبل الا خواص من اجلة الفقهاء و ائمة النبلاء فانهم علی ما ذکرنا عن مالک و یحیی بن سعید القطان و ابن مہین۔ فضلا ما بین اهل الفقه و الحديث فی هذه المسئلة و اما اختلاف سائر المسلمين فی ذلك فیطول وقد جمعه قوم (منہی) پس یہ اختلاف کا ایک دلیل روشن ہے کہ فضلم علی ترتیب الخلافة اجماعی نہیں ہے۔

(۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجتہد تھے مگر معصوم نہیں تھے اور بوجہ المجتہد قد خطی قد یصیب ان سے فدا کے معاملہ میں خطائی الاجتہاد واقع ہو گیا ہے۔



(۵) حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون سے قصاص طلب کیے گئے کیونکہ جو جناب امیر رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آچھپے تھے حضرت امیر پر خروج ثابت ہے جس میں ان کے اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے خطائی الاجتہاد سرزد ہوئی ہے۔ لیکن جنگ جمل میں طلحہ و زبیر دونوں صحابہ شریک نہیں ہوئے کیونکہ وہ علیحدہ ہو گئے تھے اور ام المؤمنین سے اختیار معرکہ میں نہیں گمشدین تھے۔ (۶) کل صحابہ مجتہد نہیں تھے بلکہ بعض افاضل صحابہ مجتہد تھے اور بعض عوام تھے اسکا ذکر ہم امیر معاویہ کی خطا کی بحث میں کریں گے۔

(۷) امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام سے حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص طلب کرنے کے لیے نہیں لڑے بلکہ خلافت کے لیے لڑے تھے۔ اس میں ان سے خطا منکر سرزد ہوئی ہے۔ لیکن وہ اس خطا کی وجہ سے حدیث سے خارج نہیں ہو گئے صحابہ معصوم نہیں تھے اکثر بعض سے بقاصصا سے بشریت خطا منکر وقوع میں آگیا ہے لیکن وہ اس خطا کی وجہ سے مورد لعن و طعن نہیں ہو سکتے۔

(۸) حراست حوزہ اسلام اور صلاح امت خیر الانام علیہ السلام کا نام خلافت ہے۔ اگر کل امور میں اتباع سنت و ترویج قواعد شرعیات ملحوظ خاطر خلیفہ ہے تو خلافت رشیدہ ہو ورنہ مملکت عضو ضعیفہ ہے۔

(۹) سلطنت نہ نبوت کے لیے امر لازم تھی نہ ولایت کے لیے۔ جبکہ پچھلے نقوس انبیائے کوی نبی سلطان وقت نہیں ہوا۔ ولی کا سلطان وقت ہونا کمان کو لازم سمجھا جاسکتا ہے۔ طاوت ملک صالح تھا۔ لیکن نبی نہیں تھا اس کے عہد میں سموئل نبی تبلیغ احکام کرتے رہے ہیں۔

(۱۰) ہمارے نزدیک سبب چین نہایت اشرشعیع ہے۔ ہم اپنے امامیہ مذہب کے احباب کے ساتھ ہرگز اس میں تفرق نہیں کر سکتے۔

اولاً تاریخی واقعات کو نہایت انصاف کی نظر سے ملاحظہ کرنا چاہیے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خوشی اور رضامندی سے خلافت حاصل کی۔ یا اس نازک موقع پر جبکہ خانہ جنگیوں کے چتر جانے کا احتمال تھا۔ اور حیر کے اسباب فراہم ہوتے چل جاتے تھے مجبور ہو کر طوعاً و کرہاً اسکو منظور کیا تھا۔ اور جو خطرہ کہ سامنے نظر آ رہا تھا اسکو دفع کرنے سے اسلام پر احسان کیا۔

اسلامی خلافت میں اس وقت آیا کچھ عیش و عشرت کے سامان موجود تھے جنکی کہ انکو طمع پیدا ہو گئی تھی یا کہ ایک ٹبری بہاری ذمہ داری کا کام تھا۔ کیا وہ سمنری سہری یا ہولون سے بھی ہوئی سیچ تھی یا کہ کانٹون کا چھوٹا بچھا تھا۔

اب اسکی دست کو دیکھو کہ تمام عرب میں ایک سر سے دوسرے سر تک ارتداد و الحاد اور بغاوت پھیل گئی تھی۔



جسکی نسبت ابن خلدون اپنی تاریخ میں لکھتا ہے ارتدت العرب عامہ وخاصۃ واجتمعت علی طلیحۃ عوام اسد و  
 وایدت عطفان ووقوفت ہوازن فامسکوا الصدقۃ وارتد خواص من بنی سلیم وکذا سائر الناس بکل  
 مکان ۱۲ ووثب الاسود باليمن ووثب سہیلۃ بالیمامۃ ثم وثن طلیحۃ بن خویلد فی بنی اسد یدعی کلہم  
 النبۃ ۱۳ ونبات سجاح بنت الحارث من بنی عطفان واتبعھا الہذیل بن عمران فی بنی تغلب  
 عقبہ بن ہلال فی النمر و السلیل بن قیس فی شیبان وریاد بن ہلال واقبلت من الجزیرۃ فی ہذا المجموع  
 قاصداً المدینۃ یعنی عرب کے قبیلے بعض پرے بعض ادھورے تہذیب ہو گئے طلیحہ کی نبوت پر بنی طی اور بنی اسد  
 اتفاق کر لیا۔ اور عطفان پر بنی ہاشم ہو گئے۔ ہوازن کے لوگوں نے زکوۃ دینا بند کر لیا۔ بنی سلیم سے بھی بعض تہذیب  
 ہو گئے تھے اسی طرح پر سب جگہ کے لوگ بگڑ بیٹھے تھے ۱۲ اور اسود عسسیٰ بن امیہ اور سہیلہ بن امیہ اور طلیحہ بن  
 خویلد بنی اسد میں نبوت کے دعویدار کھڑے ہو گئے تھے ۱۳ بنی عطفان کی عورت سجاح بنت الحارث تھی یہی  
 نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور بنی تغلب کے ہذیل بن عمران اور قبیلہ نمر سے عقبہ بن ہلال اور شیبان کے لوگوں  
 میں سے ریاد بن ہلال کے ساتھ ہو گئے تھے اور وہ عورت اس جمعیت کے ساتھ جزیرہ سے مدینہ کو چڑھ آئی  
 تھی ۱۴

غرض کہ وہاں لوگ بھی بگڑنے کو طیار تھے جسکا تذکرہ ابن اثیر نے کامل التواریخ میں ہی کیا ہے۔ صرف ایک  
 مدینہ منورہ باقی رہ گیا تھا ۱۵

جسکو اسلام کے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ وہ بھی اندرونی فساد سے معرض خوف و  
 خطر میں تھا پس ایسے وقت میں حضرت ابوبکرؓ کی زبردست تدبیروں نے نہ صرف اعراب کے بے چین اور پریش  
 طباع کو قابو میں رکھا بلکہ شام اور مصر اور ایران جیسی بڑی سلطنتوں کو لالچہ اسلام بنا دیا۔  
 پس اگر حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ رضی اللہ عنہما پر کوئی الزام لگایا جاسکتا ہے تو صرف یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے  
 ایسے شورشناک وقت میں اسلام کو بغاوت سے اور مفسدہ سے کیوں بچایا۔ اور کیوں وہ اسلامی سلطنت  
 دنیا میں قائم کی کہ جسکی بدولت آج ہم مسلمان کہلائے جاتے ہیں۔ اور جن کے اخلاق حسنہ اور عمدہ چار  
 چلن اور بے نظیر حیرت انگیز کارناموں کو گن اور کار لائل اور سر ولیم میور جیسے عیسائی مصنف مزاج مورخ  
 باوجود تحالف مذہب کے نہایت عزت سے یاد کرتے ہیں ۱۶

نہایت شرم کی بات ہے کہ ان بزرگان دین کی جناب میں گستاخانہ پیش آنے کو اور انکے حق میں کلمات  
 سنیہ کے استعمال کرنے کو فرائض مذہبی کا ایک جزو اور باعث نجات سمجھا جاتا ہے۔

(خدا کا کلام پاک آواز بلند شہادت دیتا ہے کہ وہ سابق بالاسلام تھے۔ مہاجر تھے۔ بدری تھے



بیۃ الرضوان میں داخل تھے۔ ان جلیل القدر مسلمانوں نے سب سے پہلے بغیر کسی دنیاوی غرض کے خالصاً لوجہ  
اسلام قبول کیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنے خواہش و اقارب کو چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم پر جان و مال فدا کیا تھا۔ اور قوم کے ہاتھوں سے ظلم و ستم اٹھائے تھے۔ اور اسلام میں فقر و فاقہ  
کو گوارا کیا تھا۔

غرض کہ وہی لوگ کنتہم خیر امتہ اخرجت للناس (اور) محمد رسول اللہ والذین معہ اشدا علی الکفار  
رحمہم (اور) وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض (اور)  
السابقون الاولون من المهاجرین و الانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم و رضوا  
عنہ (اور) لقد رضی اللہ المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (اور) والذین ہاجروا فی اللہ من  
بعد ما ظلموا النبیونہم فی الدنیا حسنة و لہجر الاخرہ اکبر (اور) والسابقون السابقون  
اولئک المقربون فی جنات النعیم (اور) الا نضرہ فقد نصرہ اللہ اذا اخرجہ الذین کفروا ثانی  
اثنین اذ ہما فی الغار (اور) و نزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین کے مصداق  
تھے۔

پس قرآن مجید کے مخالف کو نا ایسا ثبوت قطعی پیش کیا جاتا ہے جس سے ان بزرگوں کے نقائص ثابت ہوتے  
ہیں آیا قرآنی نصوص میں صریح کو کوئی حجت باطل کر سکتی ہے؟

احراق بیت فاطمہ کی تحدید کا بے بنیاد الزام (جس کا کہ سر ولیم سورجیسا مستصحب مخالف اسلام بھی قائل نہیں  
ہے) دیکھو لائف اوف محمد مصنفہ سر ولیم سورجیسا صفحہ ۵۱۸) ان بزرگوں کی طرف عاید کر کے بدگمان ہو جانے کا  
عقل اور انصاف سے بعید ہے۔

آیات قرآنیہ یقینی اور ان کے احکام قطعی میں اخبار و آثار ظنیہ کے درجہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے اگرچہ  
ان کے راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہوں۔ پس جو شخص کہ نصوص صریحہ کو چھوڑ کر روایات کا تتبع کرتا ہے وہ گمراہی کے  
گڑھے میں گرتا ہے۔

جن آثار سے صحابہ کے مشاجرات یا شکر بخیاں ثابت ہوتی ہیں وہ تو موضوع یا احادیث میں کوئی اثر متواترات کی  
حد تک تو کیا صحت کے درجہ تک ہی نہیں پہنچتا۔ پس ایسی ظنیات اور شکیات اور وہمیات کا تتبع کر کے لفظ  
قرآنہ اور دلائل یقینیہ کو جن سے ان صحابہ کے فضائل و مناقب ثابت ہوتے ہیں چھوڑ دینا بالکل دیانت  
کے برخلاف ہے۔

ان قصص و آثار کا یہ حال ہے کہ ایک شخص ایک قصہ کو روایت کرتا ہے سنتے والا اسے آئندہ بند کر کے سنتا ہے



ہر اس اصل پر اپنی طرف سے حاکمیت چاہا کر آگے تیسرے پاس نقل کرتا ہے۔ تیسرا اپنی طرف سے کچھ اور سپر طرہ لگا کر چوتھ کو سنا ہے۔ یہاں تک کہ اس قصہ کی اصلی حقیقت پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ اور اصل کے مخالف ایک نیا قصہ بناتا ہے اور بے سمجھی آدمی اسکو سنکر اور اس پر یقین کر کے صحابہ کے حق میں بدظن ہو جاتا ہے اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

(سوم) اگر بغرض محال وہ حضرات ایسے ہی تھے جیسے کہ ہمارے امامیہ احباب بیان کرتے ہیں۔ تو ہر کوئی خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جناب امیر نے انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کیوں بیٹھنے دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن اطہر کے پہلو میں جو دروضہ من ریاض الجنۃ ہے کیوں دفن ہونے دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جناب امیر علیہ السلام نے تقیہ کیا تھا۔ تو یہ بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ صحابہ جناب امیر جیسے شیخ عرب کے۔ فک جہین لہن۔ خلافت غضب کر لیں۔ بیٹی جہین لہن۔ گھر جلا دین اور جناب امیر انکا موندہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاویں۔ کوئی بھی نبی ہاشم بر سر غر نہ آئے۔ اور قومی اور اسلامی ذلت کو روار کئے جناب امام حسین علیہ السلام نے تو اپنا سرفرازیں کٹا دیا تھا پھر اپنا گھر جلا دیا تھا۔ لیکن جناب امیر زندہ ہوں اور ان کے سامنے انکا گھر جلا دیا جائے۔ نہایت لعجب کی بات ہے۔

چہارم۔ جناتک کہ ہم بھی روایات کا تتبع کرتے ہیں۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے امام ہدی علیہم السلام ان بزرگوں کو نہایت خیر سے یاد کرتے رہے ہیں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اکثر فخریہ ارشاد کیا کرتے تھے ولدی ابوبکر سرین یعنی مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ جناب ہے۔ اسکی وجہ کو عبدالرؤف المناوی طبقات الکبریٰ میں اور ذہبی طبقات الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ راسہ فردۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وام القاسم اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر لذلک کان یقول ولدی ابوبکر مرثیہ یعنی جناب جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر تھا۔ اور قاسم کی والدہ کا نام اسماء بنت عبدالرحمان بن ابی بکر تھا۔ اسی لیے جناب صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ابوبکر نے دو بار جناب ہے۔ ظاہر ہے نسب میں اس کے ساتھ فخر کیا جاسکتا ہے جو قابل فخر ہو۔

اسی طرح سے روایت ہے کہ کس نے حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کیا یا بن رسول اللہ ما تقول فی ابی بکر وعمر آپ نے فرمایا ہما امامان عادلان کا نا علی الحق ومانا علی الحق یعنی وہ دونو امام تھے عادل تھے اور حق پر تھے اور حق پرانکا انتقال ہوا حضرت سید محمد صاحب مجتہد العصر نے بھی کتاب اولہ النقیۃ فی اثبات تقیہ مطبوعہ لودیانہ ۱۳۸۲ھ میں اسکو تخریر فرما کر اس کے معانی میں ایک طویل الذیل تاویل درج کی ہے







وہو شیعہ لکن وثقہ ابن معین کما ذکر ابن حجر العسقلانی فی تقریبہ للہذیب (عبداللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد بریدہ رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مین کی طرف دو فوجیں روانہ فرمائیں ایک فوج پر جناب علی علیہ السلام کو امیر فرمایا اور دوسرے پر خالد بن ولید کو۔ اور ارشاد کیا کہ اگر کہیں دو نو فوجیں جمع ہو جائیں تو دو نو مین علی ہی امیر سمجھے جائیں اور اگر جدا جدا رہیں تو تم دو نو اپنے اپنے لشکر کے امیر سمجھے جائیں۔ ہم اہل مین کے قبیلہ بنی زبید پر جاے مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کو مقابلہ کیا۔ اور بنی زبید کے جو بچے گرفتار کر لیے علی علیہ السلام نے ان میں سے ایک کثیر کو منتخب کر لیا۔ خالد بن ولید نے یہ عقد حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ خط لیکر بنی حضرت کے حضور میں جاؤں میں نے خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور زبانی بھی جناب علی کی شکایت کی۔ حضرت کا چہرہ اقدس غصہ سے متغیر ہو گیا۔ میں نے عرض کیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کے ماتحت کر کے بھیجا تھا۔ اور اس کی اطاعت کو مجھ پر لازم گردانا تھا جو کچھ اس نے کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا آپ فرمایا اے بریدہ علی کے پیچھے رت پڑو میرا ہے اور میں اسکا ہوں وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

(۲) عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بریدۃ از علیاً ولیکم بعدی فاحب علیاً فانہ یفعل ما یؤمر راخرجه الدیلمی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہ تحقیق میرے بعد علی تمہارا ولی ہے پس تو علی کو دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اسکو حکم ہوتا ہے۔

(۳) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدۃ از علیاً ولیکم بعدی فاحب علیاً فانہ یفعل ما یؤمر راخرجه الحاکم فی المستدرک والضحی فی المختارۃ والوصابی فی الاکفاد فی فضائل الاربعة الخلفاء) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ بہ تحقیق بریدہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میرے بعد علی تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اسکو حکم ہوتا ہے۔

(۴) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدۃ از علیاً ولیکم بعدی فاحب علیاً فانہ یفعل ما یؤمر راخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ بہ تحقیق علی علیہ السلام میرے بعد تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اسکو حکم ہوتا ہے۔

(۵) اخرج احمد فی المستدرک حدثنا عبد الرزاق وعفان قال حدثنا جعفر بن سلیمان قال



حدثني يزيد الرشك عن مطرف بن عبد الله عن عمران بن حصين قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية وامر عليهم علي بن ابي طالب فاصاب جارية فانكروا عليها فافتعاهم اربعة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يدكروا امره لرسول الله صلى الله عليه وسلم قال عمران وكنا اذا قدمنا من سفر بدنا برسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا فخلوا عنها فقام رجل فقال يا رسول الله ان عليا قد فعل كذا وكذا فاعرض عنه ثم قام الثاني فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذا فاعرض عنه ثم قام الثالث فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذا فاعرض عنه ثم قام الرابع فقال يا رسول الله ان عليا فعل كذا وكذا فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم على الرابع وقد تغير وجهه فقال دعوا عليا دعوا عليا ان عليا مني وانا منه وهو لي كل مؤمن من بعدي راخرجه النساء في الخصائص واويسيلي في مسنده وابن جرير في تهذيب الآثار وصححه وقال تاج الطبري في الرياض النضرة في فضائل العشرة قد اخبر الترمذي وقال حسن غريب وابن حبان في صحيحه وقال ابن حجر في اصابته في تيسر الصحابة قد اخبر الترمذي باسناد قوي وقال الحاكم في المستدرک هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه واخرجه ابن عدى والطبراني وابو نعيم في فضائل الصحابة وابن المغازلي في المناقب ابن الاثير في اسد الغابه في معرفة الصحابة وابن اسبوع الاندلسي في الثغور والحافظ الذهبي في ميزان الاعتدال في نقد الرجال والسيوطي في جمع الجوامع وصححه واخرجه ملخصا ابوداؤد والطيا السی في مسنده وابن ابی سفیان في فوائد وابراهيم بن عبد الله الوصافي في الاكتفا في فضائل الاربعة الخلفاء وقال السيوطي في القول المجمل في فضائل العلل اخرجه بن ابی شيبه وصححه وايضا صححه المتقي في كنز العمال

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو ایک لشکر کا سردار بنا کر روانہ فرمایا وہ ایک کثیر اپنے تصرف میں لائے پس لوگوں کو زیادت بری معلوم ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چار صاحبوں نے باہم عہد کیا کہ ہم جناب امیر کے اس فعل کا حضرت کے پاس تذکرہ کریں گے عمران بن حصین کہتے ہیں کہ جب ہم سفر سے واپس آیا کرتے تھے تو سب سے پہلے حضرت کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ پس وہ لوگ حضرت کے حضور میں آئے ایک شخص اشکران میں سے کہنے لگا یا رسول اللہ جناب امیرؑ نے یہ فعل کیا تھا۔ حضرت نے اس سے اپنا مونہ پھیر لیا یہ بڑے اشکر عرض کیا یا رسول اللہ علیؑ نے یہ کچھ کیا تھا۔ حضرت نے اس سے بھی مونہ پھیر لیا۔ پھر تیسرے اور چوتھے نے ہی اس طرح سے عرض کیا۔ حضرت نے متوجہ ہو کر تین دفعہ فرمایا۔ تم علیؑ کے پیچھے مت پڑو۔ علی میرا ہے میں



ید علی صدر نفسه ثم وضعها على صدر علي ويقول ولكل قوم هاد راخرجه ابن مردويه  
والسيوطي في الدر المنثور) البورزة الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سالت آیا صلی  
اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ڈرا نیوالا ہوں اور اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا یہ جناب علی  
کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوتا ہے ۔

(۳) عن جابر قال لما نزلت انما انت منذر ولكل قوم هاد وضع رسول الله صلى الله عليه  
وسلم يده على صدره فقال انا المنذر واوى بيده المنكب على فقال انت الهادي وبيك  
يهتدي المهتدون راخرجه بن جرير وابن مردويه وابو نعيم في المعرفة والديلمي ابن عساکر  
وابن الجار والسيوطي في الدر المنثور) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اسکو  
سوائین کہ تو ڈرا نیوالا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ایک راہ بتانے والا ہے جناب پیغمبر خدا صلی  
اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میں ڈرانے والا ہوں اور علی کے کندھے  
کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تو راہ بتا نیوالا ہے اور تجھ سے ہدایت پائیوالے ہدایت پائیں گے ۔  
ويطعمون الطعام على حبه مسكينا ويقيموا السيرة (سورة الدھر) ترجمہ  
اور کھلاتے ہیں کھانا اپنی محبت پر فقیروں کو اور قید یوں کو ۔

(۱) عن ابن عباس قال اجر علي على نفسه ليفي غدا بشعر ليلة حتى اصبر فلما قبض الشيعر  
فطحن منه فجعلوا منها شيئا لياكلوه يقال له الحريق رقيق بلا دهن فلما تم انضاجه اتا مسكين  
فسال فاطموا اياه ثم صنعوا الثلث الثاني فلما تم انضاجه اتا يتيم فسال فاطموا اياه  
ثم صنعوا الثلث الباقي فلما تم انضاجه اتا اسير من المشركين فاطموا اياه فانزلت هذه  
الآية - هذا قول الحسن والقادة وقال سعيد بن جبیر مخبر عن من اهل القبلة راخرجه الواحلي  
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر نے ایک دفعہ رات بھر کی محنت اپنی قوت کے لیے  
کی جب صبح ہوئی تو ان کو اجرت میں جو دستیاب ہوے ۔ آپ نے انکو دیکر پیا اور ہلکی یا ایک تھائی  
کا پتلا سا حریرہ گہی کے بغیر بچھوایا جب بک چکا ۔ ایک مسکین نے اگر سوال کیا جناب امیر نے وہ سارا  
اسکو کھلا دیا ۔ پھر دوسری تھائی کو بچھوایا ۔ جب وہ بھی تیار ہوا ایک یتیم نے اگر سوال کیا آپ نے  
وہ سارا بھی اسکو کھلا دیا ۔ پھر تیسری تھائی کو بچھوایا اسکے بچہ ہونے پر شکر کون کے ایک قیدی نے  
اگر سوال کیا آپ نے وہ سارا اسکو بھی کھلا دیا ۔ پس یہاں آیت نازل ہوئی یہ قول حسن اور قتادہ کا ہے  
سعيد بن جبیر کہتے ہیں وہ قیدی اہل قبلہ میں سے تھا ۔



علی کا ہونے کا میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے \*

اس حدیث کو امام نسائی نے فضائل میں اور ابویعلیٰ نے مسند میں اور امام ابن جریر طبری نے تہذیب الائمہ میں روایت کیا ہے اور صحیح مانا ہے اور محب طبری نے ریاض النضر میں فضائل العشرہ میں لکھتے ہیں کہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے اور ابن حبان نے اپنی جامع الصحیح میں اسکی تخریج کی۔ اصحابہ فی تہذیب الصحابہ میں ابن حجر بذیل ترجمہ جناب امیر اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ ترمذی نے اس حدیث کو اسناد قوی کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور حاکم مستدرک میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح ہے باوجودیکہ شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا۔ ابن عدی اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور ابونعیم نے فضائل صحابہ میں اور فقیہ ابن المغازلی نے مناقب میں اور ابن اثیر اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اور ابن کثیر السیرۃ النذری نے کتاب شفا میں اور حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں اسکو روایت کیا ہے اور جمع الجوامع میں سیوطی نے اسکے صحیح ہونیکلی نسبت لکھا ہے ابوداؤد الطیالسی نے اپنی مسند اور ابی سفیان کتاب الفوائد میں اور ابی اسیم بن عبد اللہ الوصالی نے الکفای فی فضائل الاربعہ الخلفاء میں اس حدیث کے خلاصہ کو روایت کیا ہے۔ اور حلال الدین سیوطی کتاب قول الجلی فی فضائل علی میں لکھتے ہیں کہ ابن شیبہ نے اسکے صحیح ہونیکلی بابت کہا ہے۔ اور متقی نے بھی کنز العمال میں اسکو صحیح مانا ہے \*

عن هيثم بن مرثد وسعيد بن وهب حبة العرفي وزيد بن ارقم رضي الله عنهم ان عليا ما شدد الناس من سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول من كنت وليه فعلي وليه فقام بضع عشر فتهدوا! انهم سمعوا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت وليه فعلي وليه راخرجه الطبراني في الكبير) مير بن مرثد وسعيد بن وهب حبة العرفي وزيد بن ارقم سے روایت ہے کہ جناب امیر نے لوگوں کو قسم دیکر کہا جس نے حضرت کو اس حدیث کو سنا ہو کہ جب کا میں ولی ہو پس اسکا علی ولی ہے وہ بیان کر دے اور پڑھنے آویں گے انکو بیان کیا کہ ہم نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جب کا میں ولی ہوں اسکا علی ولی ہے۔

(۶) روی ابوداؤد الطیالسی حدثنا ابو عوانة عن ابی بلجہ عن عمرو بن ميمون عن ابی عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلي انت ولي كل مؤمن من بعدك راخرجه الحافظ ابن عبد البر في الاستيعاب في معرفة الاصحاب وقال قال ابی عمر هذا اسناد لا مطعن فيه لاحد بصحته وثقة نقلته) وهكذا ذكره ابو الحجاج يوسف بن عبد الله المزني في تقييد الكمال ايام ابی داؤد الطیالسی ابی سند میں تخریر فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو عوانہ نے اور ابی بلجہ نے اور ابن عمرو بن



میں نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے تھے کہ یہ تحقیق جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے تو میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

حافظ ابن عبد البر کتاب استیعاب فی معرفة الاصحاب میں محدث کو مع اسناد کے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ امام ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ اسناد میں کہ ان کے صحیح ہونے اور ان کے ناقصین کے ثقہ ہونے کی وجہ سے کوئی شخص ان میں طعن نہیں کر سکتا ہے۔ اور حافظ ابو الحجاج یوسف بن عبد اللہ المزنی نے بھی تہذیب الکمال میں اسی طرح پر نقل کیا ہے۔

(۷) عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي فيك خمساً فمنغني واحدة واعطاك اربعة سالت الله ان يجمع عليك امتي فاني على واعطاني فيك ان اول من تشق عنه الارض يوم القيامة انا وانت مع لواء الحمد وانت تحمله بايدي تسبق به الاولين والآخرين واعطاك انك اخي في الدنيا والاخرة واعطاني ان بيتي مقابلة ببيتك في الجنة واعطاني في ترجمة عبد الكريم بن هوازت را القشير انك ولي المؤمنين من بعدى راخرجه الرافعي في ترجمة ابراهيم بن محمد بن عبد الله ابو اسحاق الرازي في كتابه تاريخ قزوين المسمى بالتدوين والخطيب في تاريخ بغداد بسند صحيح والمتقى في كثر العمال ومحمد صدق عالم في المعارج العلية جناب امير عليہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی مینے تیرے لیے خدا سے پانچ باتوں کا سوال کیا تھا پر دروگہ کرنے ایک بات کو نامنظور کیا اور چار باتیں قبول کی مینے خدا سے سوال کیا تھا کہ میری امت کو تیری امامت پر مجتمع کر دے۔ پس خدا نے اسکو نامنظور فرمایا۔ پھر خدا سے مینے تیرے لیے یہ دعا کی کہ قیامت کو مجھے اور تجھے سب پہلے قبر سے اٹائے میرے پاس لواء الحمد ہوگا اور تو اسے میرے سامنے اٹائے گا۔ اور تو سب پہلے اور تجھے لوگوں کو ساتھ لیکر جنت کی طرف بڑھے گا خدا نے یہ بات مجھے عطا فرمائی۔ پھر مینے خدا سے یہ عرض کیا کہ علی دنیا و آخرت میں میرا بہائی ہو۔ خدا نے میری اس عرض کو بھی قبول کیا۔ پھر مینے دعا کی جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہو خدا نے اسکو بھی منظور کیا پھر خدا سے مینے مانگا کہ تو میرے بعد سب مومنوں کا ولی ہو خدا نے اسے بھی منظور کیا۔

(۸) عن وهب بن حمزة قال قدم بريدة من اليمن وكان خرج مع ابن ابي طالب فرأى منه حقوة فاحذ يذكر علياً وينقص من حقه فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له لا تقتل هذا فهو اولي الناس بكم بعدى راخرجه الطبراني في الكيى وابن مندو وابو نعيم وابن مردويه وابن الاثير في اسد الغابة في معرفة الصحابة والسيوطي في جمع الجوامع والمتقى في كثر العمال) وهب بن حمزة مضمي



العرنہ سے مروی ہے کہ بیدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کی معیت میں یمن کو گئے ہوئے تھے وہاں جناب امیر سے انکی شکر رنجی ہو گئی حریف پس آئے تو جناب امیر کی شکایت کرنے لگے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گئی حضرت نے اسے ارشاد کیا یہ بات مت کر علی میرے بعد تم سب سے اولے ہے (۹) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید علی وقال هذا ولی کل مومن وانا ولیہ (اخرجه ابوالخیر الحاکمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر فرما رہے تھے کہ یہ میرا ایک مومن کا ولی ہے اور میں اسکا ولی ہوں +

(۱۰) عن سمر بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت نبیہ فعلی ولیہ (اخرجه ابوالخیر الحاکمی) سمر بن جندب نے اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسکا کہ میرا نبی ہوں پس علی اسکا ولی ہے +

## جناب امیر سے تولد رکھنے کا ثواب

(۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یحب ازیحی حیوی ویموت موتی ویسکن جنة الخلد التي وعدنی ربی فان ربی عزیز قضا تھا بیدہ فلیتول علی بن ابی طالب فانہ لن یخرجکم من ہدی ولن یدخلکم فی الضلالة (اخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابن ارقم والحاکمی فی المستدرک وابونعیم والذہبی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جو شخص میرے جیسی زندگانی کرنا چاہتا ہو۔ اور میری موت میرے کی آرزو رکھتا ہو اور جنت میں رہائش کرنے کا طالب ہو جسکا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کیونکہ خدا نے اسکی شاخیں اپنے ہاتھ سے لگائی ہیں پس چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب سے تولد رکھے پس تحقیق وہ تمہیں ہرگز ہدایت سے نہیں نکالے گا اور تمکو گمراہی میں نہیں ڈالے گا +

(۲) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی الی من امن بی و بولایۃ علی ابن ابی طالب فموسی فی الجنة فمن تولاه فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللہ (اخرجه الذہبی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وحی آئی ہے کہ جو شخص میرے پر اور علی کی ولایت پر ایمان لا کر میرا پس وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا جس نے اس سے تولد رکھی اس نے مجھ سے تولد رکھی اور جس نے مجھ سے تولد رکھی اس نے خدا سے تولد رکھی۔



(۳) عن ابی سعید الخدری عن ابی عباس قال فی تفسیر قولہ تعالیٰ وقفوہم انہم مسئولون یوم القیامۃ عن ولایۃ علی بن ابی طالب (اخرجه الواحد فی تفسیرہ الدلیلی) ابو سعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ وقفوہم انہم مسئولون جناب امیر کے حق میں وارد ہوئی ہے کہ کھڑا کرو ان لوگوں کو ابھی ان سے پوچھنا ہے قیامت کے روز علی کی ولایت سے۔

(۴) قیل لما حضرت عبد اللہ بن عباس الوفاۃ قال اللہم انی اقرب الیک بولایۃ علی بن ابی طالب (اخرجه احمد فی المناقب) کہتے ہیں کہ جب جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ دعا مانگنے لگے اے پروردگار علی کی ولایت کے سب سے زیادہ قریب جا ہوتا ہوں۔

## جناب امیر کے تولا کے بغیر کوئی صراط گز نہیں سکتا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ اذ اجمع اللہ الاولین والآخرین یوم القیامۃ ونصب الصراط علی جہنم ما جازھا احد حتی کانت معہ براۃ بولایۃ علی بن ابی طالب (اخرجه الحاکمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کو اسے سبھانہ تعالیٰ سب انگلیں پھیل کر لوگوں کو جمع کریگا اور جہنم پر صراط کو نصب کریگا کوئی اس سے علی بن ابی طالب کی ولایت کو پروانہ راہداری کے سوا نہیں گز سکیگا۔

(۲) عن الحسن البصری مرفوعاً قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ اذ اکان یوم القیامۃ یقع علی بن ابی طالب علی الفردوس وهو جلی قد عل الجنتہ وفوقہ عرش رب العالمین وهو جالس علی کرسی من نور یجری من یدیه التقدیم لایحوز احد الصراط الا ومعہ براۃ بولایۃ علی بن ابی طالب وولایۃ اہل بیتہ یشرف علی الجنتہ فیدخل مجلیبہ الجنتہ ومبغضہ النار (اخرجه الخوارزمی) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مرفوعاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز علی بن ابی طالب جنت کو ایک پہاڑ فردوس نام پر جس پر خدا کا عرش نذر کی کرسی پر رونق افروز ہوگا اسکے سامنے نہر تسنیم بہتی ہوگی علی بن ابی طالب اور اسکی اہل بیت کی محبت کے راہداری کے پروانہ کے بغیر کوئی صراط پر نہ ہو کر نہیں گز سکیگا وہ جنت جہانم کو فیکھے گا۔ اور اپنے دوستوں کو اس میں داخل کرے گا اور اپنے دشمنوں کو دروغ میں دھکیلے گا۔

(۳) عن قیس بن حازم قال التقی ابو بکر الصدیق وعلی بن ابی طالب فتبسم ابو بکر فی وجہہ فقال لہ علی مالک تبسمت فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ یقول لایحوز الصراط احد الا من کتب لہ علی الجواز (اخرجه بن السمان) قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب ابو بکر الصدیق حضرت امیر علیہ



السلام سے لے اور جناب امیر کو دیکھ کر ہنسنے لگے حضرت امیرؑ نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں ابو بکر کہنے لگے میں نے  
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کو روز علی کے پر دانہ راہداری کے سوا کوئی شخص  
صراط سے نہیں گذر سکیگا۔

عن مجاہد عن بن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابی طالب یوم القیامة علی الحوض لا  
یدخل الجنة یوم القیامة الا من جاء بمجواز من علی بن ابی طالب (اخرجه ابن المغازلی) مجاہد نے ابن عباس  
سے کہا اس کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن علی بن ابی طالب حوض پر ہونگے نہ داخل ہوگا جنت  
میں کوئی حبیب کہہ اس کے ہاتھ میں پروانہ راہداری کا ہو حضرت بن ابی طالب سے۔

## جناب امیر علیہ السلام کا مولای ہونے کا ثبوت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه۔ یہ حدیث اس قدر طرق کثیرہ سے روایت ہوئی  
کہ بعض محدثین نے انکے جمع کرنے میں بڑی بڑی ضخیم جلدیں تحریر کی ہیں۔

(۱) سبک اول امام ابو جعفر محمد بن جریر بن مزید الطبری المتوفی ۳۰۶ صاحب تاریخ الرسل والملوک نے رحبکی  
نسبت حافظ سیوطی کنایۃ بنی من یغیثہ اللہ علی راس کل مائۃ کہتے ہیں قال ابن خزمیہ ما اعلم علی  
الارض اعلم من جریر) اس حدیث کو پچھتر طریقوں سے روایت کر کے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور اسکا نام کتاب  
الولایہ رکھا ہے جسکی کثرت طرق کو دیکھ کر حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ من کنت مولاه فعلی مولاه  
فرماتے ہیں الف محمد بن جریر فیہ کتابا ووقف علیہ فاندشت لکثرۃ طرق یعنی اس حدیث کے متعلق محمد بن جریر  
طبری نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے میں اس کے کثرت طرق کو دیکھ کر بیہوش ہو گیا۔

(۲) انکے بعد حافظ ابو العباس احمد بن محمد بن سعید بن عبد الرحمن بن ابرہیم بن زیاد بن عبد اللہ بن عجل  
العقدی الکوفی المعروف بابن عقدہ نے جسکے علم و فضل کی شہادت حافظ خطیب تاج بحیث بغداد میں بیان  
کرتے ہیں ۳۳۰ میں اس حدیث کو متعلق ایک مبسوط رسالہ لکھا ہے اور اسکا نام حدیث الموالاة رکھا ہے  
اور ایک سوانحائیس طریقوں سے اس حدیث کو روایت کیا ہے خبائج حافظ ابن حجر صواعق محرقة میں کہتے  
ہیں حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه اخرجہ النسائی والترمذی وکثیر الطرق جدا وقد استوعبھا ابن  
عقدہ فی کتاب مفرد وکثیر من اسانیدھا صحیحہ وحسان یعنی من کنت مولاه فعلی مولاه کی حدیث کو زعمی  
اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اسکے بہت سے طریقے ہیں ابن عقدہ نے ایک کتاب میں اس کے طریقوں کو  
جمع کیا ہے جسکی سند بن اکثر صحیحہ اور حسن ہیں۔



(۳) پیر علامہ ابوالقاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی المتوفی ۸۳۸ھ نے اس حدیث کے اسناد کو ایک بارہ خبر کے رسالہ میں جمع کر کے اسکا نام دعاۃ الہدایۃ الی اذ احق المولایۃ رکھا۔

(۴) پیر علامہ ابوسعید مسعود بن ناصر السنجرلی السجستانی المتوفی ۸۳۸ھ نے اس حدیث کو ایک سو میں صحابہ سے روایت کر کے سترہ خبر کا رسالہ لکھا اور اسکا نام درایۃ حدیث المولایۃ رکھا۔

(۵) پیر حافظ انیس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد الذہبی المتوفی ۸۴۸ھ نے ایک رسالہ میں اس حدیث کے طریقوں کو جمع کیا ہے چنانچہ مفتاح کنز الدقائق میں بذیل ترجمہ صحیحہ عبد اللہ بن الحاکم لکھتے ہیں داماحدیث من کنت مولاه فعلی مولاه فله طریق جید وقد افردت ذالک ایضاً

انکے ماسوا بعض ائمہ حدیث نے ان کو بھی ٹیکہ اس حدیث کے طریقوں کے جمع کرنے میں اہتمام کیا ہے چنانچہ ابن کثیر شامی ابوالعالی جوینی سے نقل کرتے ہیں واندکان یتجیب بقول شہادت مجلداً بیغلام فی ید صحابہ فیہ روایات ہذا الخیر مکتوباً علیہ المجلد الثامنہ والعشرون من طرق من کنت مولاه فعلی مولاه ویتلوہ المجلد التاسع والعشرون یعنی ابوالعالی جوینی تعجب کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے بعد اومین صحافون کے پاس اس حدیث کی روایتوں کے متعلق ایک ضخیم جلد دیکھی اور پھر لکھا ہوا تھا کہ من کنت مولاه فعلی مولاه کے طریقوں کے متعلق یہ اٹھائیسویں جلد ہے اسکے بعد انتیسویں جلد تھی جائیگی۔

## ان صحابہ کرام کے نام جن کی یہ حدیث روایت ہوئی ہے

قال ابن القدرۃ فی کتاب الموالایۃ ہذا اسماء من روی عنہم حدیث یوم الغزیرۃ ابو بکر الصدیق (۲) عمر ابن الخطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) طلحہ بن عبید اللہ (۶) الزبیر بن العوام (۷) عبد الرحمن عوف (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) العباس بن عبد المطلب (۱۰) الحسن ابن علی ابن ابی طالب (۱۱) الحسین بن علی ابن ابی طالب (۱۲) عبد اللہ بن العباس (۱۳) عبد اللہ ابن جعفر بن ابی طالب (۱۴) عبد اللہ مسعود (۱۵) عمار بن یاسر (۱۶) ابوذر جندب بن جنادہ (۱۷) سلمان الفارسی (۱۸) سعد بن زرارہ الانصاری (۱۹) خزیمہ بن ثابت الانصاری (۲۰) ابویوب انصاری (۲۱) سہل بن حنیف الانصاری (۲۲) عثمان بن حنیف (۲۳) حذیفہ بن الیمان (۲۴) عبد اللہ بن عمر (۲۵) الدہاد بن عازب الانصاری (۲۶) رفاعہ بن رافع الانصاری (۲۷) سمعہ بن جندب (۲۸) سلمۃ بن اکوع الانسلی (۲۹) زید بن ثابت الانصاری (۳۰) ابویعلی الانصاری (۳۱) ابو قدامۃ الانصاری (۳۲) سہل بن سعد الانصاری (۳۳) عبد بن حاتم الطائی







# ان احادیث کے نام جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے مع وفات

تفسیر اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور واقفی اور ابو داؤد کے سوا ہر طبقہ کے محدثین کی ایک جماعت نے تفسیر میں کیا ہے جس کے اسماء مع سنہ وفات درج ذیل ہیں :-

ردیف	اسما تخریجین حدیث غدیر	ردیف	اسما تخریجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۱	ابن شہاب الزہری استاذ امام مالک	۱۲۵	علی بن محمد الطنافسی	۲۳۳
۲	محمد بن اسحاق صاحب السیرۃ	۱۳۵	یہود بن خالد البصری	۲۳۶
۳	سمر بن رستم البغوی المازنی	۱۴۵	عبد اللہ بن محمد بن ابی سفیان العبسی	۲۳۵
۴	المرسل بن یونس السجی ابو یوسف الکوفی	۱۵۵	عبد اللہ بن عمر القواریری	۲۳۵
۵	شریک بن عبد اللہ القاضی	۱۶۵	اسحاق بن ابرہیم الحنفی المعروف بابن راہویہ	۲۳۸
۶	محمد بن جعفر المدنی المعروف بغندر	۱۷۵	عثمان بن محمد بن ابی شیبہ	۲۳۹
۷	الوکیع بن الجراح بن یحیی الرواسی	۱۸۵	قتیبہ بن سعید البلخی	۲۴۰
۸	عبد اللہ بن نمیر الہمدانی	۱۹۵	امام احمد بن حنبل	۲۴۲
۹	محمد بن عبد اللہ ابو احمد الزبیری الحمال	۲۰۵	ہارون بن عبد اللہ ابو موسی الحمال	۲۴۳
۱۰	یحییٰ بن آدم بن سلیمان الاسوی	۲۱۵	محمد بن بشار العبیدی	۲۵۳
۱۱	امام محمد بن ادریس الشافعی المطلبی	۲۲۵	محمد بن المنذر ابو موسی الغندی	۲۵۲
۱۲	اسود بن عامر بن شاذان الشامی	۲۳۵	الحسن بن عوف العبیدی	۲۵۶
۱۳	عبد الرزاق بن ہمام البغدادی	۲۴۵	حجاج بن یوسف الشاعر البغدادی	۲۵۹
۱۴	حسین بن محمد المروزی	۲۵۵	سمیع بن عبد اللہ صاحب الملقب	۲۶۴
۱۵	فضل بن دینار ابو نعیم الکوفی	۲۶۵	حسن بن علی بن عفان العامری	۲۶۰
۱۶	عفان بن مسلم البغدادی	۲۷۵	محمد بن یحییٰ النعمانی	۲۵۹
۱۷	سعید بن منصور الخراسانی	۲۸۵	محمد بن یزید بن ماجہ القزونی صاحب السنن	۲۶۳
۱۸	ابراہیم بن الحجاج	۲۹۵	احمد بن یحییٰ البلاذری	۲۶۶
۱۹	علی بن حکیم المازنی	۳۰۵		



اسم	اسم	اسم	اسم	اسم	اسم
عبد الله بن مسلم الدينوري المعروف بابن قتيبة	٢٤٧	احمد بن جعفر القطيعي	١٦	٢٤٧	٣٠
محمد بن عيسى بن سورة الترمذي صاحب الصحيح	٢٤٩	علي بن عمر الدارقطني	١٧	٢٤٩	٣١
احمد بن عمرو الشيباني المعروف بابن عاصم	٢٤٩	عبد الله بن عبد الله المعروف بابن طبر	١٨	٢٤٩	٣٢
زكريا بن يحيى السنجري الحياطي	٢٤٩	محمد بن عبد الرحمن المخلص الندي	١٩	٢٤٩	٣٣
عبد الله بن امام احمد بن حنبل	٢٩٠	ابو عبد الله الحاكم صاحب مستدرک	٢٠	٢٩٠	٣٤
احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار	٢٩٣	عبد الملك بن محمد بن ابراهيم الخزاز	٢١	٢٩٣	٣٥
محمد بن شعيب النسائي صاحب السنن	٣٠٣	احمد بن عبد الرحمن بن احمد النعاري	٢٢	٣٠٣	١
حسن بن سفيان السنوي	٣٠٣	الشخيرازي	٢٣	٣٠٣	٢
احمد بن علي ابو يعلى الموصلي	٣٠٤	احمد بن موسى بن مردويه الاصبهاني	٢٤	٣٠٤	٣
محمد بن حرب الطبري	٣١٠	احمد بن محمد بن يعقوب ابو علي سكوت	٢٥	٣١٠	٤
عبد الله بن محمد ابو القاسم البغوي	٣١٠	احمد بن محمد بن ابراهيم الشافعي	٢٦	٣١٠	٥
محمد بن علي بن حسين بن بشر ابو عبد الله	٣١٠	احمد بن عبد الله ابو نعيم الاصبهاني	٢٧	٣١٠	٦
الزاهد الحكيم الترمذي	٣١٠	اسماعيل بن علي بن حسين بن زنجويه	٢٨	٣١٠	٧
احمد بن محمد بن سلامة الطحاوي	٣١٣	الرازي المعروف بابن السمان	٢٩	٣١٣	٨
احمد بن محمد بن عبد ربه ابو عمر القرطبي	٣١٩	احمد بن حسين بن علي السديقي	٣٠	٣١٩	٩
حسين بن اسماعيل الحاملي	٣٣٠	يوسف بن عبد الله المعروف بابن عبد الله	٣١	٣٣٠	١٠
ابو العباس احمد بن محمد بن سعيد الحروف	٣٣٢	النمري القرطبي صاحب الاستيعاب	٣٢	٣٣٢	١١
بابن عقده	٣٣٢	احمد بن علي المعروف بالخطيب البغدادي	٣٣	٣٣٢	١٢
يحيى بن عبد الله الغبري	٣٣٣	علي بن احمد ابو الحسن الواحدي	٣٤	٣٣٣	١٣
دعبلج بن احمد السنجري	٣٥١	مسعود بن ناصر السجستاني	٣٥	٣٥١	١٤
محمد بن عبد الله البزار الشافعي	٣٥٢	علي بن محمد الجلابي المعروف بابن النخعي	٣٦	٣٥٢	١٥
محمد بن حبان لمبستي	٣٥٢	عبد الله بن عبد الله ابو القاسم الحسني	٣٧	٣٥٢	١٦
سليمان بن احمد الطبري	٣٧٠	علي بن الحسن بن الحسين النخعي	٣٨	٣٧٠	١٧



١٩	اسماء مخترعين حديث غدیر	٢٠	اسماء مخترعين حديث غدیر	٢١
١	امام محمد بن غزالي رح	١٠٥	يوسف بن نجر ابو الحجاج البايي لمعرف	١٩
٢	الحسين بن مسعود البغدادي	١٠٦	بابن الشيخ	٢٠
٣	زرين بن معاوية العبدري	١٠٧	يوسف بن قز علي سبط ابن الجوزي	٢١
٤	احمد بن محمد العاصمي	١٠٨	محمد بن يوسف الكنجي الشافعي	٢٢
٥	محمود بن عمر الرمثري صاحب الكشاف	١٠٩	عبدالرزاق بن رزق الله الرعني	٢٣
٦	محمد بن علي بن ابراهيم النطنزي	١١٠	يحيى بن شرف النودي	٢٤
٧	عبدالكريم بن محمد بن ابوسعيد المروزي السجستاني	١١١	احمد بن عبد الله محب الدين الطبري الكوفي	٢٥
٨	سوفيق بن اسعد ابو المؤيد المعروف باخطيب خوارزم	١١٢	ابراهيم بن عبد الله الوصالي شافعي	٢٦
٩	عمر بن محمد بن خضر الارودي بيلي المعروف بالبلد	١١٣	محمد بن احمد الفرغاني	٢٧
١٠	علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر دمشق	١١٤	ابراهيم بن محمد الحموي	٢٨
١١	محمد بن عمر بن احمد بن موسى المديني الزاهد	١١٥	احمد بن محمد بن احمد علار الدولة السعدي	٢٩
١٢	فضل الله بن ابي سعيد الحسن التوريشي	١١٦	يوسف بن عبد الرحمن الرزي	٣٠
١٣	اسعد بن محمود بن خلف ابو الفتح العجلي	١١٧	محمد بن احمد النخعي	٣١
١٤	امام محمد بن عمر الملقب بفخر الدين الرازي	١١٨	حسن بن حسين نظام الدين الاعمري	٣٢
١٥	صاحب تفسير كبير	١١٩	النيابوري صاحب التفسير	٣٣
١٦	سبارك بن محمد بن محمد ابو اسعد المعروف بابن الاثير الجزري	١٢٠	محمد بن عبد الله ولي الدين الخطيب البغدادي	٣٤
١٧	علي بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الجزري	١٢١	عمر بن مغفر بن عمر ابو حفص المعري الحلبي	٣٥
١٨	ابو الحسن المعروف بابن الاثير	١٢٢	الشهير بابن الورد	٣٦
١٩	محمد بن عبد الواحد المقدسي الحنبلي	١٢٣	احمد بن عبد القادر بن مكتوم تاج الدين	٣٧
٢٠	محمد بن طلحة النخعي	١٢٤	القيسي النخعي	٣٨
		١٢٥	محمد بن يوسف الندي	٣٩
		١٢٦	محمد بن مسعود الكازروني	٤٠
		١٢٧	عبد الله بن اسعد لميني الياضي	٤١



(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ابوبکر رضی اللہ عنہما فقالوا یا ابا الحسن لو نذرت علی ولدك فنذر علی فاطمة وفضلہ جاریۃ لہما  
ان یسدا مہما از یصوموا ثلثة ايام فشفیاء و ما معہم شیء فاستقرض علی من شیعہ  
الیہودی الخیبری ثلثة اصوع من الشعیر فطخت فاطمة صاعاً و اخبرت خمسة اقراص علی  
علیہم و وضعتہا بین ایدیہم لیظروا فوق علیہم مسائل فقال السلام علیکم اهل بیت  
محمد مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی اطعمکم اللہ من موارید الجنة فاشروہ و اتوا  
لم یذوقوا الا الماء و اصحوا صیاماً فلما امسوا و وضعوا الطعام بین ایدیہم فوق  
علیہم یتیمہ فاشروہ و وقف علیہم اسیر فی الثالثة ففعلوا مثل ذلك فلما اجتمعوا  
اخذ علی بید الحسن والحسین و اقبلوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما انصرفوا و ہم یرتعدون  
کالفراخ من شدۃ الجوع قال ما اشدنی ما ارا بکم فقام فانطلق معہم فرأی فاطمۃ فی  
محرابہا قد التصق ظہرہا ببطنہا و غارت عیناها فساء ذلك فانزل جبریل فقال  
خذہا یا محمد ہذا اللہ فی اهل بیتک فاقراء الایۃ و یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا  
و یتیمًا و اسیرًا و اخرجہا من محضری فی الکشاف) ابن عباس رضی اللہ عنہما منقول ہے کہ ایک دفعہ  
حسنین علیہما السلام بیمار ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو رسالت  
لیکر انکی عیادت کے لیو تشریف لائے صحابہ نے عرض کیا یا ابا الحسن اگر آپ ان اپنے نور چشموں کے لیے  
نذر مانتے تو بہتر تھا۔ پس جناب امیراد جناب سیدہ اور فضلہ انکی نوٹدی نے انکی بندستی پر بین مین روئے  
رکھنے کی نذر مانی پس جب وہ دونوں صاحبزادی صحت یاب ہو گئے سب نے ملکر روزے رکھو انکے پاس اس  
وقت کچھ ہی نہیں تھا جو افطار کے لیو کام آتا جناب امیر نے شیعہ خیری یہودی سے جو کے تین پیانے  
قرض لیے۔ اس مین سو ایک پیانے کو جناب سید علیہما السلام نے پیکر یا پنج روٹیاں انکی تعداد کو موافق  
پکائیں جب افطار کے لیو انکے گے رکھیں ایک سائل نے اگر صد اکی سلام علیکم۔ اموال بیت محمد صلی  
علیہ وسلم مین مسلمان مساکین مین سے ایک مسکین مین مجھے کچھ کھلاؤ خدا مکر جنت کی نعمتوں کو سیر  
کرے سب نے اپنا کھانا اسے بخش دیا۔ اور پانی سے افطار کر کے سو رہے اور پہر دن بہر روزہ رکھا جیسا  
ہوئی اور افطار کے لیے کھانا پکا یا گیا۔ ایک سائل نے اگر آواز دی مین سیم مین۔ سب نے اپنا کھانا آو  
اٹھا دیا۔ اور پانی سے افطار کر کے سو رہے پس سبط سے تیس روز کی افطاری ایک قیدی کو  
بخش دی۔ صبح کو چلے حیر حسنین علیہما السلام کا اندر بکر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے



ردیف	اسمای مخبرین حدیث غدیر	ردیف	اسمای مخبرین حدیث غدیر	ردیف
۱۲	اسمعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر	۱	یحیٰی بن خالد بن المحدث	۱۲
۱۳	عمر بن الحسن ابو حفص المراءنی	۲	عبد الوهاب بن محمد بن رفیع الدین	۱۳
۱۴	علی بن شهاب الدین الهمدانی	۵	احمد بن محمد بن علی بن احمد البغدادی المکی	۱۴
۱۵	محمد بن عبد الله بن احمد المقدسی	۶	علی بن حسام الدین البغدادی صاحب	۱۵
۱	محمد بن محمد المعروف بخواجه پارسا	۷	کنز العمال	۱۶
۲	محمد بن محمد بن شمس الدین المجرزی صاحب	۸	محمد طاهر الفتنی صاحب مجمع البحار	۱۷
۳	حسن حسینی	۹	سید زین العابدین بن عبد الباقي	۱۸
۴	احمد بن علی بن عبد القادر المقریزی	۱۰	علی بن سلطان محمد الهروی المعروف	۱۹
۵	شهاب الدین بن شمس الدین دولت آبادی	۱۱	بلا علی القاری	۲۰
۶	احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر	۱۲	محمد بن عبد الرؤوف بن تاج العارفین	۲۱
۷	العسقلانی	۱۳	المناوی	۲۲
۸	علی بن محمد بن احمد المعروف بابن بصام	۱۴	الشیخ عبد الله العیدروس البغدادی	۲۳
۹	المالکی	۱۵	محمد بن محمد بن علی الشیخانی القادر	۲۴
۱۰	محمد بن احمد البغدادی الخفای فخر بخاری	۱۶	المدنی	۲۵
۱۱	حسین بن معین الدین الیزدی البغدادی	۱۷	علی بن ابراهیم بن احمد بن علی بن	۲۶
۱۲	عبد الله بن عبد الرحمن المشهور	۱۸	نور الدین الجلیبی	۲۷
۱۳	باصیل الدین محدث	۱۹	احمد بن الفضل بن محمد باکشر المکی	۲۸
۱۴	فضل الله بن رفوف بهان بن فضل الله	۲۰	الشیخ عبد الحق محدث الدهلوی	۲۹
۱۵	الخفای البغدادی	۲۱	محمد بن محمد المصري	۳۰
۱۶	علی بن عبد الله نور الدین البغدادی	۲۲	محمد بن صفی الدین جعفر الملقب	۳۱
۱۷	عبد الرحمن بن ابی بکر المعروف بجلال الدین	۲۳	محبوب العالم	۳۲
۱۸	السیوطی	۲۴	صالح بن مهدی البغدادی	۳۳
۱۹	عطاء الله بن فضل الله البغدادی	۲۵	محمد بن عبد الرسول البغدادی	۳۴

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم



بیچہ	اسامی مخبرین حدیث غدیر	بیچہ	اسامی مخبرین حدیث غدیر	بیچہ
۲	حسام الدین بن محمد بازید سہارنپوری	۸	ابو بہیم بن مرعی بن عطیہ الشہر خنتی	۱
۳	سیر محمد معتمد خان البدخشان	۹	احمد بن بن عبد القادر العجلی	۲
۴	محمد صدر عالم صاحب معارج	۱۰	مولانا رشید الدین خان الدہلوی	۳
۵	مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم	۱۱	مولوی محمد حسین مگسوی	۴
	محمد ث الدہلوی	۱۲	محمد سالم البخاری الدہلوی	۵
۶	محمد بن اسماعیل بن صلاح الامیر البانی	۱۳	مولوی ولے اللہ مگسوی	۶
	الصنعانی	۱۴	مولو حیدر علی فیض آبادی صاحب شتہ الکلام	۷
۷	محمد بن علی الصبان			

### حدیث غدیر کا صحیح بلکہ متواتر ہونا

(۱) قال مرزا محمد معتمد خان فی نزل الابرار بعد ذکر حدیث الغدیر۔ ہذا حدیث صحیح مشہور لہٰذا نیکم فی صحیحہ الامتصاص جاہذا لا اعتبار بقولہ مرزا محمد معتمد خان نزل الابرار میں حدیث غدیر کے ذکر کرنے کو بعد لکھتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اسکی صحت میں متعصب بنکر کے سوا کسینے کلام نہیں کیا ہے اور ایسے شخص کی بات کا اعتبار نہیں ہے۔

(۲) قال شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب الحصن الحصین فی اسنی المطالب فی ذکر حدیث الغدیر۔ ولا عبرۃ من حاول تضعیفہ ممن لا اطلاع لہ فی هذا العلم شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصین اسنی المطالب میں بذیل ذکر حدیث غدیر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی تضعیف کرنے والی کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسکو اس علم حدیث میں کچھ بھی خبر نہیں ہے۔

(۳) قال الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ واما حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه فلہ طریق جیدہ وقد اخرجت ذلک ایضاً حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ عبدالحمید صاحب سندرک لکھتے ہیں کہ حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه کے لیے بہت سہ طریقے کئے ہیں میں نے ایک مستقل رسالہ میں اسکی تفصیل

(۴) قال الملا علی القاری فی المرقاة ان ہذا حدیث صحیحہ لامرۃ فیہ بل بعض الحفاظ علیہ متواترہ ملا علی قاری مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں بے شک یہ حدیث صحیح ہے جس میں کسی طرح شبہ نہیں ہے



بلکہ بعض حافظان حدیث نے اسکو متواترات میں سے شمار کیا ہے ۔

(۵) قال جمال الدین عطاء اللہ بن فضل بن عبد الرحمن الشیرازی النیسابوری فی الاربعین هذا الحدیث متواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ جمع کثیر وجم غفیر من الصحابة حافظ جمال الدین عطاء اللہ بن فضل الشیرازی النیسابوری اربعین میں لکھتے ہیں یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر روایت ہوئی ہے ایک جماعت کثیر اور بڑے گروہ نے اسکو روایت کیا ہے ۔

(۶) قال العلامة ضیاء الدین صالح بن المہدی المقبلی فی کتابہ المسماة بابحاث المسد فی فتون المتعذر من شواہدہ ما ورد فی حق علی فی الجنة وهو علی حدیث متواتر معنی واشتہر نہایت حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه علامہ ضیاء الدین صالح بن المہدی المقبلی کتاب ابجاث مسدہ میں لکھتے ہیں انہیں احادیث کی قسم میں سے وہ حدیث جو جناب امیر کے قطعی جنتی ہونے کی نسبت وارد ہوئی ہے جو اپنی حد میں سے متواتر ہے ۔ اور حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه ان احادیث میں سے ہے جو معنی نہایت صحیح اور روشنی نہایت مشہور ہیں ۔

(۷) قال عبد الرؤف المناوی فی التیسیر من کنت مولاه فعلی مولاه اخرجہ احمد وغیرہ رجال احمد ثقات بل قال المؤلف حدیث متواتر وهذا ذکرہ علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراہیم الغزیری فی سراج المنیر عبد الرؤف المناوی تیسیر شرح جامع صغیر صنفہ سیوطی میں لکھتے ہیں حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے ۔ اور امام احمد کے تمام راوی ثقہ ہیں بلکہ مؤلف جامع صغیر کہتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے اور علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراہیم الغزیری نے بھی سراج المنیر شرح جامع صغیر میں اسکا سیطرہ سے ذکر کیا ہے ۔

(۸) وهذا الحدیث اخبرہ السیوطی فی الفوائد المتکاثرہ فی الاخبار المتواترہ وفي الاذہار المتکاثرہ فی الاخبار المتواترہ وعلى المتقی فی مختصر قطف الاذہار حدیث کو حافظ جلال الدین سیوطی نے فوائد متکاثرہ اور اذہار متکاثرہ میں لکھا ہے اور علی متقی نے مختصر قطف الاذہار میں لکھا ہے اور ان کتابوں میں اندونو صاحبوں نے احادیث متواترہ کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے ۔

(۹) قال الحافظ نور الدین علی بن ابراہیم بن علی الحلی الشافعی فی کتابہ المسماة باسان العیون فی سیر الامین المأمون هذا حدیث صحیحہ وردہا سائد صحیح و حسن ولا الثقات من قدح فی صحیحہ کاہن داود ویابی حاتم الرازی حافظ نور الدین علی بن ابراہیم بن علی الحلی الشافعی انسان العیون میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسانید صحاح اور حسان سے روایت ہوئی ہے ابو داؤد اور ابو حاتم بنی



کے اقوال جنہوں نے احمد بن حنبل کی ہفتائے قابل نہیں ہیں \*

(۱۰) قال احمد بن محمد العاصمی فی زین الفقی ہذا الحدیث تلقته الامۃ بالقبول وهو موافق للاصول حافظ احمد بن محمد العاصمی زین الفتنۃ من لکھتے ہیں احمد بن حنبل کو بہت سے قبول کیا ہے اور یہ حدیث اصول کے بالکل مطابق ہے \*

(۱۱) قال الحافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی فی الصراط السو قال حافظ الذہبی ہذا حدیث حسن اتفق علی ما ذکرنا جمہور اہل السنۃ والجماعۃ حافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی صراط السوی میں لکھتے ہیں کہ حافظ ذہبی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور جیسے کہ ہم نے ذکر کیا ہے اس پر جمہور اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے \*

(۱۲) قال الحافظ ابو القاسم الفضل بن محمد ہذا حدیث صحیح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد روی عنہ نحو مائۃ نفس منہا العشرۃ وهو ثابت لا اعرف لہ علۃ تفرد علیہ رضی اللہ عنہ بهذا الفضیلۃ لم یشرک احد (اخرجه الفقیہ ابن المغازی فی المناقب) حافظ ابوالقاسم فضل بن محمد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت سے نہایت صحت کے ساتھ روایت ہوئی ہے اور سواد میں نے احمد بن حنبل کو حضور سے روایت کیا ہے میں کوئی سقم کی علت نہیں پاتا تا جب اس فضیلت میں یکہ میں کوئی صحابی نہیں آپ کا شریک نہیں ہے۔

(۱۳) قال الحافظ بن حجر حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه اخرجہ الترمذی والنسائی وهو کثیر الطرق جدا وقد استوعبها ابن عقیلۃ فی کتاب مفرد وکثیر من اسانیدھا صحاح وحصان (صواعق محرقہ) خاتم المحدثین ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ من کنت مولاه فعلی مولاه کی حدیث کو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور احمد بن حنبل کے طریقے کثرت سے ہیں ابن عقیلہ نے ایک مستقل کتاب انکو جمع کیا ہے اور اسکی اکثر سندیں صحیح اور حسن ہیں \*

(۱۴) قال الشیخ عبد الحق فی الملعات ہذا حدیث صحیحہ لا مرئیۃ فیہ وقد اخرجہ جماعۃ کالترمذی والنسائی واحد وطرقہ کثیرۃ جدا رواہ ستۃ عشر صحابیاً و فی رواۃ احمد انہ سمعہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثون صحابیاً وشہدوا بہ لعلی لما نوزع فی ايام خلافته وکثیر من اسانیدھا صحاح وحصان ولا التفات لمن قدح فی صحتہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی ملعات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں یہ صحیح حدیث ہے اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اور محدثین کی ایک جماعت جیسے کہ ترمذی اور نسائی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے اسکی تخریج کی ہے اور احمد بن حنبل کے بہت سے طرق میں سولہ صحابیوں نے اسکو روایت کیا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں نے سنا ہے



اور جبکہ اپنے ایام خلافت میں جناب اسیر نے تنازع کیا تو ان لوگوں نے اس حدیث کی نسبت گواہی دی تھی اور اس کی سندین اکثر صحیح اور حسن ہیں اور جس شخص نے کہ اس کی صحت میں کلام کیا ہے اس کے قول کا اعتبار نہیں ہے۔

(۱۵) قال میرزا محمد دوم بن میر عبدالباقی فی نواقض الروافض فان تسالنی عن حدیث الغدیر المتواتر ذکرت المخلص لذلک مفید ہم میرزا محمد دوم بن میر عبدالباقی نواقض الروافض میں لکھتے ہیں اگر تو مجھ سے حدیث غدیر متواتر کی نسبت سوال کرے تو میں تجھ سے اس کا ملخص بیان کرتا ہوں۔

(۱۶) قال محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر الباقی الصنعانی فی کتابہ الرضیۃ الندیۃ و حدیث غدیر متواتر عند اکثر ائمة الحدیث محمد بن اسمعیل صلاح الامیر بنی الصنعانی کتاب روضۃ الندیۃ میں تحریر کرتے ہیں کہ حدیث غدیر اکثر ائمہ کے نزدیک متواتر ہے۔

(۱۷) قال محمد صدر عالم فی معارج العلیٰ ثم اعلم ان حدیث الموالاة متواتر عند السیوطی کما ذکرہ فی قطفہ الارواح فاردت ان اسوق طرقہ لیتضح التواتر فاقول اخرج احمد والحاکم عن ابن عباس و ابن ابی شیبۃ واحمد عنہ وعن بریدۃ واحمد وابن ماجہ عن البراء والطبرانی وابن جریر وابو نعیم عن جندب الانصاری وابن قانع عن حبشی بن جنادۃ والترمذی عنہ وقال حسن غریب النسائی والطبرانی والضیاء المقدسی عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم و حدیث بن اسید الغفاری وابن ابی شیبۃ والطبرانی عن ابی ایوب وابن ابی شیبۃ وابن ابی عاصم والضیاء عن سعد بن ابی وقاص و الشیرازی فی الالقاب عن عمر الطبرانی عن مالک بن الحوریت وابو نعیم فی فضائل الصحابة عن یحییٰ ابن جعدۃ عن زید بن ارقم وابن عقیلۃ فی کتاب الموالاة عن حبیب بن بدیل بن ورقاء وقیس بن ثابت وزید بن شراحیل الانصاری واحمد عن علی وثلثۃ عشر رجلاً وابن ابی شیبۃ عن جابر قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فاعلی مولاه مولانا محمد صدر عالم معارج العلیٰ میں تحریر کرتے ہیں آگاہ ہو کہ حدیث مولاء حافظ سیوطی علیہ الرحمۃ کے نزدیک متواتر ہیں جیسے کہ حافظ موصوفی قطف الارواح میں لکھتے ہیں اس حدیث کے طریقوں کو شمار کر کے دکھاتا ہوں تاکہ اس کا متواتر ہونا واضح ہو جائے پس میں لکھتا ہوں کہ امام احمد اور حاکم ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ اور احمد ان سے اور بریدہ سے اور احمد اور ابن ماجہ برابر ابن عازب سے اور طبرانی اور ابن جریر اور ابو نعیم جندب الانصاری سے اور ابن قانع حبشی ابن جنادہ سے اور ترمذی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اقسام حسن اور غریب میں سے ہے۔ اور نسائی اور طبرانی اور ضیاء مقدسی ابو طفیل سے اور وہ زید بن ارقم اور حدیث بن اسید الغفاری سے اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی ابو ایوب سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم والضیاء سعد بن ابی وقاص سے اور



شیرازی القاب میں جناب عمر بن الخطاب سے۔ اور طبرانی مالک بن الحویرث سے اور ابو نعیم فضائل الصحابة میں یحییٰ بن حمزہ سے اور وہ زید بن ارقم سے اور ابن عقیقہ کتاب الموالاة میں حبیب بن بدیل بن ورقاء اور قسیر بن ثابت اور زید بن شراحیل الانصاری سے اور احمد جناب امیر اور دیگر تیرہ صحابیوں نے اور ابن ابی شیبہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۸) قاضی ثناء اللہ پانی پنی سیف المسلولین کہتے ہیں۔ ابن حدیث بدرجہ تواتر رسیدہ و از سی کس از صحاب ازینما علی و ابوب و زید بن ارقم و برار بن عازب و عمرو بن مرہ و ابو ہریرہ و ابن عباس و عمارہ بن بربدہ و سعد بن ابی وقاص و ابن عمر و انس و جبرین عبد اللہ البجلی و مالک بن الحویرث و ابو سعید الخدری و طلحہ و ابو الطفیل و حذیفہ بن اسیدہ و غیرہ مروی گشتہ و جمہور محدثین ابن حدیث را در صحاح و سنن و مسانید روایت کرده اند

## اگرچہ اس حدیث کے تمام طرق کا حصا شکل ہی مگر تینا چند طرق پر قضا کیا جاتا ہے

(۱) عن بريدة رضي الله عنه قال غرقت مع علي باليمن فرأيت منه جفوة فلما قدمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرت علياً فتنقصته فرأيت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتغير فقال يا بريدة المست أو بالمؤمنين من انفسهم قلت بلى يا رسول الله قال من كنت مولا فغلبت مولاة (اخرجه احمد في المستد والمناقب والترمذي والنسائي والطبراني وابن جرير وابو نعيم وابن حبان والحاكم والمناقب ابى بشر اسمعيل بن عبد الله الاصبهاني المشهور بالسهميه والفقيه بن المغازلي والسيوطي في جامع الصغير والمتقى في كنز العمال) بريدة رضي الله عنه سے روایت ہے کہ میں جناب امیر کے ساتھ یمن میں ٹنڈا کرنے کو گیا ان سے مجھے شکر رنجی ہو گئی جب میں واپس آیا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی شکایت کرنے لگا میں نے دیکھا کہ حضرت کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا ہے پھر اپنے ارشاد کیا اسے بربدہ کیا میں تمام مسنون کی جان سے اولی نہیں ہوں میں نے عرض کیا بے شبہ حضور اوسے یمن پہنچایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے۔

(۲) عن زيد بن ارقم قال لما حج رسول الله صلى الله عليه وسلم حجة الوداع وعاد فاصلا المدينة قام بغداة خم وهو ما بين مكة والمدينة وذلك في اليوم الثالث عشر من ذي الحجة فقال ايها الناس اني مسئول وانتم مسئولون هل بلغت قالوا شهدنا انك قد بلغت ونصحت ثم قال ايها الناس اليس تشهدون ان لا اله الا الله واني رسول الله قالوا تشهدون ان لا اله الا الله وانك رسول الله قال وانا اشهد مثل



ما شهد ثم قال ايها الناس قد خلفت فيكم ما انتم سكتون به لا تفتلوا بعد كتاب الله واهل بيتي  
 الا وان اللطيف الخبير في انهما لم يفترا حتى يردا على الحوض وسعة حوضي ما بين بصري وصنعا  
 عدا انية على النجوم ان الله لسائلكم كيف خلفتموني في كتاب الله واهل بيتي ثم قال ايها الناس  
 من اولي الناس بالمؤمنين من انفسهم قالوا الله ورسوله يقول ذلك ثلاث مرات ثم قال في الرابعة  
 واخذ بيد علي اللهم من كنت مولا فاعلى مولاك اللهم وال من والاه وعاد من عاداه يقولها  
 ثلاث مرات ثم قال الا فليبلغ الشاهد منكم الغائب راخرجه بن المشهاب الزهري واحمد في  
 المسند وابن جرير وابو نعيم والنسائي في الخصائص والضياع المقدسي وابن ابي شيبة والسيوطي  
 في جامع الصغير باختلاف يسير زيد بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ  
 الوداع سے بقصد مدینہ منورہ واپس ہوئے اور غدير خم پر مقام کیا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے اس  
 روزی الحج کی تیرہویں تاریخ تھی حضرت نے فرمایا اے لوگو مجھ سے پوچھا جائیگا۔ اور تم سے بھی پوچھا جائیگا  
 آیا میں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ تمام لوگوں نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پہنچا دیا ہے  
 اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پہنچا دیا ہے اور نصیحت  
 کرنے کے حق کو ادا کر دیا ہے۔ پھر ارشاد کیا اے لوگو کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ سوا خدا کے کوئی معبود  
 برحق نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں تمام حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک سوا  
 خدا کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اور آپ خدا کے رسول ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں بھی تمہاری گواہی  
 پر گواہی دیتا ہوں۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے  
 ان سے شک کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت ہے۔ خدا  
 مہربان خبر دینے والے نے مجھے خبر دی ہے کہ جب تک وہ دونوں حوض پر وارد ہوں ہرگز ایک دوسرے  
 سے جدا نہیں ہوں گے میرے حوض کی وسعت ایسی ہے جس طرح سے کہ میری نگاہ کرنے کا مقام اور صنعا  
 یمن۔ اسکے پیلے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے موافق ہیں۔ تحقیق خدا تم سے پوچھنے والا ہے کہ  
 تم نے میرے بعد خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ پھر فرمایا اے لوگو مومنین کی  
 جان سے کون زیادہ انکے لیے اولی بالتصرف ہے تمام حاضرین نے عرض کیا خدا اور اس کا رسول۔ یہ بات  
 حضرت نے تین دفعہ فرما کر چوتھی دفعہ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا اے میرے پروردگار جبکہ  
 میں ہوں اسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن  
 رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے تین مرتبہ کہہ کر ارشاد کیا کہ تم حاضرین کو چاہیے کہ غائبین تک اس خبر کو



(۳) عن عامر بن لیلی قال لما صدر رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع ولما حج غيرهما قبل حتى  
 كان بالحجفة نهى عن سمرات متقاربات بالبطحاء ان ينزل تحتها احد حتى اذا اخذ القوم منازلهم اقبل  
 فقدم ما تحتهم حتى اذا ثوب بالصلوة صلوة الظهر حمد الله من وذلك يوم غدیر خم ثم بعد فراغه من  
 الصلوة قال ايها الناس اني قد نبأني اللطيف الخبير انه لن يعمر بني الا نصف عمر النبي الذي كان قبله  
 واني لا ظنه باني ادعى فاجيب واني مستول وانتم مستولون هل بلغت فما انتم قائلون قالوا نقول  
 قد بلغت وجهدت ونصحت فجزاه الله خيرا قال تشهدون ان لا اله الا الله وان محمدا رسول  
 الله وعبداه وان جنته حق وان نار جهنم حق والبعث بعد الموت حق قالوا بلى تشهد قال اللهم اشهد  
 قال ايها الناس الا تسمعون الا فانه مولاي وانا اولى بكم من انفسكم لا ومن كنت مولا فاعلم  
 مولا واخذ بيد علي فرفعها حتى نظره القوم ثم قال اللهم وال من والاه وعاد من عاداه  
 اخرجه الطبراني والحافظ ابو الفتوح السعدي الشافعي (عامر بن ليلى رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب  
 سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہو اور اسکے بعد پر اپنے حج نہیں کیا یہاں تک کہ حجۃ من  
 پہونچے لوگوں کی کنکریلی زمین میں ببول کے درختوں کے جہنڈ کے نیچے فروکش ہونے سے منع فرمایا۔ جب لوگ  
 اپنے اپنے مقام پر جا ترے حضور نے ان درختوں کے نیچے جہاڑ و دلائی اور نماز ظہر کے لیے اٹھے اور ان  
 درختوں کے نیچے تشریف لائے اور یہ غدیر خم کا دن مشہور ہو گیا ہے پھر آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا ای  
 لوگو مجھے میری پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ ہر ایک نبی اپنے پہلے نبی کی عمر سے نصف عمر پاتا چلا آیا ہے  
 میں گمان کرتا ہوں کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا کی دعوت کی اجابت کروں گا۔ میں بھی پوچھا جاؤں گا اور  
 تم بھی پوچھے جاؤ گے کہ آیا میں نے خدا کا پیغام ہونچا دیا ہے۔ پس تم کیا جواب دو گے لوگوں نے عرض کیا  
 ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام ہونچا دیا ہے اور نہایت کوشش کی ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے  
 خدا آپ کو خیر عطا کرے پھر سرکار نے ارشاد کیا کہ کیا تم اسکی گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود  
 برحق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے رسول اور بندہ ہیں اور جنت اور دوزخ حق ہے اور  
 کے بعد پھر جنیاح ہے۔ سب نے عرض کیا ہاں ہم لوگ گواہی دیتے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا اے خدا گواہ  
 رہو پھر ارشاد کیا اے لوگو کیا تم نہیں سنئے کہ میرا مولا خدا ہے اور میں تم لوگوں کے لیے تمہاری جار  
 اولی ہوں۔ پس جبکہ کہ میں مولا ہوں علی اسکا مولا ہے اور علی کا ہاتھ بکتر کر بلند کیا یہاں تک کہ تمام قوم کے  
 لوگوں نے انکو اچھی طرح سے دیکھا۔ پھر دعا کی اے میرے پروردگار دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھو



اور دشمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۴) عن حذیفۃ بن یشید الغفاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب بعد یرحم تحت شجرۃ  
فقال ایہا الناس انی قد نبأ فی اللطیف الخبیر انہ لم یعمرنبی الا نصف عمر الذی یشہ من قبلہ وانی قد  
یوشک ان اذ غمی فانما اجیب وانی مستول وانکم مستولون فماذا انتم قائلون قالوا الشہد انک قد  
بلغت وجہک ونضحت فجزاک اللہ خیرا فقال الیس تشہدون ان لا الہ الا اللہ و ان محمد عبد  
ورسولہ و ان جنتہ حق و نارہ حق و ان الموت حق و ان المبعث بعد الموت حق و ان الساعة آتیۃ لا ریب  
فیہا و ان اللہ یبعث من فی القبور قالوا بلی لشہد بذلک قال اللہم اشہد ثم قال ایہا الناس اللہ  
مولای وانا مولی المؤمنین وانا اولی بہم من انفسہم فمن کنت مولاه فعلى مولاه اللہم وال من اولیہ  
و عادی من عاداہ ثم قال یا ایہا الناس انی فرطکم و انکم واردون علی الحوض حوض اعرض مما  
بین بصری المصنعا فیہ عذاب النجوم قد حان من فضة وانی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین  
فانظروا کیف تخلفونی فیہما الثقل الاکبر کتاب اللہ عز وجل سبب طرفہ بید اللہ و طرفہ بایدیکم  
فاستمسکوا بہ لا تضلوا ولا تبدلوا و عترتی اہل بیتی و انہ قد نبأ فی اللطیف الخبیر ان فیہما لزمین قضیا  
حتی یرد علی الحوض و اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول والطبرانی بسند صحیح (خليفة  
ابن اسید الغفاری نے اسے روایت ہے کہ یہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں ایک  
درخت کے نیچے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو مجھے پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ کسی نبی نے عمر نہیں پائی  
مگر اپنے پہلے نبی کی عمر سے بقدر نصف کر اب یہ تحقیق گمان کیا جاتا ہے کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا  
کی دعوت کو اجابت کروں گا مجھے پوچھا جائیگا اور تم سے بھی پوچھا جائیگا پس تم کیا کہو گے حاضرین نے  
عرض کیا ہم گواہی مانگتے کہ آپ خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور کوشش کی ہے اور نصیحت ادا کی ہے پر  
خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے پھر حضرت نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود جزا  
نہیں اور یہ تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بندہ اور رسول ہیں اور خدا کا بہشت حق ہے اور دوزخ  
حق ہے اور نہ ناحق ہے اور مکر جی اٹھا حق ہے اور بے شک قیامت آتی والی ہے اور زمین کوئی شبہ  
نہیں ہے اور بے شک خدا قبر کے لوگوں کو زندہ کرے والا ہے۔ حاضرین نے کہا ہاں ہم ان امور کی گواہی  
دیتے ہیں۔ مگر کار نے فرمایا اے میرے پروردگار گواہ رہو پھر ارشاد کیا اے لوگو اللہ میرا سوا ہے اور میں  
سومنون کا سوا ہوں اور انکے لیے ان کی جان سے اولے بالتصرف ہوں پس جبکہ کہ میں سوا ہوں  
علی اسکا سوا ہے اسی میرے پروردگار دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اسے



جواسے دشمن کہے پھر ارشاد کیا اسے لوگو میں تمہارے آگے جانوالا ہوں اور تم میرے حوصلے پر وارد ہونے والے ہو وہ حوصلے اس سے زیادہ علمین ہے جو میری نگاہ کے مقام سے صنعا میں تک ہوستاروں کی تعداد کے موافق اسپر پائے چاندی کے رکھی ہوئے ہیں جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم سے دو بہاری چیزوں کی نسبت پوچھنے والا ہوں دیکھو میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کرو گے پہلی بڑی چیز خدا تعالیٰ کی کتاب ہے جسکی رسی کا ایک سر اتمہارے خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سر اتمہاری ہاتھوں میں ہے تم سکو مضبوط پکڑ لو تم گمراہ نہیں بنو گے اور تم نہیں بدلو گے اور میرے قریبی اہل بیت ہیں مجھے خدا کے مہربان خبر دینے والے نے خبر دی ہے کہ وہ دونوں جب تک کہ میرے پاس حوصلے پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہونگے ❖

(۵) عن البراء بن عازب قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فزلنا بغدیر خم ونودی فینا الصلوة جامعۃ وکسر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین شجرتین فضلی الظهر واخذ بید علی فقال السلام تعلون انی اولى بالمؤمنین من انفسهم قالوا بلی فاخذ بید علی فقال اللهم من کنت مولاہ فاعلی مولاہ اللهم وال من والاک وعاد من عاداک فلقیہ عمر بن الخطاب بعد ذلک فقال ہنیا لک یا بن ابی طالب اصبحنا مولا کل مؤمن ومؤمنة وراخوہ احمد فی المناقب والیہ یقی وابو یعلی الموصلی وابن ماجہ فی سننہ وابو نعیم والتعلبی والمخلص الذہبی وابو سعد واہل ابی شیبہ والمتقی فی کثر العمال وقال الحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ وزاد الطحاوی فی شرح مشکوٰۃ الآثار بعد قول عاد من عاداک واحبہ من احبہ والبعض من البغضہ واعن من اعانہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ براہ بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں تھے پس ہم غدیر خم پر جا اترے ہم میں نماز جماعت کی منادی کرائی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زمین پر جہاڑودی گئی۔ پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولی ہوں سب نے عرض کیا بے شک آپ اولی ہیں پھر فرمایا اے میرے پروردگار حسبک کہ میں مولی ہوں پس اسکا علی مولا ہے۔ اے پروردگار دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب علی علیہ السلام سے ملکر کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولی بن گیا ہے۔ امام احمد نے مناقب میں اور بیہقی نے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اور ابن ماجہ نے سنن میں اور ابو نعیم اور تعلبی نے اور مخلص الذہبی نے اور ابن ابی شیبہ نے اور متقی نے کثر العمال میں



حضور میں لے گئے وہ دونوں صاحب ادب و مرغ کے چوڑے کی طرح کانپ رہے تھے حضرت نے انکو دیکھا  
فرمایا۔ انکی یہ کیا حالت ہو جس کو مجھے رنج پیدا ہو رہا ہے پھر آپ جناب امیر کے گھر میں تشریف لو گئے  
جناب سیدہ علیہا السلام کو محراب میں دیکھا کہ ان کا پیٹ گھر سے لگا ہوا ہے اور انکی آنکھوں میں صنف  
سے حلقہ پڑے ہوئے ہیں حضرت کو یہ دیکھ کر نہایت ملال ہوا۔ اتنے میں جناب جبریل علیہ السلام تشریف لائے  
اور کہنے لگے یا محمد یہ بھیجیے خدا تعالیٰ آپکو آپ کے اہل بیت کی نسبت تہنیت دیتا ہے اور یہ آیت کریمہ  
پڑھی۔ (اور کہلاتے ہیں کہانا اپنی محبت پر فقیروں اور یتیموں اور یتیموں اور یتیموں کو)۔

{۷} **مَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ**  
**النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ**  
**رَفِيقًا** (سوا مالنا) ترجمہ جو لوگ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ لوگ ان لوگوں  
کے ساتھ ہیں جنہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں  
اور انکی رفاقت اچھی ہے۔

عن ابن عباس في قوله تعالى من يطعم الله والرسول الخ قال علي يا رسول هل تقلد انت  
توراك في الجنة كما اردوناك قال رسول الله ان لكل نبى رفيقا اول من اسلم من امتي فقلت  
هذه الآية اولئك مع الذين انعم الله عليهم وذر عا رسول الله صلى الله عليه وآله فقال  
ان الله قد انزل بيان ما سالت فجعلك رفيقا لاناك اول من اسلم وانت الصديق الاكبر  
(تفسير ابن الحجام) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت میں بطعم اللہ والرسول کی تفسیر  
میں بیان کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول  
اللہ کیا ہو سکتا ہے کہ ہم جنت میں ہی آپ کی زیارت کو مشرف ہوں جس طرح سے کہ دنیا میں مشرف  
ہوتے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک نبی کے لیے اسکا ایک رفیق ہوتا  
ہے جو اس نبی کی امت میں سب سے پہلے اس پر ایمان لاتا ہے۔ پس یہ آیت شریف نازل ہوئی  
کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ پس جناب رسول  
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلوا کر فرمایا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یا علی تیرے سوال  
کا جواب نازل کیا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا  
ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔



اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حاکم کہتا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط صحیحہ ہے اگرچہ مسلم اور بخاری نے اس کو روایت نہیں کیا ہے اور شرح مشکلات الآثار میں طحاوی نے عادمین عادانہ کے بعد یہ الفاظ اور روایت کیے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ اس سے جواب دے اور نبض کہے اور نبض کہے اس سے جواب دے اور نبض کہے اور اعانت کر سکی جو اس کی اعانت کرے اور مدد دے اس سے جواب دے مدد دے اور جوڑ دے اس سے جواب دے جوڑ دے۔

(۶) عَنْ حُمَرةِ الاسلمی قال لما انصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع امر بشجرات فتمن بوادى خيبر وهجر فخطب الناس فقال اما بعد ايها الناس فاني مقبوض او شك ان ادعى فاجيب فما اتم قائلون قالوا انت شهد انك قد بلغت ونصحت واديت قال اني نارك فيكم ما ان تمسكتم به لتضلوا كتاب الله واهل بيته الا وانهمما الزيفان فاحق يردا على الحوض فابظروا كيف تخلفوا فيهما راخرجه ابن عقدة في الموالاة والسمهودى في جواهر العقدين (۱) حمرا سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے وادی خیم میں درختوں کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم دیا حبیب آبادن ڈہل گیا تو حضرت نے لوگوں کو خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اما بعد اسے لوگوں میں جان بحق تسلیم کرنے والا ہوں گمان کیا جاتا ہے کہ میں بلا یا جاؤں گا پس میں اجابت کرونگا۔ پس تم کیا کہو گے حاضرین نے عرض کیا ہم کو اسی دینگے کہ بے شک آپ نے رسالت کو پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے اور خدا کے فرض کو پورا کیا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا میں تم لوگوں میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے اس سے منک کیا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ خدا کی کتاب اور میرے قریبی اہل بیت ہیں بے شک وہ دونوں جب تک میرے پاس جو من پر نہ آئیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے دیکھو تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرو گے۔

(۷) عن جابر بن عبد الله الانصاري قال كنا بالبحفة بغدير خيبر وثمة ناس من جهمينة وقرينة وغفار فخرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم من خيبر او فطرا فاشار بيده ثلاثا فاخذ بيد علي فقال من كنت مولاه فعلي مولاه راخرجه عثمان بن ابي شيبة في سننه والنسائي جابر بن عبد الله الانصاري رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حنفہ میں غدير خيبر کے مقام پر تھے اور وہاں قبیلہ جہینہ اور مزینہ اور غفار کے بہت سے لوگ موجود تھے پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ یا سر پرودہ سے باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور میں دفعہ اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جب کا کہ میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے۔



(۸) عن ابی ہریرۃ الا وادی عن امیہ قال دخل ابو ہریرۃ المسجد فاجتمع الناس الیہ فقام الیہ شکاب فقال  
 الشک بالہ اسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت موکاة فعلی موکاة اللہم وال من واکاة  
 وعاد من عاداة قال نعم راخرجه بن المغازی وابن الکثیر وابن جریر ابو ہریرۃ الا وادی اپنے والد سے  
 نقل ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے ایک آدمی نے اشکران سے کہا میں مکو خدا کی  
 قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جب کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہو  
 اے میرے پروردگار دوست رکھو اے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اے جو اسے دشمن رکھے ابو ہریرہؓ  
 جواب دیا کہ ہاں میں نے اس حدیث کو سنا ہے۔

(۹) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت موکاة فعلی موکاة اللہم وال من  
 واکاة وعاد من عاداة واخذل من خذله وابغض من ابغضہ راخرجه بن مردودیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ  
 سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے پروردگار جب کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی  
 مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھو اے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اے جو اسے دشمن رکھے  
 اور چھوڑ دے اے جو اسے چھوڑ دے اور بغض رکھو اے جو اسے بغض رکھے۔

(۱۰) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت موکاة فعلی موکاة  
 راخرجه بن عقیقہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا  
 کہ جب کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے۔

(۱۱) عن عبد اللہ بن یاسیل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت موکاة فعلی موکاة  
 راخرجه بن عقیقہ عبد اللہ بن یاسیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے  
 سنا ہے جب کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے۔

(۱۲) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت موکاة فعلی موکاة راخرجه  
 النسائی والطبرانی فی الکبیر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم ارشاد فرماتے تھے جب کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے۔

(۱۳) عن مالک بن الحویرث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت موکاة فعلی موکاة  
 راخرجه ابونعیم فی فضائل الصحابة وعبد اللہ بن احمد بن حنبل فی المسند مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ  
 کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند ہو کر فرمایا جب کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے۔

(۱۴) عن النبی بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت موکاة فعلی موکاة راخرجه الطبرانی



فی الکبیر) الش بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جس کا کہین  
مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۵) عن عمرو بن مرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد  
من عاداه والصر من نصره واغن من اعانته راخرجه الطبرانی فی الکبیر) عمرو بن مرة رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
کہ یہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کا کہین مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اے میرے  
پروردگار دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھے۔ اور دشمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اس کی جو  
اس کی مدد کرے اور اعانت دے اسے جو اسے اعانت دے۔

(۱۶) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه راخرجه ابو نعيم عثمان  
ابن ابی شیبہ فی سننہ وابن ابی عامر وسعيد بن منصور عن سعد ابن ابی وقاص (عبد اللہ بن عمر بن خطاب  
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور و جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کا کہین مولا ہوں پس علی اس کا  
مولا ہے۔

(۱۷) عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا فقال من كنت مولاه فعلي مولاه  
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واخذل من خذله وانصر من نصره اللهم انت شهيدى  
عليهم قال عمرو كان في جنبي شاب حسن الوجه طيب المريح فقال لي يا عمر لقد عقد رسول الله صلى الله  
عليه وسلم عقد الايالة الامنافق فاحذر ان تحله قال عمر فقلت يا رسول الله انك حيث قلت في  
علي كان في جنبي شاب حسن الوجه طيب المريح قال كذا وكذا قال نعم يا عمر انه ليس من ولد ادم  
لكن جبريل اراد ان يؤكده عليكم ما قلته في علي راخرجه علي بن شهاب الدين الهلالي في كتابه  
مودعة القري) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام  
کو کٹر کر کے ارشاد کیا جس کا کہین مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ اے میرے پروردگار دوست رکھو اسے  
جو اسے دوست رکھے۔ اور دشمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دو اسے جو اسے چھوڑ دی  
اور نصرت دے اسے جو اسے نصرت دے۔ اے میرے پروردگار تو میرا ان پر گواہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے  
پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی خوشبودار لاکڑا تھا مجھے کہنے لگا اے عمر البتہ سرور دین پناہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی گرہ لگائی ہے کہ منافق کے سوا کوئی ہسکونین کہو لیگا پس تو اس کے  
کہولنے سے ڈرنا رہ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پہر بیٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول  
اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی



بودا لا موجود تھا۔ اس نے مجھ سے ایسے ایسے کہا۔ حضرت نے فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد میں سے نہیں تھا وہ حیر علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تمکو تاکید کرنے کے لیے آئے تھے جو کچھ میں نے تم سے علی کی نسبت کہا تھا۔

(۱۸) عن سعد بن ابی وقاص قال فقال ابوبکر وعمر امسیت یا بن ابی طالب مولی کل مؤمن ومؤمنة (اخرجه الدارقطنی) سعد بن ابی وقاص نے امیر سے روایت ہو کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے اے ابن ابی طالب تم ہر مؤمن مرد اور عورت کا مولی بن گیا ہے۔

(۱۹) عن البراء بن عازب قال عمر بن الخطاب هنيئاً لك يا بن ابی طالب صحت مولا كل مؤمن ومؤمنة (اخرجه احمد في المناقب) وابن ماجه في سننه وابو نعیم والبيهقي) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو ہر مؤمن اور مؤمنہ کا مولا بن گیا ہو۔

(۲۰) عن خزيمة بن عبد الرحمن قال سمعت سعد بن مالك وقال له رجل ان علياً يقع فيك انك تخلف عنه فقال سعد والله انه لراي رأيتہ واخطاراً لي ان علياً اعطى ثلثاً لان اكون اعطيت احدكم احب الي من الدنيا وما فيها لقد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم بعد حمد الله الثناء عليه هل تعلمون اني اولى بالمؤمنين من انفسهم فقلنا بلى قال اللهم من كنت مولاة فعلى مولاة اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وحجى به يوم خيبر وهو ارمدا ما يبصر فقال يا رسول الله اني ارمدا فقل في عيني ودعاه فلم يرمد حتى قتل وفتح عليه خيبر واخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عمه العباس وغيره من المسجد فقال له العباس تخرجنا ونحن عصبتك وعمومتك وتستكن علياً فقال ما انا اخرجكم واسكنه ولكن الله اخرجكم واسكنه (اخرجه الحاكم في المستدرک) خزيمة بن عبد الرحمن کہتا ہے کہ میں نے سنا کہ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کہنے لگا کہ جناب امیر علیہ السلام تمہاری شکایت کرتے ہو کیونکہ تم نے انکی صحت کو خلیفہ کیا ہے سعد کہنے لگے وہ بھی ایک راہی تھی جو میں نے سوچی تھی لیکن میری اسے خطا پڑتی۔ علی کو تین ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی دی گئی ہوتی تو میرے نزدیک دنیا و ما فیہا سے بہتر تھی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے روز خدا کی صفت و ثناء کے بعد ارشاد کیا کیا تم جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولی ہوں مجھے عرض کیا ہے شکایت اولی میں حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار جبکہ میں مولا ہوں پس علی اسکا مولی ہے اسے میرے پروردگار دوست رکھے اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھے اُسے جو اسے دشمن رکھے اور دوسرے یہ خیر کے روز وہ ہاتھ پکڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کیے گئے انکو آشوب چشم تھا جس کی وجہ سے وہ نہیں



دیکھ سکتے تھے پس وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں آشوب چشم رکھتا ہوں حضرت اپنا لعاب ہن انکی انگھون ہن لگا  
اور انکے لیے دعا کی وہ اچھے ہو گئے اور انکا آشوب چشم جاتا رہا یہاں تک کہ ٹرائی ہو گئے اور خیر انکے ہاتھ سے فتح  
ہو گیا تیسری بات یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس کو ہم دیگر تمام اصحاب کے مسجد  
سے نکال دیا۔ پس عباس عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہمیں مسجد سے نکالتے ہیں باوجودیکہ ہم آپ کے ساتھ  
رشتہ میں نسبت پدری رکھتے ہیں اور آپ کے چچا ہیں اور آپ نے علی کو مسجد میں ہننے کا حکم دیا ہے حضرت نے  
ارشاد کیا نہ مینے تھکو نکالا ہے۔ اور نہ ہکو رکھا ہے بلکہ خدا نے تھکو نکالا ہے اور ہکو رکھا ہے ۛ

(۲۱) عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاویہ فی بعض حجۃ فدخل علیہ سعد فذکروا علیاً فتال  
منہ فغضب سعد وقال تقول هذا الرجل سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم يقول من کنت مولاہ  
فعلی مولاہ وسمعتہ يقول انت منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدي وسمعتہ يقول  
لا عطاء فی الراية الیوم رجلاً یحب الله ورسولہ راخرجه النساء فی الخصاص و ابن ماجة فی سننہ  
وابن کثیر فی تاریخہ) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب معاویہ حج کرنے کو آیا سعد  
اسکے پاس گیا لوگ جناب امیر علیہ السلام کا باز کر کرنے لگے سعد رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو نہایت  
خفہ ہو کر کہنے لگے اے معاویہ تو ایسے شخص کے حق میں یہ باتیں کہہ رہا ہے جسکی شان میں مینے جناب رسالت  
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کا کہ میں مولا ہوں پس سکا علی مولی ہے۔ و نیز  
مینے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے مگر نبی میرے بعد نہیں  
و نیز مینے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آج ہم اپنا علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اسکے رسول کو دوست  
رکھتا ہے ۛ

(۲۲) عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عهد رسول الله صلی الله علیہ وسلم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل  
الیک من ربک ان علیاً مولی المؤمنین فان لم تفعل فما بلغت رسالته راخرجه ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء  
وعینی فی شرح البخاری والرازی فی تفسیر الکبیر والواحد فی تفسیر السیوطی فی الدر المنثور و  
النظام الاخرج فی غرر المقران وصاحب سیرۃ الحلبیہ وابن مردودہ عبد اللہ بن مسعود عنی اللہ عنہ  
روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں اس آیت کریمہ کو اس طرح  
پڑھتے تھے کہ اے رسول ہو بخلاف اس بات کو جو کہ تیری طرف تیرے رب کا اتاری گئی ہے کہ علی مولا  
کا سوا ہے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اسکی رسالت کو نہیں پہنچایا

(۲۳) عن ابی سعید الخدری قال تلیت هذه الاية یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی



علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم فی فضل علی بن ابی طالب راخرجہ بن ابی حاتم و ابن مردویہ  
 و ابن عساکر و ابو نعیم فی کتاب ما نزل من القرآن فی علی و ابو الحسن الواحد فی کتابہ المسماة باسباب  
 النزول و قال الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی ہکذا ذکرہ الشیخ محی الدین النوری  
 و قال ابو بکر النقاش انہا نزلت فی بیان الولاية لعلی و قال الامام فخر الدین الرازی و هو قول ابن  
 عباس و البراء بن عازب محمد بن علی بن الحسین ابن علی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت  
 ہے کہ یہ آیت کہ اے رسول ہو نچا دو اس بات کو جو تیری طرف سے نازل ہوئی ہے غدیر خم کے روز جناب  
 علی بن ابی طالب کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے۔ اس حدیث کو ابو حاتم اور ابو بکر بن مردویہ اور ابن عساکر  
 اور حافظ ابو نعیم نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی میں اور ابو الحسن واحدی نے اسباب النزول میں روایت  
 کیا ہے اور حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ امام نووی  
 شراح صحیحہ سلم نے بھی اس طرح پر ذکر کیا ہے اور ابو بکر نقاش کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر کی ولایت  
 کی نسبت نازل ہوئی ہے اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ غدیر خم کے روز اس آیت کے شرف نزول  
 کی نسبت عبد اللہ بن عباس اور براء بن عازب اور جناب محمد بن علی بن الحسین بن علی کا قول ہے۔

(۲۴) عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک قال نزلت فی علی امیر  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان يبلغہ فیہ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی فقال من کنت مولاه  
 فعلی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه راخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) عبد اللہ بن عباس  
 رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت یعنی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جناب امیر کے حق  
 میں نازل ہوئی ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی تبلیغ کا حکم ہو نچا پس حضرت نے جناب امیر  
 کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا جبکہ کہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اے  
 جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اے جو اسے دشمن رکھے۔

(۲۵) عن البراء بن عازب قال فی قوله تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من  
 فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال من کنت مولاه فعلی  
 مولاه فقال عمر بن الخطاب یا علی اصبح مولای و مولی کل مؤمن و مومنة راخرجہ ابو نعیم  
 و الثعلبی) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آیت کریمہ اے رسول ہو نچا دو جو کچھ کہ نازل  
 ہوا ہے تیری طرف سے رب کے یعنی کہ جناب علی کے فضائل کو ہو نچا دو غدیر خم کے روز نازل ہوئی  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جبکہ کہ میں مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے۔ پس



جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے کہنے لگے آفرین ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن مرد اور مومن عورت کا آقا بن گیا ہے۔

(۲۶) عن ابی سعید الخدری از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا للناس فی غدير خم و امر بما تحت الشجرة من شوك فقم ذلك يوم الخميس فدعا عليا فاخذ بضبعيه فرفعها حتى نظر الناس بياض ابطن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال من كنت مولاه فعلي مولاه ثم لم يتفرقوا حتى نزلت هذه الآية اليوم اكملت لكم دينكم وانممت عليكم نعمتي فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اكمل الدين و اتمام النعمة و رضا الرب سالتی و بالولاية لعلی بن ابی طالب (اخرجه ابو نعیم فیما نزل من القرآن فی علی و السیوطی فی الدر المنثور و ابوبکر بن مردويه و الدیلمی و الحموی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بتحقیق جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غدير خم میں لوگوں کو بلایا اور حکم دیا تاکہ درختوں کے نیچے جہاز رو دیا گیا اور کانٹے ٹوٹے گئے یہ پیشینہ کا دن تھا پھر علی کو بلایا اور الکا بازو پکڑ کر اٹھایا یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہونے پائے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ آج سب نے تمہارا دین تمہاری نیے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے۔ پس حضرت نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل ہونے اور نعمت کے پورا ہونے پر اور میری رسالت اور علی کی ولایت سے خدا کے خوشنود ہونے پر۔

(۲۷) عن ابی ہریرۃ قال من صام ثمانية عشر من ذی الحجۃ کتب له صیام ستین شهرا و هو يوم غدیر خم لما اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی بن ابی طالب فقال الست اولی بالمؤمنین من انفسهم قالوا بلی یا رسول اللہ قال من كنت مولاه فعلي مولاه فقال عمر بن الخطاب بنحو لک یا بن ابی طالب اصبحنا مولای و مولی کل مؤمن و مؤمنة فانزل الله تعالی اليوم اكملت لكم دينكم و انممت علیکم نعمتی (اخرجه فقیہ بن المغازلی فی المناقب ابراہیم النطنزی فی کتاب الخصائص و شهاب الدین احمد فی توضیح الدلائل عن مجاہد قال نزلت هذه الآية بغدير خم و اخرجه الصلحانی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص کہ اٹھارہ مہینہ ذی الحجہ کو روزہ رکھے گا اس کے نامہ اعمال میں ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جاوے گا وہ غدير خم کا دن ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنوں کے لیے اکی جان ہوا ہوں نہیں ہوں حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک آپ ازلے میں ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں



پس علی اسکا سولی سے عرسین الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے گئے آفرین آفرین اسے ابن ابی طالب تو میرا اور ہر  
ایک یوسن اور یوسن کا آقا مکرر دیا گیا ہے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آج کے دن سینے تمہارے  
دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تمہارے پر کیا ہے۔

(۲۸) نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ از سفیان بن عیینہ سئل عن قوله  
تعا سال سائل بعذاب واقع فیمز نزلت فقال للسائل لقد سالتنی عن مسئلة ما سالتنی احد عنہا  
قبلك حدثنی ابو جعفر محمد عن ابائہ علیہم السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان بعد  
خم نادی الناس فاجتمعوا فاحل بید علی وقال من کنت مولاه فعلی مولاه فشا ع ذلك فطار فی  
البلاد ببلغ ذلك بجارت بن نعمان الفهری فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقوله فاناخر راحلہ  
ونزل عنہا وقال یا محمد امرتنا عن اللہ عز وجل ان نشهد ان لا اله الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلنا  
منک وامرنا ان نصلی خمساً قبلنا منک وامرنا بالزکوۃ فقبلنا منک وامرنا ان نصوم  
فقبلنا منک وامرنا بالحق فقبلنا منک ثم لم ترض بهذا حتی رفعت بصبغی ابن عمک تفضله  
علینا فقلت من کنت مولاه فعلی مولاه فخذ انشی منک ام من اللہ عز وجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
والدی لا اله الا هو از هذا من عند اللہ فوالی الحارث یرید راحلہ وهو یقول اللهم انک انما یقول  
محمد حقاً فامطر علینا حجارة من السماء وانکنا بعذاب الیم فما وصل راحلہ حتی رماہ اللہ عز وجل  
بحجر سقط علی هامته فخرج من دبرہ فقتله فانزل اللہ عز وجل سال سائل بعذاب واقع للکافرین  
لیس له دافع من اللہ ذی المعارج راخرجه سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامم ومحمد بن یوسف  
الزبیدی فی معارج الوصول وملك العلماء شجاع الدين الدولت آبادی والسید السہودی فی  
جواهر العقدين وجمال الدين المحدث صاحب روضة الاحباب فی اربعینہ وعبد الرؤف المناوی  
فی فیض القدير ومحمود بن محمد القادری فی صراط السوی والحلی فی انسان العیون واحمد بن  
الفضل بن محمد باکثر فی وسیلة الامال ومحمد بن اسمعیل الامیر فی روضة النذیر والحافظ محمد  
ابن یوسف الکنتی فی کفاية الطالب امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان  
بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ آیت سال سائل بعذاب واقع کس کے حق میں نازل ہوئی ہے  
سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے تو مجھ سے ایک ایسا مسئلہ پوچھتا ہے کہ تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں  
پوچھا مجھ سے جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام روایت اپنے آباؤ ارام سے بیان فرماتے تھے کہ حبیب بن  
صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم کے مقام پر پہنچے اور لوگوں کو جمع کر کے رکے سنے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر



ارشاد فرمایا جس کا کہ بین مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اور یہ بات سب لوگوں میں پھیل گئی۔  
 یہ خیر حارث بن نعمان الفہری کو معلوم ہوئی۔ وہ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جناب محالفت آب صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 حضور میں حاضر ہوا اور اپنے ناقہ کو ہٹا کر اور اس سے اتر کر اور خدمت میں پہنچ کر کہنے لگا یا رسول اللہ آپ  
 نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اس بات کی گواہی دین کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول  
 ہیں ہم نے آپ کا یہ حکم مان لیا پھر آپ نے ہم کو پانچ وقت کی نماز کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ کا حکم قبول  
 کیا پھر آپ نے ہم کو زکوٰۃ دینے کے لیے ارشاد کیا وہ بھی ہم آپ کا حکم بجالائے پھر آپ نے ہم کو روزہ رکھنے  
 کے واسطے کہا وہ بھی آپ کا فرمان ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ نے ہم کو حج کرنے کا ارشاد کیا ہم اس کو بھی  
 مان گئے اس پر بھی آپ رضی نہ ہوئے اور آپ نے ابن عم کا بازو پکڑ کر اٹھایا اور ان کو ہم پر فضیلت عطا کی اور  
 فرمایا جس کا کہ بین مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے یہ بات حضور اپنی طرف سے فرماتے ہیں یا خدا کی طرف سے  
 حضرت اے فرمایا قسم ہے اس بات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے یہ بات خدا کی طرف سے ہے  
 پس حارث یہ کہتا ہوا اپنے ناقہ کی طرف لوٹ آیا۔ اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے  
 ہیں سچ ہے تو (سعاذ اللہ) ہم پر آسمان سے پتھر برسایا ہمیں دردناک پہنچا۔ حرب وہ اپنے ناقہ کی طرف  
 لوٹا ابھی اس تک پہنچا ہی تھا کہ خدا تعالیٰ نے اس پر ایک پتھر پینڈا جو اس کے سر پر لگا اور وہ بر کی راہ  
 سے نکل گیا پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو جو کافروں کے  
 لیے ہوئی والا ہے۔ عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو صاحب ہر شیر ہیوں کا۔

(۲۹) عن ابی سعید الخدری قال لما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فغلی مولاہ  
 یوم غدیر خم قال حسان بن ثابت افاذن یا رسول اللہ ان اقول ابیاتا فقال رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم قل علی برکت اللہ فقال حسان یا معشر القریۃ اسمعوا شہادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم فقال ۛ ینادیہم یوم الغدیر نبیہم + یحج واسمعوا للرسول منادیا + وقال فمن مولا  
 کم وولیکم + فقالوا لمید واهناک معادیا + الہک مولانا وانت ولینا + ولن تجدن فی  
 ذلک الیوم عاصیا + فقال لہ قم یا علی فانتی + رضیتک من بعدی اما ما وھا دیا + فمن  
 کنت مولاہ فھذا ولیہ + فکونوا لہ انصار صدق موالیا + ہناک دعا اللہم وال ولیہ +  
 وکن للذی عادی علیا معادیا + فخص بھادون البریۃ کلھا + علیا وسماء الوزیر المواخیا +  
 راخرجہا بوبکر بن مرید وابو نعیم فیما تزل من القرآن فی علی واخلط بخوارزم فی المناقب و  
 سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ والسیوطی فی کتابہ المسمی باز ہا فیما عقدہ الشعراء



من الاشعار ومحمد بن يوسف الكنجي الشافعي في كفاية الطالب والمحامي في فرائد السمطين والنظري  
 في خصائص العلوية) ابو سفيان فدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غدریخم کے مقام  
 پر ارشاد کیا کہ جسکا میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ  
 مجھے چند شعار پڑھنے کی اجازت ہو آپ نے فرمایا خدا کی برکت سے بیان کر حسان کہنے لگے اے قریش کے  
 لوگو جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی گواہی کو سنو اور یہ شعار بیان لیے سے غدریخم کے  
 روزانکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو غدریخم کے مقام پر لپکارا۔ اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے کیا عمدہ منادی کی۔ فرمایا تمہارا کون مولا اور ولی ہے۔ ان لوگوں نے عباس مقام میں سرکشی نہیں  
 کرتے تھے عرض کیا۔ تیرا خدا ہمارا مولا ہے اور تو ہمارا ولی ہے۔ اور آج کر روزی تو ہمیں مافران  
 نہیں پائیگا۔ پس حضرت نے فرمایا اے علی اللہ کثر اہو بے شبہ یعنی بھگت پر بعد امام اور ہادی پسند کیا  
 ہے۔ پس جسکا کہ میں مولا ہوں اسکا یہ ولی ہے تم لوگ اسکے سچے مددگار بنجاؤ وہ میں آپنے دعا کی کہ بار  
 الہا علی کے دوست کو دوست رکھیو۔ اور علی کے دشمن کو دشمن رکھیو۔ پس تمام خلقت کو رسول علی کو اس  
 خصوصیت کو ساتھ مخصوص کیا اور انکا نام وزیر اور ہمای رکھا۔

(۳۰) عن ابن عباس قال لما امر رسول الله صلى الله عليه وآله ان يقوم بعلي فيقول له ما قال فقال  
 صلى الله عليه وآله يا رب ان قومي حدثوا عهدي بجاهلية ثم مضى بحجة فلما اقبل راجعا ونزل بغدير  
 خم انزل الله عليه يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك فان لم تفعل فما بلغت رسالته والله  
 يعصمك من الناس فاخذ بعضه على ثم خرج الى الناس فقال يا ايها الناس المست اولى بكم من  
 انفسكم قالوا بلى يا رسول الله قال اللهم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد  
 من عاداه واخذل من خذله وانصر من نصره واخبر من اخبره وانقض من انقضه قال ابن  
 عباس فوجبت والله في رقاب لقوم وقال حسان بن ثابت يناديهم يوم الغدير بنم المزار الخوجه  
 ابو بكر بن مردويه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باری  
 تعالیٰ عز و جہ کا حکم ہوا کہ علی کو انکا کر لوگوں کے سامنے کر دین اور جو کچھ کہنا ہے کہ دین حضرت نے  
 چاہے گا کہ میں عرض کی اے میرے پروردگار میری قوم ابھی جاہلیت سے نئے عہد سلام والی ہے  
 ہے شاید اس امر کو نہ مانتیں ہر آپ حج کو تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں سے واپس ہو کر غدریخم پر  
 پہنچے خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اے رسول ہو بچاؤ سے اس امر کو جو تیری طرف تیرے  
 رب سے نازل ہوا ہے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اسکی رسالت کو نہ پہنچایا اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے



{ ۸ } والذی جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون (سورہ زمر) ترجمہ اور وہ شخص کہ آیا ساتھ  
سچ کے اور وہ جس نے کہ تصدیق کی اسکی وہی لوگ رستگار ہیں ۔

(۱) عن مجاهد فی قوله تعالى الذی جاء بالصدق وصدق به سلم وصدق به قال علی  
(اخرجه ابن عباس) والحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والفقیر ابن الغزالی فی المناقب مجاهد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت  
کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص کہ آیا ساتھ سچ کے ۔ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ اور جس نے  
کہ تصدیق کی اسکی ۔ وہ جناب امیر ہیں ۔

(۲) عن ابی ہریرۃ والذی جاء بالصدق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق به قال علی  
ابن ابی طالب (اخرجه ابن مردودہ والمیوطی فی الدر المنثور) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ  
الذی جاء بالصدق رسول جناب رسالت مآب وصدق بہ سے جناب علی علیہ السلام مراد ہیں ۔

{ ۹ } یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین (سورہ التوبہ) ترجمہ اے وہ لوگو کہ  
ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ ۔

(۱) عن ابن عباس قال مع علی لانه سید الصادقین (اخرجه الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابو نعیم  
فی حلیۃ الاولیاء وسبط ابن الجوزی والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت  
کی تفسیر میں کہ ہو جاؤ ساتھ صادقوں کے ، کہتے ہیں کہ ساتھ علی کے کیونکہ وہ صادقوں کے سردار ہیں ۔

(۲) عن ابی جعفر فی قوله تعالى یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین - قال مع علی  
(اخرجه ابن عباس) - وابوبکر بن مردودہ (ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام) اس آیت (کہ اے وہ لوگو کہ ایمان  
لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ) کی تفسیر میں روایت ہے کہ علی کے ساتھ ہو جاؤ ۔

{ ۱۰ } والذین امنوا بانہ ورسولہ اولئک هم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم  
اجرہم ونورہم (سورہ الحديد) ترجمہ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہیں  
وہی لوگ صدیق اور شہید ہیں انکے لیے انکے رتبے پاس انکا اجر اور انکا نور ہے ۔

عن ابن عباس قال انہا نزلت فی علی (اخرجه احمد فی المستدرک الثعلبی فی تفسیرہ وابن الغزالی  
فی المناقب) ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کے شان میں نازل ہوئی ہے  
من الحق منین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ فبہم من قضیٰ نجیب من ہم من

{ ۱۱ } یلتظرون (سورہ احزاب) ترجمہ اور بعض مومنین جو وہ مرد ہیں کہ سچ کہہ دیا جو عہد کہ خدا سے انہیں باندھ  
تھا ۔ پس ایک ان میں سے وہ ہے کہ پورا کر چکا کام اپنا اور ایک ان میں سے وہ ہے کہ انتظار کرتا ہے ۔



تیری نگہبانی کر لگا۔ پس حضرت علی کا بازو پکڑ کر خیمہ سے باہر بآمد ہوئے اور فرماتے گئے کہ لوگو! کیا میں تمہارے لیے تمہاری جان کو اولیٰ نہیں ہوں حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے پیشوا اولیٰ ہیں پس آپ نے فرمایا اے میرے پروردگار! جبکہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار! دوست رکھیو اسے جو اس سے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے اور چہوڑ دیکھیو اسے جو اسے چہوڑ دے اور مدد نہ کیو اسے جو اسے مدد نہ کرے اور محبت نہ کیو اسے جو اس سے محبت کرے اور بغض نہ کیو اسے جو اس سے بغض کرے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ وہ اللہ یہ بات تمام قوم کی گردن پر واجب ہو گئی۔ اور حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ اشعار پڑھے کہ انکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو غدر و خیم کے مقام پر پکار کر ارشاد کیا ۔

(۳) عن بکر بن احمد القصری قال حدثتنا فاطمة بنت علی بن موسیٰ الرضا قالت حدثتني فاطمة وزینب و ام کلثوم بنات موسیٰ بن جعفر الکاظم قلن حدثتنا فاطمة بنت جعفر بن محمد الصادق قالت حدثتني فاطمة بنت محمد بن علی الباقی قالت حدثتني فاطمة بنت علی بن الحسین زین العابدین قالت حدثتني فاطمة وسکينة ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمة بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا قالت انی سمعت قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولا فاعلی مولاہ راخرجه الحافظ ابو موسیٰ المدائنی فی کتابہ المسلسل بالاسماء وقال هذا الحدیث مسلسل من وجه و هو ان کل واحدة من الفواطم تروی عن عمہ لها فہو روايت خمس بنات اخ کل واحدة منہن عن عمہا و اخرجه محمد الجری صاحب الحسن الحسین فی اسنی المطالب عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم بن احمد المقدسی الصالحی الحمیلی) بکر بن احمد قصری ناقل ہیں کہ میرے فاطمہ بنت علی بن موسیٰ علیہ السلام بیان کرتی تھیں کہ مجھ سے میری بہن فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم جناب موسیٰ الکاظم بن جعفر علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے بیان کیا کہ ان سے انکی بہن فاطمہ بنت جعفر الصادق بن محمد علیہ السلام ذکر کرتی تھیں کہ ان سے انکی بہن فاطمہ بنت محمد باقر بن علی کہتی تھیں کہ مجھ سے میری بہن فاطمہ بنت علی زین العابدین بن الحسین علیہ السلام فرماتی تھیں کہ مجھ سے میری بہن فاطمہ اور سکینہ جناب حسین بن علی علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے ارشاد کرتی تھیں کہ ان سے انکی بہن ام کلثوم بنت جناب فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میری والدہ ماجدہ جناب سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء علیہا السلام نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھول گئے ہو کہ جس کا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے (حفظ)



ابو موسیٰ المدنی نے اس حدیث کو اپنی کتاب سلسل بالاسمار میں روایت کیا ہے اور وہ کہتا ہے ایک جہ سے یہ حدیث  
 ہی سلسل ہے کیونکہ ہر ایک قاضی کا نام رکھنے والی محدث سند حدیث کو اپنی پہلی سے روایت کیا ہے اور یہ پانچ  
 ہتھیوں کی روایت ہے کہ ہر ایک اپنی پہلی سے روایت کرتی ہے اور محمد جزری صاحب حصن حصین شریف  
 نے اس حدیث کو اسنی لمطالع بن اور عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم بن احمد المقدسی الصالحی الحنبلی نے ہی روایت کیا  
 (۳۲) عن علی ز النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید یوم غدیر خم فقال من کنت مولاه فعلی مولاه قال فزال  
 الناس بعد اللہم وال من واکاہ وعاد من عاداکہ (اخرجه ابن راہویہ والمتقی فی کنز العمال و عبد  
 ابن احمد فی المسند وابن المغازی فی المناقب والمحامی فی امالیہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے  
 کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز ارشاد کیا جسکا کہ میں ہوں اسکا علی ہوں ہر  
 پہلو گون کے سپرٹ ہو دیا کہ اسے ہمارے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو  
 جو اسے دشمن رکھے +

(۳۳) عن رفاعۃ بن ایاس الضبی عن ابيه عن جده قال کنت مع علی فی الجمل فبعث الی طلحة ان یلقنی  
 فلیخبره فقال الشد اللہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه اللہم  
 وال من واکاہ وعاد من عاداکہ قال نعم قال فلم تقابلنی فانصرف طلحة عن قتالہ (اخرجه ابن عساکر  
 فی تاریخہ والمتقی فی کنز العمال والحاکم فی المستدرک) رفاعہ بن ایاس الضبی اپنے والد سے اور وہ اس کے  
 دادا سے ناقل ہے کہ میں جبل کے روز جناب امیر علیہ السلام کی معیت میں تھا جناب امیر نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا  
 بھیجا کہ مجھ سے ملاقات کرین طلحہ انکے پاس حاضر ہوئے جناب امیر نے فرمایا میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں  
 کہ کیا تم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسکا کہ میں ہوں اسکا علی ہوں اسکا  
 مولیٰ ہے اور میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن  
 رکھے طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے جناب امیر نے فرمایا پس تم کیوں میرے ساتھ جنگ کرتے  
 ہو طلحہ رضی اللہ عنہ جناب امیر کے ساتھ جنگ کرنے سے لوٹ پڑے +

(۳۴) عن جریر بن عبد اللہ البجلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینک اللہ ورسولہ مولاه  
 فابھنا مولاه یعنی علیا اللہم وال من واکاہ وعاد من عاداکہ اللہم من احبہ من الناس فکزلہ  
 حبیباً ومن ابغضہ من الناس فکزلہ بغیضاً اللہم الی کلا جلد احد استودعہ فی الارض بعد العبد  
 الصالحین غیرک فاقض فیما لحنی (اخرجه الطبرانی) قال بشر قلت من ہذین العبدین الصالحین  
 قال لا ادری (جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا



جسکے لیے اسے اور سکا رسول ہوا ہے پس تحقیق اسکے لیے یہ یعنی علی ہوا ہے۔ ~~اسے~~ <sup>اسے</sup> لوگوں میں سے جو اسے دوست رکھے ہیں تو اسکا دوست بنجا۔ اور جو شخص کہ لوگوں میں سے اسکا دشمن بنے تو اسکا دشمن بنجا۔ اے میرے پروردگار میں زمین میں بعد دو نیک بندوں کے تیرے سوا کسی کو نہیں پایا کہ میں اسے اسکو سپرد کروں پس تو ان میں نیکی کے ساتھ احکام جاری فرما۔

(۳۵) عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه اللہم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واغن من اعداه (اخرجہ الطبرانی وابن قاتم) حبشی ابن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسکا کہ میں سولہ ہوں اسکو اسکا علی ہوا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھو اور دشمن کر اسے جو اسکی نصرت کرے اور مدد کرے جو اسکی مدد کرے۔

(۳۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد جاءہ اعرابیان یختصمان فقال لعلی اقض بینہما یا ابا الحسن فقضى اعلیٰ بینہما فقال احدهما اهذا یقضى بیننا فوثب علیہ عمر واخذ بتلیبہ وقال لیجاء اماندہری من ہذا ہذا مولای ومولی کل مؤمن من لم یکن مولاه فلیس بمؤمن (اخرجہ ابن السمان فی الموافقة والخوارزمی فی المناقب والدارقطنی ومحب الطبرانی فی الریاض النضرہ فی فضائل العشرۃ) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام سے عرض کیا یا ابا الحسن آپ انکا فیصلہ کر دیں جناب علی نے انکا فیصلہ کیا ایک شخص ان دونوں میں سے کہنے لگا یہ کیا ہمارا فیصلہ کرینگے عمر رضی اللہ عنہ نے کوہرا اسکا گریبان پکڑ لیا اور کہنے لگو افسوس جو تجھ پر تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ میرا اور ہر ایک مؤمن کا مولیٰ ہے جس کا کہ یہ مولانا نہیں وہ مؤمن نہیں۔

(۳۷) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد فازہ رجلان فی مسئلۃ فقال بینی وبنیک ہذا الجالس واشار الی علی فقال الرجل لیس ہذا الا بطن فمضی عمر واخذ بتلیبہ حتی شالہ بالارض ثم قال اتدہی من صنعت ہذا مولای ومولی کل مؤمن (اخرجہ ابن السمان ومحب الطبرانی) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایک شخص کسی مسئلہ پر متنازع کرنے لگا آپ نے فرمایا میرے اور میرے دو میان یہ بیٹیا ہوا شخص منصف ہو اور جناب علی علیہ السلام کو حیرت اشارہ کیا وہ شخص کہنے لگا یہ شخص تو نذ کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے انکا اسکا گریبان پکڑ لیا اور اسکو زمین پر سے مارا اور پھر کہنے لگے کیا تو جانتا ہے کہ تو نے کس کی تحقیر کی ہے یہ تو میرا اور ہر ایک مؤمن کا مولہ ہے۔

(۳۸) عن سالم قیل لعمر بن الخطاب انک تصنع بعلی شیطا ما تصنع بلحد من اصحاب رسول اللہ



صلی اللہ علیہ وسلم قال انه مولای (راخرجه بن السمان والخوارزمی والدارقطنی وصحیح الطبرانی فی الریاض  
ابن حجر فی الصواعق المحرقة وعبد المرفق المناوی فی فیض القدیر) سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ جو رعایت کہ جناب علی علیہ السلام کے ساتھ کرتے ہیں وہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ کے ساتھ نہیں کرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے  
وہ میرا مولیٰ ہے ۔

(۳۹) عن سعید بن وهب عبد خیر قال سمعت علیاً یقول بالرجبة الکوفة النشد الله من سمع رسول  
الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول من كنت مولاہ فغلی مولاہ فقام علة من اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ  
وسلم فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلك (راخرجه الحافظ عماد الدین ہبیل  
بن عمال دمشقی) لغیر بابین کثیر والنسائی فی الخصائص واحمد فی المسند) سعید بن وهب اور  
عبد خیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کچھ محن میں فرماتے ہوئے سنا  
کہ لوگوں کو قسم دیکر پوچھ رہے تھے کہ میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے  
ہوئے سنا ہو کہ جبکہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے وہ اٹھ کر بیان کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند  
صحابہ نے کڑے ہو کر گواہی دی کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ۔

(۴۰) عن زاذان بن ابی عمر قال سمعت علیاً فی الرجبة وهو یبشیر الناس من شہد رسول الله صلی  
الله علیہ وسلم یوم غدیر خم وهو یقول ما قال فقال ثلثة عشر رجلاً فشهدوا انهم سمعوا رسول  
الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول من كنت مولاہ فغلی مولاہ (راخرجه احمد فی المسند) زاذان بن ابی عمر  
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کچھ محن میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے  
سنا کہ غدیر خم کے روز جو شخص کہ آنحضرت کے حضور میں موجود تھا وہ شخص بیان کرے جو کچھ کہ حضرت نے  
فرمایا تھا۔ پس تیرہ آدمیوں نے کڑے ہو کر گواہی ادا کی کہ ہم نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جبکہ  
میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے ۔

(۴۱) عن زیاد بن ابی زیاد الاسلمی قال سمعت علیاً یبشیر الناس فقال النشد الله رجلاً مسلماً  
نعم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول من كنت مولاہ فغلی مولاہ فقام اثنا عشر رجلاً فشهدوا  
راخرجه احمد فی المسند) زیاد بن ابی زیاد سلمی سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو لوگوں  
کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے سنا کہ میں ہر ایک مسلمان ہر ذمے جس نے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو  
من كنت مولاہ فغلی مولاہ کا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے پوچھتا ہوں پس بارہ صحابی جو شریک ہند ہوئے



کثرے ہو کر اسکی گواہی دینے لگے \*

(۲) عن سعید بن دہب زید بن بثیر قال نشد علی الناس فی الرحبة من سمع رسول الله صلی الله علیہ وسلم  
 يقول یوم غد یرحم قام فقام من قبل سعید سته ومن قبل زید سته فشهدوا انهم سمعوا رسول  
 الله صلی الله علیہ وسلم يقول یوم غد یرحم الیس له اولی بالمؤمنین قالوا بلی قال اللهم من کنت  
 مولاه فعلی مولاه اللهم وال من واکاه وعاد من عاداه راخرجه احمد والنسائی والبخاری والترمذی  
 وابن جریر سعید بن دہب اور زید بن بثیر سے روایت ہے کہ جناب امیر لوگوں کے مسجد کو صحن میں قسم دیکر پوچھ  
 رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز جو کچھ کہ فرماتے ہوئے کسی نے سنا ہوا سکو چاہیے  
 کہ وہ کثر ہو کر بیان کرے پس سعید کی طرف چہ آدمی اور زید کی طرف چہ آدمی کثرے ہو گئے اور گواہی  
 دینے لگے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ مومنوں  
 کے لیے اولیٰ بالتصرف نہیں ہے سب حاضرین نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالیٰ تمام مومنوں کے لیے  
 اولیٰ بالتصرف ہے۔ پس حضرت نے فرمایا اسے میرے پروردگار جسکا کہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے ای  
 میرے پروردگار دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھو اور دشمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے \*

(۳) عن عمر بن سعد انه سمع علیاً وهو یشد للناس فی الرحبة من سمع رسول الله صلی الله علیہ وسلم  
 یقول من کنت مولاه فعلی مولاه فقام بضعة عشر فشهدوا راخرجه النسائی (عمیر بن سعد  
 سے روایت ہے کہ اس نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کو صحن میں لوگوں کو قسم دیتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے ان  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ جسکا میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے) وہ یہاں  
 کرے۔ دس اور کتنے آدمیوں نے اسکی شہادت بیان کی \*

(۴) عن عمر بن مرة قال شهدت علیاً فی الرحبة یشد اصحاب محمد صلی الله علیہ وسلم ایکم سمع  
 رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول یوم غد یرحم ما قال فقام اناس فشهدوا انهم سمعوا رسول الله  
 صلی الله علیہ وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من واکاه وعاد من عاداه واجب  
 من احبه وابغض من ابغضه وابغض من بغضه راخرجه النسائی فی الخصائص (عمر بن مرہ سے  
 منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کو صحن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو قسم دیکر  
 پوچھتے ہوئے پایا کہ تم میں سے غدیر خم کے روز جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کسی نے کنا  
 ہو تو بیان کرے چند لوگ کثرے ہو کر گواہی دینے لگے کہ انہوں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے  
 کہ جسکا میں مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے اسے میرے پروردگار دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھو



اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور محبت کر اس کو جو اس سے محبت کرے اور بغض کرے اس کا جو اس کا بغض رکھے اور مدد کرے اس کی جو اس کی مدد کرے ۔

(۴۵) عن عمیر بن سعد قال شهدت علیاً علی المنابر یأشدا صحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم الا قام فشهد فقام اثنا عشر رجلاً منهم ابو ہریرۃ وابو سعید والنس بن مالک فشهدوا انہم سمعوا من کنت مولاه فعلی مولاه اللہم وال من واکاہ وعاد من عاداہ راخرجه بن کثیر فی تاریخہ والطبرانی فی الاوسط والمتقی فی کنز العمال عمیر بن سعد منقول ہے کہ میں جناب امیر کو منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی بارگاہِ شہدائے کرام میں سے ہوں کہ جس نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سنا ہو وہ انہیں اس کی گواہی بیان کرے پس بارہ صحابی جن میں ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک بھی تھے انہیں بیان کرنے لگے کہ انہوں نے حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جب کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے ۔

(۴۶) عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال شهدت علیاً فی الرحبۃ یأشدا للناس انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه لما قام فشهد قال عبد الرحمن فقام اثنا عشر رجلاً کان فی النظر الی احدہم علیہ سراویل قالوا نشہد اننا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم الست اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم قلنا بلی یا رسول اللہ قال فنزل کنت مولاه فعلی مولاه اللہم وال من واکاہ وعاد من عاداہ راخرجه احمد فی المناقب وابو یعلی فی المسند وابن کثیر فی تاریخہ وسعید بن منصور والخطیب والمتقی فی کنز العمال والذہبی فی تہذیب التہذیب وابن جوزی فی تاریخہ عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتا ہے کہ میں نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کو صحن میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے دیکھا کہ میں خدا کی قسم دیکر اس شخص سے پوچھتا ہوں جس نے کہ غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاه فعلی مولاه فرماتے سنا ہے ۔ چاہیے کہ وہ شخص انہیں بیان کریں عبد الرحمن کہتا ہے کہ بارہ بدی صحابی کھڑے ہو گئے مجھے آجتک ان میں سے ایک کا لباس نگاہ میں کہ وہ سراویل پہنے ہوئے تھا ۔ پس وہ لوگ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ میں نے حضرت کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا میں مومنوں کی جان سے اولی نہیں ہوں اور میری ازواج انکی مائیں نہیں ہیں حاضرین نے عرض کیا بے شک آپ اولی ہیں اور آپ کے ازواج امہات مومنین ہیں حضرت فرمایا پس جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے خدا دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور



وتمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے \*

(۴۷) عن ابی الطفیل از علیاً قال: فحمد الله ثم قال انشد بالله من شغل یوم غدیر خم الاقام ولا یقیم رجل یقول نبئت اوبلغنی الا بجل سمعت اذناه ووعاه قلبه فقد سمع سبعة عشر رجلاً منهم خزیمہ بن ثابت وسہل بن سعد وعدی بن حاتم وعقیبہ بن عامر و ابو ایوب الانصاری و ابولیل و الہیثم بن النہام و ابو سعید الخدری و شریح الخزاعی و ابو قدامة الانصاری و رجال من قریش فقال علی ہاتوا ما سمعتم فقالوا الشہد انا اقبلنا مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم من حجة الوداع حتی اذا کان الظہر خرج رسول الله صلی الله علیہ وسلم فقام یفخیرات فشد بن والقاع علیہن ثوبہ ثم نادى بالصلوۃ فخطبنا فقلینا ثم قاهر فحمد الله واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللهم اشہد ثلاث مرات فقال انی اوشک ان ادعی فاجیب فی انی مسئول وانتم مسئلون ثم قال الا ان دما نکم واما الکم حرام کحرمۃ یومہ کہ هذا وحرمتہ شہرکم هذا اوصیکم بالنساء و اوصیکم بالجار و اوصیکم بالممالیک و اوصیکم بالعدل و الاحسان ثم قال ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اہل بیتی فانہما لن یفترقا حقیر و ما علی الخوض بنا فی ہذا للطف الخیر فماخذن بید علی فقال من کنت مولاه فلی مولاه فقال علی صدقتم وانا علی ذلك من الشاہدین راخرچہ بن عقیقہ و ابو حاتم محمد بن حبان البستی و محبا الدین الطبری فی ریاض النضرہ و ابن عساکر و السیوطی فی جواہر العقیدین و ابوطیلس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ میں خدا کی حمد کے بعد فرمایا میں خدا کی قسم دیکر اس شخص کو جو غدیر خم کے روز حاضر ہوا ہے کثرا ہونیکے لیے کہتا ہوں اور وہ شخص ہرگز نہ الٹے جو یہ کہے کہ مجھے خبر لگی ہے یا مجھے خبر دی گئی ہے بلکہ وہ شخص بیان کرے کہ جسکے کانوں نے سنا ہوا اور دل نے یاد رکھا ہو پس سترہ آدمی کھڑے ہو گئے ان میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم اور عقیبہ بن عامر اور ابوالیوب الانصاری اور ابولیل اور ابوالہیثم اور ابوسعید خدری اور شریح الخزاعی اور ابو قدامة الانصاری رضی اللہ عنہم: نیز قریش کے آدمی بھی موجود تھے جناب امیر نے فرمایا بیان کرو تم نے کیا سنا ہے و کہنے لگے ہم حجۃ الوداع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں مکہ سے واپس آ رہے تھے کہ ظہر کے وقت حضرت باقر شریف لائے اور وقتوں کے کاٹ جوازت کرنیکا حکم دیا اور انہیں کھڑا کر دیا گیا یہ ہر نماز کے لیے سنا دی گئی تھی ہم سب لوگ اپنے خیموں میں سے نماز کے لیے باہر نکلے حضرت نے کثرت سے ہو کر خطبہ میں خدا کو شہادت دینا کے بعد فرمایا کیا اسے لوگوں نے کیا کہتے ہو حاضرین نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پونجا دیا۔ بات کو تین دفعہ فرمایا کہ



کہا اے خدا گواہ رہیو۔ پھر ارشاد کیا میرا گمان ہو کہ میں بلایا جاؤنگا اور میں جانے پر رضی ہو جاؤنگا میں بھی گواہ  
جاؤنگا اور تم بھی پوچھے جاؤ گئے بے شبہ تمہارا اخوت اور تمہارا مال ایک دوسرے پر حرام ہو گیا ہے جیسے کہ یہ  
تمہارا آج کا دن اور یہ تمہارا مہینا حرمت والا ہے۔ میں مکہ و عورتوں کی نسبت اور مہسابوں کی نسبت  
اور غلاموں کی نسبت عدل اور احسان کی وصیت کرتا ہوں پھر ارشاد کیا اے لوگو میں تمہارے درمیان  
دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں خدا کی کتاب اور میرے قریبی اہل بیت یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا  
نہیں ہونگے جب تک کہ میرے پاس حوصن پر وارد نہ ہوں مجھ کو خدا سے مہربان خبر دینے والے نے اسکی  
خبر دی ہے پھر جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جبکہ کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے جناب  
امیر علیہ السلام فرماتے لگے تم نے سچ بیان کیا ہے میں اس پر گواہ ہوں \*

(۴۸) عن ابی سلیمان عن زید بن ارقم قال استشهد علی الناس فقال انشدا لله رجلا سمع النبی  
صلی اللہ علیہ یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من واکاہ وعاد من عاداہ فقام ستم  
عشر رجلا فتصدوا راخوجہ احمد فی المستند والبغوی فی معجمہ والذہبی فی الطبقات والمخلص لذلہ  
ابو سلیمان زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کو قسم دیکر گواہی طلب  
کی کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کرت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من واکاہ وعاد من عاداہ  
کے ارشاد کو سنا ہو وہ اٹھ کر بیان کرے پس سولہ آدمیوں نے اسکی نسبت گواہی ادا کی \*

(۴۹) عن ابی الطفیل قال جمع علی الناس فی الرحبہ ثم قال لهم انشدا لله کل افراسیسم سمع رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم ما سمع لما قام فقام ثلثون من الناس قال ابو نعیم فقام ناس کثیر  
فتصدوا احین احد بیدہ فقال اتعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسہم قالوا نعم یا رسول اللہ قال  
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من واکاہ وعاد من عاداہ قال فخرجت وکان فی نفسی  
شیء فلقدیت زید بن ارقم فقلت له انی سمعت علیا یقول کذا وکذا فقال قد سمعناہ من رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ یقول ذلک قال ابو نعیم لفظ الذاہی روی عنہ الحدیث کمیدین القول ویدین موتہ قال  
ماتہ یوم (اخر جہ بن ابی حاتم والنسائی وابن حبان وابن عقیق) ابو الطفیل سے روایت ہے کہ جب امیر  
علیہ السلام کو فدہ کی مسجد کو صبح میں لوگوں کو جمع کر کے کہنے لگے میں قسم دیتا ہوں اس سلمان پر کہ جس نے  
غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا ہو وہ کہہ کر بیان کرے پس اسی آدمی اٹھ کر  
ہوئے ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ بہت سوا آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی ادا کی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ  
کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہوئے تو فرمایا آیا تم جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولی ہوں حاضرین نے کہا



ہاں بار رسول اللہ حضرت نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ایسا پروردگار دوست رکھتا ہے جو اسے  
دوست رکھے اور دشمن رکھتا ہے جو اسے دشمن کہے ابو الطفیل کہتا ہے کہ میں وہاں ہوتا تھا اور میرے دل میں اس  
حدیث کی نسبت شک پیدا ہو گیا پس میں زید بن ارقم سے ملا اور میں نے ان سے کہا میں نے جناب امیر سے یہ کچھ  
سنا ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہنے لگے یہ تحقیق سمجھنے جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے  
ہوئے سنا ہے ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے فطر سے جس نے کہ یہ روایت کی ہے پوچھا کہ جناب امیر کی وفات میں  
اور ان کے اس قول میں کتنے دفنوں کی مدت تھی وہ بیان کرنے لگا پورے سو دن کی مدت تھی \*

(۵۰) عن رباح بن الحارث قال جاء رهط الی علی بالرجبة فقالوا السلام علیک یا مولا فقال کیف اکتوا  
مولا کہ و انتم قوم عرب قالوا سمعنا رسول الله صلی الله علیہ وسلم یوم غدیر یقول من کنت مولا فاعلی مولا  
قال رباح فلما مضوا اتبعتم فضالت من هؤلاء قالوا نفر من الانصاف فیہم ابواب الانصاری راخرجه  
احمد فی المسند وابن السمان وابن المغازی والمخلص الذہبی محب الطبری فی الریاض النضرہ فی فضائل  
العشرہ والملاح علی القاری فی المرقاة شرح مشکوٰۃ والطبرانی فی مسند ابی ایوب فی المعجم الکبیر رباح  
ابن الحارث ناقل ہیں کہ کوفہ کے سیدان میں ایک گروہ نے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔  
السلام علیکم یا مولا نا جناب امیر نے فرمایا میں تمہارا مولا کس طرح سے ہو سکتا ہوں حالانکہ تم قوم عرب ہو  
وہ کہنے لگے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جبکہ میں مولا ہوں پس  
اس کا علی مولا ہے رباح کہتا ہے جبکہ وہ لوگ وہاں بڑے گئے تو میں ان کے پیچھے ہولیا اور پوچھا یہ کون لوگ  
تھے لوگوں نے کہا یہ انصار کا گروہ ہے اور ابواب انصاری رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں ہیں \*

(۵۱) عن رباح قال بینما علی جالس اذا جاء رجل فدخل علیہ اثر السفر فقال السلام علیک یا مولا  
قال علی من هذا قالوا ابواب الانصاری قال علی افرحوا لہ نفر حوالہ فقال ابواب ابیوب سمعت رسول  
الله صلی الله علیہ وسلم یقول من کنت مولا فاعلی مولا راخرجه احمد فی المناقب والبغوی فی  
معجمہ وابن ابی شیبہ واسمعیل بن عمر المحروف بابن کثیر فی تاریخہ ومحب الطبری فی الریاض  
النضرہ والطبرانی فی مسند ابی ایوب فی المعجم الکبیر رباح بن حارث کہتے ہیں کہ ایک روز جناب امیر  
ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک شخص آیا جس پر سفر کے آثار نمایان تھے اور اگر کہنے لگا السلام علیک یا  
مولا نا جناب امیر نے فرمایا یہ کون ہو تو گوں نے عرض کیا یہ ابواب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں جناب امیر  
نے ارشاد کیا ان کے لیے جگہ چھوڑ دو لوگ اس جگہ سوہٹ گئے پس ابواب انصاری رضی اللہ عنہ کہنے  
لگے میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا



(۵۲) عن عبد الله بن أسعد بن زرارۃ عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولا فعلي مولا راخرجه بن عقدة وابو سعيد وسود بن ناصر السجستاني في كتاب لولايتهم عبد الله بن أسعد بن زرارۃ اپنے والد سے نقل میں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے \*

(۵۳) عن زر بن حبیش ناخرجه علی بن القصر فاستقبله رکیان متقلدوا لیسو علیہم العامۃ عند عهد لبفر فقالوا السلام علیک یا مولا نا فقال علی بعد ما رد السلام علیہم من ہہنا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اثنا عشر رجلا منهم خالد بن زید وابو ایوب الانصاری وخرمۃ بن ثابت ذوالشہادۃ بن قتیبہ بن قیس بن شماس وعمار بن یاسر وابو الہیثم بن الیثمان وهاشم بن عتبہ وسعد بن ابی وقاص وجبیب بن بدیل بن ورقاء فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غد یخیم من کنت مولا فعلي مولا فقال علی لانس بن مالک والبراء بن عازب ما منعکما ان ان تقوموا للشہد فقد سمعتما کما سمع القوم فقال اللہم انکما ہما معابدہ فابذلہما یا ما البراء فعمی فکان یسال عن منزله فیقول کیف یرشد من ادركته الدعوة واما انس فقد برصت قد ماہ وقیل لہا استشہد علی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولا فعلي مولا اعتذر باللسیان فقال علی اللہم ان کان کاذبا فاضربہ ببیاض او بوضی لا تواریدہ العمامۃ فبرص وجہہ فسدل بعد ذلک برقعاً علی وجہہ راخرجه جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ المحدث فی الاربعین) زر بن حبیش نقل میں کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام قصر سے برآمد ہوئے انکے سامنے عامرہ پوش تلواریں لٹکا ہوئے چند سوار آئے جسکے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی سفر سے آئے ہیں انہوں نے جناب امیر سے کہا السلام علیک یا مولا نا جناب امیر نے انکو جواب سلام دیکر فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کون شخص اس مقام پر موجود ہے بلکہ آدمی جن میں خالد بن زید اور ابو ایوب انصاری اور خرمۃ بن ثابت ذوالشہادۃ بن قتیبہ بن قیس بن شماس اور عمار بن یاسر اور ابو الہیثم بن الیثمان اور ہاشم بن عتبہ اور سعد بن ابی وقاص اور جبیب بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہم ہی تھے انہیں گواہی دینے لگے کہ ہم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے جناب امیر نے انس بن مالک اور برابر بن عازب سے کہا تمہیں انہیں گواہی دینے سے کس نے بند کیا ہے تم نے بھی سنا تھا جو کچھ کہ ان لوگوں نے سنا تھا پس جناب امیر نے دعا کی اے پروردگار اگر انہوں نے گواہی کو عناد کیو جب



عن عكرمة قال سئل على وهو على المنبر منبر الكوفة عن قوله تعالى من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا  
الله عليه فقال اللهم عفو هذا الآية نزلت في وفي عمة حمزة وفي ابن عبيد بن الحارث فانه قضى خيبر  
يوم بدر فاما عمة حمزة فانه قضى خيبر يوم احد واما انا فانتظر اشتقاها يخضب هذا من هذا واشار الى  
لحيته ورأسه وقال عهد عهد الى ابوالقاسم رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرج ابن مردويه  
سبط ابن الجوزي وابن حجر في صواعق محرقه عكرمة سے روایت ہے کہ جناب امیر علیؑ ایک مرتبہ کوفہ کے منبر  
پر تشریف لے جاتے تھے کہ ان سے اس آیت (اور بعض مومنون ہوا ایسے مرد ہیں کہ سچا کہہ دیا یا انہوں نے جو عہد کہ خدا سے  
باندھا تھا) کی تفسیر میں پوچھا گیا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جناب امیر نے فرمایا اے خدا بخشو۔ آیت  
میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچیرے بہائی عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے پس میرا چچا بہائی  
عبیدہ بن الحارث بدر کو روز اپنا کام پورا کر چکا۔ اور احد کو روز میرے چچا حمزہ اپنا کام پورا کر گئے۔ اب میں اس امت  
کے بد بخت کی انتظار میں ہوں ہر اپنے اپنے سر اور اٹھری کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ ہسکوا اسکے خون سے  
رنگین کر دیا۔ میرے پیارے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پختہ عہد کیا ہے۔

{۱۲} هذان خصمان اختصموا في ربهم فاما الذين كفروا قطع لهم ثياب من النار يصب  
من فوق رؤسهم الحميم يصهر به ما في بطونهم والجلود ولهم مقامع من خلد  
كلما ارادوا ان يخرجوا منها من غم اعيدوا فيها وذوقوا عذاب الحريق۔ ان الله يذلل  
الذين امنوا وعملوا الصالحات جنت تجري من تحتها الانهار يحلون فيها من اساور من  
ذهب ولؤلؤ ولباسهم فيها خدير (سورة النج) ترجمہ یہ دو دعویٰ جگڑے ہیں اپنے رب پر سوچو  
منکر ہو کر انکے واسطے۔ میں آگ کے پیرے ڈالتا ہوں انکے سر پر کہوتا پانی نچڑ جاتا ہے اس سے جو انکے پیٹ میں  
ہے اور کمال ہی۔ انکے واسطے منگرایاں ہیں تو ہے کی جب وہ چاہیں کہ انکل ٹرپیں اس سے کہٹنے کے مارے بہرہ  
گئے وہ اندر اور جگڑے ہو طبع کی آتش کے اندر داخل کر دیا انکو جو لائے یا اور کی بے لایان۔ باغون میں بہتی ہیں  
انکے نیچے نہریں۔ گناہنا ہونگے انکو وہاں کنگن سوئیے اور موتی۔ انکی پوشاک ہر وہاں ریشم کی۔

(۱) عن قيس بن عباد قال قال علي نا اول من يحثوا بين يدي الرحمن للخصومة يوم القيامة  
قيس وفيهم نزلت هذان خصمان اختصموا في ربهم قال هم الذين تباركوا يوم بدر ما حمزة وعبيد  
وعبيد بن الحارث۔ وعتبة بن ربيعة والوليد بن عتبة (اخرج البخاري) قيس بن عباد سورۃ  
ہے کہ جناب امیر علیؑ فرماتے تھے کہ میں جب اول خدا کے سامنے اپنا جگڑا پیش کروں گا۔ قیس کہتے ہیں  
کہ یہ آیت کہ دو دعویٰ جگڑے ہیں اپنے رب پر ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے بدر کو روز جنگ



چسپا ہے تو انکو ناگہانی بلا میں مبتلا کر پس برابر بن عازب اندہ ہو گئے یہاں تک کہ اپنے گھر کا رستہ نہ چھوڑا کرتے اور کہا کرتے تھے بھلا وہ شخص کیونکر رستہ دیکھ سکتا ہے جسکو بد دعا لگی ہو۔ اور انس بن مالک کا یہ حال تھا کہ انکے پاؤں پر بصر پیدا ہو گیا اور یہی روایت ہو کہ جب جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد یعنی جبکہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے پر لوگوں سے گواہی طلب کی انس بن مالک نے نسیان کا عذر پیش کیا جناب امیر نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار اگر یہ شخص جھوٹ کہتا ہے تو اسے بصر کی مرض میں مبتلا کر دے کہ عمار سے نہ چھپ سکے پس انس رضی اللہ عنہ اس اپنے موندہ کے بصر کو برقع میں چسپا رکھتے تھے ۔

(۴۷) عن طلحة بن عمار قال شهدت علياً على المنبر فاشهد أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم و فهدم أبو سعيد و أبو هريرة و انس و هم حول المنبر و علي على المنبر و حول المنبر اثنان و ثمانون رجلاً من الأنصار و المهاجرين فقال علي لشد تكم بالله هل سمعتم رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت مولا ففعل مولا فقاموا كلهم و انس بن مالك في القوم لم يشهد فقال له أمير المؤمنين ما منعك يا انس ان تشهد و قد سمعت ما سمعوا قال يا أمير المؤمنين كبرت و نسيت فقال أمير المؤمنين اللهم ان كان كاذباً فاضربه بياض او بوضعه لا تواريه العامة فقال طلحة بن عمار فاشهد بالله لقد رأيته بيضا بين عينيه راخرجه ابو نعيم و ابن مردويه (طلحة بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو قسم دے رہے تھے ان میں ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ اور انس بن مالک بھی منبر کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور جناب امیر منبر پر تشریف رکھتے تھے اور منبر کے ارد گرد صحابہ بن و انصار سے بارہ بدی صحابی موجود تھے پس جناب امیر نے ان سے کہا میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولا ففعل مولا کے ارشاد کو سنا ہے پس جب لوگ کہہ رہے ہو گئے۔ انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے انہوں نے گواہی مندی جناب امیر المؤمنین نے انس بن مالک سے فرمایا تمکو شہادت دینے سے کس بات نے روکا ہے باوجودیکہ تم نے ہی سنا تھا جو کچھ کہ ان لوگوں نے سنا تھا۔ انس نے کہنے لگے یا امیر المؤمنین میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے یہ بات بھول گئی ہے جناب امیر نے دعا کی اے میرے پروردگار اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اسے بصر کی مرض میں مبتلا کر دے کہ اسے یہ عمار سے نہ چھپ سکے طلحہ بن عمار کہتا ہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے انس بن مالک کی پیشانی پر وہ سفید دھبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔

(۴۸) عن وید بن ارقم قال قال علي انشد الله رجلاً سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول من كنت



مولاه فعلی مولاه اللهم وال من دالاه وعاد من عاداه فقام اثني عشر يدبريا من جانب لايسر ومن جانب  
الا من فتعدوا بذلك قال زيد بن ارقم كنت فبين سمع فلان ذكركم فذهب الله ببصره كان يندم على  
ما فاتته من الشهادة وليستغفر واخرجه ابو بكر بن مردويه والفقهاء ابن المغازلي واخرجه الطبراني في  
المعجم الكبير في مسند زيد بن ارقم زيد بن ارقم رضي الله عنه كثر من كذا بامير من ان لوكون كقسم ديك  
بوجها جنونا في الخضر صلي الله عليه وسلم كوفرا في مرسى سنا مراكم سكا من مولا بون اسر سكا على مولا ہے اور  
اسے میرے پروردگار دوست رکھو اسے جو اسے دوست رکھو اور دشمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے پس  
بارہ اصحاب بد کٹرے ہو گئے چہرہ امینی طرف سے اور چہرہ بائیں طرف سے اور انہوں نے گواہی ادا کی زید بن  
ارقم کہ تم میں سے کچھ ہیں جن سے نہا جن لوگوں نے اہدیت کو حضرت سوسنا تا پس میں نے اسکو  
چھپا یا خدا تعالیٰ میری بصارت کو لے گیا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس شہادت کے دینے سے ناوم  
رہا کرتے تھے اور یہ نفا رکھا کرتے تھے \*

(۵۶) عن عمیر بن سعد قال قال علی بن النبی انشد رجلا سمع رسول الله صلی الله علیه یقول یوم غد یسخر  
من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من دالاه وعاد من عاداه الا قام وشهد وتحت المظہا من بن  
مالک والبراء بن عازب وجبر بن عبد الله البجلي فاعادها فامحیہ احد فقال اللهم من کتم هذه الشهادة  
وهو یعرفها فلا تخرجه من الدنیا حتی تجمل به آية يعرف بها قال فیرض السن وعی البراء ورجع جریا علیا  
بعد هجرة فاتی الشراة فمات فی بیت امه راخرجه ابو الحسن احمد بن یحیی البلاذری فی السباک الاشرف  
عمیر بن سعد ناقل ہو کہ جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص نے غدیر خم کے روز حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من دالاه وعاد من عاداه کی حدیث کو سنا ہو وہ کٹر ہو کر  
بیان کرے پس لوگوں نے گواہی ادا کی منبر کے نیچے انس بن مالک اور براء بن عازب اور جبر بن عبد الله البجلي  
ہی بیٹھے ہوئے تھے جناب امیر نے مکرر اسکو فرمایا لیکن ان میں سے کسی نے کچھ نہ کہا جناب امیر نے فرمایا مابرا الہا  
جس شخص نے اس شہادت کو چھپایا ہے باوجود اس کے کہ وہ اسکو جانتا ہے اس شخص کو ہر وقت تک نہ ماریں  
تاکہ کہ تو اس کے لیے کوئی نشانی نہ مقرر کر دے کہ وہ اس کو دنیا ہی میں پہچانا جائے عمیر بن سعد کہتا ہے پس  
سب زمیں ہو گئے اور برابر اندھے ہو گئے اور جبریر کو اس کرتے ہوئے والہی آئے اور اپنی والدہ ماجدہ کے گھر  
میں دنیا سے انتقال کیا \*

(۵۷) عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال خطب علی فقال ابشدا لله امر نشد الاسلام سمع رسول الله  
صلی الله علیه یوم غدیر خم اخذ بید علی یقول الست بکم یا معشر المسلمین من انفسکم قالوا بلی یا



رسول اللہ قال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله الا قام فشهدا قام بضعة عشر رجلا فشهدوا وكنتم قوم فمانوا من الدنيا حتى عموا وبرصوا واخرجوا الدارقطني وابن كثير في تاريخه عبد الرحمن بن ابی ليلى سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا میں اس مرد خدا کو کہ جس نے اسلام قبول کیا ہے قسم دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز کیا تھا پوچھتا ہوں کہ جس شخص نے حضرت یمن کنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه والنصر من نصره واخذل من خذله کی حدیث کو سنا ہو وہ اٹھ کر اسکی شہادت بیان کرے پس دس پر کتنے آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی اور ایک گروہ صحابہ نے اس شہادت کو چھپایا پس وہ لوگ تب تک دنیا سے عالم آخرت کو نہیں گئے جیتک کہ وہ اندھے اور بے روضہ نہیں کیے گئے ۔

(۵۸) عن ابن اسحاق قال حدثني من لا احدثني من الاصول ان عليا نشد الناس في الرحبة من مع رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقام نفر فشهدوا ثم اقام افة منهم يزيد بن ودبقة وعبد الرحمن بن مدبر واخرجهم ابو موسى وابن الاشير في اسد الغابة ابن اسحاق رحمه الله عليه ناقل ہیں کہ مجھ سے بہت سے آدمیوں نے بیان کیا جنکا میں شمار نہیں کر سکتا کہ جناب امیر علیہ السلام نے رحبہ میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جس نے یمن کنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه کی حدیث کو سنا ہو بیان کرے پس چند آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ اور ایک گروہ نے اس حدیث کو چھپایا وہ جب تک کہ اندھے اور بے روضہ کسی اور بلا میں مبتلا نہیں ہوئے دنیا سے آخرت کو نہیں سدھارے چنانچہ یزید ابن ودیعہ اور عبد الرحمن بن مدبر بھی انہیں یمن سے تھے ۔

(۵۹) عن عائشة بنت سعد سمعت اباها يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الحجة واخذ بيد علي فخطب ثم قال ايها الناس اني وليكم قالوا صدقت فرفع يد علي فقال وليي والمودى عنى وان الله موال من والاه وعاد من عاداه واخرجهم بن جرير وقال الذهبي هذا حديث حسن غريب عائشة بنت سعد اپنے والد ماجد سے ناقل ہے کہ میرے والد کہتے تھے کہ میں نے جحفہ کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر آپ نے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اے لوگو کیا میں تمہارا ولی ہوں حاضرین نے عرض کیا آپ بجا فرما رہے ہیں حضرت نے جناب امیر کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا یہ میرا



ولی ہے اور میری جانب سے اور اگر نہ والا ہے بہ تحقیق خدا دوست رکھنے والا ہے اسکو جو اسکو دوست رکھو اور دشمن  
رکھنے والا ہے اسکو جو اسکو دشمن رکھے ۔

(ف) قال السہودی وقول بعضهم ان زیادة اللہم وال من والہ الی اخرہ موضوعہ مردود فقد  
ورد ذلك من طرق سیح الذہبی سید نووالدین السہودی جوابہ العقدین میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا موضوع  
کہ اس حدیث میں یہ الفاظ یعنی اللہم وال من والہ آخر تک موضوع ہیں۔ یہ قول بالکل مردود ہے یہ الفاظ بہت  
سے طریقوں سے مروی ہوئے ہیں حافظ ذہبی نے جسکی تصحیح کی ہے ۔

(۶۰) عن ابی الحسن خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بعد ما کتب سنہ لواحد من رفقائہ للاحداثہ  
ما سمعت اذ نای و رأت عینای اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی دخل علی ام المؤمنین عائشہ  
فقال لہا ادعی لی سیدالہرب فبعثت الی ابی بکر قد عتہ فجار حتی کان کراہی العین علم از غایہ  
دعی فخرج من عندها حتی دخل علی ام المؤمنین حفصہ فقال لہا ادعی لی سیدالعرب فبعثت الی عمر قد  
فجار حتی اذا صار کراہی العین علم ان غیرہ دعی فخرج من عندها حتی اذا دخل علی ام المؤمنین ام سلمہ و قال  
ادعی لی سیدالعرب فبعثت الی علی ثم قال لی یا ابا الحسن ادرح انتی بمانہ من قریش و ثمانین من العرب  
وستین من الموالی و اربعین من اولاد الحبشہ فلما اجتمع الناس قال انتی بجحیفۃ من ادیہ فایتیہ  
بہا ثم اقامہم مثل صف الصلوۃ فقال معاشر المسلمین الیس اللہ اولی لی من نفسی یا مری وینہا  
مالی علی اللہ امر ولا نفی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال الست اولی بکم من انفسکم ام کرمہا انہا کرم لیس  
لکم علی امر ولا نفی قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کان اللہ وانا مولاہ فہذا علی مولاہ یا مکرکم  
ینہا کرمہا لکم علیہ امر و نفی اللہم وال من والہ و عا د من عا دہ و انصر من نصرہ و اخذ من خذلہ  
اللہم انت شہیدی علیہما فی قد بلغت و نضحت راخرجہ سید علی الہدی فی مودۃ القربی  
ابو الحسن و علوم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے ابو الحسن کہ جبکہ بڑے ہم گئے اپنے ایک رفیق کو کہتے  
لگے جو کچھ میرے کانوں نے سنا ہے یا میرے آنکھوں نے دیکھا ہے اس کو میں تجھے خبر دے گا ایک روز جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمانے لگے  
کہ سردار کو بلاؤ انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے  
انکو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غم کو بلا بھیجا تھا۔ پھر وہاں سے بآمد ہو کر ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ  
عنها کے گھر میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا عرب کے سردار کو بلاؤ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے انکو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غم کو بلا بھیجا



تہا بہر دہان ہو برآمد ہو کرام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے گہرین تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا عرب کے  
 سردار کو بلاؤ انہوں نے جناب علی علیہ السلام کو بلا بھیجا۔ پھر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حجہ سے ارشاد  
 کیا اسے ابو الحارثہ اور ایک سو آدمی قریش کے اور اسی آدمی عرب کے اور ساٹھ آدمی موالی عرب کے اور چار  
 آدمی حبشہ کے بلالہ۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے حضرت نے بکری کی کھال پر ایک عہد نامہ لکھا اور لوگوں کو  
 مثل نماز کی صف کے ساتھ کر کے ارشاد کیا اے مسلمانوں کے گروہ کیا خدا تعالیٰ حجہ سے اولی نہیں  
 ہے کہ حجہ کو حکم دیتا ہے اور مانعت کرتا ہے خدا پر سیر کسی طرح کا حکم جاری نہیں ہے۔ حاضرین نے عرض  
 کیا آپ بجا فرماتے ہیں پھر حضرت نے ارشاد کیا کیا میں تمہاری جان سے تمہارے لیے اولی نہیں ہوں میں تمکو  
 امر دہی کرتا ہوں حجہ پر تم کسی طرح کا حکم جاری نہیں کر سکتے ہو۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ دست  
 ہے پھر آپ نے فرمایا جس کی سیکا اللہ تعالیٰ اور میں مولا ہوں پس اسکا یہ علی ہی مولا ہے۔ پھر امر اور نہی کر  
 سکتا ہے تمہیں سپر کسی طرح کے حکم جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے اسے سیر پروردگار دوست رکھو  
 اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر سکی جو اسکی مدد کرے اور  
 چوڑ دے پھر جو اسے چوڑ دے اور سیر پروردگار تو گواہ رہیو کہ میں نے انکو تیرا پیغام پہنچا دیا ہے  
 اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے۔

(۶۱) قال قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ والشدھابین یدی علیؑ والصفین  
 ے قلت لما بغی العدو علینا حسبنا ربنا ونعم الوکیل وعلی امامنا وامام لسواناہ اتی  
 التزیل یوم قال النبی من کنت مولاه فخذ مولاه خطب جلیل انما قال النبی علیؑ  
 الامہ ختم ما فیہ قال وقیل راخرجه سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ قیس بن سعد  
 ابن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ نے جناب امیر علیہ السلام کے مواجہہ میں صفین کے درمیان اپنے جزمین  
 یہ اشعار پڑھے کہ جب ہمارا دشمن ہم پر ناعنی ہو گیا۔ تو میں نے کہا کافی ہے ہمارے لیے ہمارا پروردگار  
 اور ہی ہے اچھا سپردگی کار کے لیے۔ علی ہمارا امام ہے اور ہمارا سوا سب کا امام ہے۔ اس بات کو  
 لیے قرآن نازل ہوا ہے جس سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جب کا میں مولا ہوں  
 پس اسکا یہ مولا ہے اور آپ نے ایک بزرگ خطاب فرمایا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے ہر کے  
 سامنے اس ارشاد کو فرمایا تھا کہ جو کچھ کہ اس میں گفتگو ہے ختم ہو جاوے۔



تفسیر مولیٰ کا لفظ چند معنوں کے مقام پر استعمال ہوا ہے خیکا ثبوت آیات قرآنیہ اور لغت سے ملتا ہے

(۱) جار	یعنی ہمسایہ	(۸) صدیق	قال الله تبارك وتعالى لا تغني مولی عن مولی
(۲) معتق	بکسر تا - آزاد کنندہ		شیئا ای صدیق من صدیق
(۳) معتق	بفتح التاء - آزاد کردہ	(۹) ناصر	قال الله تبارك وتعالى بان الله موالی الذین امنوا
(۴) حلیف	یعنی ہم عہد		وان الکافرین لا مولی لهم ای لا ناصر لهم
(۵) ابن عم	یعنی چچا زاد بھائی	(۱۰) مالک	قال الله تبارك وتعالى ضرب الله مثلا عبدا مملوکا
	مہلا بنو عمننا موالینا		لا یقدر علی شیء وهو کل علی مولاه
	الموالی حنفوا علینا	(۱۱) السید المطاع	وفی الصحاح وکان من ولی امر واحد فهو ولیہ
(۶) عصبة	قال الله تعالی انی خفت الموالی من ورائی	(۱۲) اولی	قال الله تبارك وتعالى فی حق المنافقین
(۷) عمارت	قال الله تعالی ولکل جعلنا موالی مما ترک		ما واکم النار - ہی مولاکم - ای اولی
	الوالدان والاقربون - ای ورثہ		ایکم

احديث من لفظ مولی کے معنی متعین کرنے میں علما کا اختلاف ہے۔ لیکن۔

(۱) احديث میں مولی کے لفظ سوجار یعنی ہمسایہ کے معنی مطلق نہیں لیے جاسکتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے ہمسایہ نہیں تھے۔

(۲) معتق یعنی آزاد کنندہ کے معنی بھی احديث کو مفہوم نہ خارج ہیں۔ کیونکہ جس وقت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے احديث کو ارشاد کیا تھا اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کسی غلام کے آزاد کرنے کے متعلق نہیں تھی۔

(۳) معتق یعنی آزاد کردہ کے معنی تو کسی نہج سے مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ جناب امیر علیہ السلام اور آزاد تھے۔

(۴) حلیف یعنی ہم عہد کے معنی بھی کیسے صحیح سے نہیں لیے جاسکتے۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی عہد و پیمان کا ذکر نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی سے عہد قائم کر رہے تھے کہ حلیف کے معنی مراد ہو سکیں۔

(۵) ابن عم کے معنی تو ہرگز چچا نہیں ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ کل مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم نہیں تھے۔

(۶) عصبة کے معنی بھی ہرگز مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے یا کل مومنین



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عصیہ نہیں تھے ۔

(۷) وراثت کے معنی تو بھجوا دے حدیث بخیر بنی اسرائیل لا یرث ولا نورث کسی نہج سے چہاں ہو ہی نہیں سکتے  
(۸) صدیق کے معنی لینا ہی نہیں تھیک نہیں مین ۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جس کی جناب سرور بنی اسرائیل صلی اللہ علیہ وسلم دوست تھے جناب امیر ہی اسکے دوست تھے اور اگر اس قتیہ کا عکس کر کے یہ کہا جائے کہ شاید اس حدیث کے یہ معنی ہوں کہ جو میرا دوست ہو وہ علی کا دوست ہے کیونکہ بعض اشخاص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تو تھے مگر جناب امیر سے تقاریر کہتے تھے حضرت نے انکی قتیہ کے لیے ایسا ارشاد کیا ہو ۔ گو بادی النظر میں یہ معنی سوجہ معلوم ہوتے ہیں ۔ لیکن یہ معنی ہرگز اس حدیث کو مفہوم میں نہ نہیں ہیں ۔ کیونکہ اس حدیث میں مولا کا لفظ مضاف و مرفوع ہوا ہے نہ مضاف الیہ یعنی جس کا مین مولا ہوں اسکا علی مولا ہے نہ یہ کہ جو میرا مولا ہے وہ علی کا ہی مولا ہے ۔ اس لیے یہ معنی کے معنی ہی نہیں لیے جاسکتے ۔

(۹) نامہ کے معنی بھی نہیں بیٹھے ۔ کیونکہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح سے تابع تھے جس کی نصرت حضرت فرماتے تھے اسکی نصرت جناب امیر علیہ السلام پر واجب تھی ۔ اس کے اظہار کی کوئی ضرورت نہیں تھی ۔

(۱۰) مالک کے معنی بھی اس حدیث میں مراد نہیں ہیں ۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی قسم کی ملکیت کا ذکر نہیں ہے ۔

(۱۱) العتہ اس حدیث میں مولیٰ کے لفظ سے معنی السید المطاع کے لیے جاسکتے ہیں ۔

(یا)

(۱۲) اولے کے

مولیٰ بمعنی اولیٰ کثرت مستعمل ہوا ہے جبکہ قواعد ہم چند تفاسیر اور کتب لغت سے ذیل میں درج کرتے ہیں  
(۱) ابن حبان تفسیر بحر محیط میں آیت کریمہ قل لیسینا الا ما کتب اللہ لنا هو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون کے ترجمہ میں کہتے ہیں اے ناصرنا و حافظنا قالہ الجہور وقال الطبری اولیٰ بنا من لفتنا فی الموت والحیوة وقیل ما کننا وسیدنا قلہذا یصرف کیف یشاء فیجب الرضاء بما یصد من جہتہ وقال ذلک بان اللہ مولیٰ الذین امنوا وان الکافرین لا مولیٰ لہم فہو مولانا الذی یتوکلنا و یتوکلنا ہم ۔

(۲) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں کہتے ہیں ما ذکرنا فیہ مولانا کہ وہ بئس المصیر و فی لفظ



المولیٰ ههنا اقوال (أحدیها) قال ابن عباس مولیٰکم ای مصیرکم و تحقیقہ ان المولیٰ موضع المولیٰ و  
هو القرب فالمعنی ان النار هو موضعکم الذی تقرّبون منه وتصلون الیہ (والثانی) قال اخطبی  
یعنی اولیٰ بکم وهو قول النجاشی والفراء وابی عبیدہ۔

(۳) امام ثعلبی تفسیر کشف البیان میں لکھتے ہیں ما واکم النار ہی مولیٰکم ای صاحبکم و اولیٰ بکم  
واحق بان تكون مسکنکم

(۴) امام ابو الحسن الواحشی تفسیر وسط میں لکھتے ہیں ما واکم النار ہی مولیٰکم۔ ہی ولی بکم لما اسلفتم  
من الذنوب المعنی نجا ہی لقی تلی علیکم لانھا قد ملکت امرکم فھی بکم من کل شیء

(۵) امام بخاری تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں ما واکم النار ہی مولیٰکم۔ صاحبکم و اولیٰ بکم  
لما اسلفتم من الذنوب

(۶) جوہری صحاح میں بذیل لغت ولی لکھتے ہیں۔ واما قول لبيد۔ فعدت كلا الفرجين تحسبانه  
مولى الخافة خلفها واما مها۔ فیرید انه اولی موضع ازبكون فيه الخوف

(۷) علامہ فردی سبجہ سلفہ کی کی شرح میں لکھتے ہیں۔ فعدت كلا الفرجين تحسبانه + مولى الخافة  
خلفها واما مها + الفرج موضع الخافة والفرج ما بین قوائم الدواب فما بین الیدین فرج وما  
بین الرجلین فرج فالجمع فروج وقال ثعلب ان المولى فى هذا البيت بمعنى اولی بالشیء۔ كقوله  
تعالى ما واکم النار هی مولیٰکم ای اولی بکم۔

اسکے ماسواقرینہ الست اولی بالمؤمنین من نفسہم ہی ہی معنی اولیٰ ہی کا بلکہ باری معلوم ہوتا ہے  
اب ہم اس واقعہ پر ایک تاریخی نظر ڈالکر یہ تلاش کرتے ہیں کہ اس حدیث کا ارشاد کیوں کیا تھا اور حضرتؐ کیوں  
فرمایا تھا اور کیا ایسی بات واقعہ ہوئی تھی کہ جسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ارشاد پر راغب نہ کیا تھا۔ پر  
ان اسباب اور واقعات کے معلوم ہونے سے اس حدیث میں جو کچھ کہ لفظ مولیٰ کے معنی مراد ہونگے ظاہر  
ہو جائیں گے۔

یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اسکے بعد حضرتؐ نے حج نہیں کیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرتؐ اسی یا توڑی روز بقیہ  
حنیلت رہے ہیں تمام اہل سیر متفق ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے حضرتؐ نے جناب امیر کو ایک شکر کا بر دار بنا کر  
میں کی طرف روانہ کیا تھا اور خالد بن ولید کو بھی دوسرے شکر کے ساتھ میں ہی کی طرف بھیجا تھا اور بوقت  
روانہ کرنے دونوں شکر دن کے یہ حکم دیا تھا کہ اگر دونوں شکر متفرق رہیں تو ہر ایک صاحب اپنی شکر  
کا جدا گانہ امیر ہوگا۔ اور اگر دونوں شکر کمین حج ہو جائیں تو دونوں شکر دن پر جناب علی بنی امیر سمجھ جائیں



اور خالد بن ولید آپ کے ماتحتی میں کارروائی کرین چنانچہ دونوں لشکر میں بنی زبید پر چلے اور بنی زبید سے لڑائی پیش آئی اور لشکر اسلام ظفریاب ہو گیا اور کفار کا زن و بچہ اسیری میں آگیا ان میں ایک لڑکی نہایت خوبصورت تھی جناب امیر اسے اپنے تصرف میں لے آئے۔ یہ امر بعض لوگوں کو شاق گذار جب وہ دونوں لشکر حضرت کی خدمت میں پہونچے اور حجۃ الوداع میں مشرک ہوئے۔ چند آدمیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جناب امیر کی شکایت کی کہ جناب امیر نے ایسا کچھ کیا ہے حضرت نے بعض لوگوں کو اس وقت جواب دیدیا کہ تم علی کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور میرے بعد تمہارا ولی ہے۔ پھر جب حضرت حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مقام جحفہ میں غدریخم پہونچے تو حضرت نے باقی لوگوں کے مشکوک رفع کرنے کے لیے خطبہ میں جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا جسکا کہ میں سولا ہوں پس اسکا علی سولا ہے۔ یعنی تم لوگ جو اس کنیز میں جناب علی کے تصرف کرنے کی نسبت شکایت کرتے ہو وہ تو میری طرح سے مومنوں کے ہر ایک امر میں اولیٰ بالتصرف ہے۔ کتب سیر و رجال و تاریخ و احادیث صحیحہ سے اس واقعہ کی شہادت ملتی ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل و امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں \*

عن عید اللہ بن بريدة الأسلمی قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى اليمن مع خالد بن الوليد وبعث عليا على جيش اخر وقال ان التقية فاعلى على الناس وان تفرقا فكلوا احد منكمما عليهما فلقينا بنى زبيد من اهل اليمن وظهر المسلمون على المشركين فقاتلنا المقاتلة وسبينا الذرية فاخترنا على وصيفة لنفسه فكتب بذلك خالد بن الوليد الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم وامرني ان انا انال منه قال فنجئت فدفع الكتاب اليه وقلت من على فتغير وجه النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقلت هذا مكان العائد فبعثني مع الرجل والزممتني بطاعته فبلغت ما ارسلت به فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تقعن يا بريدة في علي علي مني وانا منه وهو وليكم بعدى راخرة النساء في الخصائص) (واحد في المناقب) عبد الله بن بريدة الأسلمی اپنے والد ماجد بنی زبید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے ساتھ ہکومین کی طرف روانہ کیا اور دوسرے لشکر جناب امیر کو سردار مقرر کر کے ارسال کیا۔ اور فرمایا اگر دونوں لشکر باہم جمع ہو جائیں تو دونوں لشکر دن پر جناب علی ہی امیر سمجھے جائیں اور اگر متفرق رہیں تو ہر ایک تم میں سے جداگانہ لشکر پر جداگانہ امیر ہوگا۔ ہم لوگ اہل یمن کے قبیلہ بنی زبید پر چلے مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کو مقابلہ کیا اور انکا نڈ بچہ گرفتار کر لیا جناب علی نے ان میں سے ایک کنیز اپنے لیے منتخب کر لی۔ خالد بن ولید کو جناب امیر کا یہ تصرف کرنا ناگوار معلوم ہوا۔ اور حضرت کے حضور میں ایک شکایتی عرضی لکھ بھیجی اور مجھے حکم دیا



میں وہ عرضی امیر حاضر خدمت ہوا میں نے وہ خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا اور زبانی بھی  
جناب امیر کی شکایت عرض کی حضرت کا چہرہ مبارک غصہ سرخ ہو گیا میں نے یہ دیکھ کر عرض کیا میں حضور  
کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کی ہاتھ میں روانہ کیا تھا اور اس کی اطاعت مجھ  
پر لازم گردانی تھی جو کچھ کہ اس نے مجھ سے کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا حضرت نے فرمایا اسے بریدہ علی  
کے پیچھے ست پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں وہ میرے بعد ہمارا ولی ہے \*

علامہ ابن حجر نے بھی کتاب صواعق محرقہ میں اس حدیث کے ارشاد کی یہی وجہ بتائی ہے چنانچہ وہ لکھتے  
ہیں منبث لك كما نقله الحافظ شمس الدين بن محمد الجزري عن ابن اسحاق ان علياً تكلم فيه  
بعض من كان معه في اليمن فلما قضى صلى الله عليه وسلم خطبته خطبها علياً قد رعد اعلی من  
تكلم فيه كبريائه كما في البخاري ان كان ينبغي له وسبب لك ما صححه الذهبي لا يخرج مع الهم  
فراهم منه جفوة فنقصه للنبي صلى الله عليه وسلم فجعل يغيا وجهه ويقول يا بريق الست اولي بالثبات  
من انفسهم قال بلى يا رسول الله قال من كنت مولا ه فعلى مولا ه يعني اس حدیث کے ارشاد پر  
کاسب یہ ہے جبکا ذکر حافظ شمس الدین بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے اسنی لطالب میں حیر ابن  
اسحاق سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگوں نے ہو کہ جناب امیر کے ساتھ یمن میں گئے ہوئے تھے واپس آکر جناب  
امیر کی شکایت بیان کی حیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو لوگوں کو جناب  
امیر علیہ السلام کی شان اور منزلت پر مطلع کرنے کے لیے اور جو لوگ کہ شکایت کرتے تھے مثل بریدہ وغیرہ  
کے جبکا ذکر امام بخاری نے بھی کیا ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ ابتدا میں جناب امیر سے بغض کہا کرتے تھے  
اور لوگوں کے رو کرنے کے لیے آپ نے خطبہ ارشاد کیا اور بعض کی وجہ یہ تھی جسکی صحت حافظ ذہبی  
نے کی ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ یمن کو گئے تھے راہ میں باہم کچھ شکر  
رہی ہو گئی تھی اس وجہ سے بریدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جناب امیر علیہ السلام  
کی شکایت کرنے لگے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپ نے  
فرمایا اے بریدہ کیا میں مومنوں کے لیے انکی جان سے اولی نہیں ہوں بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ  
حضور بے شبہ اویس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا  
علی مولا ہے \*

اب بصرین خود چشم بصارت کہو لکڑا خطہ کر سکتے ہیں کہ اولی کے سوا اس حدیث میں مولی کے اور کیا معنی  
ہو سکتے ہیں۔ بعض محدثین نے اس حدیث کا سبب ارشاد اس طرح پر بیان کیا ہے و قیل کان



کی ہو وہ جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ  
 (۱۲) عن علی قال فینا نزلت هذه الآية وفي مبارزتنا يوم بدر هذان خصمان اختصموا في ربهم  
 واخرج البخاری جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہو کہ یہ آیت ہمارے اور بدر کے روز ہمارے مقابلہ کرنے والوں کے حق میں نازل  
 ہوئی ہے۔ یعنی یہ دو مدعی ہمارے ہیں اپنے رب پر۔

(۱۳) عن ابی ذر انہ کان یقسم بالنزلت هذه الآية فحمزة وعلي وعبيدة بن الحارث وعتبة بن ربیعہ  
 وشيبة بن ربیعہ والولید بن عتبہ (اخرجہ التالبی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ یہ  
 آیت جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے حق  
 میں نازل ہوئی ہے۔

{ ۱۴ } امر حسب الذين اجترحوا السيئات ان يجعل لهم كالذين امنوا وعملوا الصالحات سواء  
 (سورہ نجاتیہ) ترجمہ کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ کر دین ہم انکو مانند ان لوگوں کے کہ  
 ایمان لائے اور کام کیے اچھے۔

عن ابن عباس قال نزلت في علي وحمزة وعبيدة بن الحارث فالذين اجترحوا السيئات عتبہ شيبه  
 والوليد والذين امنوا وعملوا الصالحات علي وحمزة وعبيدة (اخرجہ سبط ابن الجوزی) ابن عباس  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ پس اس آیت  
 میں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں۔ وہ عتبہ اور شیبہ اور ولید ہیں۔ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اچھے کام  
 کرتے ہیں۔ وہ جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ ہیں۔

{ ۱۵ } افمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه (سورہ ہق) ترجمہ آیا جو شخص کہ ان پر پوری  
 کی جانب سے دلیل ہو غن پر ہو اور اس کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سو۔

(۱۶) عن عاصم بن عبد الله السدوسي قال سمعت علياً يقول وهو غليظ النهر ما من رجل من قريش  
 الا وقد نزلت فيما ية او ايتان فقال وجل فما نزل عليك ثم قال اما انك لو لم تالني على رؤس القوم  
 ما حدثتك ويحك هل تقر سورة هود ثم قرأ على افمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه  
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بينة من ربه وانا شاهد منه واخرجہ ابن حاتم وابن الخازن في  
 المناقب وابن عساکر وابن مردويه والسيوطي في الدر المنثور والتعليق الواحد في تفسيريهما  
 وابن جرير الطبري والطبراني في المعجم الكبير وابن مندرة وابو الشيخ وابو نعيم والمستقى في كثر العمال  
 وصحاح تفسير معجم التنزيل وابن عساکر السدي سے روایت ہو کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے



سبب انک از اسامہ بن زید قال اعلیٰ است مولای امام مولا فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت موکاه فغلی موکاه ونقلہ شمس الدین مظفر الخلیفانی فی المقاتیب شرح المصابیح) یعنی کہا گیا ہے کہ اس ارشاد کا سبب تھا کہ ایک دفعہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ میرے مولا نہیں ہیں۔ سو جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مولا نہیں ہوں۔ جب بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ نے ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی ہی مولا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

لیکن یہ جہاں زیادہ تر صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد دو دفعہ کیا ہو۔ ایک دفعہ اس ارشاد کے محرک اسامہ بن زید ہوئے ہوں۔ اور دوبارہ بریدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے حضرت نے یہ ارشاد علی روس الا شہاد بیان فرمایا ہو۔ بہر حال یہ کہنا کہ جناب امیر حجۃ الوداع میں شریک ہی نہیں تھے۔ یا یہ حدیث متواتر نہیں ہے۔ یا مولیٰ کے معنی متعین کرنے میں چون و چرا کرنا بالکل سفسطہ اور جنون ہے جو اکثر تعصب کے بڑے جانے سے پیدا ہو جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اولے میں لفظ اولیٰ بغیر من کے استعمال ہوا ہے۔ ایسی تسویات سے لوگوں کو فریفتہ کر کے راہ حق سے ہیرا نہ کرنا چاہیے۔

## حضرت کا جناب امیر کو غدیر خم کے روز عمامہ باندھنا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل املنی یوم بدر و یوم خین بکم متعمین ہذا العتۃ والجمۃ حاجۃ بین المسلمین والمشرکین قالہ بعلی لما عمم یوم غدیر خم لعمامة سدل طرفھا علی منکبہ راخرجه الخطیب البغدادی والدیلمی وصاحب کنز الخیر و ابوداؤد الطیالسی والمتقی فی کنز العمال وابن ابی شیبۃ وحب الطبری فی الریاض والسیوط وابن الصباغ المالکی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ رب العزۃ نے بدر اور خین کے روز ہماری مدد ایسے فرشتوں سے کی تھی جو عمامہ پوش تھے اور عمامہ سلیمانوں میں شرکوں کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ یہ حدیث حضرت نے مجھے غدیر خم کے روز ارشاد فرمائی تھی جبکہ میرے سر پر حضرت نے اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا تھا اور اسکا شملہ میرے سر کے کندھے سے لٹکا دیا تھا۔

(۳) قال علی بن برہان الدین الشافعی وكان لرسول الله صلى الله عليه وسلم عمامة تسمى السحاب كساها



علی بن ابیطالب فکان ربما طلع علیہ علی فبقول صلی اللہ علیہ وسلم انا کما علی فی السحاب یعنی عمامۃ النبی  
 وھی ہالہ برآن لدین شافعی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمامہ مبارک تھا جس کا نام حضرت نے سحاب کہا ہوا تھا حضرت نے  
 وہ عمامہ جناب امیر کو بندھوا یا تھا جب کہی جناب امیر اس عمامہ کو باندھ رہے ہو حضرت نے حضور میں حاضر ہوا تو سر عالم صلعم ارشاد فرماتے  
 کہ دیکھو علی سچا ہے۔  
**جناب امیر کا حضرت کے بعد البشیر ہونا**۔  
 عمامہ مبارک پاس رکھتا ہوں۔

- (۱) عن عقبۃ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ الانصاری وقد سقط حاجبہ علی  
 عینیہ فسألناہ عن علی فرقمہ حاجبہ فقال ذاک من خیر البشر اخرجہ احمد فی المناقب عقبہ بن  
 سعد العوفی ناقل ہے کہ ہم جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو گئے انکے ابو و انکی آنکھوں پر ڈھلکے  
 ہوئے تھے ہم نے ان سے جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے بہتر ہے۔  
 (۲) عن عطاء قال سألت امر المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن علی فقالت ذاک من خیر البشر  
 ولا شک فیہ الا کافر اخرجہ ابوبکر بن مردویہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ میں جناب امیر المؤمنین عائشہ سے  
 امیر کی نسبت پوچھا وہ فرماتے لکھیں وہ تمام خلقت سے بہتر ہیں سوا کافر کے اس میں کوئی شخص شک نہیں لاسکتا۔  
 (۳) عن حدیثہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا خیر البشر من ابی فقد کفر  
 اخرجہ ابوبکر مردویہ حدیثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے  
 کہ علی تمام لوگوں سے بہتر ہیں جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔  
 (۴) عن حدیثہ رضی اللہ عنہ فقد سئل منہ عن علی فقال خیر هذه الامۃ بعد نبیہا علی ولا  
 یغفل فیہ الا منافق اخرجہ بن مردویہ حدیثہ رضی اللہ عنہ سے جناب امیر کی نسبت پوچھا گیا وہ کہتے  
 لگے علی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کے سب لوگوں سے بہتر ہے منافق کے سوا کوئی اس میں  
 شک نہیں لاسکتا۔

- (۵) عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت خیر امتی فی الدنیا والاخرۃ راجحہ  
 ابوبکر بن مردویہ ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر  
 سے ارشاد فرماتے تھے کہ تم دنیا و آخرت میں میری تمام امت سے بہتر ہو۔  
 (۶) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب خیر من  
 اخلف بعدک اخرجہ ابن مردویہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ ان سب لوگوں سے جنہیں میں اپنے پیچھے چھوڑے جاتا ہوں علی علیہ السلام



(۷) عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي خيرا للبشر من ابى فقد كفر واخرجه الرازى في الابرجاء) عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی سب لوگوں سے بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔

(۸) عن بريدة بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود قال قال لفاطمة ان زوجك خيرا متى اقدمهم سلا واكثرهم حلما (اخرجه بن مردويه) بريدة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ یہ تحقیق تیرا خاوند میری سب امت کے لوگوں سے بہتر ہے صلح بینائے مقدم اور حلم میں سب سے زیادہ ہے۔

(۹) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول الله لعل نبی وصی من وصیک فنکت عنی فلما کان الغدا قال فقال یا سلمان فاسرعت الیہ وقلت لمیک قال هل تعلم من وصی موسی قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت لانه اعلمهم قال فان وصی مخرج من ارضہ من اترك بعدک ینجز عداقی وینقضی دینی علی بن ابی طالب (اخرجه ابن مردويه) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ ذکر کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا چلا آیا ہے حضور کا وصی کون ہے حضرت خاتون ہے جب دوسرا روز ہوا حضرت نے مجھے دیکھ کر پکارا امین دوڑتا ہوا خدمت اقدس میں گیا حضرت فرمانے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ موسی علیہ السلام کا وصی کون تھا مینے عرض کیا یوشع بن نون تھے فرمایا کیوں مینے کہا اس لیے کہ انکی تمام امت سے وہ زیادہ علم والے تھے پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا وصی اور میرے ہمیدوں کا خزانہ اور ان سے سب سے جنکو میں اپنے پیچھے چھوڑے جا رہا ہوں بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کو ادا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۱۰) عن ابی الیسر الانصاری قال دخلت علی ام المؤمنین عائشة فقالت من قتل الخاریجۃ قال قلت قتلت علی قالت ما ینعی الذی فی نفسی علی ان اقول الحق سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول یقتلهم خیرا متی من بعدک وسمعتہ یقول الحق مع علی وعلی مع الحق (اخرجه ابو یوسف) ابی الیسر الانصاری ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ فرمانے لگیں خاریجون کو کس نے قتل کیا ہے مینے عرض کیا امیر علیہ السلام نے فرمانے لگیں مجھے علی کے حق میں سچ کہنے سے کون روک سکتا ہے مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ



و سلم سے فرماتے ہوئے سنایا کہ میری سب امت کو بہتر شخص کو قتل کرے گا اور میں نے یہ فرماتے ہوئے ہی سنایا کہ علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے ۔

(۱۱) عن المسروق قال دخلت على ام المؤمنين عائشة فقالت لي من قتل الخوارج فقلت قتلهم علي قال فسكت قال فقالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هم شر الخلق يقتلهم خير الخلق واعظمهم عند الله تعالى يوم القيامة وسيلة راخرجه ابو بكر بن مردويه مسروق سے نقل ہے کہ میں جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ مجھے پوچھنے لگیں کہ خوارج کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا امیر علیہ السلام نے وہ خاموش ہو گئیں اور پھر فرمائی لگین میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ بدترین خلائق ہیں ۔ انکو بہترین خلائق قتل کرے گا ۔ اور انکا قتل قیامت کو روز خدا کے نزدیک بڑا بھاری وسیلہ ہوگا ۔

(۱۲) عن المسروق قال قلت لأم المؤمنين عائشة رضي الله عنها يا مسروق انك من اكرم بني علي واجهم الي فضل عندك علم من الخدج قال قلت نعم قتله علي بن ابي طالب قال لا سفلته تامله اعلاه النهر واد بين اخافيق وطرفا قال فقالت ايتني معك من يشهد قال فأتينا بسبعين رجلا فشهدوا عندنا ان عليا قتل على بن ابي طالب قال لا سفلته تامله اعلاه النهر واد بين اخافيق وطرفا قالت قاتل الله عمرو ابن العاص فانه كتب الي انه قتلهم علي بن ابي طالب قال قلت يا ام ابي طالب اي شيء سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فيهم قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هم شر الخلق والخلق يقتلهم خير الخلق والخلق واقربهم عند الله وسيلة يوم القيامة راخرجه بن مردويه مسروق کہتا ہے کہ مجھ کو جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے مسروق تو سب بیٹوں سے مجھے زیادہ عزیز اور پیارا ہے تجھے مخرج (یعنی ننتے) کی کچھ خبر ہے میں نے کہا ہاں مجھے خبر ہے کہ جناب امیر نے اسکو ایک نہر پر پارا ہے جسکے نیچے کے ساحل کو نامر اور اوپر کے ساحل کو نہروان بولتے ہیں اور وہ اخافیق اور طرف کے درمیان واقع ہے ۔ مجھ سے جناب ام المؤمنین فرمائی لگین کسی آدمی کو میرے پاس بلال کہ وہ پوری شہادت دی سکے میں ستر آدمی انکے پاس لے گیا اور انہوں نے ام المؤمنین کے پاس شہادت ادا کی کہ بے شک جناب امیر علیہ السلام نے اسکو ایک نہر کے کنارے پر قتل کیا ہے کہ اسکی نیچی طرف کو نامر اور اوپر کی طرف کو نہروان کہتے ہیں اور وہ مقام اخافیق اور طرف کے مابین واقع ہے ۔ ام المؤمنین فرمائی لگین خدا عمر بن العاص کو قتل کرے جس نے مجھے لکھا تھا کہ میں نے اسکو رود نیل کے کنارے قتل کیا ہے ۔ مسروق کہتا ہے کہ میں نے ام المؤمنین سے عرض کیا اے مادر مہربان مجھے اسکی حقیقت حال خبر دو کہ سرور عالم



صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ اس امر میں کیا سنا ہے فرمانے لگے کہ میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ  
بدترین مخلوق ہیں اور انکو بہترین مخلوق قتل کریگا اور انکا قتل کرنا قیامت کے روز اللہ عزوجل کے نزدیک ایک  
بڑا بھاری وسیلہ ہوگا۔

(۱۳) عن ابن عباس قال لما نزلت ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية قال رسول  
الله صلی اللہ علیہ وسلم لعلی هوانت (اخرجه الديلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حبیب  
آیت کہ (بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ تمام خلقت سے بہترین نازل ہوئی جناب رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے فرمایا یا علیؑ وہ تم ہو۔

عن ابن جبر قال قلت لعلی بن الحسین علیہ السلام باسیدی ان ابی حدث عن ابی حمیفة وہب الخیر  
ان ابناک سعد المنذر وقال خیر هذه الامة بعد نبیہما ابو بکر وعمر فقال این ذلک ہب یا حکیم  
حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلة هارون من موسى ان المؤمن  
یضم نفسه (اخرجه الخطیب فی تاریخہ) ابن جبر کہتا ہے کہ میں نے بنی عباس علی بن الحسین سے عرض کیا یا سیدی  
جبر یا بنی جحیفہ وہب بن النخیر سے روایت کرتا تھا کہ حضور کے جد امجد یعنی جناب امیر علیہ السلام منیر پرچم پر فرمایا تھا  
کہ اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابو بکر اور عمرؓ ہیں جناب امام نے فرمایا اسے حکیم  
تجہ کہ ان لیجان میں مجھ سے سعید بن المسیب نے بیان کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا یا علیؑ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون  
کے بنے ہوئے ہے شک مومن اپنی کسوفی کیا کرتا ہے۔

## جناب امیر کا اور حضرت کا گوشت اور خون ایک ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا م سلة یا ام سلة ان علیا  
لحمی ودمہ دمی وھو منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبوة بعدی ابن عباس رضی اللہ عنہ  
سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے کہ او  
ام سلمہ تحقیق علیؑ کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے اور مجھ سے بمنزلہ ہارون کے بنے ہوئے ہے  
مگر میرے بعد نبوت نہیں۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یوم ففتح خیبر انت باب علی وان ولدک ولد  
وحکمک محمی وھمک دمی (اخرجه الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس روز میں نے  
خیبر کو فتح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ تو میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے بیٹے میرے



میرے بیٹے میں تیرا گوشت ہے اور تیرا خون میرا خون ہے ۛ

(۲) عن ابن مسعود قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من بيت زينب بنت جحش واتى بيت ام سلمة وكان يومها من رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يلبث اذ جاء على فدى الباب قاضيا فاثبت النبي صلى الله عليه وسلم الدق وانكرت ام سلمة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قومي فافتح له الباب قالت يا رسول الله من هذا الذي افتح له الباب ينظر بحاسني وقد نزلت في آية من كتاب الله بالامس فقال لها صلى الله عليه وسلم كهيئة المغضب ازطاعة الرسول كطاعة الله ومن عصي الرسول فقد عصي الله ان بالباب رجلا ليس بنزق وغلق الاعلى الباب رجل يحيا الله ورسوله ويحبه الله ورسوله ففتحت الباب فدخل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ام سلمة اني فبينه قالت نعم يا رسول الله هذا علي بن ابي طالب قال صدقت تحب من تحبى ودمه من دمي هو عبيتي علي اسمي يا ام سلمة واشهدك واشهدى لو ان عبد الله الف عام بين الركن والمقام ثم لقي الله عز وجل مفضلا له وعتري اكرمه الله على منخريه يوم القيامة فينا رجلا راجعا لاسم المرافعي في تاريخ قروين اسمه بالتدوين في ترجمه ابراهيم بن زيد النخعي من التابعين والحوارزمي وابو نعيم واليميني والوصافي في الاكتفا في فضائل الاربعة الخلفاء) والترق الطياش وغلق الرجل اى غضبه يجوز ان يكون اللفظ ولا علق بالعين يقال اى ليس ذى هو يعنى انه ضابط لنفسه يعرف ادب الدخول ووقفه عبد الله بن مسعود رضى الله عنه كتهى بين كرايك وفومر وركائات صلى الله عليه وسلم ام المؤمنين زينب بنت جحش رضى الله عنها كتهى برآمد ہو کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کو تشریف لے گئے اور وہ روزانہ نکی باری کا تہا کچھ توڑی ویرہی حضرت کو ام سلمہ کے گھر میں تشریف لے گئے ہو کر نہیں گذری تھی کہ جناب امیر تشریف لائے اور آہستہ سو دروازہ کشکشا یا حضرت نے کشکشا نہ سکر سمجھ لیا اور جناب ام سلمہ کو ناگوار گذرا حضرت نے ام سلمہ کو فرمایا اشکو دروازہ کو لد دام سلمہ نے عرض کیا یہ کون ہے جو ٹھٹھا ہوا انکلا ہے کہ میں اسکے لیے دروازہ کو لدوں اور میری حسارتوں کو دیکھے حالانکہ کل میرے حق میں رخصت ازواج مطہرات کو حقوق کے متعلق کلام تہنیت کی نازل ہوئی ہے حضرت نے غصہ ہو کر فرمایا بتحقیق خدا کے رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے جس نے رسول کی نافرمانی کی بیشک اس نے خدا کی نافرمانی کی دروازہ پر ایسا شخص ہے جو نہ متلون مزاج ہے اور نہ عشق باز ہے دروازہ پر تو وہ شخص ہے جو امیر اور امیر کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور امیر اور امیر کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں جناب ام سلمہ نے دروازہ



کہو لدیا جناب امیر علیہ السلام اندر تشریف لے گئے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ تم بھی چلتی ہو یہ کون ہے ام سلمہ نے عرض کیا یہ علی بن ابیطالب ہیں حضرت نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے اسکا گوشت میرا گوشت ہو اور اسکا خون میرا خون ہے اور میری علم کا مخزن ہے اے ام سلمہ سن رکھ اور گواہی دیجیو یہ میرے پیچھے ناکشیر اور فاسطین اور مارقین سے جنگ کرنیوالا ہے یہ میرے دشمنوں کو توڑنیوالا ہے اگر کوئی بندہ ایک ہزار برس رکن و مقام سے درمیان خدا کی عبادت کری اور خدا کے سامنے انکا اور میری عزت کا بغض لیکر جائے خدا اسکو قیامت کے روز جہنم میں زندہ کرے گا۔

## جناب امیر کاراز دار حضرت ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم علي بن ابي طالب صاحب سري (اخرجه الديلمي) سلمان فارسي صني الله عنه سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی بن ابی طالب میرا راز دار ہے۔

(۲) عن أم المؤمنين أم سلمة رضي الله تعالى عنها وكانت الطفت لشار النبي صلى الله عليه وسلم واشتهت له حباً وكنها موع قد رباها وكان لا يصلي صلوها إلا سبباً عليها فقالت يا ابت ما حملك على ان تسب علياً قال لانه قتل عثمان وشرك في دمه قالت اما انك لمولاي ورستني وانك عندك بمنزلة والدة ما حدثتك بسر رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن اجلس حتى احدثك عن علي وما رأيت به اقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يومى وانما كان نصيبى في تسعة ايام يوم واحد فدخل النبي صلى الله عليه وسلم وهو مغلل اصابعه في اصابع علي فقال يا ام سلمة اخرجي من البيت واخلية لنا فخرجت واقبلت يتناجيان فاسمع الكلام ولا ادري ما يقولان حتى اذا قلت قد انتصف النهار واقبلت فقلت السلام عليك يا رسول الله فقال لا تبلى وارجعي مكانك ثم تناجيا طويلا حتى قام الظهر فقلت قد ذهب يومى وشغله علي فاقبلت امشيت ووقفت على الباب فقلت السلام عليكما لجه فقال لا تبلى فرجعت وجلست مكاني حتى اذا قلت قد زالت الشمس الا ان يخرج الى الصلوة فيذهب يومى ولم ارقط اطول منه اقبلت امشيت حتى وقفت على الباب فقلت السلام عليكما لجه فقال نعم فدخلت وعلي واضع يديه على ركبتيه قد ادنا فاه اذن النبي صلى الله عليه وسلم وفتح النبي صلى الله عليه وسلم على اذن علي يتسايران وعلى يقول اقامضى واقبل والنبي صلى الله عليه وسلم يقول نعم فدخلت وعلي معرض وجهه حتى دخلت وخرج







میں اسی طرح سے کرونگا جیسا کہ اندر گئی تو جناب علی ہونڈ پیر کر باہر تشریف لے گئے۔ حضرت نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھا کر اپنے سینے سے لگایا۔ اور جو کچھ مرد اپنی اہلیہ سے کرتا ہے کیا۔ اور نہایت مہربانی سے فرمایا اے ام سلمہ تم ہنر رشتہ نکر و پور دھکار کی طرف سے حیرل یا ہوتا تھا اور یہ حکم لایا تھا کہ میں علی کو اپنے پیچھے وصیت کر جاؤں میں علی اور حیرل کے درمیان اسطہ تھا۔ حیرل میری دہڑ جانب اور علی میری بائیں جانب کو تھے جو کچھ مجھے حیرل کہتے تھے میں علی کو دیکھتا تھا کہ میرے بعد میں قیامت کے روز تک ہونیوالے ہیں آگاہ کر رہا تھا۔ یا ام سلمہ تم مجھے معذور رکھو خدا نے ہر ایک راستے کے لیے ایک نبی مقرر کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لیے ایک وصی ہوتا چلا آیا ہے پس میری عزت اور میرا اہلیت میری امت میں علی میرا وصی ہے۔

ایک ابا جان یہ امر علی کا ہے جس کی گین سو قوت شہادت دیتی ہوں۔ اب تم اوس پر خواہ سب کرو خواہ چوڑ دو۔ اس کے اس نے سب کو چوڑ دیا اور جناب الہی میں شب روز دعا کرنے لگا کہ الہی مجھے معاف فرما۔ جو کچھ علی کے حق میں مینے جہالت سے کہا ہے۔ خداوند علی کا دوست میرا دوست ہو اور علی کا دشمن میرا دشمن ہو۔ پس اس غلام نے خدا کی جناب میں مضبوط توبہ کی اور اپنی باقی زندگی میں استغفار کرتا رہا۔

(۳) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی یوم الطائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انتجیتہ ولكن الله انتجاہ (راخرجہ الترمذی والنسائی والطبرانی فی الکبیر) قال الترمذی معناه الله امرني ان اناجيہ وانتجی معہ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ طائف کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو سرگوشی کے لیے بلایا۔ لوگ کہنے لگے حضرت کی سرگوشی اپنے ابن عم سے بہت بڑھ گئی ہے حضرت نے فرمایا مینے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے۔

(۴) عن النبی قال دعا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علی یوم الطائف فانتجاہ طویلاً فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ قال فذکرہ من حسد علیاً فقد حسدنی ومن حسدک فقد کفر بالخیر ابن مردودہ انش کہتے ہیں کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے روز جناب علی کو بلا کر ورتیک سرگوشی فرمائی لوگ کہنے لگے آپ کی ابن عم سے گہری سرگوشی ہو رہی ہے جیسا کہ چرچا حضرت تک پہنچا فرمایا جس نے علی سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔

## جناب امیر کا حضرت کے ساتھ اقرب عہد ہونا

(۱) عن ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا قالت والکذ بحلف بہ لہ کان علی اقرب الناس عہدا



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت عندنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدا بعد غداة يقول جبار علی قرارا  
الطہر کان بعتہ لاحتاجہ فجاوب بعد فطنت از لہ حاجۃ فخرجنا من البیت ففقدنا عند الباب فکنت من  
ادناہم الی الباب فاکتب علیہ علی فجعل یسارہ وینالجیہ ثم قبض من یومہ ذلک صلی اللہ علیہ وسلم فکان من اقرب  
الناس بہ عہدا (اخرجه احمد) ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قسم ہے اس فات کی جبکی  
قسم کہانی جاتی ہے کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رب کے قریب العہد ہیں جناب ام سلمہ فرماتی  
ہیں کہ ہم حضرت کی بیبیان حضرت کی عبادت کے لیے جو جایا کرتی تھیں حضرت نے کئی بار فرمایا علی آئے ہیں حضرت  
کا خیال تھا کہ حضرت نے انکو کسی ضرورت کے لیے کہیں بھیجا ہوا تھا اور اب وہ آگئے ہیں ہم نے خیال کیا کہ حضرت  
کو ان سے کوئی ضروری بات فرماتا ہے ہم حجرے سے نکلا کر باہر بیٹھ گئیں مین ان سب میں سے دروازہ کے قریب  
تھی پس علی حضرت پر جھپک گئے اور سرگوشی کرنے لگے پھر حضرت اسی روز رحلت فرما گئے پس وہ سب لوگوں  
سے حضرت کے ساتھ قریب العہد تھے ۔

(۲) عن ابی الطفیل قال کنت علی الباب یوم الشور فارفعت الاصوات فسمعت علیا یقول یایع الناس  
لابی بکروانا واللہ اولی بالامر منہ واحق بہ فسمعت واطعت مخافة ان یرجع الناس کفارا وفیکم  
احد کان اخر عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہما بن وضعہ فی حجرہ غیرہ (اخرجه العقیلی) ابی الطفیل  
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مین شور کے روز دروازہ پر تھا پس لوگوں مین شور برپا ہوا میں نے جناب علی علیہ السلام  
کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کی حالانکہ واللہ امر خلافت مین مین انسے اولی اور احق تھا  
پس میں نے سنا اور تسلیم کیا کہ مبادا لوگ کا فر ہو جائیں ۔ کیا تم مین کوئی ایسا ہے جو سب کے بعد جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہو جس وقت کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مین رکھا ہو ۔ سو اسیر

## حضرت کا جناب امیر کو وفات کے وقت اپنی ردا میں لینا

(۱) عن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الموت قال  
ادعوا الی جیبی فدعوت لہ ابابکر فنظر الیہ ثم وضع رأسہ فقال ادعوا الی جیبی فدعوت لہ عمر  
فنظر الیہ ثم وضع رأسہ فقال ادعوا الی جیبی فقلت ویکم ادعوا لہ علی بن ابی طالب فواللہ ما یرید  
غیرہ فلما راہ اخرج الثوب الذی کان علیہ ثم ادخلہ فیہ فلم یزل لیخضہ حتی قبض وید علیہ التحم  
الدارقطنی والرازی) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جناب رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آگیا پھر امیر کے جیب کو بلاؤ میں نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو



سنا کہ قریش میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوں ایک شخص چھپنے لگا  
 آپ کے حق میں کوئی نئی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر نے کہا اگر تو لوگوں کو سامنے مجھ سے نہ پہچانا تو میں تجھ سے بیا  
 نہ کرتا۔ انہوں نے تجھ پر کیا تو نے سورہ ہود کو کہی نہیں پڑھا۔ پھر جناب امیر نے اس آیت کو پڑھا کہ آیا جو شخص راہِ حق  
 پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہو اور اسکے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم علی بنیہ من بہر یعنی انہی سے دلیل روشن یہاں اور میں شاہد ہوں یعنی اسکی طرف سے گواہ ہوں  
 (۲) عن ابن عباس افترک ان علی بنیہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شاهد منہ علی بن ابی  
 طالب خاتمہ اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سورہ ایت ہو کہ امن کان علی بنیہ من بہ  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور شاہد منہ سے خواص کر علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں ۔

{۱۵} فان الله هو وولاه وجبریل وصالح المؤمنین رسول الله التحريم ترجمہ پس بیشک اللہ ہی حق  
 ہے اپنے نبی کا اور جبریل اور مرسلوں کا نیک ۔

(۱) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول وصالح المؤمنین  
 علی بن ابی طالب اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابو نعیم وابن ابی حاتم والسیوطی والدارقطنی  
 والمتقی فی کترالعمال اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی  
 اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ صالح المؤمنین علی بن ابی طالب ہیں ۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ تعا وصالح المؤمنین قال هو علی بن ابی طالب اخرجہ  
 الحافظ ابو نعیم فی کتابہ ما تزل من القرآن فی علی۔ وابن عساکر۔ وابن مردويه۔ وفخر الرازی  
 فی اکرم البین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روئے ہے کہ صالح المؤمنین علی بن ابی  
 طالب ہیں ۔

{۱۶} وتعیها اذن واعیہ (سورہ الحاقہ) ترجمہ اور یاد رکھئے کہ کوکان سنو والہ ۔

(۱) عن بريدة الاسلمی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلي ان  
 الله امرني ان اعلمك لتعي وحق علي الله ان تعي فانزلت وتعیها اذن واعیہ اخرجہ الثعلبی فی  
 تفسیرہ والامام الواحد فی اسباب النزول والحافظ ابو نعیم فی ما نزل من القرآن فی علی۔ وابن جریر  
 وابن ابی حاتم۔ والذہبی فی فردوس الاخبار) بريدة سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرمایا ہوئے سنا کہ خدا تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ یا علی ہم تمہیں تعلیم  
 کریں تاکہ تم یاد رکھو اور خدا چاہے کہ تمہیں یاد رکھائے پس یہ دین نازل ہوئی کہ یاد رکھو کہ سنو والہ



بلکہ یہاں جب وہ آئے تو حضرت نے سر اٹھا کر انکو دیکھا اور تکیہ پر کھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا آپ نے سر اٹھا کر انکو بھی دیکھا اور تکیہ پر کھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں کو کھدیا افسوس ہر مہاجر جناب علی کو بلاؤ حضرت انکے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرماتے تھے جب حضرت نے ان کو دیکھا تو وہ کثیر اجواب اور بے ہوش تھے آپ نے انکا دیا اور علی کو اس میں لے لیا۔ اور علی حضرت سے انگلی پر جب تک کہ حضرت کا انتقال ہو گیا۔

(۲) عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما اقل وعنده عائشة وحفصہ رضی اللہ عنہما اذ دخل علی فنادا راہ رفع رأسہ ثم قال ادن منی فاستند الیہ فلم یزل عندا حتی یوقی صلی اللہ علیہ وسلم راخوہ الطبرانی فی المعجم الکبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صاحب فراش ہو گئے حضرت نے پاس عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما سے بھی یہی فرمایا کہ ناگاہ جیسا پائیر تشریف لاؤ حضرت نے انہیں دیکھ کر اپنا سر انکے بالین سے اٹھایا اور فرمایا میرے قریب آیاؤ اور آپ انکے سینہ سے تکیہ لگائے رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے۔

## جناب پائیر کا حضرت کو غسل دینا

(۱) عن علی قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغسلہ خیر فی فائزہ لا یری احد عورۃ الا طمست عیناہ (راخوہ محدث الدہلوی فی مائت بالستہ) جناب پائیر علیہ السلام پر روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے سوا کوئی مجھے غسل نہ دے ورنہ اسکی آنکھیں جاتی رہیں گی۔

(۲) عن جعفر بن محمد قال کان الماء یجتمہ فی جفون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکانا علی شربہ (روایت بالستہ) جعفر بن محمد علیہ السلام روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں میں غسل کا پانی جمع ہو گیا جناب علی نے اسکو پی لیا۔

(۳) سئل عن علی عن سبب فہم وحفظہ قال لما غسلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجتمع الماء فی جفونہ فرقعہ بلسانی فارد دتہ فاری فوق حفظی عنہ (ما ثبت بالستہ) جناب پائیر علیہ السلام سے انکے فہم اور حافظہ کا سبب پوچھا گیا فرمایا جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تو آپ کے پلکوں میں پانی اکٹھا ہو گیا میں نے اسے چوس لیا اس باعث کہ میں نے اپنے آپ میں اب حافظہ کی قوت کو زیادہ پاتا ہوں

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ہوا اول عربی وعجم صلی



صلی اللہ علیہ وسلم کان لواءہ معہ فی کل زحف وهو الذی صبر معہ یوم فرعۃ غیرہ وهو الذی غسلہ وادخلہ قبرہ (اخرجه احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام میں چار خصلتیں ایسی موجود ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے میں نہیں اور وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ وہ شخص ہیں کہ ہر عمر میں حضرت کا علم انکے ہاتھ میں رہا ہے اور وہ وہ ہیں کہ جس روز سب لوگ حضرت کے پاس سے ہباگ گئے تو وہ جنگ میں حضرت کے پاس مصائب پر صبر کیے رہے اور وہ وہ ہیں کہ جس نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں رکھا ۔

(۵) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جنتی وتودی دینی وتواریتی فی حفری ونقی بذمتی وانت صالوا فی الدنیا والاخرۃ (اخرجه الدیلمی) ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم مجھے غسل دو گے اور میرے فرض کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور جو کچھ میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب علم ہو

## حضرت کا جناب امیر پر قمار کے روز کیسے کرنا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمساً ہو الامن الدنیا وما فیہا۔ اما واحدة فہو نکاح بین یدک اللہ عز وجل حتی افرغ من الحشا واما ثانیۃ فلوام الحمد بید وادم ومن ولادہ تحتہ واما الثالثۃ فواقف علی عقر حوضی لیسقی من عرف من امتی۔ فاما الرابعۃ فساتر عورتی ومسلی الی ربی عز وجل۔ واما الخامسۃ فلست اخشے ان یرجع زانیاً بعد احصا ولا کافر ابداً یمان (اخرجه احمد) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ دنیا و ما فیہا سے مجھے پیاری ہیں اول خدا کے سامنے جب میں حساب دینے کے لیے کھڑا ہوں گا۔ تو وہ میرا کسبہ ہوئے گی جتنا کہ میں حساب فارغ ہو جاؤں دوم لواء الحمد انکے ہاتھ میں ہوگا ادم علیہ السلام اور انکی سب اولاد اسی علم کے نیچے ہوگی سوم وہ میرے حوض کے کنارے کھڑے ہوں گے اور جب کو میری بہت سوشاخت کریں گے اسے پلائیں گے۔ چہارم وہ مجھے کفر پہنا کر نیچے میرے رقبے پر ڈالنے والے ہیں۔ پنجم مجھے اس کا خوف نہیں کہ وہ پاپا ہوئے بعد پرتنا کی طرف رجوع کریں باسلام ہوئے بعد پرتنا کافر ہو جائیں ۔

(۲) عن ابی عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعثنی اللہ یوم القیامۃ منکباً علی بن ابی طالب (اخرجه بخاری) محمد بن محمد بن الحسن السیدانی المزیلی فی مناقب الامام



ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ تجھے اٹھائے گا اور آرز  
حالیکہ میں علی بن ابیطالب پر تکیہ کیے ہوئے ہوں گا۔

## القرآن مع علی

(۱) عن ام سلمة رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول علي مع القرآن والقرآن مع علي لا يفترقان حتى يردا على الحوض راخرجه الطبرانی وابن مردويه والذيلي (ام المؤمنين)  
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن  
کے ساتھ ہو اور قرآن علی کے ساتھ اور دونوں جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد ہوں۔

(۲) عن شهر بن حوشب كنت عند ام سلمة فسلم رجل فقيل من انت قال انا ابو ثابت مولى ابی ذرقان  
مرحبا بابي ثابت ادخل فدخل فرجبت به وقالت اين طار قلبك حين طارت القلوب مطاؤها قال  
مع علي قالت اصدبت والذي نفسي ام سلمة بيده سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول علي مع  
القرآن والقرآن مع علي لا يفترقان حتى يردا على الحوض ولقد بعثت ابني عمرو بن ابي عبد الله  
ابن امية وامرتهما ان يقاتلا مع علي من قاتله از رسول الله صلى الله عليه وسلم امرنا ان نقر في  
جبالنا وفي بيوتنا لخروجك حتى اقف في صف علي راخرجه ابن مردويه شهر بن حوشب هو منقول ہے  
کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے آکر سلام کیا پوچھا گیا تم  
کون ہو اس نے جواب دیا میں ابو ذر رضی اللہ عنہ کا غلام ابو ثابت ہوں جناب ام سلمہ نے اسے مرحبا فرما کر داخل  
ہونے کی اجازت دی اور اچھی طرح سے بیٹھایا اور ارشاد کیا اے ابو ثابت جبکہ لوگوں کے دل اپنی اپنی  
ہواؤں میں پرواز کر رہے تھے تیرا دل کس کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ اس نے عرض کیا جناب امیر کے ساتھ  
میرا دل اڑ رہا تھا حضرت ام المؤمنین نے فرمایا تو صواب پا گیا۔ اس ذات کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت میں ام  
سلمہ کی جان ہے میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ  
ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے  
میں نے اپنے بیٹے عمر اور اپنے بھتیجے عبد اللہ بن امیہ کو حکم دیا تھا کہ جناب امیر کے ساتھ ہو کر انکے لڑنے  
والوں سے لڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سنو رات کو پر دون میں اور گہروں میں بیٹھنے کے  
لیے حکم دیا ہوا ہے ورنہ میں خود لشکر علی کی صف میں جا کھڑی ہوتی۔

(۳) عن ام سلمة رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي قبض فيه



يقول وقد امتلأت الحجرة من اصحابه ايها الناس يوشك ان اقبض قبضاً سريراً فينطلق وقد مضى  
اليكم القول معذرة اليكم الا اني مخلف فيكم الثقلين كتاب الله عز وجل وعترتي اهل بيتي ثم اخذ بيد  
علي فرمها فقال هذا مع القرآن والقرآن مع ذلك لا يفترقان حتى يردا على الخوض فاستلهما ما  
خلفتم فيهما راخرجه بن عقدة ام المؤمنين ام سلمة رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ جناب محبوب بالعلین  
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی کے تحت میں ارشاد فرماتے تھے اور صحابہ کرام سے حجرہ بھرا ہوا تھا اسے لوگوں  
خیال کیا جاتا ہے کہ عنقریب میں اس دار فانی سے رحلت کر جاؤں میں پہلے تمکو کہ چکا ہوں کہ میں دو  
بہاری چیزیں تم لوگوں میں چھوڑے جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت اہل بیت بہر علی کا ہاتھ  
لیکھ کر بلند کیا اور فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے قرآن اسکے ساتھ ہو جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں یہ  
ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے میں ان دونوں سے بچوں گا کہ تم نے ان کے ساتھ میرے بعد کیا  
سلوک کیا ہے \*

## الحق مع علی

- (۱) عن ابی سعید ار النبی صلی اللہ علیہ قال الحق مع علی راخرجه ابو یعلی والضیاء ابو سعید  
المرعہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق علی کے ساتھ ہے \*
- (۲) عن عبد الرحمن بن سعید قال کنا جلوساً عند النبی صلی اللہ علیہ فی نفر من المهاجرین و مر علی  
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ الحق مع ذال راخرجه بن مردویہ عبد الرحمن بن ابی سعید سے روایت  
ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند مہاجرین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہان  
جناب امیر گدڑ سے حضرت نے فرمایا حق اسکے ساتھ ہے \*
- (۳) عن ابی ذر الغفاری عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان علياً  
مع الحق والحق معه لن يذولا حتى يردا على الخوض راخرجه بن مردویہ ابو ذر غفاری جناب ام سلمہ  
سے روایت کرتے ہیں کہ فرمائی تھیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ  
تحقیق علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے اور دونوں زمین زائل ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد ہوں
- (۴) عن ام سلمة قالت كان علي على الحق من اتبعنا تبع الحق ومن تركه ترك الحق عهداً معاً ودا قبل  
يوم هذا راخرجه بن مردویہ جناب ام سلمہ سے منقول ہے کہ فرمائی تھیں جناب امیر حق پر تھے جس نے کہ انکی  
پیروی کی اس نے حق کا اتباع کیا اور جس نے اونکو چھوڑا حق کو چھوڑا یہ آج کے دن سے پہلے عہد ہو چکا ہے



(۵) عن ام المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الحق مع علي بن ابي طالب ما زال اخرج بن مردويه) جناب ام المؤمنين عائشة صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق علی کے ساتھ ہے بہتر ہے کہ جناب علی بہتر ہے۔

(۶) عن علی قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ان الحق معك وعلى لسانك وفي قلبك وبين عينيكم (اخرجہ المواردي) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی حق تیرے ساتھ ہے اور تیری زبان پر حق ہے اور تیرے دل میں ہے اور تیری دو آنکھوں پر حق ہے۔

(۷) عن ابی موسی الاشعري قال اشهد ان الحق مع علي ولكن ما لئلا الدنيا الى اغاها ولقد سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول له يا علي انت مع الحق وانني معك (اخرجہ بن مردويه) ابو موسیٰ الشعمري کہتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حق علی کے ساتھ ہے لیکن دنیا اپنے لوگوں کی طرف بہر گئی ہے شک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یا علی تو حق کے ساتھ ہے اور حق میرے بعد تیرے ساتھ ہے۔

(۸) عن علي بن حبان التميمي عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رحم الله علياً اللهم ادر الحق حيث دار (اخرجہ بن مردويه) ابن حبان التميمي اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ تحقیق بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ رحم کرے علی پر اسے میرے پروردگار حق کو پیروں سے جہان علی بہرے۔

(۹) عن ام المؤمنين عائشة صديقة رضي الله تعالى عنها لما عقر جملها ودخلت دار البصرة فقال لها اخوها محمد بن عبد الله انه قد ذكرني عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال الحق لن يزال مع علي وعلى مع الحق لن يتفرقا فقالت نعم (اخرجہ ابو بكر بن مردويه) جناب ام المؤمنين حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اونٹ کو جب پاؤں کاٹ چکا اور وہ بصرہ کے گھر میں تشریف لیگئیں انکے بہائی محمد نے انہیں خدا کی قسم دیکر پوچھا کہ آپ مجھے اس کا ذکر سنائیں کہ آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ حق علی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔ فرمانے لگیں ہائیکے۔

(۱۰) عن مسروق قال سالتني ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها عن اصحاب النهر وعن ذي الشدبة فالتفتها فقالت يا مسروق استطيع ان فاتيني با ناس ممن يشهدون فأتيتهم من كل سبع برجل فشهدوا انهم راوه فقالت رحم الله علياً انه كان علي الحق وانكنت امرأته من الاحقاد (اخرجہ ابو بكر بن مردويه) مسروق ناقل ہیں کہ جناب ام المؤمنين عائشہ رضی اللہ عنہا



نے چھپنے والوں اور ذوالشہیہ کی بات بوجہی مینے انکو جو کچھ خبر تھی سنائی فرمانے لگین اسے  
سرفق ہو سکتا ہے کہ چند ایسے آدمی لائے جو اسکی گواہی دے سکیں مین ہر ایک قبیلہ کا ایک آدمی انکی  
خدمت مین لیکیا انہوں نے گواہی بیان کی کہ ذی الشہیہ کو انہوں نے دیکھا ہے جناب اہل المؤمنین  
فرمانے لگین خدا علی پر رحم کرے وہ حق پر تھے مین ایک ایسی عورت تھی جو اپنے سسرال والوں کے  
بس مین تھی ۛ

(۱۱) قیل لما اصابہ یزید بن صوحان رضی اللہ عنہ یوم الجمل اتاہ علی وہ رفق فوق علیہ امیر  
المؤمنین فقال رحمت اللہ یا زید فواللہ ما عرفتك الا خفيف المعونة کثیر الموتہ فرقع الیہ رأسہ  
فقال وانت فرجت اللہ فواللہ ما عرفتك الا باللہ عالما ویا یاتہ عارفا واللہ ما قاتلت معک  
من جمل ولا کئی سمعت حل یفہ بن الیمان یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ یقول علی امام  
البرۃ قاتل الفجرة منصوب من نصرہ فخذول من خذله الا وان الحق معہ ومتبعہ الا فسیلوا  
معہ (اخرجه ابن مردودہ) کہتے ہیں کہ جب جمل کے روز یزید بن صوحان رحمی ہو گئے ابی ان مین رفق  
باقی تھی کہ جناب امیر کے سر پر تشریف لگے گئے اور فرمانے لگے اموزید خدا تجھ پر رحم کرے ہم نے تجھ کو نہیں  
دیکھا مگر یہ دیکھنے مین سبکی اور جلدی کرنے والا اور اہل عیال کے نفقہ مین کثرت سے رنج کی برداشت کرنا  
والا زید نے یہ سن کر مڑا ہٹایا اور جواب دیا خدا آپ پر ہی رحم کرے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا مگر اس کے  
ساتھ زیادہ علم والا اور خدا کی آیات کو زیادہ پہچاننے والا مینے آپ کی معیت مین نادرافیت سوخا  
نہیں کی بلکہ خلیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
کہ علی انکو کارون کے سردار اور بدکاروں کے قاتل مین خدا سے مدد پائی اس نے جس نے کہ انکی مدد کی  
اور خوار ہوا وہ شخص جس نے انکو چوڑا بے شک حق انکے ساتھ ہے اور انکے اتباع مین ہے تم نے  
انہیں کی طرف میل کرنا ۛ

(۱۲) عن ابی رافع الرضی اللہ عنہ قال یا ابا رافع کیف انت وقوم یقاتلون علیا وہو علی  
الحق وہم علی الباطل یكون حقاً فی اللہ جہادہم فمن لم یطع جہادہم بیدہ فیما ہدہم بلینا  
فمن لم یطع بلینا نہ فیما ہدہم بقلبہ لیس راد ذلک شی قال ادع علی ازاد کہتم ان یغنی فی  
یقوینی علی قتالہم فلما بایع الناس علی بن ابی طالب وخالفہ معاویہ قلت ہوا لہا القوم الذین  
قال فیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ فباع ارضہ بخیر الخیر مع علی جمیع اہلہ وولادہ وکان  
حتی استشهد علی فرجع الی المدینۃ مع الحسن (اخرجه ابن مردودہ) ابورافع رضی اللہ عنہ سے



مقتول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اے ابورافع تیرا کیا حال ہو گا جبکہ قرآن  
کے ساتھ جنگ کی گئی اور علی حق پر اور یہ لوگ باطل پر ہو گئے خدا کی راہ میں ان سے جہاد کرنا حق ہو گا جو  
شخص کہ ہاتھ بے جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسکو چاہیے کہ زبان سوا کرے اس کے ساتھ جہاد کرے اور  
جو شخص کہ زبان سوا ہی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ دل ہی سوا کرے اس کے سوا اور کوئی  
بات نہیں ہے اگر تو ان لوگوں کو پائے تو انکو میری طرف سے دعوت کیجیو کہ وہ میری مدد کریں اور مجھے  
نفوت دین۔ ابورافع کہتے ہیں کہ حبیب لوگوں نے جناب امیر سے بیعت کی اور معاویہ مخالف ہو گئے  
میں نے کہا یہ وہی لوگ ہیں جنکا کہ حضرت نے ذکر کیا تھا ابورافع اپنی خیبر کی زمین بیچ کر اور اپنے  
اہل و عیال کو ساتھ لیکر جناب امیر کے ہمراہ چلے اور جناب امیر کی شہادت تک ان کے ساتھ رہے  
پھر جناب امام حسن کے ساتھ مدینہ کو واپس آئے۔

(۱۳) عن عبد الله بن عبد الله الكندي قال حج معاوية فأتى المدينة وأصحاب النبي صلى  
عليه وآله متوافرين فجلس فحلقه بين عبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر الخليفة المقتول فصور  
سدا على فخذ ابن عباس ثم قال أما كنت استق وادلى بالامر من ابن عمك قال وبما قال  
لاني ابن عم الخليفة المقتول ظلمنا قال هذا اذا يعني ابن عمر اولي بالامر منك لان اباہ قد  
قتل قبل ابن عمك فاعرض عن ابن عباس واقبل على سعد بن ابى وقاص وقال وانت يا سعد  
الذي لم يعرف حقنا من باطل غيرنا فيكون معنا او علينا قال سعد اني لما رايت الظلمة قد  
عشتيت الارض قلت لبعيرك ففلمنحتك حتى اذا استقرت مصيبة قال والله لقد قرأت  
الصحف يوما بين الدفتين وما وجدت فيه شيء فقال اما اذا شئت فاني سمعت رسول الله صلى  
الله عليه يقول لعل انت مع الحق والحق معك قال لتجيتني من سمع معك او لا فضل قال  
ام سلمة قال فقام فقاموا معه حتى دخل على ام سلمة قال فبدا معاوية في الكلام فقال يا  
ام المؤمنين ان الکن اية قد كثرت على رسول الله صلى الله عليه فلا يزال قائل يقول قال  
رسول الله صلى الله عليه ما لم يقل وان سعدا روى حديثا رعم انك سمعته منه قالت  
ما هو قال زعم ان رسول الله صلى الله عليه قال لعل انت مع الحق والحق معك قالت  
صدق في بيتي قاله فاقبل على سعد فقال الان الوم ما كنت عليه والله لو سمعت هذا من  
رسول الله صلى الله عليه ما زلت خادما لعل حتى موت راخرجه بن مرويه عمه بن عبد الله  
الكندي سے شہر لہو کہ ایک دفعہ معاویہ حج کر کے مدینہ میں گیا اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے



صحابہ ان پر بکثرت تھے وہ ایک مجلس میں گیا بیان پر عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے  
 معاویہ ابن عباسؓ کی ران پر ہاتھ مار کر کہنے لگا کیا میں آپ کے ابن عم (یعنی جناب امیر) سے ملاقات میں  
 زیادہ تر خدا نہیں تھا ابن عباسؓ نے کہا کیوں کہنے لگا میں غایف مقتول (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) کا  
 ابن عم ہوں ابن عباسؓ نے جواب دیا شاید شخص بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کے زیادہ تر خدا ہے کیونکہ اسکے والد  
 تیرے ابن عم کے پہلے شہید ہوئے ابن عباسؓ موند پیر کر سعد بن ابی وقاصؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا  
 اے سعد تو وہی شخص ہے جس نے کہ ہمارے حق کو ہمارے غیر کے باطل سے نہیں پہچانا اور ہمارا ساتھ نہیں  
 دیا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے دیکھا کہ اٹھ پیر اتمام زمین پر تھا گیا ہے بیٹے اپنے اوتار کو کہا بیٹہ  
 جا اور بیٹے کو بٹھا دیا۔ یہاں تک کہ مصیبت ٹھیر گئے معاویہؓ نے کہا تم ہے خدا کی بیٹے دن بہار  
 سے آخر تک قرآن شریف کو پڑھا ہے اس میں یہود، بات نہیں پائی سعد کہنے لگے جبکہ یہ بات  
 ہی ہو جائے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب علیؓ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو حق کو ساتھ  
 ہے اور حق تیرے ساتھ ہے معاویہؓ کہنے لگا میرے ساتھ چل تو نے کس کے مواجہ میں اس حدیث کو سنا  
 ہے ورنہ میں تم کے ساتھ کچھ کر بیٹھوں گا سعد نے کہا میں نے جناب ام المومنین ام شملہ کے سامنے اس  
 حدیث کو سنا ہے معاویہؓ اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے ساتھ اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب ام شملہ کی  
 خدمت میں گئے معاویہؓ نے کلام شروع کیا کہ یا ام المومنین جہوٹی باتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی طرف بہت منسوب ہو گئی ہیں ہمیشہ کہنے والا یہی کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا ہے حالانکہ وہ بات حضرت نے نہیں فرمائی ہوتی سعد نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ ان کا خیال  
 ہے کہ آپ نے بھی اس حدیث کو سنا ہو۔ ام المومنین نے فرمایا وہ کیا ہے معاویہؓ کہنے لگا اذکارِ عمر ہے  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو فرمایا تھا کہ تو حق کے ساتھ ہے ام المومنین فرماتے لگیں سچ  
 کہتا ہے حضرت نے اس حدیث کو میرے گھر میں ارشاد کیا تھا معاویہؓ سعد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اب  
 میں بلاست کے قابل ہوں جس بات پر کہ میں تمہارا والد اگر یہ حدیث اپنے حضرت سے سنی ہوتی تو اپنے سر پر  
 تک ہمیشہ میں جناب امیر علیہ السلام کا خادم بنا رہتا۔

## جناب امیر کا قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑنا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال کنا جلوساً منتظرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الينا قد  
 انقطع شمع نعله فرمى بها الى على فقال ان منكم من يقاتل على تاويل القرآن كما قاتلت على



تقریباً فقال ابو بکر انما هو يا رسول الله فقال لا فقال لا ولكن خاصفا لنبل  
 راخرجه احمد والنسائی وحی السنۃ البخاری فی شرح السنۃ وابو حاتم وابو یعلی وابن حبان وابو نعیم  
 فی الحلیۃ والذہبی فی فردوس الاخبار والحاکم قال صحیح شرط الشیخین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت  
 ہے کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے منتظر بیٹھ ہوئے تھے کہ اچانک میں حضور  
 سے برآمد ہوئے کفش مبارک کا اٹھ لٹا ہوا تھا جناب امیر علیہ السلام کی طرف ڈال کر فرمایا تم میں ایک ایسا شخص  
 ہے کہ لوگوں سے قرآن کی تاویل پر جنگ کرے لگا جسطح سے کہ سینے سے نکلی تنزیل پر جنگ کی ہو۔ ابو بکر رضی اللہ  
 عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ وہ  
 میں ہوں فرمایا نہیں ولیکن وہ جو تاسینے والا ہے۔

## جناب امیر کاشین اور مارقین کے جنگ کرنا

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ناکثین ہین بلش فان انتہم  
 منتقمون تزلزلت فی علی انہ ینتقم من الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدک راخرجه الذہبی جابر  
 اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے ارشاد میں (کہ پھر ہم کہیں ہی تجھ کو پیادہ  
 اور سکولنے بدلا دینا ہے) فرمایا ہے کہ یہ آیت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ ناکثین اور قاسطین  
 اور مارقین سے میرے بعد بدل لیں گے۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین  
 فقلنا یا رسول اللہ امرتنا بقتال هؤلاء فممن قال مع علی ومعہ یقتل عمار بن یاسر راخرجه بن عساکر  
 فی تاریخہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناکثین اور قاسطین  
 اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حکم دیا ہے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو ان لوگوں کے  
 ساتھ جنگ کرنے کے لیے حکم دیا ہے پس کس کے ساتھ فرمایا علی کے ساتھ اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر  
 ہی شہید ہونگے۔

(۳) عن علی بن ربیعۃ قال سمعت علیاً علی منبرکم هذا یقول عہد الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ان اقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین راخرجه بن عساکر فی تاریخہ وابن اثیر فی اسد الغابہ  
 علی بن ربیعہ کہتے تھے کہ میں نے جناب امیر کو تمہاری اس خبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم نے مجھ سے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنا عہد لے لیا ہے۔



(۳) عن سعید بن جناد عن علی قال امرت بثلاث الناکثین والقاسطین والمارقین واما الناکثون فہم اہل  
جمل واما القاسطون فہم اہل الشام والمارقون فہم اہل النہر وان راخرجہ بن عساکر (سعید بن جنادہ جناب امیر  
روایت کرتے ہیں کہ مجھے تین گروہ یعنی ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا ہے پس الناکثین اہل  
جمل ہیں اور قاسطین اہل شام اور مارقین اہل نہروان ہے

(۵) عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی منزلاً ام سلمۃ فجاہ علی فقال رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم یا ام سلمۃ ہذا قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ  
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کے گھر میں تشریف لاؤا تھے میں جناب امیر ہی آگئے حضرت نے  
فرمایا اسے ام سلمہ یہ میرے بعد ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے لڑنیوالا ہے

(۶) عن علقمہ عن عبد اللہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیت زینب بنت جحش واتی منزل  
ام سلمۃ فجاہ علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمۃ ہذا قاتل الناکثین والقاسطین و  
المارقین من بعدک راخرجہ بن عساکر (علقمہ عن عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کوئین صلی اللہ علیہ وسلم ام  
المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلا کرام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف تشریف  
لا رہے تھے کہ جناب امیر ہی حاضر ہو گئے حضرت نے فرمایا اسے ام سلمہ والہ یہ شخص میرے بعد ناکثین اور قاسطین  
اور مارقین کو مارنیوالا ہے

(۷) عن عقاب بن ثعلبہ قال حدثنی ابو ایوب الانصاری فی خلافتہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال  
امر فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین راخرجہ بن عساکر (عقاب  
بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھے  
بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا تھا

(۸) عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت المشرکین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ثم جئت تقاتل المسلمین فقال امر فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین  
مع علی راخرجہ بن عساکر (مخنف بن سلیم کہتا ہے کہ ہم نے ابو ایوب انصاری سے جا کر کہا آپ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کی معیت میں مشرکوں کے ساتھ جنگ کرتے رہے ہیں اب آپ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں  
کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علی کی معیت میں ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ  
کرنیکا حکم دیا ہے

(۹) عن علقمہ والاسود قال اتینا ابا ایوب الانصاری عند منصرفہ من صفین فقلنا یا ابا ایوب



۱۲) عن مکحول عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت اللہ أن يجعل ذنک داعیہ یا علی ففعل  
 فکان یقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاماً لا یحیة وحنظلة ولم یشہ راخرجه لکلی  
 شیء الا انما یسیر وروایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خدا کی پاک موانگاہ ہے وہ  
 سننے والا کان تیرے کانوں کو بنا دیں پس خدا نے ایسا ہی کر دیا جناب میرا کرنا ہے پر مینے اس دوسرے  
 کوئی کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو۔

۱۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما نزلت هذه الآية وتعبها اذن داعیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سألت اللہ أن يجعلها اذنک یا علی وقار علی فما نسیت شیئاً بعد ذلک راخرجه ما برئہ یم فخلیة الاولیا  
 وابن المغازی فی المناقب والتعلی فی تفسیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حج بیت النازل پر ہی  
 رک وریا رکھا ہے کان سنو والاحباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مینے خدا سے سوال کیا ہے کہ  
 یا علی وہ اسے میرا کان بنا دے جناب میرا فرماتے تھے اس کے بعد مجھ کو کئی بات نہیں بھولی۔

{ ۱۴ } افسر کان مؤمن کمز کان فاسقا لا یتون (سورہ سجدہ) ترجمہ آیا وہ شخص کمز  
 مؤمن ہو سکتا ہے مثل اس کی جو کافرا سے ہے؟

(تفسیر) اخرج الواسدی وابن عساکر من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس۔ واخرج جریس  
 والحافظ السلفی عن عطاء بن ریحان۔ واخرج ابن عدی۔ والخطیب فی تاریخہ من طریق الکلبی عن  
 ابی صائر عن ابن عباس قال نزلت فی علی۔ والولید بن عقیبة ابن ابی معیط واخرج الخطیب عن ابن  
 عساکر من طریق لیث بن سعد عن عمر بن دینار عن ابن عباس قال انھا نزلت فی علی وعقبة ابن ابی معیط  
 لا الولید (الباب النقول فی اسباب النزول للسیوط) امام واحدی اور ابن عساکر نے عبید بن جریس کے  
 طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اور علامہ ابن جریر اور حافظ السلفی نے عطاء بن ریحان سے  
 روایت کیا ہے۔ اور ابن عدی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں کلبی کے طریق سے ابی صالح سے کہ اس نے ابن عباس  
 سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت بنا با میر اور ولید بن عقیبة بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے اور دوسری  
 روایت میں خطیب اور ابن عساکر لیس کے طریق سے عمرو بن دینار سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے  
 کہ یہ آیت جناب میر اور ولید بن عقیبة کے حق میں نہیں بلکہ اس کے با عقیبة بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے  
 ۱۵) عن ابن عباس قال انزل الولید قال لعلی نا احد منک سنانا واسبط لسانا واملا الکتیبة فقال  
 له علی اسکت انما انت فاسق فانزل اللہ تعالی تصدیقا لعلی افسر کان مؤمن کمز کان فاسقا۔ قال  
 قتادہ ما استووا فی الدنیا ولا عند اللہ ولا فی الآخرة ثم اخبر من اذل الفریقین فقال تعالی ان اللہ



لما الله اكبرك بنزل محمد صلى الله عليه وسلم في بيتك والحج نأفته تفضلا من الله واكراما لك حتى انا  
 بياك دون الناس ثم جئت بسيفك على عاتقك تضرب به اهل كلاله الا الله فقال يا هذان از رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم امرنا بقتال ثلاثة مع علي بن ابي طالب التاكثين والقاسطين والمارقين - فاما  
 التاكثون فقد قاتلناهم وهم اهل الجمل طلحة والزبير واما القاسطون فهو مضر فاما من عندهم يعني  
 معاوية وعمر بن العاص واما المارقون فهم اهل الطرقات والنجيلات واهل البهتان والله ما ادرى  
 اين هم ولكن لا بد من قتالهم ان شاء الله (اخو حبيب بن عساكر في تاريخه) علقمة اور اسود کہتے ہیں کہ حبيب ابو  
 ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے ہم انکے ملنے کو گئے سمجھے انے کہا اے ابویوب شک اللہ تعالیٰ  
 نے آپ پر کریم کیا کہ تمہارے گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرود کش ہوئے اور یہ خدا کی مہربانی خاص تمہارے  
 لیے تھی کہ حضرت کی اذنتی اور لوگوں کے سوا تمہارے گھر کے دروازہ پر پیشہ گئی اب اب اپنے گھر سے پریشی کر کہہ کر  
 تشریف لائے میں کہ اس سے لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو قتل کریں ابویوب کہنے لگے یہ تحقیق جناب رسالت  
 مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جناب امیر کی بیعت میں تین گروہوں کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا تھا وہ لوگ کاشغر  
 اور قاسطین اور مارقین ہیں پس نگشتیں اہل جمل یعنی طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے اور قاسطین یہ  
 لوگ ہیں جہاں سے ہم واپس رہے ہیں یعنی معاویہ اور عمرو بن العاص اور مارقین اہل طرقات اور نجيلات  
 اور نردان ہیں واللہ مجھے نہیں معلوم کہ اب وہ کہاں ہیں لیکن انشاء اللہ انکے ساتھ بھی لڑنا ہوگا۔  
 مختصر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر کو اپنے عہد خلافت میں تین سرکرہ پیش آئے (۱) واقعہ جمل  
 (۲) واقعہ صفین (۳) واقعہ نہروان \*

(۱) واقعہ جمل دونوں جانب سے صحابہ کرام تھے۔ اس واقعہ پر گہری نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ  
 جمل یعنی طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما گنڈ بیعت کو ضرور کیا ہے مگر انکا منشاء جناب امیر سے نہ ترع خلافت  
 کا تھا اور نہ لڑنے ہی کا ارادہ تھا۔ بلکہ واقعات پر غور کرنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جنگ میں یہی مبادت  
 ان سونہیں ہوئی۔ صرف وہ قاتلان جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے مستدعی تھے جو خوف جان جناب امیر  
 کی فوج میں آچکے تھے۔ انہوں نے موقع پا کر دونوں لشکروں کو لڑا دیا مگر جناب امیر نے طلحہ وزبیر  
 رضی اللہ عنہما کو انکی خطا مستنبہ کیا تو وہ نادم ہو کر فوراً سرکرہ سے علیحدہ ہو گئے ایسے انکی خطا کو خطا  
 فی الاجتہاد سے علما نے تعبیر کیا ہے۔

(۲) سرکرہ صفین میں تمام مہاجر اور انصار جناب امیر کے طرفدار تھے معدودی چند مؤلفہ القلوب صحابہ  
 امیر معاویہ کی طرح جنبہ داری کرتے تھے واقعات پر نظر کرنے سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کی منشا اس



جنگ سے نزاع خلافت کی تھی کو متاخرین ان کے فعل کو کسی لفظوں سے بغیر کرین مگر خطائے سنگریسی کا پلہ بباری رہتا ہے  
(۳) سحر کو سحر وان میں کوئی صحابی جناب امیر کا مخالف نہیں ہوا اس لیے اس کی بحث کرنے کی حین ان ضرورت  
نہیں واقعہ جمل کی بحث صفین کے واقعہ بحث میں ضمتا درج ہے۔ اس سطر اہل صفین کے اس فعل کی نسبت  
مفصلہ ذیل بحث درج کی جاتی ہے۔

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اول من ینتقم من ہذا الامۃ بین یدک الرب علی معاویہ (بخاری)  
حضرت امیر محمد الدین ابو بکر السیلابی المہندی ث من مناقب الصحابہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ اس امت کو  
لوگوں میں سے قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے حلی اور معاویہ باہم جھگڑنے کے لیے کھڑے ہوں گے  
(تفسیر) یہ امر سچ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف اعلیٰ درجہ عظیم اور کثرت  
نواب کا مجوز اور تزیید حسنات کا موجب ہو۔ کوئی شرف خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اس کی حد تک نہیں پہنچ  
سکتا۔ لیکن ہم اہل سنت و جماعت کو تذکرہ دیک انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی صاحب خواہ کتنا ہی  
جلیل القدر کیوں نہ ہو معصوم نہیں۔ البتہ وہ عظیم الشان اصحاب کبار جن کے فضائل و مناقب متواترات  
کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔ محفوظ عن الخطا سمجھے جاتے ہیں اور ان بزرگوں کی شان میں صدور معصیت  
کا گمان کرنا سراسر ظن فاسد ہے۔

اس امر کے متعین کرنے میں کہ وہ افاضل صحابہ کون ہیں اور کتنے ہیں جن کے فضائل تو ان کی حد کو پہنچ کر  
علما کرام نے نہایت وقت نظر صرف کر کے یہ نتیجہ نکالی ہے کہ جو بزرگوار صلہ حدیبیہ تک اسلام سے شرف  
ہوئے ہیں وہ ہر طرح سے فضل اور اعلیٰ ہیں۔ اس کے بعد ہر کوئی ایسا شہد نہیں جو بھیا فضل پہنچا سکے  
کیونکہ بعد میں اکثر منافق ہی شریک اسلام ہو گئے تھے۔ چنانچہ شاہ عبدالغنی صاحب محدث دہلوی علیہ  
الرحمۃ اپنے رسالہ سراج جلیل میں لکھتے ہیں روایان صحابہ سبقت تقدم را بموجب کلا یہ توی سنگہ من  
انفق قبل الفتره وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعدا وقاتلھا اعتبارا بایک دریا کہ ہر  
قدر تقدم و سبق بشیر وقت احتیاج اسلام و تقویت آن بشیر چنانچہ حدیث قال قتیبہ و قتیبہ کذب و لا  
ربان وار و پس باہر اعتبار کسانیکہ قبل از ہجرت باعمال اسلام قیام نمودہ اند فضل باشند از من خود مثال ان  
و عمر عثمان و علی و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و طلحہ و زبیر و مصعب بن عمیر و عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ بن  
مسعود و سعید بن زید و زید بن حارثہ و ابو عبیدہ و بلال و سعد و عمار بن یاسر و ابوسلمہ بن عبداللہ و اسد و عبد اللہ  
بن جحش و غیر ہم من انظار ہم بعد از ان اہل عقبہ بازاہل بدر بعد از ان مشاہد احد تا آنکہ نوبت بعلم حدیبیہ  
رسید زیرا کہ انزال سکینہ و صفائی قلوب ایشان مخصوص بنفس قرآن است اما بعد از ان پس بالقطع پہنچا



مشہد سے نیست کہ در فضل بران بودہ بزرگوارین شہد جماعت منافقان بودہ قولہ تعالیٰ وَہُمْ لَکُم مِّنْ اَعْمَارٍ  
 مُّکَاوِفُوْنَ وَمِنْ اَہْلِ الدِّیْنِ مَرَدُوْا عَلٰی النِّفَاقِ) انتہی کلامہ رحمہ اللہ علیہ) جہاں تک لفظ موصوفین آئی کو دیکھا جاتا ہے  
 تو وہ ہی انہیں بزرگوں کی علامتوں کو متعلق پائے جاتے ہیں۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الصحابہ  
 میں لکھتے ہیں قال اللہ تبارک تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ اشدا علی الکفار رجاء بینہم و بینہم رکعاً  
 سجداً یتغنون فضلاً من اللہ و رضواناً سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود ذلک مثلہم فی التورۃ و  
 مثلہم فی الانجیل ان فہذہ صفتہ من بدرا لصدقہ و الایمان بہ وازرہ و نصرہ و لصوق بہ و صحبہ  
 و لدن کذلک جمیعہ من راہ و لا جمیعہ من امن و ستری من الدین و الایمان و فضائل ذو سے  
 الفضل و المقدم منہم فاللہ تعالیٰ فضل بعض النبیین علی بعض و کذلک سائر المسلمین قال اللہ تبارک  
 و تعالیٰ السابقون الاولون من المهاجرین و الانصاء و الذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم و رضوانہ  
 یعنی پروردگار تعالیٰ شاء فرماتا ہے محمد اللہ کا رسول ہو اور جو اسکے ساتھ ہیں اور اور ہیں کافروں پر نرم دل ہو  
 آپس میں تو دیکھے انکو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی خوشی مثالی انکے موندہ  
 ہے سجدہ کے اثر سے یہ کہاوت ہو ان کی تورات میں اور یہ کہاوت ہو انکی انجیل میں۔ پس جن لوگوں نے حضرت  
 کی تصدیق اور مدد میں مبادرت کی ہو اور آپ کی صحبت میں ہے انکی یہ صفت ہو جسکو خدا نے اپنی کلام  
 پاک میں بیان فرمایا ہے اور ہر ایک شخص کہ جس نے حضرت کو دیکھا ہے ایسا انہیں ہو اور نہ ہر ایک شخص جو  
 ایمان لایا ہے ایسا ہو سکتا ہے۔ عنقریب کہ دین و ایمان میں تو انکے درجوں کو دیکھے گا۔ اور صاحبان  
 فضل کی فضیلت میں اور انکے تقدم کو شناخت کریگا۔ پس خدا تعالیٰ نے بعض نبیوں کو بعض فضیلت  
 دی ہے اسی طرح سے تمام مسلمانوں کو ایک سر پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو  
 لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو انکے پیچھے آئے نیکی سے اللہ ان سوا ضعیف  
 ہوا اور وہ اس کے راضی ہوئے۔

اس آیت کی تفسیر علامہ موصوف ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں السابقون الاولون من المهاجرین  
 و الانصاء الذین صلو القبلتین یعنی سابقون الاولون سورہ لوگ مراد ہیں جن لوگوں نے دونوں قبلوں  
 کی جانب نماز پڑھی ہے۔

اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ الذین بايعوا بیعة الرضوان یعنی سابقون الاولون سے وہ لوگ مراد  
 ہیں جو بغیت رضوان کے مشرف ہوئے ہیں

اور انکی تعداد کی نسبت علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں عن سالم بن ابی الجعد قال سالت جابر بن عبد اللہ



رضی اللہ عنہ من اصحاب الشجرۃ قال کنا الف وثمانۃ یعنی سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اصحاب شجرہ کی تعداد کی نسبت پوچھا وہ فرماتے گئے ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ دوسری روایت میں ہے عن عمر قال سمعت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یقول کنا الف واربعمائة فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیار اہل الارض یعنی عمر و روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم صلح حدیبیہ کے روز چودہ سو آدمی تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ تم آج کے دن تمام زمین کے باشندوں سے بہتر ہو۔

گو بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعداد کی نسبت فرق ہو لیکن کہا جاسکتا ہو کہ چودہ سے کم اور پندرہ سے زائد زیادہ صحابی نہیں تھے۔

پس جو اصحاب کیا کہ ان مشاہدین حاضر ہوئے ہیں وہ بے شبہ قطعی حتمی اور ناقض صحابہ ہیں۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں۔ قال ابو عمر قال اللہ تعالیٰ رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ومن رضی اللہ عنہ لم یخط علیہ ابدا انشاء اللہ تعالیٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ النار احد شہد بدرا والحدیبہ یعنی ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پروردگار عالم جل جلالہ فرماتا ہے (خدا رضی ہو اومؤمنین ہو جبکہ انہوں نے درخت کے نیچے حجے سے بیعت کی) اور جس سے کہ خدا رضی ہو اس پر کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہرگز وہ شخص دوزخ میں نہیں ڈالا جائیگا جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا ہے۔ غرض کہ یہ فضائل ان بزرگوں کے ہیں جو صلح حدیبیہ تک مشرف باسلام ہوئے ہیں اگرچہ بعد میں بھی جو اصحاب کہ مشرف باسلام ہوئے ہیں انکے فضائل و مناقب بھی حصر میں نہیں آسکتے خاص کر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف اور صحبت کا ثواب ایسا ہے کہ جسکے سنانے سے سب خوبیاں گرد ہیں۔

تاسم باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت و کمال صحابہ کا محفوظ عن الخطا سمجھنا بدیہیات اور محققات سلف صالحین کے برخلاف ہے علامہ سعد الدین التفتازانی علیہ الرحمۃ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں اذلیس کل صحابی معصوماً وکل من رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخیر موصوماً یعنی جبکہ کل صحابی معصوم نہیں اور نہ ہر ایک شخص کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے نیکی کا نشان کہنے والا ہے۔

سطح بن اثاثہ کا جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قذف میں شریک ہونا۔ اور عاتب بن ابی بلتعہ کا آنحضرت کے راز افشاء کرنا۔ اور کفار مکہ کی طرف پوشیدہ خط لکھ کر روانہ کرنا اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کا شرب خمر کرنا۔ اور ایک صحابی کا غزوہ خیبر میں خودکشی کرنا۔ اور ایک صحابی کا زنا کرنا۔ اور ایک صحابی کا منع زکوٰۃ کرنا۔ اور بعض عرب کے قبائل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مرتد ہو جانا جنکی تنبیہ کے لیے



حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کشی فرمائی۔ ایسے واقعات میں کہ جن پر ثابت ہوتا ہے کہ کل صحابہ محفوظ عن الخلل  
نہیں تھے۔ اور ان امور کا بعض صحابہ کے سرزد ہونا محفوظ عن الخلل ہونے کے مستحق ہے۔

جب بعض صحابہ کا یہ حال ہو تو پھر کونسی ایسی وجہ لاحق ہے کہ جس کی وجہ سے ہم امیر معاویہ کو خلیفہ رجحان کجاوت کرنے  
میں معذور یا مخطی یا مجبور تصور کریں اور ان کے اس فعل کو معصیت قرار دینے میں کون سی قباحیت لازم آتی ہے  
(تبصرہ) امیر معاویہ انما اصل صحابہ میں سے شمار نہیں کیے جاتے۔ وہ نہ ہجرت میں شریک ہوئے نہ بدر میں نہ بیت  
رضوان میں ان کے مناقب مخصوص تصور کیے جاویں ان کا اسلام تو بعد مکہ کی فتح کے ہوا ہے جس میں بقول شاہ عبدالغنی  
صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ منافق ہی شریک اسلام ہو گئے تھے علامہ ابن عبدالبر اسٹیحاب میں بذیل ترجمہ  
امیر معاویہ تحریر کرتے ہیں هو داوۃ اخوہ من مسئلۃ الفتح یعنی امیر معاویہ اور ان کے والد ابوسفیان اور ان کا قبائلی  
فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے تھے۔

امیر معاویہ علامہ صحابہ۔ بلکہ مولفہ القلوب کے گروہ سے سمجھے جاتے ہیں قال ابو عمر معاویہ و ابوہ من المولفۃ القلوب  
اسٹیحاب لعلامہ ابن عبدالبر و اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر الجزری و اصحابہ فی تہذیب الصحابہ لابن حجر  
و تاریخ الخلفاء للسیوطی، ان اس معصیت پر ان کے ازکاب کو بوجہ شرف صحبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
شفاعت نبوی و معافی مر تصوی اور محفوظ کا امیدوار سمجھنا چاہیے اور ان کو بد الفاظ سے یاد کرنا سخت  
برائی ہے۔

المحبۃ انکو ماجور اور ان کے اس فعل کو خطائی الاجتہاد سمجھنے پر چند اعتراض وارد ہو سکتے ہیں۔  
(اوّل) ظاہر ہے کہ کل صحابہ مجتہد نہیں تھے چنانچہ علامہ شہاب الدین احمد بن قاسم العیاضی آیات بیانات  
میں لکھتے ہیں (الصحابة تنقسم الى مجتہدين وعوام) یعنی صحابہ کی دو قسمیں ہیں مجتہدین اور عوام  
ہم کو امیر معاویہ کی چند محدثات کے سوا جس کی تفصیل ہم آگے چکر بیان کرینگے ان کے اجتہاد کی کوئی نظیر نظر  
نہیں آتی جس کی وجہ سے ہم ان کو صحابہ مجتہد کے قسم سے شمار کر سکیں۔

(دوم) اگر تسلیم ہی کر لیا جائے کہ امیر معاویہ مجتہد ہی تھے۔ لیکن یہ امر ضروری ہے کہ مجتہد کے قیاس کے  
لیے اولہ ثلاثہ شرعیہ یعنی کتاب و سنت و اجماع سے کسی دلیل کا ماخذ ہونا لازم ہے۔ مگر ان کے اس فعل میں  
(یعنی خلیفہ وقت کی محاربہ کرنے میں) اولہ مذکورہ سے کسی شرعی دلیل کا ماخذ ہونا نہیں ثابت ہوتا کہ امیر معاویہ  
نے خلیفہ وقت کی اطاعت و انحراف کرنے میں کسی آیت یا حدیث یا مسئلہ اجماعی سے ملنا کیا ہو۔  
(سوم) مجتہد کو اپنے اجتہاد کے کرنے میں یا کسی راہ صواب کی طرف مائل کرنے میں شہر زکان۔ اور  
سرکشان راستہ کو اختیار کرنا یا بے گناہ مسلمانوں کی جان تلف ہو جائے ہرگز جائز نہیں۔



(پہلے) وہ حدیث جس سے معاویہ اور ان کے متبعین کو معذور ٹھہرانے میں کوشش کی جاتی ہے صرف یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون کو قصاص کے طالب تھے۔ نہ خلیفہ وقت سے ان نزاع خلافت کے۔ علامہ ابن حجر نے اس بات پر زور ڈالا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ کے معرکہ آرائی صرف قتلہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے طلب کرنے کے لیے تھی۔ چنانچہ وہ صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں ومن اعتقاد اهل السنة والجماعة ان ما جرى بين معاوية وعلي من الحرب فلم يكن المنازعة في الخلافة لاجتماع علي حقيقيا بل ليعتد اهل سنت وجماعة على اعتقاد من هو في وجوب ربات امير معاوية او جناب علي في درميان واقع ہوئے ہیں وہ خلافت کا جنگ انہیں تھا کیونکہ جناب علی کی خلافت کو حق ہونے پر اجماع ہو چکا تھا۔ علامہ ابن حجر اور ان کے بعض ہم خیال بزرگواروں کو اس لیے پسند کیا کہ اعتبار کرنا پڑا ہے تاکہ خیال کیا جائے کہ جس غرض کے لیے جناب صدیق اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم نے جناب امیر پر خروج کیا تھا۔ اسی غرض میں امیر معاویہ بھی شریک سمجھے جائیں۔ تاکہ صحابہ جمل کی بریت پر جواز قائم ہو سکتے ہیں وہی ان کی ربات پر قائم ہو سکیں۔

لیکن یہ بالکل خلاف نفس الامر ہے۔ واقعات چہاں چہاں سے چہاں نہیں سکتے۔

(اوگلا) اس امر پر تمام اہل سنت و جماعت کا اتفاق نہیں ہے کہ امیر معاویہ کی غرض اس قتال جدال سے جناب عثمان کے قاتلون کا طلب کرنا تھا۔ اور خلافت پر تنازع نہیں تھا۔ چنانچہ عبد اللہ شکور السالمی رحمۃ اللہ علیہ التہذیب فی بیان التوحید میں لکھتے ہیں وقال اهل السنة والجماعة بان معاوية في حال حيوة على واما تابعه كانوا مخطئين في دعوى الامارة والبيعة باغين في المقاتلة مع علي ليعتد اهل سنت وجماعة کہتے ہیں کہ معاویہ اور ان کے پیرو جناب علی کی زندگی میں امارت اور بیعت کے دعویٰ کرنے میں خطا دار تھے اور جناب علی کے ساتھ جنگ کرنے میں باغی تھے۔

بیعتی وقت قاضی تھا اللہ پائی پتی قدس اللہ سرہ سیف السلول میں لکھتے ہیں بعض گویند کہ معاویہ وراثتاً طلب قاتلان عثمان میکرد و در آخر طلب خلافت ہم نمودہ بود و بصحت خلافت علی قائل نبود میگفت کہ بیعت او باشان با علی مستبرئیت و اہل حل و عقد از صحابہ مثل طلحہ و زبیر وغیرہ کہ بیعت کردہ بودند با کراہ کردہ بودند و انہذا تحت بیعت نمودند و معاویہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ بود و اذا ملکک فارقہم از پیغمبر خدا و ارا طمع خلافت بہم رسیدہ بود و از اہل شام بیعت گرفتہ بود۔

(دوم) اگر امیر معاویہ کا مقصود محض قصاص کا طلب کرنا تھا۔ تو لازم تھا کہ ان کی ہمت صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون کے طلب کو ہی پر مقتصور ہوتی اور اسی پر اکتفا کرنی۔ لیکن خیال اور بیعت المال میں درازی کرتے لوگوں سے اپنے نام کی بیعت نہ لیتے اور کبیر الروم کو مال کثیر دیکر صرف جناب امیر کے ساتھ



جنگ کر نیکی یو صلح نہ کرتے مسعودی علیہ الرحمۃ مروج الذهب میں لکھتے ہیں قد کان معاویۃ صالحاً ملک الروم علی مال مجملہ الیہ لشغلہ بعلی یعنی امیر معاویہ نے ملک الروم کو مال دیکر اس لیے صلح کر لی تھی تاکہ علی کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول ہوں۔ اور اپنے عامل عمر بن العاص کو بھیج کر جناب امیر کے عامل محمد بن ابی بکر سے مصر کو چھین لیتے۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں علامہ ابن اثیر الخیر می بذیل ترجمہ عمرو بن العاص لکھتے ہیں۔ نہ سید معاویۃ الی مصر فاستنقذہا من بلعمہ بن ابی بکر وہو عامل لعلی علیہا واستعملہ معاویۃ علیہا یعنی پھر امیر معاویہ نے اسکو مصر کی طرف روانہ کیا اور اسنے مصر کو محمد بن ابی بکر کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور وہ جناب علی کی طرف سے اس پر عامل تھے پھر امیر معاویہ نے اس پر عمرو بن العاص کو اپنا عامل مقرر کیا۔ یہ اور نیز اسی قسم کے صد ہا دیگر واقعات ایسے موجود ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو دراصل خلافت کی طمع تھی۔

(سوم) جبکہ تحکیم ہو چکی تھی اور عمرو بن العاص نے ابوسوسی کو غلطہ دیکر بحق امیر معاویہ فیصلہ کیا تھا تو ضعیف سے ضعیف روایت بھی اسکی تائید نہیں کرتی۔ کہ امیر معاویہ اسی ناجائز تحکیم پر عمرو بن کو ضرر نثر کی ہو۔ پس اگر امیر معاویہ مدعی خلافت نہیں تھے تو ایسی ناجائز تحکیم پر کیوں راضی ہو گئے تھے۔ (چھارم) جب امام حسن نے خلافت سے دستکش ہو کر امارت عامہ انکے سپرد کی۔ اور امیر معاویہ کو ان کے حسب منشاء اقتدار کلی حاصل ہو گیا۔ تو آیا کسی ضعیف روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پھر کبھی امیر معاویہ نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون کی جستجو کی ہے۔ یا اس جماعت پر قصاص کے جاری کرنے کا حکم شہر کیا ہے۔ باوجودیکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے امیر معاویہ کی امارت عامہ تک چھ سال سے زیادہ کا زمانہ نہیں گزرا تھا اور پھر سرگرم خیال میں نہیں آتا کہ اس قلیل مدت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کلام بگراے عدم ہو گئے ہوں اور اس جماعت کو شیریں سے ایک منتقب ہی زندہ نہ رہا ہو جس سے قصاص طلب کیا جاتا۔

خیر بطریق منزل ہم ہی تسلیم کر لیتے ہیں کہ امیر معاویہ کا مقصود اس مجاہدہ سے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون کو طلب کرنا تھا۔

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اس جماعت میں امیر معاویہ کو معذور سمجھا جائے تو انکے مقلدین کو بھی معذور خیال کرنا چاہیے پس بصورت ذیل۔

(الف) اگر کوئی شخص بادشاہ اسلام سے بہین وجہ بغاوت اختیار کرے کہ چونکہ یہ بادشاہ فلان مقرر مسلمان کے قاتلون سے قصاص نہیں لیتا اس لیے میں اس کے ساتھ جنگ کرتا ہوں اور میں اس امر میں



میں امیر معاویہ کا مقلد ہوں۔ تو آیا کوئی فقہی خبر یہ سنی کی تائید کی لیے پیش کیا جاسکتا ہے یا کوئی عالم اس فقہیہ میں اسکو معذور سمجھ سکتا ہے۔

(ب) مقتول کے خون کے لیے عند الشروع دعویٰ کرنا محض سیطرح کی جائز ہے کہ قاضی کی طرف رجوع کیا جائے اور شہود پیش کر کے دعویٰ کو پایہ شکیک پہنچایا جائے اور پھر شریعت کے فیصلہ کو تسلیم کیا جائے۔ نہ یہ کہ بادشاہ وقت شہنشاہی جائے اور اسکی مغزولی کے درپے ہوا جائے۔

(ج) اگر اس بناوت کو خطائی الاجتہاد (یعنی ایسا عمل کہ جسکے کرنے سے مجتہد کو باوجود خطا کو بھی ایک ثواب حاصل ہوتا ہے اور وہ عند اللہ معذور بلکہ ماجور ہوتا ہے) تصور کیا جائے۔ تو بالقرض اگر جناب امیر علیہ السلام اس معرکہ قتال میں مثل اپنے دیگر ہمراہی صحابہ میں گرفتار ہو جاتے تو ضرور ہے کہ جناب امیر کا قتل ہی خطائی الاجتہاد ہوتا اور حضرت امیر کے قاتل اشقیٰ آخرین کو ہی عند اللہ معذور بلکہ ماجور سمجھا جاتا (لغویہ میں یہ الاعتقاد)

(د) اگر امیر معاویہ اس بناوت میں محضی ماجور تھے تو انکے لشکر سے جس نے جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے اسکو ہی محضی ماجور کہنا پڑیگا۔ کیونکہ یہ فعل اس نے بغرض اتباع امیر معاویہ کیا ہے۔

(هـ) ولو فرضنا اگر جناب امیر علیہ السلام سے جنگ کرنا خطائی الاجتہاد تھا۔ تو کیا جناب امیر کی شان اقدس میں برہم خرابی منبر سبب شتم کرنا ہی خطائی الاجتہاد تھا۔ عن سعد بن معاویہ امرہ فقال لیمنعک از تسب ابی تراب فقال اما ذکرت ثلاثا قال نعم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض معازیہ فقال له خلفتی من النساء الصلیا فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تكون منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدک وسمعتہ یقول یوم خیبر لا عطاء لراۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ فیتطاولنا فقال ادع علیا فاتی بہ ارمدا فبصق فی عینہ ودفن الراۃ الیہ ففتح اللہ علیہ لما نزلت هذه الایة فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائکم و نسائکم و انفسکم و انفسکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة و حسن و حسین فقال اللهم هؤلاء اہل بیتی راخوہ احمد و المسلم و الترمذی و النسانی و غیرہم) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر معاویہ نے انکو جناب ابوتراب علیہ السلام پر سب کرنے کے لیے حکم کیا اور کہا تم اپر سب کیوں نہیں کہتے سعد نے کہا کیا مینے تم سے تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کی ہیں حضرت نے علی کو بعض غزوات میں جبکہ اپنے عقب میں چھوڑا۔ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے عورتوں اور لڑکوں کے پاس چھوڑے جاتے ہیں حضرت نے ان سے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ میری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسے ہارون کی سو سے مگر نبوت میرے بعد نہیں ہے اور مینے خیبر کے روز حضرت کو فرماتی ہوئے سنا کہ ہم کل علم ایسے شخص کو دینگے جو خدا اور خدا کے رسول سے پیار کرنا ہے۔ پس ہم علم کی طرف تشریف



اور آپ نے ارشاد کیا علی کہان میں وہ انکی خدمت میں آشوب شیم ہی ہو حاضر ہوئے حضرت ابوالعباس میں انکی آنکھوں میں لگا کر علم انکو دیا۔ اور اللہ نے انکو فتحدی اور حبیبیہ آیت نازل ہوئی۔ پس کہدو آدمیوں میں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہاری بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو حضرت نے علیؑ کاظمہ اور حسین کو بلا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرا اہل بیت ہیں۔

یہ حدیث توضیح کی جتنی پیش کی ہے اسی قسم کی صد ہا حدیثیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے امیر مایہ نے اس بدعت کو خطبہ میں ایجاد کیا تھا۔ جو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک جاری رہی۔ اور اس نامور خلیفہ نے اسکو منسوخ کیا یہ ایسے واقعات محققین کہ جس سے کینے انکار نہیں کیا۔ پس کیا یہ اسوہ قبیحہ اور بدعت سیئہ ہی خطائی الاجتہاد ہو سکتے ہیں۔ حاشا وکلا۔

اکثر لوگوں کو مفضل ذیل دوام میں سے ایک نہ ایک وہم نے اس محاربہ کو خطائی الاجتہاد کہنے کی طرف مائل کیا ہے جبکی تفصیل ہم جوابات درج ذیل ہے۔

(پہلا وہم) اگر اس محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو اس کو اہل شام کی تکفیر لازم آتی ہے اور یہ امر دور تک پہنچ جاتا ہے۔

لیکن یہ وہم بالکل پادر ہوا ہے۔ اور ادنی تامل سے رفع ہو سکتا ہے کیونکہ خلیفہ وقت کو محاربہ کرنا معصیت ہے نہ کفر اور حدیث حرک حرابی کفر پر دال نہیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ کے بارہویں باب میں شرح و بسط کو ساتھ اس پر بحث کی ہے۔

عوام صحابہ سے صدور معصیت اگر گمان کرنے میں کسی قسم کا مخدور شرعی لازم نہیں آتا۔ ولید بن عقیہ بن معیط کا شارب خمر ہو کر حد شرعی کو پہنچنا کتب جال شریعت میں عن ابی جعفر محمد بن علی قال جلد علی الولید بن عقیہ فی الخمر اربعین جلالاً استیعاب واسد الغایہ واصحابہ یعنی امام ابو جعفر محمد بن علی زین العابدین علیہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ولید بن عقیہ کو شراب پینے پر چالیش ذرہ لگائے تھے سبط سے سطح بن اثامہ کا جناب صدیقہ رضی اللہ عنہما کے انکس میں کوشش کرنا اور قذف کی حد کو پہنچنا بھی انہیں کتابوں سے واضح ہے وکان من خاض فی الافلک علی العائشہ فجلدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (راسد الغایہ) یعنی سطح بن اثامہ ان لوگوں میں سے تھا جو جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کی نسبت بہتان کھڑا کرنے میں کوشش کیا کرتا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو درے لگوائے ان امور سے نہ یہ لوگ درج صحابیت سے ساقط ہو گئے اور نہ کافر ہو گئے۔ اگر ہے تو صرف اس قدر کہ خطا و قوع میں آئے اور صدور معصیت سے آدمی کافر نہیں ہو سکتا صحابیت کا شرف



ایسا ہے کہ کسی معصیت سے بچا رہا اور اہل نہیں ہو سکتا۔

(دوسرا وہم) چند صحابہ اس محاربہ میں امیر معاویہ کے شریک تھے جیسا میر معاویہ کے اس فعل کو خطا و منکر اور معصیت قرار دیا جائے تو ان اصحاب کا امیر معاویہ کے ساتھ معصیت پر اتفاق کرنا لازم آئے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر ایسا گمان فاسد و زیانہن ہے۔

یہ وہم اکثر عدم تتبع کتب سیر اور احادیث کی وجہ سے ناشی ہوتا ہے۔ اگر نظر امعان کتب سیر اور رجال کو دیکھا جائے تو بجز عمرو بن عاص اور بشیر بن نفعان کے کوئی صحابی اس امر میں امیر معاویہ کا شریک نظر نہیں آئے گا۔ اور وہ دشمن صاحب اہل صحابہ میں سے شمار نہیں کیے جاتے حرب صفین میں تمام انصار و مہاجرین اور بقیہ جناب امیر علیہ السلام کے رقبہ اطاعت میں دکھائی دیتے ہیں۔

اگرچہ بعض اصحاب غل عبد اللہ بن عمر اور سعد بن ابوقحاص رضی اللہ عنہما اس باہمی مقاتلہ سے کہ دین میں ایک امر جدید رہتا اور وہ کفار سے جہاد کرنے کے خوگر ہو چکے تھے۔ کنارہ گزین ہو گئے تھے۔ لیکن انکی کنارہ گزینی اسوجہ سے نہیں تھی کہ وہ جناب امیر کی خلافت میں شک و شبہ کہتے تھے۔ بلکہ انہیں بزرگواروں سے اس کنارہ گزینی کے متعلق انکی ندامت اور جناب امیر کے ساتھ شرکت ذکر کرنے پر حسرت ثابت ہے اسد الغابہ میں علامہ ابن اثیر الخبزی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں عن عبد اللہ بن حبیب قال اخبرنی ابی قال قال ابن عمر حین حضرہ الموت ما اجد فی نفسی من الدنیا الا ما اقاتل الفتنۃ الباغیۃ یعنی عبد اللہ بن حبیب اپنے والد سے ناقل ہے کہ جب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آگیا تو کہنے لگے میری دل میں دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ میں باغی گروہ سے نہیں لڑا عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عمر انه قال ما اثنی علی شی الا انی لما اقاتل مع علی بن ابی طالب الفتنۃ الباغیۃ یعنی حبیب بن ابی ثابت کہتا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھے کسی بات کی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ جناب امیر کے ساتھ ہو کر میں باغیوں کے گروہ سے نہیں لڑا۔

عن خثیمۃ بن عبد الرحمن قال سمعت سعد بن مالک و قال له رجل ان علیاً یقع فیک انک تخلفت عند فقال سعد والله انه لرای رأینہ و اخطارانی راخوجہ الحاکم فی المستدرک (خثیمہ بن عبد الرحمن کہتا ہوں کہ سعد بن مالک کو کسی نے کہا کہ جناب امیر تمکو اچھا نہیں کہتے کیونکہ تم نے انکی بیعت و خلف کیا ہے سعد کہنے لگے یہ بھی ایک ایسی تھی جو میں نے سوچی تھی لیکن میری رائے غلط نکلی۔)

اگرچہ بعض صحابہ بقصاص و بشریت ابتدائے میں جناب امیر سے کنارہ گزین تھے مگر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقع ہونے سے انکی مخالفت اور کنارہ گزینی باقی رہی تھی قال الشعبی ما مات مسروق



امنوا اخرجوا الواحدی، وكذا في الكشاف، ابن عباس رضي الله تعالى عنه سے روایت ہو کہ ولید جناب امیر  
سے کہنو لگائیں تم سے تیز نیزہ والا ہوں۔ اور تیز زبان ہوں اور باری تلوار والا ہوں جناب امیر نے اس  
سے فرمایا خاموش رہ تو تو فاسق ہو پس خدا تعالیٰ نے جناب امیر کی تصدیق کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیا  
ہو سکتا ہے وہ شخص کہ مومن ہو مثل اس شخص کے جو کہ فاسق ہے؟ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ وہ دونوں  
بہرگز نہ دنیا میں نہ خدا کے پاس آخرت میں برابر ہو سکتے ہیں۔ بہر خدا نے فریقین کے مرتبہ میں خبردار کیا ہے اور  
فرمایا ہے۔ پر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں +

(۴) قال حسان بن ثابت رضي الله عنه ۛ انزل الله الكتاب الخزين في علي وفي الوليد قرانا + فتبوء  
الوليد من ذلك فسقا + وعلى متبوءا ايمانا + ليس من كان مؤمنا عرف الله + كمن كان فاسقا خوانا +  
سوف يخزيه الوليد خزيانا را + وعلى لا شك يخزي جنانا + فعلى يلقى لدى الله عزرا + والوليد  
يلقى هناك هوانا + خزانة غرة والى كتاب كوعلى وزوليد كحق من نازل فرمایا۔ اور ولید کا فسق ٹھکانا  
جتایا۔ اور علی کا ایمان ٹھکانا بتایا۔ نہیج ہے وہ شخص جو کہ ایمان والا ہے اور جس نے خدا کو پہچانا مثل اس  
شخص کے جو فاسق اور فائن ہو غنقریب ووزخ میں ولید سوا کیا جائیگا۔ اور علی کو بیشک جنت میں جہنم ملیگی  
پس علی خدا سے غرت کے ساتھ ملیجے۔ اور ولید وہاں سوا ہوگا +

{ ۱۸ } اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله واليوم الآخر وجاهد في  
سبيل الله لا يستون عند الله (بجودة توبة) کیا گروا آنتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلاتا اور مسجد حرام  
کی تعمیر اس شخص کی مانند جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا نہیں ہیں وہ لوگ برابر  
اللہ کے نزدیک +

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال نزلت هذه الآية في علي والعباس ما اخرج ابو بكر بن  
مردويه (۲) ابن عباس رضي الله عنهما سے روایت ہو کہ یہ آیت جناب علی اور عباس کے حق میں نازل ہوئی ہو۔  
(۲) اخرج ابو حاتم و ابو الشيخ و عبد المراق و ابی شيبه و ابن جرير و ابن مندة و التعلبي في تفسير  
والواحد في كتابه المسمى باسباب النزول والقدر في ابوابه في جامع الاصول والنسائي في سنته  
والمستطفي في الدر المنثور والحافظ ابو نعيم في فضائل الصحابة قالوا ازعليا والعباس وطلحة ابن  
ابي شيبه افتخر و افضال طلحة انا صاحب البيت مفتاحه بيده و لو شئت كنت فيه فقال العباس انا  
صاحب السقاية والفائمه عليها فقال علي لا ادري لقد صليت ستة اشهر قبل الناس وانا صاحب  
الجهاد في سبيل الله فانزل الله تعالى اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله و



حقے تابا لہ تعالیٰ عن قتالہ علی (اسد الغابہ) یعنی شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسروق  
 اللہ عنہ نہیں فوت ہوئی حدیث کہ انہوں نے خدا کی جناب میں جناب امیر سے جنگ میں مخالفت کرنے سے تو یہ نہیں کی  
 (تیسرا وہم) امیر معاویہ کی نسبت خطا و منکر تجویز کرنے سے اصحابہ کلمہ عدول کا کلیہ ٹوٹا ہے۔ جس سے ہر  
 دین میں ایک بڑا باری تزلزل پیدا ہو جاتا ہے اور روایات کا سلسلہ درہم و درہم ہو جاتا ہے۔  
 لیکن اصحابہ کلمہ عدول سے محفوظون عن المعاصی کیسے مراد نہیں آیا۔ بلکہ عدل فی الروایۃ مراد لیا  
 چنانچہ علامہ تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ جمع الجوامع میں لکھتے ہیں واکاذ علی عدلہ الصحابہ وقیل  
 کغیرہم وقیل المقتل عثمان وقیل الامن قاتل علیا یعنی اکثر علماء اصحابہ کی عدالت کے قائل ہیں۔  
 بعض یہی کہتے ہیں کہ صحابہ ہی عدالت میں دوسروں جیسے ہیں جن نے یہ کہا ہے کہ جناب عثمان رضی  
 اللہ عنہ کے قتل تک سب صحابہ عدول تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سب صحابہ عدول ہیں مگر وہ لوگ جو جناب  
 امیر سے لڑے ہیں وہ عدول نہیں۔

اس عبارت سے صاف واضح ہوتا ہے اصحابہ کلمہ عدول نہ صرف عدل فی الروایۃ مراد ہے اگرچہ اس میں بھی بعض  
 ائمہ نے کلام کیا ہے۔

عبارت مندرجہ الصدر جمع الجوامع کا متن ہے۔ علامہ جلال الدین المحلی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نصف آخر فہر  
 جلالین نے جو اس کتاب پر شرح لکھی ہے جو شرح جمع الجوامع کے نام سے مشہور بین العلماء ہے۔ اسکی  
 عبارت کو ملاحظہ کیا جائیے۔ وہ لکھتے ہیں واکثر من العلماء السلف والخلف علی عدلہ الصحابہ فلا  
 یبحث عنہا فی روایۃ ولا شہادۃ لانہم خیر الامۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامۃ قرۃ رواہ الشیخانی  
 ومن طرأہ منہم قاذخ کسرقۃ او زناد عمل بمقتضاه وقیل ہم کغیرہم فیبحث عن العدالۃ فیہم فی الروایۃ  
 والشہادۃ الامن بکون ظاہر العدالۃ او مقطوعہا کالشیخین وقیل ہم عدول الی حین قتل عثمان  
 ویبحث عن عدالتہم قتلہ لوقوع الفتن بینہم من حیثئذ وفیہم ممسک عن خوضہا وقیل ہم  
 عدول الامن قاتل علیا فہم فساق لخروجہم علی الامام الحق رحمہ اکثر علماء سلف وخلف  
 عدالت صحابہ کے قائل ہیں کہ روایت اور شہادت میں انکی عدالت کو بحث نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ تمام مرت  
 سے بہتر ہیں انھن نے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمام امت کو بہتر میرا زمانہ ہے اس حدیث کو شیخین یعنی  
 بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اگر کسی صحابی سے کوئی فعل بد سرزد ہوا ہو تو اسکے موافق عمل  
 کیا جائے گا۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ صحابہ ہی روایت شہادت میں مثل دیگر اشخاص کے ہیں انکی  
 عدالت کو بھی بحث کی جائیگی مگر وہ اصحاب جنگی عدالت ظاہر ہو مثل شیخین ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما



کے اور بعض علما کا قول ہے کہ تمام صحابی جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک عدول تھا اور ان کے نسل و بیات  
میں فتنہ واقع ہوئی وہ بھی انکی عدالت سے بحث کی جائیگی بعض خوض کرنے کے ہو کر ایت بعض علما کا مقولہ  
ہے کہ تمام صحابی عدول ہیں مگر جن لوگوں نے جناب امیر سے جنگ کی ہے۔ بہرہ لوگ فاسق ہیں یا امیر برحق ہو  
خروج کرنے کی وجہ سے ۛ

علامہ شہاب الدین بن احمد بن قاسم العبادی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح جمع الجوامع پر ایک مبسوط حاشیہ لکھا ہے  
اور اس کا نام آیات بنیات رکھا ہے اس فقرہ و من طرارہ قارح کی توضیح میں لکھتے ہیں نبی پر علی عدم  
عصمت یعنی صاحب مثن نے اس مقولہ سے صحابہ کی عدم عصمت کو آگاہ کیا ہے علامہ سعد الدین قمی نقضانی  
شرح مقاصد میں لکھتے ہیں ما وقع بین الصحابة من المحاربات المشاجرات علی اربعہ المسطور فی کتاب  
التواریخ والذکر علی السنۃ الثقات یدل بظاہر علی ان بعضہم قد جاوز عن طریق الحق وبلغ حد  
الظلم والفسق وکان الباعث علیہ المحقد والفساد واللامداد وطلب الملک والریاسات والمیل  
الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی معصوماً ولا کل من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالغیر  
موسوماً حاصل تقریر علامہ یہ کہ صحابہ پر جو محاربات اور منازعات وقوع میں آئیں وہ کتب تاریخ میں درج ہیں  
اور فقہ لوگوں کی زبانوں پر مذکور ہیں بظاہر اس امر پر دال ہیں کہ بعض صحابہ طریق حق سے تجاوز کر کے حد  
فسق و ظلم کو پہنچ گئے اور باعث اسکا کینہ اور عناد اور حسد اور شدت خصومت اور طلب ملوک و بیعت  
و شہوات نفسانی کی طرف میلان تھا۔ کیونکہ ہر صحابی معصوم اور ہر شخص کہ جس نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
سے ملاقات کی ہے نیکی کے ساتھ موسوم نہ تھا ۛ

ۛ تمام مباحث و ثوابت ہوا کہ الصحابة عدول و عدل فی الروایۃ مراد ہے نہ معصوم عن المعاصی۔ اور صحابہ  
عدول اپنے الروایۃ اسلیے تسلیم ہوئے ہیں کہ حب عثمان نے طبقات رجال میں قوانین مجرم و تعدیل کو باری  
باسب تو صرف بہ نسبت دیگر صفات کے صرف صحابہ ہی کا گروہ وضع حدیث بچھا ہوا پایا ہے۔  
چوتھا وہم اگر اس مجاہدہ کو معصیت قرار دیا جائے تو اہل شام جن میں بعض صحابہ بھی شریک تھے  
موجود ہو عدل نا تصور کیے جائیں گے اور دعویٰ نارسا تسلیم کفر ہے۔ لیکن عید تاریخی مستلزم  
کفر نہیں کیونکہ دوسرے معاصی مثل شرب خمر و زنا و سرکہ وغیرہ کی منرا بھی دوزخ ہے جو توبہ اور شفاعت  
میں آتی اور عفو ازیدی سے مل سکتا ہے اس طرح سے اہل صفین کی خطا کی نسبت بھی خیال کیا جاسکتا  
ہے کہ وہ توبہ سے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے یا عفو باری تعالیٰ سے مل جائے  
دیا بخوان وہم اگر جناب امیر علیہ السلام کو امیر معاویہ کے محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو جناب



عائشہ صدیقہ ام المومنین اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے محاربہ کو بھی مصیبت قرار دینا پڑ گیا ہے۔  
 یہ دہم ہی عدم متبع کتب سیر و تواریخ سے ناشی ہوتا ہے۔ ہر کا جواب بچند وجوہ دیا جاسکتا ہے۔  
 (الف) اصحاب جمل کی غرض امیر معاویہ کی غرض سے بالکل متباین تھی جس کی تفصیل ہم پیشتر کر چکے ہیں۔  
 اصحاب جمل میں سے کسی صاحب نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لیے بعض علمائے ان کے باطنی قرار دینے میں تامل  
 کیا ہے۔ اور امیر معاویہ کو باطنی اول قرار دیا ہے شرح مقاصد میں علامہ سعد الدین القفازانی علیہ الرحمۃ لکھتے  
 ہیں۔ وذهب الكثيرون الى ان اول من نبغ في الاسلام معاوية يعني اكثر علماء كاية مسلكهم ان جبرئيل شخص نے  
 کہ اسلام میں سب سے اول بغاوت کی ہے وہ معاویہ ہیں۔

(ب) تمام کتب سیر و تواریخ باور بلند پکار رہے ہیں کہ اصحاب جمل میں سے کسی صاحب نے بالارادہ جناب امیر علیہ  
 السلام سے جنگ نہیں کی بلکہ حبیب قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کی فتنہ پر داری سے رات کو لڑائی شروع ہو گئی تو  
 ناچار اصحاب جمل دفاع (یعنی حفاظت خود اختیاری) کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ قال العلامة سعد الملة والدين  
 القفازاني في شرح المقاصد والمحققون من اصحابنا رحمهم الله ان الحربية لجمل كانت فتنه لا من قصد  
 من الفريقين بل كانت تهيجا من قتلة عثمان رضي الله عنه حين صاروا فرقتين واختلطوا بالعسكرين  
 واقاموا الحرب خوفا من القصاص وقصد عائشة رضي الله عنها لم يكن الا اصلاح الطائفتين وتكليف  
 الفتنه فوقع في الحرب يعني ہمارے محض اصحاب حمص اللہ اس کے قاتل ہیں کہ حرب جمل بلا قصد فریقین  
 ناگہانی طور پر واقع ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی انگیر تھی کہ وہ لوگ دو گروہ بنکر دونوں  
 لشکروں پر جا پڑے اور قتل کے خوف سے فتنہ اٹھا دیا۔ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قصد  
 دو گروہ میں صلح کرانے اور فتنہ کے فرو کرنے کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ لیکن لڑائی میں ہمیشہ گھٹیں۔

(ج) اصحاب جمل سے کوئی صاحب غلبہ وقت سے استزاع خلافت کا قصد نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی جناب امیر کی  
 مخالفت پر مصروع قتل ہوا ہے چنانچہ لڑائی کی رات کو جب ظلمت شب مرتفع ہو گئی اور صبح ہوئی تو  
 جناب طلحہ رضی اللہ عنہ پر حقیقت حال کا انکشاف ہو گیا۔ فوراً محاربہ سے کنارہ  
 کش ہو گئے اور مروان ابن الحکم کے ہاتھ سے تیر لہا کر شربت سہاوت نوش کیا۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ  
 استیعاب بن خضر فرماتے ہیں۔ قال اهل العلم ان عليا دعا فذكرة اشيا من سوابقه فضله فرجع  
 طلحة عن قتاله على ما صنع الزبير واعتزل في بعض الصفوف ورماء مروان ابن الحکم فقتله ولا  
 يختلف العلماء النقات في ان مروان قتل طلحة يومئذ وكان في حربه يعني اكثر اهل علم کہتے ہیں کہ جناب  
 امیر نے طلحہ کو تیر لہا کر اپنے ساقبت اور فضل کو بیان کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ لڑائی سے واپس ہو کر



زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح سے فوج کی صفوں پر علیحدہ ہو گئے مروان بن الحکم نے تیر مار کر انکو شہید کیا۔ اور علماء و ائمتہ  
 میں سے کئی سے اختلاف نہیں کیا کہ جناب طلحہ کو سیدنا مروان نے قتل کیا ہے اور مروان حضرت طلحہ کے  
 گروہ میں سے تھا۔ وعن یحیی بن سعید قال قال طلحة يوم الجمل بعد منة الكعبة لما شربت  
 رضی بنی حرم برعنی۔ اللهم خذ مني لعنا حتى ترضی۔ فرما مروان بعدہم فی لکبته راخرجه ابو عمر  
 صاحب الاستیعاب ابن الاثیر فی اسد الغابہ و محبا الطبری فی الریاض ملک جناب طلحہ کا تجدید بیعت کرنا ہی  
 ثابت ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة میں تحریر فرماتے ہیں۔ از فورین حجر آدم  
 کہ گفت گذشتہم نطلحہ بن عبد اللہ یوم الجمل و یوم افتادہ بود و بزمن در آخر رمق پس استادم بروی و برداشت سر  
 خود را و گفت بدستی ہر آنکہ می بینم بروی مردی کہ گویا فرست بگو کہ بیعتی گفت از اصحاب امیر المؤمنین علی گفت  
 فراخ کن دست خود را تا بیعت کنم ترا پس فراخ کرد دست خود را پس بیعت کرد و سپرد جان خود را پس آدم نزد  
 علی و خبر دادم اورا بقول طلحہ پس گفت امیر اکبر اللہ اکبر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا کرد خدا تعالی کہ دارد  
 طلحہ را در ہشت مگر آنکہ بیعت من در گردن او باشد۔ انتہی کلامہ۔

اور جناب زبیر رضی اللہ عنہ کی نسبت تمام کتب تواریخ باو از بلند شہادت و شہرہ میں کہ جناب طلحہ کا رزار گرم ہو چکا  
 امیر نے انکو بلا کر تنہا کیا وہ فوراً اصحاب حمل کا ساتھ چوڑ کر مدینہ طیبہ کو چلے گئے اور وادی سباع میں پہنچ کر  
 عمرو بن جرموز کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ قال ابن عبد البر فی الاستیعاب نثر شہد الزبیر یجمل فقاتل فیہ  
 ساعة فتنادی علی و انفر۔ بوقت کثرت از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا وقت و حلا علی بعض کات  
 بعضہما الی بعض اما انک ستقاتل علیا و انت لہ ظالم فلن کر ذلک للزبیر فانصرف عن القتال فادما  
 مفارقا للجماعة التي خرج فيها منصرفا الی المدينة فاتبعہ ابن جرموز فقتله بموضع يعرف بوادى  
 السباع و جاب بسيفه الی علی فقال لشر قاتل ابن صفیہ بالنار یعنی بہر زبیر رضی اللہ عنہ فوج سے باہر نکل کر  
 حمل آور ہوئے اور تھوڑی دیر تک لڑتے رہے پھر جناب امیر نے انکو بلایا اور تنہا ہی میں انے جناب رسالتاب صلی  
 اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد دلایا کہ تم نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہتے ہوئے پا کر پوچھا تھا اور حضرت نے  
 فرمایا تھا تم عقیقہ علی سے لڑو گے اور تم اپنے ظلم کرو گے جب جناب امیر نے انے اسکا ذکر بیان کیا وہ لڑائی  
 سے ناوم ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابن جرموز نے انکو پچھا کیا اور وادی سباع میں انکو شہید کیا  
 اور اکی تلوار لیکر جناب امیر کے پاس حاضر ہوا جناب امیر نے فرمایا۔ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی خوشخبری ہو۔  
 (تفسیر) صفیہ ابن عبد المطلب جناب زبیر کی والدہ جناب امیر کی بہن تھیں اور جناب زبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے عم زاد بھائی تھے اسی لیے جناب امیر فرمایا کرتے تھے۔ اغاتنا بغوثا یعنی ہمیں



ہماری بہائیوں نے بغاوت کی ہے ۔

اسی طرح سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام ہونا تمام کتب سیر اور رجال سے نظر ہر ہے ۔ ابو البرکات عیسیٰ بن احمد بن محمود بن لیسفی رحمۃ اللہ علیہ الاعتماد فی الاعتقاد میں لکھتے ہیں ۔ وکذا عائشۃ ندمت علی ما فعلت وکانت تبکی حتی تبل خمارھا و دشمن فقہ اکبر (ملا علی القاری) اپنے اس طرح سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اظہار مذہب فرماتی ہیں اور یہاں تک رو یا کرتی ہیں کہ انکے سر کی اوڑھنی تر ہو جاتی تھی ۔

عن جابر قال دخلت علی عائشۃ یوما وقلت لہا ما تقولین فی علی فاطمۃ رأسھا ثم رفعتہ و قالت اذا التبرحک علی المحک + تبین غشہ من غیر شک + وفینا الغش والذهب المصفی + علی نبینا شہد المحک راخو جہ الشیخ الحافظ الرزندی فی درر السمطین) یا ایہ واقعات میں جن سے کہیں انکا سنہن کیا ۔ پس کیونکہ کہا جاسکتا ہے کہ امیر معاویہ کا حرب صفین جب کانٹا کسبت مدید تکم جلدی رہا اور جنگ جمل جب کا خاتمہ ایک ہی روز میں ہو گیا برابر ہے اور جسطرح سے امیر معاویہ مورد اعتراض ہیں اس طرح سے اصحاب جمل بھی ہیں جسکی برأت خود جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے ۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں قد روی عن علی قال والله لا رجوان اکون انا و عثمان و طلحہ و الزبیر ممن قال تبارک و تعالیٰ و نزعنا فی صد و رہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین یعنی جناب امیر سے منقول ہو کہ فرماتے تھے خدا کی قسم ہے میں امید کرتا ہوں کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر ان میں سے ہونگے جسکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ اور نکال ڈالی سمنے جو انکے جیون میں تھی خفگی بہائی گئی ۔ تخنوں پر بیٹھے آمنے سامنے یہ جلیل القدر صحابہ اخص الخواص مہاجر عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کہلائے جاتے ہیں ۔ انکے فضائل و مناقب متواتر تک پہنچ چکے ہیں اور جناب امیر کے مناقب کے ہم پلہ خیال کیے جاتے ہیں ۔ اسکے ماسوا خود جناب امیر نے انکی برأت کی نسبت شہادت دی ہو ۔ باوجود ان حالات کے پس کیونکہ انکی ذوات مقدسہ سے صدور مصیبت ناگمان کیا جاسکتا ہے ۔ البتہ انکا جناب امیر پر خروج کرنا یا نکتہ بیعت کرنا تو ثابت ہو جسکو خطانی الاجتہاد سے انصیر کیا جاتا ہے جبناچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة میں لکھتے ہیں و بود طلحہ روز جمل بانگہ رضی اللہ عنہما بھبت خطا و اجتہاد ۔

لیکن جس طرح سے کہ انکا خروج ثابت ہر اسی طرح سے انکی توبہ اور مذہب اور رجوع بھی ثابت ہو ۔  
 بر خلافت ان اسور کے امیر معاویہ بقولہ پانچ سال اور بقولہ چار سال تک جناب امیر سے جنگ کرتے رہے اور اپنی خطا پر نضر ہے چنانچہ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں فحارب معاویہ علیا خمس سنین



وقال ابو عمر صرحا بعد اربع سنين يعني جناب امير علي السلام سے امير معاوية پانچ سال تک لڑتے رہے ابو عمر کہتے ہیں  
تسک بات یہ ہے کہ چار سال تک لڑے ہیں \*

بلکہ مخالفت ہی پر ہم نہیں رہے۔ تسخیر بلاد اور دعوی خلافت کو منظر نظر رکھ کر امیر علیہ السلام کی دشمنی کی وجہ  
سے کبیر الروم کو تذکرہ صلح کر لی \*

اگر امیر معاویہ کو انتہاء مخالفت مد نظر نہیں تھا تو محمد بن ابی بکر جناب امیر کے عامل ہو مگر کو کیوں چھین لیا تھا \*  
بعض لوگ بمقابل جناب امیر علیہ السلام کے امیر معاویہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں اور ان کے مناقب  
صحاب جمل کے مناقب کے ہم پڑھیں گے جاتے ہیں۔ لیکن اصحاب جمل کے مناقب منقبتہ اور امیر معاویہ کے مناقب  
غیر منقبتہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی محبت پر قرآن ناطق ہے حضرت  
طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل متواترات ہو مسلم اور مشبوت ہیں۔ امیر معاویہ کے فضائل و مناقب کا یہ حال ہے  
کہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوة میں لکھتے ہیں و کفۃ المحدثان ثابت لشدہ و  
فضل معاویہ پہچان دیتے امام ابو عبد الرحمن بن شیبہ النسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ما اعرف لہ فضیلة  
الا لاشیع اللہ بطنہ یعنی میں امیر معاویہ کی فضیلت بجز اسکے نہیں جانتا کہ حضرت نے فرمایا ہے خدا اس  
کے پیٹ کو نہ بہرے۔ دوسرے مقام پر بقولہ اما یرضی معاویۃ ان یشہج رأسا برأس زبان پر لاتے ہیں یعنی  
معاویہ اس پر رضی نہیں کہ سر سبز نجات پا جائے قال محمد بن اسحاق الاصبہانی سمعت مشائخنا یقولون  
یقولون ان اباعبدالرحمن النسائی فارق مصر فی اخر عمرہ و خرج الی دمشق فسل عن معاویۃ و ما  
روی من فضله فقال اما یرضی معاویۃ ان یشہج رأسا برأس حتی یفصل فی رواۃ ما اعرف لہ  
فضیلة الا لاشیع اللہ بطنہ روایات الاعیان لا بن خلکان و ہرۃ الجنان للامام عبد اللہ النسائی  
محمد بن اسحاق الاصبہانی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخوں کی زبان پر سنا ہے کہ امام ابو عبد الرحمن  
النسائی علیہ الرحمۃ اپنی آخر عمر میں مصر کو چھوڑ کر دمشق چلے گئے۔ وہاں کے لوگوں نے امیر معاویہ کے  
فضائل و مناقب کی نسبت پوچھا امام نسائی نے جواب دیا۔ کہا امیر معاویہ اس بات پر رضی نہیں ہوتے کہ وہ  
نجات ہی پا جائیں کہ ان کے فضائل کو بیان کیا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ امام نسائی نے فرمایا مجھے  
ان کی کوئی فضیلت معلوم نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اس کے پیٹ کو نہ پر کرے  
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاویۃ لیکتب فقیل لہ انہ یا کل  
فقال صلی اللہ علیہ وسلم لا اشیع اللہ بطنہ (اخو حیحہ ابو داؤد الطیالسی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو معاویہ کے بلانے کے لیے بھیجا وہ اگر کفر



لگا وہ کہانا کہار ہے میں حضرت نے ارشاد فرمایا خدا اسکے پیٹ کو پر نہ کرے ۛ

بعض اشخاص انکی فضیلت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کاتب الوحی تھے خیال کرنا چاہیے کہ اگر کتابت وحی ہر کسی قسم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو وہ مروان بن الحکم کے لیے بھی ثابت ہو سکتی ہے ۛ  
لیکن امیر معاویہ کے کاتب الوحی ہونے میں بھی محدثین کا اختلاف ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی مدارج النبوة میں لکھتے ہیں واما معاویہ بن ابوسفیان کنیت کردہ میثود بانی عبد الرحمن کے اراخلم است کہ مینوشت برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بعضے گویند نوشت وحی صاحب جامع الاصول میگوید کتابت نشت در مواہب لدنیہ میگوید و مشہور است بکتابت وحی و بعضے گویند وحی مینوشت وحی را ملک مینوشت کتب و مناشیر را ۛ

ماسوا اسکے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت زیادہ تر جامع القرآن ہونے کی وجہ سے ہے جس کا ثواب انکو تابدوز قیامت ہوتا رہیگا اور جب قدر کہ دنیا میں لوگ قرآن شریف پڑھنے والے ہیں یا ہوتے چلو آسمین یا ہوتے زمین گے انکے پڑھنے پڑنا نیک کا ثواب حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کے بامہ اعمال میں ثبت ہو رہیگا ۛ

رحمہا و ہم اگر امیر معاویہ عاصی اور باغی ہوتے تو جناب امام حسن مجتبی علیہ التحیۃ و التنا کیوں خلافت انکی سپرد فرماتے ۛ

لیکن یہ وہم بھی بالکل بیجا ہے کیونکہ امارت عامہ کی تفویض ایسے شخص کے ہاتھ میں کرنے کو جو پیشتر باغی رہ چکا ہو۔ اور پھر تائب ہو کر کتاب و سنت اور سیرت شیعین کے اتباع کا عہد کرتا ہو۔ کوئی اعتراض جناب امام حسن علیہ السلام کے خدام کی طرف عائد نہیں ہو سکتا۔ جناب امام نے جو عہد کہ امیر معاویہ تفویض امارت کے وقت لیا ہے وہ سابقہ اعمال سے بمنزلہ توبہ کے تصور کیا جاسکتا ہے ۛ  
لیکن جناب امام کی امارت عامہ تفویض کرنے کو امیر معاویہ کا سابقہ امور میں محفوظ عن الخطا ہونا کسی طرح سے ثابت نہیں ہوتا ۛ

اسکی ٹھیک مثال ایسے ہے کہ ایک گاؤن کے مالک نے غلہ کا انبار مسالکین پر خیرات کرنے کے لیے جمع کیا ہو۔ ایک رہزن فون کا سردار اسے غارت کرنا چاہے مالک اسکی حفاظت کو واسطے اس سے جنگ کرے۔ پھر ایک مدت کے بعد مالک فوت ہو جائے۔ اور اسکا بیٹا ان رہزن فون کے سردار سے یہ عہد لیکر وہ غلہ کا انبار اسکے سپرد کر دی۔ کہ یہ غلہ ہم اس شرط سے تمہارے سپرد کرتے ہیں کہ تم مسالکین پر خیرات کیا کرو۔ اور اس میں خیانت نہ کرو۔ اور اس تفویض سے دست بردار نہ



نہ ہو جائے اور خون ریزی نہ ہو جائے۔ تو اس سونہ اس غلہ کے مالک کی نسبت جو ان غلات گردن سے حفاظت غلہ کے لیے جنگ کرتا تھا کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے اور نہ اس مالک کے بیٹے پر جس نے یہ عہد لیکر غلات ان رہنروں کے سپرد کر دیا ہے اور غلہ کی حفاظت سونہ اپنا ہی بھیجا چڑایا ہے۔ بلکہ ایک خلق خدا کو ناحق کے کشت و خون سے بچایا ہے۔

اور نہ ان رہنروں کا اقتدار جس زمانہ تک کہ غلہ اسکی تفویض نہیں ہوا تھا اور وہ اس میں بجا بصرف کرنا چاہتا تھا اعتراض سے بچ سکتا ہے۔

البتہ اگر اس عہد کے بعد وہ اپنے قول و فعل میں صادق نکلے اور غلہ کو عہد کے موافق مساکین پر صرف کرنا ہی تو چاہیال کیا جائیگا کہ اس نے اپنے اعمال سابقہ سے توبہ کی ہے اور اب اسکو غلہ میں تصرف کرنا جائز ہو گیا ہے اگر پر وہ راہزن یا سبکدانشین عہد سے انحراف کر کے شرائط کو پورا کرے تو پھر عاصی متصور ہوگا۔ اور اس کے ساتھ اس عہد گیر نہ یا اسکے دانشین پر جہاد واجب ہو جائیگا۔

چنانچہ اسی بنا پر جناب امام حسین علیہ السلام نے امیر معاویہ کے دانشین یزید پلید کو جبکہ وہ شرب خمر کرنے لگا اور حقوق الناس میں اور حدود اللہ سے تجاوز کر کے بہن اور بہائی کی شادی کا مجبور تھیرنے لگا۔ تو متنبہ کرنا چاہا تھا اور حضرت امام علیہ السلام اس خروج میں محقق تھے۔ کیونکہ خلافت دراصل انہیں کا حق تھا۔

ساتھ ان وہم (جب جناب امام حسن علیہ السلام خلافت کو ترک کرنا چاہتے تھے۔ تو امیر معاویہ کو تفویض خلافت کے لیے کیوں انتخاب کیا تھا۔ اور خلافت کسی دوسرے کو کیوں سپرد نہیں فرمائی تھی۔ جناب امام کے اس انتخاب سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ امیر معاویہ اپنے عہد میں افضل صحابہ میں سے ہونگے جنگی وجہ سے جناب امام نے خلافت انکے سپرد فرمائی ورنہ حضرت امام کسی دوسرے کو اس منصب کے لیے منتخب فرماتے۔

یہ وہم ہی عدم متبع کتب سپرد تواریخ سے ناشی ہوتا ہے۔ کیونکہ جناب امام حسن علیہ السلام نے خلع خلافت کو وقت امیر معاویہ کو امارت عامہ سوجہ سے سپرد فرمائی تھی اور دوسرے کو اس لیے منتخب نہیں کیا تھا کہ بغیر اسکے خون ریزی کا اندام محال تھا۔ اگر جناب امام جبرئی اور صحابی کو امارت سپرد فرماتے تو ضرور امیر معاویہ ان سے نبی وہی معاملہ کرتے جو جناب امیر علیہ السلام سے کیا تھا۔

اسکے ماسوا خلافت رشده کا زمانہ منقضي ہو چکا تھا۔ اب مملکت عضوہ کے عہد کی صیغہ نمودار ہو نیوالی تھی بخیر امیر معاویہ کے اور کوئی صحابی اسکو پسند نہیں کرتا تھا لہذا اسے اعطایا القونین یا ربیہا جناب امام نے امیر معاویہ ہی کو اس منصب کے لئے بھیجا اور جس امر کے لیے وہ برسوں سے کشت و خون کر رہے تھے انکے حسب منشاء انہیں کے سپرد کیا۔



ابراہیم کہ امیر معاویہ تفویض کرتا ہے کہ بعد ہی امام ہوئے ہیں یا نہیں اس کی نسبت اہل سنت و جماعت میں باہم خدشات  
 ہے فخر الاسلام حسن بزدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اما بعد صوف علی معاویہ ہل صار اماما قال بعض اهل السنة  
 والجماعة صار اماما وقال بعضهم لم يصير اماما انه لم يكن افضل الصحابة بعد علي بل كان من المتفكرين  
 يومئذ هو افضل منه بكثر في النسب العلم والتقوى والشجاعة وكان احدا من الصحابة لم يره  
 امام حق ولم يعقد له عقدا لامامة ومعاوية ما كان من جملة الخلفاء ولكن كان من جملة الملوك  
 یعنی جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد ہی امیر معاویہ امام ہوئے ہیں یا نہیں بعض اہل سنت و جماعت کہتے ہیں  
 کہ امام ہو گئے تھے اور بعض کہتے ہیں نہیں ہوئے لیکن ان لوگوں کے قول کی وجہ کہ جو کہتے ہیں کہ امام نہیں  
 ہوئے یہ ہے کہ امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد اس وقت کہ موجودہ صحابہ کے افضل نہیں تھے بلکہ اس  
 وقت اکثر اہل صحابہ موجود تھے جو نسب اور علم اور تقویٰ اور شجاعت میں امیر معاویہ سے بدرجہا افضل تھے  
 اور امیر معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ بادشاہوں میں سے تھے اس لیے کسی صحابی نے انکو امام نہیں روایت  
 کیا اور ان پر امامت کا عقد نہیں ہوا۔

اسی اسطے اہل علم امیر معاویہ کو خلفاء میں سے نہیں شمار کرتے بلکہ ملوک میں سمجھتے ہیں جیسے اسے ابن تاریخ الخلفاء میں  
 علامہ طہال الدین السیوطی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مصنف سے نقل کرتے ہیں عن سعید بن جبہ ان  
 قال قلت لسفيانة ان بنی امية يزعمون ان الخلافة منهم قال كذبوا بنوا الزرقاء بل هم ملوك من  
 امتك الملوك واول الملوك معاوية یعنی سعید بن جبہ ان کہتے ہیں میں نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا  
 کہ بنی امیر اپنے آپ کو خلفاء جانتے ہیں وہ کہنے لگے کیسی عورت کے جنے جھوٹ کہتے ہیں یہ لوگ سخت  
 ترین بادشاہوں میں سے ہیں اور ان میں سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے۔

فخر الاسلام بزدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ومعاوية ما كان من جملة الخلفاء ولكن كان من  
 جملة الملوك علی مارون بن النعمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا انہ قال الخلافة بعد ثلاثون سنة ثم بعد ملك  
 عضوص قد ثلثون سنة بعلی (انتہی کلامہ) یعنی معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ ملوک میں سے  
 تھے بدلیل اس حدیث کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلافت میری بعد تیس برس تک رہے  
 گی پھر ایک درندہ بادشاہی ہوگی۔ اور تیس برس جناب امیر علیہ السلام تک پورے ہو چکے تھے۔  
 (آٹھواں وہم) سواد عظیم اہل سنت و جماعت نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ امیر معاویہ کی خطا خطائی الاجتہاد  
 ہے۔ اور وہ اس میں معذور بلکہ مجبور اور مصائب کے برخلاف خطائے منکر کا قائل ہونا ان کو باعظم  
 اور عاصی قرار دینا۔ خارق سواد عظیم مبینا ہے اور من شذ شذ في النار کے زمرہ میں داخل ہونا ہے۔



یہ ایک تیری بہاری دلیل جو اہل صفین کی برادری پر پیش کی جاتی ہے۔ لیکن ہمیں بوجہ متعددہ نظر ہے۔  
 (الف) اگر غور کیا جاوے تو یہی دلیل امیر معاویہ اور ان کے متبعین پر منقلب ہوتی ہے۔ کیونکہ جناب امیر کی خلافت  
 کا انعقاد اہل حل و عقد کے اتفاق سے ہوا ہے۔ اور حضرت امیر نے اہل صفین کے مقابلہ میں اسی دلیل کو پیش ہی  
 کیا تھا۔ امیر معاویہ کی شرکت میں چند صحابہ جنکی تعداد جمع قلت سے تجاوز نہیں کرتی اہل شام کے نو مسلمانوں کی  
 جمعیت کو ساتھ (جس کے امور دین میں ماہر ہونے کی نسبت مسعودی علیہ الرحمۃ نے مروج الذهب میں ایک مضحکہ کی  
 حکایت لکھی) جو بدیہ ناظرین ہے قال رجل من اخواننا من اهل العلم کنا فی دمشق الشام نبحث عن معاویہ  
 وعلی رکان قوم من العامة یأتون فیستمعون منا فقال لی ذات یوم بعضهم وکان اعتقادهم واکبرهم  
 الحجة کما تصنیفون فی علی معاویہ فقلت فما تقول فی ذلك قال من ترید قلت علی ما تقول فیہ قال الیس  
 هو ابو فاطمة قلت ومن کانت الفاطمة قال امراة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنت عائشة اخت معاویہ  
 فقلت فما کانت قصہ علی قال قتل غزاة حنین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہمارے اہل علم ہمارے  
 میں سے ایک شخص نے ذکر کرتا ہے کہ ہم دمشق الشام میں جناب امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ کی نسبت بحث کیا  
 کرتے تھے عوام الناس شامی ہماری گفتگو سنا کرتے تھے ایک روز ان میں سے ایک لائبنی ڈاڑھی والا جوان  
 میں نہایت عقلمند سمجھا جاتا تھا اگر ہم سے کہنے لگا کہ کب تک تم علی اور معاویہ کے جھگڑے کو طول دو گے۔ میں نے  
 کہا تیری اس میں کیا رائے ہے۔ کہنے لگا تو کس کی نسبت پوچھتا ہے میں نے کہا علی کی نسبت کہنے لگا وہی علی جو  
 فاطمہ کے باپ تھے میں نے کہا فاطمہ کون تھیں کہنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی  
 بیٹی معاویہ کی بہن۔ میں نے کہا اچھا یہ تو بتا کہ علی کا قصہ کیا ہے وہ بولا غزوہ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے ساتھ جنگ کیا تھا اس سواد عظیم کے خارق متصور نہیں کیے جاتے کہ جس پر تمام افاضل صحابہ اور مہاجرین  
 و انصار اہل حل و عقد کا اجماع ہو چکا تھا۔ پس وہ اہل سنت و جماعت کا گروہ جو امیر معاویہ کے خطا و منکر کے  
 قائل ہیں کیونکر سواد عظیم کے خارق تصور کیے جاسکتے ہیں۔  
 جبکہ اہل صفین کے دہن پر صحابہ کرام و اہل بیت عظام و انصار مدینہ کے سواد عظیم (محققین اہل سنت و  
 جماعت کو نزدیک اجماع و اصل انہیں کے اتفاق ارادے سے مراد ہے) کی مخالفت ہو کسی قسم کا دہرہ نہیں لگتا  
 پس اگر کوئی شخص بعض کتب مشہورہ کے برخلاف اہل صفین کی معدوری کو نہ تسلیم کرے اور بقول مولانا جامی  
 علیہ الرحمۃ سے اٹھائی کہ داشت با حمید۔ در خلافت صحابی دیگر۔ حق در انتخاب دست حمید بود۔ جنگ با او  
 خطای منکر بود۔ کا قائل ہو تو اس کو کیون خارق اجماع کہا جاسکتا ہے۔  
 (ب) حجت خطابیات کی قسم سے ہونہ برہانیات سے ایسے دلائل اقناعیات پر اکٹھا کر لینا امتیاز حجت



والیوم الآخر وجاهد فی سبیل لا یستوفی عند الله ابو حاتم۔ اور ابو شیخ۔ اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ۔  
 اور ابن جریر اور ابن مندہ اور ثعلبی اپنی تفسیر میں اور صادی اسباب النزل میں اور قرطبی اور ابن اثیر طبع  
 الاصول میں اور نسائی سنن میں اور سیوطی درمنثور میں اور حافظ ابو نعیم فضائل صحابہ میں روایت کرتے  
 ہیں کہ جناب امیر اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہم باہم مفاخرت کرنے لگے طلحہ نے کہا میں  
 خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اگر میں جا ہوں تو اسی میں رہا کروں۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں زمرہ کا  
 متولی ہوں اور اسکا نگہبان ہوں پس جناب امیر نے کہا میں نہیں جانتا میں نے چہ پہنچو پیشتر لوگوں کے  
 سے نماز پڑھی ہے اور میں خدا کے رستہ میں جہاد کر نیوالا ہوں پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا  
 کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیرانہ

{ ۱۹ } الذين ينفقون اموالهم بالليل والنهار سرا وعلانية فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف

عليهم ولا هم يحزنون (سورة بقرہ) ترجمہ جو لوگ اپنے مال کو اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں رات کو اور  
 دن کو اور پوشیدہ اور ظاہر پس ان کے لیے انکا اجر ہے ان کے رکے پاس اور انکو ڈر نہیں اور نہ وہ غم کھاتے  
 عن ابن عباسؓ فی قوله تعالیٰ الذين ينفقون اموالهم الخ قال تلت فی علی کانت معہ اربعۃ دراهم  
 فانفق فی اللیل درهما وفي النهار درهما وفي العلانیۃ درهما فانزل الله تعالیٰ هذه الایۃ  
 راخرجه الواحدک و ابو بکر بن مرد و تہ والطبرانی فی المعیار فی مستدایں عباس ابن عباس رضی اللہ عنہ  
 سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کے حق میں نازل ہوئی ہے ان کے پاس چار درہم تھے ایک درہم رات کو  
 انہوں نے خدا کی راہ میں دیا اور ایک درہم دن کو اور ایک درہم پوشیدہ اور ایک درہم ظاہر طور پر  
 پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

{ ۲۰ } سأل سائل بعذاب واقع للكافرين ليس له دافع من الله ذي المعارج (سورة المعارج)  
 ترجمہ ناگاہک ایک ننگے والے نے عذاب کو کہہ دیا کہ ہو نیوالا ہے کافروں کے لیے نہیں کوئی اسکا دفع کر نیوالا۔ عذاب  
 اللہ کی طرف سے جو شیر سیون والا ہے۔

نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ از سفیان بن عیینہ سئل عن قوله تعالیٰ سأل سائل بعذاب واقع  
 واقع الخ فممن نزلت فقال للسائل لقد سالتنی عن مسئلة ما سالتنی احد عنہا قبلک حدثنی الامام  
 ابو جعفر محمد عن ابائہ علیہم السلام ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لما کان بعد یخیم نادى الناس  
 فاجتمعوا فاخذ بید علی وقال زکنت مولا فعلی مولا فشیع فطار فی البلاد وبلغ ذلك الحارث  
 بن نعمان الفهري فاتی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فأنظر راحلته فنزل عنها فقال یا محمد اترتہا عن



سے عجز کی دلیل ہے۔ اس سے مخالفین کی زبان طعن کشادہ ہوتی ہے اہل سنت و جماعت کو مخالف کہہ سکتے ہیں کہ حریان لوگوں نے ایسے دعویٰ بے دلیل اور امر خلاف بدامق پر اتفاق کر لیا ہے تو انکے دوسرے دلائل اور مقدمات مسلمہ ہی اسی قبیل سے ہونگے۔

(ج) اگر اتباع سواد عظم سے صرف اتباع کثرت ارادہ ہے تو یہ بات ہرگز قابل تسلیم نہیں ورنہ حنبلی المذہب جنگی جماعت بمقابلہ احناف کو نہایت قلت کو ساتھ اسلامی دنیا میں آباد ہے۔ من خذ شد فی النار کے مورخ سمجھے جاتے۔

سواد عظم سے اجماع مراد ہے اس بحث میں چند علما کے اقوال نقل کرنے سے اجماع ثابت نہیں ہوتا بلکہ اگر تلاش کیا جائے تو صحابہ کی جماعت کسی صاحب کا پتہ نہیں ملتا کہ اس نے اہل صفین کی رباوت پر کسی قسم کا اشارہ ہی کیا ہو۔ بلکہ جناب امیر کے ساتھ سب صحابہ کرام کی شرکت اور اہل صفین کے مقتلہ کرنے سے بھی متبادر ہوتا ہے کہ سب بزرگوار رضوان اللہ علیہم اجمعین خلیفہ وقت کو ساتھ انکی مخالفت کو بغاوت و رباوت کو عصیان سمجھتے تھے۔ اور انکے ساتھ جنگ کرنا واجب جانتے تھے۔

اسکے ماسوا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت نے انکو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا عمار تقتلک الفتنۃ الباغیۃ یاد دلایا تھا جس سے وہ یقیناً اہل صفین کو۔ خاطی۔ باغی۔ عاصی سمجھتے تھے۔ اور ان کو ایسا سمجھنے میں معیت امام وقت انہوں نے اجماع کر لیا تھا۔ اور انکا اجماع تقتلک الفتنۃ الباغیۃ سے مخصوص تھا۔

## احادیث متعلق شہاد عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

(۱) عن ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلک الفتنۃ الباغیۃ (راخرجہ المسلم والترمدی والنسائی واحمد) ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

(۲) عن ام سلمۃ قالت لما کان یوم الخندق وهو یعطیہم اللبن وقد اغیر شجرہ صدرہ قالت فواللہ ما نسیت وهو یقول اللهم ان الخیر خیر الاخرۃ فاغفر لاصار والمہاجرہ + وقالت جلد عمار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقتلک الفتنۃ الباغیۃ (راخرجہ النسائی) ام سلمۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انیشین اٹھا اٹھا کر دیتے تھے اور آپ کے سینہ اقدس کے بال مبارک غبار آلودہ ہو گئے تھے جناب ام سلمہ فرماتی ہیں واللہ مجھے اب تک یاد ہے



ابن حضرت فرما رہے تھے تحقیق نیکی آخرت ہی کی نیکی ہے اور پروردگار تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے گا اتنے میں عمار  
آئے حضرت ان کو فرمایا بچھو باغی گروہ قتل کریگا ۔

(۳) عن النبی بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ قاتل عمار وسائبہ فی النار راخرجه  
الدیلی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عمار  
کا قاتل اور انکو برا کہنے والا دوزخ میں ہوگا ۔

(۴) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال حدثنی من ہو خیر منی ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ ان رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلک الفتنۃ الباغیۃ راخرجه النساء) ابوسعید رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ  
مجھ سے اس نے بیان کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باغی گروہ قتل کریگا ۔

(۵) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال کنا نعلم المسجد وکنا نحمل لبنۃ لبنۃ وعمار ولبنۃ لبنۃ  
فراہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ینقض التراب عن راس عمار وهو یقول یا عمار الا تحمل کما یحملون  
اصحابک قال انی اریہ الاجرۃ من اللہ قال فجعل ینقض التراب عنہ وهو یقول یا عمار تقتلک الفتنۃ  
الباغیۃ راخرجه الخوارزمی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مسجد نبوی کی تعمیر کر رہے  
ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو  
دیکھا آپ عمار کے سر سے مٹی جھاڑنے لگو اور فرمایا تم کیوں اپنے دوستوں کی طرح سے ایک ایک اینٹ نہیں اٹھا  
عمار نے عرض کیا میں خدا سے اجرت چاہتا ہوں حضرت نے انکے سر سے مٹی جھاڑ کر فرمایا اسے عمار تجھے باغی  
کا گروہ قتل کرے گا ۔

(۶) عن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین  
والمارقین فقلنا یا رسول اللہ امرتنا بقتال هؤلاء فممن قال مع علی ابن ابیطالب معہ یقتل عمار  
ابن یاسر راخرجه بن عساکر فی تاریخہ) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حکم دیا ہم نے عرض کیا  
یا رسول اللہ حضور نے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لیے تو حکم دیا ہے مگر کس کی معیت میں فرمایا  
علی بن ابیطالب کی معیت میں اور انکو ساتھ عمار بن یاسر ہی قتل ہونگے ۔

(۷) عن حبتہ العرفی قال قلت لحذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ حدیثنا فانما نخاف القتل فقال  
علیکم بالفتنۃ التي فیہا ابن السمیۃ فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تقتلہ الفتنۃ الباغیۃ



راخرجه ابو بکر بن مردویہ (ح) بن عری ناضل میں کہ میں نے خدیف بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں کچھ بتا دو کیونکہ ہم فتنوں سے ڈرتے ہیں وہ کہنے لگے تم کو لازم ہے کہ اس گروہ کے ساتھ رہو جس میں ابن نمیہ یعنی عمار بن یاسر ہیں کیونکہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا ہے کہ تجھے باغی گروہ قتل کر لے گا۔

(۸) عن جبة العری قال شهد خرمیة فی الجمل وهو لایسل سیفه وشهد صفین وقال لا اسلی ابدا حتی یقتل عمار فانظر من یقتله فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یقتله الفئۃ الباغیة قال فلما قتل عمار قال خرمیة قد ظهرت لی الضلالة ثم اقاتوب فقال حتی قتل راخرجه الخوارزمی (رحمہ) جبة العری نقل کرتے ہیں کہ خرمیہ رضی اللہ عنہ جبل میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے پیام کے شمشیر نکالی اور پہر صفین میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں کہی تلوار پیام سے باہر نہیں نکالوں گا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائیں۔ میں نے کہا کہ کون انکو شہید کرتا ہے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہوں کہ انکو باغیوں کا گروہ قتل کر لے گا جب عمار شہید ہو گیا خرمیہ کہنے لگے اب مجھے گمراہی ظاہر ہو گئی ہے پہر بڑبڑا کر گئے اور شہید ہو گئے۔ انا لله وانا الیہ راجعون

(۹) عن محمد بن عمار بن خرمیة بن ثابت قال شهد خرمیة الجمل وهو لایسل سیفه وشهد صفین ولم یقاتل وقال لا اقاتل حتی یقتل عمار فانظر من یقتله فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یقتله الفئۃ الباغیة فلما قتل عمار قال خرمیة قد ظهرت لی الضلالة ثم تقدم فقاتل حتی قتل رستم ابن الاثیر فی اسد الغابة واحمد) عمار بن خرمیہ بن ثابت الانصاری ہو مقول ہے کہ خرمیہ جبل میں حاضر تھے لیکن انہوں نے اپنی تلوار نکالی اور پہر صفین میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں نہیں لڑوں گا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائیں میں دیکھتا ہوں کہ انکو کون شہید کرتا ہے کیونکہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کر لے گا جب عمار شہید ہو گئے خرمیہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اب گمراہی کا مجھ پر اظہار ہو گیا ہے۔ پہر خرمیہ بڑبڑا کر گئے اور قتل ہو گئے۔

(۱۰) عن عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی ستقاتک الفئۃ الباغیة وانت علی الحق فمن لا ینصرك فلیس منی راخرجه بن عساکر فی تاریخہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی غمقرب تو باغیوں کے گروہ سے لڑ لے گا اور تو حق پر ہو گا جویر مدد نہیں کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہو گا۔

(۱۱) عن ابی عبد الرحمن قال شهدنا صفین مع علی فرأیت عمار بن یاسر لا یأخذ فی نلجة ولا واد من ادویۃ صفین الا رأیت احباب النبی صلی الله علیه وسلم یتبعونه کانه علم لهم راخرجه بن الاثیر



فی اسد الغابہ) ابو عبد الرحمن نازل ہیں کہ میں صفین میں حاضر تھا میں نے دیکھا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ صفین کے کسی سیدان کی طرف نہیں جاتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان کے ساتھ ساتھ نہیں ہوتے تھے کو یا کہ وہ ان کے لیے بمنزلہ ایک نشان کرتے تھے \*

(۱۲) عن ابی البخاری قال قال عمار بن یاسر یوم حنین استونی فاتی بشریة لبن فقال از رسول الله صلی الله علیہ قال انوشریة تشریها من لدنیا بشریة لبن وشریها و قال ابو عبد الرحمن قال عمار الیوم القی الاحیة محمد و حزیه و قال لما قتل ادفنون فی ثیابی فانی مخاصم راسد الغابہ ابی البختری سے منقول ہے کہ صفین کے روز عمار بن یاسر کہنے لگے مجھے کہہ دو پس ان کے پاس پانی ملا ہوا دودھ لایا گیا عمار کہنے لگے یہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیرا آخری شربت جو تو دنیا سے پیے گا دودھ ہوگا۔ پس عمار نے پی لیا۔ اور ابو عبد الرحمن نازل ہے کہ اس وقت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا آج عاشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے ملاقات کر نیکی اور حب و شہید ہونے کے لیے کہنے لگے مجھے میرے کپڑوں ہی میں دفن کرنا تاکہ قیامت میں میں انہیں کپڑوں میں جھکڑاؤ

**تنبیہ**۔ قال ابن الاثیر کان عمرہ یوم ثلث اربع و تسعین سنة و قیل ثلاث و تسعون و قیل احدى و تسعون۔ ابن الاثیر اسد الغابہ میں لکھتے ہیں کہ ان کی عمر اس روز چورانوین برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں

و قد اختلف فی قاتله فقیل قتله ابو الغادیہ المزنی و قیل الجھنی طعنه فسط فلما وقع ركب علیہ لخن فاجتذ رأسه فاقبل اجتذ کل واحد منهما یقول انا قتلتہ فقال عمرو بن العاص ان یقتله ان الی النار۔ و الله لو دت انی مت قبل هذا الیوم لخرین سنة راسد الغابہ) اور ان کے قاتل میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ ابو الغادیہ المزنی نے قتل کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جہنی نے انکو نیزہ مارا تھا حریہ گر گئے نو دوسرے ایک شخص نے اپنے زہر پکڑا انکا سر کاٹ لیا پس وہ دو زنجیر لگاتے ہوئے آئے ہر ایک ان میں سے بھی دعوی کرتا تھا کہ میں نے انکو قتل کیا ہے عمرو بن عاص کہنے لگا و الله یہ دونوں نہیں جھکڑتے مگر دوزخ میں گر نیکی یہ و الله میں اگر بیس برس اس سو پہلے مر جانا اچھا سمجھتا

(۱۳) عن عبد الله بن الحارث قال انی لساثر مع عبد الله بن عمرو بن العاص معاویة فقال عبد الله بن عمرو سمعت رسول الله صلی الله علیہ یقول عمار تقتله الفئة الباغیة قال عمرو یا معاویة انسمع ما یقول هذا فجذب به فقال یخن قتلناہ انما قتله من جاد بہ (اخو جہ احمد والنسائی) عبد الله بن الحارث کہتا ہے کہ میں عبد الله بن عمرو بن العاص کے ساتھ سفر میں تھا عبد الله نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمار کی نسبت فرمائی ہے کہ سناتھا کہ اسکو باغیوں کا گروہ قتل کریگا عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا سننے پر یہ کیا کہہ رہا ہے معاویہ نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کہا میں نے قتل کیا ہے اس نے قتل کیا ہے جواب سے اپنے ساتھ لایا تھا \*



(۱۴) عن عبد الله بن عمر بن الخطاب قال لابي حنيفة قتل عمار وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قال  
 فقال عمر لعاص بن معاوية اتعم ما يقول عبد الله فقال انا قتله من جاء به وتمعه اهل الشام فقالوا انما قتله من  
 جاء به فبلغت علياً فقال يكون النبي صلى الله عليه وسلم قاتل حمزة لانه جاء به (اخرجه الخوارزمي) عبد الله بن  
 عمر بن الخطاب بن بابويه كهنه لگا جیہ عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ جو کچھ کہنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما  
 تھا فرمایا ہے عمر بن الخطاب سے کہنے لگا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے معاویہ کہنے لگا کیا کہنے عمار کو مارا ہے  
 اس شخص نے مارا جو اس کو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ یہ بات شامیوں نے سنی وہ بھی یہی کہنے لگ گئے کہ عمار کو اس نے  
 قتل کیا جو اسے اپنا ساتھ لایا تھا۔ جبکہ جناب امیر نے یہ بات سنی فرمایا پس حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم تھے کیونکہ حضرت ہی انکو لڑائی کے لیے بھیجے تھے۔

(۱۵) عن علقمة والاسود قال اتينا ابا ايوب الانصاري، رضي الله عنه عند منصوره عن صفين فقلنا  
 يا ابا ايوب ان الله ارسلك بنزول محمد صلى الله عليه وسلم في بيتك والحيى ناقته تقض الامانة واكرامك  
 حتى اناخت على بابك دون الناس فوجئت بسيفك على عاتقك تضرب اهل لانه الا الله فقال يا  
 هذان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امرنا بقتال ثلاث سمع على الناكثين والقاسطين والمارقين  
 فاما الناكثون فقد قاتلناهم اهل الجمل والقاسطون فها نحن نصرنا من عندهم والمارقون فهم  
 اهل الطرقات والنخيلات واهل النهران والله ما ادرى اين هم وكن لا بد من قتالهم ان شاء الله قال  
 وكان في بيتي رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس في البيت غير رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى جالس  
 عن يمينه وانا عن يساره والناس قائمون بين يديه اذ تحرك الباب فقال صلى الله عليه وسلم انظروا اين من في  
 الباب فخرج النفر فقال هذا عمار بن ياسر فقال افتخر لعمار الطيب المطيب ففتحه اس ودخل عمار فسلم على  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجبه رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال انه سيكون من بعدك فتنة فامتنع  
 حتى يختلف السيف فيما بينهم ويقتل بعضهم بعضا فاذا رأيت يا عمار ذلار فعليك بهذا  
 الاصلح وان سلك الناس على واد فاسلك وامي على ان عليا لا يردك عن هذا ولا يدلك على  
 ردى يا عمار طاعت علي طاعتك وطاعتني طاعت الله يا عمار من يقلد سيفاً عار به عليه على  
 علم قلده الله تعالى يوم القيمة وشاهدين من درود من يقلد سيفاً اعان به على قاره الله يوم  
 القيامة وشاهدين من نار راخرجه و ابن عساكر وزاد الخوارزمي يا عمار تقتلك الفئة الباغية وانت  
 على الحق والحق معك علقمة اور اسود کہتے ہیں جیسا ابوبکر انصاری نے خاصہ عن صفین سے فرمایا ہے ہم  
 انکے ملنے کو گئے سمجھتے ان کو کہا کہ ابوبکر پیشک آچکے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرودکش ہوئے



سے پروردگار نے آپ پر بڑا کرم کیا اور دوسرے گہر کے واحضرت کی اونٹنی آپ کے دروازہ پر بیٹھ گئی یہ خدا کا خاص فضل تھا آپ کے لیے اب آپ کلمہ کہنے والوں کو قتل کے یو کندہ ہے یہ تلوار رکھ کر آئے ہیں ابویوب کہنے لگے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بیعت جناب امیرناکشین اور قاسطین اور یارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فرمایا تھا پس ناکشین صحابہ جمل ہیں۔ اور قاسطین یہ ہماری واپسی انکے پاس ہوئے اور یارقین اہل طرقا اور خلیل اور اہل نہروان ہیں واللہ نہیں معلوم کہ اس وقت وہ کہاں ہیں۔ لیکن انشاء اللہ انکے ساتھ ہی جنگ کرنا ضروری ہے۔ پھر ابویوب کہنے لگے کہ میرے گہر میں حضرت رونق افروز تھے اور علی وہنے طرف بیٹھے ہوئے تھے اور میں بائیں طرف تھا۔ اللہ سامنے کہے تھے ناگمان دروازہ ہوا حضرت کو فرمایا احوال اللہ یہ دروازہ پر کون ہے اللہ باہر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عمار بن یاسر میں حضرت نے فرمایا عمار پاک اور پاکیزہ کرنے والے کے لیے دروازہ کھولے۔ عمار نے حاضر ہو کر حضرت کو سلام عرض کیا حضرت فرمایا سلام اور مرحبا لکھ فرمایا اے عمار عنقریب میری امت میں فتنہ ہوگا یہاں تک کہ لوگوں میں تلوار چل جائے گی اور ایک دوسرے کو قتل کریگا اے عمار جب تو لوگوں کو دیکھے کہ اپنا اپنا رستہ چلے ہیں تجھے لازم ہے کہ اس صلح یعنی جناب امیر کا ساتھ اختیار کرے۔ علی تجھے ہدایت سونپیں پھر لگا۔ اور برائی کی طرف رہنمائی نہیں کریگا۔ اے عمار علی کی اطاعت میری اطاعت ہو اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہو اے عمار اگر کوئی شمشیر اسیلے حامل کرے کہ اس سے علی کی اعانت کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے موتیوں کی حامل بنائے گا اور اگر کوئی اسیلے شمشیر حامل کرے کہ اس سے علی کے دشمنوں کی مدد کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آگ کی حامل سکی گردن میں ڈالے گا۔ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں یہ الفاظ اور زیادہ روایت کیے ہیں کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا اور توحق کے ساتھ اور حق تیری ساتھ ہوگا (۱۶) عن عبد اللہ بن حبیب قال اخبرني ابي قال قال ابن عمر حين حضره الموت ما اجد في نفسي من الدنيا الا اني لما قاتلت الفتنه الباغية راسا للغابه عبد الله بن حبیب کہتا ہے کہ مجھے سے میرے باپ نے بیان کیا ہے کہ حبیب بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا کہنے لگے مجھے دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں مگر یہ کہ میں باغی گروہ کے ساتھ نہیں لڑا۔

(۱۷) عن الاسود بن مسعود بن حنظلة بن خويلد قال كنت عند معاوية فأتاه رجلا ن پختمان فی راس عمار يقول كل واحد منهما انا قتلتہ فقال عبد الله بن عمر لم يطلب احدكم نفسا ام صاحبه فاني سمعت رسول الله عليه السلام يقول لعمار تقتلك الفتنة الباغية راسا لغيره النساء (۱۸) مسعود بن مسعود بن حنظلة بن خويلد نقل ہے کہ میں سعادیہ کے پاس موجود تھا کہ وہ شخص عمار کے سر کے لیے جھگڑتے ہوئے آئے ہر ایک



ان میں نہی کہتا تھا کہ میں نے انکو قتل کیا ہے عبداللہ بن عمر و کہنے لگا تم دونوں میں سے ایک کو خوش نہونا چاہیے دوسرے دوست کی ذلت پر کیونکہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عمار کو فرما رہے تھے کہ اسے عمار چھوٹے باغیوں کا گروہ قتل کر لیا ۔

قال الامام ابوالمعالی فی کتاب الارشاد حدیث تقتلک الفئة الباغية هو من اثبت الاخبار باسم الوالمعالی کتاب ارشاد میں لکھتے ہیں کہ حدیث تقتلک الفئة الباغية نہایت ثابت شدہ احادیث میں سے ہے ۔

قال العلامة بن عبد البر فی الاستیعاب ونوارت الاخبار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال یقتل عمارا الفئة الباغية وهذا اخبار بالقیب اعلام نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو من اصحاب الاحادیث علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ شیخا میں لکھتے ہیں متواتر حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہوئی ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے عمار کو باغیوں کا گروہ قتل کر لیا۔ اور یہ حضرت کی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے اور نہایت صحیح احادیث میں سے ہے (تنبیہ) بعض متاخرین نے جو باغی کی ایک طویل دلیل تاویل کی ہے اس پر نہی آتی ہے صحابہ کرام کو ہرگز اسکا خیال تک ہی نہیں تھا۔

ابن طلحة الشافعی رحمۃ اللہ علیہ طالب رسول میں لکھتے ہیں قبل معاوية كان من كتاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم وكان خال المؤمنين فكيف يحكم عليه وعلى من معه بكونهم يقتال على بغاة في غلهم جائس عن سنن الصواب يقصدهم قاصدين بما ارتكبوا من فهم الجبان في زمره الخارجين عن طاعة ربهم قلت لما حكم عليهم بصفة البغي ولو ازمها وصنعوا افتراء واختراعاً بل حكمت بهما نقلوا واتباعاً فانه روى الأئمة الأعيان من الحديثين في مسانيدهم الصحاح احاديث متعددة ترفع كل واحد منهم حديثه بسند الى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال بعاد بن ياسر تقتلک الفئة الباغية وهذا الاحاديث لا تخطئ في اسنادها ولا اضطراب في متونها فثبت بها ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم وصف الفئة القاتلة عماراً بكونها باغية وصفة البغي لا ينفك عنها وهي لا زورها۔ والبغى عبارة عن الظلم وقصد الفساد فكل من كان باغياً كان ظالماً جائراً وكان قاسطاً خارجاً عن طاعة ربه فتكون الفئة القاتلة عماراً متصفة بهذه الصفات بخلاف الصادق المصدوق (انتهى كلامه) خلاصہ کلام فاضل ہے کہ اکثر یہ بات کہی جاتی ہے کہ امیر معاویہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب اور مسلمانوں کے ناموں پر تو تم انہیں اور انہیں متبعین پر۔ علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے میں کس طرح سے بغاوت کا حکم لگانے ہو کہ وہ اپنے نفل میں راہ صواب پر بیٹھے ہوئے اور قصد بغاوت کو نہ تکب اور خدا کی اطاعت سے خارج ہو نیوالوں کے گروہ میں داخل ہو نیوالے چھے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے انہیں بغاوت کی وصف



اور اسکے لوازمات کا حکم بناوٹ اور جھوٹ اور اپنی طرف سے گٹر کر نہیں بلکہ سینے پر حکم بوجہ قتل اور اتباع کے کیا ہے۔ جبکہ محدثین میں سوشہورائے نے اپنی صحیح سند میں متعدد حدیثوں کے درمیان روایت کیا ہے اور ہر ایک ان میں سے اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے کہ عمارؓ فرمایا تھا تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ یہ ایسی حدیثیں ہیں کہ جنگی اسناد میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہے۔ اور ان احادیث و مستون میں ہی کسی قسم کا اضطراب نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے گروہ کا وصف باغی ہونیکے ساتھ قرار دیا ہے۔ اور یعنی کا وصف اس گروہ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس گروہ کے لیے یہ وصف لازم ہے۔ اور بغاوت کے معنی ظلم اور کثرت فساد کے ہیں پس جو شخص کہ باغی ہے وہ ظالم اور جائز اور عدل سے تجاوز کرنے والا ہے اور خدا کی اطاعت کے خارج ہو گیا ہے۔ پس عمار کے قتل کرنیوالوں کا گروہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ان صفات کے ساتھ بہت صاف تھا۔

بعض علما کا قول ہے کہ اہل صفین میں سے جو اشخاص کہ وصف صحابیت کہتے ہیں انکے ان افعال و اعمال میں بہتر ہے کیونکہ وہ لوگ اگرچہ باطل پر تھے لیکن اس فعل میں متادل تھے۔ یعنی انکو اپنے لطلان کا علم نہیں تھا۔ ورنہ وہ ہرگز ایسا ارتکاب نہ کرتے جنہاں علامہ زبیدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں دکان علی الحق و معاویۃ علی الباطل الا انہ کان متادل ای غیر عالما بطلانہ فیما یفعل یعنی جناب امیر حق پر تھے اور امیر معاویہ باطل پر تھا مگر اپنے فعل میں تاویل کرنے والے تھے یعنی اسکو اپنے لطلان کا علم نہیں تھا۔

لیکن یہ بات ہرگز صحیح نہیں آتی کہ جب جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور امیر معاویہ کو معلوم ہوا کہ انکی شہادت ہمارے گروہ کے ہاتھوں سے واقع ہوئی ہے۔ اور انکے قاتلوں کی نسبت حضرت نے فتنہ باغیہ کا حکم لگایا ہے جس کا خود انکو بھی علم حاصل ہو گیا تھا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ پھر کونسی ایسی تاویل تھی جو ان کو اس جنگ پر مجبور کر رہی تھی؟

اب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ شاید انکو جناب عمار کی شہادت کی خبر نہ ملی ہو یا اسکے متعلق حسب قدر کہ احادیث وارد ہوئی ہیں ان سے انکو علم نہ حاصل ہوا ہو؟

لیکن یہ امر بایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے انکو ان احادیث کا بخوبی علم تھا۔ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی رحمہما اللہ کی حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمر بن العاص نے انکو اس حدیث سے مطلع کر دیا تھا۔ یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس فعل سے اغماض کیا جاتا ہے وہ سرگز عمل خیر نہیں ہو سکتا کہ جس کا عامل خدا سے اجرا پا سکتا ہے بعض علما اس محاربت اور مخالفت کو حرام جانتے رہے ہیں شرح مواقف میں میر سید شریف علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں واللہ علیہ الجھوم من الامة هوان المحطی قتلہ عثمان و عجا بوا علی لانہما اما مان فیحرم القتل والمخالفة قطعاً



الا ان بعضهم كالقاضي ابى بكر ذهب الى ان هذه الخطية لا يبلغ حد الفسق ومنهم من ذهب الى التفسير كذا  
 وكثير من اصحابنا يعني جمهور است اس بات يرتفق بين عثمان بن عفان رضي الله عنه كقائل اور جناب امیر علیہ السلام کے  
 ساتھ جنگ کرنیوالے خطا کا رہتے۔ کیونکہ وہ دونوں امام تھے۔ اور ان سے مخالفت کرنا اور لڑنا قطعاً حرام تھا  
 مگر بعض شخص مغل قاضی ابوبکرؒ کی اس طرف گئی ہیں کہ یہ خطا فسق کی حد تک نہیں پہنچتا اور بعض جیسے کہ  
 شیعہ اور ہم اہل سنت و جماعت میں سو بہت سو آدمی اسکے فسق ہونیکے بھی قائل ہیں \*  
 بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں جناب امیر سے جنگ کرنیوالوں نے آخر کار اپنی خطا سے رجوع کیا تھا \*  
 بعض کہتے ہیں کہ انکے خطا کی تاویل کرنا چاہیے \*

بعض علما انکو اس اجتہاد میں معذور بلکہ عند امر باجور سمجھتے رہے ہیں \*

پس ایسی صورتوں میں یہ کہنا کہ امیر معاویہ کے خطائی الاجتہاد پر اجماع ہو چکا ہے اور انکے خطا و منکر کے  
 قائل ہونیوالے کو خارق اجماع قرار دینا نفس الامر کے بالکل خلاف ہے۔ جو لوگ کہ خطائی الاجتہاد کے قائل  
 ہوئے ہیں انکی کثرت صرف اسوجہ سے نظر آتی ہے کہ انکو مذکورہ الصدر او امام میں سو کوئی نہ کوئی وہم لاحق  
 ہوا ہے جسکی وجہ سے انکو یہ سہل اختیار کرنا پڑا ہے۔

دوسرے لوگوں نے انکو اقوال کو اسوجہ سے رد نہیں کیا کہ اول تو کوئی غرض دینی اس بحث کو متعلق نہیں  
 تھی جس میں انکو مذکورہ ضروری معلوم ہوتا۔ دوم اس دو قدم میں بعض لوگوں کے عیوب ظاہر کرنے پر  
 تھے جنہر کہ صحابیت کرافظ کا اطلاق ہوتا تھا اسلیے ان لوگوں نے خاموش رہنے کو بحث کرنے پر اختیار  
 کیا۔ انکے بعد انکے اخلاف بغیر اسکے کہ اپنے اسلاف کے مرکز خاطر کو سمجھتے اسی لکیر کو پیٹتے رہے۔

اسکے سوا ہم لوگوں کی کتب میں اس قدر وسیع نہیں اور نہ متقدمین کی کل کتابیں ہمکو دستیاب ہو سکتے  
 ہیں کہ طبقہ اولیٰ سے علماء متاخرین تک کے اقوال اس بحث کو متعلق ہماری نگاہوں سے گزرے ہو  
 پس کس طرح سے بالبحریم یہ کہا جاسکتا ہے کہ کثرت آراء امیر معاویہ کے خطائی الاجتہاد کی طرف ہے \*

معند اگر تلاش کیا جائے تو اکثر ایسے محدثین بھی نکلیں گے جنکی رائے خطائی الاجتہاد ہی کی طرف رجحان  
 رکھتی ہے۔ چنانچہ حافظ محمد بن صلاح الاسیر الیمانی الصنعانی کتاب روضة النذیر شرح التحفة العلویہ میں

لکھتے ہیں قال النواصب قد اخطأ معاویة في الاجتهاد واخطأ فيه صاحبه والعفو في ذلك

مرجوع لفاعله وفي اعالي جنان الخلد رآه قلنا كذا ثم فلم قال النبي لنا في النار قاتل

عمار وسالبه وما ساد عوى الاجتهاد لمعاوية في قتاله الا كد عوى ابن حزم ان ابن سبعم اشتكى لآخر

مجتهد في قتله لعل كما حكاه عنه الحافظ بن حجر في تلخيصه واذا كان من ارتكب هواه ونفوس



بأطلاير وجه نيه ما يراه اجتهدا الميق في الدنيا مبطل ادلا بات احد منكر الا وقد اهدى لغيره  
 ناصبي لروه كل لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ اگر درست خطانی الاجتہاد سرزد ہوا ہے جس کا فعل کے یہی خدا کو عفو کی امید کیجا سکتی ہو اور وہ جزع خلد  
 کے درجات عالی میں ہو گا ہم کہتے ہیں تم لوگ جھوٹ بکتے ہو اگر تمہارا قول سچ ہے تو پھر حضرت نے مجھے کیوں فرمایا تھا کہ عبد کا قاتل اور اس کی مقتول ہو  
 بعد اسکے متیار لیجا نیوالا جہنم میں ہو گا امیر معاویہ کے لیے الگ جنگ کے بارے میں اجتہاد کا دعویٰ کرنا ایسا ہی جیسے کہ ابن حزم باوجود ستر علم و فضل  
 کے ابن بلج شقی الآخرین کو جب بامیر کے قتل میں مجتہد قرار دیا ہو چنانچہ ابن حجر نے بغض میں ابن حزم سے کہا کہ تو نقل کیا ہو جبکہ کوئی شخص اپنے  
 ہوا دھوس کے گھوڑے پر سوار ہو کر ہذیان مکنیا شروع کرے تو جس کو چاہے اجتہاد کہے ایسی ایسی تاویلات سے دنیا میں  
 کوئی امر باطل نہیں رہیگا جس کے لیے عذر نہ گہر لیا جائے۔

قال عمر بن مظفر الوردی فی تہتمہ المختصر فی اخبار البشر فیہا ای فی شئہ سبع وسبعین ومائۃ توفی  
 بالكوفۃ ابو عبد اللہ شریک بن عبد اللہ بن ابی شریک توفی القضا ایام المہدی ثم عزله الہادی وکان  
 عالما عادلا کثیرا لصواب ذکر عندہ معاویۃ بالعلم فقال لیس یحلیم من سفہ الحق وقال  
 علیا عمر بن مظفر الوردی کتاب تہتمہ المختصر فی اخبار البشر من لکتابہ کہ قاضی شریک کا شہدہ میں انتقال ہوا ہو وہ مہدی بالمدہ کی حالت  
 کے زمانہ میں قاضی بغداد تہ نہایت ہی عالم منصف کثیر لصواب حاضر الحجاب تہ کسی شخص نے ان کے پاس ذکر کیا کہ امیر معاویہ بڑی ہی  
 حلیم تہ وہ کہتے لگے جو شخص کحق سے نادان نہجائے اور حضرت علیہ السلام سے جنگ کرے وہ ہرگز حلیم نہیں  
 ہو سکتا۔

امیر معاویہ کو ہم ہی صحابی اور خال مومنین جانتے ہیں۔ خدا پر رحم کرے۔ ان کے بعض افعال سے دل لرزتا ہے  
 لیکن بلحاظ شریعت کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ ان کے خطائے منکر مرزد ہوئی ہے۔  
 اس کا یہ کہے سوا ان سے بعض امور ایسے سرزد ہوئے ہیں کہ جنگ کے بیان کرنے سے دل کانپ اٹتا ہے مثلاً  
 جناب امام حسن علیہ السلام جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دلوانا جس کی نسبت علامہ ابن عبد البر نے  
 استیعاب میں اور سعودی نے مروج الذهب میں لکھا ہے قل قتادة سم الحسن بن علی سمته امرأۃ الجعدہ  
 بنت الاشعث وقالت لحائفة کان ذلک بتدسیس معاویۃ یعنی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی  
 علیہ وعلیہ السلام کو انکی زوجہ جعدہ بنت الاشعث نے زہر دیا اور ایک ظالمہ کا مل ہے کہ یہ زہر دنیا معاویہ  
 کی لاگ ہوتا۔

علی بن احمدر بن عدی جیسے مستجاب الدعوات صحابی کو جنگی نسبت علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں  
 قال احمد قلت لبحی بن سلیمان ابلغت ان حجرا کان مستجاب الدعوی قال نعم وکان من افاضل اصحاب  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی احمد کہتے ہیں کہ سینے سے پوچھا گیا تمہیں معلوم ہے کہ حجر مستجاب الدعوی



اللہ عزوجل انشہد ان لا اله الا الله وانك رسول الله فقبلنا منك وامرنا ان نصلی خمساً فقبلنا  
 منك وامرنا بالزکوۃ فقبلنا منك وامرنا ان نصور رمضان فقبلنا منك وامرنا بالحد فقبلنا  
 منك ثم لم ترض بهذا حتى رفعت بضیع ابن عمك نفضلہ علینا فقلت من كنت مولاه فعلی  
 مولاه فهذا شیء منك امر من الله عزوجل فقال النبی صلی الله علیہ والہی وسلم لا اله الا هو ان  
 هذا امر الله عزوجل فوالی الحارث بن نعمان المفہر یرید ان یحلفنہ وهو یقول اللهم ان كان  
 ما یقول محمد صلی الله علیہ وسلم حقاً فامطر علینا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل  
 راحلہ حتی رماہ الله عزوجل بحجر سقط علی ہامئہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل الله عزوجل  
 سال سائل بجداب واقع للكافرين لیس دافع من الله ذی المعارج امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ  
 تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے آیت سال سائل کہ بار میری پوجا کہ یہ آیت  
 کس کے حق میں نازل ہوئی ہے وہ سائل ہو کہنے لگے تو نے مجھ کو ایسا مسئلہ پوجا ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے نہیں  
 پوجا امام جعفر محمد باقر علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد سے روایت فرماتے ہیں کہ جب آپ حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو جمع کیا کہ من كنت مولاه فعلی مولاه کی حدیث گوارشاد فرمایا اور یہ حدیث سب  
 کہیں پہنچ گئی۔ حارث بن نعمان القمیری یہ سن کر حضرت کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا اور اپنی اونٹنی کو تھما  
 حضور سے عرض کرنے لگا یا محمد آپ ہمیں لا الہ الا اللہ پر گواہی دینے کے لیے حکم دیا ہم نے اس بات کو بھی آپ  
 مان لیا پھر آپ ہمیں بائچ نمازون کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ سے مان لیا پھر آپ ہم کو زکوۃ دینے کے لیے  
 کہا ہم نے وہ بھی آپ کا کہنا قبول کیا پھر آپ ہم کو حج کرنا حکم دیا ہم نے وہ بھی مان لیا پھر آپ رمضان کے  
 روزے رکھنے کے لیے کہا ہم نے وہ بھی قبول کر لیا۔ پھر آپ اضحیٰ ہوئے اور آپ اپنے ابن عم کے بازو کو پکڑ کر  
 اٹھایا اور انکو ہم پر آپ فضیلت دی اور من كنت مولاه فعلی مولاه ارشاد فرمایا۔ آپ یہ حکم آپ کی طرف سے  
 یا خدا نے حکم دیا ہے حضرت نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں یہ خدا کا حکم ہے حارث بن نعمان  
 یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کی طرف لوٹ آیا۔ ان خدا اگر جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سچ ہے تو سعادۃ  
 ہم پر آسمان سے تیرا سایہ ہمیں دردناک عذاب پہنچا ہے اونٹنی کے پاس پہنچا خدا تعالیٰ نے اس پر ایک آسمانی  
 پتھر پینکا جو اس کے سر پر لگا اور برکی راہ سے نکل گیا پس خدا تعالیٰ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی مانگا ایک  
 مانگنے والے نے عذاب کو کہ وہ کافرون کے لیے ہو نہ لایا ہے اسکو کوئی دفع کرنے والا نہیں۔ عذاب اللہ کی  
 طرف سے ہے جو شیریں و لالہ ہے۔

{۲۱} یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (سورہ مائدہ) ترجمہ ہے رسول پہنچا دی اس



تھے وہ کہتے تھے ہاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب میں سوتے بیٹھا ہوں گے اور پیاس  
سے مروانا چنانچہ علامہ حریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن ابی سعید الخدری عن معاویہ بن جحش عن  
علی عاکثہ فاستأذن علیہا فاذنت لہ فلما قعد قالت لہ یا معاویہ ایا ما خشیت اللہ فی قتل حبیب  
ابن عدی و اصحابہ یعنی سعید بن مفری روایت ہے کہ معاویہ نے جبکہ حج کیا جناب ام المومنین عاکثہ  
صدقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے اذن طلب کیا جناب ام المومنین نے اذن عطا فرمایا  
حربہ بیٹھ گیا فرمانے لگے اے معاویہ تجھے حج پر عدی اور اسکے دوستوں کے قتل کرنے میں خدا کا  
خوف نہ آیا۔

انکے سوا انکے بعض محدثات ایسے ہیں کہ جنکے سنو سے دل سخت بیکار ہوتا ہے چنانچہ جناب سرور کائنات  
صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو توڑنا جسکی نسبت علامہ حریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن سعید بن دینار قال  
قال معاویہ انی رأیت منبر رسول اللہ ﷺ وعصاء لایترکان بالمدینۃ و ہم قتلہ عثمان و اعداؤہ  
فلما قدم طلب لہا و فی عند سعد القرظ فجامد ابو ہریرہ و جابر بن عبد اللہ فقالا لہ انک کرک اللہ غرہا  
ان تفعل هذا فان هذا لا یصلح فخر منبر رسول اللہ ﷺ من موضعہ و مخرج عصاء  
الی الشام فانقل المسجد فاقصر و زاد فیہ ست درجات فھو الیوم ثمانی درجات فاعتد للناس مصا  
صنع یعنی سعید بن دینار نقل ہے کہ امیر معاویہ نے کہا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ  
علیہ وسلم کے منبر اور عصا کو مدینہ میں نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ یہ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور دشمن  
ہیں جب عصا کو کہ سعد بن قرظ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا منگوایا ابو ہریرہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما  
اگر کہنے لگے ہم تجھے خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اس امر کو مرت کر۔ کیونکہ جس مقام پر حضرت نے اپنے منبر مبارک  
کو نصب فرمایا ہے اس مقام سے ہٹانا اور آپکے عصا مبارک کا شام میں لیجانا اچھا نہیں ہے۔ لیکن معاویہ  
نے منبر کو توڑ کر اسکے چہرہ درجہ اور بڑا دیے اب وہ جھل آٹھ سیر بیونکا ہے۔ پھر لوگوں کے پاس اپنے ہر  
ارتکاب کا عذر پیش کیا۔

اسی طرح سے لوگوں کا حضی کرانا بھی انہیں کے محدثات میں سے ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ  
المخلفاء میں لکھتے ہیں وفي الاوائل للعکری قال معاویہ اول من اتخذ الخصیان لخاص خدمتہ یعنی  
عسکری کتاب الاوائل میں لکھتے ہیں کہ پہلے اسلام میں جس نے کہ آلت کٹی حضی خواہ ہر اپنی خدمت خاص  
کے لیے مقرر کیے وہ امیر معاویہ ہیں۔

علی ہذا بخلاف منبر شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وقیعہ کی سنت پر بخلاف عہد نامہ جناب امام



علیہ السلام اپنے ناخلف زید علیہ کو ولی عہد بنانا اور اس کے لیے بیعت لینا بھی انہیں کے محدثات سے ہے ۔  
 اخراج البخاری والنسائی وابن ابی حاتم فی تفسیرہ واللفظ لہ من طرق ان مرثان خطب بالمدينة وهو  
 علی الحجاز من قبل معاویہ فقال ان امیر المؤمنین قد رای ان یستقیم علیکم ولان زید سنتہ ابی بکر  
 وعمر فقام عبدالرحمن بن ابی بکر فقال سنتہ کسری وقیصران ابابکر وعمر لم یجعل فی اولادہما ولا فی احد  
 من اهل بیتہما امام بخاری اور نسائی اور ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں اور لفظ ابن ابی حاتم کی کوثری  
 ہیں کہ مروان بن الحکم نے خطبہ پڑھا وہ ہوقت معاویہ کی طرف سر حجاز کا عامل تھا کہنے لگا امیر معاویہ نے مناسب  
 سمجھا ہے کہ اپنے بیٹے زید کو اپنے بعد تمہارا خلیفہ بنائے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر عبدالرحمن  
 بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ نصیر و کسری کی سنت پر کہو کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے اولاد یا ان کی میت  
 میں سے کوئی نہ لگا کر کوئی گویہ زید کہنا ہی برا کیوں نہ ہو۔ لیکن امیر معاویہ کا زید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانا حضرت ابوبکر  
 اور عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کو سواقی تھا کیونکہ انہوں نے بھی اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا  
 البتہ اختلاف فی نفسہ برا نہیں مگر معاویہ حسب عہد نامہ زید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانیکے مجاز نہیں تھے کیونکہ  
 عہد نامہ میں ایک شرط یہی تھی کہ امیر معاویہ کے بعد خلافت پر خاندان نبوت کی طرف عود کرے گی چنانچہ  
 علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں و ذکر محمد بن قدامة فی کتابہ الخوارج بسند  
 قوی الی ابی بصیر انہ سمع الحسن بن علی یقول فی خطبہ عند معاویہ انی اشتطت علی معاویہ لقتلہ  
 الخلافة واخرج ابن ابی خثیمہ من طریق عبد اللہ بن شاذب قال لما قتل علی سار الحسن بن علی فی  
 اهل العراق ومعاویہ فی اهل الشام فالتقوا فکرم الحسن القتال وبایع معاویہ علی ان یجعل لعہد  
 للحسن من بعد محمد بن قدامة کتاب الخوارج میں سند قوی کے ساتھ ابی بصیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں  
 نے جناب امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ کے پاس خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا تھا کہ مجھے معاویہ سے اپنی خلافت  
 کے لیے شرط ملی ہے۔ اور ابن ابی خثیمہ عبد اللہ بن شاذب کے طریق سے ناقل ہیں کہ جب جناب امیر علیہ  
 السلام شہید ہو گئے۔ امام حسن علیہ السلام عراق کے لشکر کے ساتھ اور امیر معاویہ شام کے ساتھ روانہ ہوئے  
 اور جب دونوں لشکر باہم اکٹھے ہوئے جناب امام حسن علیہ السلام نے جنگ کرنا مناسب سمجھا معاویہ سے اپنی خلافت  
 کے لیے عہد لیکر بیعت کر لی ۔

معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے اسی عہد کے خوف کی وجہ سے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلا دیا تھا کہ اگر امام  
 حسن علیہ السلام میرے بعد زندہ تو حسب عہد نامہ خلیفہ بن جائیں گے اور میرا بیٹا زید خلافت سے محروم رہ جائیگا  
 نماز عید کے پہلے خطبہ پر خلافت سنت نبوی پڑھنا بھی انہیں کے محدثات سے ہے قال الزہری ما اول من



حدث الخطبة قبل الصلوة في العيد معاوية يعني امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہر بنی رحمۃ اللہ علیہ کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے نماز عید سے پہلے خطبہ پڑھنا نکالا ہے ۔  
 علامہ ابن عبد البر نے استیعاب میں کہتے ہیں قالوا انه اول من جعل ابنه ولي عهدا خليفة بعده في صحته وقال الزبير هو من اتخذ ديوان الخاتم وامر بجلال النيروز والمهرجان واول من قتل صبرا وجرا واول من اتخذ الخصال في الاسلام واول من بلغ درجات المنبر خمسة عشر مرقاة خلاصة تقرير علامہ ہے کہ امیر معاویہ وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے اول اپنے بیٹے کو ولیعہد خلیفہ اپنے پیچھے مقرر کیا۔ انہی صحابہ میں۔ اور زبیر کہتے ہیں کہ اول دفتر پر لگانا ہی انہی کی ایجاد ہے۔ اور سب سے اول اسلام میں نوروز اور مہرکان اعیاد و محوس کے لیے تحائف لینا اور دینا ہی انہی سے ہوا ہے۔ اور امیر معاویہ ہی نے سب سے پہلے آدمی کو بھوکا پیاسا رکھ کر مارا ہے۔ اور امیر معاویہ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام میں لوگوں کو اپنی خدمت کے لیے خنسی کرایا ہے۔ اور انہوں نے ہی منبر کی پندرہ سیر بیان زیادہ بڑھائی ہیں اب ہم پوچھتے ہیں کیا یہ سب امور محدثات جو انکی اولیات کے نام سے مشہور و معروف ہیں خطائے الاجتهاد تھے اور اگر خطائے الاجتهاد تھیں تو کل محدث ضلال و شر الی امور محدثات تھیں کون سے امور ہو سکتے ہیں ؟

## جناب امیر علیہ السلام کا خوارج سے جنگ کرنا

(۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انک مبتلی بالخوارج وانت اول من یقاتلہم فلا تتبع مدبراً ولا تجھز ان علی جریحاً یراخرجہ البغوی والدیلی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تو خوارج سے آزمایا جائیگا۔ اور تو سب سے اول ان سے لڑیگا۔ پس بہا کتے کلمہ بچپانہ کر یو اور زحمتی کوئی بار یو ۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم یقسم قسماً آتاه ذوالخویصرہ فقال یا رسول اللہ اعدل قال ویجوز من یعدل اذالم اعدل فقال عمر یا رسول اللہ ائذن لی حتی اضرب عنقه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فان له احماً یا یحقر احدکم صلوتہ مع صلوتہم وصیائہم مع صیائہم یقرئون القرآن لا یجاءونہم فیرمقون من الدین کما یرق السہم من الرمیۃ حتی ان لحدکم یظن ان فیہ فیصلہ فلا یجدہ شیئاً ثم یظن الی مصافہ فلا یجد شیئاً ثم یظن الی فیصلہ فلا یجد فیہ شیئاً ثم یظن الی قذرہ فلا یجد شیئاً قد سبق الفرث والدم فیرجون



علی خیر فرقۃ من الناس ایتهم رجل مخدج از عجم احد کندیہ مثل ثدی المرتۃ او کالبضعة تدور قال  
 ابوسعید اشهد سمعت هذا من رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم واشہد انی کنت مع علی بن ابی طالب جین  
 فانتہم فارسل الی القتل فاق به علی نعمت الذی نعمت بہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم ولہذا الحدیث  
 طرق کثیرۃ اخرجہ الشیخان وغیرہما ابوداؤد الطیالسی والنسائی واحمد وابویعلی والحاکم و  
 الخطیب قد رواہ غیر ابوسعید جماعۃ من الصحابة مثل علی وعمر وعبداہ بن عمرو وعبداہ بن مسعود  
 وعبداہ بن عباس وعبداہ بن الخباب بن الارت وعقبہ بن عامر وسعد وعمار بن یاسر رضی  
 اللہ عنہم فالروایۃ الاولی اخرجہ احمد والبخاری والمسلم والنسائی وابن جریر والثانیۃ اخرجہ  
 ابونصر المنجری صاحب الابانہ والخطیب ابن عساکر والثالثۃ اخرجہ احمد والطبرانی والرابعۃ اخرجہ  
 الحکیم الزمذی فی نوادر الاصول والخامسۃ اخرجہ ابوداؤد الطیالسی والسادسۃ اخرجہ احمد  
 والطبرانی والحاکم وابو نعیم فی الحلیۃ والسابعۃ اخرجہ الطبرانی والثامنۃ اخرجہ احمد وابن جریر  
 والطبرانی والتاسعۃ اخرجہ البخاری والعاشرۃ والحادیۃ عشر اخرجہما الطبرانی والثانیۃ عشر  
 اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد والنسائی والطبرانی والحاکم والثالثۃ عشر اخرجہ ابن جریر والرابعۃ عشر  
 اخرجہ الحکیم فی نوادر الاصول والطبرانی فی الکبیر والخامسۃ عشر اعنی روایۃ سعد و  
 عمار معاً اخرجہ الطبرانی (تزل الابرار) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب  
 رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت غنیمت کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ دو  
 الخویصرہ آکر کہنے لگا یا رسول اللہ عدل کیجیے۔ آپ ارشاد فرمایا تجھ پر ہلاکی ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر  
 کون کریگا۔ عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مجھے ہلکی گردن مارنے کی اجازت ہو۔ فرمایا چوڑو  
 اسکے ساتھی ایسے ہیں تمہاری نماز تکو انکی نماز کے مقابل اور تمہارے روزے انکے روزوں کے مقابل حقیر حملہ  
 ہونگے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن انکے گلو سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے بہاگین گئے جس  
 طرح سے کہ تیر کمان سے بہاگتا ہے۔ بیان تک کہ دیکھہ تم میں کوئی اپنے پرکان کی طرف۔ پس کوئی چیز  
 اس میں نہیں پائے گا۔ پس نگاہ کریگا اسکے سوا کی طرف پس نہیں پائے گا اس میں کوئی شے پھر  
 نگاہ کریگا اسکے ہر دوں کی طرف پس نہ پائے گا اس میں کوئی چیز۔ گذر اسے وہ تیر سرگین اور خون میں۔ وہ ایک  
 بہترین گروہ پر خروج کریں گے انکی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک منہج یعنی ناقص الخلقیت سیاہ چشم آدمی ہوگا  
 ایک دودھ اسکا عورت کے پستان یا مثل گوشت کو کھڑے کی حرکت کرنا ہوگا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ  
 کہتے ہیں کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے



مشتی ہے اور اسکی بی گواہی دیتا ہوں کہ ابن علی بن ابیطالب کے ساتھ تھا جب کہ وہ اس گروہ کے ساتھ جنت کر رہے تھے جناب امیر نے لوگوں کو مقتولوں کی طرف بھیجا اور وہ لوگ تخرج کو اٹھانے سے جو نشانیاں کہ حضرت نے بیان فرمائی تھیں وہ سب ہمیں ہو جو وہ ہیں۔ یہ حدیث گو شیخین اور شیخین کے سوا ابو داؤد و الطیالسی اور امام احمد بن حنبل۔ اور ابو یعلیٰ اور ابن حبان اور حاکم اور خطیب جمعہ امام نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے سوا اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مثل جناب علی و عمر اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور عبد بن الحباب بن الارت اور عبد اللہ بن مسعود اور عتبہ بن عامر اور سعد اور عمار بن یاسر نے بھی روایت کیا ہے۔

پس ان روایات میں سے پہلی روایت وہ ہے کہ جب کو امام احمد بن حنبل اور امام بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے۔

دوسری روایت وہ ہے جب کو ابو نصر بخاری مصنف کتاب ابانہ اور خطیب بغداد اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

تیسری وہ ہے جسے امام احمد اور طبرانی نے ذکر کیا اور دسویں { کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور گیارہویں { اور چوتھی روایت کو حکیم ترمذی نے نو اور الاصول میں لکھا ہے۔

بارہویں کو ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور نسائی اور طبرانی اور حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا ہے اور چوتھیں کو ابن جریر تباریخ الرسل الملوک میں درج کیا ہے۔

چودھویں کو حکیم ترمذی نے نو اور الاصول میں۔ اور طبرانی نے معجم کبیر میں مذکور کیا ہے۔

اور ساتویں کو طبرانی نے لکھا ہے۔ اور اٹھویں کو امام احمد اور ابن جریر نے بیان کیا۔ پندرہویں۔ یعنی شہادۃ بن یاسر کی روایت کو طبرانی اور نوین کو امام بخاری نے لکھا ہے۔

نے بیان کیا ہے۔

(۳) عن عاصم بن کلثب عن ابيه قال كنت عند علي جالسا اذ دخل رجل عليه ثياب السفر وعلي بكلمة الناس ويكلمون فقال يا امير المؤمنين اتاذن لي ان اتكلم فلم يلتفت اليه وشغله ما هو فيه فجلس الى رجل فساله ما خبرك فقال كنت معتمرا فلقيت ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها قالت هؤلا القوم الذون خرجوا في ارضكم بما ييمون حرورته قلت خرجوا الى موضع ليمون حرور افسى بذاك فقالت طوبى لمن شهد منكم يعني هلك بكم لو شاد ابن ابى طالب لاخبركم خبري فحجت



اسالہ عن خبر ہم فلا فرغ علی قال ابو المستاذن فقص علیہ کما قص علینا۔ قال علی انی دخلت علی رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم ولس عند غیر عائشۃ ام المومنین فقال لکی کیف انت یا علی وقوم کذا وکذا قلت اللہ ورسولہ اعلم شئ  
اشارہ بیدارہ وقال قوم یخرجون من المشرق بقرون القرآن لا یجاوز تراقیم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من  
الرصیۃ فیہم رجل مخرج کان یذکر الخ قال الشدا کہ باللہ اخبیرکم بہ قالوا نعم قال الشدا کہ باللہ اخبیرکم ما نہ  
فیہم قالوا نعم قال فاتیتمون واخبرتمون انه لیس فیہم خلعت لکم باللہ انه فیہم فاتیتمون بہ فوجدتمو  
کما ننت لکم قالوا نعم قال صدق اللہ ورسولہ (اخرجه النسائی) عاصم کلیب بنی والد س ناقل ہر کہ میں جناب  
امیر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا ناگمان ایک شخص آ یا سفر کے کپڑے پہنے ہوئے تھایا امیر علیہ السلام لوگوں سے  
باتیں کر رہے تھے اس شخص نے عرض کیا یا امیر المؤمنین مجھے کچھ پوچھنے کا اذن عطا ہو جناب اسکی طرف ملتفت  
نہ ہوئے اور باتوں میں مشغول ہے وہ شخص ایک آدمی کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اس شخص سے پوچھا کیا بات ہے  
کہنے لگا میں بحالت عمرہ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا۔ مجھ سے فرمانے لگیں  
یہ قوم کہ جس نے تمہاری ملک میں خروج کیا ہے حروریہ کے نام سے کیوں پکاری جاتی ہے۔ میں نے عرض کیا چونکہ  
ان لوگوں نے حور کے موضع سے خروج کیا ہے اسلئے حروریہ کہلائے جاتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا مبارک  
ہو اس شخص کے لیے جو تم میں سے انکے قتل کرنیویں شرابی ہو۔ اگر ابن ابیطالب کی منشا ہو تو میں تمکو انکے حال کو  
خبردار کروں۔ میں اسلئے آیا ہوں کہ جناب امیر کو انکی نسبت پوچھوں۔ جناب امیر علیہ السلام لوگوں سے باتیں کر چکے  
فرمایا وہ طالب اذن کہاں ہے۔ اس شخص نے وہی قصہ جو ہم سے بیان کیا تھا جناب امیر سے عرض کیا۔ آپ فرماؤ  
لگے ایک دفعہ میں جناب رسالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا حضرت کے پاس اس وقت ام المؤمنین عائشہ  
صدقہ کے سوا اور کوئی نہ تھا حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا۔ یا علی تم کیا کرو گے جبکہ قوم کا حال ایسا دیکھا ہو جا ریگا  
میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول مجھ سے زیادہ واقف ہے۔ پھر ہاتھ کا اشارہ کر کے ارشاد کیا مشرق کی طرف سو  
ایک گروہ خروج کریگا۔ اس جماعت کو لوگ قرآن پڑھتے ہونگے۔ لیکن قرآن انکے خلق سے نیچے نہیں اترے گا  
دین سو وہ اس طرح پر ہاگین گئے جس طرح سے کہ تیرکان سے ہاگتا ہے۔ ان میں ایک ناقص خلقت آدمی  
ہوگا۔ اسکا ایک ہاتھ پستان کی مانند ہوگا پھر جناب امیر نے لوگوں سے ارشاد فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم  
دیگر پوچھتا ہوں کہ میں نے تمکو یہ خبر سنائی تھی سب نے عرض کیا ہاں اپنے فرمایا تھا۔ پھر ارشاد کیا کہ میں تم کو  
قسم دیتا ہوں کہ میں نے تمکو یہ بتا دیا تھا۔ کہ وہ انہیں لوگوں میں ہے۔ حاضرین نے کہا نے تحقیقت جناب نے  
مجھے سکا ہوتا انہیں لوگوں میں بیان کیا تھا پھر مجھ سے کہ بیان کیا کہ وہ انہیں نہیں ہے اور میں قسم کرتا کہ وہ انہیں میں ہے پھر تم کو میرا  
پاس آئے اور تم کو دیکھا ہی پایا جسے کہ میں نے تم سے بیان کیا تھا سب نے عرض کیا جی ہاں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اللہ اور



کا رسول سچا ہے ۔

(۴) عن عبیدہ السمانی قال ذکر علی الخوارج فقال فیہم رجل یخرج الید او یدون الید لولا ان  
تبطروا لا خیر لکم بما وعد اللہ تعالیٰ علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن قتلہم قال فقلت لعلی سمعہ  
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ای رب الکعبۃ ای ورب الکعبۃ (اخرجه المسلم)  
عبیدہ السمانی سے منقول ہے کہ جناب امیر نے خوارج کا تذکرہ کیا اور فرمایا انہیں ایک قصہ بتاؤ والا یا سو کہے ہاتھ والا  
آدمی ہے اگر تم حیرت میں نہ آ جاؤ یا غرہ نہ ہو جاؤ تو میں تمہیں خبر دوں اس وعدہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس گروہ کے قاتل کی نسبت فرمایا ہے ۔ عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر  
سے عرض کیا یا جناب اپنے خود حضرت کو سنا ہے تین دفعہ کعبہ کی قسم کہا کہ فرمایا خود میں نے سنا ہے ۔

(۵) عن عبید اللہ بن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الحورریۃ لما خرجت علی علی بن ابی  
طالب علیہ السلام فقالوا لا حکم الا للہ قال علی کلمۃ حق ارید بها الباطل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وصف اناسا لا عرف صفہم فی ہولاء الذین بقولون الحق بالسنتہم لا یجوز ہذا و اشار الی حلقہ  
من ابغض خلق اللہ الیہ منهم رجل سود احک ثدیہ کلین الشاة او حلسہ تد کلہا قاتلہم قال  
انظروا فانظروا ولم یجدوا شیئا قال اجعوا واللہ ما کذبت ولا کذب قرین او ثلثا ۔ ثم وجہہ فی  
خریۃ فاقوا بہ حتی وضعوہ بین ید یہ قال عبید اللہ انا حاضر ذلک من امرہم وقول علی فیہم  
(اخرجه النسائی و ابو حاتم) جناب سالت آبا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیٹا  
عبید اللہ ناقل ہے کہ جب حروریہ جناب امیر علیہ السلام پر خروج کیا اور کہنے لگو کہ سوا خدا کے کسی کا حکم ہاں تو کہنا  
ہے جناب امیر نے فرمایا سچی بات سے باطل ہر ادے رہی ہیں بحقیق شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں  
کے اوصاف بیان فرمائے تھے ۔ میں انکی وصف اس گروہ میں پاتا ہوں ۔ حق انکی زبان پر ہے ۔ اور جناب  
امیر نے اپنے خلق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ۔ مگر انکے اس سے نیچے نہیں اترتا ۔ مبعوض ترین خلق اللہ میں  
انہیں ایک کالی صورت کا آدمی ہے ۔ اسکا ایک پستان بکری کے پستان کے مشابہ ہے یا سر پستان کو شکل  
ہے ۔ جب جناب امیر انکی لڑائی سے فارغ ہوئے ارشاد فرمایا ۔ کہ اس آدمی کو تلاش کرو ۔ لوگوں نے تلاش  
کی مگر اسکا پتہ نہ ملا ۔ جناب امیر فرماتے لگے واللہ مجھ سے جھوٹ نہیں کہا گیا اور نہ میں نے جھوٹ کہا ہے ۔  
دفعہ پاتین دفعہ یہی فرمایا اور کہا ۔ ہر جا کہ تلاش کرو ۔ لوگوں نے اسے ایک گڑبے میں سے نکالا ۔ اور  
جناب امیر کے سامنے لے آئے عبید اللہ کہتا ہے کہ میرے جناب امیر کے فرمانے اور لوگوں کو اس شخص کے  
اٹالانے تک وہیں حاضر تھا ۔







النسائی) طارق بن زیاد قتل ہیں جب ہم جناب امیر کے ساتھ خارجیوں کو قتل کرنے کو لکھے اور وہ سب مار ڈالے گئے جناب امیر فرمانے لگے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک گروہ لکھا گیا ہے۔ یہ لوہنگو مگر سچ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ سچ سے ایسے بہاگینگر جیسے کہ تیر لہان سوہ سہا ہے۔ انکا تپہ یہ ہے کہ ان میں ایک ناقص ہاتھ والا آدمی ہوگا اسکے ہاتھ پر بال ہونگے اگر وہ اس گروہ میں نہ ہو تو تم نے بدترین خلائق کو قتل کیا ہے اور اگر نہیں ہو تو تم نے بہترین خلائق کو قتل کیا ہے۔ ہم سب نے لکھے جناب امیر نے فرمایا تم سب کی تار کرو۔ ہم نے تلاش کی اور سو کو ڈھونڈ نکالا۔ ہم نے خدا کا سجدہ کیا اور جناب امیر بھی سجدہ میں گر گئے۔

(۹) عن ابی سلیم البخاری قال لخبزی ابی انہ کان مع علی یوم النہر ان قال وکنت قبل ذلک اصارع رجلاً علی یدہ شئی فقلت ما شان یدک قال اکلها بعیر فلما کان یوم النہر ان و قتل علی الحور ویتہ فخرج علی قتلتہم حین لم یجد فی الندیہ فطاف حتی وجد فی سافیہ فقال صد اللہ عز وجل وبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال و فی منکیبہ ثلاث شعرات من حلة اللہ فی ثواب من قتلہم راخرجه النسائی) ابوسلیم البخاری اپنے والد سے کہہ رہا تھا کہ نروان کے روز جناب امیر کے ساتھ موجود تھا نقل کرتا ہے کہ میں نروان کے جنگ کے پہلے ایک شخص سے کشتی لڑا تھا اسکا ایک ہاتھ نہیں تھا میں نے اس سے پوچھا تیرے ہاتھ کو کیا ہوا ہے وہ کہنے لگا اونٹ نے چبا ڈالا ہے جب نروان کی لڑائی ہو چکی اور جناب امیر نے حروریہ کو قتل کر ڈالا جناب امیر انکے مقتولوں کو دیکھنے لکے جبکہ ذی الشریہ انکو نہ ملا۔ ادھر ادھر ہر پرے ہوئے ایک زمین پست میں سو ڈھونڈ نکالا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچا ابوسلیم کا والد کہتا ہے کہ اسکے کندہ پر عورت کے پستان کا سرا تھا اور سپر تین بال گئے ہوئے تھے۔

(۱۰) عن ذر بن حبیش انہ سمع علیاً یقول انا قباب عین الفتنة لولا انا لما قتل اهل النہر ان لولا انی اخشی ان تتركوا العمل لا خبرتکم بالذی قضی اللہ عز وجل علی لسان نبیکہ صلی اللہ علیہ وسلم فانکم مبصر الصلا تھم عارف بالھدی الذی عن علیہ رحمۃ اللہ) ذر بن حبیش سے روایت ہے کہ اس نے جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو نروان کے اے مار کو نہ جاتے اگر مجھ کو اسکا خوف نہ ہو کہ تم عمل سے ہاتھ کہینے لو گے تو میں تمکو البتہ اس بات سے مطلع کرتا جو خدا تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اسی شخص کے لیے کہ ان کی نمازوں کو دیکھ کر ان کو لڑا ہے اور اس میں ایت کو جانتا ہے کہ جس پر ہم ہیں۔ جاری کیا ہے۔

(۱۱) عن سلمۃ بن کھیل قال حدثنا زید بن وہب البخاری انہ کان فی حبش الذی کانوا مع علی الذی ساروا الی الخوارج فقال علی ابھا الناس اذی معت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بخیر من



متى يحرقون القرآن ليس قسرا بل انهم لا يصلونكم الى صلواتكم لشيئ ولا صياما كما الى صيامهم  
 شيئا يحبون اهدوهم وهدوهم لا يجاوز صلواتكم تراقبهم يرقون من الدين كما يرق السهم من الرمية لو  
 يعلم الجيش الذين يسيرون على ان يسيروا على ان يسيروا على ان يسيروا على ان يسيروا على ان يسيروا  
 ذلك ان فيهم رجلا له صدر ليس له راس على راس عنده حلقة الحديد عليه شعرات بيض فتذهبن  
 المعافاة واهل الشام وتكون هؤلاء يخلفونكم في ذرايركم واموالكم والله اني لارجوان يكونوا  
 هؤلاء القوم فانهم سفقوا الدم الحرام واغاروا في سرح الناس فليروا على اسم قال سلمة بن كهيل  
 فلما التقيا وعلى الخوارج يومئذ عبد الله بن وهب الراسبي فقال لهم القوا الرماح وسلوا سيوفكم  
 من جفونها فاني اخاف ان يناشدكم كما نأشدكم يوم حوراء فرجوا فوحشوا برماحهم وسلوا  
 السيوف وشجروهم الناس برماحهم فقتل بعضهم على بعض وما اصاب من الناس يومئذ الا جلا  
 حال القسوة المخرج فلم يجدوا فقام على نفسه حتى اتانا ساقلي بعضهم على بعض قال جروهم فجدوا  
 صابري الارض فكلوا على ثمر قال صدق الله وبلغه رسوله فقام اليه عبيد الله السلمي فقال يا امير المؤمنين  
 والله الذي لا اله الا هو لم سمعت هذا الحديث من رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى استخلفنا  
 وهو جلفه راخرجه المسلم والنسائي سلمة بن كهيل ناقل من محمد بن زيد بن عيسى الجعفي بيان کرتے ہیں  
 خود اس شکر میں موجود تھی جو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ خراج سے لڑتے ہوئے تھے کہ جناب امیر فرماتے تھے  
 لوگو مینے جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری ہمت میں ایک گروہ پیدا ہو گا وہ  
 لوگ قرآن پڑھیں گے تمہارا قرآن انکے قرآن کے سامنے اور تمہاری نماز انکی نماز کے مقابل اور تمہاری روزے  
 انکے روزوں کے آگے کچھ حقیقت نہیں کہتے ہونگے وہ یہ سمجھیں گے کہ قرآن انکے لیے ہے مگر قرآن انہیں  
 وبال ہو گا انکی نماز انکے گلوں سے نیچے نہیں اترے گی وہ دین سے ایسے بہاگین کجس طرح سے کہ تیرکمان  
 سے بہاگنا ہے اگر شکر کے آدمی یہ کہ وہ بات انکو انکے مارنے سے حاصل ہوگی کہ جب کا ذکر خدا تعالیٰ نے  
 اپنے نبی صلعم کی زبان مبارک سے کیا ہے معلوم کر لیں تو عمل کو ترک نہیں کریں گے۔ انکی نشانی یہ ہے کہ  
 ان میں ایک آدمی ہو کہ اسکا بازو تک ہاتھ نہیں ہے اسکے کندھ پر ایک پستان جیسو گوشت کا ٹکڑا  
 ہے اور اس پر سفید بال ہیں معاویہ اور اہل شام کی طرف جانیکا قصد کرتے ہو۔ اور ان لوگوں کو اپنے پیچھے  
 چھوڑے جاتے ہو کہ تمہاری فریت اور مال کو خراب کرین خدا کی قسم ہے میں خیال کرتا ہوں یہ وہی  
 قوم ہے کیونکہ ان لوگوں نے ناحق خون کیے ہیں اور یہاں لوگوں کا مال لوٹا ہے۔ پس تم خدا کا نام لیکر  
 روانہ ہو چلو۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ جب جناب امیر خوارج کے سامنے جاتے تھے ان دنوں عبد اللہ



چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے رب سے ۛ

(۱۱) عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك يوم غد يوم غد يخرج الامام ابو الحسن الواحدي في كتابه المسمى باسباب النزول وقال الحافظ ابو عبد الله محمد يوسف الكنجي الشافعي هكذا اذكن الشيخ محمد بن الدين النورى وقال ابو بكر النفاس انها نزلت في بيان الولاية لعل يخرجها بنو ابی حاتم وابو نعيم في كتاب ما نزل من القرآن في علي ابو سعيد خدری وھی السبعة روايت کرتے ہیں کہ یہ آیت کہ ای رسول ہو چنچا دے اس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے رب سے غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے۔ امام ابو الحسن واحدی نے کتاب اسباب النزول میں اس کو روایت کیا ہے اور حافظ ابو عبد الله محمد بن يوسف الكنجي الشافعي اپنی کتاب مسمی بقضاء الطالب میں لکھتے ہیں کہ شیخ محمد بن الدين النورى علیہ الرحمۃ نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ اور ابو بکر بن روید کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی ولایت کو بیان میں نازل ہوئی ہے ۛ

(۱۲) عن عبد الله بن مسعود قال كنا نقرأ على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولی المؤمنین فان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس اخرجہ الواحدي في تفسيره والرازي في التفسير الكبير ونظام الاعرج في تفسير النيسابوري والحافظ ابن الكثير وابو نعيم في الجلية وابن مردويه وعيني في شرح البخاري والسيوطي في الدر المنثور عبد الله بن مسعود روايت ہو کہ ہم جناب سالتنا صلی اللہ علیہ وسلم کے عند فرخ مہد میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے ای رسول ہو چنچا دے اس چیز کو کہ تیری طرف تیرے رب سے اناری گئی ہے یہ کہ علی مؤمنوں کا مولیٰ ہے اور اگر تیرے لکھا تو تو تجھ کو رسالت کو نہیں پہنچایا اور اہم تجھے لوگوں سے بچا کر لے گا ۛ

(۱۳) عن ابن عباس قال نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك يوم غد يوم غد يخرج الامام ابو الحسن الواحدي في كتابه المسمى باسباب النزول والتعليق في تفسيره ابن عباس بن محمد کرتے ہیں کہ یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے ۛ

(۱۴) عن البراء بن عازب قال في قوله تعالى يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك اي بلغ من فضائل علي نزلت في غدیر خم فخطبه رسول الله صلى الله عليه وآله ثم قال من كنت مولاه فعلي مولاه فقال عمر بن الخطاب يا علي اصبح مولای و مولی کل مؤمن ومؤمنة اخرجہ ابو نعیم والتعليق براء بن عازب سوا ایہا الرسول بلغ کی آیت کے متعلق روایت ہے کہ اسے رسول علی کو فضائل کو پہنچا دے



عبداللہ بن وہب لکھتا ہے کہ اس کا سردار تھا وہ خارجیوں سے کہنے لگا نیز وہ کہہ دیا اور تلوار بن کہیں کہیں جنگ  
میں کرتا ہوں کہ تمکو قسم نہ دی تھیں جیسے کہ حرور کے دن تھیں دیے تھے انہوں نے لوٹ کر نیزے پہنک دیے اور  
تلوار بن کہیں لیں اس طرف سے شکر کے لوگ اپنے تیرون سے انکے ساتھ جنگ کرنے گئے اور انکو قتل کر کے ایک  
دوسرے پر ڈال دیا اور شکر سے دو آدمیوں کے سوا کوئی نہ مارا گیا جناب امیر نے لکے مخدج کو تلاش کرو لوگوں  
نے اسکی تلاش کی مگر وہ دستیاب نہ ہوا جناب امیر خود بدولت اٹھ کر مقتدیون کے سر پر گئے اور فرمایا انکو کہیں چھو لیں اسکو  
زمین پر دبا ہوا پایا جناب امیر نے دیکھ کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور اس کے رسول  
نے سچ ہو بچایا ہے عبیدہ اسلمانی نے اٹھ کر عرض کیا یا امیر المؤمنین قسم ہے اس خدا کی کہ جسکا کوئی شریک نہیں  
میں نے محدث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جناب امیر نے تین دفعہ اسے قسم دیکر پوچھا وہ حلفا بیان کر  
رہے ہیں

(۱۲) عن زید بن وہب الجعفی قال خطبنا علی بنقطرة الدیرجان فقال انه قد فکری بخارجة یخرج من قبل  
المشرق ویفجده والتدیہ فقال لهم فقال الحورریة بعضهم لبعض لا تعلمهم تکلمهم فہر کم کما ردکم فیم  
حوروا فشیخ بعضهم بعضا بالریاح فقال رجل من اصحاب علی اقصوا العوالی والعوالی الرماح قد اروا  
واستداروا و قتل من اصحاب علی اثنی عشر رجلا او ثلثة عشر فقال علی التمسوا المخرج وذلك فی یوم شامة  
فقالوا لا نقدر علیہ فرب علی علی بنعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشہداء فانی دھدھت من الارض فقال التمسوا فی  
ہو کلا فخرج فقال ما کذبت ولا کذبت فقال اعلوا ولا تکلوا الولا انی اخاف ان تکلوا لا خبرتکم  
ما قضی اللہ لکم علی لسانہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولقد شہدنا اناس من الیمن فقالوا کیف یا امیر المؤمنین  
قال کان ہواہم بغیة (اخرجہ النسائی) زید بن وہب الجعفی سوادیت ہر کہ جناب امیر نے ویر جان کے پلے  
بسم سے خطبہ میں فرمایا کہ مجھے بیان کیا گیا ہے کہ خارجی مشرق کی طرف سے اٹھیں گے اور ان میں ذوالشہیدی  
ہوگا۔ اس جناب امیر نے ان سے جہاد کیا حروریہ ایک دوسرے سے کہنے لگے تو نہیں جانتا کہ ان سے باتیں کر رہا ہوں  
پس تمکو پیر دینگے جیسے کہ حرور کے روز پیر دیا تھا۔ ان میں سے بعض تیرون کے ساتھ لڑنے لگے جناب امیر کی  
فوج میں سے ایک شخص نے کمانیز و نکو کاٹ ڈالیں گے اور بازو باندھا انہوں نے اور خارج گمیرے میں آگئے جناب امیر کے دستوں  
میں سو بارہ یا تیرہ آدمی شہید ہوئے جناب امیر نے فرمایا مخدج کو تلاش کرو وہ جابر کا ون تھا لوگوں نے عرض کیا  
اسم سے نہیں سکتا۔ جناب امیر خود بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید شہ پارہ سوار ہو کر بہت زمین کی  
طرف گئے اور فرمایا ان مقتولوں کو تلاش کرو لوگوں نے اسے ڈھونڈ لکھا جناب امیر فرماتے لگے کلمہ کرو اور فخر  
ست کرو۔ اگر مجھے تمہارے فخر کو زیادہ خوف نہ ہوتا تو میں کہہ دیتا تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی



عبداللہ علیہ السلام کی زبان پر جاری رہی کہ جو لوگ وہاں پر حاضر تھے وہ کہنے لگے یا امیر المؤمنین یہ کیا بات ہے فرمایا اسکی سخت ضرورت تھی

(۱۳) عن زید بن وہب عن عبد اللہ بن مسعود قال لما كان يوم النهر ان لقى الخوارج فلم يبرحوا حتى شجروا بالمرطع فقتلوا جميعا قال طلبة اذ النهر فلبوا فلم يجدوه فقال علي ما كنيت ولا كذبت اطلبوه فوجدوه فدهسوا الارض عليه ناس من القتل فاذا رجل يابسة مثل سبلات السنور فكبر على والناس اعجبهم واخرجه النساء) زید بن وہب جناب امیر سے راوی ہو کہ جب نہروان کا روز آیا اور خوارج کا سامنا ہوا وہ نہ تلے حب تک کہ انھوں نے نیزوں و جنگ کی پس سے سیاری گئے جناب امیر نے فرمایا ذوالشہدہ کو ڈھونڈو۔ لوگوں نے ڈھونڈا پروہ نہ ملا جناب امیر نے فرمایا واللہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے تم اسے ڈھونڈو۔ پس لوگوں نے ہمیک گڑھے میں اسکو پایا امیر پر تھے لاشیں پڑی ہوئی تھیں وہ ایک آدمی تھا کہ اسکے ہاتھ پر تل بل کی سوچو کہ مال تھی۔ پس جناب امیر نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور لوگ مستحجب رہ گئے۔

(۱۴) عن مسروق قال دخلت على المؤمنين عائشة رضي الله عنها فقالت لي من قتل الخوارج قلت قتلهم على فسكت فقلت لها يا ام المؤمنين اني انشدت يا الله وجو نبية ان كنت سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا فاخبرنيه قال فقالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لهم شر الخلق والخليقة (اخرجه ابو بكر بن مردويه) وفي رواية قالت لي يا مسروق هل عندك علم من الخدج قال قلت نعم قتله على بن نهر يقال لاسفله ناهروا اعلاه النهر فان قتلت قال الله عمرو بن العاص فانه كتب الى ان قتله على بن نيل مصر۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک روز میں جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا مجھے سے استفسار فرمانے لگیں خارجیوں کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا جناب امیر علیہ السلام نے ام المؤمنین خاموش ہو گئیں میں نے عرض کیا یا ام المؤمنین میں آپ کو خدا اور اسکے نبی کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ نے حضرت سے کوئی حدیث انکی نسبت سنی ہو تو مجھ سے بیان فرمائیے۔ فرمانے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمانے ہوئے سنا ہے کہ وہ بدترین خلائق میں انکو نیکوترین خلائق قتل کریگا۔ دوسری روایت میں کہ جناب ام المؤمنین نے فرمایا اے مسروق تجھے مخدج کا کچھ علم ہے میں نے عرض کیا ہاں جناب امیر نے اسکو ایک نہر کے قریب جسکو تشیبی طرف کو نامراداؤ بنی ساحل کو نہروان کہتے ہیں مارا ہے فرمانے لگیں یا عمرو بن العاص کو قتل کیسے کہ میں نے مجھ لکھا تھا کہ میں نے ہسکونیل مصر کے کنارے مارا ہے۔

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا خوارج سے مناظرہ



عن عبد الله بن عباس قال لما خرجت المحورية واعتزلوا في دبري كذا استنابوا فقلت لعلي يا امير المؤمنين  
 ابرأ بالصلوة لعلي اكلم هؤلاء القوم قال اني اخافهم عليك قلت كلا فليس بترجيحتي دخلت عليهم في  
 الدار نصف النهار هم ياكلون فقالوا مرحبا لك يا بن عباس فقلت ما اريد من عند اصحابي  
 رسول الله صلى الله عليه واله والمهاجرين والانصار ومن عند بن عمر رضي الله عنهما وصلى الله عليه وصحبه  
 الذي انزل فيهم القرآن وهو اعلم بتاويله منكم فليس فيكم رجل منهم لا يبلغكم ما يقولون وابلغهم  
 ما تقولون فانتحالي نفر منهم فقلت ها تلو ما تنتمون على اصحاب محمد صلى الله عليه واله وابن عمه قالوا  
 نكثت قلت ما هن قالوا اما احدهن فانه حكم الرجال في امر الله تعالى عز وجل - وقال الله تعالى ان الحكم  
 الا لله فاما الرجال والحكم قلت هذا وحده قالوا اما الثانية فانه قاتل ولم يسيب لم يغتم فانكافوا كفارا فقد حل سبيلهم وان  
 كانوا مؤمنين فما حل سبيلهم ولا قتالهم قلت هذا اثنتان فما الثالثة فقالوا واما الثالثة فانه محي  
 نفسه من امير المؤمنين فان لم يكن امير المؤمنين فهو امير الكافرين قلت هل عندكم شئ غير هذا قالوا  
 حسبا هذا قلت لهم ارايت ان قرأت عليكم من كتاب الله عز وجل وستة نبيه صلى الله عليه واله ما يرد قلوبكم  
 اترجعون قالوا نعم قلت اما قولكم حكم الرجال في امر الله تعالى فاني اقترع عليكم كتاب الله عز وجل انه قد  
 صير الله حكمة الى الرجال فمنه ربع درهم فامر الله عز وجل ان يحكموا فيه الرجال قال الله تعالى يا ايها الذين  
 امنوا لا تقتلوا الصيد وانتم حرم ومن قتله منكم متعمدا فجزاءه مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل  
 منكم الاية فكان من حكم الله تعالى ان صير الى الرجال يحكمون فيه لو شاء يحكم فيه فجاز فيه حكم الرجال  
 انشدكم بالله احكم الرجال في اصلاح ذات البين وحق دمائهم افضل ام في الرتب قالوا بل هذا  
 افضل وفي المرأة وزوجها وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها فان  
 يريد اصلاحا يوفق الله بينهما الاية فنشدكم بالله احكم الرجال في اصلاح ذات بينهم وحق دمائهم  
 افضل من حكمهم في بضع امرأة - اخرجت من هذا قالوا نعم قلت واما قوركم قاتل ولم يسيب لم يغتم  
 افترسون امكم عائشة رضي الله عنها تستحلون منها ما تستحلون من غيرها وهي امكم فان  
 قلتم ان تستحل منها ما تستحل من غيرها فقد كفرتم وان قلتم ليست بامنا فقد كفرتم لان الله تعالى  
 يقول النبي اولي بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم فانتم بين الضلالتين فانقوا منها بغير  
 اخرجت من هذا قالوا نعم واما قولكم محي نفسه من امير المؤمنين فانا اتاكم من رضوت به نبي هذا  
 النبي صلى الله عليه واله يوم الحديبية صالحا للمشركين قال لعلي اكتب يا علي هذا ما صالح عليه محمد  
 رسول الله صلى الله عليه واله فلما كتب قالوا لو تعلم ان رسول الله لا طغناك فكتب محمد بن عبد الله



فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ مُحَمَّدٌ يَا عَلِيٌّ كَتَبَ هَذَا مَا صَحَّ  
عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَسَوْفَ يَصِلُهُ اللَّهُ عَلَيْهِ خَيْرٌ مِنْ عَلَى وَقَدْ مَحَى نَفْسَهُ لِحُرِّكَنِ مَحْوٍ ذَلِكَ مَحْوٌ مِنَ  
النَّبُوَّةِ أَخْرَجَتْ مِنْ هَذِهِ قَوْلَانِ فِيهِمَا الْإِنْفِرَانُ وَخَرَجَ سَائِرُهُمْ فَقْتُلُوا عَلَى ضَلَالَتِهِمْ قَتَلَهُمُ الْمُحَاجِرُونَ وَ  
الْأَنْصَارُ أَخْرَجَهُ النِّسَاءُ) عِدَابُ امْرِئٍ عَنِ رَوَايَةِ هِيَ أَنَّ حُبَّ جُرُوءٍ خَزَوْجٍ كَمَا أَدْرَاهُ أَكْبَرُ  
مِنْ جُمُعَةٍ بَوَكَّيْ قَرِيبٍ جِهَةٌ رَأْدِي كَيْ تَهَيَّئَ جَنَابًا مَثِيرَةً عَرْضَ كَيْ آجِمَ أَبْنَامُ ثُنْدِي وَقْتُ مَيْنِ بِرْمِينِ مِزْ  
اسْ گروہ کے ساتھ کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں جناب امیر ارشاد فرمانے لگے ہم ڈرتے ہیں کہ تم سے گستاخی نہ کریں میں نے  
کہا ہرگز نہیں کر سکتے میں دوپہر کی وقت لباس بدل کر اور شانہ کر کے انکے پاس گیا وہ کہا نا کہا رہے تھے مجھے حیا  
کہہ کر کہنے لگے آپ اس طرح سے آئے ہیں میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین اور انصار  
اور حضرت ابن عمر اور داماد کے پاس آیا ہوں جب کو حق میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اور وہ تم سے ہسکی لویل  
زیادہ پہننے والے ہیں تم میں انہیں کا کوئی آدمی نہیں ہے میں اسیلے آیا ہوں کہ جو کچھ کہتے ہیں تمکو اور کچھ تم  
کہو انکو پونچا دوں پس چند نفران میں سو جدا ہو کر میرے پاس آئے میں نے ان سے کہا۔ بیان کرو تم کیا اعتراض  
حضرت کے اصحاب اور ابن عمر پر کرتے ہو وہ کہنے لگے تین اعتراض ہیں۔ میں نے کہا وہ کون سے ہیں وہ کہہ  
لگے۔ ایک یہ کہ جناب امیر نے خدا کے حکم میں منصف مقرر کیے حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے خدا کے سوا کسی کا حکم  
نہیں پس حکم مقرر کرنا کہاں رہا میں نے کہا یہ ایک بات ہوئی وہ کہنے لگے دوسرا یہ اعتراض ہے کہ جناب امیر نے لوگوں  
سے جہاد کیا لیکن نہ تو اسیر بنائے دیا اور نہ مال لوٹنے دیا اگر جنگ کے ساتھ جناب امیر نے جہاد کیا وہ کافر تھے تو  
انکو اسیری میں لیتا اور انکے مال کو لوٹنا چاہیے تھا۔ اور اگر وہ مومن تھے تو انکا قید کرنا جائز تھا تو انکے ساتھ  
لڑنا بھی حرام نہیں۔ میں نے کہا یہ دو باتیں ہوئیں تیسری کیا ہے۔ وہ کہنے لگے جناب امیر نے اپنی جان کو مؤمنین  
کے امیر ہونے سے خود ہٹا دیا ہے پس جبکہ وہ مؤمنین کے امیر نہ ہوئے تو (معاذ اللہ) کافرون کے امیر نہیں ہو سکتے  
کہا انکے سولہ تھاراکوئی اور اعتراض ہے وہ کہنے لگے پس یہ تینوں اعتراض کافی ہیں میں نے ان کو کہا دیکھو  
اگر میں تمہاری سامنے خدا کی کتاب اور اسکے نبی کی سنت پیش کروں تو تم رجوع کرو گے وہ کہنے لگے ہاں ہم  
رجوع کریں گے۔ میں نے کہا تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیر نے خدا تعالیٰ کے حکم میں لوگوں کو منصف بنایا۔ پس میں  
تمہاری سامنے خدا کی کتاب کو پیش کرتا ہوں کہ پروردگار نے ایسی چیز میں منصف بنانا حکم دیا ہے کہ جسکی  
قیمت درہم کا آٹھواں حصہ ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس میں لوگوں کو منصف ٹھیراؤ خدا تعالیٰ  
فرماتا ہے زائے ایمان والو نہ مارو نہ شکارتو جبکہ ہو تم آرام میں اور جو کوئی تم سے سکومتا ہو یا جانتا ہو یا نہ  
اس بارے کے برابر مولیشی میں سے وہ نہیں دینا معتبر پس خدا کا حکم ہے کہ لوگوں کو اس میں منصف







رسول اللہ ﷺ یوم الحدیب فکتبت من الاما صالح علیہ محمد رسول اللہ ﷺ فقال سہیل بن عمرو  
لو علمنا انہ رسول اللہ قاتلناہ اجمعاً فقات ہوا اللہ رسول اللہ وان دغم افک لا واللہ لا احوھا فقال لی رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ ارفی مکانہا فارستہ <sup>مخفی</sup> فقال اما انک مثلہا ستایتہا مضطہدا راخرجه للنسانی  
علقہ بن اسحاق ناقل ہے کہ میں نے جناب امیر سے <sup>مخفی</sup> کیا آپ اپنے اور جگر کہا نیوالی نے مہلو کے بیڑ کے درمیان حکم مقرر کرتے  
ہیں فرمایا میں حدیبیہ کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کتبت پر مقرر تھا۔ میں نے تحریر کیا۔ یہ وہ  
امر ہے جس پر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرتے ہیں۔ سہیل بن عمرو کہتے لگا اگر ہم جانتے کہ وہ اللہ کے رسول  
ہیں تو ہم ان سے لڑائی نہ کرتے آپ مٹا دینے کہ خدا کی قسم ہے وہ بے شبہ خدا کے رسول ہیں۔ تیری ناک پر پٹی  
ڈال کر۔ میں کہہ رہی تھی مٹاؤں گی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی مجھے دکھاؤ وہ کون سا مقام  
ہے جہاں میرا نام مبارک لکھا ہوا ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مقام دکھا دیا حضرت نے اپنے دست  
مبارک سے اسکو محو فرمایا اور مجھے ارشاد کیا عنقریب یہ میرے لیے ایسا ہی ہو گا کہ تو بھی مغلوب اور مقہور ہو کر رہا  
ہی کرے گا۔

## جناب امیر کی شہادت کی نسبت پیش خبری

عن عمار بن یاسر قال کنت انا وعلی رفیقین فی غزاة العسيرة فلما ترأوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقلمہما  
رائنا ناسا من بنی مدلج یعملون فی عین لهم فقال لی علی یا ابا یقضان هل لک ان تاقی هؤلاء منتظر کیف  
یعملون فجئناہم فنظرنا الی عملہم ساعة ثم غشینا النوم فانطلقت انا وعلی فاضطجینا فی صومر من الخیل فی  
دفع من التراب ففتنا فواللہ ما انتہینا الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجھدنا برجلہ وقد تدرنا ملک الرفاعیہ  
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا تراب ما رای علی من اثر التراب قال الا احدکم باثقی الناس فقلنا  
بلی یا رسول اللہ فقال اجبر ثمود الذی عقر الناقة والذی یضربک یا علی علی ہذا یعنی قرنہ خنہ یبل منها ہذا  
یعنی لحیتہ راخرجه احمد وابن عساکر وابن جریر الطبری وصحیہ الحاكم عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ میں اور جناب امیر ذات العسیرہ کی لڑائی میں باہم رفیق تھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں  
فرزکش ہو کر قیام کیا۔ ہم نے بنی مدلج کے چند آدمیوں کو ایک تختستان میں ایک جھم پر کچھ کام کرتے ہوئے دیکھا۔ مجھ سے  
جناب امیر فرماتے لگے اے ابا یقضان اگر تمہارا منشاء ہے تو ہم ان کے قریب جا کر دیکھیں یہ کیا کر رہے ہیں۔ پس ہم  
انکی طرف گئے اور ایک ساعت تک اٹکودیکھتے رہے پھر ہم پر پلندہ کا غلبہ ہو گیا اور ہم تختستان میں مٹی کے ڈھیر پر ہو گئے  
خدا کی قسم ہے کہ ہم کو بجز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے بیدار نہ کیا حضرت نے ہم کو اپنے ہاتھ سے ہلایا



یہ غبار میں اٹھے ہوئے ہی روز حضرت نے جناب امیر کو مٹی میں اٹا ہوا کر لیا اور اس کے خطاب کے مخاطب فرما کر فرمایا  
کیا میں تمہیں دو بدترین خلافِ حق سے خبردار کروں سمجھنے عرض کیا یا رسول اللہ! شاید ہو۔ فرمایا ایک تو احیم شہر کی  
قوم کا ہے جس نے صالح پیغمبر علیہ السلام کی اوٹنی کے پاؤں کو کٹے تھے اور ایک وہ ہے کہ یا علی تیرے اس پر بیٹھے  
سر کے ایک طرف ضرب لگا کر لگا اور اس کے خون کے بہنے سے تھک رہی ریش سر کے تیرے جانیگی۔

(۲) عن النّس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان هذا الزّیور حتی یملا غیظا ولن یموت الا مقتولا  
قالہ لعلی (اخرجه بن عساکر) النّس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب  
امیر کے لیے ارشاد فرمایا کہ یہ سرگز نہیں ہر گناہ تک کہ غصہ سے بہ نہیں جائیگا اور یہ نہیں ہر گناہ مگر مقتول۔

(۳) عن ابی الاسود عن علی قال اتانی عبد اللہ بن سلام ولقد ادخلت رجلاً فی الغرہ فقال لی ابن ابی  
فقلت العراق فقال ما انت ان جئتھا لیصیبک بها ذیاب السیف قال علی وایمانہ لقد سمعت النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم یوماً ان هذا الزّیور حتی یملا غیظا ولن یموت الا مقتولا فقال ابی الاسود فما رایت کالیوم قط۔

مخارب بخبر ہذا عن نفسه (اخرجه البزار و ابو نعیم فی المعرفۃ) ابوالاسود الدؤلی روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر  
فرمانے لگے جب سینے عراق کا سفر اختیار کیا اور رکاب میں پاؤں رکھا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آکر مجھ سے  
کہنے لگے آپ کو کمان کا قصد کیا ہے سینے کے عراق کا وہ کہنے لگے آپ عراق میں ایسے جبار ہیں کہ آپ کو ہزار  
توار کی دہار کا زخم لگے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا و اللہ میں نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے ایک فرما  
فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ یہ سرگز نہیں ہر گناہ تک کہ غصہ سے بہ نہیں جائیگا اور یہ نہیں ہر گناہ مگر مقتول۔

(۴) عن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا و قبلہ و هو یقول بابی  
الوحید الشہید (اخرجه ابو یعلیٰ و ابن حجر فی الصواعق) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیر کو بغل میں لیے ہوئے جو ہم گم ہیں اور فرماتے ہیں  
میرا باپ قربان ہو۔ اکیلا شہید ہو گیا ہے۔

(۵) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال له ان الامۃ سنغدر بک وانت تعیش علی ہاتق و تقتل علی  
سنتی من احبک لجنی من ابغضک ابغضتی وان هذه تخصب عن هذه یعنی لجنۃ و اسد اخرجہ الدارقطنی  
والحاکم و الخطیب جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر  
میری امت تم سے عذر کر لگی اور تم میری امت پر زندہ رہو گے اور میری سنت پر مار جاؤ گے جس نے تم سے محبت  
کی اس نے فحشے محبت کی اور جس نے تم سے بغض رکھا اس نے فحشے بغض رکھا اور یہ اس سے سرخ ہوگی یعنی  
واڑھی سر کے خون سے۔



(۶) عن ابی رافع رضی اللہ عنہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعل انت تقتل علی سنی (اخرجہ المتقی فی کنز العمال)  
ابو رافع رضی اللہ عنہ سوار ہے کہ بہ توفیق جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میری  
سنت پر چارو جاؤ گے۔

(۷) عن انس بن مالک قال مرض علی فدخلت علیہ عندہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما فجلسا عندہ معہما  
فجاد المنی صلی اللہ علیہ وسلم فنظر فی وجہ فقال ابوبکر وعمر قد تخوفنا علیہ یا رسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم  
لا بأس علیہ ولا یبغضتہ الا ان ولا یموت حتی یدلہ غیظا ولا یموت الا مقتولا (اخرجہ بن السمان والدارقطنی)  
والحا کہ وہ ابن عباس کہہ کر انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر ہمارے ہوئے میں انکے پاس  
گیا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی انکے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں انکے پاس بیٹھ گیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
سلم شریف لائے اور جناب امیر کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے یا رسول اللہ ہمیں  
انکی حالت سے خوف پیدا ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا۔ کوئی خوف نہیں یہ سوقت نہیں مرینگے اور جب تک کہ غصہ  
سے بہر نہیں جائیں گے نہیں مرینگے اور نہیں مرینگے مگر مقتول۔

(۸) عن فضالة الانصاری قال خرجت مع ابی الیٰسین عاتق لعلی کان مرضیاً بها فقال لہ ابی ما یسکنک  
فی هذا المنزل واولہ ملک بہ لم یدفک الا اعراب جھینۃ فاحتمل الی المدینۃ فان اصابک قدوم اللہ ولیہ  
اصحابک وصلوا علیک وکان ابو فضالۃ من اہل بدر فقال لہ علی فی لست بمیت من وجی هذا ان رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یموت حتی تضرب بخضب هذه یعنی لحتی من هذه یعنی ہا متی قضا  
مقضیا وعہد معہود افقتل ابو فضالۃ معہ بصفین (اخرجہ بن الضحاک والبخاری والدارقطنی)  
فی الدلائل ورجالہ ثقات) فضالہ انصاری سے منقول ہے کہ میں اپنے والد صاحب ابو فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کے  
ساتھ مدینہ میں جناب امیر علیہ السلام کی عیادت کر رہا تھا وہ وہاں پہنچا ہوا تھا میرے باپ نے اسے کہا آپ کیسے  
بیان ہمارے ہوئے ہیں اگر آپ بیان فوت ہو گئے ہیں تو بگلی بدن کے بغیر آپ کو کوئی دفن نہیں کریگا۔ میں آپ  
کو مدینہ شریف میں لیچتا ہوں اگر آپ وہاں انتقال فرما جائیں گے تو آپ کے دوست آپ تجیز و تکفین کریں گے اور آپ  
پر نماز جنازہ پڑھیں گے اور ابو فضالہ اصحاب بدر ہیں سے تھے جناب امیر نے ان کو کہا میں اس کو مدینہ میں مرونگا  
یہ تحقیق جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں نہیں مرونگا جب تک کہ مارا نہ جاؤں  
اور یہ میری دائرہ میرے سر کے خون سے رنگین نہ ہو جائے بقضا جاری ہو چکی ہے اور عہدہ بندہ چکا ہے پر  
ابو فضالہ جناب امیر کے ساتھ صفین میں شہادت پا گئے۔

(۹) عن ابن عباس قال قال علی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انت قلت لی یوم احدین اخوف عنی الشہادۃ



واستشهد من استشهدا بالشهادة من ورائك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فكيف ضربك انما خضبت هذا من  
 هذا بدم وراهق بیده الحیثه ورأسه فقال علی یا رسول الله اما ان ثبت انما اثبت فلیس لك من مواطن البصر  
 ولكن من مواطن البصری واكرامة راخرجه ابن الاثیر فی كامل التواریخ (ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتی  
 ہیں کہ جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کے گروزمیری شہادت کو تاخیر میں ڈال کر فرمایا  
 تھا کہ تیرے لیے شہادت پہر ہوگی اور شہید ہو بیو الا شہید ہو گیا جناب سونڈا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ تیری  
 یا اسکے خون و رنگین ہو جائیگی تو تو کیونکر صبر کرے گا اور آپ نے اپنے دست مبارک سے انکی دھڑی اور سر کھٹک  
 اشارہ کیا جناب امیر نے عرض کیا جبکہ ثابت ہو نیوالی بات میرے لیے ثابت ہو چکی ہے پس وہ صبر کا مقام نہیں  
 بلکہ خوشی اور بزرگی کا مقام ہے ۔

(۱۰) عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اناك مؤمن من مستخلف واناك مقتول  
 وهذه مخصوفة عن هذه یعنی لحيته من رأسه راخرجه الطبرانی فی الكبير والدالعی جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے کہ جناب سالما صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ تحقیق تو مؤمن ہے بچے رہنے والا اور  
 تحقیق تو مقتول ہوگا۔ اور تیری ریاست رنگین ہوگی یعنی دھڑی سے خون سر ۔

## جناب امیر کے قاتل کا اشقی الاخرین ہونا

(۱) عن صهيب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اشقى الاولين يا علي قال الد  
 عقر ناقة صالح فقال صدقت فمن اشقى الاخرين قال الله ورسوله اعلم قال اشقى الاخرين الذي  
 يضربك على هذا وأشار الى ما فوخه راخرجه الطبرانی وادبوعلى والملافي سيرة (وزاد وكان يقول وقد  
 انه قد انبت انتعاك فنجذب هذه من هذه یعنی لحيته من دم رأسه راخرجه ابن حجر فی الصواعق وقا  
 رجاله ثقات) صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کو دھڑکے پر لگے لوگوں میں سے  
 بدبخت تھا جناب امیر نے عرض کیا جس نے کہ صالح علیہ السلام کی نوٹنی کے پاؤں کاٹے تھے حضرت نے فرمایا  
 تو سچ کہتا ہے پہراشا دکیا بچھے لوگوں میں کون بدبخت ہے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول محبت بہتر جا  
 والا ہے۔ فرمایا وہ شخص کہ تیری چاند پر ضرب لگاؤ گا اور ایک راوی نے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ جناب  
 امیر فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں تمہارا بدبخت اٹھے اور اسکو اس سے رنگین کرے یعنی انکی ریاست مبارک  
 کو سرافند سے خون سے ۔

(۲) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي قد رما من اشقى الاولين قلت الله ورسوله اعلم قال عاصم



الناقة ثم قال من اشقى الاخرين قلت الله ربه اعلم قال تلاك (اخرجه احمد) جناب امير عليه السلام منقولاً  
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا اعلیٰ تو جانتا ہے کہ پہلے لوگوں میں کون نہ یادہ بد بخت تھا میں نے  
عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا جس نے کہ اوٹنی کے پاؤں کاٹے تھے۔ پھر ارشاد کیا پچھلے لوگوں  
میں کون زیادہ بد بخت ہی میں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا تیرا قاتل \*۔

(۳) عن ابی الا۔ والدی انہ عادیاً قال فقلت له قد خوفنا عليك يا امير المؤمنين في شكواك هذه  
فقال لا ويا في والله ما خوفت على نفسي لا في سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انك ستخرب خيرة  
ههنا وانشاء الله فبسيل ذنهابا حتى تخلصك يمين صاحبها اشقاها كما كان عاقراً المناقة اشقاها راحل  
الخوارزمی) ابوالاسود الاثلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ وہ جناب امیر کی عیادت کے لیے گئے اور عرض کرنے  
لگے یا امیر المؤمنین ہم آپ کی اس بیماری سے ڈرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنی جان پر اس سو نہیں ڈرتا کیونکہ  
میں نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تجھے بہان پر بیٹھنے سے پر ایک چوٹ لگائی جائیگی اور  
اسکے خون کے جاری ہونے سے تیری دائرہ ہی زمین ہو جائیگی اس چوٹ کا لگانا ہوا اس امت کا بد بخت ہوگا  
جس طرح سے کہ اوٹنی کے پاؤں کاٹنے والا اگلی امت کا بد بخت تھا \*۔

(۴) عن عمار بن۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا احدكم باشقى الناس جلين احبهم  
الذي عقر الناقة والذي يعزبك يا اعلیٰ هذه حتى تبل منها هذا (اخرجه احمد وابن عساکر وجوز الطبرانی  
وصححه الحاكم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو بخت  
بد بختوں کی خبر دوں ایک احمر بنو حنیس اوٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور ایک وہ شخص کہ یا اعلیٰ تیرے اس مقام پر  
بیٹھنے سے پر لگائیگا یہاں تک کہ اس سے یہ تر ہو جائیگی \*۔

## جناب امیر کا اپنی شہادت سے خبر دینا

(۱) عن زاذان قال كنت بين الناس فابوم عند علي فقال الواحد تناعن ذي القرنين قال رجل بعثته  
الي قوم فاشركوا بهم وابتدعوا في دينهم واحد فوال علي انفسهم ثم الذين يجتهدون في الباطل  
ويحبون انهم على الحق ويجهلون في الضلالة ويحبون انهم على الهدى فضر بوا على قرنه الايمن  
فمات ثم احياه الله فضر بوا على قرنه الايسر فمات ثم رفع صوته قال وما اهل النهروان منهم بهجيد  
راخر به ابن منيع) زاذان منقول ہو کہ ایک روز میں جناب امیر کی خدمت میں لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا  
تھا۔ لوگوں نے جناب امیر سے عرض کیا آپ سمجھیں ذوالقرنین کی خبر سنائیں جناب امیر نے فرمایا وہ ایک آدمی



جب یہ آیت غدیر خم کے روز نازل ہوئی حضرت خطبہ پڑھا اور فرمایا جس کا کہ میں کہوں پس اس کا علی مولیٰ ہے حضرت  
 عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے یا علی تو میرا اور ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولیٰ ہے ۴  
 {۲۲} اليوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (سورہ نائدہ) ترجمہ آج میں نے کامل کیا  
 ہے تمہاری لیے تمہارا دین اور میں نے پوری کی ہے تمہاری اپنی نعمت ۵

(۱) عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما دعی الناس فی غدیر خم واصر  
 بماتحت الشجرة من شوك فقم کان ذلك يوم الخنیس فلما علیاً فاخت بضعینہ فرفعها حتی  
 نظر الناس ببیاض ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاه فعلی مولاه ثم لم  
 یتفرقوا حتی نزلت هذه الایة اليوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فقال رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم اکبر علی کمال الدین وتمام النعمة ورضا الہب برسالتی وبالولاية لعلی بن  
 ابی طالب راخرجہ ابو نعیم وابو یکرین مردویة عنه وعن ابی ہریرۃ والسیوطی فی الدر المنثور  
 والدیلمی وابو نعیم فیما نزل من القرآن فی علی (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب  
 تحقیق غدیر خم کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلا کر درخت کے نیچے جھاڑو دبڑ  
 کا حکم کیا وہاں سے کاسٹون کو جھاڑو سے دور کیا گیا پھر آپ نے علی کو بلوا کر انکے دروازہ پر کھڑے اٹھائی  
 یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر آپ نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس  
 اس کا علی مولیٰ ہے۔ پھر اسی لوگ متفرق نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ آج کے روز میں نے تمہارا  
 لیے تمہارا دین کامل کیا ہے اور میں نے اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا اللہ اکبر۔ دین کے کامل ہو جانے۔ اور نعمت کو پورا ہونے اور میری رسالت اور علی کی ولایت  
 پر خدا کے رضی ہونے پر ۶

(۲) عن ابی ہریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ وهو یوم غدیر خم لما اخذ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فقال الستاولی بالایمنین انفسہم قالوا نعم یا رسول اللہ قال من کنت  
 مولاه فعلی مولاه فقال عمر بن الخطاب بخیر یا ابن الخطاب اصبحتم مولای ومولی کل مؤمن فانزل  
 اللہ اليوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کتبہ صیام سنین شہرا راخرجہ ابن المنذر  
 وابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النظیری (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ذی  
 الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کو کہ وہ غدیر خم کا روز ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر  
 ارشاد کیا کہ کیا میں سب مومنوں کی جان سے اوسے نہیں اور لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک یا



تھا جسے خدا نے ایسی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ وہ اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے تھے اور اپنے دین میں بائیسین نکالتے تھے اور اپنی جانوں کے لیے نئی باتیں پیدا کرتے تھے وہ ان میں سے تھے کہ باطل میں کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم حق پر ہیں اور اگر اسی کی کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم ہدایت پر ہیں پس ان لوگوں نے اس کے سر کے دہنی طرف ضرب لگائی اور وہ مر گیا پھر خدا نے اسے زندہ کیا پھر انہوں نے اس کے سر کے بائیں طرف ضرب لگائی پس وہ مر گیا پھر جناب امیر نے بلند آواز سے فرمایا۔ اہل نہروان ان لوگوں سے دو زمینیں ہیں ۛ

(۲) عن عبیدہ قال قال علی ما یحبس اشقاھا ازیم فی لبقتلنی اللہم انی سئمتھم وسئمت فی فارحنی منھم وارحم منی (اخرجه ابن سعد) عبیدہ سے روایت ہے کہ جناب امیر فرمانے لگے اس امر کے بد بخت کو کس چیز نے روک رکھا ہے کہ وہ اگر مجھے قتل کرے۔ امیر پر پروردگار مجھے ان کی ملامت پیدا ہو گیا ہے اور یہ لوگ بھی مجھ سے ملامت میں ہیں۔ پس مجھے ان کی راحت بخا اور مجھ سے ان کی راحت ہو کر ۛ

(۳) عن عبد اللہ بن سبغ قال سمعت علیاً علی المنبر یقول ما ینتظر اشقاھا والذی افلق الحبتہ وبرد النسمۃ عہد الی ابی القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخصم من ہذہ من ہذہ و اشار الی الحبتہ ورأسہ فقالوا اخبرنی یا امیر المؤمنین من ہولنبیرفہ قال انشدکم باللہ ان یقتل غیر قاتلی (اخرجه ابن سعد) الحسن بن سفیان والمحاملی وزاد احمد قالوا ان کنت قد امت انک مقتول فاستخلف اذا قال لا ولكن ادکلکم الی من وکلکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس امر کا بد بخت کیا انتظار کر رہا ہے قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے دامن کو پھاڑا ہے اور آدمی کو ظاہر کیا ہے مجھ سے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ یہ سر خون سے رنگین ہوگی اور جناب امیر نے اپنی دائرہ اور سر کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ ہم سے بیان فرمائیے کہ وہ کون ہے تاکہ ہم اس کو ہلاک کر ڈالیں۔ فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ میرے قاتل کے بغیر کسی کو مارنا۔ امام احمد بن حنبل سے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا جیکہ آپ یہ جانتے ہیں کہ آپ شہید ہوئیو اے میں تو آپ اپنے بعد کے لیے خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے۔ فرمانے لگے نہیں میں تمہیں اس کے سپرد کرتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سپرد کر دیا ہے ۛ

(۴) قبل سئل علی وهو علی منبرا لکوفۃ عن قولہ تکلم من المؤمنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ فیہ من قضا خبہ ومنہم من ینتظر فقال اللہم عفو ہذہ الایۃ نزلت فی فی عی حمزہ و فی ابن عی عبیدہ ن الحارث بن عبد المطلب فانہ قضی خبہ یوم بدر و اما عی حمزہ فانہ قضی لخبہ یوم احد و اما انا فانہ



اشقاها یخضب هذه واشكر الى الحية ورأسه عهد عهد الى الجبيل ابو القاسم رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 راخرجه ابو بكر بن مردويه وسبط بن الجوزي في تذكرة خواص الامم وابن حجر في الصواعق جناب امير ابي  
 دفعه كوفه کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے اس آیت کا شان نزول پوچھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ مومنوں کے بعض  
 ایسے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے اس بات کو جس پر اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا۔ پس ایک ان میں سے وہ کہ اپنا وقت  
 پورا کر چکا اور ایک ان میں سے وہ ہے کہ انتظار میں ہے جناب امیر فرمانے لگے اے میرے بھائیو یہ آیت میرے اور میرے  
 چچا حمزہ اور میرے چچا زاد بھائی عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ عبیدہ بن حارث بد  
 کے روز اپنا وقت پورا کر گئے۔ اور میرے چچا حمزہ احد کے روز اپنا وقت پورا کر چکے اب میں اس امت کو بد بخت  
 کی انتظار میں ہوں کہ اس کو اس سے رنگین کرے اور اپنی وارثی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا میرے پیارے  
 ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اسکی نسبت بختہ عہد کیا ہے۔

(۵) عن زید بن وہب قال قدم علی علی قوم من اهل البصرة من الخوارج فيهم رجل يقال له الجعد بن  
 نجة قال اتق الله يا علي فانك ميت قال علي بل مقتول تضرب على هذه وتخضب هذه یعنی الحیۃ من  
 رأسه عهد معهود وقضاء مقضی قد خاب من افتری راخرجه احمد في المناقب زید بن وہب سے روایت  
 ہے کہ بصرہ کو خارجیوں میں سے ایک گروہ کے پاس جناب امیر تشریف لے گئے ان میں جعد بن نجا ایک شخص تھا  
 جناب امیر سے کہنے لگا یا علی خدا سے خوف کر کیونکہ تو مر گیا ہے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا بلکہ مارا جانے والا  
 ہوں مجھے یہاں پر ضرب لگائی جائیگی اور یہ رنگین ہو جائیگی اپنی وارثی اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ عہد  
 بندہ چکا ہے اور قضا جاری ہو چکی ہے اور نا امید ہو اگھوٹ بولنے والا ہے۔

(۶) عن ابی الطفیل از علیاً یجمع الناس للبيعة فجاد عبد الرحمن بن ملجم المرادی فردہ مرتین ثم قال  
 علی ما یحبس اشقاها فوالله لیخضب <sup>هذه</sup> من هذه واوحی الى الحیۃ ورأسه ثم مثل به اشدا حیا زعلك الموت  
 لان الموت ابتک ولا تجزع من القتل + اذا حل بوادیک + راخرجه بن سعد وابو نعیم فی المحلیۃ  
 وابن الاثیر فی الکامل ابو طفیل نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے بیعت کر لیے لوگوں کو جمع کیا اور عبد الرحمن  
 بن ملجم مرادی بھی بیعت کے لیے جناب امیر کی خدمت میں آیا اپنے دو دفعہ اس کو لوٹا دیا پھر فرمایا اس امت کے  
 بد بخت کیا چیزوں کے ہوئے ہے اور اپنی وارثی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس کو اس سے رنگین  
 کرے پھر اس پر ایک مثل کہی ہے اپنی چھاتی کو موت کے لیے تان۔ کیونکہ موت تیرے لیے آئی ہو گی۔ قتل پرنے  
 سے تو مت چلا۔ جیکوہ تیرے سامنے آجائے۔

(۷) عن عبیدة قال کان علی اذا رای عبد الرحمن بن ملجم المرادی قال ۛ اری حیوتہ ویرید قتلی +



غلیزی من خلیلی من مرادی را خواجه بن سعد) عبید اللہ کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام عبد الرحمن بن مرادی کو دیکھتے فرماتے سے میں اسکی زندگی مانگتا ہوں اور وہ میرے قتل کرنے کو چاہتا ہے۔ وہ جو میرا دوست اور میرا خلیل اور میری مراد ہے۔

(۸) عن عثمان بن المغیرة قال لما دخل شهر رمضان جعل علی یغشی لیلة عندا لحسن و لیلة عندا لحسین و لیلة عند عبد اللہ بن جعفر لا یزید علی ثلاث لقم و یقول یا قی امراہ و احب ان اخص و انما ہی لیلة اولیلتان راخو ابن الاثیر قنا رینہ عثمان بن مغیرہ کہتے ہیں کہ حبیبہ رمضان آیا جناب امیر ایک ان امام حسن کو پاس اور دوسری رات امام حسین کو پاس اور تیسری رات عبد اللہ بن جعفر طیار کے پاس افطار کرنے لگے اور تین لقموں سے زیادہ نہیں تناول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کا حکم آیا ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ میرا پیٹ رہا ہو اور ایک دورات کا معاملہ ہے۔

(۹) عن الحسن بن کثیر عن ابیہ قال خرج علی لصلوة الفجر فاستقبلہ الاوز و یصحن فی وجہہ قال فجعلنا نظرم من عنده فقال دعوهن فانہن نواحر فخرج فاصیب راخو جہ احمد فی المناقب

وقال بن الاثیر ہذا یدل علی انہ علم السنۃ و الشهر و اللیلة التي یقتل فیہا رکامل التواریح حسن بن کثیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام صبح کی نماز کو گھر سے باہر تشریف لیجانے لگے یطین انکے سامنے ہو کر چلانے لگے ہم انکو مٹانے لگے جناب امیر نے ارشاد کیا انکو چوڑ دو یہ نوہ کر رہی ہیں۔ یہ فرما کر تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے۔

ابن الاثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ کامل التواریح میں لکھتے ہیں کہ یہ امر اس پر وال ہے کہ جناب امیر اپنی شہادت کے برس اور مہینے اور اس ات سے کہ جس میں وہ شہید ہوئے واقف تھے۔

(۱۰) عن ابی عبد الرحمن السلی قال قال حسین بن علی علی سخی اللیلة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامی فقلت یا رسول اللہ ما لقت من امتک من اللداد و اللداد قال ادع علیہم قلت اللہم ابدلنی بہم من ہو خیر منہم و ابدلہم بی من ہو شر منی فخرج فضربہ الرجل راخو جہ بن الاثیر فی کامل التواریح و اخو جہ ابو عمر ہذا الحدیث عن حسن البصری) ابو عبد الرحمن السلی سے منقول ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام مجھ کو بیان فرماتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مجھے بیان کیا کہ آج رات خواب میں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضوری ہوئی سینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی است مجھ کو کیا حضرتین اور جب گڑے میں آئے ہیں حضرت نے ارشاد کیا تم انہر دعا کرو سینے کہا۔ اے میرے پروردگار انکو بدترین مجھوان سے بہتر لوگوں کی صحبت عطا کر اور میرے بے مین اسکو کسی بدترین کی صحبت میں رکھ۔ پس آپ تشریف لیگئے اور اس آدمی نے



## جناب امیر کی شہادت کا بیان

قال ابن سعد انتدب ثلثة نفر من الخوارج عبد الرحمن بن ملجم المرادي والد البرك بن عبد الله التميمي وعمر بن بكير التميمي فاجتمعوا بمكة وتعاهدوا وتعاقدا ان يقتلوا الثلاثة على معاوية وعمر بن العاص فقال ابن ملجم انا لكم بعلی قال البرك انا لكم بمعوية وقال عمر بن بكير انا لكم بعمر بن العاص وتعاهدوا على ان ذلك يكون في ليلة واحدة ليلة حادی عشر اولیة سابع عشر رمضان ثم توجه كل واحد منهم الى المصر الذي فيه صاحبه فقدم ابن ملجم الكوفة فلحق اصحابه من الخوارج فكان لهم ما يريدون ليلة الجمعة سابع عشر سنة اربعين فاستيقظ على سحر فقال لابنه الحسن رأيت الليلة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله ما لقيت من امتك من اللذذ واللدن فقال ادع الله عليهم فقلت اللهم ابدلني بهم خيرا منهم وابدلهم بي شرالهم - ودخل ابن النباخر الموفن على ذلك فقال الصلوة فخرج علي بن الباب من ايها الناس الصلوة الصلوة فاعترضه بن ملجم فضربه بالسيف فاصاب جبهته المقرة ووصل الى دماغه فشد اليه الناس من كل جانب فامسك واوثق واقام على الجمعة والسبت وقوفي ليلة الاحد نقلت من تاريخ الخلفاء للسيوطي) ابن سعد طبقات من لکھتے ہیں کہ خوارج میں سے عبد الرحمن بن ملجم المرادي اور برک بن عبد الله التميمي اور عمرو بن بكير التميمي تین آدمی خوارج سے بچے ہوئے مکہ معظمہ میں جا اکٹھے ہوئے اور باہم عہد کیا کہ علی اور معاویہ اور عمرو بن العاص تین شخصوں کو قتل کرنا چاہیے ابن ملجم کہنے لگا میں جناب علی کو شہید کرنے کا ذمہ لیتا ہوں برک نے کہا میں معاویہ کے ماریکا ذمہ لیتا ہوں اور عمرو بن بكير نے عمرو بن العاص کے ہلاک کرنے کا ذمہ لیا اور تینوں نے یہ عہد کیا کہ یہ امر ایک ہی شب میں واقع ہو رمضان کی گیارہویں یا سترہویں کو پہر ان میں سے ہر ایک اس شہر کی طرف جس میں کہہکا مد نظر قیام پذیر رہتا روانہ ہوا پس ابن ملجم کو ذمہ میں پہنچا اور خاجوہ میں سے اپنے دوستوں کو ملا۔ پس وہ اپنی ہم کار ارادہ کرنے لگے۔ رمضان کی سترہویں منسلک چالیس کو جناب امیر صبح کو بیدار ہوئے اور اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام سے فرمانے لگے مجھے آج رات خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے حضرت سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی بہت کجی کیا یا حضرت میں اور جگر پیش آئے ہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ انکی حق میں دعا کرو میں نے دعا کی بارالہ انکے بدلے میں مجھ کو بھلا کر انکی صحبت عطا کر اور میرے بدلے انکو کسی بدی صحبت کرا تے میں ابن النباخر موفن نے اگر الصلوة لصلوة کی آواز بلند کی جناب امیر دروازہ سے باہر نکلے اور ایسا الناس الصلوة الصلوة بکارنے لگے ابن ملجم نے برک کو آپ کی







میں آتا جاتا رہا تا کہ جناب امیر اسے کوئی کام سپرد کوں اپنے اسے ایک خدمت سپرد کی ناگہ اسکی نگاہ قطار پر جا پڑی جو نہایت  
 حسبت تھی۔ اور خارجیوں کی رائی کو دیکھ رہی تھی جناب امیر نے نہروان کی لڑائی میں اس کے باپ کو اور بہائیوں کو قتل  
 کیا ہوا تھا۔ ابن بلجم نے اس سے اپنے نکاح کی درخواست کی اس نے جواب دیا کہ میں ایسے مہر کے سوا کہ بچہ اس کے اور کچھ نہیں  
 چاہتی۔ نکاح نہیں کر سکتی۔ ابن بلجم نے مہر کی شرح پوچھی قطار نے کہا تین ہزار دینار اور جناب امیر کا قتل ہے ابن  
 بلجم نے کہا بخدا تو نے ایسی چیز کو طلب کیا ہے کہ جس کے لیے میں اس شخص میں آیا ہوں وہ کہنے لگے اگر تو نے  
 جناب امیر کو قتل کیا اور تو نجات پا گیا۔ پس یہی بات تجھے حاصل ہو جائیگی جو کہ تو چاہتا ہے۔ اور میری طرف سے  
 بھی تجھے مہر میں رعایت حاصل ہوگی۔ اور تجھ کو مجھ سے ایک گوارہ عیش حاصل ہوگا اور اگر تو قتل ہوگا۔ تو پس جو  
 کہہ کہ اس کے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے ابن بلجم کہنے لگا تجھے چاہیے کہ تو اپنی شرط کو پورا کرے۔ قطار نے کہا  
 میں تجھے ایسے شخص کو ملائی ہوں جو اس کام میں تیری مدد کرے گا۔ پس اس نے اپنے چچا زاد بھائی کو بلا بھیجا وہ اس کے  
 پاس آیا اس کے بعد ابن بلجم شبیب بن بجیر الاسجعی سے ملا اور کہنے لگا امیر شبیب کیا تجھے دنیا و آخرت کی شرف  
 حاصل کرنے میں کچھ رغبت ہو شبیب کہنے لگا وہ کیا ہے۔ ابن بلجم نے کہا وہ جناب امیر کا قتل کرنا ہے شبیب نے  
 کہا تیری مان کے بچے مرین۔ تو نے ایک عجیب بات کہی ہے۔ ہم کیونکر انہر قابو پا سکتے ہیں۔ ابن بلجم کہنے لگا جناب  
 امیر کا کوئی نگہبان نہیں اور مسجد میں وہ تنہا جاتے ہیں کوئی ان کے ساتھ محافظ نہیں ہوتا۔ ہم کہیں میں بیٹھ  
 رہیں جب وہ صبح کو نماز کے لیے نکلیں تو ہم انکو شہید کر ڈالیں۔ پھر اگر ہم بچ گئے بچ گئے اور اگر مارے گئے  
 تو ہم دنیا و آخرت میں ذکر خیر ہو جائیں گے شبیب نے کہا اسے تو مرے جناب امیر حضرت عیسا علیہ السلام کے ساتھ  
 صاحب بقت ہیں ان کے قتل کرنے سے بھلا میرا دل کیونکر خوش ہو سکتا ہے۔ ابن بلجم کہنے لگا۔ تجھ پر سخت فسوس  
 ہے انھوں نے خدا کے دین میں لوگوں کو منصف مقرر کیا ہے اور ہمارے دیندار بہائیوں کو قتل کیا ہے۔ ہم انکو  
 ان قتل شدہ لوگوں کی عداوت سے قتل کرینگے تو اپنے دین میں کسی طرح سے شک اور شبہ اپنے دل میں نہ لائیں  
 نے اسکی بات کو مان لیا۔ اور دونوں ملکر قطار کے پاس گئے اس نے مسجد عظیم میں اپنے تحکات کے لیے ایک  
 خیمہ کھڑا کیا ہوا تھا اور وہ اس میں بیٹھ گئے۔ اس نے اندرون کو اپنے پاس بلالیا۔ وہ اپنی تلواروں کو  
 لیکر اس دروازہ کے پاس بیٹھ گئے۔ جان سے جناب امیر مسجد میں آیا کرتے تھے۔ پس جناب امیر صبح کی نماز کے  
 لیے گھر سے باہر تشریف لائے۔ شبیب نے بڑھکر تلوار ماری اسکا دار خالی گیا۔ ابن بلجم نے کہ خدا کی ہمت کا اس  
 پر ہے جناب امیر کے سر اقدس پر تلوار لگائی ساور کہنے لگا یا علی حکم خاص خدا کے لیے ہے نہ آپ کا ہے نہ آپ کے  
 دوستوں کا۔ جناب امیر نے لوگوں سے کہا دیکھو یہ کتنا تم سے کہ میں بہاگ نہ جاؤں لوگ ہر طرف سے اس پر مل پڑے  
 اور اسکو گرفتار کر لیا۔ شبیب دروازہ کے باہر سے بہاگ گیا جب ابن بلجم گرفتار ہو گیا۔ جناب امیر نے فرمایا اسکو







انامت فاقتلوه فاذا اعشوا فاجرح قصابا (اخرجه احمد في المناقب) حسين بن كثير اپنے والد سے کہ  
اس نے جناب امیر کو دیکھا تھا روایت کرتا ہے کہ جناب امیر صبح گھر سے برآمد ہوئے بطین انکے سامنے ہو کر فریاد  
کرنے لگیں لوگ انکو ہٹانے لگے جناب امیر نے فرمایا انکو چوڑو یہ نوہ کر رہی ہیں پس ابن عجم نے آپکو ضرب لگائی  
میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ ہمارے اور نبی ہر اد کے درمیان جنگ کی اجازت دیدین تاکہ ان میں اونٹ اور  
بکری باقی نہ چھوڑا جائے فرمایا نہیں لیکن تم اس آدمی کو قید رکھو جب میں مرجاؤں اسکو قتل کرو یا اور اگر میں  
زندہ رہوں تو صرف زخم کا بدلہ لیا جائیگا \*

(۳) عن حسین بن كثير قال قال علي النفس بالنفس از هلكت فاقتلوه وان بقيت رأيت فيدي يائي  
يا بني عبد المطلب لا الفينكم بخوضون دماء المسلمين تقولون قد قتل امير المؤمنين الا لا تقتلوا الا  
فاقتل انظر يا حسن ان انا مت من ضربتي هذه فاضربه ضربة فلا تمثلن بالرجل فاني سمعت رسول الله  
صلى الله عليه اياكم المثلة ولو بالكلب العقور (اخرجه محمدا الطبري في الرياض النضرة) حسين بن  
كثير ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جان کا بدلہ جان سے، اگر میں مرجاؤں تو اسکو مار ڈالنا۔ اور اگر  
میں زندہ رہا تو اسکی نسبت میں اپنی رائے کو دیکھو لگا۔ ای بنی عبد المطلب تمکو میں مسلمانوں کے خون  
کے پیچھے نہیں ڈالتا کہ تم یہ کہو امیر المؤمنین مار دی گئے ہیں۔ خبردار بخیر میرے قاتل کے اور کسی کو نہ مارنا۔  
اے حسن نگاہ رکھو کہ اگر میں اس ضرب سے جو مجھے لگا ہے مرجاؤں۔ تو تو نے بھی میرے قاتل کو ایک ہی  
ضرب لگانا۔ اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا یہ تحقیق میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مثلاً کرنے سے  
بچو اگر چہ کسکھنا کتا ہی ہو \*

(۴) عن الزبير بن بكار قال قال علي حبسوه فان انا مت فاقتلوه ولا تمثلوا به فاحتمت فاحملوا في  
العفو والقصاص (اخرجه ابو عمر) زبير بکار کہتے ہیں کہ جناب امیر نے اپنے قاتل ملعون کی نسبت فرمایا اگر  
میں مرجاؤں تو تم نے اسے بھی مار ڈالنا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا اور اگر میں زندہ رہا تو مجھے اسکے بخشنے  
اور بدلہ لینے میں اختیار ہوگا \*

(۵) عن الزهري قال لما ضرب علي تلك الضربة قال ما فعل ضاربي اطعموه طعما حتى اسقوا من شرابي  
فان عشت فانا اولي جحقي وان مت فاضربوه ولا تنيدوا علي (اخرجه الخوارزمي) امام مالک رحمۃ  
اللہ علیہ کے ہستاد زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب امیر کو وہ ضرب لگا فرمانے لگے میرا قاتل  
میرا کھانا اسے کھاؤ۔ اور میرا پانی اسے پلاؤ اگر میں زندہ رہا تو میں اپنے حق کا زیادہ حقدار  
ہوں اور اگر میں مر گیا پس تجھے اسکو ایک ضرب لگانا اور سب سے کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا \*



## جناب امیر علیہ السلام کی وصیت

(۱) عن الزهري قال اوصى الحسن يا حسن لا تغال في كفى فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تغال في الكفن وامشوا بين المشيين فان كان خيرا عجلتوني وان كان شرا القيتوني عن اکتافکم راخرجه الخوارزمي) زہری رحمۃ اللہ علیہ ناقلین کہ جناب امیر نے حضرت حسن علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ اے حسن میرے کفن کو غالیہ لگانا۔ کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کفن میں غالیہ نہ لگاؤ۔ اور دو رفتاروں کے درمیان ہو کر چلنا یعنی نہ ڈوڑتے ہوئے اور نہ زیادہ آہستہ کیونکہ اگر کوئی امریکہ پیش آنے والا ہوگا تو تم نے میرے لیے سکی تجیل کی ہوگی۔ اور اگر ربائی پیش آنیوالی ہوگی تو تم نے اپنے کفن کا بوجھ ہلکا کیا ہوگا۔

(۲) عن الحسن قال لما حضرت ابا الوفاء قبل یومہ فقال هذا ما اوصی بہ علی بن ابی طالب ابو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم وصیۃ اشہد ان لا اله الا الله و ان محمدا عبدا و رسوله و خیرہ بعلمہ و ارتضاہ لخلقہ و ان الله باعث من فی القبور و سائل الناس عن اعمالهم عالم بما فی الصدق ثم ان اوصیک یا حسن و کفی بک وصیا بما اوصانی رسول الله صلی الله علیه و آله فاذا کان ذلک فالمر ببتک و ابک علی خطبتک و لا تکن الدنیا کبرھک و اوصیک یا بنی بالصلوة عند قضاها و الزکوة فی اهلها عند محلتها و الصمت عند التشبه و الاقتصار و العدل فی الرضاء و الخفیة حسن الجوار و اکرام الضیف و رحمة المجهول و احسان البلاء و صلة الرحم و حب المساکین و عجا لستهم و التواضع فانه من افضل العبادۃ و ذکر الموت و زهد فی الدنیا فانک مرھن الموت و غرض بلاء و طرح سقم و اوصیک بحشیۃ الله تعا فی سرائرک و علانیاتک و انھاءک عن مخالفة الشرع بالقول و الفعل و اذا عرض لک شیء من امر الآخرة فابدأ به فاعرض لک امر من الدنیا فتأنة حتی تصیب شدک فیہ و ایاک و موطن التهمة و المجلس المظنون به السوء فان قرین السوء یغیر جلیسہ و کن مع یا بنی عاملا و عن الجبنی زجورا و بالمعروف امرا و عن المنکر ناهیا و اخر الاخوان فی الله و احب الصالح لصلاحہ و دار الفاسق عن دینک و ابتغہ لقلبک و زائلہ باعمالک لئلا تكون مثله و ایاک و الجلس فی الطاعة و دع المناراة و مجاراة من لا عقل له و اقصد یا بنی فی معیشتک و اقصد فی عبادتک و علیک فیہا بامر الدائم الذی نطیقة و التزم الصمت و بہ و تسلیم و قد م لنفسک تغنم و تعلم الخیر تعلم و کن ذا کرا لله تعا علی کل حال و ارحم من اهلك الصغیر و قر الکبیر و لا تأکل طعاما حتی تصدق منه



قبل اكله وعليك بالصوم فانه زكوة البدن ورجة لاهله وجاهد نفسك واحذر جليستك واجتنب عدوك و  
 عليك بحاجاتك لذکر واكثر من الدعاء فاني لمرالك يا بنی نصحا وهذا فراق بيني وبينك و اوصيك يا خیر محمد  
 خیرا فانه ابن ابيك وقد تعلم خیر له واما اخوك الحسين فهو شقيقك وابن امك و ابيك والله الخليفة  
 عليك و اياه اسال ان يصلحكم و ان يکف الطغاة البغاة عنکم و اصل الصبر حق یفقه الله هذا الامر و اصل  
 ولا فقه الا بالله (نور الابصار) جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آپ والد ماجد علیہ السلام کی وفات کا  
 وقت قریب آگیا آپ وصیت فرمانے لگے کہ یہ وہ بات ہے کہ جسکی نسبت علی بن ابی طالب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بانی  
 اور انکا ابن عم اور انکا صاحب وصیت کرتا ہے سب سے پہلے میری وصیت یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ  
 کوئی معبود سوا خدا کے نہیں اور محمد اسکے رسول اور برگزیدہ ہیں اس نے اپنے علم سے انکو رسالت کو لیے اختیار  
 کیا اور اپنی خلق کی ہدایت کے لیے انکو پسند کیا۔ اور جو لوگ کہ قبروں میں ہیں انکو اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا اور انکو  
 سے انکو اعمال کی پیش فرمائے گا۔ اور جو کچھ کہ لوگوں کے دلوں میں ہے اسکو وہ جانتا ہے۔ بعد اسکے اے حسن  
 میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اور میری وصیت ادا کرنے کے لیے کافی ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ اسکے ساتھ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی ہے۔ پس جبکہ ایسا ہو تو اپنے گھر میں رہا کر اور اپنے گناہوں پر روپا کر  
 اور دنیا کے حاصل کرنے میں اپنی ہمت کو مصروف کر۔ اور اے میرے فرزند میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز کو اسکو  
 وقت پر ادا کیا کر۔ اور جب کچھ دینے کا محل ہو تو اسکے مستحق کو دیا کر اور جب کوئی امر مشتبہ ہو تو اس میں سکت  
 رہا کر۔ اور خوشنودی اور غصہ میں میانہ روی اور عدالت اختیار کر اور اپنے ہم سایہ کو ساتھ نیکی کر۔ اور دھماں کی  
 مکریم کر۔ اور جو لوگ کہ عاجز ہوں اور مصیبت میں مبتلا ہوں انپر رحم کر اور صلہ رحمی بجالا اور مسکینوں سے محبت کر  
 اور انکے پاس بیٹھا کر اور ان سے تواضع کیا کر اسلئے کہ یہ فضل عبادت ہے اور موت کو یاد رکھ۔ اور دنیا میں نہ ہلا  
 کر اسلئے کہ تو موت سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اور دنیا بلا کے نازل ہونیکا مقام ہے اور بیماریوں میں مبتلا ہے  
 اور نیز میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اپنے ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اور ہر قول و فعل میں شریع  
 شریف کی مخالفت سے منع کرتا ہوں اور جب کوئی چیز امور آخرت میں سے تجھ کو پیش آئے تو اس میں جلدی کر اور  
 جب کوئی امور دنیا میں سے تجھ کو پیش آئے تو اس میں تاہل کر یہاں تک کہ اپنے بہبودی کو اس میں تحقیق کرے  
 اور ایسے مقامات میں کہ ہمیں ہمت کا غلبہ ہو اور اسی صحبتوں میں کہ جن میں برائی کا گمان ہو نجایا کر اسو اسطر  
 کہ جو شخص کہ خود برا ہے وہ اپنی ہم صحبت کو لگاڑ دیتا ہے اے میرے فرزند تو اپنے عمل کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص  
 اور خالص کر اور گناہ بگاڑ کو تنبیہ اور اچھی بات کا حکم کر اور بری باتوں سے منع کیا کر اور بے ایمانوں سے خدا کی  
 راہ میں دوستی کر اور صالح شخص سے پسند کی نیکی کے دوست رکھ اور فاسق سے بدار کر اور دل میں اسکو



یا رسول اللہ آپ ہماری جان سے اولیٰ ہیں ہر حضرتؑ نے فرمایا جیسا کہ میں مولیٰ ہوں اسکا علی مولیٰ ہو اور عمرؓ  
 الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے اسے ابن ابی لب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا  
 بن گیا ہے اور خدا نے یہ آیت نازل کی کہ آج میں نے کامل بنایا ہے تمہارے لیے تمہارے دین کو اور میں جو  
 پوری کی ہے تمہاری اپنی نعمت روزہ رکھے اسکے لیے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جائیگا۔  
 (۳) عن مجاہد قال نزلت هذه الآية بعد يرخم راخرجه الامام الصالحاني (مجاہد  
 منقول ہے کہ یہ آیت غدیر خم کے دن نازل ہوئی۔)

{۲۳} اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِّيَّةِ (سورہ البینہ)  
 ترجمہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔

را۱ عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علی فقال رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اناکم راخی ثم اتفت الی الکعبۃ فصر بها بیدہ ثم قال واللہ  
 نفسی بیدہ انا وھذا وشیعتہ ہم الفاکرون یوم القیامۃ ثم قال انہ اولکم ایماناً معی  
 وادفاکم بعبادۃ اللہ واقومکم بامر اللہ واعدکم فی الرعیۃ واعظکم عند اللہ فریۃ  
 واقسمکم بالسویۃ قال ونزلت ھذا الایتۃ ان الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ  
 هُمْ خَيْرُ الْبَرِّيَّةِ قال فكان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل علی قالوا قد جاء  
 خیر البریۃ راخرجه الخوارزمی فی المناقب وابن عساکر والسیوطی فی الدال الملتثور  
 جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرتؑ نے ہم سے ارشاد کیا تمہارا  
 پاس میرا بہائی آ رہا ہے۔ پھر اپنے کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر اس پر ہاتھ مارا اور کہا قسم ہے اسرات  
 کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں اور یہ اور اسکے شیعوں قیامت کو روز بس ہی لوگ  
 جنت تک پہنچنے والے ہیں پھر اپنے فرمایا۔ یہ تحقیق یہ تم سب کے پہلے مج پر ایمان لایا ہے۔ اور تم سب  
 سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔ اور خدا کے حکم پر تم سب سے زیادہ رعیت کو حق میں عدل  
 کرنے والا ہے۔ اور تم سب کے اللہ کے نزدیک زیادتی والا ہے۔ اور تم سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والا  
 ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب  
 خلقت سے بہتر ہیں۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر جبکہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے  
 تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہنو کہ حسب خلقت بہتر میں تشریف لائے ہیں۔



براسمجہ اور اپنے اعمال میں اس سے علیحدہ رہنا کہ ایسا نہ ہو کہ تو بھی مثل اسکی ہو جائے اور بازاروں میں نہ بیٹھا کر اور  
 بے وقوفوں سے حجت نہ کیا کر دانی ہمساگی اختیار کر اور اپنی معاش میں اور عبادت میں میانہ روی اختیار کر اور عبادت  
 مسنونہ میں سوا کسی چیز کو اختیار کر کہ جسکے ادا کرنے کی تجھے طاقت ہو اور ہمیشہ سکوفائم رکھ سکے۔ اور سکوت کو اپنی  
 اور پلازم کرے کہ اسکے سبب تو برائیوں سے بچ سکتا ہے اور نیکی کو اپنے نفس کے لیے مقدم کر تاکہ تجھے غنیمت  
 حاصل ہو اور ہر حال میں خدا کو یاد کیا کر اور تیرے عزیز و اقارب میں جو شخص ضعیف السن ہو اس پر حکم اور جو کبیر  
 ہو اسکی بزرگی کر اور حب تو کھانا کھانے لگے تو پہلے اس میں سے صدقہ دیدیا کر اور سچے کو روزہ رکھنا لازم ہے  
 اسلیے کہ وہ بدن کی زکوۃ ہے اور روزہ دار کی سپر ہے اور اپنے نفس سے مجاہدہ کیا کر اور ہمیشہ میں سے ہوشیار  
 رہا کر اور اپنے دشمن سے پرہیز کیا کر۔ اور تو ہمیشہ ایسی مجلسوں میں بیٹھا کر کہ جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہو اور  
 اکثر دعا کیا کر۔ اے فرزند مینے تجھے نصیحت کرنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی ہے۔ اور اب میرے اور تیرے درمیان  
 جدائی ہوتی ہے میں تیرے بہائی محمد حنفیہ کے باب میں تجھے نیکی کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ تیرے بہائی کا  
 بیٹا ہے اور مجھے جو کچھ کہ اس سے محبت ہو تو اسکو جانتا ہے اور لیکن تیرا بہائی حسین پس وہ تیرا ہم لطف بہائی ہے  
 اور تیری مان اور تیری باب دونوں کا بیٹا ہے اور اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہارا نگہبان ہو اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ  
 تمہارا کاموں کی اصلاح کرے اور سرکشوں کے اور باغیوں کو شر کو تم سے دفع کرے اور تجھے صبر کرنا چاہیے۔  
 یہاں تک کہ اس بات میں حکم کرے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ علی العظیم

## جناب امیر کے ہتھال کا بیان

عن عمر بن ذی مر قال لما أصيب علي بالضرربة دخلت عليه وقد عصب أسه قال قلت يا امير المؤمنين ارنى  
 ضربك قال فخلعها فقلت خلاش وليس بشئ قال اني سفار قكم فبكت ام كلثوم من وراء الحجاب فقال لها  
 اسكتي فلو ترين ما اري لما بكت قال فقلت يا امير المؤمنين ما ذا ترى قال هذه الملائكة وفوق والنبیون  
 وهذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا علی البشیر فما قصیر البشیر مما انت فیہ راخرجه بن الاثیر (عمر بن ذی مر کے  
 روایت ہے کہ جب ان کے کو زخم لگا میں انکی خدمت میں گیا وہ اپنے سر کو ٹپکا باندھے ہوئے تھے میں نے کہا یا امیر  
 المؤمنین مجھے اپنا زخم دکھائیے انہوں نے ٹپکا کھولا اور مجھے زخم دکھایا میں نے کہا تو اس زخم سے اور کچھ بھی نہیں  
 فرماتے لگے میں تم سے جدا ہوتا ہوں جناب ام کلثوم پر وہ کے اندر سے رونے لگیں جناب امیر نے فرمایا چپ رہو  
 جو کچھ کہ میں دیکھتا ہوں اگر تم بھی دیکھتین تو ہرگز نہیں روتین میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ کیا دیکھتے  
 ہیں کہنے لگے یہ فرشتوں کے سفیر اور انبیاء شریف الامین اور یہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے



قدم رنجہ فرمایا ہے اور کہہ رہے ہیں یا علی بشارت ہو جس حال میں کہ تو ایسا ہے اس کے عمدہ تیری حالت ہونیوالی ہے  
(۲) عن عبد الرحمن بن حبیب قال لما فرغ علی من وصیة قال اقر علیکم السلام ورحمة الله وبرکاته ثم لم  
تکلم الا بلا الله الا الله حتى قبضه الله وغسله ابناءه وعبد الله بن جعفر وصلى علیه الحسن وکبر علیه اربعاً  
وکفن وثلاثة اثواب لیس فیها قمیص ودفن فی السحر (اخرجه بن الاثیر) عبد الرحمن بن حبیب کہتے ہیں  
کہ جب جناب امیر وصیت سو فارغ ہوئے فرمایا میں تم کو سلام علیکم کہتا ہوں اور خدا کی رحمت اور اس کی برکت تم پر  
ہو پھر اپنے بچہ لا الہ الا اللہ کے اور کوئی کلام نہ کیا یہاں تک کہ انتقال فرما گئے۔ انکے دونوں بیٹوں اور عبد الباقی  
جعفر نے انکو غسل دیا اور حسن علیہ السلام نے انکو جنازہ کی نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور تین کپڑوں میں کہ ان میں  
قمیص نہیں تھا صبح کے قریب انکو دفن کیا۔

(۳) وقال الخجندی صلی علیہ الحسن وکبر علیه اربع تکبیرات وقيل استعار اخرجہ محب الطبری فی الریاض) خجندی  
علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جناب امیر ربام حسن علیہ السلام نے جنازہ کی نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں بعض کہتے ہیں  
تو تکبیریں کہیں۔

(۴) روی ہارون بن سعید انہ کان عندہ مسک اوصیہ ان یخط بہ وقال فضل من حنوط رسول الله  
صلی الله علیہ السلام (اخرجه البیہقی) ہارون بن سعید روایت ہو کہ جناب امیر کے پاس قدر مسک تھا وصیت  
فرمائی کہ اس کے پیرے کفن کو معطر کیا جائے اور فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حنوط سے بچا ہوا ہے۔

## وہ قدرتی آثار جناب امیر کی شہادت سے نمودار ہو

(۱) عن ابن شہاب الزہری قال قدمت دمشق وانا رید العراق فاتیت عبد الملك بن مروان لا سلم علیہ  
فوجدتہ فی قبة فسلمت وجلس فقال یا بن شہاب اتعلم ما کان بیت المقدس صباح قتل علی فقلت نعم  
فقلت وراہ الناس حتی اتیت خلف القبة وحول الی وجهہ فقال ما کان فقلت لہم یرفع حجر من بیت المقدس  
الا وجد تحتہ دم عبط فقال لا یعلم هذا احد غیری وغیرک فلا یسمعون منک فمأخذت بہ احداً حتی ہو  
راخرجه بن الہمام والخوارزمی) ابن شہاب زہری سے منقول ہو کہ میں دمشق میں گیا اور میرا عراق کی طرف  
جائیکا ارادہ تھا۔ پس میں عبد الملك بن مروان کے پاس سلام کر نیکیو گیا وہ ایک خمیہ میں تھا میں نے سلام کیا اور  
بیٹھ گیا عبد الملك مجھ سے کہنے لگا اے ابن شہاب تجھے معلوم ہے کہ جس روز جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے  
تھے اس روز بیت المقدس میں کیا ہوا تھا میں نے کہا مجھے معلوم ہے عبد الملك کہنے لگا میرے پاس چلا آ۔  
میں لوگوں کے پس پشت ہو کر خمیہ کی پشت کی طرف اسکے پاس گیا اور اس نے میرے رطب موندہ پیر لیا۔ اور کہنے لگا



کیا بات ہو مینے کہا اس فریت المقدس کا کوئی پتہ نہیں اٹھایا گیا تھا کہ اسکے نیچے تازہ خون نظر نہیں آتا تھا۔  
عبدالملک نے لگا کہ سیر اور تیری سوا کوئی اس از سے خبردار ہونا نہیں چاہیے اور تجھے بے کوئی اس بات کو نہ سنے  
ابن شہاب کہتا ہے کہ عبدالملک کے مرنے تک مینو کا ذکر ہر کسی سے نہیں کیا

قال الحافظ ابو بکر بن الحسين اليه بقي قلت كذا روى في هاتين الروايتين وروى باسناد صحيح عن الزهري  
ان ذلك كان حين قتل الحسين ولعله وجد عتد قتلهما جميعاً ونقله الرندي في درر السمطين الحافظ  
ابو بکر بن حسين لم يبق لي كتم من ان دون روايتون بين سبطهم كايان هو اور زهري سے روایت ہے بیت المقدس کے  
پتہ رون کے نیچے تازہ خون جما ہوا پایا تھا۔ اور اس روایت کی سندین صحیح ہیں شاید کہ اسنے دونوں صحابوں  
کی شہادت کے وقت ایسا پایا ہو۔

(۲) عن ابی القاسم الحسن بن محمد المعروف بابن الوفا قال كنت في مجلس الحرام فرأيت الناس مجتمعين حول  
مقام ابراهيم فقلت ما هذا قالوا راهب قد اسلم فهو يحدث بحدیث عجیب فاشرفت عليه فاذا ایشم  
کبیر علیہ جبة صوف قلنسوة صوف عظیم الجنة وهو قاعد عند مقام ابراهيم سمعته يقول كنت قاعدا  
في صومعة في بعض الايام فاشرفت منها اشرافه فاذا طائر كالنسر الكبير قد سقط على صخرة على  
شاطئ البحر فتقايأ فرمى من فيه ربيع انسان ثم طار فغاب ليسر انظر هاد فتقايأ ربيعاً اخر ثم طار وعاد  
وتقايأ هكذا الى ان تقايأ اربعة ارباع الانسان ثم طار فذنت الارباع بعضها من بعض فالتامت فقام  
منها انسان كامل وانا اتعجب مما رأيت فاذا بالطائر قد انفض عليه فاختطف بهم طائر عاد وخطف اخر ثم طار وهكذا  
الى ان اختطف جميعه فبهيت متفكراً التحسر ان لا كنت سألته من هو ما قصته فلما كان في اليوم الثاني  
اذا بالطائر قد اقبل وفعل كفعله بالامس فلما التامت الارباع وصارت شخصاً كاملاً نزلت من صومعتي  
مبادراً اليه ودنوت منه وسألته من انت فنكت عنى فقلت بحق من خلقك من انت قال انا ابن ملجم فقلت  
وما فعلت قال قتلت علي بن ابي طالب فوكل بي هذا الطائر يقتلني كل يوم قتلة - فهذا خبري فانفض  
الطائر فاخذ ربعة طار فسالت عن علي فقالوا ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسلمت راخرجه  
الخوارزمي) ابوالقاسم حسن بن محمد المعروف بابن الوفا سے منقول ہے کہ میں کعبہ میں تھا۔ لوگوں کو دیکھا تھا  
ابراہیم کے گرد مجتمع ہیں مینے پوچھا یہ کیا بات ہے لوگوں نے کہا ایک رعب مسلمان ہو گیا ہے اور ایک عجیب  
بات بیان کرتا ہے۔ پس میں اسکے دیکھنے گیا دیکھا کہ ایک بڑا قوی جتہ آدمی ہے اور کملی کا جبہ اور کملی  
کی ٹوپی پہنے ہوئے ہے اور وہ مقام ابراہیم کے پاس بیٹھا ہوا لوگوں سے باتیں کر رہا ہے اور سب لوگ  
کان دیکر سن رہے ہیں۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دن میں اپنے صومعہ میں بیٹھا ہوا تھا ناگاہ مینے دیکھا



ایک طائر مثل بڑے چیل کے دریا کے کنارے ایک بڑے پتھر پر بیٹھ گیا اور بعد اسکے اس کے قے کی۔ اسکے موندہ سر چوتھا۔  
 آدمی کی نکل بعد اسکے اڑ گیا اور تھوڑی دیر غائب رہا بعد اسکے پہر آیا اور قی کی تو دوسرا چوتھا لیکن کھڑا اٹھ گیا  
 بعد اسکے اڑ گیا۔ اور پہر اگرنے کی اور سید طرح چار ٹکڑے ایک آدمی کو اسکے موندہ سر نکلے بعد اسکے پہر اڑ گیا  
 پس وہ چاروں ٹکڑے آپس میں مل گئے اور ان سے پورا آدمی بن گیا مجھے اسکے دیکھنے سے نہایت تعجب ہوا۔ ناگ  
 وہ طائر پہر آیا اور اس آدمی پر گرا اور جھٹکا اسکا چوہنا حصہ اڑا لیا۔ سید طرح پوری اس آدمی کو اڑا لے  
 گیا مجھے نہایت فکر ہوئی کہ یہ کیا بات اور افسوس ہوا کہ میں نے اس آدمی سے اسکا حال دریافت نہ کیا۔ جب  
 دوسرا دن ہوا وہ طائر پہر آیا اور گزرے ہوئے دن کی طرح سے کرنے لگا جب چاروں ٹکڑے مل گئے۔ اور وہ  
 شخص پورا آدمی بن گیا میں اپنے صومعہ سے اتر کر سکیطوف دوڑا اور اسکے نزدیک جا کر اس سے پوچھنے لگا تو کون  
 ہے وہ خاموش رہا۔ پہر میں نے اسے خدا کی قسم دیکر پوچھا کہ مجھے بتاؤ کون ہے وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے پہر کساتج کو  
 قسم ہے اسکی جس نے تجھے کو پیدا کیا ہے تجھ پر بتلاؤ کون ہے وہ کہنے لگا میں ابن بلعم ہوں میں نے اس سے پوچھا  
 تیرا اس طائر کے ساتھ کیا قصہ ہے۔ وہ بولا میں نے جناب علی علیہ السلام کو قتل کیا ہے اس لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے  
 مجھ پر اس طائر کو مقرر کیا ہے کہ میرے ساتھ ہر روز یہی فعل کرتا ہے جو تو نے دیکھا ہے بعد ازان میں اپنے صومعہ  
 باہر نکل کر پوچھا کہ علی بن ابی طالب کون ہیں معلوم ہوا کہ وہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی  
 امین۔ پس میں اسلام سے مشرف ہوا۔

## جناب امیر علیہ السلام کی وفات پر جناب امام حسن علیہ السلام کا خطبہ

عن ابن جریر قال خطب الحسن بن علی بن قتال علی فقال یا اهل العراق لقد کان حکم رجل بالامس قتل  
 اللیلۃ واصید الیوم لم یسبقہ الاولون ولم یدرکہ الاخرون کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا بعثتہ فی سیرتہ کان  
 جبریل عن یمینہ ومیکائیل عن یشارہ فلا یرجع حتی یفتی اللہ علیہ (اخرجه بن جریر فی تاریخہ والدوکان)  
 والطبرانی فی الکبیر عن ہبیر بن صریح بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پانگے  
 جناب امام حسن علیہ السلام نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اسے اہل عراق کل تم میں ایک ایسا آدمی موجود تھا جو بات  
 کو قتل ہوا اور آج خدا کے پاس پہنچ گیا کہ جس سے پہلے لوگ سبقت نہیں لے گئے اور پچھلے اس تک نہیں  
 پہنچ سکیں گے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکا اپنی فوج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے تھے فوج جبریل انکے دہر  
 طرف اور میکائیل انکے بائیں طرف ہوتے تھے۔ حسبہ تک کہ خدا تعالیٰ انکو فتح نہیں دیتا تہادہ واپس  
 نہیں ہوتے تھے



(۲) عن الحسن انه لما قتل على قام خطيباً فحمد الله واثنى عليه فقال ما بعد الله لقد قتلتم الليلة رجلاً في ليلة  
نزل فيها القرآن وفيها رفع عليه بن مريم وفيها قتل يوشع بن نون فتى موسى راخرجه ابن جويون  
تاریخہ) جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پاگئے تو وہ خطبہ کے لیے کھڑے  
ہوئے اور خدا کی صفت ثناء کے بعد فرمانے لگے اے لوگو خدا کی قسم ہے تمہارے آج ایسی رات میں ایک آدمی کو  
مارا ہے جس میں کہ قرآن اترا ہے اور جس رات میں عیسیٰ بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے اور جس رات میں جناب  
موسیٰ کے نوجوان یوشع بن نون قتل ہوئے ۔

(۳) عن عمر بن حبش قال خطبنا الحسن حين قتل على لقد فاز فكم رجل ان كان رسول الله صلى  
الله عليه يعطيه المراتي فلا ينصرف حتى يفتح الله عليه ترك من صفراء ولا بيضاء الا سبعاً من درهم  
كان يرصدها الخادم لاهله راخرجه احمد) عمر بن حبش سے منقول ہے کہ جناب امیر کی وفات کو بعد جناب  
امام حسن علیہ السلام نے ہمیں خطبہ میں ارشاد کیا کہ آج تم سے ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ جب جناب  
رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم اسے علم عطا فرماتے تو حیرت کیا خدا اسے فتح نہ دیتا وہ وہیں ہوتا اس نے سونا چاندی  
سوا سات سو درہم کے اور کچھ نہیں چھوڑا۔ اپنے اہل کے لیے خادم اس سے لینا چاہتا تھا مگر

## جناب امیر کی وفات پر لوگوں کی رائیں

(۱) عن ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها قالت لما بلغها موت علي بن ابي طالب صنعت العرب ما تشاء فليبر  
لها احدنيها راخرجه بن عبد البر في الاستيعاب) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
ہے جبکہ انکو جناب امیر علیہ السلام کی وفات کا حال معلوم ہوا فرمانے لگیں اب عرب جو چاہے سو کرے کوئی اس کا  
خضم نہیں رہا ۔

(۲) وكان معاوية يكتب فيما يزل به ليلال له علي بن ابي طالب عن ذلك فلما قتل على قال شئت الفقهاء  
والحكيم موت ابن ابي طالب فقال عتبة اخوه لا يسمع هذا اهل الشام فقال دعني عنك راخرجه بن عبد البر  
في الاستيعاب) امیر معاویہ کو جو امور کہ دشوار پیش آیا کرتے تھے انکو لکھ کر جناب امیر علیہ السلام کو بوجہ کرتا  
تھا جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے امیر معاویہ کہنے لگے ابن ابی طالب کی موت صرفہ اور حکمت جاتی رہی  
عتبہ اسکا بہائی کہنے لگا کہ میں یہ بات اہل شام نہ سن لین معاویہ نے کہا چھوڑ مجھے ۔

عزت کا جناب امیر سے فرمانا کہ با علی اپنا ہاتھ بٹاؤ اور میرے ساتھ نہت میں جہان



## مین دخل ہون تو ہی دخل ہو

عن ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لما طعن ابی ہریرۃ بالشوکر دخلت علیہم المؤمنین خصۃ رضی اللہ عنہا قالت یا ابت ان الناس یزعمون ان ہولاء الستہ لیسوا یرضی علی قال اسند فی فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی مدید کہ فی یوم القیامۃ حیث ادخل راخرجہ الطبرانی فی الکبیر و ابوبکر الشافعی و ابوالحسن بن بشیر فی فوائد و ابن عساکر الدلیلی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حبیب میرے والد ماجد تھے ہو گئے اور انہوں نے مشورت کر لی کہ حکم دیا ام المؤمنین حضرت سنی امہ تعالیٰ عنہا انکے پاس جا کر کہنے لگیں اے ابابوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ چوں جناب علی ہمارے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مجھ کو کتیا لگا دو پہر بولے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ امی علی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے اور دخل ہو قیامت کے روز میرے ساتھ جہان کہ میں دخل ہوں \*

## جناب امیر کا آنحضرت کے ساتھ جنت میں ایک گھر میں ہونا

(۱) عن زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة ابنتی ولنت انی ورفیقہ ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین راخرجہ احمد فی المناقب) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرماتے تھے کہ یا علی تم جنت میں میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ میرے قصر میں ہوگی۔ اور تم میرے بہائی اور رفیق ہو۔ پھر حضرت نے یہ آیت کریمہ پڑھی کہ بہائی برابر کے تختوں پر آئیں سائے ہونگے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انا وایاک وھذان فی مکان واحد یرید بہذا من الحسن والحسین راخرجہ الدلیلی والطبرانی فی الکبیر) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا یا علی میں اور تو اور یہ دونوں جنت میں ایک مکان میں ہونگے اور ان دونوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حسن اور حسینؑ تھی۔

(۳) عن علی قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی المنام فاستسقا الحسن قال فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی شاة لنا بکی فخلیھا فذوب فجاءہ الحسن ففخاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت فاطمة یا رسول اللہ کانہ احبھما قال لا وکنہ یعنہ الحسن استسقا قبلہ ثم قال فی ایاک وھذان وھذا الرکاب فی مکان واحد یوم القیامۃ راخرجہ احمد فی المسند) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیہ شیب جناب رسول



خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے میں سوئے کو تھا حسین علیہ السلام کو پیاس لگی جناب رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر تشریف لے گئے اور ایک تھوڑی دودھ والی بکری اپنے ساتھ لائے اور اس کو دو بکریوں  
میں دودھ ڈال دیا حسین علیہ السلام اس کو پینے لگے حضرت نے انکو ہٹا دیا جناب فاطمہ علیہا السلام عرض کرنے لگیں  
شاید حسن ان دونوں میں سے زیادہ پیارو میں آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن حسن اس سے پہلے پیاسا ہوا ہے  
پھر حضرت نے فرمایا میں اور تو اور یہ دونوں اور یہ اونگھنے والا قیامت کو روز ایک مکان میں ہونگے۔

## جناب امیر کمال حنظلہ صبح کو سار کی طرح چمکتا

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یزہر باہل الجنة کما یزہر کوکب الصبح  
باہل الدنیا راخرجه الحاکم فی تاریخہ والبیہقی فی فضائل الصحابة والذہبی فی فہرر وس الاحبار  
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی حنظلہ صبح کو لوگوں پر اس طرح سے چمکیگا  
جس طرح صبح کا ستارہ دنیا کے لوگوں پر چمکتا ہے۔

## جناب امیر کا رب کے اول حنظلہ کو دروازہ کو کھٹکنا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انک اول من یقرع باب الجنة فتدخل فیہا بغیر  
حساب راخرجه الامام علی بن موسی الرضا علیہ السلام والثنائی فی مسند اهل البيت جناب امیر علیہ السلام  
سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے تھے کہ یا علی تو رب کے پہلے حنظلہ کا دروازہ کھٹکنا  
گا اور بغیر حساب کے اس میں داخل ہوگا۔

## جناب امیر کا قطعی مغفور ہونا

(۱) عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ قد غفر لک ولولدک  
ولاھلک ولحبیبک فابشر فانک الان ترع الباطن راخرجه الذہبی ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تجھ کو اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیری اولاد  
کو اور تیرے اہل کو اور تیرے دوستوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو ازعم اور لطیف ہے۔  
عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اعلیٰ کلمات اذا قلتم غفر لک مع انک مغفور تقول  
لا الہ الا اللہ المحلیم الکریم لا الہ الا اللہ العلی العظیم سبحان رب السموات السبع والارضین ورب العرش



العظیم والحمد لله رب العالمین راخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص، جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم تجھے ایسے چند کلمات بتائیں کہ جب تو انکو پڑھے تو خدا تجھ کو باوجودیکہ تو نجس ہوا، بخشے تو یہ کہہا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک خدا جو علم والا اور کرم والا ہے اور نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک خدا جو برتر اور عظمت والا ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو ساتون زمینوں اور آسمانوں کا بانی ہے اور سب تعریف ہی خدا کے لیے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے۔

## جناب امیر کا سب سے اول خدا کے سامنے دعو کے یہ اٹھنا

(۱) عن قیس بن عبادۃ عن علی قال انا اول من یشئ للخصم بین یدک الرحمن یوم القیمۃ قال قیس فیہم نزول ہذا زخصمان اختصموا فیہم قال ہم الذین تبارکوا یوم بدر علی وحمزۃ وعبیدۃ الحارث وشیبۃ ابن ربیعۃ وعتبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبۃ راخرجہ البخاری) قیس بن عبادہ جناب امیر علیہ السلام سے نقل ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ میں قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے جہگڑنے کے لیے اٹھایا جاؤنگا۔ قیس کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے بدر کے روز باہم مبارزت کی تھی یعنی جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور کفار میں کوشیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ پس انکے شان میں یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ دو دعویٰ جہگڑے میں اپنے رب پر۔

## جناب امیر کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا کرام صحابہ الجنة فقال صلی اللہ علیہ وسلم اہل الجنة دخول البعاع علی بن ابی طالب۔ راخرجہ ابن مردویہ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے صحابہ جنت کا ذکر کر رہے تھے حضرت نے فرمایا اہل جنت میں سے سب سے پہلے اس میں داخل ہونے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول من یدخل الجنة انا واثنت و فاطمۃ والحسن والحسین قلت فحبوبنا قال من ورائکم راخرجہ ابن سعد والبیہقی) جناب امیر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا سب سے اول جنت میں میں اور تو اور فاطمہ اور حسن بن علی ہونگے میں غرض کیا یہاں مجھ سے فرمایا وہ تمہارے بعد

## جناب امیر کا سب سے اول عرض پر وارد ہونا



(۱) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی هذا اول من امن بی وهذا اول من یصلحنی یوم القیامة علی الحوض (راخرجه الطبرانی والذہلی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کے لیے فرمایا کہ یہ سب پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور سب پہلے مجھ پر حوض پر قیامت کے روز مصافحہ کرے گا۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یرد علی الحوض اهل بیتی (راخرجه الذہلی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حوض پر سب سے پہلے اہل بیت وارد ہوں گے۔

(۳) عن سلمان اول هذه الامة ورود علی الحوض اولها اسلاما علی بن ابی طالب (راخرجه بن عبد البر فی الاستیعاب) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس امت کا سب سے پہلے حوض پر وارد ہونیوالا اور سب سے پہلے ایمان لانیوالا علی بن ابی طالب ہے۔

## جناب امیر کا قیامت کے روز صاحب حوض ہونا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب صاحب حوضی یوم القیامة فیہ اکواب کعد نجوم السماء وسعہم حوضی ما بین جابۃ الصنعاء (راخرجه الذہلی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز میرے حوض کے صاحب ہوں گے اس پر پائے آسمان کو ستاروں کی تعداد کے موافق ہوں گے میرے حوض کی وسعت جابہ سے صنفا تک ہوگی۔

## جناب امیر کا حوض سے منافقوں کو ہٹکانا

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی معک یوم القیامة عصا من عصا الجنة تذود بها المنافقین عن الحوض (راخرجه الطبرانی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تیرے پاس قیامت کے روز خربت کو عصاؤن میں سے ایک عصا ہوگا تو منافقوں کو اس کے ساتھ حوض سے ہٹائے گا۔

(۲) عن علی قال لا ذودن بیدی ہاتین القصیرتین عن حوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رايات الکفار والمنافقین کما یداد الابل الغریب عن حیاضہا (راخرجه احمد فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ



ہے کہ البتہ میں ان دونوں سے تو نئے ہاتھوں کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوکفار اور منافقوں علموں کو ہٹا کر دوزخ کا جسطرح سے کہ چاہا یا اونٹا اپنے حوض کو ہٹا دیتا ہے +

(۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اما می یوم القیامۃ فیدفع الملوأء الحجل فادفعہ الیک وانت تذود الناس عن حوضی (کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کرم فرما تو کہ قیامت کے روز میرے آگے لگے ہو گا پس مجھ کو اور الحمد و یا جائیگا میں + تجھے دید ونگا تو لوگوں کو میرے حوض سے ہٹا دینگا +

## جناب امیر کا کہرت میں حضرت گھر کے مقابل ہونا

عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اصحاب محمد لقد ارانی اللیلۃ منازککم من منزلی یا علی الا ترضی ان منزلک مقابل منزلی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عبد اللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے اصحاب معراج کی رات میں تم سب کے گھر دکھائے گئے کہ میرے گھر سے کس قدر فاصلہ رکھتے ہیں یا علی تو رضی نہیں ہوتا کہ میرا گھر میرے گھر کے مقابل ہو گا +

## جناب امیر کا کہرت اور حضرت ابراہیم کو گھر کے پیچ میں ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ ضربت قبۃ من یاقوتۃ حمراء عن یمن العرش وضربت ببراہیم قبۃ من یاقوتۃ خضراء عن یسار العرش وضربت یما بیننا علی قبۃ من لؤلؤ یضیاء فما ظنکم بحبیب بن خلیلین (اخرجہ الحاکمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور دجہان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لیے سرخ یاقوت کا خیمہ دہنے طرف عرش کے گارے جائیگا اور میرے والد ابراہیم کے لیے سبز یاقوت کا خیمہ بائیں طرف عرش کے گارے جائیگا اور علی کے لیے ہم دونوں کے پیچ میں سفید موتی کا قبہ کٹرا کیا جائیگا۔ پس تمہارا ایسے حبیب کی نسبت جو دو خلیوں کے درمیان میں ہے کیا خیال ہے +

(۲) عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذنی خلیلاً کما اتخذ ابراہیم خلیلاً وان قصری فی الجنة وقصر ابراہیم فی الجنة متقابلان وقصر علی بن قصری وقصر ابراہیم فیما لہ من حبیب بن خلیلین (اخرجہ الحاکمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے تھے تحقیق خدا نے مجھ کو اپنا خلیل بنا لیا ہے جیسے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تھا اور تحقیق میرا قصر حنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے مقابل ہو گا اور







علی بن ابیطالب کا قصر میرے قصر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے درمیان میں ہوگا۔ پس مبارک ہے وہ حبیب جو دو خلیان کے درمیان میں ہوگا۔

## ذکر اس کا جو نبی جناب امیر کی خدمت میں ہوگی

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لما أَسْرَى بِي إِلَى السَّمَاءِ أَخَذَ جِبْرِيْلُ بِيَدِي وَأَقْعَدَنِي عَلَى دُرِّ فَوْكٍ مِنْ دُرِّ أُنْيَا الْجَنَّةِ وَنَاوَلَنِي سَفْرَجَةً فَكُنْتُ أَقْبِلُهَا فَفُلَقْتُ وَخَرَجَتْ حُورٌ أَدْلَمُ أَرَا حَسَنَ مِنْهَا فَقَالَتْ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَمَنْ أَنْتَ قَالَتْ أَنَا الرَّاغِيَةُ الْمَرْضِيَّةُ خَلَقَنِي الْجَبَّارُ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ أَعْلَى مِنْ عَنَبٍ وَوَسْطَى مِنْ كَافُورٍ وَاسْفَلَى مِنْ مَسْكٍ وَعَجَبَنِي بِمَاءِ الْحَيَوَانِ وَقَالَ كُونِي فَكُنْتُ خَلَقْتَنِي لِأَخِيكَ وَابْنِ عَمِّكَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (اخرجه الامام علي بن موسى الرضا عليه التحية والثناء في مسنده) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب ہم آسمان پر گئے جبریل نے ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں جنت کے درجات میں سوا ایک درجہ میں بٹھایا۔ اور ایک ہی ہاتھ میں دیدی ہم کو اپنے ہاتھ میں پیرا ہے تھے ناگاہ وہ شوق ہو گئی اور اس میں سے ایک خوب صورت حور نکلی کہ ہم نے اس سے بہتر کبھی نہیں دیکھی تھی اس نے ہمیں سلام کیا ہم نے جواب لایا کہ دیکھو چاہا تو کون ہو اس نے کہا میں راضیۃ المرضیۃ ہوں خدا نے مجھے تین چیزوں سے پیدا کیا ہے میرا دل پرکا جسم نمبر کا ہے اور درمیان جسم کا فود کا ہے اور نیچے کا دھڑسکا کا ہے اور میرے عضو کو آب حیات سے خمیر کیا اور فرمایا بنجا میں بنگئی مجھ کو خدا نے آپ کے بھائی اور ابن عم علی بن ابیطالب علیہ السلام کے لیے پیدا کیا ہے

## جناب امیر کو جو اوٹنی کہ جنت میں ملے گی

عن النضر بن عیسیٰ عن رسول الله صلى الله عليه وآله قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعل بعد القيامة ناقة من فوق الجنة فتربها يا علي وركبتها مع ركبتي وفخذك مع فخذى حتى تدخل الجنة (اخرجه احمد في المساقبة) النضر بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو قیامت کے روز جنت کی اوٹنیوں میں سے ایک اوٹنی ملے گی اور باعلی تم اس پر سوار ہو گے تمہارا گھٹنا میرے گھٹنے کے ساتھ ہوگا اور تمہاری ران میری ران کے ساتھ ہوگی یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہو گے۔

جناب امیر کی ملاقات کے لیے انبیاء علیہم السلام کا مشتاق ہونا



عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ردت الا واهلها اشتاقوا الى علي بن ابي طالب ما في الجنة نبي الا وهو يشاق الى علي راجحه الملائكة في سيرة) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم شب حراج میں کسی آسمان پر سو کر نہیں گذرے کہ اس فلک کے رہنے والے علی کے ملنے کے مشتاق نہ دیکھے ہو اور جنت میں کوئی نبی ایسا نہیں کہ علی کا مشتاق نہ ہو۔

## جناب امیر کو جنت میں سات باغوں کے ملنے کا وعدہ

عن ابن عباس خرجت انا والنبي صلى الله عليه وعلى في جنان المدينة فرأنا بحديقة فقال علي ما احسن هذه الحديقة يا رسول الله فقال حدثتك في الجنة احسن منها ثم اوحى بيده الى اربعة لحيتته ثم بكأ حتى علي بكأ وبع قيل ما يبكيك قال صغائن في صدور قوم لا يبذلونك حتى تفقدوني راجحه الطيراني في الكبير في سند ابن عباس) ابن عباس مروی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کی معیت میں مدینہ کے باغوں میں سو کر گذر اجنا ب امیر نے کہا یہ باغ کیا ہیں اچھا ہے حضرت نے فرمایا جنت میں تیرا باغ اس سے بھی بہتر ہے بہر حضرت جناب امیر کی دائرہ کی طرف اشارہ فرما کر رونے لگے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بلند ہو گئی۔ عرض کیا گیا حضور کیون روئے ہیں فرمایا ایک قوم کے دل میں کہوٹ بھرا ہوا ہے میرے بعد ظاہر ہونگے۔

عن علي قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم اخذ بيدي وخن نثني في بعض سكك المدينة اذ اتينا على حديقة فقال قلت يا رسول الله ما احسنها من حديقة فقال ما احسنها ولك في الجنة احسن منها حتى مرنا بسبع حدائق وكل ذلك اقول له ما احسنها وهو يقول لك في الجنة احسن منها - فلما خلا له الطريق اعتقني ثم اجهش باكيا فقلت يا رسول الله ما يبكيك قال صغائن لك في صدور اقوام لا يبذلونك فقال الامن بعد موتی قال فقلت يا رسول الله في سلامة من دینی قال فی سلامة من دینک راجحه احمد في المسند المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا اور ہم دونوں مدینہ کی گلیوں میں پہرے تھے کہ ناگاہ ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا اچھا باغ ہے فرمایا بہت اچھا ہے اور میرے لیے بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے یہاں تک کہ ہم سات باغوں میں گئے جب میں یہ کہتا تھا کہ یہ باغ اچھا باغ ہے تو آپ فرماتے تھے تیرا وسط بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے بہر حال رہتے رہتے میں پہنچا تو مجھ کو حضرت نے گلے سے لگایا بعد اسکے آپ رونے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہیں فرمایا تیرے لیے لوگوں کے دل نہیں کینہ بھرا ہوا ہے کہ اسکو تیرے لیے میرے مرنے کے بعد ظاہر کرینگے میں



کہا یا رسول اللہ میری دین کی سلامتی میں یہ بات ہوگی فرمایا ہاں تیرے دین کی سلامتی میں ہے۔

## جناب امیر کو حنت میں خزانہ ملنے کا وعدہ

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یا علی انک فی الجنة کثیرا و انک ذو قرین یا فلا تتبعہ النظر النظر فانما  
لک الاولی و لیست لک الاخرہ الاولی لک و الثانی علیک (راخرجہ الطبری و الحکیم الترمذی و ابو نعیم فی المعرفۃ  
جناب امیر علیہ السلام مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ارشاد کیا کہ یا علی تیرے لیے جنت میں خزانہ ہے  
اور تو اسکا ذوالقرنین ہے۔ پس تمیکر دو بارہ ست ویکہ کیونکہ پہلا دیکھنا تو تیرے لیے ہے (یعنی قابل گرفت نہیں  
کیونکہ تو نے ناگمان طور پر دیکھا ہے اور دوسری دفعہ دیکھنے ہوئے کو پہرہ دیکھنا تیرے لیے نہیں ہے (یعنی جائز نہیں

## جناب امیر کو جو چیز کہ جنت میں عطا ہوگی

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یا علی انک فی الجنة ما لو قسم  
علی اهل الارض او سعوهم (راخرجہ حب الطبری فی الریاض) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب  
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لیے جنت میں وہ چیز ہے کہ اگر تمام روی زمین کے لوگوں کو  
نقسیم کیا جائے تو بچ رہے۔

## جناب امیر کا سب سے اول جہ جنت پہننا

(۱) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یا علی انک فی الجنة ما لو قسم  
فقال یا علی ما ترضی انک ان تکسی اذا اکسیت و تعطی ام اعطیت (راخرجہ الذہبی و ابو طاهر) ابو سعید  
خدری رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ چند صحابہ کونبی کو ہم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پہنا کر علی پر وقت موجود نہیں تھی  
حیرہ آئے انکے چہرہ پر کہ ورت پائی جاتی تھی پس حضرت نے فرمایا اے علی کیا تم رضی نہیں جب مجھے لباس  
پہنایا جائے تو تمہیں بھی پہنایا جائے اور جب مجھے دیا جائے تمہیں بھی دیا جائے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اول من یکسی یوم القیمۃ ابراہیم  
لخلتہ ثم انا البصوفی ثم علی (راخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب سرور دو جہان  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قیامت کے روز سب پہلے ابراہیم علیہ السلام کو بایعت انکے خلیل ہونے  
کے لباس پہنایا جائیگا پھر مجھے میری برگزیدگی کی وجہ سے پھر علی کو



## جناب امیر کا قیامت کے روز لوا را محمد اٹھانا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله أنت أُمّ مِیوم القِیَمَةِ فیدفع الی لوا را محمد فادفعه الیک وانت تزود الناس عن حوضه (اخرجه المتقی فی کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی کہ تم قیامت کے روز ہمارے آگے ہو گے مجھ کو لوا را محمد دیا جائیگا اور ہم تمہیں دینگے اور تم ہمارے حوض سے لوگوں کو ہٹا دو گے۔

(۲) عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ قالوا یا رسول اللہ من یحمل ایتک یوم القیامة قال من یحسن ان یحملها الا من حملها فی الدنیا علی بن ابی طالب (اخرجه نظام الملک فی الامالیہ والطبرانی فی الکبیر) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے روز آپ کا لوا را کوی اٹھائیگا آپ نے فرمایا کوی نہیں اٹھائیگا مگر وہ شخص کہ دنیا میں اٹھاتا تھا۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي انت تغسل جثتي وتودى ديني وتواريتني في حفرتي وتغني بذي متي وانت صاحب لوائي في الدنيا والاخرة (اخرجه الديلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تم میرے جسم کو دھو گے اور میرے قرص کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور جو میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے علمدار ہو۔

(۴) عن علی قال کسرت يد علی یوم احد فسقط اللواء من بین یدیه فقال رسول الله صلى الله عليه وآله ضعه فی ید الیسری فانه صاحب لوائي فی الدنيا والاخرة (اخرجه الحضرمی والخوارزمی) جناب امیر سے روایت ہے کہ جب احد کے روز میرا ہاتھ زخمی ہو گیا اور میرے ہاتھ سے علم گر گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اس کے بائیں ہاتھ میں رکھ دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے۔

عن محمد بن زهد الذہلی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلي اما علمت يا علي انه اول من يدعى به يوم القیمة بی فاقوم عن یمین العرش فی ظله فاکمى حلة خضراء من حلل الجنة ثم يدعها بالبنین بعضهم علی اثر بعض فبقومون ساطین علی یمین العرش فتکسون حلا خضراء من حلل الجنة الا وانی اخبرک يا علي ان امتی اول الامم یحاسبون یوم القیامة ثم البشرا اول من یدعواک لقرابتک منی فیدفع الیک لوائي وهو لوا را محمد لتدیر به بین الساطین ادم و حیم خلق الله یستظلون بظل لوائي یوم القیامة وطول مسیرة الف سنة سنانہ یا قوته حمراء و قبضه فضة بیضا و رجه درہ خضراء له ثلاث ذوائب من نخل



ذوابة في المشرق وذوابة في المغرب والثالثة في وسط الدنيا مكتوب عليه ثلاثة اسطر الاول بسم الله الرحمن الرحيم  
والثاني الحمد لله رب العالمين الثالث لا اله الا الله محمد رسول الله كل سطر الف سنة وعرض مسيرة الف سنة  
فليسير بالوارد الحسن عمنك والحسين عن يسارك حتى تقف بين يميني وبين ابراهيم في ظل العرش ثم تكسي حلة  
من حلال الجنة ثم ينادي منادي نعم الاب ابوك ابراهيم ونعم الاخ اخوك علي (اخرجه احمد في المناقب)  
وفي رواية نقله الملا في سيرة - قيل يا رسول الله على ان يحمل لواء الحمد فقال رسول الله صلى الله عليه  
كيف لا يستطيع ذلك قد اعطى خضاً لا شتى صبوا كصبري وحسناً كحسن يوسف وقوة كقوة جبريل مخرج بن  
زيد الدبلي رضي الله عنه في رواية هو کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی تم  
نہیں جانتے کہ قیامت میں سب کے اول مجھ کو بلا یا جائیگا اور میں عرش کے سایہ میں دہنی طرف کھڑا ہوں گا اور مجھے  
جنت کا سبز حلہ پہنا یا جائیگا پھر دوسرے نبی ایک کے بعد دوسرا بلا یا جائیگا پھر دوسرے نبی کے بعد وہ سب بلا یا جائیگا اور  
وہ دو صفوں میں عرش کو اپنے جانب کھڑے ہوں گے اور انکو بھی جنت کو سبز لباس پہنا دیا جائے گا۔ اور یا علی  
میں تمکو خبر دیتا ہوں کہ قیامت کے روز سب امتوں سے پہلے میری امت کا حساب ہوگا۔ پھر بشارت دیتا ہوں کہ  
سب پہلے تم بیعت میری قرابت کو بلا دے جاؤ گے اور میں تمکو لواء الحمد دونگا تم اسکو اٹھا کر دو صفوں  
کے درمیان میں سیر کرتے ہو گے۔ اور قیامت کے روز آدم اور تمام خلق اللہ میرے علم کے سایہ میں ہوں گے اسکے سیر کی  
جگہ کا طول ہزار برس کی راہ ہوگا اسکی بہال سرخ یا قوت کی ہوگی اور قبضہ سفید چاندی کا ہوگا۔ اور سبز موتیوں  
کا ہوگا۔ اسکے تین گیسو ہوں گے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک دنیا کے وسط میں۔ اسپر تین سطر  
لکھی ہوئی ہوں گی پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسری میں الحمد لله رب العالمین اور تیسری میں لا اله  
الا الله محمد رسول الله لکھا ہوا ہوگا۔ ہر سطر ہزار سالہ راہ کے طول میں ہوگی۔ تم اس علم کو اٹھا کر سیر کرو گے  
حسن تمہاری دانتے ہاتھ پر ہوں گے اور حسین تمہارے بائیں ہاتھ کی طرف ہوں گے یہاں تک کہ تم میرے اور ابراہیم  
علیہ السلام کے درمیان میں آکر کھڑے ہو جاؤ گے پھر تمکو جنت کا لباس پہنا یا جائیگا اور پکانیوالا پکارے گا  
واہ کیا باپ ہو تیرا ابراہیم اور وہ کیا بہائی ہے تیرا علی ۔

اور ملانے اپنی سیرت میں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل سے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی  
اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ علی لواء الحمد کو کیونکر اٹھا سکیں گے فرمایا انکو متفرق بائیں عطا ہوئی  
میں میرے صبر صبر اور یوسف کے حسن ضیا حسن اور جبریل کی قوت جیسی قوت ۔

جناب امیر کی شہادت کی تاریخ



(۱) عن ابی الطفیل وزید بن وہب الشعبی رحمہما اللہ قتل علی ثمان عشر لیلة من رمضان وقیل اول لیلة من  
العشر الاواخر (اخرچہ بن عبد البر فی الاستیعاب) ابو الطفیل اور زید بن وہب اور شعبی رحمہ اللہ علیہم سے روایت  
ہے کہ جناب امیر رمضان کی اٹھارہویں تاریخ کو شہید ہوئے اور یہی کیا گیا ہے کہ رمضان کے عشرہ اخیر کی پہلی  
تاریخ یعنی اکیسویں تاریخ کو شہید ہوئے ہیں \*

(۲) عن ابن عباس قال ضربہ ابن ملجم فی مسجد الکوفۃ یوم الجمعة لثلاث عشرة بقین من شہر رمضان وقیل  
لیلة احدی وعشرین منه فبقی الجمعة والسبت وقوفی لیلة الا و قیل یوم الاحد (اخرچہ سبط ابن الجوزی  
فی تذکرہ خواص الامہ) ابن عباس نے امیر کو ابن ملجم نے مسجد میں جمعہ کے روز سترہویں  
تاریخ کو کہ رمضان کے ابھی تیرہ روز باقی تھے زخمی کیا تھا اور بعض کے نزدیک اکیسویں تاریخ تھی جمعہ اور ہفتہ کے  
دن زندہ رہے اور اتوار کی رات کو انتقال فرما گئے بعض کہتے ہیں کہ آپ نے اتوار کے روز انتقال فرمایا ہے  
(۳) قال ابن سعد قتل علی لیلة الجمعة سابع عشر رمضان سنہ اربعین (تاریخ الخلفاء) ابن سعد رحمۃ  
اللہ علیہ طبقات اور سیوطی قدس سرہ الغرۃ فی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر رمضان کی سترہویں تاریخ  
جمعہ کی رات سنہ چالیس کو شہید ہوئے ہیں \*

## جناب امیر علیہ السلام کا دفن شریف

(۱) اختلافوا فی موضع قبرہ علی قولین احدهما فی قصر الامارتہ وعلیہ موضعہ قال الواقدی والثانی  
انہم جاورہ فی الصندق وحملہ علی یوم المدینۃ فضل البعیر الذی کان علیہ فاحذتہ طی فظنوا  
ملا فلما راوہ دفنوا قالہ ابو نعیم والثالث انہ فی قبلہ ذکرہ هشام بن محمد قال واخبرت ان حائط  
القبلة الشقی فی ایام الحج فحضرہ وفوجہ اشیخا ابیض الرأس واللحیۃ وعلی ثیابہ اثر الدم فرد وعلیہ للتراب  
وقد حکاہ بن خیرمہ والرابع انہ فی الکوفۃ عند مسجد الجامعہ حکاہ بن سعد فی الطبقات عن الشعبی  
والخامس انہ علی الجحفۃ فی المكان المشہور یزار الان (تذکرہ خواص الامہ فی احوال الائمة لسبط  
ابن الجوزی) علامہ سبط بن الجوزی لکھتے ہیں کہ جناب امیر کی موضع قبر کے متعلق لوگوں کے دو قول ہیں ایک تو  
یہ ہے کہ جسے واقفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جناب امیر کو فہ کے دارالامارہ میں دفن ہوئے اور سکا  
کو لوگوں نے چھپا دیا۔ دوسرا یہ قول ہے کہ انکو ایک صندوق میں رکھ کر اونٹ پر سوار کیا تاکہ مدینہ منورہ کی  
جائیں پس وہ اونٹ گم ہو گیا۔ اور نبی صلی علیہ وسلم نے اس خیل کو بکڑ لیا کہ شاید اس پر مال  
حب انہوں نے حضرت کا جنازہ دیکھا تو دفن کر دیا۔ یہ حافظ ابو نعیم کا قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ بیت



ان میں مدفون ہیں چنانچہ ہشام بن محمد نے اسکا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اسکی خبر ملی ہے کہ ایک دفعہ امام حج میں قبلہ کی دیوار شق ہو گئی۔ لوگوں نے اسکو کھودا ایک قبر نکل آئی اس میں ایک بزرگ سفید ریش نظر آئے جسکے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے۔ لوگوں نے انپر مٹی لوٹ دی۔ ابن شہرہ نے اس بات کو بیان کیا ہے جو تھا قول ہے کہ وہ کوفہ کی مسجد جامع میں مدفون ہیں ابن سعد نے طبقات میں اسکا ذکر کیا ہے۔ پانچواں قول ہے کہ وہ نجف میں دفن ہیں جہاں پر آجکل لوگ زیارت کرتے ہیں۔

(۲) عن عبد الله بن جعفر قال صلى عليه الحسن ودفن بدار الامارة بالكوفة رتل الابرار عبد الله بن جعفر فرماتے ہیں کہ جناب امیر کوفہ کے دار الامارہ میں مدفون ہوئے ہیں۔

عن سعيد بن عبد العزيز قال لما قتل علي حمله ليدفنوه مع رسول الله صلى الله عليه فبينما هم في مسيرهم ليلا اذ نكحهم لذي هو عليه فلم يدركوا ذهاب ولم يقدر عليه راخو جبار بن عساكر في تاريخه) سعيد بن عبد العزيز کہتے ہیں کہ جب جناب امیر شہید ہو گئے انکو اٹھا کر لے چلے تاکہ آنحضرت کے پاس انکو دفن کرین اٹھا راہ میں اونٹ رستہ سے ہٹ گیا اور کسیکو معلوم نہ ہوا کہ کہاں چلا گیا (۳) قال ابو بكر بن عياش عمي قبر علي ثلاثين بشت الخوارج وقال شريك نقله ابنه الحسن الى المدينة وقال المبر عن محمد بن حبيب اول من حول من قبر علي بن علي (تاريخ الخلفاء) ابو بكر بن عياش کہتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر کو پوشیدہ کر دیا گیا تھا۔ تاکہ خوارج انکو نہ اکھاڑیں شریک کہتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام انکو مدینہ میں لے گئے مگر محمد بن حبيب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر وہ پہلے شخص ہیں جو ایک قبر سے دوسری قبر میں تحویل ہوئے۔

(۵) واختلف في موضعه دفنه فقيل دفن في قصر الامارة بالكوفة وقيل دفن في رجة الكوفة وقيل دفن بنجف (استيعاب) علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ امیر علیہ السلام کے مدفون میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے قصر الامارہ میں دفن ہوئے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے میدان میں اور بعض کہتے ہیں کہ نجف میں۔

(۶) قال النجدي انه مدفون من وراء المسجد غير الذي يوسمه الناس اليوم (رياض النضره) مجتہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد کے پیچھے دفن ہیں اور وہ جگہ نہیں ہے کہ جس جگہ کا لوگ نشان دہماتے ہیں۔

(۷) عن ابن جعفر محمد الباقر ان قبر علي جعل موضعه رياض النضره) جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر کا مقام پوشیدہ کر دیا گیا ہے۔



(۸) دفن شد فتنہ اختلاف کثیرہ والاعتراف بالکوفۃ وهو الموضع الذی یزار الان (رنزل الامراء)  
جناب امیر علیہ السلام کے دفن شریفین بہت بڑا اختلاف ہو زیادہ تر صحیح یہی ہے کہ وہ مقام غری یعنی نجف  
اشرف میں دفن ہوئے ہیں جنابہر اہل کجی لوگ زیارت کرتے ہیں ۔

(۹) عن ابی عبد اللہ الحافظ ان ابیہ قال علی الحسن والحسین اذ امت انا فاحلانی علی شریکاتیان  
العزی وهو نجف الکوفۃ فانکما تریان صخرۃ تلح نوراً فاحتقرا فانکما تجدان فیہا ساحة فادفنا  
راخرجه الحاکم حافظ ابو عبد اللہ نے اپنے اسناد سے روایت کیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام حسن و حسین  
علیہما السلام سے وصیت فرمائی کہ جو وقت میرا انتقال ہو جائے مجھ کو ایک تخت پر رکھنا اور غری یعنی  
نجف اشرف میں لیجانا وہاں تم دونوں ایک سفید پتھر کو دیکھو گے جس میں نور چمکتا ہوگا۔ پس یہ مقام  
پر زمین کو کھودنا اس میں ایک تختہ پاؤ گے اسی قبر میں مجھے دفن کرنا ۔

(۱۰) قال الرشید خرج مرة الى الصيد فانتہی بالطرد الى موضع قبر علی الان فارسل فہو علی صید  
فبعث الصید الى مکان قبرہ ووفقت الفہو عند موضع القبر الان ولم یقیم علی الصید فحجب  
الرشید عن ذلک فجاء رجل من اهل الخبرة فقال یا امیر المؤمنین ارایت ان دللتک علی قبر ابن عمک علی  
ابن ابی طالب ما عندک قال اثر مکرمہ قال هذا قبرہ فقال لہ الرشید من ابن علمتہ قال کنت اسی  
مع ابی فیزورہ اخبرہ انہ کان یجئ مع جعفر الصادق فیزورہ ان جعفر کان یجئ مع ابیہ محمد الباقر  
وان محمد کان یجئ مع ابیہ علی بن الحسین وهو کان اعلمہم بالقبر فامر الرشید بان یحجج اس عنہم فکان  
اول اساس اوقع فیہ ثم تزايدت الابنیۃ فیہ فی ایام السامانیۃ ابی حمدان و تقاصم فی ایام الدیلم ای  
ایام بنی بویہ قال وعضد الدولہ هو الذی اظهر قبر علی وعمر المشعل هناك و اوصی ان یدفن فیہ  
وللناس فی ہذا الامر اختلاف تباین حتی قیل انہ قبر المغیرۃ بن شعبۃ الثقفی و احسن ما قیل انہ علیہ  
السلام مدفون بقصر الامارة بالکوفۃ (حقیقۃ الحیوان للدمیری الشافعی فی الفہد) کہتے ہیں کہ ایک دفعہ  
ہارون رشید شکار کیلئے ہوا اس مقام پر آنکلا جہاں پر کہ آج کل جناب امیر علیہ السلام کی قبر مبارک ہے ہارون نے اپنے چیتوں کو ایک  
شکار پر چوڑا شکار ڈھکرا اس مقام پر بھیجا جہاں پر جناب امیر کا مرقد اقدس ہے جیسے ہی قبر مبارک سے دور ہٹ کر کھڑے  
ہو گئے ہارون رشید اس جگہ نہایت متعجب ہوا اتنے میں ایک شخص جس کو اسکی آگاہی تھی رشید کو باس آنکلا اور  
رشید سے کہنے لگا اگر میں تجھے میرا بن عم علی بن ابی طالب کے مرقد اطہر تبارک و تعالیٰ تو تجھے کیا انعام دیگا۔ ہارون نے کہنے  
لگا میں تجھے بزرگی کے ساتھ بہت کچھ انعام دوں گا وہ کہنے لگا یہی انکے مرقد اطہر کا مقام ہے ہارون نے کہا تجھے  
کیونکر معلوم ہے وہ بولا کہ میرا باپ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ اس مقام زیارت کے لیے آیا کرتا تھا اور وہ



اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ شریف لایا کرتے تھے اور جناب باقر اپنے والد بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی معیت میں یہاں زیارت کرنے آیا کرتے تھے اور جناب امام زین العابدین کو اسکا پورا علم حاصل تھا۔  
 ہارون رشید نے حکم دیکر وہاں پر کٹھہ لگوا دیا یہ پہلی تعمیر تھی جو بخفا الشریعین بنائی گئی یہ سلاطین سامانیہ کے عہد دولت میں یہاں پر بہت سی علامتیں بن گئیں پھر دیا لمہ یعنی آل بوریہ کے عہد حکومت میں وہ بنائیں ویران ہو گئے سرے سے اور عمارت بنائی گئیں بلکہ لوگ کہتے ہیں کہ محض الدولہ دہلی ہی وہ شخص ہے جسکو جناب امیر کا مرقہ سب سے اول معلوم ہوا ہے اور جناب امیر کا مشہد اس نے بنوایا ہے اور اسی وصیت کی تھی کہ مجھ اس مقام میں دفن کیا جائے لوگوں کا اسمین برابر ہی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ مغیور بن شعبہ کی قبر ہے لیکن ٹھیک بات تو یہی ہے کہ جناب امیر کا دفن اطرہ ہے۔

## جناب امیر علیہ السلام کی عمر مبارک

(۱) اختلفوا فی سنہ امیر المومنین علیہ السلام فیہ اقوال (احدھا) ثلاث وستون حکاکہ ابن جریر الطبری عن جعفر بن محمد علیہ السلام قال الواقدی وهو الثابت عندنا (والثانی) خمس وستون (والثالث) سبع وستون (والرابع) ثمان وستون وهو المشہور (تذکرہ خواص الامہ) علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر کے کس شریف میں اختلاف ہے (ایک) قول یہ ہے کہ آپ تریسٹھ برس کی عمر پائی چنانچہ ابن جریر طبری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتا ہے اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے (دوسرا قول ہے) کہ آپ کی عمر مبارک پینسٹھ برس کی تھی (تیسرا) قول ہے ستر سٹھ برس کی تھی (اور چوتھا قول ہے) کہ اتر سٹھ برس کی تھی اور زیادہ تر مشہور یہی ہے۔

(۲) وكان له يوم التشهد ثلاث وستون سنة على الصحيح وقيل خمس وستون وقيل اربع وستون وقيل سبع وخمسون وقيل ثمان وخمسون (تذکرہ الابرار) علامہ بخشی تزل لابرار میں لکھتے ہیں کہ صحیح قول ہے جناب امیر کا سنہ مبارک تریسٹھ برس کا تھا۔ اور لوگ چوسٹھ اور پینسٹھ برس کا بھی کہتے ہیں ماورستاون اور ثماون کا بھی کہتے ہیں۔

(۳) قال محمد بن الحنفیہ کان سنہ یوم قتل ثلاثا وستین وقال الواقدی هذا ثبت عندنا (کامل التواریخ) علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں جناب محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا سنہ مبارک شہید ہونیکے روز تریسٹھ برس کا تھا اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔



## جناب امیر کی مدت خلافت

(۱) قال الواقدي وكانت خلافتہ خمس سنين الثلاثۃ اشهر لانه بويع له في ذي الحجة لثمان عشر ليلة خلت منه سنة خمس وثلاثين واستشهد في رمضان سنة اربعين رتذ كره خواص الامه (۱) واقدي رحمه الله عليه کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی کیونکہ بیستیس برس ذی الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کو لوگوں نے ان کو بیعت کی اور رمضان سنہ چالیس ہجری کو وہ شہید ہو گئے۔

(۲) وكانت خلافتہ خمس سنين الثلاثۃ اشهر وقيل الیوم سنين تسعة اشهر وستة ايام وقيل ثلاثة ايام اخرجہ ابن اثیر الحزری فی کامل التواریخ ابن اثیر کمال التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ چار برس نو مہینے اور چھ روز اور بعض تین روز بتاتے ہیں۔

## جناب امیر علیہ السلام کا ترک

(۱) عن الحسن بن علی علیہ السلام ان امیر المؤمنین لم يدخر مالا ولم يترك الا سبع مائة وست مائة درهم ارسلها خادما راحل اخرجہ احمد فی المناقب وابن الاثیر فی اسد الغابہ جناب امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے نہ مال جمع کیا اور نہ ترک چھوڑا سو اسات سو یا چھ سو درہم کہ ان سے خادم مول لینا چاہتے تھے \*

(۲) عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول سألنی علی اجرة على اجرة ولا لينة على لينة ولا قصبه على قصبه وان كان لیوتی مجبوحه من المدینة فی جراب (اسد الغابہ) حافظ ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بالٹ پر بالٹ اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک آباد کر لیتے۔

## جناب امیر علیہ السلام کے غلام

قتیر و یحییٰ بن کثیر روی عنہ الاوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وکان عالما فاضلا وابنه عبد الله بن یحییٰ کان عالما رتذ كره خواص الامه جناب امیر علیہ السلام کے دو غلام تھے ایک تو قنبر جو زیادہ تر مشہور ہیں دوسرے یحییٰ بن کثیر جن کو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں اور وہ نہایت عالم اور فاضل تھے اور انکے بیٹے عبد اللہ بن یحییٰ بھی بڑے عالم تھے \*



ابن مردوقہ و سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ۔ والحافظ ابن حجر فی الصواعق برابر  
 غازی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ سے ارشاد فرمایا یا علیؑ دعا  
 کرو اور کہو کہ اے میرے پروردگار اپنے پاس سے مجھے ایک عہد عطا فرما اور مومنوں کے دل میں میری  
 محبت ڈال دے۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے  
 البتہ کر لیا رحمن انکے لیے محبت۔

(۲) عن محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہما ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن  
 وذا انہ قال لا یبقی مومن الا فی قلبہ ود علی و اہل بیتہ و ذکر النقاش انہا نزلت فی علیؑ  
 راخرجہ الحافظ السلفی جناب محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق رکے شک ہے  
 لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے البتہ کر لیا رحمن انکی محبت۔ روایت کرتے ہیں کہ کوئی مومن ایسا  
 باقی نہیں رہے گا کہ جس کے دل میں علیؑ کی اور علیؑ کے اہل بیت کی محبت نہ ہو۔ نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں  
 کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی علیؑ فضلی اربع رکعات ثم رفع  
 یدہ الی السماء فقال اللهم سالک موسیٰ بن عمران وانا محمدؐ سالک ان تشیر لی صدک ولیر لی امری  
 واخل عقدہ من لسانی یفقیہوا قولی واجعل لی ذریۃ من اہلی علیؑ اخی اشہد بہ ان دعوتہا شریکہ  
 فی امری قال ابن عباس سمعت منادیاً یأی احمد قد ایت ما سالک فقال النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم یا ابا الحسن ارفع یدیک الی السماء وادع ربک واسالہ یعطیک فرفع یدہ الی السماء وھو  
 یقول اللهم اجعل لی من عندک عهدا واجعل لی عندک ودا فانزل اللہ علی نبیہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن وذا راخرجہ بن المغازی  
 فی المناقب ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت زعلیؑ کا ہاتھ پکڑ کر چار کھیتیں نماز کی پرین پر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر  
 فرمایا اے میرے پروردگار موسیٰ بن عمران تجھ سے دعا کی تھی اور میں محمدؐ سے دعا کرتا ہوں یہ سیدہ کو شادہ کر اور میرے  
 کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کو لے کر تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میری اہل سے میری بہائی علیؑ کو میرا وزیر بنا اور  
 اسے میری پشت کو قوی کر اور میرے امیرین سے میرے شریک گردان ابن عباس کہتے ہیں میں نے ایک بکا نیوالے کو  
 پکارا تو ہو گیا کہ اے احمد بنی تجھے دیدار ہے جو کچھ کہنا مانگے گا ہے پس حضرت نے جناب امیرؑ کو فرمایا اے اباجس تو اپنے  
 ہاتھ کو آسمان کی طرف اٹھا کر خدا سے دعا کر اور میں یہی شے کہتے دعا کرتا ہوں وہ تجھ سے عطا کر لیا جناب امیرؑ نے دعا کی اور  
 میرے پروردگار مجھ کو اپنی بات سے ایک عہد عطا کر اور اپنی طرف سے محبت عطا فرما پس خدا تعالیٰ نے انہی پر اس آیت کو نازل فرمایا



## جناب امیر علیہ السلام کے خا

وكان حاجبه في خلافته بشرو مولاة ثم بعدة قنبر مولاة (نزل الابرار للعلامة بدخشي) جناب امير  
کی خلافت میں آپ کا غلام بشیر حاجب تھا پھر قنبر رحمۃ اللہ علیہ

## جناب امیر علیہ السلام کا کاتب

كان كاتبه عبد الله بن ابي رافع رضي الله عنه (نزل الابرار) جناب امير علیہ السلام کے کاتب عبد اللہ بن  
ابی رافع رضی اللہ عنہ تھے۔

## جناب امیر علیہ السلام کی انگشتی کا نقش

(۱) عن عمرو بن عثمان بن عفان رضي الله عنه كان نقش خاتم علي (الملك لله الواحد القهار) رثار مح  
الخلفاء ونزل الابرار) عمرو بن عثمان بن عفان رضي الله عنه سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتی  
کا نقش (الملك لله الواحد القهار) تھا۔

(۲) وقيل كان نقش خاتم (اسندت ظهري الى الله) وقيل (حسبي الله) (كفاية الطالب للعلامة بن  
يوسف الكنجي) بعض لوگ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر کی انگشتی کا نقش (اسندت ظهري الى الله) تھا  
اور بعض کہتے ہیں (حسبي الله) تھا۔

(۳) عن جعفر بن محمد عن ابيه عليه وعلى ابادة السلام ان خاتم علي كان من ورق نقشه (نعم  
القادر الله) اخو جعفر بن عساكر) جناب امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہ وعلی ابابره سلام روایت  
کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتی چاندی کی تھی اس کا نقش (نعم القادر الله) تھا۔

## جناب امیر علیہ السلام کو انتقال پر ابوالاسود الدلی علیہ الرحمۃ کا شہ

الايا عين ويحك اسعدينا + الاتيكي امير المؤمنين + وتيكي ام كلثوم عليه + بعيرتها قد  
رأت اليقيننا + الاقل الخوارج حيث كانوا + فلا قرب عيون الحاسديننا + افي شهر الصيام  
فجمعونا + بخير الناس طرا اجمعينا + قتلتهم خير من ركب المطايا + ورحلها من ركب السفينا +  
ومن لبس المغال من خلاها + ومن قرأ المثاني والمئينا + وكل مناقب الخيرات فيه + ومحبة رسول



رب العالمینا + لقد علمت قریش حیت کانوا + بانک خیرهم حسبا و دینا + اذا استقلبت ابی حسین + رأیت  
 البدر راع الناطرینا + و کنا قبل مقتله جحیر + نری مولی رسول اللہ فینا + ای میری آنکھ افسوس کے تجھ  
 پر سعادت حاصل کر۔ تو امیر المؤمنین پر کیوں نہیں روتی۔ ۲۔ جناب اہم کلثوم اپنے انھوں سوا پر روتی ہیں اور (۳)  
 خارجیوں کو وہ جہان کہیں ہوں کس دی۔ ہمارے حاسدون کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔ (۴) کیا تم نے ماہ صیام میں  
 ہم کو دردمند کیا۔ ایسے شخص کے ساتھ جو سب سے بہتر تھا (۵) تم نے ایسے شخص کو قتل کیا جو ان سب سے بہتر تھا جو آدمیوں  
 پر سوار ہوتے ہیں اور کشتیوں پر چڑھتے ہیں (۶) اور جو غلین پہنتے ہیں اور جو نہیں پہنتے اور جو قرآن مجید  
 کے مثانی اور مسکین کو پڑھتے ہیں (۷) اور سب نیکی کی وصف انھیں موجود تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے محبوب تھے۔ (۸) قریش جہان کہیں ہوں اس بات کو بخوبی جانتے ہیں۔ کہ تو ان سب سے حساب و نسب میں  
 بہتر ہے (۹) جس وقت کہ حسین علیہ السلام کے باپ کے سامنے آیا تو گویا تو نے رات کو دھوین جاؤ کو دیکھا جو دیکھنے  
 والوں کو تعجب میں ڈالتا ہے (۱۰) ہم انکی شہادت سے پہلے بہت اچھے تھے گویا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کو اپنے بہ پاتے تھے۔

## جناب امیر علیہ السلام کے عامل

وکان عاصد بن البصرۃ عبد اللہ بن عباس و علی الیمن عبد اللہ بن عباس و علی الطائف و مکہ و  
 ما اتصل بذلک قثم بن عباس و علی مصر محمد بن ابی بکر و علی المدینۃ ابو ایوب الانصاری و قبل  
 بن حنیف و علی خراسان خلیل بن قرة الیربوعی (اخرجه بن الاثیر فی کمال التواریخ) بصرہ پر جناب امیر  
 علیہ السلام کا عامل عبد اللہ بن عباس تھے۔ اور میں پر عبید اللہ بن عباس۔ اور طائف اور مکہ اور مصافات کہ پر قثم بن  
 عباس اور مصر پر محمد بن ابی بکر۔ اور مدینہ پر ابو ایوب انصاری یا سہل بن حنیف اور خراسان پر خلیل بن قرة الیربوعی  
 تھے۔

## جناب امیر کا مالک غیر پر فوج بھیجا

باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام ابتداء عہد خلافت سے خانہ جنگیوں میں پہنچے رہے تاہم آپ نے اشاعت اسلام  
 میں اور کفار پر فوج کشی کرنے میں تساہل نہیں فرمایا علامہ ابن اثیر الخیرزی کا مل التواریخ میں لکھتے ہیں و  
 توجه الحرث بن مرثد العبدی الی بلاد السند خازیلا منطوعا باصرامیر المؤمنین علیہ السلام و اصحاب غنائم و مسبیا  
 کثیرا و قسم فی یوم واحد الف راس و بقی غازیلا الی ان قتل بارض لقیقان ہو و من معہ یعنی جناب امیر کے حکم



اور طاعت کی وجہ سے حرث بن ہرہ عبدی نے سندہ کے ملک کا قصد کیا اور جہاد کر کے بہت سی غنیمت حاصل کی اور کفار کو گرفتار کر لیا۔ اور ایک روز میں ایک ہزار لونڈی اور غلام تقسیم کیے اور ایک مدت تک صرف غزائے بیان تک کہ ارض قیقان میں وہ اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے۔

## جناب امیر کا عمالقہ کو قتل کرنا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خطبہ خطبہا فی حجة الوداع لا تقاتلن العمالقہ فقال جابر بن عبد اللہ علیہ السلام او علی بن ابی طالب (اخرجه سبط بن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجة الوداع میں ایک خطبہ کے درمیان ارشاد فرمایا کہ میں عمقرب عمالقہ کو قتل کروں گا۔ جابر بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی بن ابی طالب قتل کریں گے۔

## جناب امیر کی بی بی بیان

فاتفق الرواة من علی سبعة واختلفوا فی اثنتین فاما السبعة اللاتی لم یختلفوا فیہن فالاولی فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام ولم یتزوج علی علیہا حتی ماتت وذهب فريق من العلماء الی انه کان حراما علی اختان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتزوجا علی بناتہ واما الثانية ام البنین بنت حرام بن خالد۔ واما الثالثة اسماء بنت عمیس الخثعمیة وکانت تحت جعفر بن ابی طالب فاستشهد جعفر تزوجها ابو بکر الصدیق ولما توفی ابو بکر تزوجها علی ولها من کل واحد اولاد کعبد اللہ ومحمد وعون ابن جعفر ومحمد بن ابی بکر وعجی وعون ابی علی واما الرابعة ام المومنین بنت العاص بن الربیع العشیميہ وکان ابو العاص بن الربیع العشیميہ ابن اخت خدیجة ام المؤمنین رضی اللہ عنہا واما ام اماتہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واکبر بناتہ وافضلهن بعد سیدة النساء فاطمة الزهراء علیہا السلام وماتت فی حیوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتزوج علی اماتہ بعد فوت فاطمة بوصیتها وتزوجها بعد فوت علی المغيرة بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب کان امیر المؤمنین اوصاه بذلك لانه کان ان یخطبها معاویة وماتت امامہ عند المغيرة سنة خمسین۔ واما الخامسة المخبة بنت امر القیس بن عدی الکلابیة واما السادسة ام سعید بنت عمرو بن مسعود الثقفیة واما السابعة لیلی بنت مسعود بن خالد التیمیة واما الثانی اختلفوا فیہا هل کاننا ملوکیة من السبایا المرتدین ام احققہما و



و تزوجهما فاحدهما خولة بنت جعفر بن قيس الحنفية والاخرى ام حبيب الصهباء بنت ربيعة التغلبيية رزل کلاب  
 جناب امير علیہ السلام کی بیویوں کی نسبت سات پر تور اولیون کا اتفاق ہو اور دو کی نسبت اختلاف ہو جن سات پر علماء کی  
 اتفاق ہو ان سے اول جناب سیدہ نسار العالمین فاطمة الزهراء بنت محبوب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جناب امیر نے  
 ہوتے ہوئے دوسری بی بی سے نکاح نہیں کیا جب تک کہ انکا انتقال نہیں ہو گیا علماء میں سے ایک فریق کا یہ مذہب ہے  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ حضور کو داماد و پڑوسر عورت سے نکاح کرنا حرام تھا۔ دوسری بی بی جناب امیر علیہ  
 السلام کی ام البنین بنت حرام بن خالد تھیں۔ تیسری بی بی اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں انکا نکاح پہلے جعفر طیار  
 بن ابیطالب جناب امیر علیہ السلام کے حقیقی بہائی سے ہوا تھا جب وہ شہید ہو گئے تو انکا نکاح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 سے ہوا۔ جب وہ بھی انتقال کر گئے تو جناب امیر کے نکاح میں آگئیں۔ اور انکو تینوں صاحبوں سے اولاد ہوئی۔ عبد اللہ  
 اور محمد اور عون جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اور یحییٰ اور عون جناب امیر سے جو بی بی  
 بی بی اسماء بنت ابی العاص بن الریم الخثعمیہ تھیں۔ ابوالعاص بی بی اسماء کے والد حضرت صدیقہ الکبریٰ ام المؤمنین  
 خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہانچی تھی اور بی بی اسماء کی مان زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی  
 تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیویوں سے جناب سیدہ کے بعد فضل اور اعلیٰ تھیں اور زینب حضرت کی  
 حیات میں فوت ہو گئی تھیں۔ بی بی اسماء سے جناب امیر حبصیت جناب سیدہ نکاح کیا تھا حضرت امیر کی شہادت  
 کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے انکا نکاح ہوا۔ جناب امیر نے خود اسکی نسبت انکو وصیت کی تھی تاکہ  
 معاویہ اسے نکاح کرے۔ اور بی بی اسماء مغیرہ کے پاس سنہ پچاس میں فوت ہوئیں۔ پانچویں بی بی مخبابة بنت  
 امر القیس الکلابیہ تھیں جہٹی بی بی ام سعید بنت عروہ بن سعود الثقفیہ تھیں ساتویں لیلیٰ بنت مسعود بن خالد  
 التمیمیہ تھیں اور دو میمیان کہ جن میں اختلاف ہو کہ آیا مملوکہ تھیں جو مرتدین کے قیدیوں میں تھیں۔ یا کہ جناب  
 امیر نے انکو اپنا ذکر کے لئے نکاح کیا تھا۔ اگلے تین سے خولہ بنت جعفر بن قیس الحنفیہ تھیں دوسری ام حبيب الصهباء  
 بنت ربيعة التغلبيية تھیں ۶

## جناب امیر علیہ السلام کی اولاد

و اما اولاد امیر المؤمنین ففیہ اختلاف کثیر الحسن والحسين مات صغيرا و اختاهم زینب و ام کلثوم  
 امهم فاطمة علیہا السلام و محمدا اکبر المکنی بابی القاسم المشهور بابن الحنفیة امه محله بنت جعفر و محمد الاوسط  
 امه امامة بنت ابی العاص و محمد الاصغر المکنی بابی بکر و قیل انهما اثنتان و عبد الله امهم لیلیٰ بنت مسعود  
 و عمر و اختهم سراقية امهم ام حبيب بنت ربيعة و الجعفر و عمر و العباس و عثمان و عبد الله امهم ام البنین الکلابیة



ويعي سعون اسماء بنت حمير وملة المكناة بأم الحسن وقيل هما اثنتان وزينب الصغرى وامانة وميمى  
وحذيفة وفاطمة وام هاني وام الكرام وام سلمة اولاد شتى

والعقب من الذکور اولادہ ست فی الحسن والحسین ومحمد بن الحنفیہ وعمر وعباس رضی اللہ عنہم وقد اخرج  
منہم کثیر الطیب رتل الابرار جناب امیر کی اولاد کے بارہ میں اختلاف ہے۔ یہ جناب حسنین اور محسن جسکا نہایت  
صغیر سنی میں انتقال ہو گیا۔ اور انکی دونوں بہنیں زینب اور ام کلثوم جناب سیدہ سے تولد ہوئیں۔ اور محمد اکبر بن  
کی کنیت ابو القاسم اور ابن الحنفیہ کے نام سے مشہور ہیں انکی والدہ خولہ بنت جعفر تھیں۔ اور محمد الاوسط انکی والدہ  
امامہ بنت ابو العاص تھیں۔ اور محمد الاصفہر جنکی کنیت ابو بکر ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ جناب امیر کے دو صاحبزادے  
اس نام کے تھے اور عبید اللہ انکی والدہ لیلیٰ بنت مسعود تھیں۔ اور عمر اور انکی بہن رقیہ کی والدہ ام حبیبہ بنت  
ربیعہ تھیں۔ اور جعفر اور عمر وعباس اور عثمان اور عبد اللہ انکی والدہ ام البنین الکلابیہ تھیں۔ اور یحییٰ  
اور عون کے والدہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ اور ربیعہ جنکی کنیت ام حسن ہے۔ اور بعض او یوں کے نزدیک اس  
نام کی جناب امیر کی دو بیٹیاں تھیں۔ اور زینب صغریٰ اور امامہ اور مہمونہ اور خدیجہ اور فاطمہ اور ام ہانی اور  
ام الکرام اور ام سلمہ متفرق جناب امیر کی اولاد تھی۔

اور زینہ اولاد سے جنابا سیر علیہ السلام کی نسل مبارک جنابا امام حسن اور حسین علیہما السلام اور محمد بن الحنفیہ  
اور عمر اور عباس رضی اللہ عنہم سے چلی ہے اور خدا سے پاک نے ان سے بہت سے طیب اور طاہر پیدا کیے ہیں

جناب امیر کے کرامات

(١) نقل بن شهر آشوب في كتابه ان عليا لما قدم الكوفة وقدم عليه طوائف من الناس كان فيهم فتى فضا ومن  
شيعة يقاتل من بين يديه في مراقبه فخطب امرأة من قوم عرب استوطنوا الكوفة فاجابوه فصلى على يديه  
صلوة الصبح قال لبعض من عنده اذهب الى محلة كذا تجد مسجدا الى جانبه ميت تبسم فيها صوت رجل  
وامرأته يتشاجران باصوات مرتفعة فاحضرهما الى نفسي وعاودتهما فقال لهما فيم تشاجرا الليلة فقالا  
الفتى يا امير المؤمنين ان هذه المرأة خطبتها وتزوجتها فلما اخلوت بها وجدت في نفسي منها نفرة منعني  
ان الربحأ ولو استبعت اخراجها لاخرجها قبل الزمان ففقت على ذلك ونحن في التشاجر الى ان جاء امرأ  
فحضرنا بين يديك فقال علي بن ابي طالب لا يؤثر من يخاطب به ان يسمعه غير مقام من كان  
حاضر الربيق عند علي غير الفتى والمرأة فقال لهما هل تعرفين من هذا الفتى فقالت لا فقال اما انا اخبرتك  
بعائلة نعاينها فلا تنكر بها قالت لا يا امير المؤمنين قال الست فلانة بنت فلان قالت بلى قال الذي كان



ابن عم وکل واحد منکم راغب فی صاحبہ قالت بلی قال الیس یاک منعک منه ومنعہ عنک ولم یزوجہ بک وانشأ  
من جوارک لذلک قالت بلی قال الیس خرجت لیلة لقضاء الحاجة فاعتلک ووطئک فحملت امرأ عن ابیک  
واعلمت امرأ فذلک ان الوضع اخرجک لیلا فوضعت ولدا فللفقته فی خرقۃ فالقیته من خارج الجدران  
حیت قضاء الحوائج فجاہک کل شئ فحشیت ان یاک کله فرمیتہ بحجر فوقعت فی رأسہ فشجته فعدت انت  
وامک فسدت رأسہ بخرقۃ من جانب فرطها ثم ترکماہ ومضیتما ولم تعلما حالہ فسکت فقال بکلی حتی  
فقال والله یا امیر المؤمنین ان هذا الامر ما علمہ منی غیرہ فقال قد اطلعنی اللہ علیہ فأصبحہ بنوفل ان  
فری فیہم ان ان کبر قدم معہم الکوفۃ وخطبک وهو ابنک ثم قال للفتی اکشف عن رأسک فکشفنا  
فوجدنا اثر الشجۃ فیہ فقال هذا ابنک قد عصمہ اللہ مما حرمة علیہ فخلی ولدا وانصر فی فلا تکلم بینکما  
(مطالب السؤل) من شہر آشوب کہتے ہیں کہ جبنا بامیر کوفہ میں تشریف لائے تو انکے ساتھ بہت سے لوگوں نے  
اگر کوفہ میں بودباش اختیار کی۔ ان میں سے ایک جو ان جناب امیر کے شیعوں میں داخل ہو گیا اور جناب امیر کے ساتھ  
گرایوں میں حاضر ہوا۔ اس نے کوفہ میں وطن اختیار کر کے پوائے عرب لوگوں میں اپنا نکاح ایک عورت سے کیا۔ ایک  
روز جناب امیر صبح کی نماز کے بعد ایک آدمی سے فرمانے لگے۔ تو فلان محلہ میں جاوہان ایک مسجد ہے اس کے  
قریب ایک مکان ہے۔ اس میں تجھے ایک عورت اور مر کے باہم تکرار کرنے کی آواز سنائی دے گی تو ان دونوں کو  
میرے پاس لے آؤ۔ وہ آدمی جا کر ان دونوں کو اپنے ساتھ جناب امیر کی خدمت میں لے آیا حضرت نے اسے پوچھا رات  
بہر تم کیوں تکرار کرتے رہے ہو۔ اس جہان نے عرض کیا یا امیر المؤمنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے جب خلوت کا  
وقت ہوا مجھے اس سے نفرت پیدا ہو گئی کہ میں صحبت نہیں کر سکا۔ اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں اس وقت راگور  
صبح کے پہلے اس کو گھر سے نکال دیتا۔ میں اس سے بیوقوف خاص سے اسے بگڑ گیا۔ ہم دونوں اسی تکرار میں تھے کہ جناب کا  
خادم ہمارے پاس پہنچا۔ اب ہم آپ کے حضور میں حاضر ہیں۔ جناب امیر نے حاضرین سے فرمایا اکثر ایسی باتیں ہوتی  
ہیں کہ غیر کے سامنے بیان نہیں کیا جاتیں۔ یہ کلام سن کر اس مرد اور عورت کے سوا سب ہنسنے لگے جناب امیر  
نے اس عورت سے فرمایا آیا تجھے علم ہے کہ یہ جوان کون ہے اس نے عرض کیا میں نہیں جانتی۔ فرمایا اگر ہم تجھے تیری  
کسی پوشیدہ بات سے اطلاع دین تو تو انکار کرت کر پوچھ کر اس نے عرض کیا میں ہرگز انکار نہیں کروں گی۔ آپ کے ارشاد  
کیا کیا تو فلانی اور فلان شخص کی بیٹی نہیں ہے۔ وہ کہنے لگی ان میں وہی ہوں بہر آپ نے فرمایا کیا تیرا حبیبا  
بہائی نہیں تھا اور تم دونوں میں محبت نہیں تھی۔ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ بہر آپ نے فرمایا کیا تیرا باپ تیرا نکاح  
اس کے نہیں کرنا چاہتا تھا اور تیرے بچے اس کو نکال دیا تھا اس عورت نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔  
امیر المؤمنین نے فرمایا کہ بہر تو ایک سات کو فضا حاجت کے لیے گھر سے باہر نکلے اور اس نے تجھے سوطی کی اور تو



اس سو حالہ ہو گئی اور تو اپنے حمل کو اپنے باپے چسپا یا اور تیری مان کو یہ بات معلوم ہو گئی۔ وضع حمل کی وقت رات کو وہ تجھے لیکر گھر سے باہر نکلی اور تجھے لڑکا پیدا ہوا۔ اور تو نے کپڑے مین لپیٹ کر دیوار کے پر ہو پینکد یا۔ ایک کتا آیا اور اسے سونچنے لگا تجھے خوف پیدا ہوا کہ کتا اسے نہ کھا جائے اس لیے تو نے اس کتے کو تیرے کینچہ مارا۔ وہ تیرا سر لڑکے کے سر پر لگا گیا اور اس کا سر زخمی ہو گیا۔ تو نے اور تیری مان نے لوٹ کر اسکے سر کو بال جھنے کی جگہ پر پٹی باندھ کر چھوڑ دیا اور دونوں گھر کو چلی آئیں۔ پھر تم کو اس کا حال نہیں معلوم ہوا۔ وہ عورت پسند کر خاموش رہ گئی۔ جناب امیر نے یہ فرمایا سچ بول وہ عرض کرنے لگی یا امیر المؤمنین سچ ہے میری مان کے سوا اس سو کوئی خبر دار نہیں اپنے فرمایا مجھے خدا نے اس سو مطلع کیا ہے پھر فلان قوم کے لوگ صبح کو اسے اٹھا کر لے گئے اور وہ ان لوگوں میں پرورش پا کر جوان ہوا۔ اور ان کے ساتھ کوفہ میں آیا۔ اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ لے وہ تیرا بیٹا ہی ہے پھر جوان سے ارشاد کیا اپنے سر کو کھول دے اس نے سر کھول دیا۔ اور زخم کا اثر نظر آیا۔ جناب امیر نے فرمایا یہ تیرا بیٹا ہے۔ خدا نے اس امر سے جو کہ اس پر حرام کیا تھا۔ اس کو بچا یا ہے اپنی بیٹی کو لے اور گھر کو لوٹ جا۔ تم دونوں کا نکاح نہیں ہے \*

(۲) ومنہا ما رواه الحسن بن ركذان الفارسي قال كنت مع امير المؤمنين وقد شكوا اليه الناس امر الفراء وانه قد نراد الماء ما احتمله وخاف ان يهلك فراعنا ونجيان تسال الله ان ينقصه فقام دخل بيته والناس مجتمعون ينتظرون فخرج وقد لبس جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعمامة درداة وفي يده قضيبه فدعا بفرسه فركبه ومشى الناس معه وانما معهم رجاله حتى وقف على الفراء فترل عن فرسه وصلى كعتين خفيفتين ثم قام وادخل القضيب بیده ومشى على الجسر ولبس معه خرا وكادته الحسن الحيد وانا فاهوى الى الماء بالقضيب فنقصت الفراء ذراعا فقال ايكنيكم فقالوا لا يا امير المؤمنين وادعى بالقضيب في اهوكة في الماء فنقصت الفراء ذراعا اخر وهكذا الى ان نقصت ثلثة اذرع فقالوا احسبنا يا امير المؤمنين فعاد وركب فرسه ورجع الى منزله (مطالب السؤل) اور آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ جب کو حسن بن ركذان الفارسي نے روایت کیا ہے کہ میں جناب امیر کی خدمت میں موجود تھا کہ لوگ فرات کی طغیانی کی شکایت لیکر آئے اور کہنے لگے کہ فرات کا پانی اس کثرت سے بڑھ گیا ہے کہ جس سے ہم کھیتوں کے تلف ہونیکا خوف ہماری استدعا ہے کہ آج جناب امیر میں دعا فرماوین کہ فرات کا پانی کم ہو جائے۔ جناب امیر پسند کر گھر میں شریف بیگمے تمام لوگ منتظر بیٹھے رہے جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہ اور عمامہ اور روپنکر اور ہاتھ میں عصا لیے ہوئے برآمد ہوئے اور سواری کا گھوڑا طلب کیا تمام لوگ رکاب عادت میں پیادہ چل کر میں ہی پیادہ پا ہمراہ تھا جناب امیر فرات پر پہنچ کر تیسرے امد گھوڑے سے اس کو اور چوٹی چھوٹی رکھ کر



نماز کی پھرین پھر انہیں لیکر چل کی طرف تشریف لے گئے جناب حسین کے سوا کوئی ہمراہ نہ تھا عصا کے ساتھ پانی کی طرف اشارہ کیا پانی بکتر ایک گز کے کم ہو گیا لوگوں سے فرمایا کیا اس قدر پانی تمکو کافی ہے لوگوں نے عرض کیا ابھی زیادہ ہے پھر دوبارہ اشارہ کیا ایک گز اور بھی کم ہو گیا پھر لوگوں سے پوچھا کہ اب کافی ہے یا لوگوں نے کہا اب بھی زیادہ ہے پھر تیسری مرتبہ اشارہ کیا پانی ایک گز اور بھی کم ہو گیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین اب اس قدر کافی ہے آپ وہاں سے گھر کو لوٹ آئے ۔

(۳) ومنها ما صد وقضية مقتله وتلخيص لك ان لما فرغ من قتل الخوارج عاد الى الكوفة في شهر رمضان قام المسجد فحضر ركعتين ثم صعد فخطب خطبة حسنة ثم التفت الى ابنه الحسن فقال يا ابا محمد كم مضى من شهرنا هذا قال ثلث عشرة يا امير المؤمنين ثم التفت الى الحسين فقال يا ابا عبد الله كم مضى من شهرنا هذا قال سبع عشرة يا امير المؤمنين فضرب بيده الى الحجة وهي يومئذ بيضاء فقال الله اكبر والله ليخضبنها بدمها اذا انبعث اشقاها ثم قال لا اريد حياتي وريد قتلي + خلیل من غدیری من مرادی + وابن الجحیم المرادی یسم فوق فی قلبہ + ذلك شئ فجار حتى وقف بين يديه فقال اعين بالله يا امير المؤمنين هذه يميني وشمالي بين يديك فاقطعهما اوافقا قلتي قال فكيف اقتلك ولا ذنب لك الا انك تعلم انك قاتلي لما قتلك ولكن هل كانت لك حاصفة يهودية فقالت لك يومنا من الايام يا ابا شقيق عاقرا ناقة ثم قال قد كان ذلك يا امير المؤمنين فسكت عليه فلما كانت ليلة ثلث وعشرين قام ليخرج من داره الى المسجد لصلوة الصبح وقال ان قلبي ليشهد اني لمقتول في هذا الشهر وفتح فعلق الباب بميرته فجعل يمشي به اشد حيا زيمك الموت - فان الموت لا قيك - ولا تخرج من القتل - اذا حل بواديك - فخرج فقتل (مطالب السؤل) اورا يك كرامت جناب امير نے اپنی شہادت کے متعلق كی ہے جب كا خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ خوارج کے قتل سے فارغ ہو کر کوفہ میں تشریف لائے رمضان کا مہینہ تھا مسجد نبین نماز کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اثنائے خطبہ میں جناب امام حسن سے استفار کیا کیا ابا محمد ہمارے مہینے کو کتنے روز گزر چکے ہیں امام حسن نے فرمایا کہ تیرہ روز پہر جناب امام حسین سے پوچھا یا ابا عبد اللہ ہمارا مہینہ اب کتنے روز باقی رہا ہے عرض کیا یا امیر المؤمنین سترہ روز رہا جناب امیر نے اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑا وہ ان دنوں بالکل سفید ہو چکی تھی اور فرمایا اللہ اکبر خدا کی قسم ہے اس امت کا بد بخت ہسکون سے رنگین کرے گا پہر آپ نے یہ شعر پڑھا ہے میں اسکی زندگی چاہتا ہوں وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ میرا دوست مجھ سے غدر کرنے والا قبیلہ مراہی نامراد ابن یحجم مرادی نے جب کلام سنا اسکا دل کانپا تھا۔ اور سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المؤمنین میں خدا سے بیادہ مانگتا ہوں میرے دونوں ہاتھ آپ کے سامنے موجود ہیں آپ انکو کاٹ ڈالیں یا مجھے مار ڈالیں آپ نے ارشاد فرمایا تیرا کیا گناہ ہے کہ میں تجھے مار ڈالوں۔ اگر مجھے یہ علم ہی ہو کہ تو میرا قاتل ہو تو بھی تجھے نہ ماروں لیکن ایک یہود نے تجھے بغلگیر



کے کہتا اور شقیق کے باب شعی کی اوٹنی کے پاؤں کاٹ ڈال۔ ابن ماجہ کہنے لگا یا امیر المؤمنین یہ بات تو ضرور ہوئی ہے  
 پھر جناب امیر علیہ السلام خاموش ہو گئے جب رمضان کی تیسویں تاریخ ہوئی اور آپ صبح کی نماز کے لیے اٹھے اور گھر سے مسجد کو تشریف  
 لے چلے فرمایا سیرادل گواہی دیتا ہے کہ میں اسی مینے میں شہید ہو جاؤں گا جب دروازہ کھولا آپ کا ہند دروازہ سواٹک  
 گیا آپ نے شعر پڑھا تو موت کی سطر اپنے سینہ کو ابھار۔ کیونکہ موت تجھ سے ضرور ملاقات کریگی۔ قتل ہونے سے فریاد  
 مرت کر جبکہ تیرے سامنے آجائے۔ پس آپ گھر پر آئے ہوئے اور شہید ہو گئے۔

(۴) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت قالت لی فاطمة لیلة دخل لی علی سمعت الارض تحت ثوبی و یحید  
 واصبحت فاخبرت والدی صلی اللہ علیہ وسلم فسجد سجدة طویلة ثم رفع رأسه وقال یا فاطمة البشری بطیب  
 النسل فان الله فضل بک علی سائر خلقه و امر الارض ان تحت ثوبی باخبارها و ما یخبری علی وجهها من  
 شرق الارض الی غربها (مطالع البسول للعلامة بن طلحة الشافعی) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت  
 ہے کہ مجھ سے جناب فاطمہ علیہا السلام نے ذکر کیا کہ جس رات جناب امیر میرے پاس تشریف لائے مینے زمین کی آواز  
 کو سنا کہ وہ ان کو باتیں کر رہی تھی اور وہ زمین سے باتیں کرتے تھے مینے صبح کو اپنے والد صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 اسکا تذکرہ کیا حضرت سجدہ میں گر گئے اور دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا اے فاطمہ تجھے بشارت ہو پاک نسل کو ساتھ  
 بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلقت پر فضیلت عطا کی ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ تمام اخبار سے اور  
 جو کچھ کہ اس پر ہونیوالا ہے مشرق سے مغرب تک اسکو کہہ سنائے۔

(۵) قال الشيخ ابو عبد الله الخطيب الخوارزمي حكي ان معاوية قال جلساءه اني اريكم علم علي فانه لا  
 يقول الباطل فدعا ثلاثة رجال من ثقاته وقال لهم امضوا حتى تصيروا جميعا من الكوفة على رجل  
 ثم تروا طوا على ان تنعوني بالكوفة ولكن حد ينكمز واحد في ذكر لعلته واليوم والوقت وموضع القبر  
 ومن تولى لصلوة عليه وغير ذلك حتى لا تختلفوا في شيء ثم ليدخل الثاني فليخبر بمثله ثم ليدخل  
 الثالث فليخبر بمثل خبر صاحبه وانظر اما يقول على فخرجوا كما امرهم معاوية ثم دخل احداهم وهو  
 راكب فقال له الناس بالكوفة من اين جئت قال من الشام قالوا له ما الخبر قال ما معاوية فأتوا عليا  
 فقالوا رجل راكب من الشام بخبر بموت معاوية فلم يجعل على بذلك ثم دخل اخر من الغد فقال  
 له الناس ما الخبر فقال مات معاوية وخبر بمثل خبر صاحبه فأتوا عليا فقال رجل راكب اخر بخبر عن موت  
 معاوية بمثل ما خبر صاحبه ولم يختلف كلامها فامسك على ثم دخل الاخر في اليوم الثالث فقال الناس  
 ما الخبر قال مات معاوية فسالوا عما شاهد فلم يخالف قول صاحبه فأتوا عليا فاما امير المؤمنين قد  
 صح الخبر هذا راكب ثالث قد خبر بمثل خبر صاحبه فلما اكتموا عليه قال امير المؤمنين كلا او تخضب هذه من



ہذا یعنی لختہ من ہامند ویتلا بعد ابنا اکلاہ اکباد راو۔ لاکتہ اکباد فرجہم الخیر بذات المعاد ویتلا رطف  
 (التدبیر) شیخ ابو عبد اللہ خطیب بخاری علم معروف باخطب الخطباء وخوازم شاہی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ  
 نے اپنے چند منشیوں کو بیان کیا کہ میں تمہیں علیؑ کے علم کا امتحان لیکر دکھانا ہوں کہ وہ کہنی باطل حرف زبان پر  
 نہیں لاتے۔ اپنے تین معتبر ادیبوں کو بلا کر کہا تم کو فہم میں جا کر میرے مرئی کی خبر لڑاؤ۔ جب کو فہم ایک منزل رہا ہے  
 تو تم ایک دوسرے کے عقب میں داخل ہونا اور میرے مرگ کی خبر کو منتشر کرنا۔ چاہیے کہ میری بیماری اور مرنے کی وقت اور قبر  
 کی جگہ اور نماز پڑھنے والے کی نسبت تمہاری بیان میں اختلاف نہ ہو۔ تم میں سے ایک شخص پہلے کو فہم میں داخل ہو کر میرے  
 مرنے کی بات بیان کرے اسکے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اسکی تصدیق کرے۔ اور چوتھو کو علیؑ کیا فرماتے ہیں  
 تینوں معاویہ کے حکم سے کو فہم میں داخل ہو کر میرے مرنے کی خبر بیان کرے۔ اور چوتھو کو علیؑ کیا فرماتے ہیں  
 اس کے پوچھنا کہاں سے لوگوں نے کہا وہ ان کی کچھ خبر بیان کر وہ بولا معاویہ مر گیا ہے لوگ  
 اسکو جناب امیرؑ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ شام سے ایک سوار آیا ہے اور معاویہ کے مر گیا بیان کرتا ہے۔ جناب امیر  
 نے اسکے قول کو جہش تکلی۔ دوسرے روز دوسرا سوار داخل کو فہم ہوا۔ اس نے بھی وہی خبر بیان کی جو اسکے پہلے رفیق  
 نے بیان کی تھی۔ اسکو بھی لوگ جناب امیرؑ کے حضور میں لیگے اور عرض کیا یا امیر المومنین یہ دوسرا سوار آیا ہے اور  
 معاویہ کا مر گیا بیان کرتا ہے۔ جناب امیرؑ ساکت رہے اور کچھ فرمایا۔ پھر تیسرے روز تیسرا سوار داخل ہو کر وہی خبر بیان کر ڈ  
 لگا لوگ اسکو بھی جناب امیرؑ کے خدمت میں لیگے اور عرض کرنے لگے یا امیر المومنین۔ اب یہ خبر بالکل باہر ثبوت کو  
 پہنچ گئی ہے۔ تیسرا سوار بھی ان دونوں کی تصدیق کرتا ہے۔ جب لوگوں نے ہجوم کیا جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہرگز معاویہ  
 نہیں مرا بلکہ یہ میری ریش میرے سر کے خون سے رنگین ہوگی اور وہ جگر کسانیاں والی (یا جگر جیانے والی) یعنی ہندہ  
 جگر خوار جس نے کہ جناب امیرؑ حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر چبایا تھا) کا بیٹا اس سے بازی کر لگا۔ یہ خبر سن کر وہ معاویہ کے پاس واپس  
 ہو گئے۔

(۶) عن زید بن ارقم قال قال ابن ابي طالب نشد الناس فقال افتداه رجلا سمع النبي صلى الله عليه وسلم  
 يقول من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من واداه وعاد من عاداه فقام اثني عشر رجلا رياسة من جانب  
 الايسر وستة من الجانب الايمن فشهدوا وقال زید بن ارقم وکنت فیہم سمع ذلک فکتمته فذهب الله ببصری  
 وکان ینتدم علی ما فاتہ من الشہادۃ ویستغفر اخرجہ ابو بکر ابن ہرودیہ (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ) کہتے  
 ہیں کہ جناب امیرؑ نے لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جس نے آنحضرتؐ سے اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال  
 من واداه وعاد من عاداه فرماتے ہوئے سنا ہو وہ کھڑا ہو جاوے اور بیان کرے بارہ بدری صحابی جن میں سے  
 چھ سیر کے بائیں جانب سے اور چھ دہائیوں کے بائیں جانب سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اسکی گواہی بیان کی۔ زید بن ارقم کہتے



{۲۵} من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤوف بالعباد (سورہ البقرہ)

اور بعض لوگوں میں سے وہ ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان کو خدا کی رضا مندی کے لیے اور اللہ شفیقت کرنے والا ہے بندوں پر۔

نقل الامام حجة الاسلام محمد الغزالی فی احیاء علوم الدین ان ليلة بات علی علی فراش رسول الله صلی الله علیه و آله وحی الله تعالی الی جبریل و میکائیل انی اخیت منکما وجعلت عمر احدكما اطول من الآخر فایکما یؤث صاحبہ بالحق فاختار کلواحد منهما الحیوة فاحی الیہما فلا کنتما مثل علی اخیت بینه و بین محمد صلی الله علیه و آله فبات علی علی فیما اثم ویؤثر بالحق فاهبطا الی الارض فاحفظا من عده فکان جبریل عند رأسه میکائیل عند رجله ینادی بخیر لک یا بن ابی طالب یا ہی الله بک والملائکة فانزل الله عز وجل ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤوف بالعباد و اخرجہ الثعلبی فی تفسیره والحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ) امام حجة الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ جب شب ہجرت میں جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سونے پر دو گنا نے جبریل اور میکائیل علیہما السلام کی جانب وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بہائی بنایا ہے اور تم دونوں میں کسی ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے۔ تم دونوں میں سے کوئی ہے کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بہائی کو دیدے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تم دونوں علی کی مثل ہرگز نہیں ہو۔ میں نے اسکو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہائی بنایا ہے دیکھو وہ اپنے بہائی کے بستر پر سو رہا ہے۔ اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرتا ہے اور اپنی زندگی کو اپنے فدا کر رہا ہے تم دونوں میں پر جا کر اسکو اسکے دشمنوں سے بچاؤ جبریل جناب امیر کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اترے اور تمام رات انکی حفاظت کرتے رہے۔ اور پکارنے سے نہ ہٹا بائیں اے ابن ابی طالب خدا اور اسکی فرشتے تیرے ساتھ فخر کرتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔ کون ہے جو بیچے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

{۲۶} ولسوف یعطیک ربک فترضی (سورہ واللیل) ترجمہ اور البتہ عنقریب دیگا رب

تیرا تجھے پس اضی ہوگا تو یا محمد۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی تفسیر هذه الاية انه قال رضی اللہ عنہ محمد صلی اللہ علیہ ان لا



کہتے ہیں میں ہی انہیں لوگوں میں رہتا جنہوں نے کہ اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا تھا پس میں اس کو  
 پوشیدہ رکھا اس لیے خدا نے مجھ کو یاد کیا۔ زید بن ارقم اس گواہی کے نہی پر تمام عمر مادم رہے اور توبہ کر رہے  
 (۳) عن ابن عمر ان امیر المؤمنین قال علی المنبر انا عبد اللہ وانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورثت  
 نبی الرحمن وکتبت سیدۃ النساء اهل الجنة وانا سید الوصیین وانا وصیاء البنین لا یدعی الیک غیرہ الا  
 اصابہ بسوء فقال رجل من عبس لا یحسن ان یقول هذا انا عبد اللہ وانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فلم یرج من مکانہ حتی تخطط الشیطان فخرجہ الی باب المسجد فہذا الناہ قومہ هل تعرفون بہ عرضاً  
 قبل هذا قالوا اللہم لا تخرجہ بن مرد وہ (طلحہ بن عمرو) بن عمر سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک دفعہ منبر پر تھے  
 لگے میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ پایا ہے میں نے سیدہ النساء  
 اہل الجنة سے نکاح کیا ہے میں تمام وصیوں کا سردار ہوں میں تمام نبیوں کے وصیوں کا آخر وصی ہوں میں سب کو  
 کوئی اسکا دعوی نہیں کر سکتا اور اگر کریگا تو خدا تعالیٰ اس کے ساتھ برائی سے پیش آئیگا۔ یہ سنکر قوم عیس کا ایک  
 آدمی کہنے لگا کیا بری بات ہے اپنے منہ سے یہ کہنا کہ میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں یا ہی اس پر یہ بات  
 کہتے ہوئے کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ شیطان نے اس کو دھماکا بنا دیا۔ اور لوگوں نے اسے ٹانگ سو پکڑ کر مسجد کے دروازے  
 سے باہر گھسیٹا۔ یعنی اس کی قوم سے پوچھا کہ یہی پیشتر ہی اس کو یہ عارضہ ہوا تھا وہ خدا کی قسم کہا کر کہنے لگے ہرگز نہیں  
 (۴) عن طلحہ بن عمر انہ نشد للناس من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاً فعلی مولاً فقہل اثنا  
 عشر رجلاً من انصار وانش بن مالک فی القوم لم یشہد فقال لہ امیر المؤمنین یا انس ما منعک ان یشہد  
 وقد سمعت ما سمعوا قال یا امیر المؤمنین کبرت وسمعت فقال امیر المؤمنین اللہم ان کان کاذباً فاضرب  
 بنیاض او بوضح لا توارہ العمامۃ قال طلحہ بن عمر فاشہد یا اللہ لقد رأیتہ بیضاً بین عینہ راجحاً  
 ابن مرد وہ (طلحہ بن عمرو) بن عمر سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام نے ان لوگوں سے قسم دیکر پوچھا جنہوں نے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاً فعلی مولاً کی حدیث کو سنا تھا۔ انصار کو کچھ آدمیوں نے اس کی  
 شہادت بیان کی انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے لیکن اسکی گواہی دینے سے سکت رہے جناب امیر نے  
 ان کو فرمایا اسے ان کے گواہی سے اس شہادت کو بیان کرنے سے بند کیا تھا۔ باوجودیکہ جو کچھ ان لوگوں نے سنا  
 تھا۔ تم نے بھی سنا تھا انس اپنی کبر سے اور نسیان کا غرر کر کے لگو جناب امیر نے فرمایا اے میرے پروردگار اگر یہ  
 جوڑا کہتے ہیں۔ تو انکی پیشانی پر برص کا امسا داغ لگا دے کہ وہ عمامہ سے نہ چپکے طلحہ بن عمرو کہتے ہیں کہ  
 میں خدا کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس برص کے داغ کو انکی پیشانی پر دیکھا تھا۔

(۵) حکى ان علیاً انہم رجلاً یقال لہ الخرار برقع اخبارہ الی معاویۃ فانکف لک وجہہ فقال امیر المؤمنین



OCT	مرد در عقرب ۴ شانی										SEPT
8	۲۹	۲۲	۲۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	2
		۲۳	۲۵	۱۴	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	3
		۲۴	۲۶	۱۳	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	4
		۲۵	۲۷	۱۲	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	5
		۲۶	۲۸	۱۱	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	6
		۲۷	۲۹	۱۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	7
		۲۸	۳۰	۹	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	8
		۲۹		۸	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	9
		۳۰		۷	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	10

JAN	ربیع الثانی ۱۴۰۳ هجری قمری ۲۳ - ۲۴										DEC
28	۲۳	21	14	14	9	7	۳				31
29	۲۴	22	15	15	10	8	۳				2
30	۲۵	23	16	16	11	9	۴				2
31	۲۶	24	17	17	12	10	۵				2
	۲۷	25	18	18	13	11	۶				2
2	۲۸	26	19	19	14	12	۷				2
3	۲۹	27	20	20	15	13	۸				3

MAY	شعبان معظم ۱۴۰۳ هجری قمری ۱۵ - ۱۶										APR
25	۲۴	18	11	11	10	4	۳				27
26	۲۵	19	12	12	11	5	۴				28
27	۲۶	20	13	13	12	6	۵				29
28	۲۷	21	14	14	13	7	۶				30
29	۲۸	22	15	15	14	8	۷				31
30	۲۹	23	16	16	15	9	۸				2
		24	17	17	16	10	۹				2

MOLANA S. AMMAR HAIDERSAHBO

MAHEGER JAMA-EALIA JAFRIAP. NOW GAVAI



یدخل احد من اهل بيته في النار واخرجه القرظي وابن المغازلي في المناقب ابن جوير في تفسيره  
والسبكي في احياء الميِّت ابن عباس رضي الله عنه اس آيت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم رضی ہو گئے کہ انکی اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں نہیں ڈالا جائیگا۔

{۲۷} مرج البحرين يلتقيان (سورة الرحمن) ترجمہ چلاؤ دو دریا ٹھیر پڑتے۔

عن انس بن مالك في قوله تعالى مرج البحرين يلتقيان قال هو على وفاطمة ويخرج منها  
الؤلؤ والمرجان قال الحسن بن الحسن صاحب كتاب الدرر انس بن مالك رضي الله عنه  
اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ ملتے ہیں دو دریا آپس میں روایت ہے کہ دو دریا جناب امیر اور فاطمہ علیہما السلام  
ہیں اور نکلے ان سے موتی اور موتی (چنبا جہنم میں)۔

{۲۸} واجعل لي لسان صدق في الآخرين (سورة الشعراء) ترجمہ اور بنا میرے

لیے ایک سچ کی زبان پھیلون میں۔

عن ابي عبد الله جعفر بن محمد الباقر قال لسان صدق هو علي ابن ابي طالب لما عرضت  
ولايته على ابراهيم عليه السلام فقال اللهم اجعل من ذريتي ففعل ذلك واخوه ابو بكر  
ابن مردويه جناب امام ابو عبد الله جعفر صادق ابن امام محمد باقر عليه وعلى آباءه السلام سے مروی ہے  
کہ سچ کی زبان جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام میں جیسا انکی ولایت کو جناب ابراہیم علیہ السلام  
کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے جناب الہی میں دعا کی کہ اسے پروردگار انکو میری ذریت سے بنا کر  
خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

{۲۹} والعصر اذا لسان لفی خسر الا الذين امنوا (سورة العصر) ترجمہ

قسم ہے اترنے دن کی بے شک انسان نقصان میں ہو مگر جو ایمان لائے۔

عن ابن عباس قال ان الانسان لفی خسر ابل و الا الذين امنوا علی و سلمان (تخريج)  
ابو نعیم وابن مردويه ابن عباس رضي الله عنه سے روایت ہے کہ بیشک انسان نقصان میں ہے  
مراد ابو جہل ہے مگر جو ایمان لائے ان سے مراد علی اور سلمان ہیں۔

{۳۰} والجحيم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى (سورة النجم) ترجمہ قسم ہے

ستار کی جبکہ وہ ٹوٹا نہیں گمراہ ہوا صاحب تمہارا اور نہ ہٹکا

۱۱ عن ابي الحسن بن محمد بن عيسى قال لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ليل الا بواب التي  
في المسجد شق عليهم قال حجة كافي لا نظرا الى حرمته بن عبد المطلب وهو تحت قطيفة حمراء



وعینا تذرفان ویقول اخرجت عمک و ابابکر و عمر و العباس واسکنت ابن عمک فاعلم رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد شق علیہم فدعا للصلوة جامعۃ فصعد المنبر فلم یمع من  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ کان ابلغ منها تمجیداً و توحیداً فلما فرغ قال یا ایہا  
 الناس واللہ ما انا سداً تھا ولا انا فتنہا ولا انا اخرجتکم واسکنتہ وقرأ والنجم اذا  
 هوی ما ضل صاحبکم وما غوی راخرجه بن مردویۃ والسیوطی فی الدلائل المتنبیۃ فی سقۃ  
 النجم ابو الحمزہ حبیب بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان  
 دروازوں کے بند کر نیکا حکم دیا جو کہ مہاجرین میں تھے لوگوں پر نہایت شاق گذرا جب کہتے ہیں کہ اتنا  
 میری آنکھوں کے سامنے وہ سماں پہر رہا ہے کہ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے نہ لنگی اور ہے کہ  
 ہیں اور انکی آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں آپ  
 نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس رضی اللہ عنہم کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اپنے چچے بہن  
 کو رکھ لیا ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں پر دروازوں کا بند کیا جاتا  
 شاق گذرا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جماعت کی منادی کراہی اور منبر پر چڑھ کر ایسا  
 فصیح اور بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمجید اور توحید میں ویسا خطبہ نہیں سنا گیا تھا پہر فرمایا اے  
 لوگو میں نے ان دروازوں کو بند کیا ہے اور نہ کہو لا ہے اور نہ مکو نہ کال ہے اور نہ اسکو رکھ لیا  
 ہے پہر حضرت نے اس آیت کو پڑھا قسم ہے خستاری کی جیکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور  
 نہیں ہٹتا اور نہیں بولتا اپنی خواہش سے مگر جیکہ اسکی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں  
 والا اسکو سکھاتا ہے ۛ

(۲) عن ابن عباس قال کنا جلوساً بمکة مع طائفة من بشائر قریش وفینا رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انقض نجم فقال علیہ السلام من انقض هذا النجم فی منزله  
 فهو وحی من ربک فقاموا ونظروا وقد انقض فی منزلی علی فقالوا قد ضللت لعلی  
 فنزلت والنجم اذا هوی ما ضل صاحبکم وما غوی راخرجه ابن المغازی وصاحب  
 بیہق و ذخائر العقبیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مکہ میں جو انان و قریش  
 کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جناب رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم میں تشریف  
 رکھتے تھے ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا پس حضرت نے ارشاد کیا کہ یہ ستارہ جس شخص کے گھر میں  
 گرے گا وہ میرے بعد میرا وحی ہے پس لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے وہ ستارہ جناب



امیر علیہ السلام کے گھر میں گرا۔ پس لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا راہیاد با صبر آپ  
بسیب علی کے دہوکا کھاتے ہیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی قسم ہے ستارہ کی جیسا کہ وہ گرا نہیں گیا۔  
ہو اتمہارا صاحب اور نہ ہٹکا۔

{۳۱} **وہو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصہرا** (سورۃ الفرقان) ترجمہ

اور وہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی کو پھر بنایا اسکے لیے جد اور سسرال کو۔  
عن محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فی قولہ تعالیٰ **وہو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا**  
وصہرا قال انھا نزلت فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن ابی طالب علیہ السلام ہوا بن عم النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم وزوج فاطمہ علیہا السلام فكان له نسبا وصہرا رکفایۃ الطالب للسلامۃ  
عبداللہ ابن یوسف الکنتی الشافعی محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے شان نزول میں  
کہ وہ وہ ہے کہ جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا اور بنایا اسکے لیے نسب اور سسرال کا رشتہ کہتے  
ہیں کہ یہ آیت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل  
ہوئی ہے کہ وہ نسب کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور جناب فاطمہ علیہا  
السلام کے شوہر ہونے کی وجہ سے حضرت انکے لیے سسرال کا رشتہ ہیں۔

{۳۲} **سلام علی ال یا سین** (سورۃ الصافات) ترجمہ ال یا سین پر سلام ہو

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال فی قولہ تعالیٰ **سلام علی ال یا سین** ای علی آل محمد صلی  
اللہ علیہ وسلم اخرجہ الکلبی والامام فخر الدین الرازی فی الاربعین والسمیع والشافعی  
فی فضل الشرفین وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردودہ والسیوطی فی الدر المنثور ابن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کریمہ کہ سلام ہو ال یا سین پر کی تفسیر میں منقول ہے کہ یعنی آل  
محمد پر سلام ہو۔

تنبیہ فقد نقل جماعة من المفسرين عن ابن عباس رضي الله عنه ان المراد بذلك سلام  
على آل محمد صلى الله عليه وسلم (صواعق محرقہ) مفسرین کی ایک جماعت نے ابن عباس  
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ال یا سین سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے

{۳۳} **اخوان علی صر متقا بلین** (سورۃ الحج) ترجمہ بھائی بھائی کے تھوڑے پر آمیز  
سامنے ہونگے۔

راہن زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت معی فی فقری



فالجنت مع فاطمة ابنتی وانت اخی ورفیقی ثم تلا رسول الله صلی الله علیه و آله اخوانا علی سر متقا بلین  
 (اخرجه احمد) زید بن ابی اونی رضی الله عنه سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے جناب امیر  
 علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ تو میرے ساتھ میرے گھر میں قیامت کو روزِ جنت میں میری بیٹی فاطمہ کے  
 ساتھ ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر حضرت صلی الله علیه وسلم نے اس آیت کو پڑھا بھائی برابر  
 کے تختوں پر آئے سائے ہونگے \*

(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال علی یارسول الله ایما احب الیک انا ام فاطمة قال فاطمة احب  
 الی منک وانت اعز علی منها وکانی بک وانت علی حوض قد ودعنه الناس وان علیہ  
 لا یراق مبتل عد دنجوم السماء وانت والحسن والحسین وفاطمہ وعقیل وجعفر اخوانا  
 علی سر متقا بلین (اخرجه ابن مردودہ) ابو ہریرہ رضی الله عنه سے روایت ہے کہ جناب امیر  
 نے عرض کیا یا رسول الله ہم دونوں میں سے کون حضور کو زیادہ پیارا ہے۔ میں یا فاطمہ آنحضرت صلی  
 الله علیه وسلم نے ارشاد کیا فاطمہ تم سے زیادہ پیاری ہیں اور تم ان سے زیادہ عزیز ہو۔ میں اور تم  
 حوض پر اکٹھے ہونگے تم لوگوں کو اس سے ہٹاؤ گے اور اس پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کو موقوف  
 پائے ہونگے اور تو اور حسن اور حسین اور فاطمہ اور عقیل اور جعفر بھائی برابر کے تختوں پر آئے  
 سائے ہونگے \*

{۳۴} هو الذی یدک بنصرہ وبالمؤمنین (سورۃ انفال) ترجمہ وہ وہ خدا ہے  
 کہ جس نے تیری تائید کی اپنی مدد سے اور مومنوں سے \*

عن ابی ہریرۃ رضی الله عنه فی قوله تعالیٰ هو الذی یدک بنصرہ وبالمؤمنین قال رسول  
 الله صلی الله علیه وسلم مکتب علی العرش لا الہ الا الله وجلا لا شریک له محمد عبدک ورسولک  
 ایدتہ بجلی بن ابی طالب (اخرجه ابو نعیم فی الحلیۃ والسمعی والسیوطی فی الدر المنثور)  
 ابو ہریرہ رضی الله عنه سے منقول ہے کہ رسول تعالیٰ کے قول کی تفسیر میں کہ اس نے تیری تائید کی اپنی مدد  
 ساتھ اور مومنوں سے آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے نہیں سوا خدا کے  
 کوئی معبود اور مخالفیکہ وہ اکیلا ہے کوئی اسکا شریک نہیں محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے میرے  
 علی بن ابی طالب کے ساتھ اسکی تائید کی ہے \*

{۳۵} واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین (سوال بقرة)  
 ترجمہ اور قائم رکھو تم نماز کو اور دو تم زکوۃ کو اور جبکو تم جھکنے والوں کے ساتھ \*



عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت هذه الآية في رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى خاصة وهما اول من صلى وركع واخرج الطبراني في الخصائص والحافظ ابو نعیم - وابن المغازلي في المناقب وسبط ابن الجوزي في تذكرة خواص الامم مجاهد رحمته اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے حق میں خاص کر نازل ہوئی اور انہیں دونوں صاحبوں نے اول نماز پڑھی ہے اور یہی دونوں پہلے جہکے ہیں ۔

{ ۳۶ } **وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ رَسُولُ اللَّهِ** (سورہ النور) ترجمہ جو لوگ کہ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے ۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما في قوله تعالى والسابقون الاولون قال سبق يوشع بن نون الى موسى وسبق صاحب الياسين الى عيسى وسبق علي بن ابي طالب الى محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم واخرج الطبراني وابن مردويه ابن عباس رضی اللہ عنہما آية والسابقون الاولون کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ یوشع بن نون نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف اور صاحب الیاسین یعنی خوار یون کے دوڑتے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اور جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سلام لانے میں سبق کی ہے ۔

{ ۳۷ } **فَأَمَّا الَّذِينَ هَبَّ بَكَ فَأَنَا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ** (سورہ الزخرف) ترجمہ پس اگر تم تجھ کو لے گئے تو ہم کو ان سے بدلہ لیتا ہے ۔

(۱) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فَأَمَّا الَّذِينَ هَبَّ بَكَ فَأَنَا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ نزلت في علي أنه ينتقم من الناكثين والفاستين والمارقين من بعدك (اخرج ابو بكر بن مردويه والدليل في فردوس الاخبار والسبك في الدلائل) جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ آیت فاما تذہبن بک فانما منهم منتقمون علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ناکثین اور فاسطین اور مارقین کو میرے بعد انتقام لیں گے ۔

(۲) عن حذيفة رضي الله عنه قال قوله تعالى فَأَنَا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ بعلي (اخرج الحافظ ابو نعیم) حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا کی کلام پاک میں کہ ہم ان سے بدلہ لیں گے یہ مراد ہے کہ بذریعہ علی کے ہم ان سے بدلہ لیں گے ۔



{۳۸} وجنات من اعناب زرع ونخيل صنوان وغير صنوان يستقى بماء

واحد (سورہ رعد) ترجمہ اور باغ انگورون سے اور کہیتیان اور کہجورین میں ایک جڑیں کی اور بن ملی جڑیں یعنی ایک تھالی میں ایک کہجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے ۛ  
عن جابر بن عبد الله انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول الناس من اشجار رشتي وانا واثت يا اعلیٰ من شجرة واحدة ثم قرأ النبي صلى الله عليه وسلم وجنات من اعناب وزرع ونخيل صنوان وغير صنوان يستقى بماء واحد (اخرجه ابو بكر بن مردويه وهو صحيح على ماى الحاكم) جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ متفرق شجروں سے ہیں اور میں اور تو یا اعلیٰ ایک شجرہ سے ہیں پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا۔ اور باغ انگورون سے اور کہیتیان اور کہجورین میں ایک جڑیں کی اور بن ملی جڑیں یعنی ایک تھالی میں ایک کہجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے ۛ

{۳۹} يوم لا يخزي الله النبي والذين امنوا معه (سورة التهميم) ترجمہ

جس دن اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور جو ایمان لائے ہیں اسکے ساتھ ۛ  
عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من يكسني من حلال الجنة ابراهيم لخلة من الله عز وجل ثم محمد لانه صفا الله ثم علي بن ابي طالب لما الى الجنان ثم قرأ يوم لا يخزي الله النبي والذين امنوا معه (اخرجه ابن مردويه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سالما صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز رب اول جناب ابراہیم علیہ السلام بابت خلیل اللہ ہونیکے جنت کو لباس پہنوس ہونگے پھر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ وہ برگزیدہ درگاہ الہی ہیں پھر علی اور وہ ان دونوں کے درمیان جنت میں پہنوس ہونگے۔ پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا ۛ

{۴۰} وكفى الله المؤمنين القتال وكان الله قويا عزيزا (سورة الاحزاب)

اور آپ اٹھالی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ زور آور زبردست ۛ

عن عبد الله بن مسعود كان يقرأ هذا الحروف وكفى الله المؤمنين القتال بعلى وكان الله قويا عزيزا (اخرجه ابن مردويه) وابن ابي حاتم وابن عساكر والسيوطي في الدر المنثور عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کو اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ کفایت کی اللہ نے مومنوں کو لڑائی میں علی کے ساتھ اور اللہ ہے قوی عزت والا ۛ



{۴۱} فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذک فیها اسمہ لیسجل فیہا بالعدو

والاصال (سورة النور) ترجمہ ان گہروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے انکے بلند کیے جانے اور

ان میں اپنے نام کے ذکر کیے جانے کا حکم کیا ہے صبح اور شام اس میں اس کے لیے تسبیح کرتے ہیں

عن انس بنید رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ فی بیوت اذن

اللہ الخ فقال رجل ای بیوت هذه یا رسول اللہ قال بیوت الانبیاء فقال ابو بکر

هذا البيت منها وأشار الى بیت علی وفاطمة قال نعم من افاضلہا (اخرجه بن مردويه

والسیوط فی الدر المنثور) انس بن مالک اور ربیعہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت پر ہی ایک شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کن گہروں سے

مراد ہے آپ نے فرمایا انبیاء کے گہروں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ

گہر یعنی جناب علی اور فاطمہ کا انہیں گہروں میں سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ انکے

بہترین میں سے \*

{۴۲} یا ایہا الذین امنوا لاتمروا الطیبات ما احل الله لکم رسول

مائدہ) ترجمہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاک چیزوں کو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے

لیے حلال کی ہیں \*

{۴۳} عن قتادة عن ابن عباس قال انزلت فی علی واصحابہ وقال ان علیا وجما

من اصحابہ منهم عثمان بن مظعون اداوا ان یخلوا عن الدنیا ویترکوا النساء ویترکوا

فانزلت هذه الآية (اخرجه ابو بکر بن مردويه) قتادہ رحمہ اللہ علیا بن عباس رضی اللہ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر اور انکے بعض دوستوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جناب امیر

اور انکے بعض دوستوں نے کہ جن میں سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہی تھے یہ ارادہ کیا

تھا کہ دنیا سے کنارہ گزینی اختیار کر لینی چاہیے اور عورتوں کو چھوڑ کر راسب بنجانا چاہیے پس

یہ آیت نازل ہوئی \*

{۴۴} امحسدون الناس علی ما اتاهم الله من فضله (سورة النساء)

ترجمہ کیا لوگ حسد کرتے ہیں اس شخص پر کہ جس کو دیاتے اللہ نے اپنے فضل سے۔

عن محمد الباقر فی قوله امحسدون الناس الخ انه قال والله نحن اهل البيت هم

الناس (اخرجه ابو الحسن المغازلی فی المناقب والعلامہ ابن حجر فی الصواعق جناب امام



محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہو کہ وہ لوگ ہم اہل بیت ہیں ۔  
 {۴۴} واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا (سورة آل عمران) ترجمہ اور ضبط  
 پکڑو اللہ کی رسی کو سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو ۔

عن جعفر الصادق فی تفسیر هذه الآية انه قال نحن حبل الله (اخرجه الثعلبی فی تفسیر  
 والعلامة بن حجر فی الصواعق) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں  
 روایت ہو کہ وہ خدا کی رسی ہم ہیں ۔

{۴۵} کمشکوة فیہا مصباح (سورة النور) ترجمہ مانند چراغدان کے ہونے حسین چراغ ہو

عن ابی جعفر قال سالت الحسن عن قول الله تعالى کمشکوة فیہا مصباح قال المشکوة فاطمة  
 وشجرة مبارکة ابراهيم لا شرقية ولا غربية لا يهودية ولا نصرانية نور علی نور منہا امام  
 بعد امام بھک اللہ نورہ منشاء بھک اللہ لو لا یتنامن لیشاء (اخرجه المغازی) جناب  
 امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نے جناب حسن سے اس آیت کی تفسیر کو پوچھا وہ فرماتے  
 گئے کہ چراغدان سے مراد جناب فاطمہ ہیں اور شجرہ مبارکہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لا شرقیہ و  
 لا غربیہ سے یہ مراد ہے کہ جناب فاطمہ نہ تو یہودیہ تھیں اور نہ نصرانیہ اور نور علی نور سے یہ مراد ہے  
 کہ ان سے امام کے بعد امام پیدا ہوتا رہیگا۔ اور اللہ ہدایت کرتا ہے اپنے نور سے جس کو چاہے۔ اس  
 سے یہ مراد ہے کہ اللہ ہماری ولایت سے جسے چاہے ہدایت کر سکتا ہے ۔

{۴۶} ومن یقرئ حسنة نزلہ فیہا حسنا (سورة الشعراء) ترجمہ جس نے نیکی  
 کا کسب کیا ہم اس کے لیے نیکی زیادہ کرتے ہیں ۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ومن یقرئ حسنة قال المودة لال محمد صلی اللہ علیہ  
 وآلہ (اخرجه الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے نیکی کا کسب کیا پھر  
 جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے ساتھ دوستی کی ۔

{۴۷} افمن وعدناہ وعد احسن افھو لا قیہ (سورة القصص) ترجمہ پس  
 جس کے ساتھ کہہئے نیک وعدہ کیا ہے پس وہ اس کو ملیگا ۔

عن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ قال تزلک هذه الآية فی علی وحمزة رضی اللہ عنہما (اخرجه المحب  
 الطبری فی الریاض مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ یہ آیت جناب امیر اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی  
 کی شان میں نازل ہوئی ۔



{۴۸} **انشرح الله صدره للاسلام ففزع على نور من رب** (سورة الزمر) **ترجمہ**

پس جس کا کہ سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا سو وہ احباب میں سے اپنے رب سے

قال الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب نزول القرآن ثلاث هذه الایة فی علی وحمزة و  
قست قلوبهم ابولہب واولادہ وھکذا ذکر ابو الفرج ابن الجوزی امام واحدی کتاب اسباب  
نزول القرآن میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جس کا دل  
سخت ہو گیا وہ ابولہب اور اس کی اولاد ہے علامہ ابو الفرج ابن جوزی نے بھی اسکا ذکر کیا ہے

{۴۹} **انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا یقیمون الصلوۃ ویؤتون**

**الزکوۃ وھم راکعون** (سورة مائدہ) **ترجمہ** بجز اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اسکا  
رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں درآنحالیکہ وہ رکوع کیے

ہوئے ہیں

عن ابن عباس کان جالسا علی شفیر زمزم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

الہ وسلم اذا اقبل رجل متعصم بعامة فجعل ابن عباس یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

قالہ الا قال الرجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سالتک باللہ

من انت فکشف العمامۃ عن وجہہ وقال ایہا الناس من عرفنی فقد عرفنی فانما ابوذری

الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ورایتہ بیہاتین والا فتمت ورایتہ بیہاتین والا

فعمینا یقول عن علی انه قائد البرۃ وقاتل الفجۃ منصور من نصرہ محذول من خذلہ

اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما من الايام الظہر فسأل سائل فی

المسجد فلم یعطہ احد شیئا فرفع السائل یدہ الی السماء وقال اللہم اشہد انی سالت

فی مسجد نبیک ولا یعطنی احد شیئا وكان علی فی الصلوۃ راکعا فادعی الیہ فخصص

الیمینہ فیہا خاتم فاقبل السائل فاخذ الخاتم من خصص فرفع رسول اللہ صلی اللہ

طرفہ الی السماء فقال اللہم ان اخي موسی سالك فقال رب اشہد لی صدک ولسیر لی

امرہ واخلل عقد من لسانی یفہم قولی واجعل لی ذیرا من اہلی ہارون اخي

اشدد بہازی واشترکہ فی امری فانزلت علیہ قرآنا سند عضدک ونجعل لکما

سلطانا اللہم انی محمد نبیک وصفیک اللہم فاشہد لی صدک ولسیر لی امری واخلل

لی وزیرا من اہلی علیا اشدد بہازی قال ابو ذری فما استتم دعاءہ حتی انی جبریل بن



عند الله قال يا محمد اقرأ انما وليكم الله ورسوله والذين يقيمون الصلوة ويؤتون الزكوة وهم  
 راكعون (اخرجه ابواسحاق الثعلبي في تفسيره) ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ چاہہ زمرہ کے کنارے  
 بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی عمامہ پوش آگیا  
 ابن عباس نے حدیث کے بیان کرنے میں توقف کیا وہ شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے  
 لگا ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ  
 کھول دیا اور کہہ لے لوگو جس نے مجھے پہچا ہو پہچانا ہو اور جس نے کہ نہ پہچا ناہودہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری  
 ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دو کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونوں میرے ہو جائیں  
 اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں ہٹم ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی  
 کی شان میں فرماتے تھے وہ نکو کاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے۔ فتح شد ہوا وہ شخص  
 کہ جس نے اسکی مدد کی اور چوڑا گایا وہ شخص جس نے کہ اسکو چوڑا۔ میں ایک روز جناب رسالت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا ایک سائل نے آکر سوال کیا کیسے اسے کچھ نہ دیا سائل  
 آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے خدا گواہ رہو میں نے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے  
 کیسے کچھ نہیں دیا جناب امیر کو ع میں تھے سائل کی طرف اپنے دہنے ہاتھ کی ہنگامی سے اشارہ کیا اس  
 میں انگوٹھی تھی سائل نے بڑبڑاتا رہی یہ ماجرا حضرت نے دیکھ کر جناب الہی میں دعا کی الہی میری بہائی  
 موت سے نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان  
 بنا میری زبان کی گرہ کھول تاکہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بہائی  
 ہارون کو میرا وزیر بنا اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک بنا پس  
 الہی تو نے اپنا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بہائی کی وجہ سے تیرے بازو قوی کریں گے اور تم دونو  
 کو غالب بنا دیں گے۔ الہی میں محمد ہوں اور تیرا نبی برگزیدہ ہوں پس میرے سینہ کو کھول اور میرے  
 کام کو آسان کر اور میری گرہ والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر  
 ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبیرؓ  
 خدا کے پاس سے تشریف لائے اور کہنے لگے یا محمد پڑھ بجز اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور ہمارا رسول  
 ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں دعا نکالیں وہ رکوع کیسے پڑھتے  
 ہیں

عن ابن عباس قال قال اقبل عبد الله بن سلام ومعه نفر من قومه ممن قد امنوا بالنبي



صَلَّی اللہ علیہ فقالوا یا رسول اللہ ازمننا زلنا بعیدۃ لیس لنا مجلس دون هذا المجلس فان قوی  
 لما رأونا امننا بالله ورسوله وصدقنا ما رخصونا - والکو علی انفسهم ان لا یجالسونا ولا ینکحونا  
 ولا یکلمونا فشق ذلك علینا فقال لھم النبی انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الخ ثم  
 از النبی صلی اللہ علیہ خرج من المسجد والناس بین قائم وراکم فرای لسائل فقال لہ  
 النبی صلی اللہ علیہ هل اعطاک احد شیئا فقال نعم خاتما فقال صلی اللہ علیہ من اعطاک  
 قال ذلك القائم وادمی بیدہ الی علی فقال صلی اللہ علیہ وعلی ای حال اعطاک قال اعطاک  
 وهو راکم فکبر النبی صلی اللہ علیہ ثم قرأ ومن یتولی اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حق  
 اللہ ہم الغالبون فانشاء حسان بن ثابت ع ابا حسن تقدیک روحی بمہجتی + وکل بطنی  
 فی الصلۃ والمسارع + فانت الذک اعطیت اذ کنت راکعا + فذک نفوس الخلق یا خیر راکم  
 بخاتمک المیمون یا خیر سید + یا خیر ساجد ثم یا خیر راکم + فابزل فیک اللہ خیر ولایۃ  
 و بینہا فی محکمات الشرائع + وایضا قال ع من ذی اخصمہ تصدق راکعا + واسرفی نفسہ  
 اسرارا + من کان بات علی فراش محمد + و محمد اسوی نحو الغار + ومن کان فی  
 القرآن سمی مؤمنا + فی تسع آیات تلین غرارا راخرجه ابوبکر بن مردویہ والخوارزمی  
 فی المناقب - وسبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ  
 عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند مسلمان نہایتوں کے ساتھ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کنجیدت میں عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمارے گھر بہت دور ہیں اور سو اس مجلس کے کوی سہمی  
 مجلس میں کہ جس میں ہم بیٹھ سکیں جیسے ہماری قوم نے دیکھا ہے کہ ہم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان  
 لائے ہیں اور ہم نے اسکی تصدیق کی ہے انہوں نے ہم سے ملاقات چنور دی ہے اور عہد کر لیا ہے  
 کہ وہ نہ ہمارے پاس بیٹھتے ہیں اور نہ ہم سے نکاح کرتے ہیں اور نہ ہم سے بات چیت کرتے ہیں یہ بات  
 ہم پر نہایت شاق گذر رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق  
 اللہ اور اسکا رسول اور وہ لوگ ہیں جو کہ ایمان لائے ہیں یہ فرما کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد  
 باہر تشریف لے گئے اور لوگ ابھی قیام اور رکوع میں تھے پس حضرت نے ایک سائل کو دیکھا اور اس  
 سے پوچھا تجھے کسینہ کچھ دیا ہے وہ عرض کرنے لگا ہاں مجھے انگوٹھی دی ہے آپ نے فرمایا کس نے  
 دی ہے اس نے جناب علیؓ کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا اس کڑے کو شخص نے آپ سے  
 پوچھا کس حانت میں دی وہ کہنے لگا کہ کوئی حالت میں حضرت نے نکمیر پڑھ کر پھر اس آیت کو پڑھا جو



شخص کہ اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں دوستی رکھتا ہے پس خدا گروہ ہی  
 غالب ہو نیوالا ہے پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے ہیں اے ابو الحسن تجھے پیر میری  
 روح اور جان قربان ہو گا اور ہر ایک وہ شخص کہ ہدایت میں کندی اور تیزی کرنے والا ہے۔ پس تو  
 وہ ہے کہ رکوع کی حالت میں بختا۔ عام لوگوں کی جان تجھ پر فدا ہو اے سب رکوع کرنے والوں سے  
 بہتر بختی تو نے اپنی انگوٹھی اے بہتر اور سردار قوم کے اے سب سجدہ کرنے اور رکوع کرنے والوں سے بہتر  
 پس خدا نے تیری ولایت میں نص کو نازل کیا۔ اور ہر کوئی شریعت کے محکومات سے بیان فرمایا۔ اس کے بعد  
 انہوں نے ان اشعار کو بھی پڑھا ہے کون اس سے جھگڑ سکتا ہے جس نے رکوع کی حالت میں بختش کی ہو  
 اور خدا نے اس کے نفس میں اپنے اسرار کو نوعیت رکھا ہے۔ اس کے سوا کون شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم بہتر مبارک پر سویا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو غار کعبہ تشریف لے جا رہے تھے۔ اس  
 کے سوا خدا نے کس کو قرآن مجید کی نو آیتوں میں ہومن کہا ہے اور پڑھتا ہے تو ان کو رکوع اور سجود  
 میں

(۳) عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال اذن بلال فقام الناس بصلوات فمن بين  
 راكم وساجد وسائل يسأل فاعطاه علي خاتمه وهو راكم فاخبر السائل رسول الله صلي  
 الله عليه فقر علينا انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا يقيمون الصلوة ويؤتون  
 الزكاة وهم راكعون راخرجه الواحد في كتابه المسمى باسمنا نزول القرآن۔ والحافظ  
 ابن الاثير في كتابه جامع الاصول عن صحيح النسائي وابن الجوزي (عبد اللہ بن سلام رضی  
 اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور لوگ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے ابھی لوگ  
 رکوع اور سجود ہی میں تھے کہ ایک سائل سوال کرنے لگا جناب ہم رکوع کیسے ہوئے تھے اسی حالت  
 میں اے اپنے اپنی انگوٹھی عطا کی سائل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع دی حضرت نے  
 ہکو یہ آیت پڑھ کر سنائی بخیر اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اسکا رسول اور وہ ایمان والے ہیں  
 جو نماز پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں

**تنبیہ** وفي الكشف فاز قلت كيف صح ان يكون لعل واللفظ لفظ الجمع قلت فجابہ  
 على لفظ الجمع وان كان السبب فيه رجلا واحدا ليرغب الناس في مثل فعله فينالوا بمثل  
 ثوابه ولست على ان سجد المؤمنان يجبان تكون على هذه الغاية من المحرص على البر و  
 الاحسان وتفقد الفقراء حتى ان الزمهم امر لا يقبل التأخير هم في الصلوة لم يؤخروا



انہی کلمہ علامہ زنجیری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کشاف میں کہتے ہیں اگر تو یہ کہے کہ یہ بات جناب علیؑ کیلئے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس آیت میں تو لفظ جمع کا استعمال ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ لفظ جمع کا ایسے مستعمل ہوا ہے اگرچہ واصل سبب ہمیں ایک ہی آدمی ہے یعنی جناب امیر۔ تاکہ لوگ انہیں کے ثواب کے موافق ثواب حاصل کریں۔۔۔ کیونکہ مومنین کی حضرت اسی رجب پر چاہیے اور انکو احسان کرنے پر اور فقراء کے حال کی غمخواری پر پتہ در حص چاہیے کہ انکو نماز سے بھی اس میں تاخیر نہ ہو۔

{۵} **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِ مَوَّابِينَ يَدِي خَوْفًا**  
**الصدقة ذلك خير لكم سورة عبادہ** ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو بوقت  
 کہ تم لوگ رسولؐ کو تورا از کہتے سے پہلے صدقہ دو تمہارے لیے یہ بہتر ہے۔

(۱) **عن علی قال لما نزلت يا ايها الذين امنوا اذا ناجيتم الرسول انتم قال صلى الله عليه وسلم**  
**اعلموا ان يتصدقوا قال بكم يا رسول الله قال بد ينار قال لا يطيقونه قال فنصف دينار**  
**قال لا يطيقونه قال فيكم قال بشعيرة قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لو عهد فانزل الله**  
**تعالى واشفقتم ان تقدوا موابين يدي خجوكم صدقات الاله وكن يقول بي خفف عن**  
**هذه الامة راخرجه النسائي والعلبي والواحد جناب امير عليہ السلام سے یہ آیت ہو کہ جب آیت**  
**منجوی نازل ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ لوگوں کو جا کر کہو کہ صدقہ**  
**دیا کریں مینے عرض کیا یا رسول کس قدر فرمایا ایک دینار مینے عرض کیا لوگوں میں اس قدر طاقت**  
**نہیں ہے فرمایا نصف دینار۔ مینے عرض کیا ان کو اسکے دینے کی بھی طاقت نہیں فرمایا پھر**  
**کس قدر مینے عرض کیا صرف جو بہر سونا حضرت نے مجھے ارشاد کیا تو بہت ڈر گیا اللہ ہے پس خدا**  
**تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ڈر گئے تم راز کھنے سے پیشتر صدقہ دینے سے پس جناب امیر فرمایا کر دو**  
**تمہے کہ میری وجہ سے اس امت پر تخفیف ہوئی ہے۔**

(۲) **عن علی قال هذه الآية من كتاب الله ما عمل بها احد قبلي ولا يعمل بها احد**  
**بعدي كان عندی دينار انصرفته فقلت اذا ناجيته تصدقت بدينارهم وسالت رسول الله**  
**صلى الله عليه وسلم عشر مسائل فاجابني عنها فقلت يا رسول الله ما الوفاء قال التوحيد**  
**والشهادة ان لا اله الا الله - قلت ما الفساد قال الكفر والشرك بالله - قلت ما الحق قال**  
**الاسلام والقرآن والولاية اذا انتهت اليك - فقلت ما الحيلة قال ترك الحيلة - فقلت ما**  
**علي قال طاعت الله وطاعة رسوله - قلت وكيف ادعو الله تعالى قال بالصدق واليقين -**



قلتُ ماذا اسأل الله - قال العافية - قلتُ وما اصنع لنجات نفسي - قال اكل حلالاً قل صدقاً  
 قلتُ وما السرور قل الجنة قلتُ وما الراحة قال لقاء الله حين فرغت منها راخروجها الجود  
 في اسباب النزول وتفسير مدارك جناب امير عليه السلام سرور ایت ہو کہ قرآن مجید کی اس آیت کے  
 ساتھ نہ مجھے پہلو کیسے عمل کیا ہے اور نہ کوئی بعد میں کرے گا میرے پاس ایک دنیا رہتا مینے اسکو  
 خرچ کیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی بہید کی بات پوچھتا تو ایک درہم صدقہ کرتا  
 اسی طرح سے مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس مسکے پوچھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے  
 انکا جواب دیا۔ پس میں عرض کیا یا رسول اللہ وفا کسے کہتے ہیں۔ آپ فرمایا توحید اور لا الہ الا اللہ  
 گواہی دینے کو۔ مینے عرض کیا فساد کیا چیز ہے۔ فرمایا کفر اور خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ مینے کہا  
 حق کیا ہے۔ فرمایا اسلام اور قرآن اور ولایت جبکہ تجھ تک پہنچے۔ پھر مینے عرض کیا حیلہ کیا ہے  
 فرمایا حیلہ کا ترک کرنا۔ مینے کہا مجھ پر کیا چیز فرض ہے۔ فرمایا خدا کی بندگی اور اس کے رسول کی  
 اطاعت۔ میں نے کہا میں خدا کو کس طرح پکاروں۔ فرمایا صدق ہو اور یقین سے۔ مینے کہا میں خدا  
 سے کیا مانگوں فرمایا عافیت۔ مینے کہا میں اپنی جان کی خلاصی کے لئے کیا کروں۔ فرمایا صلہ  
 کہا اور سچ بول۔ مینے کہا خوشی محیا ہے۔ فرمایا جنت۔ مینے کہا آرام کیا ہے فرمایا خدا کا دیدار  
 جبکہ تو حساب کتاب کو فارغ ہو جائے۔

(۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قلت لعلی لو کان لی واحدة منہن احب الی من حمرا النعم تزویج  
 فاطمة واعطاء الراية وایة النجوى راخروجہ ابن مرد دیتا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو  
 کہ جناب امیر میں تین ایسی باتیں تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو مجھے سرخ  
 بوشم والے اونٹ کو بھی زیادہ محبوب ہوتی جناب سیدہ علیہا السلام کو انکا نکاح ہوتا۔ اور انکو علم کا  
 دیا جاتا۔ اور آیت بخوی کے ساتھ انکا عمل کرنا۔

{۵} ان الله وصلاتک يصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ  
 وسلموا تسلیماً (سورة الاحزاب) ترجمہ بخقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں  
 نبی پر اسے وہ لوگو کہ تم ایمان لاؤ درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔

(۱) عن کعب بن عجر قال لما نزلت هذه الآية قلنا یا رسول الله کیف نصلی وکیف نسلم علیک  
 قال قولوا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک  
 حمید مجید اللهم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم



انک حمید مجید (اخرجه البخاری والمسلم) کونین عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حبیب آیت نازل ہوئی پہنچنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم حضور پر کس طریق سے درود اور سلام بھیجا کریں فرمایا کہا کرو۔ اے ہمارے پروردگار درود بھیج محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے درود بھیجا ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر تحقیق توستودہ اور بزرگ ہے اور اے ہمارے پروردگار برکت کر محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے برکت کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر تحقیق توستودہ اور بزرگ ہے۔

{۵۲} والسابقون السابقون اولئك المقربون فی جنات النعیم (سوال واقعہ)  
ترجمہ اگاڑی والے سواگاڑی والے وہی ہیں نزدیک نعمتون کے باغون میں۔

(۱) عن ابن عباس قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قوله تعالى السابقون السابقون فقال قال لي جبریل ذاك على (اخرجه ابن مردويه) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت والسابقون السابقون کی تفسیر یہ بھی آپ نے فرمایا فرمایا کہ مجھے جبریل نے کہا کہ یہ علی ہیں۔

{۵۳} واذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الى شياطينهم قالوا انا معكم انما نحن مستهزنون (سورة البقرة) ترجمہ جب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے

جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب وہ اپنے شیطانوں سے جالتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ہنسی کرنے والے ہیں۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان عبد الله بن ابی و اصحابہ خرجوا فاستقبلهم نفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عبد الله بن ابی و اصحابہ انظروا كيف ارد هؤلاء السهبا عنكم فاخذ بيد علي فقال مرحبا يا بن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وختنه وسيد بني هاشم ما خلا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال علي يا عبد الله اتق الله ولا تنافق فان المنافق اشتر خلق الله فقال مهلا يا ابا الحسن ان ايماننا كما يمانكم ثم تفرقوا فقال ابن ابی و اصحابہ كيف رايتم ما فعلت فاشتموا عليه خيرا وتزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم واذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الى شياطينهم فقال ابن ابی و اصحابہ بن ابی اپنے دوستوں کو ساتھ آ رہا تھا راستہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کو آتے ہوئے دیکھ کر اپنے دوستوں سے کہنے لگا دیکھو میں ان یونون کو کس طرح سے تم سے ملتا ہوں یہ کہہ کر جناب امیر